اس کتاب کی مختصر خصوصیات یہ ہیں۔ ★ ہر شاعر کا تعارف اور عنوان کا پس منظر۔
★ ہر شعر کا عام فہم اور سلیس اردو ترجمہ۔ ★ ہر شعر کے الفاظ کی نحوی صرفی تحقیق۔
★ ہر شعر کے مخصوص الفاظ کی نحوی ترکیب شامل ہے۔

مطر السماء

شرح

باب الحماسة

مصنفین

مولانا محمد نور حسین قاسمی صاحب فارغ التحصیل دار العلوم دیوبند

مولانا محمد صدیق ارکانی استاذ الحدیث جامعہ احتشامیہ جیکب لائن کراچی

اس کتاب کی مختصر خصوصیات یہ ہیں۔ ★ ہر شاعر کا تعارف اور عنوان کا پس منظر۔
★ ہر شعر کا عام فہم اور سلیس اردو ترجمہ۔ ★ ہر شعر کے الفاظ کی نحوی صرفی تحقیق۔
★ ہر شعر کے مخصوص الفاظ کی نحوی ترکیب شامل ہے۔

مطر السماء

شرح

باب الحماسة

مصنفین

مولانا محمد نور حسین قاسمی صاحب فارغ التحصیل دار العلوم دیو بند

مولانا محمد صدیق ارکانی استاذ الحدیث جامعہ احتشامیہ جیکب لائن کراچی

دار الاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : اکتوبر ۲۰۰۹ء علمی گرافکس
ضخامت : 492 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

……ملنے کے پتے……

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
مکتبہ معارف القرآن جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

AZHAR ACADEMY LTD.
54-68 LITTLE ILFORD LANE
MANOR PARK, LONDON E12 5QA

ISLAMIC BOOK CENTRE
119-121, HALLIWELL ROAD
BOLTON, BL1-3NE

امریکہ میں ملنے کے پتے

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

فہرست

تصدیق: استاذ الفنون مولانا فضل اکبر خلجی صاحب

الحمدللّٰہ علی نعمائہٖ والصلوٰۃ والسلام علی محمد والہ۔ ''دیوان حماسہ'' درس نظامی میں فن ادب عربی کی مشہور اور معروف کتاب ہے، مدرسہ کے اصحاب حل وعقد یہ کتاب اس مدرس کے حوالے کرتے ہیں جن کو ادبِ عربی سے حظ وافر لگاؤ ہو کیونکہ عربی ادب کی کوئی بھی کتاب درحقیقت کئی فنون وعلوم کا میدان اور جولان گاہ ہوتی ہے۔ بالخصوص ''دیوان حماسہ'' چونکہ ہمارے درس نظامی میں اس کو اس فن کی آخری کتاب تصور کی جاتی ہے۔

1982ء کی بات ہے کہ احقر نے یہ کتاب حضرت مولانا بابا ادریس صاحبؒ سے پڑھی، دوران درس باباؒ نے فرمایا تھا کہ بیٹا یہ کتاب خون خشک بھی کرتی ہے اور خون کو گرم بھی کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کی کثیر تعداد میں شروحات لکھی گئیں۔ حال ہی میں ہمارے جامعہ کے ذی استعداد، محنتی، لائق فائق اور محقق استاد حضرت مولانا محمد صدیق ارکانی صاحب نے اپنا ایک مسودہ بنام ''مطر السماء شرح حماسہ'' دکھایا، گزشتہ سال احقر نے حماسہ پڑھانے کے دوران اس شرح کو بالاستیعاب دیکھا اور خوب استفادہ کیا، مطالعہ کے دوران احقر نے مولانا ارکانی صاحب کو کچھ مشورے بھی دیے اور حضرت نے وسعت قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فراخدلی سے قبول بھی کیے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا محمد صدیق ارکانی صاحب کی اس کتاب کو بھی وہی شرف قبولیت نصیب فرمائے جو اُن کی دیگر تصنیفات کو حاصل ہے۔

قرأت كتابك المنعوت حسنًا ☆ فلم ترمثله عيني كتابا

فمـا ظلت الثمه وابكي ☆ حسبت سواد عيني فيه ذابًا

(مولانا) انا الاحقر الافقر ابو یحییٰ فضل اکبر خلجی۔ 2009-6-1۔

تصدیق: مولانا عبدالرشید صاحب

شیخ الحدیث جامعہ اشرف المدارس گلشن اقبال وجامعہ الٰہیہ لیاقت آباد

الحمدللّٰہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ.......... امّا بعد.

حضرت مولانا محمد صدیق ارکانی صاحب ہمارے ایک پرانے دوست ہیں۔ موصوف کو اللہ تعالیٰ نے پڑھانے کے ساتھ لکھنے اور مختلف فنون میں کتابیں تصنیف کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ موصوف نے ماشاء اللہ بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور انہوں نے دار العلوم کراچی میں پڑھنے کے زمانے میں دیوان حماسہ کی ایک کاپی لکھی تھی جس کو انہوں نے اب مستقل شرح کی شکل دے دی اور ماشاء اللہ دیوان حماسہ عربی ادب کی آخری کتاب ہے اور اس میں انہوں نے اچھی محنت کی ہے اور انہوں نے کئی علماء کرام سے اس کی تصحیح بھی کروائی ہے اور اس شرح میں انہوں نے شاعر کا تعارف، اشعار کا ترجمہ اور تحقیق کے علاوہ ہر شعر کے مناسب نحوی تراکیب بھی کی ہیں۔

اُمید ہے کہ یہ کتاب بھی ان کی دیگر تصنیفات کی طرح علماء وطلبہ دونوں کے لیے نافع ہوگی۔ بندہ دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو صحت وعافیت عطا کرے اور مزید خدمت دین کے لیے قبول فرمائے۔

(مولانا) عبدالرشید ۲۶ر شعبان ۱۴۳۰ھ/ بروز جمعرات مؤرخہ ۲۰ر اگست ۲۰۰۹ء۔

تاثرات: مولانا شفیق احمد بستوی صاحب

شیخ الحدیث جامعہ خدیجۃ الکبریٰ کراچی۔ فاضل دارالعلوم دیوبند

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم. اما بعد. برصغیر ہندوپاک میں مدارس دینیہ اسلامیہ میں جو نصاب ایک طویل زمانے سے رائج ہے وہ دینی علوم و معارف کے اعتبار سے ہمہ جہت خوبیوں سے مالا مال ہے، اسی کو پڑھ کر ہمارے اکابر علماء و اسلاف دینی، علمی، عملی اور سیاسی و معاشرتی گویا ہر اعتبار سے قوم کے رہنما و قائد بنے اور انہوں نے اس منہج و نصاب کی بدولت جو علمی بصیرت حاصل کی اُسی کی روشنی میں قوم کی ہر میدان میں خدمت انجام دیتے رہے۔

اب مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ مغرب کے افق سے اٹھنے والی نئی روشنی نے یہ اثر دکھایا ہے کہ اس نصاب میں موسم کی تبدیلیوں کے مطابق گو نہ گوں تبدیلیاں ہورہی ہیں، گو کہ اب کچھ وقت کا بھی تقاضا بن گیا ہے کہ اس میں کچھ مفید اور صالح ترمیم کی جائے کیونکہ طلبہ کی استعداد اب ماضی کے طلبہ کی استعداد جیسی نہیں ہے۔

تاہم اس درس نظامی کے اندر مختلف مضامین کی کتب شامل ہیں، جن سے مختلف علمی شعبوں کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، ادب، انشاء، لغت اور صرف ونحو جیسے مضامین میں مہارت پیدا کرنے والی کتب آج بھی اپنی افادیت کے ساتھ موجود ہیں۔

دیوان حماسہ منظوم ادب عربی کی ایک نمایاں کتاب ہے جو صدیوں سے اپنی مقبولیت برقرار رکھے ہوئے ہے، درس نظامی میں اس کو ایک مقام حاصل ہے، اس کی تشریح و توضیح کے لیے پہلے بھی عربی، اردو اور فارسی میں کافی کام ہوا ہے، پیش نظر کتاب برادر محترم مولانا محمد صدیق ارکانی صاحب کی محنتوں کا نتیجہ ہے، موصوف نے کتاب کو طالب علمانہ تقاضوں کے مطابق حل کرنے کی اچھی سعی فرمائی ہے، خاص بات یہ ہے کہ ہر شعر کی نحوی ترکیب کا التزام کیا ہے جو موصوف کی دلچسپی کی غمازی کرتا ہے۔

میں نے کئی سارے صفحات کا مطالعہ کیا ہے اور اسے مفید پایا ہے، امید ہے کہ عام طلباء کے لیے دیوان حماسہ کو سمجھنا اس تشریح کی مدد سے بہت آسان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی اس کاوش کو نافع و مقبول فرمائے۔ آمین احقر:۔ شفیق احمد بستوی۔ ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ / یکم ستمبر ۲۰۰۹ء۔

خصوصیات و امتیازات

اگر زیر نظر کتاب ''مطرُ السماء شرح باب الحماسہ'' کی خصوصیات و امتیازات کا خلاصہ بلکہ خلاصہ نکالا جائے تو یوں کہا جاسکتا ہے کہ:

(۱) اس میں ہر شعر کا ترجمہ، اعراب، تشریح، تحقیق اور تعلیل کے ساتھ ترکیب بھی ہے۔ (۲) اس میں ہر قصیدے کا پس منظر اور بقدر ضرورت شاعر کا تعارف ہے۔ (۳) تین ممتاز اور جید علماء نے اس کی تصحیح اور نظر ثانی کی جو عرصۂ دراز تک ''کتاب الحماسہ'' پڑھاتے رہے۔ (۴) اس میں ''مقدمۃ الادب والحماسہ'' کے نام سے ایک جاندار اور پُر مغز مقالہ ہے جس میں ادب و لغت اور حماسہ سے متعلق اہم معتد بہ امور درج ہیں جو اس شرح کی روح اور جان ہے۔ (۵) اس میں باب الحماسہ کے سات ممتاز شعراء کی مکمل سوانح عمریاں ہیں۔ (۶) باب الحماسہ کے شعرأ اور عنوانات کی دو فہرستیں دی گئیں (الف) کتاب کے لحاظ سے فہرست۔ (ب) حروف تہجی کے اعتبار سے فہرست، ساتھ شعرأ کی کیفیت (اسلامی وجاہلی) اور صفحہ نمبر بھی لکھ دیے گئے۔ (۷) باب الحماسہ کا مکمل تعارف، مصنف کی مکمل سوانح عمری، تسامحات و نوادرات حماسہ، بحور حماسہ، عنوانات حماسہ اور فہرست شروحات حماسہ وغیرہ مضامین قابل مطالعہ ہیں۔ (۸) اس میں ۱۲ (بارہ) ادباء اور ۱۴ (چودہ) مؤرخین کی فہرست مع سن وفات ہے۔ (۹) اس میں ۶۳ مشہور شعرأ و ادبأ کی فہرست مع سن وفات ہے۔ (۱۰) اس میں دس ماہرین لغت اور زمانہ جاہلیت کے سات بڑے شعرأ کی فہرست مع سن وفات ہے۔ (۱۱) اس میں ۵۰ کتب ادب اوران کے مؤلفین کی فہرست مع سن وفات ہے۔ (۱۲) اس میں ۴۱ کتب لغات اوران کے مؤلفین کی فہرست مع سن وفات ہے۔

عرض شارح

نحمدهٗ ونصلي علی رسوله الکریم۔

قارئین کرام وطلبۂ عظام! راقم نے درجہ ثالثہ سے دورۂ حدیث تک (شوال ۱۴۰۶ھ/ اگست ۱۹۸۶ء تا ۱۵ ارشعبان ۱۴۱۲ھ/ فروری ۱۹۹۲ء) کی تعلیم دار العلوم کراچی میں حاصل کی، درجہ سادسہ کے سال (۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء) ادب عربی کی مشہور کتاب ''حماسہ'' استاذ الادب حضرت مولانا عزیز الرحمٰن سواتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے پڑھی، چونکہ اس زمانہ میں تسہیل الدراسہ اور حاشیہ اعزازیہ کے علاوہ اردو میں کوئی اور شرح ملتی نہیں تھی اس لیے راقم الحروف نے دوران درس استاد محترم کی جملہ تقریر قلمبند کر لی، فراغت کے بعد راقم الحروف کا تقرر ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء کو جامعہ اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی میں ہوا، اتفاق سے اسی سال دیگر کتب کے ساتھ کتاب ''حماسہ'' کی تدریس کا موقع بھی ملا، دوران تدریس راقم الحروف نے درج ذیل تین نسخوں کو سامنے رکھا اور الگ کاپی لکھی۔ (الف) دورِ طالبعلمی کا قلمی نسخہ۔ (ب) حاشیۂ اعزازیہ۔ (ج) تسہیل الدراسہ۔ اس تیار شدہ کاپی میں درج ذیل امور کا لحاظ رکھا گیا تھا۔

ترجمہ مع تشریح، تحقیق، ترکیب وتعلیل، پس منظر اور تعارف شاعر۔ ۱۹۹۳ء کو راقم جامعہ احتشامیہ جیکب لائن کراچی آ گیا اور محب محترم مولانا نور حسین قاسمی صاحب فاضل دار العلوم دیوبند کئی سالوں تک جامعہ اشرف المدارس گلشن اقبال میں ''حماسہ'' پڑھاتے رہے اور یہ کاپی ان کے پاس رہی، موصوف چونکہ تدریس کے ساتھ کمپوزنگ کے ماہر بھی ہیں اس لیے تدریس کے ساتھ اس کی کمپوزنگ بھی کرتے رہے اور مزید برآں اضافہ و ترمیم کے ساتھ تصحیح بھی کرتے رہے۔ بالآخر سال دو سال کے بعد پوری کاپی کمپوز شدہ مجھے دیدی اور فرمایا کہ اسے شائع کرنا ہے اس لیے نظر ثانی کر لیں، مزید فرمایا کہ میں نے دوران تدریس وکمپوزنگ کتاب ''توضیح الدراسہ'' کو بھی سامنے رکھا اور اشعار کا ترجمہ کمپوز کرتے وقت کبھی کاپی کا ترجمہ، کبھی توضیح الدراسہ کا ترجمہ اور کبھی اپنی جانب سے ترجمہ لکھا۔

راقم نے موصوف سے گزارش کی کہ اب تو حماسہ کی متعدد اردو شروح آ گئی ہیں اس لیے مزید کسی اردو شرح کی حاجت نہیں رہی، لیکن موصوف کا اصرار تھا کہ آپ نظر ثانی مکمل کر لیں اسے شائع کرنا ہے کیونکہ اس میں بہت سے امور ایسے ہیں جو دیگر شروحات میں نہیں ہیں جیسے اشعار کا مکمل پس منظر، بالالتزام ترکیب وتعلیل اور متعلقہ شعراء کا تعارف وغیرہ۔ موصوف کے اصرار کے بعد بندہ نے نظر ثانی شروع کی لیکن پریشانی یہ تھی کہ میں کاپی کو سامنے رکھ کر ترجمہ دیکھوں یا کاپی کے بغیر، کیونکہ اب اکثر وبیشتر اشعار کے ترجمے بدل گئے، پھر مجھے یہ امتیاز کرنا بھی مشکل ہو گیا کہ کس شعر کا ترجمہ کاپی سے لیا گیا اور کس شعر کا ترجمہ توضیح الدراسہ سے یا مولانا موصوف نے اپنی جانب سے کیا، اس لیے راقم الحروف نے تسہیل الدراسہ اور حاشیہ اعزازیہ کو ہی سامنے رکھا اور اشعار کے ترجموں کی نظر ثانی کی یوں جملہ اشعار کے ترجموں کی نظر ثانی مکمل ہو گئی۔

اس ترجمہ کے متعلق تسہیل الدراسہ اور حاشیہ اعزازیہ کے مؤلفین اس لیے مستحق مبارکباد ہیں کہ راقم نے بوقت ترجمہ ان دونوں کو سامنے رکھا اور توضیح الدراسہ کے مؤلف اس لیے مستحق مبارکباد ہیں کہ حضرت مولانا نور حسین قاسمی صاحب نے بوقت تصحیح وکمپوزنگ اس کو بھی سامنے رکھا، اللہ ان تینوں بلکہ چاروں حضرات کو بہت ہی جزائے خیر دے۔

جہاں تک تشریح، تحقیق، پس منظر، تعارف شاعر، ترکیب اور تعلیل وغیرہ کا تعلق ہے ان امور میں اضافہ وترمیم نہیں ہوا بلکہ جیسے مذکورہ کاپی میں مکتوب تھے ویسے ہی معمولی رد وبدل کے ساتھ کمپوزنگ کے مراحل سے گزار لیے گئے، اس کے بعد راقم نے کمپوز شدہ یہ مسودہ حضرت مولانا شفیق احمد بستوی صاحب فاضل دار العلوم دیوبند، مرید حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب، شیخ الحدیث جامعہ خدیجۃ الکبریٰ واستاذ الادب جامعہ احتشامیہ جیکب لائن کراچی کی خدمت میں پیش کیا تاکہ موصوف اسے از اول تا آخر ملاحظہ کرنے کے بعد تصحیح اور نظر ثالث فرمائیں، حضرت نے بے حد

شفقت اور محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس مسودے کی تصحیح فرمائی اور بہترین مشوروں سے نوازا۔ پھر یہ مسودہ راقم نے حضرت مولانا فضل اکبر خلجی صاحب کو دیا تا کہ وہ بھی اس پر نظر دوڑائیں اور تصحیح فرما کر مشوروں سے نوازیں، مولانا محترم دار العلوم کراچی کے فاضل ہیں، پندرہ سولہ سال تک جامعہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی کراچی میں حماسہ سمیت مختلف فنون وعلوم کا عمدہ درس دیا اور اب گذشتہ کئی سالوں سے جامعہ احتشامیہ کراچی میں حماسہ و ترمذی جلد ثانی سمیت فنی کتابیں پڑھا رہے ہیں، مولانا موصوف کو ادبی لغت و کتب میں خاص مناسبت اور ملکہ حاصل ہے، یہ موصوف کی شفقت ہے کہ پورے مسودے کا مطالعہ فرمایا اور مختلف مقامات میں تصحیح فرما کر قیمتی مشوروں سے نوازنے کے ساتھ طباعت واشاعت کی ترغیب بھی دی۔ اگر یہ مسودہ ان حضرات کی نظر سے نہ گزرتا تو شاید بندہ اس کی طباعت واشاعت کے لیے تیار بھی نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو بہت ہی جزائے خیر دے اور مزید دینی خدمات کی توفیق دے۔

سچی اور پکی بات تو یہ ہے کہ اگر مولانا قاسمی صاحب کا اصرار نہ ہوتا اور مولانا بستوی وخلجی صاحبان کی تصحیح نہ ہوتی تو بندہ اسے نہ نظر ثانی کرتا اور نہ ہی اسے شائع کرتا جبکہ بندہ کے پاس اس وقت دیگر مصروفیات کی وجہ سے اتنی فرصت بھی نہیں ہے کہ اطمینان کے ساتھ اس کی تصحیح ونظر ثانی کی جائے۔ بہر حال اگر اس سے کسی کو فائدہ ہوتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی اور ذرہ نوازی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور ''الترجیح شرح التوضیح والتلویح'' کی طرح اس کا فائدہ عام وتام کردے۔

اخوکم فی اللہ

(مولانا حافظ) محمد صدیق ارکانی

(استاذ الحدیث ومدیر ماہنامہ حق نوائے احتشام) جامعہ احتشامیہ جیکب لائن کراچی

بتاریخ ۷ رجمادی الثانی ۱۴۳۰ھ/ یکم جون 2009ء

بَابُ الْحَمَاسَةِ

قَالَ بَعْضُ شُعَرَاءِ بَلْعَنبَر وَاِسْمُهٗ قُرَيْطُ بْنُ اُنَيْفٍ

تعارف وپس منظر:۔ اس کا ذکر باب الحماسہ میں صرف یہاں آیا ہے۔ یہ اسلامی شاعر ہیں جن کا تعلق قبیلہ بنی العنبر سے ہے، آنے والے آٹھ شعروں کا پس منظر یہ ہے کہ ایک مرتبہ قبیلہ بنوشیبان کے کچھ لوگوں نے اس پر (قریط بن انیف پر) حملہ کر کے ان کے تیس اونٹ لے لئے، تو شاعر نے اپنے قبیلہ والوں (بنوالعنبر) سے مدد طلب کی، مگر انہوں نے انکار کر دیا، پھر شاعر نے قبیلۂ بنو مازن سے مدد طلب کی تو انہوں نے فوراً مدد کیلئے چند آدمی روانہ کئے، جنہوں نے قبیلہ بنوشیبان پر جوابی حملہ کر کے تیس کی جگہ انکے سو اونٹ لیکر شاعر کو دلا دیئے۔ تو شاعر نے اِن اشعار میں بنو مازن کی مدح اور تعریف کی اور اپنے قبیلہ وقبیلہ بنوشیبان کی مذمت کی۔

تحقیق:۔ **بـاب:** اس کی جمع ابـواب و بیبـان آتی ہے، لغت میں بمعنی دروازہ ہے اور اصطلاح میں چند متفرق مسائل کے مجموعہ کو کہا جاتا ہے۔ **حَمَاسَةٌ:** یہ باب کرم کا مصدر ہے، ح، م، س تینوں مفتوح ہیں۔ بمعنی شجاعت و بہادری کرنا۔ **شعـراء:** یہ جمع ہے شاعر کی، اور شعر **القول الموزون قصدًا** کو کہا جاتا ہے۔ **بلعنبر:** یہ اصل میں **بنی العنبر** تھا۔ یاء اور لام دونوں ساکن ہونے کی وجہ سے پہلے حرف یاء کو حذف کر دیا پھر کثرت استعمال اور نون ولام میں مشابہت کی وجہ سے بنی کے نون کو بھی حذف کر دیا، تو **بلعنبر** ہو گیا۔ اور اس پر قرینہ یہ ہے کہ "بلعنبر" کی راء پر تنوین نہیں آتی ہے، جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس پر لام تعریف کا ہے اور حرف باء "بنی" کی ہے۔

لَوْكُنْتُ مِنْ مَازِنٍ لَمْ تَسْتَبِحْ اِبِلِيْ ۔۔۔ بَنُو اللَّقِيْطِ مِنْ ذُهْلِ بْنِ شَيْبَانَا

ترجمہ:۔ کاش! اگر میں قبیلہ مازن سے ہوتا تو گری پڑی عورت کے بچے یعنی ذھل بن شیبان، میرے اونٹوں کو مباح نہ سمجھتے۔ (یعنی غصب کر کے نہ لے جاتے)

تحقیق:۔ **تستبح** "از باب استفعال مصدر استباح ہے۔ یہ اصل میں **لم تستبوح** تھا "**لم**" کی وجہ سے حرف آخر ساکن ہو گیا۔ اور واؤ پر کسرہ ثقیل ہونے کیوجہ سے ماقبل میں دیدیا گیا۔ اب واؤ اور ح کے درمیان اجتماع ساکنین ہونے کی وجہ سے واؤ کو گرا دیا گیا۔ باب استفعال کی بہت سی خاصیتیں ہیں، ان میں سے ایک حسبان بھی ہے بمعنی میٹھا سمجھنا جو یہاں مراد ہے۔ جیسے **استبـاح الشیء** کسی چیز کو جائز و مباح سمجھنا، مباح ٹھہرانا، تباہ و برباد کرنا۔ مجرد **بـاح (ن) بـوحـاً:** ظاہر ہونا، مشہور ہونا۔ **اِبل:** اُونٹ، یہ مفرد کیلئے استعمال نہیں ہوتا، یہ خود بھی جمع ہے جیسے قوم ورہط ہے، اس کی جمع آبال ہے، مؤنث استعمال ہوتا ہے۔ اہل لغت نے لکھا ہے کہ یہ باب نصر وسمع سے استعمال ہوتا ہے۔ **اللقیطة:** راستہ میں گری پڑی عورت کو کہا جاتا ہے۔ اور لقطہ گری پڑی چیز کو کہتے ہیں۔ **کماقیل "لکل ساقطة لاقطة"**۔

یہاں "**بنـوا اللقیطة**" سے کیا مراد ہے اس سلسلے میں تین اقوال ہیں: (الف) اس کے لفظی معنی تو "گری پڑی عورت کے بچے" کے ہیں۔ لیکن یہاں مجہول النسب مراد ہیں، مقصود غارت گروں کو عار دلانا ہے، یعنی **ذھل بن شیبان مجھول النسب** ہیں۔ (ب) **اللقیطة** سے نسب مراد ہے۔ (ج) **اللقیطة** کے بجائے "**الشقیقة**" ہے، **والصحیح ھو الاول**، "**شیبانا**" کے آخر میں الف اِشباعی ہے جو وزن شعر کے لئے ہے۔

ترکیب:۔ لفظ "لَوْ" تمنا کے لئے ہے، جملہ "لم تستبح" "لَوْ" کا جواب (جزاً) ہے، لفظ "ابلی" اس کا مفعول ہے، جملہ "بنوا للقیط" جملہ "لم تستبح" کا فاعل ہے۔

اِذًا لَقَامَ بِنَصْرِیْ مَعْشَرٌ خُشُنٌ عِنْدَ الْحَفِیْظَةِ اِنْ ذُوْلُوْثَةٍ لَانَا

ترجمہ:۔ (اگر میں قبیلہ مازن سے ہوتا) تو اس وقت میری مدد کیلئے ایک کھردری بہادر جماعت کھڑی ہو جاتی، غصہ وحفاظت کے وقت اگر ضعیف وکمزور آدمی بھی نرم ہو جائے پھر بھی یہ (جماعت) مضبوط وکھردری رہتی ہے۔

تحقیق:۔ معشر: یہ مفرد ہے معاشر کی، بمعنی جماعت جیسے قال اللہ تعالیٰ: یامعشر الجن والانس۔ خشن: یہ جمع ہے اخشن کی بمعنی کھردرا، خشُن (ک) خشانةً: بمعنی کھردرا ہونا۔ اس کی ضد نعومت وملائم کے معنی ہے۔ یہاں بہادر مراد ہے۔ الحفیظة: بمعنی نگہبانی، قابل حفاظت چیز کیلئے غضب وحمیت، باب سمع سے بمعنی حفاظت کرنا اور غصہ کرنا۔ لوثة: (بضم اللام) اگر مادہ لوث ہے تو باب نصر سے بمعنی ضعف وکمزوری کے ہیں، اگر لوثة: (بفتح اللام) ہو تو یہ لیث سے ہے جس کے معنی قوت وشدت کے ہیں۔ تو اس صورت میں ترجمہ ہوگا "اگر طاقت ور آدمی بھی نرم پڑ جائے، تو بنو مازن نرم نہیں پڑتے" اور اس صورت میں زیادہ مبالغہ ہے کہ اپنی عزت کی حفاظت کیلئے حالات اس قدر سخت ہو جائیں کہ طاقتور اور قوی آدمی بھی نرمی اختیار کرنے پر مجبور ہو تو بھی بنو مازن اس وقت بھی کسی قسم کی نرمی سے کام نہیں لیتے، یہاں پہلا معنی مراد ہے۔

ترکیب:۔ معشر خشن: مرکب توصیفی کے بعد "قام" کا فاعل ہے اذاً: ظرفیہ ہونے کی صورت میں "لو کنت" سے متعلق ہوگا اور شرطیہ ہونے کی صورت میں اذا کنت من مازن" شرط محذوف ہوگی "لقام" اس کی جزاء ہے اور لام تاکید کے لئے ہے۔ "ان" شرطیہ ہے اور "ذو لوثة لانا" شرط ہے، خشنوا: جزا محذوف ہے۔ لانا: یہ لون مصدر (ن) سے صیغہ ماضی واحد مذکر ہے، اس کے آخر میں الف اشباعی ہے، جو صرف وزن شعر کیلئے ہے۔

قَوْمٌ اِذَا الشَّرُّ اَبْدٰی نَاجِذَیْهِ لَهُمْ طَارُوْا اِلَیْهِ زَرَافَاتٍ وَّوُحْدَانَا

ترجمہ:۔ وہ (قبیلہ مازن) ایسی قوم ہیں کہ جب شر (لڑائی) ان کو دانت دکھلائے (یعنی حملہ آور ہو) تو وہ لوگ اس کی طرف (اس کو دفع کرنے کیلئے) جماعت در جماعت اور اکیلا اکیلا اُڑ کر جاتے ہیں۔ یعنی قبیلہ مازن ایسی بہادر قوم ہے کہ جب بھی شر (لڑائی) ان پر حملہ آور ہو تو اس کو جلدی سے ختم کر دیتی ہے۔

تحقیق:۔ قوم: جمع اقوام ہے اور قوم یہ خود بھی اسم جمع ہے۔ شَرٌّ: برائی جمع اشرار آتی ہے۔ ابدیٰ: افعال سے مصدر اِبْدَاءً بمعنی ظاہر کرنا، مجرد نصر سے بدا (ن) بدواً: ظاہر ہونا۔ نَاجِذَیْهِ: یہ نَاجِذٌ کا تثنیہ ہے، نون تثنیہ اضافت کی وجہ سے گر گیا۔ بمعنی داڑھ، یا داڑھ کے دانت، اس کی جمع نَوَاجِذُ ہے۔ طاروا: یہ ضرب سے طیراً بمعنی اُڑنا۔ زرافات: یہ جمع ہے زَرَافَةٌ کی بمعنی جماعت، دس بیس آدمیوں کی جماعت۔ وُحدانا: یہ جمع ہے واحد کی۔ کَصَاحِبٍ وَصُحْبَانَ۔

ترکیب:۔ "قوم" یہ "هُمْ" ضمیر محذوف کی خبر ہے، یعنی قوم سے پہلے "هم" مبتدا محذوف ہے، قوم موصوف ہے۔ "طاروا الیه" صفت ہے اس کا مرجع ضمیر بھی "قوم" ہے پھر پورا جملہ "اذا" کیلئے جزاء ہے اور "زرافات ووحدانا" یہ دونوں "طاروا" کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔

لَايَسْأَلُوْنَ اَخَاهُمْ حِيْنَ يَنْدُبُهُمْ فِي النَّائِبَاتِ عَلٰى مَاقَالَ بُرْهَانَا

ترجمہ:۔ وہ (قبیلہ مازن) اپنے بھائی سے جب وہ ان کو مصائب میں اپنی مدد کیلئے بلاتا ہے تو اس کہے پر دلیل کا مطالبہ نہیں کرتے (یعنی سبب پوچھے بغیر اپنے بھائی کی مدد کیلئے پہنچ جاتے ہیں)۔

تحقیق:۔ لایسـالـون: س،ء،ل مادہ باب فتح سے ہے، سوال مصدر ہے۔ اگر بصلۂ عن استعمال ہو تو اس کا معنی پوچھنا، طلب کرنا۔ کمافی قوله تعالیٰ: یاایھاالذین آمنوا لاتسئلوا عن اشیاء (پ:۷) اور اگر بغیر صلہ مفعول کی طرف متعدی ہو کر استعمال ہو تو اس کا معنی مانگنا ہے۔ کمافی قوله تعالیٰ: فاسئلو اھن من وراء الحجاب (سورہ نور: پ۱۸)۔

یَنْدُبُهُمْ: نَدَبَ: باب نصر سے ہے، ندبا مصدر ہے بمعنی بلانا، برانگیختہ کرنا۔ النـائبات: یہ جمع سالم ہے نـائبة کی، اور جمع مکسر نوائب ہے، بمعنی حادثہ، مصیبت۔ برھانا: دلیل جمع براھین۔ اور آخر میں جو الف ہے وہ الف اشباعی ہے، یہ صرف وزن شعر کیلئے لایا جاتا ہے۔

ترکیب:۔ "لایسالون" سے "قوم" کی صفت بیان کررہے ہیں۔ اور "برھانا" "لایسالون" کا مفعول ہے۔ یندب اور قال کی مرجع ضمیر "اخاھم" ہے "علی ماقال" یہ متعلق ہے "برھانا" سے۔

لٰكِنَّ قَوْمِيْ وَاِنْ كَانُوْا ذَوِيْ عَدَدٍ لَيْسُوْا مِنَ الشَّرِّ فِيْ شَيْءٍ وَاِنْ هَانَا

ترجمہ:۔ لیکن میری قوم اگرچہ تعداد میں زیادہ ہیں، شر (لڑائی) کے مقابلہ میں ہیچ ہے، اگرچہ وہ شر معمولی ہو۔ یعنی میری قوم کثیر تعداد ہو کر بھی کمزور اور معمولی لڑائی کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

تحقیق:۔ لیسوا: فعل ناقص "لیس" سے ماضی جمع مذکر غائب ہے اور ضمیر کا مرجع قومی ہے۔ "شیء" کی جمع اشیاء ہے۔ "ھانا" اس کا مادہ "ھون" ہے۔ ماضی واحد مذکر غائب ہے، آخر میں الف اشباعی ہے، ضمیر کا مرجع شیءٌ ہے۔ باب نصر سے ہے اور یہ باب افعال سے بھی استعمال ہوتا ہے بمعنی آسان اور نرم ہونا۔ کمافی قوله تعالیٰ: اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ. (پ۲۰)

ترکیب:۔ قومی: لکن کا اسم ہے، لَيْسُوْا الخ خبر ہے اور درمیان میں دونوں واؤ وصلیہ ہے اور "فی شیء" "ثابتین" محذوف سے متعلق ہو کر خبر لیســوا ہے۔ ان وصلیہ کی جزاءً عموماً محذوف ہوتی ہے، یہاں بھی جملہ "وان کانوا الخ" اور جملہ "وان ھانا" کی جزاءً محذوف ہے جو یہ ہے "لیسوا من الشرفی شیئ"

يَجْزُوْنَ مِنْ ظُلْمِ اَهْلِ الظُّلْمِ مَغْفِرَةً وَمِنْ اِسَاءَةِ اَهْلِ السُّوْءِ اِحْسَانَا

ترجمہ:۔ وہ (میری قوم) ظالم کے ظلم کا بدلہ مغفرت سے اور بدکاروں کی برائی کا بدلہ احسان واکرام سے دیتی ہے۔ (حالانکہ قومی حمیت اور انسانی غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ برائی کا بدلہ برائی سے اور ظلم کا بدلہ ظلم سے دیا جائے، اور فوراً انتقام لیا جائے۔)

تحقیق:۔ یـجزُوْنَ: میں جزی مادہ ہے جَـزَی جَزَاءً باب ضرب سے مستعمل ہے بمعنی بدلہ دینا، اصل میں یہ "یـجْزِیُوْنَ" تھا بروزن یَـضْرِبُوْنَ، کسرہ کے بعد یاء پر ضمہ ثقیل ہونیکی وجہ سے نقل کر کے ماقبل کو دیدیا، اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو گرادیا تو "یَـجْزُوْنَ" ہوگیا۔ "ظُلْمٌ" مصدر باب ضرب سے بمعنی ظلم کرنا، زیادتی کرنا۔ "مغفرةٌ" غَـفَرَ غَفْرًا ومَغْفِرَةً باب ضرب سے استعمال ہوتا ہے۔ اِسَاءَةٌ: خراب

کرنا، بگاڑنا "سُوْءٌ" مادہ، باب افعال کا مصدر ہے اور سَاءَ سَوْءً النصر سے استعمال ہوتا ہے بمعنی قبیح ہونا، برا ہونا۔ "اَلسُّوْءُ" برائی، شر فساد اور آفت جمع اَسْوَاءٌ ہے۔

ترکیب:۔ "مَغْفِرَةً وَاِحْسَانًا" یہ دونوں تمیز واقع ہوئے ہیں، مگر "یجزون" کا مفعول بہ ماننا زیادہ صحیح ہے۔

كَاَنَّ رَبَّكَ لَمْ يَخْلُقْ لِخَشْيَتِهٖ　　سِوَاهُمْ مِنْ جَمِيْعِ النَّاسِ اِنْسَانًا

ترجمہ:۔ گویا کہ تیرے رب نے تمام انسانوں میں ان کے سوا اپنے خوف وخشیت کیلئے کسی انسان کو پیدا نہیں کیا۔ یعنی خوف الٰہی کی وجہ سے تمام انسانوں میں یہی میری قوم ہر وقت اللہ سے ڈرنے والی ہے، انہیں یہ خیال رہتا ہے کہ کسی پر کوئی زیادتی نہ ہو جائے، شاعر کا اپنی قوم پر یہ طنز ہے بزدلی پر۔

تحقیق:۔ "لِخَشْيَتِهٖ" خشیۃ مصدر باب سمع سے بمعنی ڈرنا۔ اَلنَّاسُ: یہ اسم جمع ہے اس کی جمع اُناس ہے، بمعنی انسیت، محبت۔ کما قیل:

وَمَا سُمِّيَ الانسانُ اِلَّا لِاُنْسِهٖ　　وَمَا الْقَلْبُ اِلَّا اَنَّهٗ يَتَقَلَّبُ

ترکیب:۔ رَبَّكَ: یہ كَاَنَّ کا اسم ہے "اِنْسَانًا" یہ "لَمْ يَخْلُقْ" کا مفعول ہے۔ "لم یخلق الخ" كَاَنَّ کی خبر ہے۔ "من جمیع الناس" یہ مستثنیٰ منہ مؤخر ہے۔ اور "سِوَاهُمْ" استثناء مقدم ہے، جو ظرف ہونے کی وجہ سے جائز ہے۔ مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ دونوں مل کر "لم یخلق" کا مفعول اول ہے۔

فَلَيْتَ لِيْ بِهِمْ قَوْمًا اِذَا رَكِبُوْا　　شَدُّوْا الْاِغَارَةَ فُرْسَانًا وَرُكْبَانًا

ترجمہ:۔ کاش! ان کے بدلے میں میرے لئے کوئی ایسی قوم ہوتی کہ جب وہ سوار ہوتی تو گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار ہونے کی حالت میں لوٹ مار کرتی۔

تحقیق:۔ رَكِبُوْا: باب سمع سے بمعنی سوار ہونا۔ شَدُّوْا: ضرب سے شِدَّةً بمعنی قوی، مضبوط اور سخت ہونا۔ شَدَّ باب نصر سے، بروزن ذَبَّ بمعنی باندھنا اور دوڑنا۔ شَدَّ عَلَيْهِ بمعنی حملہ آور ہونا، یہاں یہی مراد ہے۔ اِغَارَةٌ: باب افعال کا مصدر ہے، اغار علیہ بمعنی لوٹ مار کرنا، غارت گری کرنا۔ فُرْسَانٌ: یہ جمع ہے فارس کی، بمعنی شہسوار، گھوڑے پر سوار ہونے والا۔ رُكْبَانًا: یہ جمع ہے راکب کی، بمعنی اونٹ پر سوار ہونے والا۔

ترکیب:۔ "لی بھم" کا تعلق لفظ "بَدَل" محذوف سے ہو کر "لیت" کی خبر مقدم ہے۔ "قوما" موصوف ہے۔ "اِذَا رَكِبُوْا الخ" صفت ہے، موصوف اور صفت مل کر "لیت" کا اسم مؤخر ہے۔ "اذا رکبوا" شرط ہے۔ الاغارۃ: یہ شدوا فعل کا مفعول بہ ہے۔ "فرسانا ورکبانا" دونوں "شدوا" کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔ "شدوا الخ" جزا ہے اور "بھم" میں "باء" عوض کیلئے ہے۔

وَقَالَ الْفِنْدُ الزِّمَّانِيُّ فِيْ حَرْبِ الْبَسُوْسِ

سلسلۂ نسب یوں ہے، شہل بن شیبان بن ربیعہ بن زمان (بکسر المعجمہ و تشدید المیم) بن مالک بن صعب بن علی بن بکر "الفند الزمانی" لقب ہے۔ الفِند (بکسر الفا) پہاڑ کے بڑے حصے کو کہا جاتا ہے، افناد جمع ہے، اس شاعر کا لقب ہونے میں مختلف اقوال ہیں۔

(الف) یہ جسامت اور بسالت کے اعتبار سے بڑا تھا اس لئے یہ لقب پڑ گیا۔(ب) شاعر نے کسی جنگ میں اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم اپنی نسبت میری طرف کرو کیونکہ میں تمہارے لئے "فند" ہوں (ج) ایک دفعہ بکر بن وائل نے حرب بسوس کے موقع پر بنی حنیفہ سے مدد طلب کی اور بنی حنیفہ نے شاعر اور بنی مازن کے کچھ جوانوں کو بھیج دیا جب شاعر بکر بن وائل کے پاس پہنچا تو بکر بن وائل (جس کی عمر تین سو سے زائد تھی) نے کہا کہ یہ (شاعر) کیا کرے گا۔اس پر شاعر نے کہا کہ میں تو "فِند" ہوں۔ یہ جاہلی شاعر ہے اور حرب التحاق میں شرکت کی۔

تعارف و پس منظر:۔ فند الزمانی قبیلہ بکر بن وائل کے ایک جاہلی شاعر کا نام ہے، جن کا ذکر صفحہ ۱۱۳ اور صفحہ ۹۱ میں بھی آیا ہے۔الزمانی ان کا لقب ہے۔مندرجہ ذیل آنے والے نو اشعار کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک دفعہ جساس بن مرۃ شیبانی کی خالہ "بسوس" کی "سراب" نامی اونٹنی کلیب بن وائل کی چراگاہ میں داخل ہوگئی اور وہاں چڑیا کے اشیانے کے انڈے توڑ دی، جس کی وجہ سے کلیب بن وائل نے اس اونٹنی کے تھن میں تیر مارا، جس سے وہ اونٹنی ہلاک ہوگئی اور بسوس کا بھانجہ جساس یہ واقعہ دیکھ رہا تھا، تو انہوں نے خالہ کی اونٹنی کے قصاص میں کلیب کو قتل کر دیا۔پھر ان دونوں قبیلوں (قبیلہ بکر بن وائلی اور قبیلہ تغلب بن وائل) کے درمیان ایسی جنگ شروع ہوئی، جس کے شعلے چالیس سال تک بھڑکتے رہے حتی کہ اسی وقت سے "بسوس" نحوست میں ضرب المثل بن گئی، کہتے ہیں۔

"فُلَانٌ أَشْأَمُ مِنَ الْبَسُوْسِ" اور یہ جنگ بکر بن وائل اور بنی تغلب کے درمیان ہوئی تھی، البتہ بنوذہل قبیلہ بکر کی شاخ وفرع ہونے کی وجہ سے بکر کے ساتھ تھے۔اس لئے آگے اشعار میں بنی ذھل کا ذکر بھی ہے۔اور شاعر کا تعلق بھی بکر بن وائل سے تھا۔اور بعضوں نے "فُلَانٌ أَشْأَمُ مِنَ الْبَسُوْسِ" کی دوسری وجہ تسمیہ لکھی ہے کہ ایک متقی پرہیز گار آدمی کی بیوی کا نام بسوس تھا اور متقی آدمی کو کسی طرح پتہ چلا کہ اس کی تین دعائیں ضرور قبول ہوں گی۔ بسوس کہنے لگی کہ ایک دعا میرے لئے کرو اور اللہ سے میرے لئے حسن و جمال مانگو، میاں صاحب نے مجبور ہو کر اللہ سے مانگ لیا۔جب بسوس حسن صورت والی بن گئی تو وہ دوسرے مرد سے خفیہ تعلق کر کے زنا کا مرتکب ہوئی، اور شوہر کو پتہ چل گیا، تو شوہر نے اس کے بارے میں دوسری دعا یوں کی، یا اللہ! فلانی کو کتیا بنا دے۔چنانچہ ایسا ہی ہوا، پھر بسوس کے بچے آ کر کہنے لگے، اے ابا! ہماری ماں کیلئے تیسری دعا یوں کر دے کہ یا اللہ! اس کو اپنی حالت پر رکھ، تاکہ ہماری نسبت کتیا کی طرف نہ ہو۔اور متقی صاحب نے بچوں کی خاطر یہ دعا بھی کر دی۔اور یوں ان کی تینوں مستجاب والی دعائیں، بسوس کے بارے میں ضائع ہوگئیں، اور اسی دن سے یہ مقولہ "فُلَانٌ أَشْأَمُ مِن الْبَسُوْسِ" مشہور ہو گیا۔

صَفَحْنَا عَنْ بَنِیْ ذُهْلٍ وَقُلْنَا الْقَوْمُ إِخْوَانٌ

ترجمہ:۔ ہم بنوذھل سے (جنگ کرنے سے) اعراض کرتے رہے (یا معاف کرتے رہے) اور ہم نے (دل میں) کہا کہ یہ قوم بھی ہمارے بھائی ہیں۔(کیوں! خواہ مخواہ ان سے لڑیں)

تحقیق:۔ صَفَحْنَا: صَفْحٌ: مادہ باب فتح سے بمعنی روگردانی کرنا، درگزر کرنا، اعراض کرنا، معاف کرنا۔وَفِی التَّنْزِیْلِ: فَاعْفُوْا عنهم وَصْفَحُوْا حَتّٰی یَأْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ۔إِخْوَانٌ: جمع ہے إخوۃ کی، بمعنی بھائی۔

ترکیب:۔ صفحنا: فعل سے "بنی ذهل" مفعول واقع ہو رہا ہے۔"عن" مفعول پر زائدہ ہے۔"القوم" میں الف لام عہد خارجی

ہے، جس سے بنی ذہل کی طرف اشارہ ہے اور ترکیب میں ''القوم'' مبتدا ہے ''اخوانٌ'' خبر ہے اور تقدیری عبارت یوں ہے "قلنا فی انفسنا إن هولاء القوم اخواننا۔

عَسَى الْاَيَّامُ اَنْ يَّرْجِعْنَ　　قَوْمًا كَالَّذِیْ كَانُوْا

ترجمہ:۔قریب ہے کہ زمانہ قوم (بنی ذہل) کو اس حالت پر لوٹا دے، جس پر وہ پہلے سے تھے۔یعنی ہم نے بنو ذہل کو اس لئے درگذر کیا کہ ہوسکتا ہے کہ زمانہ ان کو پہلے کی طرح اچھی حالت میں لوٹا دے، تا کہ جنگ کی نوبت ہی نہ آئے۔

تحقیق:۔عسیٰ: فعل مقارب ہے بمعنی امید۔یوم کی جمع ایام وایاویم ہے۔یَرْجِعْنَ: رَجَعَ مادہ باب ضرب سے بمعنی لوٹانا، واپس کرنا، یہ متعدی ہے، اور لازم بھی استعمال ہوتا ہے، پہلی صورت میں رجعا مصدر ہوگا اور دوسری صورت میں رجوعا مصدر ہوگا۔بمعنی لوٹنا، واپس ہونا۔الذی: بمعنی، ما۔کانوا : کے بعد الذی بمعنی ما موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر محذوف ہے، ای کانوا علیه۔

ترکیب:۔''عسیٰ'' فعل مقارب ہے "الایام" "اسم عسیٰ ہے، اور "یرجعن الخ" خبر ہے۔"قوماً" یہ "یرجعن" فعل کا مفعول بہ ہے۔اور اس میں جو ضمیر ہے وہ ''أیام" کی طرف راجع ہے۔"کانوا علیه" صلہ ہے موصول کا۔پھر "الذی" مرکب اضافی کے بعد مفعول فیہ ہے یرجعن فعل کا۔

فَلَمَّا صَرَّحَ الشَّرُّ　　وَاَمْسٰى وَهُوَ عُرْيَانٌ

ترجمہ:۔پس جب شران کی طرف سے ظاہر ہوگیا اور کھل کر سامنے آ گیا۔یا جب ان کا شر (بری عادت) واضح اور برہنہ ہوکر (کھل کر) سامنے آ گیا۔(تو سوائے جنگ کے اور کوئی چارہ کار نہ رہا۔)

تحقیق:۔صَرَّحَ باب تفعیل سے تَصْرِیحاً مصدر بمعنی واضح ہونا، واضح کرنا، کھولنا، ظاہر کرنا، لازم ومتعدی دونوں طرح کا استعمال ہوتا ہے۔یہاں لازم مراد ہے۔اَمْسٰی: باب افعال سے إمْسَاءٌ مصدر بمعنی شام میں داخل ہونا۔یہ کان کی طرح فعل ناقص ہوکر بھی مستعمل ہے۔جو یہاں مراد ہے، البتہ یہاں ''صار'' کے معنی میں ہے۔عُرْيَانٌ: یہ صیغہ صفت بمعنی ننگا ہونا، اس کی جمع عُرَاة ہے، عَرِیَ باب سمع سے ننگا ہونا۔

ترکیب:۔''أمسیٰ'' کا اسم اس میں ضمیر ہے جو "الشر" کی طرف راجع ہے۔اور ''وهو عریان" یہ جملہ حالیہ ہے۔"أمسیٰ" کیلئے قائم مقام خبر ہے۔''الشر'' ''صرح'' کا فاعل ہے۔''صَرَّحَ الشر'' شرط ہے ''وامسیٰ الخ'' معطوف ہے، اس کی جزاء اگلے شعر میں ہے جو ''دِنَّاهم'' ہے۔

وَلَمْ يَبْقَ سِوَى الْعُدْوَا　　نِ دِنَّا هُمْ كَمَا دَانُوْا

ترجمہ:۔اور ظلم وتعدی کے علاوہ اور کچھ باقی نہیں رہا، تو ہم نے ان کو ایسا ہی بدلہ دیا جس طرح انہوں نے ہمارے ساتھ معاملہ کیا تھا۔عبارت مذکورہ کا دو مطلب ہوسکتا ہے (۱) ان کی طرف سے ظلم کے علاوہ کچھ نہیں ہے وہ ظلم کررہے ہیں (۲) ہماری طرف سے ظلم کے علاوہ کچھ باقی نہیں رہا، اس صورت میں عبارت کو مشاکلت پر محمول کیا جائے گا، کیونکہ ''عدوان'' کی نسبت اپنی طرف ہے، کما فی قوله

تعالیٰ: انما نحن مستهزء ون اللہ یستهزء بهم الخ۔

تحقیق:۔ یبقی : باب سمع وضرب سے بمعنی باقی رہنا۔ عدوان بروزغفران بمعنی ظلم وجبر۔ وفی التنزیل: فان انتهوا فلا عدوان عَـلَـیَّ۔ عدو مادہ ہے، باب نصر سے تجاوز کرنا، ظلم کرنا۔ دِنَّـا: یہ صیغہ جمع متکلم ہے، دان باب ضرب سے بمعنی بدلہ دینا، قرض دینا۔ دِنَّـا بروزن "بِعْنَا" دَین مادہ ہے، یہ اصل میں دَیَنَّنَا تھا، یاء متحرک ماقبل مفتوح ہوا، تو یاء کو الف سے بدل دیا، اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو گرادیا۔ اور یاء محذوف پر دلالت کرنے کیلئے فتح دال کو کسرہ سے تبدیل کردیا تو "دِنَّا" ہوگیا۔ اوراسی پر "دانوا" کو قیاس کرلیجئے۔

ترکیب:۔ "ولم یبقی" کے بعد "شیء" مستثنیٰ منہ محذوف ہے "سوی" حرف استثنیٰ ہے "العدوان" مستثنیٰ ہے، مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ مل کر "لم یبقی" کا فاعل ہے، اور بعضوں نے "سوی" کو ظرف کہا ہے، والصحیح هو الاول، اور "دناهم" جملہ فعلیہ کے بعد مبتدا ہے "کما دانوا" میں "ک" مضاف الخ ملکر خبر ہے۔ اس شعر میں جو "دناهم" ہے وہ پہلے شعر میں "لما" کی جزا ہے۔

مَشَيْـنَـا مِشْيَةَ الـلَّيْـثِ غَـدا وَالـلَّيْـثُ غَـضْبَـانُ

ترجمہ:۔ ہم (ان کی طرف) اس شیر کی چال چلے صبح وقت چلتا ہو جس حال میں شیر بھی غضب ناک ہو۔ یعنی جس طرح شیر صبح کے وقت اپنی خوراک کیلئے غضبناک حالت میں تیز رفتاری سے چلتا ہے، ہم بھی اسی طرح دشمن کی طرف چلے، تاکہ دشمن پر ایک دم حملہ کیا جاسکے۔

تحقیق:۔ مِشْيَةٌ: چال۔ مَشْی باب ضرب سے بمعنی چلنا۔ مشیٰ، حسب قیاس، مَشَيْـنَـا بفتح شین ہونا چاہے، مگر یاء کی مناسبت سے فتح شین کو کسرہ سے بدل دیا۔ اللیث بمعنی شیر، جمع لیوث ہے۔ غَضْبَانًا: سمع سے غَضَباً۔ غصہ ہونا، غضبناک ہونا۔ "غَضْبَانٌ" صیغہ صفت اور منصرف ہے کیونکہ اس کا مؤنث "غضبانة" آتا ہے جبکہ الف نون زائدتان کیلئے شرط یہ ہے کہ "فعلانة" کے وزن پر اس کا مؤنث نہ آتا ہو۔ غَدَا: باب نصر سے غُدُوًّا: بمعنی صبح کے وقت جانا اور بمعنی "صار" کے بھی مستعمل ہے۔ اس وقت مبتدا کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے۔ مِشْيَةٌ بکسر المیم بروزن فِعلةٌ یعنی چال کی نوعیت، فِعلةٌ کا وزن نوعیت بتانے کے لئے آتا ہے۔ جیسا کہ مثال مشہور ہے۔ "جَلَسْتُ جِلسة القاری"

ترکیب:۔ "مشية الليث" مرکب اضافی کے بعد مفعول مطلق ہے۔ "غدا" "الليث" کی صفت ہے، اور "الليث" پر الف لام عہد ذہنی کا ہے "والليث غضبان" جملہ اسمیہ کے بعد "غدا" کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔

بِـضَـرْبٍ فِيْـهِ تَـوْهِيْـنٌ وَتَـخْـضِيْـعٌ وَّإِقْـرَانٌ

ترجمہ:۔ ایسی ضرب کے ارادے سے ہم ان کی طرف چلے جس میں ان کی توہین وتذلیل اور تسخیر ہے۔ یعنی ہم ان کی ایسی پٹائی وضرب کے ارادے سے نکلے جوان کیلئے اہانت اور ذلت آمیز ہے۔

تحقیق:۔ توهين: باب تفعیل کا مصدر ہے، بمعنی اہانت کرنا اور باب ضرب سے نرم وضعیف ہونا۔ تخضیع: یہ باب فتح سے بمعنی عاجز ہونا، خشوع اختیار کرنا اور ذلیل ہونا، اور باب تفعیل سے بمعنی عاجز کرنا اور ذلیل کرنا، جو یہاں مراد ہے۔ اقران: باب افعال کا مصدر ہے بمعنی تسخیر اور تابع بنانا۔

ترکیب:۔"بضرب" کا تعلق پہلے شعر میں "مشینا" سے ہے۔"فیہ" سے پہلے "ثابتٌ" شبہ فعل محذوف ہے، پھر خبر مقدم ہے، "توھینٌ" سے لے کرالخ مبتدأ موخر ہے، خبر مقدم اور مبتدأ موخر دونوں مل کر جملہ اسمیہ ہونے کے بعد۔"بضربٍ" کی صفت ہے۔

وَطَعْنٍ کَفَمِ الزِّقِّ غَذَا وَالزِّقُّ مَلآنٌ

ترجمہ:۔اور ایسے نیزہ مارنے کے ساتھ (ہم ان کی طرف چلے) جو بھرے ہوئے مشکیزہ کے منہ کی طرح ہے یعنی نیزہ سے زخم ہونے والے منہ سے اس طرح خون بہے جس طرح لبریز مشکیزہ کے منہ سے پانی بہتا ہے۔یعنی ہم ایسے نیزے لیکر چلے جو بدن انسان میں لگنے سے اس طرح تیزی سے خون نکلتا ہے، جس طرح پانی سے لبریز مشکیزہ کے منہ سے پانی بہتا ہے۔

تحقیق:۔طعن: فتح سے نیزہ بازی کرنا، نیزہ۔فم: بمعنی منہ۔زِق: کی جمع ازقتہ ہے بمعنی مشکیزہ۔غذا: غذو مادہ باب نصر سے بمعنی بھرنا، سیلان، تیز رفتاری۔ملان: اس کا مادہ "مل ء" ہے، باب فتح سے بمعنی لبریز ہونا، بھر جانا۔

ترکیب:۔"وطعن" کا عطف پہلے شعر میں جو "ضرب" ہے اس پر ہو رہا ہے یا "وطعن" کا متعلق بھی "مشینا" ہے۔"کفم الزق" مرکب اضافی کے بعد موصوف اور "غذا" (فعل ماضی) صفت ہے، موصوف اور صفت مل کر مبتدا محذوف "منفذہ" کی خبر ہے۔ "غذا" فعل کا فاعل محذوف ہے جو کہ "مائۂ" ہے، مائۂ کی مفعول کی ضمیر "الزق" کی طرف لوٹ رہی ہے جو کہ ترکیب میں ذوالحال ہے اور جملہ "والزِّقُّ ملان" جملہ اسمیہ کے بعد حال ہے، اور حالُ ذوالحال مل کر فاعل ہے۔

وَبَعْضُ الْحِلْمِ عِنْدَ الْجَهْلِ لِلذِّلَّةِ إِذْعَانٌ

ترجمہ:۔اور بسا اوقات جہالت (جاہل) کے مقابلے میں بردباری سے کام لینا، ذلت کی تابعداری وفرمانبردار بننا ہے۔یعنی بعض دفعہ بے وقوف لوگوں کے سامنے بردباری کرنا تابع بنکر بے عزت ہونا ہے۔

تحقیق:۔الحلم: بردباری اور عقل باب کرم سے ہے۔الجھل: سمع سے بمعنی انجان ہونا، نادانستن اور بے وقوف کے معنی میں ہے، یہاں آخری معنی مراد ہے، جو کہ عفو کی ضد ہے، بعض نے کہا "الجھل" مصدر فاعل (جاھل) کے معنی میں ہے۔للذلۃ: باب ضرب سے ذلت کے معنی میں ہے۔اِذعان: باب افعال سے بمعنی تابع بننا اور مجرد سمع سے ہے۔

ترکیب:۔"بَعْضُ الْحِلْمِ الخ" مبتدأ ہے۔"عند الجھل" ظرف ہے۔"للذلۃ" کا تعلق "اِذعانٌ" سے ہو کر خبر ہے۔

وَفِي الشَّرِّ نَجَاةٌ حِيْنَ لَا يُنْجِيْكَ إِحْسَانٌ

ترجمہ:۔اور شر (برائی کو دفع کرنے یا جنگ کرنے) کے اندر ہی نجات ہے جب احسان تجھے نجات نہ دے۔یعنی اگر تیرا احسان تجھے نجات نہ دے تو جان لو کہ برائی رفع کرنے اور جنگ کے اندر نجات ہے۔

تحقیق:۔نجاۃ: یہ نجوٌ سے مشتق ہے باب نصر سے بمعنی نجات پانا اور باب افعال سے بھی استعمال ہوتا ہے۔

ترکیب:۔جملہ "فی الشر" سے قبل "تکون" فعل محذوف ہے، جس سے "فی الشر" متعلق ہے اور "نجاۃٌ" "تکون" کا فاعل ہے۔"اِحسانٌ" "ینجیک" کا فاعل ہے۔

وَقَالَ اَبُو الْغُوْلِ الطُّهَوِیُّ

یہ شاعر کا نام ہے کنیت نہیں ہے، یہ اسلامی شاعر بنی امیہ کے عہد (۴۱ھ/ جون ۶۶۱ء تا ۱۳۲ھ/ ۷۵۰ء) میں گزرا، الغول بضم الغین ہلاکت کو کہا جاتا ہے، بعض نے کہا کہ غول سرکش جنات کی ایک قسم ہے، بعض نے کہا کہ یہ ایک جانور ہے جو بلاد عرب میں ظاہر ہوتا ہے اور پورے سال رنگ تبدیل کرتا رہتا ہے اور بعض نے کہا کہ یہ ایک الگ مخلوق ہے۔ "الطُّهَوِی" کی نسبت "طُهَيَّة" کی طرف ہے، یہ ایک خاتون کا نام ہے جس کا سلسلۂ نسب یوں ہے، طھیہ بنت عبد شمس بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم، یہ خاتون تین قبائل کی بنیاد بنی، وہ قبائل یہ ہیں۔ عوف، ابی اسود اور جشیش۔ ان تین قبائل میں سے ہر ایک کے ساتھ "طھوی" نسبت لگائی جاتی ہے۔

تعارف و پس منظر:۔ یہ بنوامیہ کے زمانے کا اسلامی شاعر ہے۔ لفظ "طُهَيَّة" بروزن سُمَيَّة ہے، یہ طہیہ بنت عبدالشمس کی طرف منسوب ہے۔ آنے والے سات اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ بنو مازن کے پاس "وَقْبٰی" ایک چشمہ تھا اور بنی بکر بن وائل اور بنو یربوع دونوں اس پر قبضہ کرنا چاہتے تھے، اسلئے اس پر حملہ آور ہوئے، لیکن بنو مازن نے ان کے حملے کا خوب ڈٹ کر دفاع کر کے اس کی حفاظت کی، شاعر کا تعلق بنو مازن بن مالک سے ہے اسلئے وہ ان اشعار میں بنو مازن کی تعریف کر رہا ہے:

فَدَتْ نَفْسِیْ وَمَامَلَكَتْ يَمِيْنِیْ   فَوَارِسَ صُدِّقَتْ فِيْهِمْ ظُنُوْنِیْ

ترجمہ:۔ میری جان اور وہ چیزیں جن کا میرا دائیاں ہاتھ مالک ہے۔ ان شہسواروں پر قربان ہو جن کے بارے میں میرے گمان وخیالات درست ثابت ہوئے۔

تحقیق:۔ نفس: اس کی جمع نفوس وانفس آتی ہے، بمعنی جان۔ فدت: فدی مادہ ہے، باب ضرب سے قربان ہونا، فدا ہونا ہے۔ ملکت: ضرب سے مالک ہونا۔ یمین: اس کی جمع ایمن اور ایمان ہے بمعنی دائیاں ہاتھ اور قسم کو بھی کہا جاتا ہے۔ مگر یہاں پہلا معنی مراد ہے۔ فوارس: یہ جمع ہے فارس کی معنی شہسوار، گھوڑسوار کے ہیں۔ ظنون: یہ جمع ہے ظن کی بمعنی گمان کے ہے۔

ترکیب:۔ "فدت نفسی" یہ جملہ دعائیہ ہے۔ "وماملکت" کا عطف "نفسی" پر ہے اور یہ "فدت" کا فاعل ہے اور "فوارس" "فدت" کا مفعول بہ ہے۔

فَوَارِسَ لَايَمَلُّوْنَ الْمَنَايَا   اِذَادَارَتْ رَحَی الْحَرْبِ الزَّبُوْن

ترجمہ:۔ میری جان ومال ایسے شہسواروں پر قربان ہو جو موت سے اُکتاتے نہیں (ڈرتے نہیں) جب دفع کرنے والی جنگ (گھمسان کی لڑائی) کی چکی گھومتی ہو (لڑائی کی چکی چکر لگا رہی ہو)۔

تحقیق:۔ لایملون: باب سمع سے بمعنی تھکنا، ڈرنا۔ المنایا: یہ جمع ہے منیۃ کی بمعنی موت اور جمع سالم منون آتی ہے۔ دارت: دورٌ مادہ باب نصر سے بمعنی چکر لگانا، گھومنا۔ رحی: معنی چکی۔ الزبون۔ "زبن" مادہ ہے، باب نصر وضرب سے بمعنی دفع کرنا، مگر یہاں گھمسان کی جنگ یا سخت لڑائی کے معنی میں ہے۔

ترکیب:۔ "فوارس" یہ پہلے فوارس سے بدل ہے "رحی الخ" "دارت" کا فاعل ہے، اور "الزبون" "الحرب" کی صفت ہے۔

وَلَايَجْزُوْنَ مِنْ حَسَنٍ بِسَیْءٍ   وَلَايَجْزُوْنَ مِنْ غِلَظٍ بِلِيْن

ترجمہ:۔وہ اچھائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے،اور نہ سختی کا بدلہ نرمی سے دیتے ہیں۔(بلکہ موقع شناس ہیں،سختی کا سختی سے اور نرمی کا نرمی سے بدلہ دیتے ہیں۔)

تحقیق:۔یجزون:بمعنی بدلہ دینا،اس کی تعلیل وتحقیق ماقبل میں آچکی ہے۔حسن:یہ کرم سے بمعنی بھلائی کرنا۔سیئۃ:اس کی جمع سیئات آتی ہے بمعنی برائی،غلظ:باب کرم سے سخت ہونا،موٹا ہونا۔صیغہ صفت غلیظ ہے یہاں پہلا معنی مراد ہے۔لین:مادہ باب ضرب سے بمعنی نرم ہونا۔

ترکیب:۔"من حسن"اور"من غلظ" میں "من" زائدہ ہے اور یہ دونوں ترکیب میں مفعول ہیں۔

وَلَاتَبْلٰي بَسَالَتُهُمْ وَاِنْ هُمْ صَلُوْابِالْحَرْبِ حِيْنًابَعْدَحِيْنٍ

ترجمہ:۔ان کی (بنومازن کی) شجاعت وبہادری کبھی بوسیدہ اور کند نہیں ہوتی،اگر چہ وہ جنگ میں وقتاً فوقتاً داخل ہوتے رہتے ہیں یعنی جنگوں کی کثرت سے ان کی شجاعت وبہادری میں فرق نہیں پڑتا۔

تحقیق:۔لاتبلیٰ:مادہ بلی ہے،باب سمع سے بمعنی بوسیدہ ہونا،کند ہونا۔بسالتہم:بسل مادہ باب کرم سے بمعنی شجاعت کے ہے،صلوا: ماضی جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے،صلی مادہ باب سمع سے ہاتھ پاؤں کو آگ میں رکھنا۔داخل ہونا،یہاں آخری معنی مراد ہے۔صلوا اصل میں "صَلِيُوْا" تھا بعد کسرہ یاء پرضمہ ثقیل ہونے کیوجہ سے ماقبل لام میں دیدیا ہے اور اجتماع ساکنین سے یاء کو حذف کردیا ہے۔حرب:اس کی جمع حروب ہے بمعنی جنگ،لڑائی۔بالحرب میں "با" "فی" کے معنی میں ہے۔

ترکیب:۔"تبلی" فعل سے "بسالتہم" فاعل ہے۔جملہ"لاتبلیٰ بسالتہم"جملہ"وان هم صلوا الخ" کی جزءِ مقدم ہے، جیسا کہ "ان وصیلہ" میں ہوتا ہے۔

هُمْ مَنَعُوْا حِمَي الْوَقْبٰى بِضَرْبٍ يُـؤَلِّفُ بَيْنَ أَشْتَـاتِ الْـمَنُـوْنِ

ترجمہ:۔انہوں نے ایسی ضرب کے ساتھ "وقبیٰ" کی حفاظت کی جس نے مختلف موتوں کو جمع کیا۔موتوں کو جمع کرنے کا ایک مطلب یہ ہے کہ اس جنگ میں بہت سے لوگ مارے گئے،یا یہ مطلب ہے کہ جنگ میں ہلاک شدگان کو مختلف آلات حرب تلوار،نیزے وغیرہ سے مارا گیا یا یہ مطلب ہے کہ "ضرب" بہت سخت ہے جس سے زندگی کی امید ختم ہوجاتی ہے۔

تحقیق:۔منعوا:صیغہ جمع مذکر غائب از فتح بمعنی روکنا،حفاظت کرنا،یہاں آخری معنی مراد ہے۔حمی:چراگاہ کو کہتے ہیں۔الوقبی:یہ بنومازن کے چشمہ کا نام ہے۔یؤلف:تفعیل سے بمعنی جوڑنا،جمع کرنا۔اشتات:شَتَّاتٌ اور شتیتٌ کی جمع ہے۔بمعنی متفرق ہونا۔منون:یہ جمع سالم ہے منیۃ کی بمعنی موت۔

ترکیب:۔"حمی الوقبی"مفعول ہے،"بضربٍ"موصوف ہے،"یؤلف الخ"صفت ہے،"یؤلف" کی ضمیر "ضرب" کی طرف لوٹ رہی ہے۔

فَنَكَّبَ عَنْهُمْ دَرْءَ الاعَادِيْ وَدَاوَوْابِالْجُنُوْنِ مِنَ الْجُنُوْنِ

ترجمہ:۔چنانچہ اس ضرب نے دشمن کی جنگ اور طاقت کو پسپا کیا اور انہوں (بنی مازن) نے جنون کا علاج جنون سے کیا (یعنی ترکی بہ

تر کی جواب دیا اور ثابت قدمی سے جنگ کی۔)

تحقیق:۔نکب: باب تفعیل سے لوٹا دینا۔درء: باب فتح سے دفع کرنا، جنگ کرنا، یہاں آخری معنی مراد ہے۔الاعادی: یہ عدو کی جمع الجمع ہے اور عدو کی جمع اعداء ہے بمعنی دشمن۔ذاوَوْا: باب مفاعلہ سے ماضی جمع مذکر غائب ہے، دوی مادہ ہے بمعنی علاج ومعالجہ کرنا، اگر اس کے صلہ میں ''من'' آئے تو مرض اور بیماری کے معنی اور اگر صلہ میں ''ب'' آئے تو علاج ومعالجہ کے معنی ہوتے ہیں، یہ اصل میں ''ذاوَیُوا'' تھا۔یاء متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یاء کو الف سے بدل کے اجتماع ساکنین کیوجہ سے گرادیا۔جنون: بمعنی جنونیت۔

ترکیب:۔''نکّب'' کا فاعل اس میں ضمیر ہے جو پہلے شعر میں ''ضرب'' کی طرف راجع ہے۔''درء الاعادی'' مفعول بہ ہے۔اور یہ اضافت ''اضافة المصدر الی الفاعل'' کے قبیل سے ہے، کیونکہ درء مصدر اور ''الاعادی'' فاعل ہے۔

وَلَا يَرْعَوْنَ أَكْنَافَ الْهُوَيْنَا   إِذَا حَلُّوا وَلَا أَرْضَ الْهُدُوْنِ

ترجمہ:۔اور وہ اپنے اونٹ نرم زمین کے اطراف میں نہیں چراتے، جب وہ کسی مقام پر اترتے ہیں (کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ نرم زمین کا چارہ کھانے سے اونٹ کمزور ہوجاتا ہے) اور نہ ہی صلح والی زمین میں چراتے ہیں (بلکہ ہمیشہ کسی کی ملکیت کی زمین میں چراتے ہیں تاکہ جنگ کرنے اور لڑنے کا موقع ملے جو بہادری کی نشانی ہے)

تحقیق:۔لایرعون: باب فتح سے بمعنی مواشی چرانا۔یہ اصل میں ''لایَرْعَیُوْنَ'' تھا، یاَ متحرک ماقبل مفتوح اس لئے یاَ کو الف سے بدل دیا، پھر الف اور واوَ میں اجتماع ساکنین ہونے کی وجہ سے الف کو گرادیا گیا، ''یَرْعَوْنَ'' ہوگیا۔اکناف: جمع کنف کی ہے بمعنی اطراف وجوانب۔''اَلْهُوَیْنَا'': یہ ھونیٰ مؤنث کی تصغیر ہے جس کا مذکر اسم تفضیل ''اھون'' ہے۔ھون مادہ نصر سے بمعنی نرم وآسان ہونا، مگر یہاں نرم وبیکار زمین کے معنی میں ہے۔حلوا: نصر سے حلول مصدر ہے بمعنی اترنا، پڑاؤ ڈالنا ہے۔جیسا کہ قرآن میں ہے ''وانت حِلٌّ بهٰذا البلد'' اور اگر باب ضرب سے آئے تو حلال کے معنی میں ہوگا۔ارض: بمعنی زمین جمع اراض ہے۔ھدون: ہدن مادہ نصر سے بمعنی صلح کرنا، آرام پانا بزدل ہونا، مگر یہاں صلح کی زمین مراد ہے۔

ترکیب:۔جملہ ''اکناف الخ'' اور ''ارض الخ'' دونوں ''لایرعون'' کے مفعول فیہ ہیں۔''اذا حلّوا'' ظرف ہے جس کا تعلق ''لایرعون'' سے ہے۔

وَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ عُلْبَةَ الْحَارِثِيُّ

یہ اسلامی شاعر ہے، سلسلۂ نسب یوں ہے، جعفر بن علبہ بن ربیعہ بن عبد یغوث۔قبیلہ حارث سے تعلق ہے، کنیت ابوعارم ہے۔

تعارف وپس منظر:۔یہ اسلامی شاعر ہے، جس کا ذکر صفحہ:۱۴۰، صفحہ:۶۳۰ پر بھی آیا ہے۔یہ شعر اور اس کے بعد والے شعر اس نے اس وقت کہے جب اُس نے قبیلہ عقیل بن کعب کے ایک آدمی کو قتل کیا اور بنوعقیل قصاص یا دیت طلب کرنے کیلئے خلیفۂ وقت منصور عباسی کے پاس آئے، خلیفہ نے اس کو مکہ مکرمہ میں قید کیا، تو وہ مندرجہ ذیل اشعار کہنے لگا۔دوسری روایت یہ ہے کہ بنوحارث کی کچھ نوجوان عورتیں ایک دفعہ گھروں سے باہر نکل کر بنوعقیل کے نوجوان مردوں کے کھیل دیکھ رہی تھیں، بنوعقیل کے نوجوان مردوں نے موقع پاکر ان پر بری نیت (زنا) سے حملہ کردیا جس کو دیکھ بنوحارث کے ایک مرد نے بنی عقیل کے ایک آدمی کے منہ پر نیزہ مارا جس سے ان کے درمیان جنگ

چھڑ گئی اور جعفر بن علبہ حارثی کو اس قتل کے الزام میں گرفتار کرلیا گیا، بوقت گرفتاری شاعر نے درج ذیل اشعار کہے۔

أَلَهْفِي بِقُرّٰى سَحْبَلٍ حِيْنَ أَحْلَبَتْ عَلَيْنَا الْوَلَايَا وَالْعَدُوُّ الْمُبَاسِلُ

ترجمہ:۔اے میرے افسوس! وادی سحبل کے مقام قریٰ میں کہ جس وقت ہمارے خلاف عورتوں، بچوں اور بہادر دشمن نے مدد کی۔(دشمن کا خلاف مدد کرنا تو ظاہر ہے، البتہ'' بچوں، عورتوں نے ہمارے خلاف مدد کی'' سے مراد یہ ہے کہ ہم بچوں اور عورتوں کی حفاظت میں مصروف تھے اور دشمن کی طرف متوجہ نہیں تھے۔تو دشمن نے ہمارے بچوں کی حفاظت میں مصروفیت اور ان کی طرف سے غفلت کو غنیمت سمجھ کر حملہ کیا تو گویا حملے کا اصل سبب بچے ہی بنے نیز اس جنگ کا سبب ہی بچے اور عورتیں ہیں۔)

تحقیق:۔الہفی: شروع میں ہمزہ نداء کیلئے ہے، اور مادہ ''لھف'' ہے باب سمع سے بمعنی افسوس کے ہیں، آخر میں یاء متکلم کیلئے ہے، جمع اس کی لھوف آتی ہے۔معنی یہ ہوگا ''اے میرے افسوس'' قری سحبل: یہ ایک جگہ کا نام ہے۔احلبت: باب افعال ونصر سے دودھ دوھنا اور دودھ دوھنے میں مدد کرنا۔اور جب اس کا صلہ ''علی'' آتا ہے تو خلاف مدد کرنے کے ہوتے ہیں۔جو یہاں مراد ہے، ویسے بھی حلب مدد کے معنی میں آتا ہے۔الولایا: ولیۃ کی جمع ہے، بمعنی عرق گیر (جو کپڑے اور گھوڑے وغیرہ کے پیٹ میں ہوتا ہے) مگر یہاں مجازاً بچے اور عورتیں مراد ہیں۔العدو کی جمع اعداء ہے جمع الجمع اعادی ہے بمعنی دشمن۔المباسل: باب مفاعلہ وکرم سے بمعنی شجاع وجنگجو۔

ترکیب:۔''الولایا الخ'' ''احلبت'' کا فاعل ہے، 'احلبت الخ'' جملہ فعلیہ کے بعد ''حین'' کا مضاف الیہ ہے، ''حین الخ'' لھفی کا ظرف ہے، پھر جملہ ندائیہ ہے۔

فَقَالُوْا لَنَا ثِنْتَانِ لَابُدَّ مِنْهُمَا صُدُوْرُ رِمَاحٍ أُشْرِعَتْ أَوْ سَلَاسِلُ

ترجمہ:۔پس انہوں (بنی عقیل) نے ہم سے کہا کہ دو صورتیں ہیں جن سے کوئی مفر نہیں (کہ ان میں سے ایک کو اختیار کرلو) ایک یہ کہ نیزہ کی نوک (تمہارے سینے میں) گھمائی جائے یا تم کو قید کیا جائے۔یعنی دشمن ہم سے کہہ رہے تھے کہ تم دو چیزوں میں سے کسی ایک کو قبول کرو، یا ہمارے نیزے، تمہارے سینہ میں گھمائے جائیں یا تم سب کو قیدی بنایا جائے۔

تحقیق:۔رماح: جمع رمح کی ہے بمعنی نیزہ۔اُشرعت: باب افعال سے بمعنی گھمانا اور حرکت دینا۔سلاسل: یہ جمع سلسلۃ کی ہے بمعنی زنجیر، بیڑی، قید۔صدور، صدر کی جمع ہے بمعنی سینہ، ابتدائی حصہ۔

ترکیب:۔''قالوا'' میں جو ضمیر ہے وہ ''العدو المباسل'' کی طرف راجع ہے جو پہلے شعر میں واقع ہے۔لفظ 'عدو' لفظاً مفرد ہے لیکن معنیً جمع ہے، اس لئے جمع کی ضمیر لوٹانا صحیح ہے اور ''لنا'' ''قالوا'' سے متعلق ہے۔''ثنتان'' موصوف ہے۔''لابد منھما'' صفت ہے، موصوف صفت ملکر مبتدا ہے، ''صُدُوْرُ رِمَاحٍ او سلاسل'' خبر ہے۔''أشرعت'' یہ ''رماح'' کی صفت ہے۔اور بعض کی رائے یہ ہے کہ ''صدور رماح الخ'' ''ثنتان'' سے بدل ہے اور ''سلاسل'' بھی بدل ہے، یا ''احدھا و ثانیھا'' مبتدا محذوف مانا جائے۔

فَقُلْنَا لَهُمْ تِلْكُمْ إِذًا بَعْدَ كَرَّةٍ تُغَادِرُ صَرْعٰى نَوْءُهَا مُتَخَاذِلُ

ترجمہ:۔کہا ہم نے ان (دشمن) سے کہ تمہارا یہ (اختیار کا فیصلہ) ایسی جنگ کے بعد ہی ہوسکتا ہے جو (دشمنوں کو) اس طرح بچھڑا ہوا چھوڑ دے کہ جن کا اُٹھنا کمزور اور مشکل ہوجائے۔

تحقیق:۔تلکم: کا اشارہ (ثنتان الخ) کی طرف ہے، تلک واحد مؤنث بعید کے لئے آتا ہے اور ''کم'' خطاب کیلئے ہے۔کرۃ: باب نصر سے کرر مادہ بمعنی جنگ کرنا، حملہ کرنا، لوٹ کر حملہ کرنا۔تغادر: باب مفاعلہ سے چھوڑ دینا، مگر یہاں صیّر کے معنی میں ہے۔ مُتَخَاذِلٌ، باب تفاعل سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی ٹانگوں کا کمزور، مدد چھوڑنے والا۔صرعی: جمع صریع ہے بمعنی پچھاڑا ہوا۔نوء: نصر سے بمعنی اُٹھنا۔

ترکیب:۔''تغادر صرعی'' جملہ ہوکر ''کرۃ'' کی صفت ہے اور ''نوءُ هَا متخاذل'' ''صرعی'' کی صفت ہے۔اور ''نوء ها'' کی ضمیر ''صرعی'' کی طرف راجع ہے۔

وَلَمْ نَدْرِإنْ جِضْنَامِنَ الْمَوْتِ جَيْضَةً كَمِ الْعُمْرُبَاقٍ وَالْمَدٰى مُتَطَاوِلُ

ترجمہ:۔اور ہمیں یہ نہیں معلوم کہ اگر ہم موت سے اعراض کرلیں تو ہماری عمر کتنی باقی رہے گی اور زندگی کی انتہاء کس قدر لمبی ہوگی۔

تحقیق:۔ندری: دری مادہ ضرب سے جاننا۔جضنا: جیض مادہ باب ضرب سے اگر بصلہ ''عن'' ہو تو اعراض کرنا، چھوڑ دینا۔العمر: اسکی جمع اعمار آتی ہے، عمر، ایام زندگی۔باق: اسم فاعل بقی مادہ باب سمع سے باقی رہنا۔ضرب سے بھی آتا ہے۔المدی: بمعنی انتہاء۔متطاول: باب تفاعل ونصر سے بمعنی لمبا ہونا، یہاں ''باق'' اور ''متطاول'' دونوں اسم فاعل مضارع کے معنی میں ہیں۔

ترکیب:۔''اس شعر میں ''المدی'' کا عطف ''العمر'' پر ہے۔''جیضۃ'' یہ ''جضنا'' فعل کا مفعول مطلق ہے۔''کم'' استفہامیہ مبتدأ اول ہے، ''العمرُ'' مبتدأ ثانی ہے اور ''باقٍ'' خبر ہے، ''کم العمر الخ'' جزا ہے ''اِنْ جِضْنا'' کی اور ''اِنْ جِضْنا الخ'' ''ندر'' کا مفعول ہے۔

إذَامَاابْتَدَرْنَامَازِقًافَرَجَتْ لَنَا بِأيْمَانِنَابِيْضٌ جَلَتْهَاالصَّيَاقِلُ

ترجمہ:۔جب ہم کسی تنگ جگہ (دشمن کے مورچے، ہجوم عدو) میں جلدی کر کے بڑھ جاتے ہیں تو اس کو کشادہ کر دیتی ہیں ایسی تلواریں جن کو صیقل کرنے والوں نے چمکایا ہے، اس حال میں کہ وہ ہمارے دائیں ہاتھوں میں ہوتی ہیں۔

تحقیق:۔ابتدرنا: اس کا مادہ ''بدر'' ہے، افتعال سے مسابقت کرنا، نکلنا۔مازقا: ازق مادہ بمعنی تنگ ہونا، مگر یہاں دشمنوں کے ہجوم اور مورچے مراد ہیں۔فرجت: فرج مادہ تفعیل سے کھول دینا ہے۔ایمان: جمع یمین کی ہے بمعنی دائیاں ہاتھ۔بیض: جمع بیضاء کی ہے بمعنی سفید تلوار یا شمشیر براں، اگر بیضۃ کی جمع ہو تو معنی انڈے کے ہیں۔جلتہا: جلو مادہ ہے نصر سے چمکدار کرنا، صاف کرنا۔اصل میں ''جَلَيَتْ'' تھا، الصیاقل: جمع ہے صیقل کی معنی چمکدار بنانے والا، مانجھنے والا۔

ترکیب:۔''بیض'' ''فرجت'' کا فاعل ہے پھر پورا جملہ جزا ہے شرط کی ''بأیماننا'' ''ثابتۃ'' سے متعلق ہوکر ''بیض'' سے حال یا اس کی صفت ہے۔اور ''جلتها'' ''بیض'' کی صفت ہے۔اور ''ما ابتدرنا'' میں ''ما'' زائدہ ہے۔

لَهُمْ صَدْرُسَيْفِيْ يَوْمَ بَطْحَاءَ سَحْبَلٍ وَلِيَ مِنْهُ مَاضُمَّتْ عَلَيْهِ الْاَنَامِلُ

ترجمہ:۔میری تلوار کی نوک و پل بطحاء سحبل (لڑائی) کے دن ان کے حصہ میں آیا ہے اور اس تلوار سے میرے حصہ میں وہ حصہ آیا ہے جس میں انگلی رکھی جاتی ہے (دستہ) یعنی بطحاء سحبل میں ہمارے درمیان خوب جنگ ہوئی کہ ہماری تلواروں کی نوک و پل ان کے دماغوں میں رہ گئے اور دستہ وقبضہ ہمارے ہاتھ میں رہ گئے۔

تحقیق:۔ سیفی: اس کی جمع اسیاف آتی ہے، بمعنی تلوار یا کاٹنا مبالغہ سیاف ہے۔ بطحاء: ہر اس زمین کا نام ہے جہاں سنگریزے ہوں، مدینہ کے ناموں میں سے ایک نام بھی ہے۔ اس کی جمع بطاح ہے، ضمت: باب تفعیل ونصر سے ملانا وملنا۔ انامل: جمع انملۃ کی ہے بمعنی پورے وانگلی کے ہیں۔

ترکیب:۔ "لهم" ثابتٌ محذوف سے متعلق ہوکر خبر مقدم، "یوم بطحاً الخ" ظرف ہے، "صَدرُ سیفی الخ" مع ظرف مبتدأ مؤخر، "منہ" کی ضمیر "صدرُ سیفی" کی طرف لوٹ رہی ہے، "ولی" اور "منہ" ثابت محذوف سے متعلق ہوکر خبر مقدم، "ما" موصولہ "ضُمت الخ" صلہ ہے، موصول اور صلہ مل کر مبتدأ موخر ہے، "الانامل" ضمت کا فاعل ہے۔

وَقَالَ أَيْضًا

مذکورہ شاعر (جعفر بن علبہ حارثی) پر مکۃ المکرّمہ کے جیل میں حد سے زیادہ ظلم کیا گیا اور بنوعقیل کے لوگوں نے جیل ہی کے اندر جا کر شاعر کو عار دلایا، اس پر شاعر نے درج ذیل دو اشعار کہے۔

لَا يَكْشِفُ الْغَمَّاءَ إِلَّا ابْنُ حُرَّةٍ يَرىٰ غَمَرَاتِ الْمَوْتِ ثُمَّ يَزُوْرُهَا

ترجمہ:۔ سخت مصیبت کو دور نہیں کرسکتا مگر شریف ماں کا بیٹا، جو پہلے موت کی سختیوں کو (دور سے) دیکھتا ہے، اور پھر اس کی قریب سے زیارت کرتا ہے۔

تحقیق:۔ لا یکشف: باب ضرب سے بمعنی کھولنا، زائل کرنا۔ الغماء: ایسے امر شدید اور تکلیف کو کہا جاتا ہے۔ جس کی ابتداء معلوم نہ ہو کہ کہاں سے آئی۔ اس کا مذکر اغم ہے، "ابن حرّۃ" کے معنی آزاد خاتون کا بچہ، چونکہ غلاموں کے مقابلے میں آزاد لوگ جنگ میں ماہر ہوتے ہیں اس لئے ابن حُرہ سے جنگجو مراد ہے جس طرح "الغما" سے جنگ مراد ہے۔ غمرات: جمع غمرۃ کی ہے بمعنی شدت۔ الموت: باب نصر وسمع سے آتا ہے معنی اختتام زندگی۔ یزور: نصر سے بمعنی زیارت وملاقات کرنا، ملنا۔ زیارت کا معنی قریب سے دیکھنا اور رویئت کا معنی قریب وبعید سے دیکھنا۔

ترکیب:۔ "الغما" "لایکشف" کا مفعول ہے، "اِلّا" حرف استثنا سے قبل "احدٌ" مستثنیٰ "منہ" محذوف ہے، "ابنُ حرۃ" مستثنیٰ ہے، دونوں مل کر "لایکشف" کا فاعل ہے۔ "یریٰ الخ" ابن حرۃ کی صفت ہے، "غمرات الموت" یری کا مفعول ہے۔

نُقَاسِمُهُمْ أَسْيَافَنَا شَرَّ قِسْمَةٍ فَفِيْنَا غَوَاشِيْهَا وَفِيْهِمْ صُدُوْرُهَا

ترجمہ:۔ ہم اپنی تلواریں اپنے دشمنوں کے ساتھ بری طرح تقسیم کرتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے حصہ میں قبضۂ شمشیر اور ان کے حصہ میں تلوار کی دھاریں ہوتی ہیں۔

تحقیق:۔ غواشی جمع غاشیۃ کی ہے بمعنی جانب وطرف۔

ترکیب:۔ "نقاسم" کا مفعول اول "هم" ہے اور "اسیافنا" مفعول ثانی ہے جبکہ "شدَّ قسمةٍ" مفعول مطلق ہے۔ "ففینا" موجودٌ محذوف سے متعلق ہوکر خبر مقدم ہے اور "غواشیها" مبتدأ موخر ہے، اگلے جملے کی بھی یہی ترکیب ہے۔

وَقَالَ أَيْضًامَحْبُوْسًابِمَكَّةَ

تعارف وپس منظر:۔ مذکورہ شاعر (جعفر بن عُلبہ حارثی) ایک عرصہ تک مکہ کی جیل میں پڑا رہا اور کوئی پرسان حال بھی نہ ملا، اس دوران اطلاع ملی کہ شاعر کی محبوبہ مکۃ المکرّمہ آئی تھی لیکن اجازت نہ ملنے پر شاعر سے ملے بغیر واپس جارہی ہے، اس پر درج ذیل اشعار کہے۔

هَوَایَ مَعَ الرَّکْبِ الْیَمَانِیْنَ مُصْعِدٌ جَنِیْبٌ وَجُثْمَانِیْ بِمَکَّةَ مُوْثَقٌ

ترجمہ:۔ میرا محبوب یمنی سواروں کے ساتھ تابع ہو کر جارہا ہے، اور میرا جسم مکہ میں مقید ہے۔

تحقیق:۔ ھوای: مادہ ھوی باب سمع سے عشق ومحبت ہونا، اور ضرب سے گرنا۔ کما فی قولہ تعالی: والنجم اذا ھوی، ای سقط۔ "ھوای" کا الف یا سے بدل کر آیا ہے، یہ یا مادے کا تھا، یہ ہے تو مصدر البتہ یہاں مصدر سے مفعول (محبوب) مراد ہے۔ اور آخر میں یاء متکلم ہے۔ الرکب: جمع راکب کی ہے بمعنی سوار۔ یمانین: یہ یمن بفتح الیا سے نکلا ہے، یمن ایک ملک کا نام ہے، یمنیٌّ اور یمانیّ بمعنی ملک یمن کا باشندہ، یمانیٌّ کی جمع یمنیُّون، یمانون اور یمانیون آتی ہے بمعنی یمن کے رہنے والے۔ مصعد: افعال سے ہے، صعد مادہ ہے دور ہوجانا بمعنی ابطاء۔ اور سمع سے چڑھنا "والمراد ھھنا الاول"۔ جنیبٌ: کرم سے بمعنی پہلو میں ہونا، تابع ہونا۔ جثمانی بمعنی جسم۔ موثق: وثق مادہ ہے باب افعال سے بمعنی باندھنا۔

ترکیب:۔ "ھوای الخ" مرکب اضافی کے بعد مبتدا ہے۔ "مصعد" خبر اول ہے اور "جنیب" خبر ثانی ہے۔ "مع الرکب الخ" ھوای کے لئے ظرف ہے، "جثمانی" مبتدأ ہے، "موثق" اپنے متعلق "بمکة" سے مل کر خبر ہے، مصعد اور "جنیبٌ" کو مبتدأ کے اعتبار سے مذکر لایا گیا ہے ورنہ مفہوم کے اعتبار سے "ھوای" سے محبوبہ مراد ہے "کما سیاتی فی الاشعار الاتیة"۔

عَجِبْتُ لِمَسْرَاهَاوَاَنّٰی تَخَلَّصَتْ اِلَیَّ وَبَابُ السِّجْنِ دُوْنِیْ مُغْلَقٌ

ترجمہ:۔ مجھے تعجب معلوم ہوا محبوبہ کا رات کے وقت آنے پر (رات کے وقت محبوبہ کیسے پہنچ گئی؟) حالانکہ جیل کا دروازہ میرے پیچھے بند تھا۔

تحقیق:۔ عجبت: سمع سے تعجب کرنا لمسرا: سری مادہ ہے، باب ضرب وافعال سے بمعنی رات کو آنا اور چلنا، مسریٰ مصدر ہے، یا متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یا کو الف سے بدل دیا گیا "مسرا" ہوگیا ہے، انّٰی کئی معنوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، یہاں "کیف" کے معنی (کس طرح) میں ہے، تخلصت: بروزن تقبلت باب تفعل سے بمعنی پہنچنا۔ باب اس کی جمع ابواب ہے، السجن: بمعنی قید خانہ۔ مغلق: باب افعال سے باندھنا، بند کرنا۔

ترکیب:۔ "انّی" مبتدا ہے، "تخلصت الخ" جملہ کے بعد خبر ہے، "لمسراھا" اور "تخلصت" کی ضمیریں ماقبل شعر میں مذکور "ھوای" کی طرف لوٹ رہی ہیں، "ھوای" سے محبوبہ مراد ہے اگرچہ لفظ مذکر ہے۔ "وباب السجن الخ" میں واؤ حالیہ ہے ، اور "بابم السجن" حال ہے۔ "مغلق" خبر ہے۔

اَلَمَّتْ فَحَیَّتْ ثُمَّ قَامَتْ فَوَدَّعَتْ فَلَمَّاتَوَلَّتْ کَادَتِ النَّفْسُ تَزْهَقُ

ترجمہ:۔ وہ (خیالی محبوبہ) آئی، سلام کیا، پھر کھڑی ہوگئی اور الوداع کہا، پھر جب وہ واپس جانے لگی، تو قریب تھا کہ جان میری نکل

جاتی۔ (اور جانا آنا باعتبار خیال اور تصور جاناں کے ہے)۔

تحقیق:۔ المت: افعال سے بمعنی اترنا، جمع کرنا، اور راحت کے معنی بھی آتا ہے۔ فحیت: حیی مادہ باب تفعیل سے بمعنی سلام کہنا اور باب سمع سے زندہ ہونا، یہاں تین یاء میں سے ایک کو تخفیف کیلئے گرادیا، اصل میں حَیَّیَتْ "تھا" یا متحرک ماقبل مفتوح اس لئے یا کو الف سے بدل دیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو گرادیا گیا۔ ودعت: ودع مادہ باب تفعیل سے رخصت کرنا، الوداع کہنا۔ فتح سے بمعنی چھوڑ دینا اور افعال سے ودیعت رکھنا۔ تولت: بروزن تقبلت، بمعنی پیٹھ پھیر کر چلنا۔ کادت: فعل مقارب ہے۔ النفس: اس کی جمع نفوس بمعنی جان اور انفاس بھی جمع ہے بمعنی سانس۔ تزہق: باب سمع سے بمعنی نکلنا۔

ترکیب:۔ "فلماتولت" شرط ہے "کادت سے الخ" جزا ہے۔ "تولت والمت وغیرہ کے مرجع ضمیر محبوبہ ہے، لانھا حاضرۃ فی القلب۔ "النفسُ" کادت کا اسم ہے اور "تزھق" اس کی خبر ہے۔

فَلاتَحسَبِیْ اَنِّیْ تَخَشَّعْتُ بَعْدَکُمْ لِشَیْءٍ وَلَااَنِّیْ مِنَ الْمَوْتِ اَفْرَقُ

ترجمہ:۔ پس تم مجھے یہ خیال نہ کرنا کہ میں تمہارے فراق کے بعد کسی بھی چیز (تکالیف جیل) سے عاجز آگیا ہوں، اور یہ بھی نہ سمجھنا کہ میں موت سے ڈرتا ہوں۔

تحقیق:۔ فلاتحسی: حسب مادہ ہے بمعنی گمان کرنا، اس کے اکثر دو مفعول ہوتے ہیں۔ تخشعت: بروزن تقبلت بمعنی عاجز آنا، خشوع اختیار کرنا اور باب فتح سے بھی مستعمل ہے۔ شیء: جمع اشیاء، بمعنی چیز۔ الموت: جمع اموات، باب نصر وسمع۔ افرق: سمع سے بمعنی ڈرنا۔

ترکیب:۔ "انی تخشعت بعدکم" پورا جملہ "فلاتحسبی فعل کے دو مفعول کے قائم مقام ہے۔ اور شاعر نے حسب عادت پہلے صیغۂ واحد مؤنث (تحسبی) سے خطاب کیا، پھر "تخشعت بعدکم" کہہ کر جمع کا صیغہ لایا ہے اور دونوں سے مراد خیالی محبوبہ ہے۔ اسے انتقال من الافراد الی الجمع کہا جاتا ہے۔ "ولا" کے بعد "تحسبی" فعل محذوف ہے۔ "اَنّی من الموت الخ" اس فعل محذوف کا مفعول ہے۔

وَلَااَنَّ نَفْسِیْ یَزْدَھِیْھَاوَعِیْدُکُمْ وَلَااَنَّنِیْ بِالْمَشْیِ فِی الْقَیْدِاَخْرَقُ

ترجمہ:۔ اور یہ بھی خیال نہ کرنا کہ میری جان کو تمہاری دھمکیوں نے حقیر و ذلیل بنادیا ہے۔ اور نہ میں بیڑیوں اور زنجیروں میں چلنے سے ضعیف اور تنگ دل ہوگیا ہوں۔

تحقیق:۔ یزدھی: زہی مادہ باب افتعال سے بمعنی ہلکا بنانا، دبلا کردینا، حقیر و ذلیل کردینا، یہ اصل میں "یَزْتَھِیْ" تھا، حسب قاعدہ فائے افتعال زا ہونے کی وجہ سے تائے افتعال کو دال سے بدل دیا گیا، یزدھی ہوگیا۔ وعید: وعد مادہ باب ضرب سے وعید اُ مصدر بمعنی دھمکی دینا اور "عدۃ" مصدر بمعنی وعدہ کرنا۔ القید: جمع اسکی قیود ہے بمعنی زنجیر، بیڑی وغیرہ۔ اخرق: مجرد سمع سے ضعیف و تنگ دل اور بے وقوف ہونا۔ "اَخرق" بفتح الراسم تفضیل ہے اور بضم الرا واحد متکلم کا صیغہ ہے، دونوں نسخے ہیں، یہاں بھی "ولا" کے بعد "تحسی" فعل محذوف ہے۔ جملہ "بالمشی فی القید" کے دو معنی ہیں (الف) زنجیروں اور بیڑیوں سمیت پیدل چلنا جو حد درجہ تکلیف دہ امر ہے، (ب) پاؤں میں مستقل زنجیر اور بیڑی رہنا جو پریشان کن امر ہے۔

ترکیب:۔ "وعیدکم" صحیح نسخہ میں "وعیدھم" ہے اور "ھم" ضمیر کا مرجع بنو عقیل ہے، "بالمشی" "اخرق" سے متعلق ہے اور "فی القید" کا تعلق "مشی" سے ہے۔

وَلٰکِنْ عَرَتْنِیْ مِنْ ھَوَاکِ صَبَابَۃٌ کَمَا کُنْتُ اَلْقٰی مِنْکِ اِذْاَنَامُطْلَقٗ

ترجمہ:۔ لیکن مجھے تیری محبت کی وجہ سے سوزش عشق لاحق ہوگئی ہے۔ جیسا کہ جب میں آزاد تھا اس وقت بھی تیری محبت کی سوزش پاتا تھا، یعنی یہ کمزوری قید و بند کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ یہ صرف تیری محبت کی تکلیف کی وجہ سے ہے۔

تحقیق:۔ "عرت" یہ اصل میں "عروت" تھا۔ واؤ متحرک ماقبل مفتوح اس لئے واؤ کو الف سے بدل دیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو گرادیا گیا، عرتنی: عرو مادہ نصر سے بمعنی پیش آنا، لاحق ہونا۔ ھواک: ھوی مادہ سمع سے محبت ہونا۔ صبابۃ: صَبٌّ مادہ ہے سمع سے بمعنی عشق اور نصر سے بمعنی پانی بہانا۔ القیٰ: باب سمع سے ملنا اور افعال سے ڈالنا و پانا۔ یہاں آخری معنی مراد ہے۔ مطلق: افعال سے بمعنی آزاد ہونا۔

ترکیب:۔ "لکن" آتا ہے استدراک کے لئے اس لئے اس سے قبل یہ جملہ محذوف ہے "لیس لی شیئی مما ذکرتہ" "صبابۃ" عرتنی کا فاعل ہے۔ "القی" کے بعد ضمیر "ھا" محذوف ہے جس کا مرجع "صبابۃ" ہے اور ترکیب میں مفعول ہے۔ "اِذْ انا الخ" ظرف ہے "القی" کے لئے اور "القی الخ" کنتُ کی خبر ہے۔

وَقَالَ اَبُوْعَطَاءِ السِّنْدِیُّ

مولانا سید ابوظفر ندوی صاحب لکھتے ہیں کہ ابوالعطاءؔ سندھی کا نام افلح بن یسار تھا، باپ بیٹے دونوں سندھ سے بنو اسد کے ذریعے غلاموں کے زمرہ میں کوفہ پہنچے اور عنترہ بن سماک کے غلام بن گئے، جب افلح نے شعر و شاعری میں مہارت حاصل کی تو عنترہ نے اسے چار ہزار درا ہم لے کر آزاد کر دیا، اس لئے افلح نے عنترہ کی مذمت میں قصیدہ بھی لکھا ہے، بعد میں افلح نے ایک امیر سلیمان بن سلیم سے ایک غلام خریدا جس کا نام عطاءؔ رکھا اور خود ابوالعطاءؔ مشہور ہوئے۔

افلح قصیدہ لکھتا تھا اور عطاءؔ پڑھ کر سناتا تھا، ابوالعطاءؔ کے استاد و مربی نصر بن یسار تھے جنہوں نے ابوالعطاءؔ کو تربیت دی، نصر کا انتقال منصور کے عہد میں ہوا جبکہ ابوالعطاءؔ بنی امیہ اور عباسیہ کی جنگ میں مارا گیا۔ (تاریخ سندھ حصہ اول ص:360، کتاب الاغانی ج:16 ص:78 طبع مصر)

اس نے دولت امیہ و عباسیہ دونوں ادوار کو پایا ہے اس لئے یہ مخضرم الدولتین ہے، سلسلۂ نسب یوں ہے، افلح بن یسار۔ بعض نے مرزوق نام لکھا ہے، اس کے والد یسار عمرو بن سماک بن حصین الاسدی کا غلام تھا اور سندھ کا باشندہ تھا، افلح کا ایک غلام عطاءؔ تھا اس لئے شاعر کی کنیت ابوعطاءؔ قرار پائی۔

اس کے اباء و اجداد کا تعلق چونکہ عجم اور سندھ سے تھا اسلئے ان کی طرف نسبت کر کے شاعر نے خود کو سندی کہا ہے۔ ورنہ شاعر خود اعلیٰ پائے کا عربی شاعر ہے، اس کے اشعار کو اہل عرب مثال و سند کے طور پر پیش کرتے ہیں: شاعر ان اشعار میں محبوبہ کی محبت اور اپنی بہادری کا اظہار کر رہا ہے۔

ذَكَرْتُكِ وَالْخَطِّيُّ يَخْطِرُ بَيْنَنَا وَقَدْ نَهِلَتْ مِنَّا الْمُثَقَّفَةُ السُّمْرُ

ترجمہ:۔ اے محبوبہ! میں نے تجھے اس وقت بھی یاد کیا ہے، جب ہمارے درمیان خطی تلوار چل رہی تھی، اور ہمارے خون سے سیدھے گندم گوں نیزے سیراب ہو رہے تھے۔

تحقیق:۔ ذکر: نصر سے یاد کرنا، الخطی: خطی گاؤں کی طرف منسوب ہے جس کی تلوار مشہور ہوتی ہے۔ اور یہ گاؤں بحرین وعمان میں ہے یہاں تلوار مراد ہے۔ یخطر: باب ضرب سے حرکت کرنا، خیال کرنا، خیال آنا۔ نہلت: نہل مادہ ہے باب سمع سے سیراب ہونا، پانی پینا۔ المثقفة: ثقف مادہ ہے، باب تفعیل سے بمعنی سیدھا ہونا۔ عمدہ ہونا۔ السمر: صیغۂ مؤنث سمراء، مذکر اسمر۔ جیسا کہ احمر، حمراء، حمر جمع ہے۔ السمر جمع ہے بمعنی گندم گوں نیزہ اور باب سمع سے بمعنی گندم گوں ہونا۔

ترکیب:۔ "والخطی" میں واؤ حالیہ ہے، اور "ذکرتک" سے حال ہے۔ "وقد نهلت" کا عطف "الخطی" پر ہے، اور "منا" أی من دمائنا"، "المثقفة الخ" مرکب توصیفی کے بعد "نهلت" کا فاعل ہے۔

فَوَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ وَإِنِّيْ لَصَادِقٌ أَدَاءٌ عَرَانِيْ مِنْ حِبَابِكِ أَمْ سِحْرُ

ترجمہ:۔ پس خدا کی قسم (اے محبوبہ!) میں نہیں جانتا کہ میں سچ کہہ رہا ہوں کہ تمہاری محبت کی وجہ سے، مجھے کوئی بیماری لاحق ہوئی ہے، یا یہ (محبت کا) جادو ہے۔

تحقیق:۔ ما ادری: دری مادہ باب افعال وضرب سے جاننا، اداء میں ہمزہ تسویہ ہے، داء، بمعنی بیماری۔ عرانی: عرو مادہ باب ضرب سے بمعنی پیش آنا، لاحق ہونا۔ حبابک: (بکسر الحاء) باب مفاعلہ کا مصدر ہے بمعنی سخت محبت، باب افعال وضرب سے بھی استعمال ہوتا ہے محب محبوب وغیرہ۔ سحر: بمعنی جادو اس کی جمع اسحار وسحور آتی ہے۔

ترکیب:۔ جملہ "وانی لصادق" جملہ معترضہ ہے۔ جملہ "اَدَاءٌ الخ" "ما ادری" کا مفعول ہے، ہمزہ استفہامیہ مبتدأ، داءٌ موصوف، عرانی صفت ہے اور "من حبابک" کا تعلق عرانی سے ہے، موصوف اپنی صفت اور متعلق سے مل کر معطوف علیہ، ام حرف عطف اور سحرٌ معطوف ہے، معطوف اور معطوف علیہ مل کر خبر۔ "فو الله" قسم اور "ما ادری الخ" جواب قسم ہے، قسم اور جواب قسم دونوں مل کر جملہ قسمیہ ہے۔

فَإِنْ كَانَ سِحْرًا فَاعْذِرِيْنِيْ عَلَى الْهَوٰى وَإِنْ كَانَ دَاءً غَيْرَهُ فَلَكِ الْعُذْرُ

ترجمہ:۔ پس اگر یہ جادو ہے تو تم مجھ کو محبت میں معذور سمجھنا، اور اگر اس کے علاوہ اور کوئی بیماری ہے، تو تم ہی معذور ہو، یعنی اگر یہ تیری طرف سے جادو ہے تو اب میں معذور ہوں کہ تم ہی نے مجھے سحر سے اسیر محبت بنالیا ہے اور اگر یہ سوزش عشق ہے تو پھر قصوروار میں ہوں اور تم بے قصور اور معذور ہو۔

تحقیق:۔ فاعذرینی: عذر مادہ ہے باب ضرب سے معذور سمجھنا۔ الھویٰ: مادہ ھویٰ ہے، باب سمع سے محبت کرنا اور ضرب سے گرنا۔

ترکیب:۔ اس شعر میں دونوں "إنْ" شرطیہ ہے اور "فاعذرینی" اور "فلک العذر" جزا ہے۔ فلک میں "لک" کا تعلق "ثابتٌ" شبہ فعل محذوف سے ہے۔ "سحرًا" اور "داءً" "کان" کی خبر ہے اور "کان" کا اسم ضمیر ہے جو ماقبل میں جملہ "عرانی" کی طرف لوٹ رہی ہے۔

وَقَالَ بَلْعَاءُ بْنُ قَيْسِ الْكِنَانِيُّ

یہ جاہلی شاعر ہے، کنیت ابومساحق ہے اور یہ جنگ فجار کے دنوں میں جنگ سمطہ میں بنی کنانہ کا امیر بنا تھا اور اسی جنگ میں مارا گیا ہے۔ اس کا ذکر باب الحماسہ میں صرف ص: ۱۵ پر آیا ہے۔ اس کا شمار شعراء جاہلیون میں ہوتا ہے انہوں نے مندرجہ ذیل تین اشعار میں اپنی بہادری و دلیری اور سرداری اور اپنی قوت کا اظہار کیا ہے:

وَفَارِسٍ فِيْ غِمَارِ الْمَوْتِ مُنْغَمِسٍ ۔۔۔ إِذَا تَأَلَّى عَلٰى مَكْرُوْهَةٍ صَدَقَا

ترجمہ:۔ اور بہت سے شہسوار ایسے ہیں جو موت کی سختیوں میں داخل ہونے والے ہیں۔ جب وہ کسی ناپسندیدہ بات پر قسم کھالیں تو وہ سچ کر دکھاتے ہیں۔

تحقیق:۔ فارس: جمع فوارس ہے بمعنی شہسوار۔ غمار جمع ہے غمرۃ کی بمعنی شدائد اور غمرات بھی جمع آتی ہے۔ الموت: باب نصر و سمع سے جمع اموات آتی ہے۔ تألی: بروزن تقبل باب تفعل سے بمعنی قسم کھانا، مادہ الو ہے اور فقہی اصطلاح میں ایلاء کہتے ہیں کہ شوہر یوں قسم کھائے کہ میں بیوی کے پاس چار ماہ تک نہیں جاؤنگا۔ مکروہۃ: باب سمع سے بمعنی ناپسند۔ صدقا: ماضی واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے اور آخر میں الف اشباعی ہے۔

ترکیب:۔ ''وفارس'' میں واؤ بمعنی ''رُبّ'' کے ہے، اور جواب رُبّ اگلے شعر میں ''غشیتہ'' ہے ''منغمس'' ''فارس'' کی صفت ہے۔ اور ''صدقا'' جملہ کے بعد اذا شرطیہ کا جزا ہے۔

غَشَّيْتُهُ وَهُوَفِيْ جَاوَاءَ بَاسِلَةٍ ۔۔۔ عَضْبًا أَصَابَ سَوَاءَ الرَّأْسِ فَانْفَلَقَا

ترجمہ:۔ میں نے ان کو (بہادر کو) ڈھانپا اس حال میں کہ وہ جنگجو مٹیالے رنگ کے بہادر لشکر میں تھے، ایسی کاٹنے والی تلوار کے ساتھ جو سر کے درمیان لگی تو وہ پھٹ گیا۔

تحقیق:۔ غشیۃ: باب تفعیل سے بمعنی ڈھانپ لینا اور سمع سے بھی آتا ہے۔ جاوا: میں جا ؤ مادہ ہے جس کا مذکر اجوأ ہے بمعنی مٹیالہ رنگ کا لشکر۔ باسلۃ: باب کرم سے بمعنی شجاعت کے ہے۔ عضبا: باب نصر سے بمعنی کاٹنا، مگر یہاں تلوار مراد ہے۔ بعض نسخوں میں ''عضًا'' ہے۔ اصاب: باب افعال سے صوب مادہ ہے بمعنی پہنچنا، ٹھیک ہونا، درست ہونا اور باب نصر سے بھی مستعمل ہے۔ سواء: معنی وسط۔ الراس: اس کی جمع رؤوس بمعنی سر۔ فانفلقا: فلق مادہ باب انفعال سے بمعنی پھٹ جانا۔ ماضی واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے اور آخر میں الف اشباعی ہے۔

ترکیب:۔ ''غشیتہ'' یہ جواب رُبّ ہے، اور اس میں ''ہ'' ضمیر مفعول اول ہے، جس کا مرجع ''فارس'' ہے جو گذشتہ شعر میں ہے۔ اور دوسرا مفعول ''عضاً'' ہے، عضًا موصوف، ''اصاب الخ'' صفت سے ملکر ''غشیتہ'' کا مفعول ثانی ہے۔ جملہ ''وھو فی جاواء باسلۃٍ'' ''غشیتُہ'' کی ضمیر مفعول سے حال ہے، ''فی جاواء الخ'' سے قبل ''موجودٌ'' شبہ فعل محذوف ہے، ''جاوا'' موصوف (بمعنی مٹیالہ رنگ کا لشکر) اور ''باسلۃٍ'' صفت ہے۔ موصوف صفت مل کر مجرور ہے، اور پھر جار مجرور ''موجود'' محذوف سے متعلق ہو کر خبر ہے۔

بِضَرْبَةٍ لَمْ تَكُنْ مِنِّيْ مُخَالَسَةً ۔۔۔ وَلَا تَعَجَّلْتُهَا جُبْنًا وَلَا فَرَقَا

ترجمہ:۔ ایسی ضرب سے (اس بہادر کا سر پھٹا) جو مجھ سے اچکنے والی نہیں تھی (یعنی جلد بازی نہیں تھی) اور نہ اس میں بزدلی اور ڈر کی وجہ

سے میں نے جلدی کی۔ (یعنی وہ ضرب جس سے اس کا سر چیرا گیا تھا وہ گھبراہٹ اور خوف کی حالت میں نہیں لگائی تھی بلکہ بڑی تسلی واطمینان سے لگائی تھی)

تحقیق:۔ مخالسة: خلس مادہ ہے باب مفاعلہ سے بمعنی جلدی کرنا۔ اچک لینا: فرقا: باب سمع سے بمعنی ڈرنا، صیغہ ماضی واحد مذکر غائب ہے، آخر میں الف اشباعی ہے، جُبْنًا بمعنی بزدل باب نصر وکرم سے آتا ہے۔

ترکیب:۔ یہاں "بضرب" سے قبل 'فانشق رأسه" محذوف ہے، "جبنا و فرقا" مفعول لہ ہے۔ "مخالسةً" "لم تكن" کی خبر ہے، "لم تكن" کی ضمیر "ضربةِ" کی طرف لوٹ رہی ہے جو "لم تكن" کا اسم ہے۔

وَقَالَ رَبِيعَةُبْنُ مَقْرُوْمِ الضَّبيِّ

سلسلہ نسب یوں ہے، ربیعہ بن مقروم بن قیس بن جابر بن خالد الضبی، یہ مخضرمی شاعر ہے، قبیلہ ضبہ سے تعلق ہے، جنگ قادسیہ (محرم ۱۴ھ/ ۶۳۵ء) اور جنگ جلولاً دونوں میں شرکت کی، دوران جنگ بنو عبد القیس نے اسے گرفتار کر لیا تھا پھر احساناً چھوڑ دیا تھا۔

شاعر ان اشعار میں گھڑ سواری اور لڑائی میں اپنی بہادری کو بیان کر رہا ہے۔

وَلَقَدْشَهِدْتُ الْخَيْلَ يَوْمَ طِرَادِهَا ‌ ‌ بِسَلِيْمِ اَوْظِفَةِالْقَوَائِمِ هَيْكَلِ

ترجمہ:۔ بخدا میں شہسواروں میں ان کی لڑائی کے دن حاضر ہوا، ایسے قدآور گھوڑے کے ساتھ جس کے ہاتھ پاؤں کی نلیاں صحیح سلامت تھیں۔

تحقیق:۔ شہدت: سمع سے حاضر ہونا، دیکھنا۔ الخیل: اس کی جمع خیول ہے، بمعنی گھوڑا، یہاں شہسوار مراد ہے۔ یوم: جمع ایام، بمعنی دن۔ طراد: مادہ طرد ہے، مفاعلہ سے بروزن قتال کے بمعنی دفع کرنا اور نصر سے بھی آتا ہے۔ سلیم: بمعنی سلامت۔ اوظفة: جمع وظیف کی ہے بمعنی پنڈلی۔ القوائم: جمع قائمۃ کی ہے بمعنی پیر۔ ھیکل اس کی جمع ھیاکل ہے بمعنی بڑا، طویل، ڈھانچہ کے ہے۔

ترکیب:۔ "ولقد" میں لام "مفتوحه" قسم کیلئے ہے، "لقد" سے پہلے لفظ "الله" محذوف ہے، عبارت یوں ہے۔ "وَاللّٰهِ لقد" "سلیم" سے پہلے "فارس" موصوف محذوف ہے۔ سليم، او ظفة القوائم، هَيْكَلُ۔ یہ سب اس کی صفت ہیں۔

فَدَعَوْانَزَالِ فَكُنْتُ اَوَّلَ نَازِلٍ ‌ ‌ وَعَلَامَ أَرْكَبُهُ إِذَالَمْ أَنْزِلِ

ترجمہ:۔ پس ان شہسواروں نے پکارا (مقابلہ کیلئے) کہ اترو، تو میں سب سے پہلے اترنے والا تھا، اور میں کس لئے گھوڑے پر سوار ہوں، جب میں (چیلنج کے وقت) نہ اتروں۔ یعنی میری غرض ہی مقابلہ کرنا ہے تو چیلنج کیوں قبول نہ کروں۔

تحقیق:۔ دعوا باب نصر سے پکارنا۔ یہاں بمعنی چیخنا۔ نزال: بروزن فعال اسم فعل بمعنی اِنزل کے ہے اور یہ فعال کا وزن کلام عرب میں چار معانی کیلئے استعمال ہوتا ہے (۱) فعال بمعنی امر جیسا کہ نزال بمعنی اِنزل، تراک بمعنی اترک کے ہے (۲) فعال بمعنی صفت واحد مؤنث جیسا کہ فساق بمعنی فاسقة (۳) فعال بمعنی مصدر معرفہ ہو جیسا کہ فجار بمعنی الفجور (۴) فعال بمعنی اعیان ذوات النساء کا نام ہو جیسا کہ قطام نام عورت کا ہے۔ یہاں "نزال" کا مطلب لڑنے کے لئے چیلنج دینا ہے ور یہ کہنا ہے کہ اگر مرد ہو تو آؤ مقابلہ کرو۔ اور گھوڑے سے اترو۔ علام: مرکب ہے "على" اور "ما" سے جب ما استفہامیہ پر حرف جارہ داخل ہو تو تخفیف کیلئے ہمزہ کو حذف

کر دیتے ہیں۔ جیسے "عم یتسالون عن النباء العظیم۔"

ترکیب:۔ "إذا لم انزل" کے بعد "حین دعیت نزال" محذوف ہے۔ جو کہ ظرف ہے، "لم انزل الخ" مع ظرف شرط ہے، "علام الخ" جزاً مقدم ہے۔ "علام" مبتدأ ہے اور "ارکبه" جملہ کے بعد خبر ہے، پھر جزاً مقدم ہے۔ "اول نازل" خبر ہے۔

وَاَلَدَّ ذِیْ حَنَقٍ عَلَیَّ کَأَنَّمَا تَغْلِیْ عَدَاوَۃُ صَدْرِہٖ فِیْ مِرْجَلٖ

ترجمہ:۔ اور بہت سے جھگڑالو مجھ پر ایسے غضبناک ہیں گویا کہ عداوت ان کے سینے میں جوش مار رہی ہے جیسے ہانڈی میں (پانی جوش) مارتا ہے۔

تحقیق:۔ الد: اسم تفضیل ہے لد مادہ ہے باب سمع سے بمعنی جھگڑالو ہونا۔ حنق: باب سمع سے غضبناک ہونا۔ تغلی، یہ غلی مادہ ہے باب ضرب سے بمعنی ابلنا، جوش مارنا۔ صدر: سینہ جمع صدور ہے۔ مرجل: صیغہ اسم الہ ہے بمعنی ہانڈی مراجل جمع ہے۔

ترکیب:۔ "وَاَلَدَّ" میں "واؤ" بمعنی "رُبَّ" ہے اور جواب رُبَّ اگلا شعر ہے۔ "اَلَدَّ: غیر منصرف ہونے کی وجہ سے مفتوح ہے اور مضاف ہے "ذی حنق" مضاف الیہ ہے۔ "عداوۃ الخ" فاعل ہے۔

أزْجَیْتُہٗ عَنِّیْ فَأَبْصَرَ قَصْدَہٗ وَکَوَیْتُہٗ فَوْقَ النَّوَاظِرِ مِنْ عَلٍ

ترجمہ:۔ میں نے ان کو اپنے سے دفع کیا پس انہیں صحیح راستہ نظر آ گیا، (انکو اپنی حیثیت معلوم ہوگئی) اور داغ دیا میں نے ان کے سر کی رگوں کی اوپر کی جانب سے۔

تحقیق:۔ ازجیتہ: زجی مادہ ہے باب افعال سے بمعنی ھانکنا، دفع کرنا۔ کویتُ: کوی مادہ ہے از ضرب بمعنی داغ لگانا۔ نواظر: جمع ناظرۃ کی ہے بمعنی سر کی رگ۔ عل: علو مادہ ہے بمعنی اوپر کما ہوالظاہر۔ "قصد" باب ضرب سے بمعنی ارادہ کرنا، باب افتعال سے بمعنی میانہ روی اختیار کرنا، "القصد" بمعنی سیدھا راستہ، اختیار کرنا، یہاں راہ مستقیم کے معنی میں ہے۔ "ابصر قصدہ" بمعنی اس نے اپنا صحیح راستہ دیکھ لیا اور درست راہ منتخب کر لیا۔

ترکیب:۔ "ازجیتہ" جواب رُبَّ ہے، مفعول کی ضمیر "الد" کی طرف لوٹ رہی ہے۔

وَقَالَ سَعْدُبْنُ نَاشِبِ اَلتَّمِیْمِیُّ

یہ اسلامی شاعر ہے، سلسلۂ نسب یوں ہے، سعد بن ناشب بن مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم، قبیلہ رزام سے تعلق ہے۔

آنے والے نو اشعار کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ سعد بن ناشب نے بصرہ میں ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا جس کے انتقام کیلئے بلال بن ابی بردہ بن ابوموسیٰ اشعریؓ نے قصاص کا مطالبہ کیا، تو شاعر وہاں سے بھاگ نکلا، حضرت بلال قصاص لینے میں کامیاب نہیں ہوئے تو انہوں نے سعد بن ناشب کا گھر منہدم کر دیا جو بصرہ میں تھا، اور جب شاعر کو اس کی خبر ملی تو انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

سَأَغْسِلُ عَنِّی الْعَارَ بِالسَّیْفِ جَالِبًا عَلَیَّ قَضَاءُ اللّٰہِ مَا کَانَ جَالِبًا

ترجمہ:۔ میں عنقریب دھوڈالونگا تلوار کے ذریعہ اپنے سے عار (انہدام بیت) کو (دور کرونگا، زائل کروں گا) اس حال میں کہ تقدیر الٰہی مجھ پر جو چاہے سو وہ کھینچ لائے (یعنی میں بدلا لوں گا پھر جو بھی نتیجہ ہوگا اس کو سہنے کیلئے تیار ہوں)

تحقیق:۔ سأغسل: صیغہ واحد متکلم ہے ازضرب بمعنی دھونا، ازالہ کرنا، یہاں دوسرا معنی مراد ہے۔ اور باب افتعال سے معنی غسل کرنا۔ العار: عری مادہ ہے باب سمع سے ننگا ہونا، جمع اعیار ہے مگر یہاں شرم کے معنی میں ہے۔ السیف: اس کی جمع سیوف واسیاف آتی ہیں بمعنی تلوار۔ جالبا: باب نصر سے کھینچنا۔

ترکیب:۔ "جالبا" ضمیر متکلم (سأغسل کی) سے حال ہے۔ "قضاء الله" جالبًا کا فاعل ہے، مگر مفعول کا بھی احتمال ہے، اس صورت میں اگلا جملہ فاعل ہوگا۔ اور "ما كان جالبا" مفعول ہے۔ اور "جالبًا" کا فاعل بھی ہوسکتا ہے، اس صورت میں "قضأ الله" مفعول ہوگا۔ اور "جالبًا علىّ الخ" جملہ "سأغسل" کی ضمیر متکلم سے حال ہے۔ دوسرا "جالبًا" کان کی خبر ہے اور "کان" کا اسم ضمیر ہے جو "قضاء الله" کی طرف لوٹ رہی ہے۔

وَاَذْهَلُ عَنْ دَارِیْ وَاَجْعَلُ هَدْمَهَا لِعَرْضِیْ مِنْ بَاقِی الْمُذَمَّةِ حَاجِبَا

ترجمہ:۔ اور میں اپنے گھر کے معاملے کو بھول جاؤنگا اور اور اس انہدام کو مانع قرار دونگا اپنی عزت کیلئے باقی مذمت (قتل) سے (یعنی چونکہ میں نے قتل کیا تھا اس کی پاداش میں اگر میرا گھر گرایا گیا تو کوئی بات نہیں، کیونکہ یہ انہدام بیت میرے قتل سے بچنے کیلئے بہانہ ہے لہذا میں اپنا گھر بھول جاونگا)

تحقیق:۔ اذہل: باب فتح سے واحد متکلم، بمعنی غافل ہوجانا، بھول جانا۔ دار: گھر اس کی جمع دور، دیار۔ ہدم: باب ضرب سے بمعنی توڑ دینا۔ عرض: اس کی جمع اعراض ہے، بمعنی عزت، عرض اس کی جمع عروض بمعنی سامان۔ المذمة: مادہ ذم ہے، نصر سے بمعنی برائیاں اور گالیاں۔ یہاں "باقی المذمة" سے قتل مراد ہے۔ حاجب جمع حواجب، بمعنی روکنا، دربان، چوکیدار۔

ترکیب:۔ "هدمها" "جعل" کا مفعول اول ہے اور "حاجبا" یہ مفعول ثانی ہے۔ "هدمها" کی ضمیر "دار" کی طرف لوٹ رہی ہے "دار" مؤنث سماعی ہے، جو کہ مفعول ہے اور یہ اضافت "اضافة المصدر الى المفعول" ہے۔

وَيَصْغُرُ فِیْ عَيْنِیْ تِلَادِیْ إِذَا انْثَنَتْ يَمِيْنِیْ بِاِدْرَاكِ الَّذِیْ كُنْتُ طَالِبَا

ترجمہ:۔ اور میری نظر میں میرا موروثی مال کم ہے، جبکہ میرا دائنا ہاتھ اس چیز کے حصول کے ساتھ لوٹے جس کا میں طالب تھا (یعنی قتل میرا مقصود تھا سو وہ میں نے کرلیا، اب اگر اس کے بدلے میں میرا گھر (جو میرا میراثی مال تھا) منہدم ہوا تو ہوجانے دو کیونکہ اصل مقصود تو حاصل ہوگیا)

تحقیق:۔ یصغر: صیغہ مضارع از کرم بمعنی چھوٹا ہونا، حقیر ہونا۔ عین: جمع اعین بمعنی آنکھ۔ تلادی (بکسر التاء) معنی موروثی مال۔ تلد مادہ ہے افعال سے آتا ہے۔ انثنت: ثنی مادہ باب ضرب وانفعال سے بمعنی پھر جانا۔ ادراک: افعال کا مصدر بمعنی پانا۔ یہ اصل میں "اِنْثَنَيَتْ" بروزن "انفطرت" تھا۔ یا متحرک ماقبل مفتوح اس لئے یا کو الف سے بدل دیا گیا، پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو گرا دیا گیا، انثنت ہوگیا۔

ترکیب:۔ "تِلادی" جملہ "یصغرُ" کا فاعل ہے، "یمینی" جملہ "انثنت" کا فاعل ہے۔ "بادراکی الخ" انثنت فعل سے متعلق ہے، "كنتُ طالبا" "اَلَّذِیْ" موصول کا صلہ ہے، "طالبا" اصل میں "طالبه" ہے، ضمیر کا مرجع "الّذی" موصول ہے۔

فَإِنْ تَهْدِمُوْا بِالْغَدْرِ دَارِيْ فَإِنَّهَا تُرَاثُ كَرِيْمٍ لَايُبَالِي الْعَوَاقِبَا

ترجمہ:۔پس اگر تم نے میرا گھر عہد شکنی کر کے گرایا ہے (تو کوئی بات نہیں) اسلئے کہ وہ تو ایک ایسے کریم (خود شاعر) کا گھر ہے جو انجاموں کی پرواہ نہیں کرتا۔

تحقیق:۔تھدموا: باب ضرب سے ڈھا دینا۔ھذا خطاب لبلال۔الغدر: باب ضرب سے غداری اور تخریب کاری کرنا۔عواقب جمع عاقبة، بمعنی انجام۔آخر میں الف اشباعی ہے،"تُراث" بروزن فعال مصدر ہے بمعنی میراث "لایُبالی" باب مفاعلہ سے مضارع واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے بمعنی پرواہ نہ کرنا۔

ترکیب:۔"تھدموا بالغدر داری" شرط ہے، جزأ محذوف ہے جو کہ "لاأبالی به" ہے جس پر اگلا جملہ دلالت کر رہا ہے،"انّھا" کی ضمیر "دار" کی طرف لوٹ رہی ہے،"تُراثُ الخ" انّ کی خبر ہے،"کریم" موصوف ہے اور "لایبالی الخ" صفت ہے۔

أَخِيْ غَمَرَاتٍ لَايُرِيْدُ عَلَى الَّذِيْ يَهُمُّ بِهٖ مِنْ مُفْظِعِ الْاَمْرِ صَاحِبَا

ترجمہ:۔وہ ایسا جفاکش وشدائد والا ہے جو ارادہ نہیں کرتا کسی عظیم الشان کام میں ساتھی کا۔(یعنی وہ کسی بھی سخت کام کو تنہا انجام دیتا ہے)

تحقیق:۔غمرات: جمع غمرة کی ہے بمعنی شدائد اور غمار بھی جمع آتی ہے۔کامر۔یہاں اخی غمرات سے جفاکش آدمی مراد ہے۔ "اخی" کی یأ متکلم کے لئے نہیں ہے بلکہ غمرات کی طرف اضافت کی وجہ سے "اخو" "اخی" بن گیا ہے،لفظ "اخ" کی اضافت جس چیز کی طرف ہوتی ہے وہ چیز مراد ہوتی ہے،مثلاً "اخو الحرب" میں جنگ مراد ہے۔اسی طرح یہاں غمرات (شدائد) مراد ہیں۔یھم: باب نصر سے بروزن ذب یذب بمعنی ارادہ کرنا۔مفظع: باب افعال اور سمع سے بمعنی قبیح ہونا۔"مفظع الامر" بمعنی قبیح ترین کام اور بڑی مصیبت۔ صاحبا: اس کی جمع اصحاب ہے،بمعنی ساتھی۔

ترکیب:۔"أخی غمرات" یہ پہلے شعر میں موجود "کریم" کی صفت یا بدل ہے۔اور "لایبالی الخ" یہ "کریم" کی صفت اول ہے۔ "صاحبا" یہ "لایرید" کا مفعول بہ ہے۔اور "من مفظع الامر" "الذی یھم" کا بیان ہے۔

إِذَا هَمَّ لَمْ تُرْدَعْ عَزِيْمَةُ هَمِّهٖ وَلَمْ يَأْتِ مَايَأْتِيْ مِنَ الْاَمْرِ هَائِبَا

ترجمہ:۔جب وہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے،تو اس کا عزم روکا نہیں جاتا،اور نہیں آتا وہ کسی کام کے پاس ڈرتے ہوئے۔

تحقیق:۔ھم: باب نصر سے ارادہ کرنا۔تردع: ردع مادہ ہے،فتح سے چھوڑ دینا،دفع کرنا اور روکنا۔لم یات: میں "لم" کی وجہ سے آخر سے یأ گر گیا،باب ضرب سے بمعنی آنا۔ھائبا: ھیب مادہ ہے فتح سے بمعنی ڈرنا۔

ترکیب:۔"عزیمة ھمه" یہ "تردع" کا نائب فاعل ہے،اور "ھائبا" یہ "لم یات" کی ضمیر سے حال ہے۔جملہ "لم تُردع الخ" جزأ ہے،جملہ "مایأتی من الامر" "لم یأت" کا مفعول ہے،یأتی یہاں مجازاً "یفعل" کے معنی میں ہے۔ای "لم یفعل ما یفعلهٗ من الامر"

فَيَا لَرِزَامٍ رَشِّحُوْا بِيْ مُقَدَّمًا إِلَى الْمَوْتِ خَوَّاضًا إِلَيْهِ الْكَتَائِبَا

ترجمہ:۔پس اے لوگو! تعجب کرو بنو رزام (میری قوم) کیلئے،کہ تربیت کی انہوں نے میری ایسی حالت میں کہ میں موت کی جانب پیش

قدمی کرنے والا ،اور موت کی طرف فوجی دستوں میں گھس جانے والا ہوں۔
تحقیق:۔ رشحوا: رشح مادہ ہے تفعیل سے منتخب کرنا، ترتیب دینا۔ خواضا: خوض مادہ ہے نصر سے معنی گھس جانا، داخل ہونا۔ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ کتائب: یہ کتیبۃ کی جمع ہے بمعنی فوجی دستہ۔
ترکیب:۔ ''لرزام'' میں لام تعجب کیلئے ہے۔ اور ''رزام'' بفتح الرأ شاعر کا قبیلہ ہے، اس سے پہلے ''تعجبوا'' صیغہ امر محذوف ہے جس سے ''لرزام'' متعلق ہے، ''رزام'' موصوف ہے۔ ''رُشحوابی'' صفت ہے، لفظ ''مقدما'' اور ''خوّاضا'' دونوں ''بی'' کے یائے متکلم سے حال مترادفہ ہیں، اور ''کتائبا'' یہ '' خواضا'' کا مفعول ہے۔

إِذَاهَمَّ أَلْقَى بَيْنَ عَيْنَيْهِ عَزْمَهُ وَنَكَّبَ عَنْ ذِكْرِالْعَوَاقِبِ جَانِبَا

ترجمہ:۔ جب وہ (شاعر) کسی کام کا قصد کر لیتا ہے تو وہ اپنے عزم کو پیش نظر رکھتا ہے (اس کو بھولتا نہیں) اور انجام کار کے ذکر سے پہلو تہی کرتا ہے۔
تحقیق:۔ عین: جمع اعین بمعنی آنکھ۔ عزمہ: باب ضرب سے پکا ارادہ کرنا، جمع عزائم ہے۔ نکب: تفعیل سے پھیرا دینا۔ عواقب: یہ جمع ہے عاقبۃ کی بمعنی انجام۔ جانبا: کی جمع جوانب بمعنی طرف، کنارہ۔ آخر میں الف اشباعی ہے۔ القی لقی مادہ باب سمع سے ملاقات کرنا، باب افعال سے ڈالنا، گرادینا، کردینا، یہاں آخری معنی مراد ہے، ''ھمّ'' بروزن ذبّ باب نصر سے بمعنی ارادہ کرنا۔
ترکیب:۔ ''إذاھم الخ'' ''مقدما'' کی صفت ہے اور ''جانبا'' یہ ''نکب'' فعل کا مفعول ہے۔ ''عزمہ'' القی کا مفعول ہے، ''القی الخ'' جزا ہے۔

وَلَمْ يَسْتَشِرْفِيْ رَأْيِهِ غَيْرَنَفْسِهِ وَلَمْ يَرْضَ إِلَّاقَائِمَ السَّيْفِ صَاحِبَا

ترجمہ:۔ اور وہ اپنی رائے طلب امر میں کسی سے مشورہ طلب نہیں کرتا، اور نہ وہ قبضہ شمشیر کے علاوہ کسی اور کو ساتھی بنانے پر راضی ہوتا ہے۔
تحقیق:۔ لم یستشر: شور مادہ ہے، باب استفعال سے بمعنی مشورہ طلب کرنا۔ رای: اس کی جمع اراء ہے۔ یہاں وہ امر مراد ہے جس میں مشوروں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ یرض: سمع سے راضی ہونا۔ سیف: اس کی جمع سیوف بمعنی تلوار۔
ترکیب:۔ ''صاحبا'' مستثنی منہ مؤخر ہے، ''قائمَ السیف'' مستثنی مقدم ہے، شعر میں اس کی اجازت ہوتی ہے۔ یہاں قائم بمعنی قبضہ تلوار کے ہے۔ ''غیر نفسہ'' مستثنی ہے۔ اس سے قبل ''احدا'' مستثنی منہ محذوف ہے۔

وَقَالَ تَأَبَّطَ شَرًّاهُوَثَابِتُ بْنُ جَابِرِبْنِ سُفْيَانَ

تعارف وپس منظر:۔ اس کا نام ثابت بن جابر بن سفیان ہے، اسد الغابہ کے مطابق یہ جاہلی شاعر ہے، ''تابّط شرًّا'' بمعنی اس نے شر کو بغل میں لیا ہے، یہ لقب پڑنے کی مختلف وجوہات واقوال ہیں۔ (الف) ایک دفعہ یہ بغل میں چاقو لئے باہر کی طرف نکلا، جب اس کی ماں سے کسی نے پوچھا تو ماں نے جواب دیا ''تابّط شرًّا'' ، (ب) یہ روزانہ شکار کر کے ایک ٹوکری میں گوشت لاتا تھا اور اس کی بہن پکاتی تھی، ایک دفعہ شکار نہیں ملا اس لئے سانپ کو پکڑ کر ٹوکری میں ڈال دیا اور ٹوکری بہن کے سامنے رکھ دی، جب بہن نے اس میں

گوشت سمجھ کر ہاتھ ڈالا تو سانپ نے ڈس لیا، اس وقت بہن نے کہا "تابط شرًا" (ج) ایک دفعہ وہ لکڑیوں کا گٹھر لایا اور اس میں سانپ تھا اس پر ماں نے کہا "تابط شرًا"۔ شرح حماسہ میں ہے۔

ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ شاعر ہر سال قبیلہ بنو ہذیل کی مملوکہ زمین کے ایک غار میں سے جا کر شہد لے آتا تھا، بنو ہذیل اور اس کی شاخ بنولحیان کو جب اس کا علم ہوا تو وہ اس کی گھات میں بیٹھ گئے تاکہ یہ جب شہد لینے آئے گا تو اس کو پکڑ سکے، یہ حسب معمول چھری کو بغل میں دبائے ہوئے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ وقت مقررہ پر پہنچ گیا، اور شہد مشکیزہ میں لیا ہی تھا، بنولحیان عین اس وقت اُس پر حملہ آور ہوئے، جس وقت یہ اور اس کے ساتھی غار میں تھے، اس کے ساتھی تو کسی طرح بچ کر فرار ہو گئے لیکن یہ غار ہی میں رہا (دوسری روایت یہ ہے کہ سب کو مار ڈالا بجز تابط شرا کے، کیونکہ وہ ایک بہت بڑے غار میں گھس گیا)۔ بنولحیان اور ہذیل کے لوگوں نے کہا کہ اے ثابت! اوپر آؤ، بغیر کسی شرط کے جان ہمارے حوالے کردو، لیکن اس نے کہا کہ میں اس شرط پر آؤنگا کہ تم مجھے قیدی نہ بناؤ اور نہ مجھے قتل کرو، بنولحیان نے کہا کہ یہ ہمیں منظور نہیں، پھر ثابت نے خندق میں کچھ سوچنے کے بعد یہ ترتیب اختیار کی کہ شہد کو خندق کے نچلے پتھروں میں بہایا اور پتھروں کو چکنا کیا اور مشکیزہ کو اپنے سینے سے باندھ کر غار کے اندران پتھروں پر پھسلنا شروع کر دیا، اور پھسلتے پھسلتے دوسری طرف زمین کے نشیبی حصے تک پہنچ گیا اور اس کے پیٹ کے کسی حصہ میں کوئی خراش وغیرہ نہیں آئی اور دشمن خندق کے اوپری حصہ میں اس کا انتظار کرتا رہا، شارحین کے بیان کے مطابق پہاڑ کی چوٹی سے زمین کے نشیبی حصے تک کی مسافت تین دن کی ہے، کہ اس نے یہ مسافت سینہ کے ذریعہ طے کر لی اسکے اور بنولحیان کے درمیان تین روز کی مسافت حائل ہوگئی، اور یہ بچکر اپنے قبیلہ میں واپس آ گیا تو اپنے اس کارنامے کو ذیل کے اشعار میں بیان کر رہا ہے:

إِذَا الْمَرْءُ لَمْ يَحْتَلْ وَقَدْ جَدَّ جِدُّهُ — أَضَاعَ وَقَاسٰى أَمْرَهُ وَهُوَ مُدْبِرُ

ترجمہ:۔ جب آدمی حیلہ نہ کرے اور اس حال میں کہ اس کا معاملہ سخت ہو گیا ہو، تو وہ اپنے آپ کو ضائع کر دے گا اور مشقت اُٹھائے گا اور اس حال میں وہ پسپا ہونے والا ہوگا۔

تحقیق:۔ **المرء**: بمعنی انسان اس کی دو خصوصیات ہیں، (الف) امرء، جب معرف باللام ہوتا ہے تو شروع کا ہمزہ وصلاً و کتابةً گر جاتا ہے، اَلْاِمْرَأُ کے بجائے "اَلْمرأ" لکھا اور پڑھا جائے گا۔ (ب) جب یہ نکرہ ہوتا ہے تو عین کلمہ اور لام کلمہ دونوں میں عمل جاری ہوتا ہے، **کما فی قولہ تعالیٰ**: وان امرء هلك ليس له الخ ۔ **لم يحتل**: یہ حول مادہ سے ہے از افتعال بمعنی حیلہ اور تدبیر کرنا۔ اصل میں لم یحتول تھا، واؤ کو یاء سے تبدیل کر کے پھر یاء متحرک ماقبل مفتوح ہونے کیوجہ سے یاء کو الف سے تبدیل کر دیا، پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف گر گیا، کیونکہ آخری حرف لام "لم" کی وجہ سے ساکن ہے۔ جد جدہ: من باب جن جنونہ۔ "**الجد**" بفتح **الجیم**" بمعنی دادا، ساحل سمندر، محل قطع، باب کرم سے بمعنی کاٹنا، باب ضرب سے کوشش کرنا، جلدی کرنا۔ اضاع: اس کا مادہ ضیع ہے افعال سے صیغہ ماضی ہے بمعنی ضائع کرنا۔ **قاسی**: قسی مادہ ہے، باب مفاعلہ سے صیغہ ماضی بمعنی برداشت کرنا۔ مدبر: افعال سے صیغہ اسم فاعل، بمعنی پسپا ہونا، ہار جانا۔

ترکیب:۔ "وقد جدّجدّه" جملہ "یحتل" کی ضمیر سے حال ہے، پھر پورا جملہ خبر ہے المرأ مبتدأ کی، "المرأ الخ" شرط ہے، "اضاعَ الخ" جزا ہے۔ "اضاعَ" کا مفعول "نفسه" محذوف ہے، "امرہ" قاسی کا مفعول ہے، "وھو مدبر" اضاع یا قاسی کی ضمیر سے حال ہے۔

وَلٰكِنْ أَخُو الْحَزْمِ الَّذِیْ لَیْسَ نَازِلاً بِهِ الْخَطْبُ إِلَّا وَهُوَ لِلْقَصْدِ مُبْصِرُ

ترجمہ:۔ لیکن عقلمند آدمی وہ ہے جس پر کوئی مصیبت آتی ہی نہیں، مگر یہ کہ وہ اپنے مقصود کو پیش نظر رکھتا ہے۔

تحقیق:۔ اخو: بمعنی ذو۔ الحزم: نصر سے بردبار اور عقلمند ہونا۔ الخطب: کی جمع خطوب ہے بمعنی مصیبت۔ القصد: ارادہ ضرب سے۔ مبصر: افعال ونصر سے دیکھنا۔

ترکیب:۔ "لِلقصد" کا تعلق "مبصرٌ" سے ہے، "الخطبُ" مستثنیٰ منہ ہے "وھو للقصد الخ" مستثنیٰ ہے، پھر "لیس" کا اسم مؤخر ہے اور "نازلاً" خبر مقدم ہے۔

فَذَاكَ قَرِیْعُ الدَّهْرِ مَا عَاشَ حُوَّلٌ إِذَا سُدَّ مِنْهُ مَنْخِرٌ جَاشَ مَنْخِرُ

ترجمہ:۔ پس یہ شخص (اخوالحزم) زمانہ کا سردار ہے جب تک وہ زندہ ہے، حیلہ ساز ہے، جب اس پر (نجات کا) ایک راستہ بند کر دیا جاتا ہے تو دوسرا راستہ متحرک ہو جاتا ہے۔ یعنی کھل جاتا ہے۔

تحقیق:۔ فذاک: سے اخوالحزم کی طرف اشارہ ہے۔ قریع الدھر: سے تجربہ کار آدمی مراد ہے۔ اور قرع باب فتح سے معنی کھٹکھٹانا۔ قریع الدھر کا لغوی معنی زمانہ کا کھٹکھٹایا ہوا آدمی۔ الدھر جمع دھور آتی ہے معنی زمانہ۔ عاش: عیش مادہ ضرب سے بمعنی زندہ رہنا۔ "عاش" سے پہلے "ما" بمعنی "مادام" ہے، "حُوَّلٌ" مصدر اسم فاعل کے معنی میں ہے بمعنی بہت زیادہ حیلہ کرنے والا۔ سد: نصر سے بند کر دینا۔ منخر: ناک کے سوراخ اور یہاں مطلق سوراخ مراد ہے یعنی تنگ راستہ، جاش: جیش مادہ ہے ضرب سے بمعنی جوش مارنا۔ یہاں کھل جانا مراد ہے۔ "ذاک" اسم اشارہ مبتدأ ہے، "قریعُ الدھر" خبر ہے، "ماعاش" مبتدأ ہے اور "حُوَّلٌ" خبر ہے۔ "سُدَّ منه منخر" شرط ہے۔ "جاش الخ" جزا ہے۔

اَقُوْلُ لِلِحْیَانٍ وَقَدْ صَفِرَتْ لَهُمْ وِطَابِیْ وَیَوْمِیْ ضَیِّقُ الْجُحْرِ مُعْوِرُ

ترجمہ:۔ میں قبیلہ بنولحیان سے کہتا تھا۔ جب کہ میرے مشکیزے (شہد کا برتن) ان کیلئے خالی ہو گئے تھے آج میرا دن انتہائی تنگ ہے، اور عیب دار بھی ہے۔

تحقیق:۔ صفرت: سمع سے خالی ہونا، اور ضرب سے سیٹی بجانا، آواز نکالنا۔ وطابی: ظرف، برتن۔ بنولحیان کے لئے برتن خالی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ (۱) ان کی محبت سے میرا دل خالی ہو گیا ہے۔ (۲) ان کی وجہ سے میری جان ہلاکت کے قریب ہو گئی تھی۔ (۳) ان کی وجہ سے میرے برتن کا شہد ختم ہو گیا تھا کیونکہ پتھر کے اوپر شہد ڈالنا پڑا جس کا واقعہ تمہید میں آچکا ہے۔ ضیق: ضرب سے تنگ ہونا، جحر بمعنی سوراخ، اَجْحَارٌ جمع ہے، معور: عور مادہ ہے، باب افعال سے بمعنی عیب دار ہونا۔

ترکیب:۔ "ضیق الجحر" یہ اضافت صفت الی الموصوف کی قبیل سے ہے جیسا کہ "اخلاق ثیاب" ہے اور یہاں مراد انتہائی پریشان کن دن۔ جملہ "وقد صفرت الخ" "اقول" کی ضمیر سے حال ہے۔ "وطابی" "صفرت" کا فاعل ہے۔ برتن خالی ہونے کا

مطلب برتن کے اندر کی چیز خالی ہونا۔"یومی" مبتدأ،"ضیق الحجر" خبراول اور "معور" خبر ثانی ہے۔

هُمَا خُطَّتَا إِمَّا إِسَارٌ وَمِنَّةٌ ۔۔۔ وَإِمَّا دَمٌ وَالْقَتْلُ بِالْحُرِّ أَجْدَرُ

ترجمہ:۔ یہ دو خصلتیں ہیں یا تو قیدی بنا اور تمہارے احسان تلے آ جانا یا پھر قتل ہو جانا، اور شریف آدمی کیلئے قتل ہو جانا زیادہ مناسب ہے۔(تمہارے خیال میں میرے لئے یہی دو صورتیں ہیں اور کوئی صورت نہیں ہے حالانکہ تمہارا یہ خیال غلط ہے)

تحقیق:۔ ہما: کا مرجع دوامر مقدر ہے۔خطتا: اصل میں خطتان تھا،ضرورت شعری کی وجہ سے نون تثنیہ گر گیا ہے،بمعنی خصلت،اس کی جمع خطط ہے۔إسار: اسر مادہ ہے ضرب سے بمعنی قید ہونا۔إسار مصدر ہے۔منۃ: مَنّ مادہ نصر سے بمعنی احسان۔حر: اس کی جمع حرائر واحرار ہے بمعنی آزاد،شریف۔اجدر: اسم تفضیل نصر سے بمعنی لائق ومناسب،اچھا۔دَمٌ بمعنی خون،قتل ہونا۔

ترکیب:۔"ھما" مبتدأ ہے،"خُطتان" مبدل منہ ہے،"اِمّا اسار الخ" بدل ہے،پھر خبر ہے،"بالحر" کا تعلق "اَجدر" سے ہے۔

وَأُخْرىٰ أُصَادِي النَّفْسَ عَنْهَا وَإِنَّهَا ۔۔۔ لَمَوْرِدُ حَزْمٍ إِنْ فَعَلْتُ وَمَصْدَرُ

ترجمہ:۔اور دوسری صورت یہ ہے کہ جس کے توسط سے میں اپنے نفس کو دفع اور دور کر رہا ہوں (سوچ رہا ہوں) اور وہ عقلمند آدمی کیلئے گھاٹ (جائے پناہ) اور جائے خلاصی ہے اگر میں اس کو کروں۔

تحقیق:۔اصادی: بمعنی ادافع،مضارع واحد متکلم بمعنی دور کرنا۔المورد: ورد مادہ ضرب سے گھاٹ پر آنا۔حزم: نصر سے بردبار ہونا۔مصدر: نصر سے معنی گھاٹ سے واپس ہونا۔مگر یہاں مورد سے جائے پناہ اور مصدر سے جائے خلاصی مراد ہے۔

ترکیب:۔"اُخریٰ" سے پہلے "صفة" موصوف محذوف ہے۔"النفس" مفعول ہے،"ومصدر" کا عطف "لَمَورِدُ" پر ہے،پھر "انّھا" کی خبر ہے،اسم اِنّ اور خبر اِنّ دونوں مل کر جزءِ مقدم ہے۔

فَرَشْتُ لَهَا صَدْرِي فَزَلَّ عَنِ الصَّفَا ۔۔۔ بِهٖ جُؤْجُؤٌ عَبْلٌ وَمَتْنٌ مُخَصَّرُ

ترجمہ:۔پس میں نے دوسری صورت کیلئے اپنا سینہ بچھا دیا،تو وہ سینہ چٹان سے پھسل گیا،جس سینے کے ساتھ ایک ابھرا ہوا سینہ اور پتلی کمر ہے۔یعنی میرا سینہ چوڑا اور کمر پتلی ہے۔(یہ شعر سوال کا جواب ہے،سوال یہ ہے کہ تم نے وہ طریقہ اختیار کیا ہے یا نہیں؟)

تحقیق:۔فرشت: نصر سے بمعنی بچھا دینا۔صدری: جمع صدور بمعنی سینہ۔فزل: زلل مادہ ہے نصر سے بمعنی پھسل جانا۔الصفاء: جمع صفوان کی بمعنی صاف پتھر۔جؤجؤ: جمع جوجاء بمعنی سینہ۔عبل کا معنی بڑا۔متن: پیٹھ،جمع متون۔مخصر: بمعنی باریک کمر۔

ترکیب:۔"لھا" کی لام تعلیل کے لئے ہے،"صدری" مفعول ہے،"زلّ" اور "بہ" کی ضمیریں "صدری" کی طرف لوٹ رہی ہیں "بہ" کی با تجرید کے لئے ہے،عبارت یوں ہوگی "ھو جؤ جؤ عبلٌ" یعنی میرا سینہ بہت بڑا سینہ ہے،گویا ایک سینہ سے دوسرا سینہ نکلا ہے،یہ جملہ "زلّ" کی ضمیر سے حال ہے،یہاں ذوالحال اور حال دونوں شیئ واحد ہیں۔البتہ کیفیت میں فرق ہے،"بہ" کا تعلق "متلبسا" شبہ فعل محذوف سے ہے،اس سے "جؤ جؤ عبلٌ" فاعل ہے اور "لھا" ضمیر پہلے شعر میں "اُخریٰ" کی طرف راجع ہے۔

فَخَالَطَ سَهْلَ الْأَرْضِ لَمْ يَكْدَحِ الصَّفَا ۔۔۔ بِهٖ كَدْحَةً وَالْمَوْتُ خَزْيَانُ يَنْظُرُ

ترجمہ:۔تو وہ سینہ (پھسلتا ہوا) ہموار زمین سے جا لگا اور چٹان نے اس کے ساتھ کسی قسم کی خراش نہیں لگائی اور موت اس حال میں رُسوا ہو

کر (یا شرم کرتے ہوئے) دیکھتی رہی۔

تحقیق:۔ فخالط: خلط مادہ از مفاعلہ صیغہ ماضی، ملجانا۔ سہل: سمع سے بمعنی آسان ہونا، ہموار زمین مراد ہے۔ الصفا کی جمع صفوان ہے بمعنی پتھر، چٹان۔ لم یکدح: ضرب سے بمعنی نشان اور داغ لگانا۔ خزیان: خزی مادہ سمع سے رسوا اور ذلیل ہونا۔ اور اگر الخزایة سے ہو تو شرم کرنا۔

ترکیب:۔ "لم یکدح" یہ "خالط" کیلئے حال اول ہے یا خبر اول ہے اور "والموت خزیان" حال ثانی ہے۔ یا خبر ثانی ہے اور "کدحة" مفعول مطلق ہے۔

فَأُبْتُ إِلٰى فَهْمٍ وَلَمْ أَكُ آئِباً ۔۔۔ وَكَمْ مِثْلِهَافَارَقْتُهَا وَهِيَ تَصْفِرُ

ترجمہ:۔ پس میں اپنے قبیلہ فہم کی طرف لوٹ کر واپس آیا۔ حالانکہ میں لوٹ کر آنے والا نہیں تھا (کیونکہ میں دشمن کے نرغے میں تھا) اور اس جیسے کتنے واقعات ہیں جن سے میں جدا ہوا (نجات پائی) اور وہ سیٹی بجاتے رہے۔

تحقیق:۔ اُبْتُ: بروزن قلت، اوب مادہ نصر سے بمعنی لوٹنا۔ اصل میں اوبت تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے واؤ کو الف سے تبدیل کر کے اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرادیا، اور فتح ہمزہ کو ضمہ سے بدل دیا تاکہ واؤ محذوف پر دلالت کرے۔ کم مثلہا: کم کی دو قسمیں ہیں، استفہامیہ (ب) خبریہ۔ استفہامیہ کی تمیز منصوب ہوتی ہے اور خبریہ کی مجرور ہوتی ہے کما فی: کم مال انفقت وکم دار بنیت:

ترکیب:۔ "فهم" شاعر کے قبیلے کا نام ہے، جملہ "ولم اک آئبا" "فابت" کی ضمیر متکلم سے حال ہے، "آئبا" اصل میں اوبا بروزن "قاولا" تھا، واو کے نیچے کسرہ ثقیل ہے اس لئے واؤ کو یاء سے تبدیل کر دیا گیا، پھر یاً اسم فاعل کے الف کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے ہمزہ سے بدل گیا۔ "آئبا" اور "قائلاً" ہو گیا۔ "کم مثلها" کی ضمیر "الخطة" کی طرف لوٹ رہی ہے۔ ممیز اور تمیز مل کر مبتدا، "وهی تصفر" فارقتها" کی ضمیر مفعول سے حال ہے، پھر خبر۔ "تصفر" باب ضرب سے بمعنی سیٹی کی آواز نکالنا۔

وَقَالَ اَبُوْ كَبِيْرُ الْهُذَلِىُّ

سلسلۂ نسب یوں ہے، عامر بن حُلیس الهذلی السعدی، بعض نے عویمر نام بتایا ہے، بنی سعد بن ہذیل سے تعلق ہے، اسعد الغابہ میں ہے کہ قبیلہ ہذیل نے مسلمان ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ ہمارے لئے زنا کو حلال قرار دیجئے، اس پر حسان بن ثابتؓ نے کہا تھا۔

سَأَلَتْ هُذَيْلُ رَسُولَ فَاحِشَةً ۔۔۔ ضَلَّتْ هذيلُ بِمَا قَالَتْ وَلَمْ تُصِب

یعنی ہذیل نے حضورؐ سے ایک فحش کام کا سوال کیا ہے، یہ سوال کر کے بنی ہذیل گمراہ ہوئے اور درست کام نہیں کیا۔ اس نے تابط شرًا کی ماں سے شادی کر لی تھی۔ جسے تابط شرًا کو پسند نہیں تھا اس لئے شاعر نے ایک دفعہ تابط شرًا کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تھا جو ناکام ہو گیا تھا، اس منصوبے کا ذکر شاعر نے حماسہ ص: 17 پر اشعار کی شکل میں کیا ہے،

پس منظر:۔ ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ یہ شاعر جاہلی ہے انہوں نے تأبط شرا کے والد کی وفات کے بعد اس کی ماں سے شادی کر لی تھی، اور تابط شرا کی اپنی ماں کے پاس اکثر آمد و رفت رہتی تھی، جس کو یہ پسند نہیں کرتا تھا، اور تابط شرا جب بڑا ہوا اور اس کو پتہ چلا کہ ابو کبیر ہذلی اس کے والد نہیں ہے، اس وجہ سے وہ ابو کبیر کی بات نہیں مانتا اور بے ادبی کرتا تھا، تو ابو کبیر شاعر نے تابط شرا کی ماں سے کہا کہ

تمہارا بیٹا خطرناک معلوم ہوتا ہے، اسلئے میں تم کو طلاق دیتا ہوں۔ بیوی نے کہا ایسا نہ کرو بلکہ کسی حیلہ سے اس کو ٹھکانے لگا دو، چنانچہ ابوکبیر ہذلی نے منصوبہ تیار کر کے ایک دن تابط شرا سے کہا کہ فلاں جگہ فلاں قوم سے میری دشمنی ہے، ان کے خلاف کارروائی میں تم میرے ساتھ جاؤ گے؟ تو تابط شرا نے حامی بھرتے ہوئے کہا کہ میں تو ایسے مواقع کی تلاش میں رہتا ہوں۔ چنانچہ دونوں نے رخت سفر باندھا، اور رات دن سفر کر کے دشمنوں کی بستی کے قریب پہنچے، دوسرے دن جب ابوکبیر ہذلی کو اندازہ ہوا کہ تابط شرا کو بھوک لگی ہے، ابوکبیر نے بھوک کی شکایت کی، اور تابط شرا سے کہا کہ جاؤ! اس قوم میں جا کر کھانا لے آؤ۔ تو تابط شرا نے دشمن کی بستی کے قریب جلتی ہوئی آگ کے پاس بیٹھے ہوئے دو آدمیوں کو دیکھا جو اپنے لئے کچھ پکا رہے تھے، تو تابط شرا نے اپنا تعارف بتلایا، جب ان کو معلوم ہوا کہ ابوکبیر ہذلی کا بیٹا ہے جو ہمارا دشمن ہے، تو فوراً اس کو قتل کرنے کیلئے اس کا پیچھا کیا، اور یہ بھاگ کر کچھ دور جا کر دیکھا کہ پیچھے پیچھے ایک آ رہا ہے دوسرا کچھ دور ہے، تو حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دیا پھر دوسرے کو بھی مار ڈالا اور وہاں سے ابوکبیر ہذلی کو روٹی لا کر دی تاہم خود کچھ نہ کھایا۔ ابوکبیر اس کو دیکھ کر تعجب کرنے لگا، کہ کیسے بچکر آ گیا، اور تابط شرا نے پورا واقعہ سنایا۔ اور جاتے وقت راستہ میں کچھ اونٹ انکے ہاتھ لگے، اونٹوں کی حفاظت کیلئے رات کو آدھی رات ایک جاگتا تھا اور آدھی رات دوسرا، تا کہ دشمن حملہ نہ کر دے۔ ایک دفعہ تابط شرا سو گیا اور ابوکبیر ہذلی کی باری آئی تو اس نے ارادہ کیا کہ اس موقع پر اس کو ختم کر دینا چاہئے، چنانچہ اس نے تابط شرا کے امتحان کیلئے ایک چھوٹا سا پتھر اٹھا کر اس کی طرف پھینکا تا کہ اگر نیند غالب آ گئی ہو تو اس کو قتل کر دوں گا لیکن وہ جلدی جاگ اٹھا، ابوکبیر سے پوچھا کہ کون ہے؟ اس نے لاعلمی کا اظہار کیا، تابط شرا نے اونٹوں کے اردگرد چکر لگایا اور دوبارہ سو گیا۔ ابوکبیر نے پھر ایک بار آزمائش کی، مگر وہ اس دفعہ بھی پھڑک کر اٹھا، اور ابوکبیر ہذلی نے تین دفعہ ایسا کیا تو تینوں دفعہ وہ جلدی نیند سے بیدار ہو جاتا۔ اور اب ابوکبیر ہذلی کو پتہ چلا کہ یہ بہت ہوشیار اور چالاک آدمی ہے، اس کو قتل کرنا ممکن نہیں ہے، چنانچہ تیسری دفعہ کہا کہ اگر مجھے کچھ محسوس ہوا تو میں تم پر ٹوٹ پڑوں گا، بہرکیف ابوکبیر ہذلی کو قتل کا موقع نہ مل سکا اور دونوں گھر واپس لوٹ آئے اور بیوی سے کہا کہ اگر میں تمہارے ساتھ رہا تو یہ مجھے قتل کر دیں گے، چنانچہ ابوکبیر نے تابط شرا کی ماں کو اس کے خوف سے طلاق دیدی اور ذیل کے اشعار اس کی مدح وتعریف میں کہے:

وَلَقَدْ سَرَيْتُ عَلَى الظَّلَامِ بِمِغْشَمٍ ۔۔۔ جَلْدٍ مِنَ الْفِتْيَانِ غَيْرِ مُثَقَّلِ

ترجمہ:۔ اور تحقیق کہ میں چلا رات کی تاریکی میں ایسے مضبوط ارادہ والے، قوی اور ہشیار جوان کے ساتھ۔ یعنی میں ایک دفعہ بہت قوی نوجوان آدمی کو لیکر اندھیری رات میں چلا (یہ اشارہ ہے اس قصہ مذکورہ کی طرف، یہاں "مغشم" سے مراد تابط شرا ہے)

تحقیق:۔ سریت: سری مادہ ضرب اور افعال سے رات کو چلنا، سرایت کرنا۔ الظلام: بمعنی اندھیرا، تاریکی۔ بمغشم: بمعنی پکا ارادہ والا آدمی۔ بڑا بہادر آدمی، ضرب سے استعمال ہوتا ہے یہاں تابط شرؔ امراد ہے۔ جلد: بمعنی قوی طاقت، اس کی جمع اجلاد ہے۔ فتیان جمع فتی بمعنی نوجوان مرد، جیسے صبی کی جمع صبیان ہے۔ باب کرم سے آتا ہے۔ مُثقل: بمعنی ثقیل، بھاری۔

ترکیب:۔ "ولقد" میں واؤ قسمیہ ہے، عبارت یوں ہے "واللهِ لقد سریتُ" لفظ "بمغشمٍ" موصوف ہے، "جلدٍ من الفتیان" صفت اول اور "غیر مثقل" صفت ثانی ہے۔

مِمَّنْ حَمَلْنَ بِهِ وَهُنَّ عَوَاقِدُ ۔۔۔ حُبُكَ النِّطَاقِ فَشَبَّ غَيْرَ مُهَبَّلِ

ترجمہ:۔ وہ نوجوان ان لوگوں میں سے ہے کہ جن کے ساتھ عورتیں اس حال میں حاملہ ہوئیں، جس حال میں وہ تہ بند کی رسیوں کو گرہ لگائے ہوتی ہیں، پس وہ جوان ہوا پھرتیلا ہو کر۔ (یعنی وہ صحبت کیلئے تیار نہیں تھیں، کیونکہ عربوں کا خیال ہے کہ جو عورت تہ بند کھول کر از خود صحبت کیلئے تیار نہ ہو اگر اس سے زبردستی جماع کیا جائے تو اس کا بچہ قوی اور شریف ہوتا ہے، یہ بھی مشہور ہے کہ جس عورت کو جماع کے وقت غصہ دلایا جائے اس کا بچہ بہادر ہوتا ہے اور وہ عورت شریف ہوتی ہے)

تحقیق:۔ حملن: جمع مؤنث غائب، از ضرب بمعنی حامل ہونا۔ عواقد: جمع عاقدۃ کی بمعنی باندھنا، گرہ لگانا۔ حُبُکٌ: (بضمتین) حبیک کی جمع ہے بمعنی وہ رسی جو کمر میں باندھی جاتی ہے۔ نطاق: (بکسر النون) بمعنی کمر بند، عرب کے یہاں عورتیں ستر چھپانے کیلئے ایک قسم کا کپڑا استعمال کرتی تھیں، جس کا اوپر والا حصہ نچلے حصے پر اور نچلا حصہ زمین تک لٹکتا رہتا ہے۔ اس کا نام نطاق ہے۔ مھبل: باب تفعیل سے بمعنی ست، کمزور، ضعیف۔ ''شَبَّ'' بروزن ''ذَبَّ'' ماضی واحد مذکر غائب ہے بمعنی جوان ہونا۔

ترکیب:۔ جملہ ''ممن حملن بہ'' ''من الفتیان'' سے بدل ہے، ''بہ'' کی ضمیر ''مِغشم'' کی طرف لوٹ رہی ہے۔ ''حبک النطاق'' ''عواقد'' کا مفعول ہے، پھر خبر ہے اور ''ھن'' مبتدأ ہے۔ پورا جملہ ''حملن بہ'' کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔

وَمُبَرَّءٍ مِنْ كُلِّ غُبَّرِ حَيْضَةٍ   وَفَسَادِ مُرْضِعَةٍ وَدَاءِ مُغْيِلِ

ترجمہ:۔ اور وہ (نوجوان) پاک صاف ہے حیض کے باقی ماندہ حصہ (گندگی) سے اور دودھ پلانے والی عورتوں کے فساد و خرابی سے اور حالت حمل میں جماع کی ہوئی عورت کی بیماری سے۔ یعنی اہل عرب کا گمان ہے کہ اس عورت کا بچہ کمزور ہوتا ہے جس کے ساتھ حالت حمل میں جماع کیا جائے، اور اس عورت کا بچہ بھی کمزور ہوتا ہے جو حالت حمل میں دودھ پلائے۔

تحقیق:۔ مبرء: اسم مفعول کا صیغہ ہے، بر اُمادہ تفعیل و سمع سے بمعنی پاک ہونا، سُکّ کے، جمع غُبَّرات ہے، بمعنی ہر چیز کا باقی ماندہ حصہ۔ مغیل: افعال سے غیل مادہ ہے، اس عورت کو کہا جاتا ہے جس کے ساتھ حالت حمل میں جماع کیا گیا ہو، یا اس عورت کو کہا جاتا ہے جو حالت حمل میں کسی کو دودھ پلائے۔

ترکیب:۔ ''وَمُبَرَّءٍ'' یہ پہلے شعر میں مذکور ''مغشم'' کی دوسری صفت ہے۔

حَمَلَتْ بِهِ فِي لَيْلَةٍ مَزْءُودَةٍ   كَرْهًا وَعَقْدُ نِطَاقِهَا لَمْ يُحْلَلِ

ترجمہ:۔ اس کی ماں (تأبط شرا کی ماں) حاملہ ہوئی اس کے ساتھ، ایسی اندھیری رات میں جو خوفناک ہے۔ زبردستی اور مجبوری کی حالت میں جس حال میں اس کے کمر بند کی گرہ نہیں کھولی گئی تھی۔ یعنی بہت اندھیری رات میں زبردستی تأبط شرا کی ماں کے ساتھ جماع کیا گیا ہے۔

تحقیق:۔ مزؤدۃ: اس کا مادہ ''زئد'' ہے باب فتح سے بمعنی خوف۔ نطاق: کمر بند۔ لم یحلل: باب نصر سے بمعنی کھولنا۔ ''کَرْهًا'' باب سمع کا مصدر ہے بمعنی کراہت، زبردستی، اگر بفتح الکاف ہو تو معنی ہوگا کسی چیز پر کوئی اور شخص مجبور کرے اور بضم الکاف ہو تو معنی ہوگا اپنے نفس کو کسی شیئ پر مجبور کرے۔ یہاں بفتح الکاف ہے۔

ترکیب:۔ ''مزئودۃ'' مجرور ہونے کی صورت میں ''لیلۃ'' کی صفت ہوگی بمعنی خوفناک رات، یا جر جوار پر محمول ہے۔ منصوب ہونے کی

صورت میں "حملت" کی ضمیر سے حال ہوگا، مرفوع ہونے کی صورت میں "حملت" کی ضمیر سے بدل ہوگا۔ "کَرهًا" "حملت" کی ضمیر سے حال اول ہے اور "وعقد الخ" حال ثانی ہے۔ "لم یُحلل" خبر ہے۔

فَأَتَتْ بِهٖ حُوْشَ الْفُؤَادِ مُبَطَّنًا　　سُهُدًا إِذَا مَا نَامَ لَيْلُ الْهَوْجَلِ

ترجمہ:۔ پس اس کی ماں (تأبط شرا کی ماں) نے اس کو جنا، اس حال میں کہ وہ ذکی الحس، پتلے پیٹ والا اور جاگنے والا ہے۔ جبکہ ست آدمی کی رات سوتی ہے (اسناد مجازی)

تحقیق:۔ فأتت: مادہ اتی، باب ضرب سے بمعنی آنا، لیکن جب اس کا صلہ باء ہو تو معنی ہے لانا، اور یہاں جننا مراد ہے۔ حوش: بمعنی ذکی، چالاک۔ الفؤاد: اس کی جمع افئدة ہے بمعنی دل، قلب۔ مبطناً: تفعیل سے اسم فاعل بمعنی دبلا و باریک پیٹ والا ہونا۔ یہاں ہلکا مراد ہے۔ سهدا: سمع سے بے خوابی، نہ سونا۔ نام: نوم مصدر سے نصر و سمع سے بمعنی سونا۔ الهوجل: ست۔

ترکیب:۔ "حُوْشَ الْفُؤَادِ، مُبَطَّنًا، سُهُدًا" یہ تینوں "بہ" کی ضمیر سے حال ہیں۔ اور "إذا ما نام" میں "ما" زائدہ ہے۔ پورا جملہ "سُهُدًا" کا ظرف ہے، ست آدمی کی رات سونے کا مطلب ست آدمی کا سونا ہے۔

فَإِذَا نَبَذْتَ لَهُ الْحَصَاةَ رَأَيْتَهٗ　　يَنْزُوْ لِوَقْعَتِهَا طُمُوْرَ الْأَخْيَلِ

ترجمہ:۔ پس جب تو اس کی طرف کنکری پھینکے گا تو اس کو دیکھے گا کہ وہ اس (کنکر) کے گرنے سے، شکرہ کے کودنے کی طرح اچھلتا ہے۔

تحقیق:۔ نبذت: نصر سے بمعنی پھینکنا۔ الحصاة: بمعنی کنکری۔ ینزو: یہ نزو مادہ نصر سے بمعنی کودنا، بیدار ہونا، چھلانگ لگانا۔ طمور: یہ طمر سے از نصر بمعنی چھلانگ لگانا۔ اخیل: شکرہ کی طرح ایک بہادر پرندہ۔

ترکیب:۔ "نبذت له" میں لام "الی" کے معنی میں ہے۔ أی نبذت إليه۔ اور "رایته" "إذا نبذت" کی جزاء ہے۔ "ینزو الخ" "رأيتهٗ" کا مفعول ثانی ہے، "لوقعتها" کا لام یا تعلیل کے لئے ہے یا توقیت کے لئے ہے، دونوں صحیح ہیں "طمورَ الاخیل" یا تو "ینزو" کا مفعول مطلق من غیر لفظہ ہے یا کاف تشبیہ محذوف ہے، عبارت یوں ہے۔ "کطمور الاخیل"

وَإِذَا يَهُبُّ مِنَ الْمَنَامِ رَأَيْتَهٗ　　كَرُتُوْبِ كَعْبِ السَّاقِ لَيْسَ بِزُمَّلِ

ترجمہ:۔ اور جب وہ نیند سے بیدار ہوتا ہے، تو اس کو دیکھو گے کہ پنڈلی کی ہڈی کی طرح سیدھا کھڑا ہوتا ہے، جس میں ضعف و کمزوری نہیں ہے۔

تحقیق:۔ یھب: نصر سے بمعنی بیدار ہونا۔ رتوب: مادہ رتب ہے باب نصر سے سیدھا ہونا۔ بزمل: باب تفعیل سے زمل مادہ بمعنی کپڑے لپیٹنا "زُمَّلٌ" بمعنی بزدلی اور ضعف، یہاں آخری معنی مراد ہے، شروع میں با جارہ ہے۔

ترکیب:۔ "رأیته" جزا ہے، یہ اصل میں یوں تھا "رأیتَ رُتوبَه" مضاف کو حذف کر کے "ہ" ضمیر کو فعل سے ملا دیا گیا ہے۔ "بزُمّلٍ" با جارہ زائدہ ہے اور "زمل" لیس کی خبر ہے جبکہ اسم ضمیر ہے۔

مَا إِنْ يَمَسُّ الْأَرْضَ إِلَّا مَنْكِبٌ　　مِنْهُ وَحَرْفُ السَّاقِ طَيَّ الْمِحْمَلِ

ترجمہ:۔ نہیں چھوتا ہے زمین کو (اس کے بدن کا کوئی حصہ) سوائے اس کے کندھے اور پنڈلی کے کنارے کے، جو پرتلے کی طرح لپٹا ہوا ہے (یعنی جب وہ سوتا ہے تو اس کے کندھے اور پنڈلی کے کنارے ہی زمین پر لگتے ہیں باقی حصہ تلوار کے پرتلے کی طرح

چھریرا ہے، زمین سے الگ رہتا ہے)

تحقیق:۔ یمس: سمع سے چھونا۔ ارض: بمعنی زمین جمع اراض اور ارضون آتی ہے۔ منکب: جمع مناکب بمعنی کندھا یا مونڈھا، شانہ۔ حرف جمع حروف بمعنی طرف۔ الساق پنڈلی۔ طی: بمعنی لپیٹنا۔ المحمل: پرتلہ تلوار کا۔

ترکیب:۔ "ما إن یمس" میں "ما" نافیه اور "إن" زائدہ ہے۔ "منه" یہ "منکب" کی صفت ہے۔ أی منکب ثابت منه۔ "طیَّ المحمل" فعل محذوف کیلئے مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ أی یطوی طی المحمل۔ "إلاّ منکبٌ" سے قبل "بدنه" مستثنیٰ منہ محذوف ہے۔

وَإِذَا رَمَیْتَ بِهِ الْفِجَاجَ رَأَیْتَهُ یَهْوِیْ مَخَارِمَهَا هَوِیَّ الْأَجْدَلِ

ترجمہ:۔ اور جب تم اس کو پہاڑی کشادہ راستوں میں پھینکو گے تو اس کو دیکھو گے، کہ ان پہاڑی راستوں کی چوٹیوں پر باز کے (شکار پر) گرنے اور لپکنے کی طرح آتا ہے۔ یعنی باز اور شاہین جس طرح تیزی سے بلندیوں سے شکار پر جھپٹتا ہے، اسی طرح یہ نوجوان بھی پہاڑی راستوں کی چوٹیوں پر چڑھتا ہے۔

تحقیق:۔ رمیت: رمی مادہ ضرب سے بمعنی پھینکنا، الفجاج، جمع فج کی بمعنی پہاڑی راستہ۔ یهوی، ہویٰ مادہ ضرب سے بمعنی اوپر سے نیچے گرنا، بضم ھا: بمعنی اوپر چڑھنا۔ اور سمع سے عشق کرنا۔ مخارم: جمع مخرم کی بمعنی پہاڑ کی چوٹی کا آخری سرا۔ چوٹی۔ الاجدل: تیز رفتار ایک پرندہ ہے، شکرہ۔

ترکیب:۔ "الفجاج" سے قبل "فی" محذوف ہے، "رأیته" جزا ہے، "یهوی الخ" حال ہے "رأیته" کی ضمیر مفعول سے، "مخارمها" منصوب بنزع الخافض ہے یعنی اصل میں "مِنْ مخارمها" تھا۔ "هوی الاجدل" مفعول مطلق ہے۔

وَإِذَا نَظَرْتَ إِلَىٰ أَسِرَّةِ وَجْهِهِ بَرَقَتْ کَبَرْقِ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ

ترجمہ:۔ اور جب تو اس کے چہرے کی لکیروں کو دیکھا گا، تو وہ چمکدار ہیں، بادل کی چمک کی طرح جو سفید اور روشن رہتی ہیں۔

تحقیق:۔ نظرت: نصر سے دیکھنا، اسرۃ: جمع ہے سرار کی بمعنی چہرے کے خطوط و لکیریں، ہتھیلی کے خطوط اور لکیروں کو سرر کہا جاتا ہے اور سرر کی جمع اسرار ہے۔ وجه: چہرہ جمع اوجه۔ برقت: نصر سے چمکنا۔ العارض: سفید بادل۔ المتهلل: تفعل سے بمعنی چمکنا۔

ترکیب:۔ "الی" سے قبل "فی وجهه" محذوف ہے جس کا تعلق ماقبل فعل سے ہے۔ پھر یہ شرط ہے، عبارت "الی اسرة و جهه" سے قبل "رائیتَ" فعل محذوف ہے جس سے "الی الخ" متعلق ہے، اور معنی میں مفعول کے ہے۔ یعنی "الی" زائدہ ہے، پھر یہ جملہ جزاً ہے، "برقت" "اسرة وجهه" سے حال ہے، اس لئے بعض نسخوں میں "قد برقت" ہے۔

صَعْبُ الْکَرِیْهَةِ لَا یُرَامُ جَنَابُهُ مَاضِی الْعَزِیْمَةِ کَالْحُسَامِ الْمِفْصَلِ

ترجمہ:۔ وہ سخت جنگجو ہے اس کے صحن (گھر یا میدان) کا ارادہ نہیں کیا جاسکتا، (کیونکہ بہت خطرناک ہے) وہ تیز کاٹنے والی تلوار کی طرح عزم وارادہ کو پورا کرنے والا ہے۔ (یعنی تیز تلوار جس طرح دشمن کا کام تمام کردیتی ہے اسی طرح وہ بھی اپنے عزم وارادہ پر عمل کر گزرنے والا ہے)

تحقیق:۔ صعب: کرم سے بمعنی مشکل ہونا اور سخت ہونا۔ کریهة: باب کرم سے بمعنی ناپسند ہونا، یہاں جنگ مراد ہے، کیونکہ وہ بھی ناپسند ہوتی ہے۔ یرام: روم مادہ ہے نصر سے قصد کرنا۔ رمی یرمی ضرب سے تیر پھینکنا۔ جناب بفتحتین: بمعنی صحن، میدان۔ ماضی

العزیمة: ماضی بمعنی کرگزرنے والا،مضیٰ مادہ ہے، باب ضرب، عزیمةٌ: بمعنی پکا ارادہ عزائم جمع ہے۔یعنی پختہ ارادہ کرنیوالا۔حسام: بضم الحا و فتح السین بمعنی تلوار۔المقصل۔مادہ قصل ہے ضرب سے بمعنی کاٹنے والی تلوار، یہاں کاٹنا مراد ہے۔

ترکیب:۔"صعبُ الکریهةِ" میں "صعب" اسم فاعل کے معنی میں ہے، یہ موصوف ہے، "لایرامُ جنابُه" صفت اول اور "ماضی العزیمةِ" صفت ثانی ہے، پھر خبر ہے، مبتدا "هو" ہے جو شروع میں محذوف ہے۔

يَحْمِي الصِّحَابَ إِذَاتَكُوْنُ عَظِيْمَةٌ وَإِذَاهُمُ نَزَلُوْافَمَأْوَى الْعُيَّلِ

ترجمہ:۔وہ حفاظت کرتا ہے اپنے ساتھیوں کی جب کوئی بڑا حادثہ پیش آتا ہے۔اور جب کوئی اس کے یہاں مہمان بنکر آئے تو فقراء کیلئے (وہ) جائے پناہ ہے۔

تحقیق:۔یحمي: حمی مادہ ضرب سے بمعنی حفاظت کرنا۔صحاب: صاحب کی جمع بمعنی ساتھی۔نزلوا: ماضی جمع مذکر غائب باب ضرب سے بمعنی اترنا، مہمان بننا، فماویٰ صیغہ اسم ظرف، اوی مادہ ضرب سے بمعنی جائے پناہ۔ العیل: بمعنی عیالدار محتاج، جمع عائل ہے۔

ترکیب:۔"تَكُوْنُ عَظِيْمَةٌ" میں "كَانَ" تامہ ہے اس لئے "توجد" کے معنی میں ہے اور عَظِيْمَةٌ سے بڑی مصیبت مراد ہے۔جو "تکون" کا فاعل ہے، "هم نزلوا" شرط ہے "فماوی العیل" اصل میں "فهو ماوی العیل" ہے، جو کہ جملہ اسمیہ کے بعد جزا ہے۔

وَقَالَ تَأَبَّطَ شَرًّا

تعارف و پس منظر:۔اس کا تعارف الگ عنوان کے تحت آچکا ہے۔یہاں پر تأبط شرا، اپنے چچازاد بھائی شمس بن مالک کی تعریف کرنا چاہتا ہے، کیونکہ اس نے تابط شرا کو عمدہ اعلیٰ قسم کا اونٹ ہدیہ کیا تھا جس سے اس کو خوشی ہوئی تھی، لہذا شاعر بھی ان اشعار میں اپنے چچازاد بھائی شمس بن مالک کی تعریف کرکے اس کو خوش کرنا چاہتا ہے۔

إِنِّيْ لَمُهْدٍمِنْ ثَنَائِيْ فَقَاصِدٌ بِهٖ لِابْنِ عَمِّ الصِّدْقِ شَمْسِ بْنِ مَالِكِ

ترجمہ:۔بے شک میں اپنی تعریف کا ہدیہ پیش کرنے والا ہوں، اور اس ثناء سے مراد میرا چچازاد بھائی شمس بن مالک ہے جو قول وفعل میں سچا ہے۔

تحقیق:۔لمهدی: ہدی مادہ ہے صیغہ اسم فاعل از افعال بمعنی ہدیہ دینا۔ثنائي: (بفتح الثاء) تعریف کرنا از افعال، بمعنی موڑنا، ثنی مادہ ہے صلہ میں "علی" استعمال ہوتا ہے۔قاصدا: بمعنی ارادہ کرنا، از ضرب۔اس کے صلہ میں کبھی "لام" اور کبھی "الی" آتا ہے۔

ترکیب:۔"من ثنأ" کے "من" یا ابتدائیہ ہے یا تبعیضیہ ہے۔اس کا تعلق "لمهد" سے ہے، اور "لَمهد الخ" "بفتح الام" خبر ہے اور شروع میں لام تاکید ہے۔"فَقاصدٌ" میں "انا" مبتدا محذوف ہے، عبارت یوں ہے "فانا قاصد الخ" "به" کی ضمیر "ثناء" کی طرف لوٹ رہی ہے، "ابن عم الصدق" میں موصوف کی اضافت صفت کی طرف ہے اور یہ مبدل منہ ہے، آگے "شمس بن مالک" بدل ہے۔

أَهُزُّبِهٖ فِيْ نَدْوَةِ الْحَيِّ عِطْفَهٗ كَمَاهَزَّ عِطْفِيْ بِالْهِجَانِ الْاَوَارِكِ

ترجمہ:۔ میں قبیلے کی مجلس میں اس کے کندھے کو اس تعریف کے ذریعہ حرکت دونگا جیسا کہ اس نے مجھ کو پیلو کے درخت کو چرنے والے سفید موٹے اعلیٰ عمدہ اونٹ کے ذریعہ حرکت دی (یعنی مجھے خوش کر دیا ہے۔)

تحقیق:۔ اھز: صیغہ واحد متکلم از نصر ھز مادہ ہے بمعنی حرکت دینا، یہاں خوشی کے معنی میں ہے اور ہز کا استعمال خوشی میں شائع ہے کیونکہ خوشی کے وقت بھی شانہ حرکت کرتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے "اِھتزّ العرش بموت سعد بن معاذ" یعنی سعد بن معاذ کی موت پر عرش الٰہی خوشی سے جھوم اٹھا۔ ندوۃ: اس کی جمع اندیۃ آتی ہے بمعنی مجلس۔ حی: محلّہ اس کی جمع احیاء ہے، قبیلہ ومحلّہ۔ عطف: بکسر العین اس کی جمع اعطاف آتی ہے بمعنی کنارہ، کندھا۔ ھجان: سفید اونٹ۔ اوارک: واحد اریک ہے بمعنی پیلو کا درخت، مگر یہاں بمعنی عمدہ ہے۔

ترکیب:۔ "بہ" کی ضمیر "ثنأ" کی طرف لوٹ رہی ہے، "عِطفه" "اھزّ" کا مفعول ہے، "بالھجان الاوراک" کا مطلب "عمدہ اور اعلیٰ گھوڑے" ہے۔

قَلِيلُ التَّشَكِّيْ لِلْمُهِمِّ يُصِيبُهُ كَثِيرُ الْهَوىٰ شَتَّى النَّوىٰ وَالْمَسَالِكِ

ترجمہ:۔ وہ قلیل التشکی ہے یعنی کسی مشکل امر میں وہ شکایت نہیں کرتا اور بہت خواہشات ومتفرق نیتوں اور مختلف راستوں والا ہے یعنی وہ مستقل مزاج ہے، بلند ہمت والا ہے جس کے ارادے بہت ہیں۔

تحقیق:۔ قلیل التشکی: سے مراد عدم شکایت ہے۔ للمھم: ہم، مادہ نصر سے بمعنی پریشان ہونا یہاں مصیبت مراد ہے۔ افعال سے بمعنی مصیبت۔ یصیبہ: صوب مادہ ہے افعال سے پہنچنا اور نصر سے درست ہونا۔ الھویٰ: ہوی مادہ سمع سے بمعنی عشق، اور ضرب سے گرنا، یہاں "ھوی" مصدر مفعول کے معنی میں ہے۔ شتی: یہ جمع ہے شتیت کی بمعنی متفرق۔ النوی: نوی مادہ ہے ضرب سے، نیت کرنا۔ مسالک: جمع مسلک کی، بمعنی طریقہ وراستہ۔

ترکیب:۔ "قلیل التشکی" خبر ہے اس سے قبل "ھو" مبتدأ محذوف ہے، "للمھم" میں لام عہد ذہنی کے لئے ہے۔ اس لئے یہ نکرہ کے حکم میں ہے اور "یُصیبه" اس کی صفت ہے۔ ضمیر مفعول "مھم" کی طرف لوٹ رہی ہے۔ "کثیرُ الھویٰ" خبر اول اور "شتی النوی الخ" خبر ثانی، مبتدأ (ھو) محذوف ہے، عبارت یوں ہے۔ "ھو کثیرا لھویٰ الخ"

يَظَلُّ بِمَوْمَاةٍ وَيُمْسِيْ بِغَيْرِهَا جَحِيْشًا وَيَعْرَوْرِيْ ظُهُوْرَ الْمَهَالِكِ

ترجمہ:۔ وہ صبح کو کسی بیاباں میں اور شام کو دوسرے صحرا میں ہوتا ہے۔ جو نہایت مستقل مزاج والا اور خطرناک جگہوں پر سواری کرتا ہے۔

تحقیق:۔ یظل: فعل ناقص ہے۔ موماۃ: بمعنی بے آب وگیاہ وسنگلاخ میدان اس کی جمع موام آتی ہے۔ یمسی: اسماء افعال سے بمعنی شام کو جانا یا شام کرنا۔ جحیشا: بمعنی مستقل بالرای آدمی۔ یعروری: باب اخشیشان سے بروزن یخشوشن کے بمعنی ننگا سوار ہونا۔ رباعی مزید ہے۔ ظہور: یہ جمع ہے ظہر کی بمعنی پیٹھ۔

ترکیب:۔ "بموماۃ" اور "بغیرھا" کی بأ "في" کے معنی میں ہے۔ "جحیشا" "یظل" کی خبر ہے اس لئے منصوب ہے، یعروری" کی ضمیر شمس بن مالک کی طرف لوٹ رہی ہے۔ "ظھورَ الخ" مفعول ہے۔

وَيَسْبِقُ وَفْدَ الرِّيحِ مِنْ حَيْثُ يَنْتَحِيْ بِمُنْخَرِقٍ مِنْ شِدَّةِ الْمُتَدَارِكِ

ترجمہ:۔ وہ ہوا کے اگلے حصہ سے بھی آگے نکل جاتا ہے، جدھر کا وہ ارادہ کرلیتا ہے۔ ایسے لباس کے ساتھ (آگے نکلتا ہے) جو پھٹا ہوا ہے لگا تار دوڑ و سفر کی وجہ سے۔

تحقیق:۔ یسبق: ازضرب بمعنی سبقت کرنا۔ وفد: ازضرب بمعنی پہلا، قوم کا سردار جماعت۔ "وفد الریح" بمعنی اول الریح۔ ینتحی: نحی مادہ ہے ازافتعال بمعنی ارادہ کرنا۔ منخرق: خرق مادہ ہے بمعنی پھٹنا، اگر بفتح المیم ہے تو یہ ظرف کا صیغہ ہے بمعنی جائے خرق، اور اگر بضم المیم ہے تو یہ اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی پھٹنے والا۔ ضرب سے بھی مستعمل ہے۔ متدارک: مسلسل، پے درپے۔

ترکیب:۔ "منخرق" سے پہلے موصوف محذوف ہے، عبارت یوں ہے "بثوب منخرقٍ" "من شدة الخ" کا تعلق "منخرق" سے ہے اور "من" سببیہ ہے۔ "المتدارک" صفت اس کا موصوف (العدو بمعنی بھاگنا) محذوف ہے۔

إذَاحَاصَ عَيْنَيْهِ كَرَى النَّوْمِ لَمْ يَزَلْ لَهُ كَالِئٌ مِنْ قَلْبِ شَيْحَانَ فَاتِكِ

ترجمہ:۔ جب اونگھ اس کی آنکھوں کو سی دیتی ہے تو اس کیلئے اس کا نگران، بہادر کا بیدار دل ہوتا ہے۔

تحقیق:۔ حاص: مادہ حوص ہے ازنصر بمعنی کپڑے کا سینا، اور ضرب سے بمعنی عدل کرنا۔ کری: اونگھ۔ نوم: ازسمع ونصر بمعنی سونا، جمع نائم کی ہے۔ واضح ہو کہ نیند کیلئے، کلام عرب میں متعدد الفاظ بولے جاتے ہیں۔ یعنی نیند کے بارہ درجات ہیں جو یہ ہیں۔ النعاسُ، الوسن، التزویق، الکریٰ، الغمص، التغفیق، الاغفأ، التهویم، العِزارُ، التهجاعُ، الرقاد، الهجودُ، الهجوعُ، الهبوغُ، التسبیخُ، ترتیب بھی یہی ہے۔ فلیراجع للتفصیل الی "الطریف للادیب الظریف" و "مقدمات علوم درسیه"۔
کالئی: کلء مادہ ہے فتح سے بمعنی حفاظت کرنا۔ یہاں نگران مراد ہے۔ شیحان: مادہ شحن ہے ازفتح وسمع بمعنی غصہ ہونا، غضبناک ہونا اور یہ الف لام، الف نون زائدتان ہیں اور وصف کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ فاتک: اس کی جمع فُتّاک ہے۔ باب نصر وضرب سے بمعنی دلیر و بہادر ہونا۔

ترکیب:۔ "کری النوم" میں ہم جنس کی اضافت ہم جنس کی طرف ہے، جس سے قلت کی طرف اشارہ ہے اور ترکیب میں "حاص" کا فاعل ہے، "عینیه" مفعول ہے "له" کا تعلق "لم یزل" سے ہے (یعنی خبر مقدم) اور "کالئی" مبین "من قلب الخ" بیان ہے، دونوں مل کر "لم یزل" کا فاعل (اسم مؤخر) ہے۔

وَيَجْعَلُ عَيْنَيْهِ رَبِيئَةَ قَلْبِهِ إِلَىٰ سِلَّةٍ مِنْ حَدِّ أَخْلَقَ صَائِكِ

ترجمہ:۔ وہ اپنی آنکھوں کو دل کا جاسوس اور نگران بناتا ہے۔ ایسی چکنی تلوار کی دھار کی طرف جو خون آلود ہے۔ (یعنی اگر حالت بیداری میں اس کا قلب دشمن کی تلوار سے غافل بھی ہو تو اس کی آنکھ غافل نہیں ہوتی، بلکہ وہ قلب کو اس تلوار کی نشاندہی کردیتی ہے جو دشمنوں کے خون سے رنگین ہے۔

تحقیق:۔ ربیئة: بمعنی جاسوس، نگرانی کرنے والی۔ اس کی جمع ربایا آتی ہے۔ سلة: باب نصر سے بمعنی میان سے تلوار نکالنا۔ حد: دھار۔ چھری کا تیز کرنا۔ اخلق: کرم سے بمعنی پرانا ہونا یہاں تلوار مراد ہے۔ وصف اور وزن فعل کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ صائک: بمعنی خون آلود ہونا۔

ترکیب:۔ "عینـــه" "یجعل" کامفعول اول اور "ربیئة قلبـه" مفعول ثانی ہے۔ "مِـنْ حَـذٍ" میں "من" بیانیہ ہے "أخـلَـقَ" یہ "سیف" محذوف کی صفت ہے۔یعنی چکنی صاف تلوار، "صَــائِکُ" یہ "أخـلَـقُ" کی صفت بحال المتعلق ہے۔أی صائک به الدم۔

إذَاهَـزَّهُ فِـيْ عَظْمِ قَرْنٍ تَهَلَّلَتْ نَـوَاجِذُأفْوَاهِ الْمَنَايَاالضَّوَاحِكِ

ترجمہ:۔ جب وہ کسی ہمعصر کی ہڈی میں تلوار ہلاتا ہے،تو ہنسنے والی موتوں کے منہ کے دانت چمکنے لگتے ہیں۔(یعنی جب یہ کسی کو مارتا ہے تو موت کوخوشی ہوتی ہے۔)

تحقیق:۔ هز :نصر سے حرکت دینا۔عظم: ہڈی اس کی جمع اعظم وعظام آتی ہے۔قرن: بمعنی ہمعصر لوگ اس کی جمع قرون واقران آتی ہے۔تہللت :بروزن تقبلت۔بمعنی چمکنا، ہنسنا۔نواجذ: جمع ناجذة کی بمعنی دانت۔افواہ :جمع فوہ کی بمعنی منہ۔منایا: جمع منیة کی بمعنی موت۔ضواحک: جمع ضاحکة کی بمعنی ہنسنا۔

ترکیب:۔ "هَزَّهُ" کی ضمیر مفعول، پہلے شعر میں "أخلق" کی طرف راجع ہے۔ "نـواجـذُ الخ" "تهللت" کا فاعل ہے "الـمـنـايـا" موصوف اور "الضّواحک" صفت ہے، دونوں مل کر مضاف الیہ ہے۔

يَرَى الْوَحْشَةَ الْأُنسَ الْأنِيسَ وَيَهْتَدِيْ بِحَيْثُ اهْتَدَتْ أُمُّ النُّجُومِ الشَّوَابِکِ

ترجمہ:۔ وہ وحشت اور تنہائی کو مانوس دوست سمجھتا ہے۔اور وہ تنہا دشوار گزار خطرناک پہاڑی راستوں میں راہ پاتا ہے جس طرح کہکشاں راہ پاتی ہے۔(یعنی یہ کہکشاں کی طرح کسی دلیل کی طرف محتاج نہیں ہوتا اور راہ گم کردہ بھی نہیں ہوتا۔)

تحقیق:۔ یری: فتح سے رأی مادہ بمعنی خیال کرنا اور دیکھنا۔ام النجوم: سے آفتاب یا کہکشاں مراد ہے۔کہکشاں، کہتے ہیں ستاروں کے درمیان لکیروں کے مانند روشنی ہوتی ہے جو اوپر سے زمین کی طرف آنے کیلئے اس وقت سے روانہ کی گئی ہے جس وقت اللہ تعالیٰ نے اس کو بنایا ہے،اور اس کی تیز رفتاری فی سکینڈ ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل ہے۔یہ ابھی تک زمین میں پہنچ نہیں سکی اور پتہ نہیں کب تک پہنچ سکے گی،اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ زمین و آسمان کے درمیان کتنا فاصلہ ہے،مگر پھر بھی وہ اپنے راستہ میں کبھی گم نہیں ہوجاتی۔اسی طرح ہمارے ممدوح بھی ہیں۔شـــوابک : یہ جمع ہے شابک کی بمعنی پیچیدہ راستہ۔"الوحشة" باب فتح بمعنی کنج تنہائی "انس" باب کرم وسمع بمعنی انسیت "الانس" "ضد الوحشة" "الأنيس" بمعنی دوست، یہ شاعر کنج تنہائی۔

ترکیب:۔ "الـوحشة" "یـری" کا مفعول اول ہے، "الانـس، الانيـس" مرکب توصیفی کے بعد مفعول ثانی ہے۔"الانيـس" موصوف مؤخر اور "الانس" صفت مقدم ہے۔ "الشوابک" "يهتدی" کا مفعول فیہ ہے، "بحيث" بمعنی "کما" "ام النجوم" "اهتدتْ" کا فاعل ہے۔

وَقَالَ قَطَرِيُّ بْنِ الْفُجَاءَةِ

سلسلۂ نسب یوں ہے جَعْوَنَة بن مازن بن يزيد بن زيد بن مناة۔ باپ کی نسبت سے مازنی اور قبیلہ کی نسبت سے تمیمی کہا جاتا

ہے،قطر بحرین اور عمان کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے،اس کی نسبت سے قطری کہا جاتا ہے جبکہ جائے ولادت اعدان نامی جگہ ہے،اس کے والد مازن یمن سے اچانک گھر آئے تھے اس لئے ان کا لقب "الفُجاۃ" پڑ گیا تھا،شاعر خوارج کا سردار تھا اور تیرہ سال تک خوارج پر سرداری کی تھی۔ ۳۸ھ/ ۶۵۸ء میں خوارج کا ظہور ہوا ہے۔خوارج کی مزید تفصیل کے لئے راقم الحروف کی کتاب "متعلقات دورۂ حدیث" اور "حدیث 73 فرقے" میں ملاحظہ ہو۔

باب الحماسہ میں اس کا ذکر کل تین جگہ آیا ہے۔ص: ۲۰، ۲۴ اور ۱۱۷، اور اس کے کل تیرہ اشعار ہیں،آنے والے سات اشعار کا پس منظر یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ یہ کسی جنگ میں گیا،اور عین جنگ میں اس کا نفس جنگ سے ڈرا اور گھبراہٹ محسوس کیا،تو شاعر نے ان اشعار میں اپنے نفس کو خطاب کیا۔

أَقُوْلُ لَهَا وَقَدْ طَارَتْ شَعَاعًا   مِنَ الْأَبْطَالِ وَيْحَكِ لَا تُرَاعِيْ

ترجمہ:۔ میں اپنے نفس سے کہتا ہوں جس حال میں بہادروں کے خوف سے وہ حواس باختہ ہے، کہ تیرا ناس ہو تمہیں موت کے خوف میں مبتلا نہ کیا جائے۔

تحقیق:۔ طارت: یہ طیر سے ماخوذ ہے، از ضرب بمعنی اڑنا۔شعاعا: بمعنی متفرق ہونا باب ضرب سے ہے۔ یہاں دونوں سے مراد حواس باختہ ہونا۔ابطال: جمع بطل کی بمعنی بہادر و سورما۔ویحک: یہ کلمہ زجر ہے۔لا تراعی: نہی مجہول مخاطب ہے،اصل میں "لَاتُـرْوَعِـيْ" تھا، واؤ کی حرکت کو نقل کر کے ماقبل کو دے کر واؤ کو الف سے بدل دیا گیا، "لَاتُـرَاعِـيْ" ہو گیا۔رَوْعٌ: مادہ ہے بمعنی ڈرنا۔مجرد نصر سے استعمال ہوتا ہے۔

ترکیب:۔ "لَهَا" کی ضمیر "نَفْسٌ" کی طرف راجع ہے۔اور "مِنَ الْأَبْطَالِ" "طَارَتْ" سے متعلق ہے۔"وقد طارت الخ" "لها" کی ضمیر سے حال ہے، "ویحک الخ" مقولہ ہے۔

فَإِنَّكِ لَوْ سَأَلْتِ بَقَاءَ يَوْمٍ   عَلَى الْأَجَلِ الَّذِيْ لَكِ لَمْ تُطَاعِيْ

ترجمہ:۔ کیونکہ اگر تو اپنے مقررہ وقت سے زائد ایک دن کا بھی سوال کرے گا تو تیری بات نہیں مانی جائے گی۔

تحقیق:۔ بقاء: مادہ بقی ہے از ضرب بمعنی باقی ہونا،سمع سے بھی استعمال ہوتا ہے۔اجل: اس کی جمع آجال آتی ہے،بمعنی مقررہ وقت۔لم تطاعی: یہ طوع سے ماخوذ ہے،باب نصر ینصر سے بمعنی اطاعت کرنا۔

ترکیب:۔ "سألتِ الخ" شرط ہے، "بقاً یوم" مفعول ہے، "علی الاجل الخ" "زائدًا" شبہ فعل محذوف سے متعلق ہے جو "یوم" مضاف الیہ سے حال ہے۔"لم تُطاعی" جزا (جواب لو) ہے۔

فَصَبْرًا فِيْ مَجَالِ الْمَوْتِ صَبْرًا   فَمَا نَيْلُ الْخُلُوْدِ بِمُسْتَطَاعِ

ترجمہ:۔ پس تو موت کے میدان جنگ میں صبر کر، کیونکہ دوام و ہیشگی کا پانا کسی کے بس میں نہیں ہے۔

تحقیق:۔ مجال: یہ جول سے از نصر صیغہ اسم ظرف، بمعنی جولانگاہ، مراد جنگ یا میدان جنگ ہے۔الموت: جمع اموات، از نصر۔نیل: از سمع پانا، حاصل کرنا۔الخلود: یہ خلد مادہ ہے نصر سے بمعنی ہمیشہ۔مستطاع: یہ طوع سے از استفعال بمعنی اطاعت۔

ترکیب:۔ "صَبْرًا" فعل محذوف "اِصْبِرِیْ" کیلئے مفعول مطلق ہے۔ "صبرًا" دوسرا والا تاکید ہے، "نَیْلُ الْخُلُوْدِ" مبتدا ہے، اور "بمستطاعٍ" میں باؔ جارہ زائدہ ہے اور ترکیب میں خبر ہے۔ جس طرح "وکفی باللہ وکیلاً" میں لفظ "اللہ" فاعل ہے اور باؔ جارہ زائدہ ہے۔

وَلَاثَوْبُ الْبَقَاءِ بِثَوْبِ عِزٍّ فَيُطْوٰى عَنْ أَخِي الْخَنَعِ الْيَرَاعِ

ترجمہ:۔ اور بقاء کالباس کوئی عزت کالباس نہیں ہے۔ تاکہ ذلیل اور بزدل شخص سے لباس بقاؔ کو اتار دیا جائے، (بلکہ بزدل آدمی اگر ہمیشہ زندہ بھی رہے تو بھی اسے عزت کبھی نہیں ملے گی۔)

تحقیق:۔ ثوب: جمع اثواب بمعنی لباس و کپڑا۔ عز: از ضرب بمعنی عزت۔ فیطوی: طوی مادہ لفیف مقرون از ضرب بمعنی لپیٹنا، تہہ کرنا۔ اخی: بمعنی ذو۔ الخنع: باب سمع سے بمعنی ذلیل ہونا۔ یراع: اس گھاس کو کہتے ہیں جس کے اندر کچھ خلا ہو یعنی درمیان میں خالی ہو، اور مراد اس سے وہ آدمی جس کا قلب نہ ہو یا بزدل ہو۔

ترکیب:۔ "لَاثوبُ الخ" میں "لا" مشبہ بلیس ہے "ثوبُ البقا" اس کا اسم ہے، "بثوب عِزٍّ" خبر "لا" ہے، البتہ شروع میں باؔ جارہ زائدہ ہے، "فیطویٰ الخ" جواب نفی ہے۔

سَبِيْلُ الْمَوْتِ غَايَةُ كُلِّ حَيٍّ فَدَاعِيْهِ لِأَهْلِ الْأَرْضِ دَاعٍ

ترجمہ:۔ موت کا راستہ ہر زندہ آدمی کی انتہاء ہے۔ کیونکہ موت کا پکارنے والا تمام اہل زمین کو پکارنے والا ہے۔ (یعنی مرنا تمام زمین والوں سے منقطع ہو جانا ہے اور ایک کا مرنا گویا سب کا مرنا ہے کیونکہ سب کا آخری انجام موت ہی ہے۔)

تحقیق:۔ سبیل: اس کی جمع سُبُل ہے بمعنی راستہ، انجام۔ غایۃ: کی جمع غایات ہے جیسے غابۃ کی جمع غابات ہے بمعنی انتہاء۔ حی: اس کی جمع احیاء ہے معنی زندہ۔ ارض: جمع اراض وارضون ہے۔

ترکیب:۔ "سبیلُ الموت" مبتدا اور "غایۃُ کل حی" خبر ہے۔ "فداعیہ" میں مشبہ بہ کی اضافت مشبہ کی طرف ہے اور "دَاعِیْہِ" کی ضمیر "اَلْمَوْتُ" کی طرف راجع ہے۔ "لاھل الارض" "داع" سے متعلق ہے۔

وَمَنْ لَا يُغْتَبَطْ يَسْأَمْ وَ يَهْرَمْ وَتُسْلِمْهُ الْمَنُوْنُ إِلَى انْقِطَاعِ

ترجمہ:۔ جو آدمی جوانی میں نہیں مرے گا وہ اکتائے گا اور بوڑھا ہو جائے گا اور حوادث زمانہ (یا موت) اس کو ہلاکت کے سپرد کرے گا۔ (اس لئے جوانی میں لڑ کر بہادر کی موت بہتر ہوتی ہے۔)

تحقیق:۔ "لایُعتبط" مضارع مجہول کا صیغہ ہے، عبط مادہ ہے از افتعال شباب میں موت آ جانا۔ یسأم: سأم مادہ از سمع بمعنی تنگدل ہونا۔ یھرم: ھرم مادہ از سمع بمعنی بوڑھا ہونا۔ تسلم: از افعال بمعنی سپرد کرنا، سمع سے سلامت رہنا۔ المنون: بمعنی زمانہ اور موت۔

ترکیب:۔ "مَنْ" شرطیہ ہے، "لایُعتبطُ" شرط ہے، "یسأمُ الخ" جزأ ہے اس لئے مجزوم ہے۔

وَمَا لِلْمَرْءِ خَيْرٌ فِيْ حَيَاةٍ إِذَا مَا عُدَّ مِنْ سَقَطِ الْمَتَاعِ

ترجمہ:۔ اور آدمی کیلئے اس زندگی میں کوئی خیر نہیں کہ جب وہ ردی سامان شمار ہونے لگے۔ یعنی ردی سامان بن کر زندہ رہنے سے نہ

رہنا بہتر ہے۔

تحقیق:۔ عُدَّ: ماضی مجہول کا صیغہ از نصر عَدَّعَداً. شمار کرنا۔ سقط: ناکارہ و بے حرکت چیز، ردی سامان جمع اسقاط. المتاع: سامان جمع امتعة. سقط المتاع: ردی سامان۔

ترکیب:۔ "لِلْمَرْأِ" ما کی خبر مقدم ہے، "اذا الخ" "خیرٌ" کے لئے ظرف ہے پھر "ماء" کا اسم مؤخر ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ بَنِیْ قَیْسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ

بعض نے کہا کہ یہاں (حماسہ میں) بعض بنی قیس سے موقش اکبر مراد ہے، بعض نے کہا عوف مراد ہے اور بعض نے کہا عمرو بن سعد بن مالک بن ضبیعہ بن قیس بن ثعلبہ مراد ہے۔ بعض محشین کا کہنا ہے کہ درج ذیل اشعار بشامہ بن حون نہشلی کے ہیں نہ کہ بنی قیس کے، قبیلہ نہشل کا تعلق قبیلہ مضر کی شاخ دارم سے ہے، کتاب الکامل للمبرد میں ہے کہ یہ اشعار قبیلہ نہشل کے شاعر ابومخزوم کے ہیں اس لئے کہ اشعار میں ایک مصرع یہ بھی ہے۔

"انــــا بـــنـــی نهشـــل لا نـــدعـــی لاب"

ایک قول یہ بھی ہے کہ شروع کے تین اشعار بشامہ کے ہیں اور بقیہ اشعار بنی قیس کے ہیں۔

یہ شاعر اسلامی ہے، اس کا ذکر باب الحماسہ میں دو جگہ آیا ہے، ص:۲۰ اور ص:۸۴ پر۔ اور صفحہ ۲۰ میں اس کے کل بارہ اشعار اور صفحہ ۸۴ میں صرف دو اشعار ہیں۔ یہاں کے عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ شاعر کا تعلق بنی قیس بن ثعلبہ سے ہے، لیکن یہاں تیسرے شعر میں شاعر نے خود بتایا ہے کہ ہم بنی نہشل کی اولاد ہیں، ہوسکتا ہے یہ بھی بنو قیس بن ثعلبہ کی شاخ سے ہو۔

إِنَّـامُـحَيُّـوْكِ يَاسَلْمٰى فَحَيِّيْنَا وَإِنْ سَقَيْتِ كِرَامَ النَّاسِ فَاسْقِيْنَا

ترجمہ:۔ بے شک کہ ہم تجھے سلام کرتے ہیں اے سلمٰی! تو بھی ہمیں سلام کرنا، اگر تو شریف لوگوں کو (شرابؔ وغیرہ) پلاتی ہے، تو ہمیں بھی پلانا (کیونکہ ہم بھی شریف لوگ ہیں)۔

تحقیق:۔ "محیوک": اصل میں "محیون" تھا جو کہ اسم فاعل جمع مذکر کا صیغہ ہے، اضافت کی وجہ سے نون گر گیا۔ یہ حیی سے ماخوذ ہے، از تفعیل بمعنی سلام کہنا۔ حی سمع سے زندہ ہونا۔ سقیت: سقی مادہ ہے از ضرب بمعنی شراب پلانا، پینا۔ کرام الناس: شریف لوگ۔

ترکیب:۔ "سقیت الخ" شرط ہے اور "فاسقینا" جزا ہے، اس جزا کی علت محذوف ہے "فانا نحن قوم کرام"

وَإِنْ دَعَوْتِ اِلىٰ جُلّٰى وَمَكْرُمَةٍ يَـوْمًـاسَرَاةَ كِرَامِ النَّاسِ فَادْعِيْنَا

ترجمہ:۔ اگر تو کسی دن بلائے شرفاء کو (دفع شر، جنگ یا سخاوت کیلئے) تو ہمیں بھی بلانا (کیونکہ ان کاموں کے لئے ہم زیادہ مستحق اور باصلاحیت ہیں۔)

تحقیق:۔ جلی: بمعنی امر عظیم، مصیبت اور جنگ۔ مکرمۃ: سخاوت، مہمان نوازی۔ اس کی جمع مکرمات ہے۔ سراۃ: سردار، اعلیٰ لوگ۔

ترکیب:۔ "اِنْ" شرطیہ ہے، "دعوت الخ" شرط ہے، "سراۃ کرام الناس" مفعول ہے، اور "فادعینا" جزا ہے۔

إِنَّـا بَنِـيْ نَهْشَـلٍ لَانَدَّعِيْ لِأَبٍ عَنْـهُ وَلَاهُـوَ بِـالْأَبْـنَـاءِ يَشْرِيْنَا

ترجمہ:۔ بے شک ہم بنی نہشل کی اولاد ہیں، ہم اپنے باپ کے علاوہ دوسرے باپ کی طرف نسبت نہیں کرتے، اور نہ وہ ہمیں دوسرے بیٹوں کے عوض فروخت کرتے ہیں۔ (یعنی قبیلہ نہشل کی اولاد میں سے کوئی اپنے آپ کو دوسرے قبیلہ کی طرف منسوب نہیں کرتا کیونکہ وہ نہشل کے باپ ہونے سے راضی ہے، اسی طرح باپ بھی دوسروں کی اولاد کو نہیں چاہتا کہ وہ اپنی اولاد پر خوش ہے تو دوسروں کی کیوں تمنا کرے؟)

تحقیق:۔ لاندعی: دعو مادہ از افتعال، بمعنی دعوی کرنا، بصلہ عن اعراض کرنا۔ بمعنی نسب سے اعراض کرنا مراد ہے۔ اصل میں ندتعی تھا، تاء افتعال کو دال سے بدل کے دال میں ادغام کر دیا۔ ''یشرینا'' مضارع واحد مذکر غائب ہے، آخر میں ''نا'' مفعول ہے، ''شری'' مادہ باب ضرب سے بمعنی بیع فروخت، یہ من قبیل الاضداد ہے، یہاں فروخت کے معنی میں ہے۔

ترکیب:۔ ''بَنِيْ نَهْشَلٍ'' یہ منصوب علی الاختصاص یا منصوب علی المدح ہے، ''لاب'' میں لام بمعنی ''إلی'' ہے اور ''عَنْهُ'' میں ضمیر ''نَهْشَلٌ'' کی طرف راجع ہے۔ عبارت ''ولا هو بالا بناء يشرينا'' اصل میں یوں ہے ''ولا يشرينا هو بالا بناء الأخرين'' ''هو'' یشرینا کی ضمیر فاعل سے بدل یا تاکید ہے، ''الاخرین'' صفت محذوف ہے۔

إِنْ تُبْتَدَرْ غَـايَةٌ يَوْمًـا لِمَكْرُمَةٍ تَـلْقَ السَّـوَابِقَ مِنَّـا وَالْمُصَلِّيْنَا

ترجمہ:۔ اگر کسی دن کسی اچھے کام کے حصول کیلئے کسی غایت ومنتہی کی طرف مسابقت ہو جائے تو مسابقت میں اول اور دوم ہم میں سے پائیں گے۔

تحقیق:۔ تبتدر: مادہ بدر ہے باب افتعال، بمعنی سبقت کرنا۔ غایۃ: یہ جمع ہے غایات کی بمعنی انتہاء، ہدف، نشانہ۔ مکرمۃ: شریف چیز۔ تلق: مادہ لقی ہے از سمع بمعنی ملاقات کرنا، پانا۔ سوابق: یہ جمع ہے سابقۃ کی، بمعنی آگے جانے والے گھوڑے۔ المصلین اس کا واحد مصلّی ہے یعنی وہ گھوڑا جو دوسرے نمبر پر نشانہ پر پہنچتا ہے۔ یہاں دوسرے نمبر پر پہنچنے والا آدمی مراد ہے۔ اسی طرح کلام عرب میں اور بھی الفاظ ہیں۔ (۱) مُجَلِّيْ (۲) مُصَلِّيْ (۳) مُسَلِّيْ (۴) تَالِي (۵) مرتاح (۶) عاطف (۷) مؤمل (۸) الحطمي (۹) اللطيم (۱۰) السُّكيت. پہلے پہنچنے والے گھوڑے کو مجلی، دوسرے کو مصلی، تیسرے کو مسلی وعلی ہذا القیاس۔

ترکیب:۔ ''تَلْقَ'' یہ اصل میں ''تَلْقى'' تھا، جواب اِن ہے، جزا ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔ ''لمكرمة'' سے پہلے ''اکتساب'' محذوف ہے۔ جو کہ مضاف ہے، ''غايةٌ'' نائب فاعل ہے ''تُبتدر الخ'' شرط ہے، ''السوابق'' ''المصلينا'' مفعول ہے ''تَلْق'' کا۔

وَلَيْـسَ يَهْـلِكُ مِنَّـا سَيِّدٌ أَبَدًا إِلَّا افْتَـلَيْـنَـا غُلَامًـا سَيِّدًا فِيْـنَـا

ترجمہ:۔ اور ہم میں سے کبھی کوئی سردار ہلاک نہیں ہوا، مگر ہم کسی شیر خوار بچہ کو دودھ چھڑاتے ہیں اس حال میں وہ بچہ ہمارا سردار ہوتا ہے۔ (یعنی ہمارے کسی سردار کی موت سے ہماری سیادت وقیادت ختم نہیں ہوتی کیونکہ ہم میں سے ہر شیر خوار بچہ سیادت و قیادت کی صلاحیت رکھتا ہے۔)

تحقیق:۔ افتلینا: ماضی جمع متکلم کا صیغہ از افتعال، فلو مادہ ہے بمعنی بچہ کو دودھ چھڑانا، اصل میں افتلونا تھا واؤ پانچویں حرف میں واقع ہونے کی وجہ سے یاء سے بدل دیا۔

ترکیب:۔"سَیِّدًا" یہ "غُلامًا" سے حال ہے۔"افتلینا الخ" مستثنیٰ ہے،"سیدٌ" مستثنیٰ منہ ہے، پھر "یھلک" کا فاعل ہے، "لیس" لا کے معنیٰ میں ہے "ای لا یھلکُ"

إِنَّا لَنُرْخِصُ یَوْمَ الرَّوْعِ أَنْفُسَنَا　　وَلَوْنُسَامُ بِهَا فِي الْأَمْنِ أُغْلِيْنَا

ترجمہ:۔ہم جنگ کے دن اپنی جانیں سستی کردیتے ہیں، اگر امن کے زمانے میں ہم سے اُن کا بھاؤ کیا جائے تو وہ مہنگی کردی جاتی ہیں۔ (یعنی جنگ کے دنوں میں ہم اپنی جانوں کی پرواہ کئے بغیر لڑتے ہیں، اسلئے ہماری جانیں سستی ہوتی ہیں اور حالت امن میں ہماری جانوں کا کوئی بدل نہیں ہوتا)

تحقیق:۔نرخص: رخص مادہ از افعال بمعنی ارزاں، سستا ہونا۔الروع: از فتح بمعنی خوف، یوم الروع سے مراد جنگ ہے۔نسام: سوم مادہ از نصر بمعنی بھاؤ تھاؤ کرنا، قیمت لگانا، اغلینا: از باب افعال بمعنی مہنگا ہونا۔غلی از ضرب جوش مارنا، مصدر غلیان ہے۔یہ ماضی جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے، آخر میں الف اشباعی ہے، اصل میں "أُغْلِوْنَ" تھا، کسرہ کے بعد واؤ ثقیل ہے اس لئے واؤ کو یأ سے بدل دیا "أُغْلِيْنَ" ہوگیا۔

ترکیب:۔"أُغْلِيْنَ" کی ضمیر "أَنْفُسَنَا" کی طرف راجع ہے۔جو کہ "نرخص" کا مفعول ہے،"نسام الخ" شرط ہے اور "اُغلین" جزا ہے۔

بِيْضٌ مَفَارِقُنَا تَغْلِيْ مَرَاجِلُنَا　　نَأْسُوْ بِأَمْوَالِنَا آثَارَ أَيْدِيْنَا

ترجمہ:۔سفید ہیں ہمارے سر کی مانگیں، ہماری دیگیں اُبل رہی ہیں اور ہم اپنے ہاتھوں کے نشانات (زخموں) کا علاج اپنے مالوں سے کرتے ہیں۔(یعنی ہم عطر زیادہ استعمال کرتے ہیں یا جنگی ٹوپی ہمیشہ سر پر رکھتے ہیں یا کثرت سے مصائب جھیلتے ہیں، جس کی وجہ سے ہمارے سر کے بال سفید ہوگئے، اور زیادہ مہمان نواز ہیں جس کی وجہ سے ہماری دیگیں ہمیشہ جوش میں رہتی ہیں، اور ہم جان کا بدلہ جان سے نہیں دیتے، بلکہ مال سے دیت کے طور پر دیتے ہیں۔)

تحقیق:۔بیض: جمع ہے اس کا مفرد ابیض اور بیضأ ہے۔مفارق یہ جمع ہے مفرق کی بمعنی مانگ۔مراجل: یہ جمع ہے مرجل کی بمعنی ہانڈی۔ناسو: اسو مادہ ہے از نصر بمعنی علاج کرنا۔مضارع جمع متکلم۔اٰثار: یہ جمع اثر کی بمعنی نشان، زخم۔

ترکیب:۔"بِيْضٌ" خبر مقدم اور "مفارقنا" مبتدأ مؤخر ہے۔"مراجلُنا" فاعل ہے۔"تغلی" کا اور "اٰثار الخ" "ناسوا" کا مفعول ہے۔

إِنِّيْ لَمِنْ مَعْشَرٍ أَفْنَى أَوَائِلَهُمْ　　قَوْلُ الْكُمَاةِ أَلَا أَيْنَ الْمُحَامُوْنَا

ترجمہ:۔بے شک میرا تعلق اس قبیلے سے ہے کہ جس کے آباؤ اجداد کو بہادروں کے اس قول نے فنا کردیا ہے۔کہ اپنے حقوق وحسب کے محافظ کہاں گئے! (یعنی دوران جنگ جب بہادروں نے یہ کہا کہ "اپنے حقوق وحسب کے محافظ کہاں گئے" تو ہمارے بڑوں سے رہا نہ گیا اور وہ دشمنوں پر ٹوٹ پڑے، انہیں بھی مروایا اور خود بھی مارے گئے۔)

تحقیق:۔معشر: جمع معاشر ہے بمعنی قبیلہ، جماعت۔افنی: مادہ فنی ہے از افعال فنا کردینا، مرجانا۔اوائل: اول کی جمع ہے، یہاں مراد آباء واجداد ہیں۔کماۃ: یہ جمع ہے کمی کی بمعنی مسلح افواج، یا بہادر۔محامونا: اس کا مادہ، حوم ہے از مفاعلہ بمعنی بچانا۔یہ اصل میں "مُحَامِيُوْنَ" تھا بروزن "مُقاتلون" صیغہ اسم فاعل جمع مذکر غائب، یأ کے اوپر ضمہ ثقیل ہونے کی وجہ سے ماقبل میم پر دیدیا گیا اور اجتماع

ساکنین کی وجہ سے یأ کو گرا دیا گیا، "مُحاحون" ہو گیا، شروع میں الف لام آ گئے اور آخر میں الف اشباعی ہے۔

لَوْ كَانَ فِي الْأَلْفِ مِنَّا وَاحِدٌ فَدُعُوْا مَنْ فَارِسٌ خَالَهُمْ إِيَّاهُ يَعْنُوْنَا

ترجمہ:۔ اگر ہزاروں میں ہمارا ایک آدمی بھی ہو، اور انہیں پکارا جائے کہ شہسوار کون ہے؟ تو وہ (ہمارا ایک آدمی) ان کے بارے میں سوچے گا کہ یہ لوگ میرا ہی ارادہ کرتے ہیں (کیونکہ درحقیقت بہادر و کامل شہسوار تو میں ہی ہوں)

تحقیق:۔ فدعوا: اصل میں "دُعِيُوْا" تھا، کسرہ کے بعد یأ کے اوپر ضمہ ثقیل ہے، اس لئے ضمہ کو ماقبل عین پر دیدیا گیا اور اجتماع ساکنین کی بنا پر یأ کو حذف کر دیا گیا۔ "دُعُوْا" بنَ۔ جو کہ ماضی مجہول جمع مذکر غائب ہے۔ خالهم: بمعنی گمان باب سمع سے ماضی واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے بمعنی اس نے ان کے بارے میں خیال کیا۔ یعنونا۔ عنی مادہ ہے از ضرب بمعنی مراد لینا، یہ اصل میں "يَعْنِيُوْن" تھا بروز "یضربون" جو تعلیل ابھی "دُعُوْا" میں گزری وہی تعلیل یہاں بھی ہے۔ آخر میں الف اشباعی ہے۔

ترکیب:۔ "دُعُوْا" کی ضمیر "أعْدَاء" کی طرف، یا "اَلْاَلْف" کی طرف راجع ہے۔ "ایاه" "يَعْنُون" کا مفعول مقدم ہے، پھر بدل ہے اور "هم" مبدل منہ ہے پھر پورا جملہ (خالهم الخ) جواب لَوْ ہے، "فی الالف" کان کی خبر مقدم ہے "مِنَّا وَاحِدٌ" اسم مؤخر ہے، پھر شرط ہے۔

إِذَا الْكُمَاةُ تَنَحَّوْا أَنْ يُّصِيْبَهُمْ حَدُّ الظُّبَاةِ وَصَلْنَاهَا بِأَيْدِيْنَا

ترجمہ:۔ جب بہادر لوگ کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں، اس خوف سے کہ کہیں انہیں تلواروں کی دھار پہنچ جائے گی، تو ہم ان تلواروں کو اپنے ہاتھوں سے (دشمنوں تک یا ان کے سر تک) پہنچا دیتے ہیں۔

تحقیق:۔ کماۃ: یہ جمع کمی کی ہے بمعنی مسلح افواج، بہادر۔ تنحوا: مادہ نحی ہے از تفعل بمعنی کنارہ کشی اختیار کرنا۔ اصل میں تنحیوا تھا، بروزن تقبلوا۔ یأ متحرک ماقبل مفتوح اس لئے یأ کو الف سے بدل کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرا دیا گیا، "الظُبَاة" ظبة کی جمع ہے بمعنی دھار، یہاں تلوار مراد ہے کیونکہ اس کا مضاف "حدٌّ" دھار کے معنی میں ہے۔

ترکیب:۔ "أنْ يُصِيْبَهُمْ" یہ "تَنَحَّوْا" کیلئے مفعول لہ ہے۔ اور "بِأيْدِيْنَا" یہ "وَصَلْنَاهَا" کی ضمیر سے حال ہے۔ أیْ ثَابِتَةً بِأيْدِيْنَا۔ اور "حَدُّ الظُّبَاةِ" یہ "يُصِيْبُهُمْ" کا فاعل ہے۔ "الكماةُ الخ" شرط ہے، "وصلناها الخ" جزأ ہے۔

وَلَاتَرَاهُمْ وَإِنْ جَلَّتْ مُصِيْبَتُهُمْ مَعَ الْبُكَاةِ عَلٰى مَنْ مَّاتَ يَبْكُوْنَا

ترجمہ:۔ اور نہیں دیکھیں گے تم ان کو روتے مردوں پر رونے والوں کے ساتھ اگرچہ اُن کی مصیبت کتنی بڑی ہی کیوں نہ ہو۔ (کیونکہ وہ لوگ اس قسم کے واقعات کے خوگر اور عادی ہو گئے ہیں اب ان کو کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوتی)

تحقیق:۔ لاتراهم: رأی مادہ ہے از فتح بمعنی دیکھنا۔ جلت: مادہ جلل ہے از نصر بمعنی بڑی۔ اسی سے مقامات کی یہ عبارت مشہور ہے۔ "لولا التُّقٰی لقلتُ جلَّتْ قدرتُه" "اَلْبُكَاة" باکی کی جمع ہے جیسے باغی کی جمع بغاۃ اور قاضی کی جمع قضاۃ ہے۔ بمعنی رونے والے۔ یبکون: بکی، مادہ از ضرب بمعنی رونا۔

ترکیب:۔ "يَبْكُوْنَ" یہ "لَاتَرَاهُمْ" کا مفعول ثانی ہے اور "لَاتَرَاهُمْ" کی ضمیر مفعول سے حال بھی ہو سکتا ہے۔ "ولاتراهم الخ"

"وان جلّتْ الخ" کی جزا مقدم ہے،"جلّت الخ" شرط ہے "مصیبتهم" جلّت کا فاعل ہے۔

وَنَرْكَبُ الْكُرْهَ أَحْيَانًا فَيَفْرِجُهُ عَنَّا الْحِفَاظُ وَأَسْيَافٌ تُوَاتِينَا

ترجمہ:۔ بسا اوقات ہم جنگ پر سوار ہوتے ہیں (جنگ میں مبتلا ہوتے ہیں) تو اس (خوف، جنگ) کو ہم سے حسب ونسب کی حفاظت ،ہماری موافق تلواریں زائل کردیتی ہیں۔ (پھر ہم جنگ میں بے جگری سے لڑتے ہیں)

تحقیق:۔ نرکب: سمع سے بمعنی سوار ہونا۔ کرہ: بمعنی ناپسند یہاں قتال مراد ہے از سمع۔ فیفرجہ: مادہ فرج ہے از ضرب بمعنی کھولنا، دور کرنا۔ حفاظ: باب مفاعلہ کا مصدر ہے بمعنی محافظۃ الاحساب واز سمع حفاظت کرنا اور واحد حافظ ہے۔ یہاں نسب کی حفاظت کرنا مراد ہے۔ اسیاف: یہ جمع ہے سیف کی بمعنی تلوار۔ تواتینا: مواتاۃ از مفاعلہ مادہ اتی ہے، بروزن تقابلنا، بمعنی موافقت کرنا۔

ترکیب:۔ "اَلْحِفَاظُ وَأَسْيَافٌ" یہ دونوں "يَفْرِجُ" کا فاعل ہے اور "تُوَاتِينَا" "أَسْيَافٌ" کی صفت ہے۔ "الكره" مفعول فیہ ہے "نَرْكَب" کا "فيفرجهٗ" کی مفعول کی ضمیر "الكرهْ" کی طرف لوٹ رہی ہے۔

وَقَالَ السَّمَوْأَلُ بْنُ عَادِيَا

بعض نے باپ کا نام غریض بتایا ہے اور دادا کا نام حیاً بن عادیا ہے، اس کی ماں غسانی قبیلہ سے ہے جو کہ یہودیہ ہے اور حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے ہے اور شاعر جاہلی ہے، سموال عبرانی لفظ ہے نہ کہ عربی۔ بعض نے کہا کہ حماسہ میں درج شدہ اشعار عبدالملک بن عبدالرحیم حارثی کے ہیں جو اسلامی شاعر ہیں۔

اور شاعر یہ وفاداری میں مشہور تھا۔ ایک مرتبہ شاعر امرؤالقیس نے اپنی وفات سے قبل چند زرہ او اسلحے بطور امانت سموئل کے پاس رکھوائے، اس کے بعد امرؤالقیس کا انتقال ہوگیا، اس کے بعد کندہ کے بادشاہ نے سموئل سے کہا کہ وہ زرہیں میرے سپرد کو، سموئل نے انکار کیا اس پر باقاعدہ جنگ ہوئی، دوران جنگ سموئل کا بیٹا گرفتار ہوگیا، بادشاہ نے کہا کہ زرہیں حوالہ کرو اور اپنا بیٹا واپس لو، اس پر بھی سموئل راضی نہ ہوا، بالآخر بادشاہ نے باپ کے سامنے بیٹے کو قتل کردیا پھر بھی سموئل نے امانت میں خیانت نہیں کی بلکہ یہ زرہیں اور اسلحے ورثہ کو دیئے۔ (نفحۃ الیمن ص:۹)

ان آنے والے ۲۲، اشعار کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کی بیوی اس کو اس بات پر طعنہ دے رہی ہے کہ وہ بہادر نہیں ہے اور اس کے قبیلہ کے لوگ کم ہیں، تو شاعر نے مندرجۂ ذیل اشعار میں اپنے قبیلے کی بہادری، شرافت، اپنے حسب ونسب کی پاکیزگی وغیرہ کو بیان کیا ہے:

إِذَا الْمَرْءُ لَمْ يَدْنَسْ مِنَ اللُّؤْمِ عِرْضُهٗ فَكُلُّ رِدَاءٍ يَرْتَدِيْهِ جَمِيْلُ

ترجمہ:۔ جب آدمی کی اپنی عزت بخل سے ملوث نہ ہو۔ تو وہ جو چادر بھی اوڑھے وہ اس کیلئے خوبصورت ہے۔

تحقیق:۔ لم یدنس: باب سمع سے میلا ہونا۔ اللؤم: لئم مادہ ہے سمع سے کمینہ ہونا، بخیل ہونا۔ عرضہ: (بکسر العین) معنی عزت وآبرو جمع اعراض ہے۔ رداء کی جمع اردیہ ہے بمعنی چادر کپڑا۔ یرتدیہ: ردی مادہ بمعنی کپڑا پہننا۔ از افتعال۔

ترکیب:۔ "المرأ الخ" شرط ہے، "عِرْضُه" ماقبل فعل کا فاعل ہے، "جميلٌ" خبر ہے "فكلُّ الخ" جزا ہے۔

وَإنْ هُوَلَمْ يَحْمِلْ عَلَى النَّفْسِ ضَيْمَهَا فَلَيْسَ إلىٰ حُسْنِ الثَّنَاءِ سَبِيْلُ

ترجمہ:۔اور اگر وہ اپنے نفس پر ظلم و تکلیف نہ اٹھائے، تو اس کیلئے اچھی تعریف کی کوئی راہ نہیں ہے۔

تحقیق:۔لم یحمل: باب ضرب سے بمعنی اٹھانا۔النفس جمع نفوس .ضیم: کی جمع ضُیوم ہے، مادہ" ضیمٌ" ہے از ضرب بمعنی ظالم ہونا یا ظلم کرنا۔ثناء: بمعنی تعریف واز باب ضرب بمعنی موڑنا۔

ترکیب:۔"ضیمها" کی ضمیر نفس کی طرف لوٹ رہی ہے، یہ اضافۃ المصدر الی المفعول ہے "هو" مبتدأ ہے "لم یحمل الخ" خبر ہے پھر شرط ہے، "فلیس الخ" جزأ ہے، "الی حسن الثنا" تعلق "سبیل" سے ہے، پھر "لیس" کا اسم ہے جب کہ "لیس" کی خبر "له" محذوف ہے، عبارت یوں ہے، "فلیس له سبیل الی حسن الثنا"۔

تُعَيِّرُنَا اَنَّا قَلِيْلٌ عَدِيْدُنَا فَقُلْتُ لَهَا اِنَّ الْكِرَامَ قَلِيْلُ

ترجمہ:۔وہ بیوی مجھے عار دلاتی ہے کہ ہمارے لوگوں کی تعداد کم ہے، تو میں نے اس سے کہا کہ شریف لوگ کم ہی ہوتے ہیں۔

تحقیق:۔تعیرنا: باب تفعیل بمعنی عار دلانا، صیغہ واحد مؤنث ہے، آخر میں "نا" مفعول کا ہے۔ الکرام: بمعنی شریف۔قلیل: کم تھوڑا۔ عدید بمعنی عدد اور تعداد۔

ترکیب:۔"عدیدُنا" "قلیلٌ" شبہ فعل کا فاعل ہے، جس طرح فعل کا فاعل ہوتا ہے اسی طرح شبہ فعل کا بھی فاعل ہوتا ہے۔

وَمَا قَلَّ مَنْ كَانَتْ بَقَايَاهُ مِثْلَنَا شَبَابٌ تَسَامىٰ لِلْعُلىٰ وَكُهُوْلُ

ترجمہ:۔وہ لوگ (درحقیقت) کم نہیں ہیں جن کی اولاد ہم جیسی ہو کیونکہ ہمارے جوان اور بوڑھے سب بلند مرتبہ کیلئے ترقی کرتے ہیں۔

تحقیق:۔بقایا: جمع بقیة کی بمعنی باقی رہنا، مگر یہاں اولاد مراد ہے۔ترکیب میں اسم کان ہے۔مثلنا: خبر ہے۔شباب جمع ہے شاب کی بمعنی جوان اور بعضوں نے کہا ہے، کہ یہ اسم کان ہے۔اور "کہول" اس پر عطف ہے۔اور مثلنا، حال ہے یا بیان ہے۔تسامی: اصل میں تتسامی، تھا مادہ سمو ہے از تفاعل بمعنی چڑھنا، بلند ہونا۔کہول جمع کہل بمعنی بوڑھا، ضعیف، عمر رسیدہ آدمی۔

ترکیب:۔"بَقَايَاهُ" یہ "كَانَتْ" کا اسم ہے، اور "مِثْلَنَا" اس کی خبر ہے پھر پورا جملہ "مَنْ" کا صلہ ہے، صلہ موصول ملکر مبدل منہ "شَبَابٌ" موصوف اور "تَسَامىٰ لِلْعُلىٰ" صفت ہے "كُهُوْلُ" کا عطف "شَبَابٌ" پر ہے۔یہ پورا مصرعہ بدل ہے۔مبدل منہ اور بدل ملکر "مَاقَلَّ" کا فاعل ہے۔

وَمَا ضَرَّنَا اَنَّا قَلِيْلٌ وَجَارُنَا عَزِيْزٌ وَجَارُ الْاَكْثَرِيْنَ ذَلِيْلُ

ترجمہ:۔اور ہمارے لئے یہ بات نقصان دہ نہیں ہے کہ ہم کم ہیں اور ہمارے ہمسایہ عزیز اور شریف ہیں، حالانکہ اکثر لوگوں کے پڑوسی (ہمارے پڑوسی کے علاوہ) ذلیل و خوار ہیں۔

تحقیق:۔ضرنا: فعل ماضی ہے شروع میں "ما" نافیہ اور آخر میں "نا" مفعول ہے از نصر بمعنی نقصان دہ ہونا۔جار: اس کی جمع جیران ہے بمعنی پڑوسی۔عزیز: از کرم بمعنی مشکل، مضبوط، ذلیل۔

ترکیب:۔"اِنَّا قَلِيْلٌ" یہ "ضَرَّنَا" کا فاعل ہے۔اور "جَارُنَا عَزِيْزٌ" کا عطف ماقبل پر ہے "وجارُ الاکثرین الخ" جملہ حالیہ ہے۔

لَنَا جَبَلٌ يَحْتَلُّهُ مَنْ نُجِيْرُهٗ　　　مُنِيْفٌ يَرُدُّ الطَّرْفَ وَهُوَ كَلِيْلُ

ترجمہ:۔ ہمارے لئے ایک پہاڑ (قلعہ) ہے (وہاں) وہی آدمی اتر سکتا ہے جس کو ہم پناہ دیں، وہ پہاڑ بہت اونچا ہے، جو آنکھوں کو (بلندی کی وجہ سے) تھکا کر واپس لوٹا دیتا ہے۔

تحقیق:۔ جبل: اس کی جمع ہے جبال بمعنی پہاڑ یہاں قلعہ مراد ہے۔ یحتلہ: مصدر احتلال ہے از افتعال مادہ حلل ہے، بمعنی پڑاؤ ڈالنا، داخل ہونا۔ نجیر: مادہ جور ہے، از افعال بمعنی اجازت دینا۔ منیف: از افعال بمعنی بلند ہونا۔ یرد: از نصر بمعنی واپس کرنا۔ طرف: جمع اطراف، آنکھ۔ کلیل: بمعنی کمزور آنکھ کمزور نگاہ، کلال جمع ہے۔

ترکیب:۔ "مَنْ نُجِيْرُهٗ" "يَحْتَلُّ" کا فاعل ہے، اور "مُنِيْفٌ" "جَبَلٌ" کی صفت ہے۔ اور "مَنْ نُجِيْرُهٗ" سے پہلے "إلّا" حرف استثناء مع مستثنیٰ منہ محذوف ہے اور وہ فاعل ہے۔ و تقدیرہٗ ای لایحتلہ احدٌ الّا من نجیرہ۔ "وھو کلیل" "الطرف" سے حال ہے۔ "لنا" خبر مقدم اور "جبلٌ الخ" مبتدأ مؤخر ہے۔

رَسَا أَصْلُهٗ تَحْتَ الثَّرٰی وَسَمَا بِهٖ　　　إِلَی النَّجْمِ فَرْعٌ لَا يُنَالُ طَوِيْلُ

ترجمہ:۔ اس کی جڑ مضبوطی سے تحت الثریٰ میں قائم ہے۔ اور اسکی طویل چوٹی بلندی میں ثریا تک اونچی ہے، جس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا یا اس کو کوئی حاصل نہیں کر سکتا۔

تحقیق:۔ رسا: رسو مادہ نصر سے بمعنی گاڑنا۔ بنیاد۔ سما: سمو مادہ سے از نصر بمعنی بلند ہونا۔ النجم: اس کی جمع نجوم بمعنی ستارہ۔ فرع: جمع اس کی فروع، بمعنی شاخ، لاینال: مضارع مجہول از سمع بمعنی حاصل کرنا۔

ترکیب:۔ "فَرْعٌ" یہ "سَمَا" فعل کا فاعل ہے۔ اور "سَمَا بِهٖ" میں "بِهٖ" کی ضمیر "جَبَلٌ" کی طرف راجع ہے۔ اور "لَا يُنَالُ" "فَرْعٌ" کی صفت اولیٰ، اور "طَوِيْلٌ" صفت ثانیہ ہے۔

وَإِنَّا لَقَوْمٌ مَا نَرَی الْقَتْلَ سُبَّةً　　　إِذَا مَا رَأَتْهُ عَامِرٌ وَسَلُوْلُ

ترجمہ:۔ اور بے شک ہم ایسی قوم ہیں، جو قتل کو عیب نہیں سمجھتے، جبکہ قبیلہ عامر اور سلول اس کو عار سمجھتے ہیں۔

تحقیق:۔ قوم: جمع اسکی اقوام ہے۔ یری: از باب فتح صیغہ مضارع بمعنی دیکھنا، سمجھنا، خیال کرنا۔ سبۃ: از نصر بمعنی گالی یا عیب: عامر وسلول: یہ دو قبیلہ ہیں۔

ترکیب:۔ "اِنَّا" مبتدأ "لَقَوْمٌ الخ" خبر ہے، "قومٌ" موصوف اور "ما نری الخ" صفت ہے، "القتل" مفعول اول اور "سُبَّةً" مفعول ثانی ہے۔ إذَا مَا رَأَتْهُ" میں "ما" زائدہ ہے۔

يُقَرِّبُ حُبُّ الْمَوْتِ آجَالَنَا لَنَا　　　وَتَكْرَهُهٗ آجَالُهُمْ وَتَطُوْلُ

ترجمہ:۔ موت کی محبت ہمارے اجل و مدت کو قریب کر دیتی ہے اور ان (دشمن) کی آجال موت کو ناپسند کرتی ہے اسلئے ان کی عمر لمبی اور طویل ہے۔

تحقیق:۔ یقرب: صیغہ مضارع از تفعیل بمعنی قریب کر دینا۔ آجال واحد اجل ہے، بمعنی وقت موت، عمر۔

ترکیب:۔"حبُّ الموتِ" فاعل ہےاور "آجالنا" مفعول ہے، "اَجالهم" فاعل ہے۔

وَمَامَاتَ مِنَّاسَيِّدٌ حَتْفَ أَنْفِهٖ ۔ وَلَاطُلَّ مِنَّاحَيْثُ كَانَ قَتِيْلُ

ترجمہ:۔اور ہمارا کوئی سردار طبعی موت نہیں مرا (بلکہ لڑائی میں مارا گیا) اور نہ ہمارے مقتول کا خون رائیگاں گیا، جہاں بھی وہ قتل ہوا ہو۔

تحقیق:۔مات: از نصر وسمع، معنی مرنا، موت جمع اموات ہے۔حتف انفه: اس کا معنی بستر پر مرنا "طبعی موت"۔طل: ماضی مجہول کا صیغہ از نصر۔بمعنی خون بہانا یا مقتول کا خون بیکار جانا۔

ترکیب:۔:۔ "مامات" میں "ما" نافیہ ہے، "سیدٌ" فاعل ہے، "حتف انفه" مفعول مطلق من غیر لفظہٖ کی بنا پر منصوب ہے، عبارت یوں ہے۔"مات حتفَ انفهٖ" "ولا طُلَّ" فعل ماضی پر لا کا دخول عام حالت میں ممنوع ہے البتہ دعا، شعر وغیرہ ہونے کی صورت میں جائز ہے (حاشیہ منشعب ،مقدمات علوم درسیہ)"کان" کی ضمیر "قتیلِ" کی طرف لوٹ رہی ہے، جو لفظاً موخر اور مرتبةً مقدم ہے۔یہاں کان تامہ ہے جو "وُجدَ" کے معنی میں ہے، لہٰذا خبر کان کی ضرورت نہیں ہے۔"قَتِيْلٌ" یہ "طُلَّ" کا نائب فاعل ہے۔

تَسِيْلُ عَلٰى حَدِّ الظُّبَاتِ نُفُوْسُنَا ۔ وَلَيْسَتْ عَلٰى غَيْرِ الظُّبَاتِ تَسِيْلُ

ترجمہ:۔ہمارے خون تلواروں کی دھار پر بہتے ہیں، اور اسکے علاوہ کسی چیز پر نہیں بہتے۔یعنی ہم ہمیشہ تلواروں سے کھیلتے اور لڑتے ہیں۔

تحقیق:۔تسیل: سیل مادہ ہے از ضرب بمعنی بہنا۔ظبات: جمع ہے "ظبة" کی، بمعنی تلوار۔

ترکیب:۔:۔ "نفوسُنا" "تسیل" کا فاعل ہے، "حدُّ الظبات" میں بعض کی اضافت کل کی طرف ہے۔"لیست" اور "تسیل" کی ضمیر "نُفوسنا" کی طرف لوٹ رہی ہے۔

صَفَوْنَافَلَمْ نَكْدُرْوَاَخْلَصَ سِرَّنَا ۔ إِنَاثٌ أَطَابَتْ حَمْلَنَاوَفُحُوْلُ

ترجمہ:۔ہم صاف (نسباً) ہیں، مکدر (گدلا پن) نہیں اور خالص کیا ہمارے نسب کو مردوں اور عورتوں نے، جنہوں نے ہمارے حمل کو پاکیزہ رکھا۔(یعنی ہم نجیب الطرفین ہیں)

تحقیق:۔صفونا: مادہ صفو ہے از نصر بمعنی خالص ہونا۔یعنی ہماری نسل خالص ہے گندگی سے۔فلم نکدر: باب سمع سے بمعنی گدلا ہونا، گدلا پن۔اخلص: افعال سے بمعنی اچھا کرنا۔سر: بمعنی اصل، اس کی جمع اسرَّةٌ ہے۔اناث، انثی کی جمع ہے، بمعنی عورت۔اطابت: افعال سے طیب مادہ ہے بمعنی اچھا کرنا۔فحول: یہ جمع ہے فحل کی بمعنی مرد، نر۔وتقدیرہ فحول طابوا حملنا فی ظهورهم.

ترکیب:۔:۔ "اِنَاثٌ" اور "فَحُوْلٌ" یہ دونوں "اَخْلَصَ" کا فاعل ہے، اور "سِرَّنَا" مفعول بہ ہے اور "اَطَابَتْ" یہ "اِنَاثٌ" کی صفت ہے۔

عَلَوْنَااِلٰى خَيْرِالظُّهُوْرِوَحَطَّنَا ۔ لِوَقْتٍ إِلٰى خَيْرِالْبُطُوْنِ نُزُوْلُ

ترجمہ:۔ہم بلند ہوئے بہترین پشت کی طرف (بشکل نطفہ) اور اتارا ہم کو نزول نے کسی معین وقت میں بہترین بطون کی طرف (یعنی شکم مادر میں)۔

تحقیق:۔علونا: مادہ علو ہے باب نصر سے بمعنی بلند ہونا۔الظهور: اس کی جمع اظہر ہے، اس کا معنی پیٹھ کے ہے۔حطنا: صیغہ واحد مذکر

غائب نا ضمیر متکلم کی مفعول بہ ہے۔ ماضی از نصر معنہ اَسْقَطَ یعنی گرا دینا۔ لوقت: ای وقت معین۔ البطون: جمع بطن کی ہے بمعنی شکم، پیٹ۔ نزول مصدر از نصر۔ نازل ہونا، اترنا، مہمان بننا۔

ترکیب:۔ "نُزُوْلٌ" "حَطَّنَا" فعل کا فاعل ہے۔

فَنَحْنُ كَمَاءِ الْمُزْنِ مَافِيْ نِصَابِنَا كَهَامٌ وَلَافِيْنَا يُعَدُّ بَخِيْلُ

ترجمہ:۔ چنانچہ ہم (صفائی نسل میں) سفید بادل کے پانی کی طرح ہیں، ہماری نسل میں کوئی کند و بلید نہیں ہے اور نہ ہم میں کوئی بخیل شمار ہوتا ہے۔

تحقیق:۔ ماء: اس کی جمع میاہ ہے بمعنی پانی۔ المزن: جمع مزنۃ کی ہے بمعنی سفید بادل۔ نصاب: جمع ہے نصب کی بمعنی اصل، نسل۔ کھام: کند، بے وقوف اس کی جمع کہوم آتی ہے۔

ترکیب:۔ "كماء المزن" خبر ہے، "ما" بمعنی لیس ہے "فى نصابنا" خبر مامقدم ہے اور "كهام" اسم ما مؤخر ہے۔ "فِيْنَا" کے بعد لفظ "اَحَدٌ" محذوف ہے۔ "بخيلٌ" نائب فاعل ہے۔

وَنُنْكِرُاِنْ شِئْنَاعَلَى النَّاسِ قَوْلَهُمْ وَلَايُنْكِرُوْنَ الْقَوْلَ حِيْنَ نَقُوْلُ

ترجمہ:۔ اور اگر ہم چاہیں تو انکار کر دیتے ہیں لوگوں کے قول کا لیکن لوگ ہماری باتوں کا انکار نہیں کر سکتے جب ہم بات کہیں۔ (یعنی ہم ہر ایک کے قول کا انکار کر سکتے ہیں مگر کوئی بھی ہمارے قول کا انکار نہیں کر سکتا، کیونکہ ہم بہادر لوگ ہیں)

تحقیق:۔ ننکر: انکار مصدر، صیغہ جمع متکلم باب افعال سے بمعنی انکار کرنا۔ **شئنا**: ازضرب بروزن بِعْنَا بمعنی چاہنا، شيئٌ مادہ ہے۔

ترکیب:۔ "قولهم" "ننكر" کا مفعول ہے، "شِئْنَا" شرط ہے، "ننكر الخ" جزاء ہے، "القول" بمعنی "قولنا" "لاينكرون" کا مفعول ہے اور "حين الخ" ظرف ہے۔

إِذَاسَيِّدٌمِنَّاخَلَاقَامَ سَيِّدٌ قَؤُوْلٌ لِمَاقَالَ الْكِرَامُ فَعُوْلُ

ترجمہ:۔ جب ہمارا کوئی سردار مرتا ہے تو دوسرا سردار اس کی جگہ قائم مقام ہوتا ہے، جو وہی کہتا اور کرتا ہے جو شرفاء نے کہا ہے (یعنی جو اپنے قول و فعل کا سچا ہوتا ہے)

تحقیق:۔ **خلا**: مادہ خلو، از نصر بمعنی گزر جانا، ختم ہو جانا۔ قؤول و فعول: دونوں صیغہ مبالغہ ہے بمعنی کہنا اور کام کرنا۔

ترکیب:۔ "سيدٌ" مبتدأ ہے، "منا" کا تعلق "خلا" سے ہے "خلا" کی ضمیر فاعل "سيدٌ" کی طرف لوٹ رہی ہے۔ جو کہ جملہ کے بعد خبر ہے پھر شرط ہے، "قام سيدٌ" جزاء ہے، "قؤولٌ" "سيدٌ" کی صفت اول اور "فعولٌ" صفت ثانی ہے جبکہ "لما قال الخ" کا تعلق قؤولٌ و فعولٌ دونوں سے ہے۔

وَمَااُخْمِدَتْ نَارٌلَنَادُوْنَ طَارِقٍ وَلَاذَمَّنَافِيْ النَّازِلِيْنَ نَزِيْلُ

ترجمہ:۔ اور ہماری آگ رات کو آنے والے (مہمان) کیلئے بجھائی نہیں جاتی اور نہ مہمانوں میں سے کسی مہمان نے ہماری مذمت کی ہے۔

تحقیق:۔ اخمدت: مادہ خمد ہے از سمع و افعال بمعنی بجھا دینا۔ نار: اس کی جمع نیران ہے، اور نور: مادہ باب نصر سے بمعنی روشن ہونا۔

طارق: مادہ طرق ہے از نصر بمعنی رات کو آنا۔ ذمنا: از نصر بمعنی مذمت بیان کرنا۔ نازلین و نزیل: بمعنی مہمان باب افعال، تفعیل اور ضرب سے مستعمل ہے۔

ترکیب:۔ "نـازلنا" بمعنی نارنا ہے جو "اُخـمـدت" کا نائب فاعل ہے، "لاذمّنا" میں "نا" مفعول کا ہے اور "نزیل" فاعل ہے، یہاں فعل ماضی پر لا کا دخول شعر کی وجہ اور عبارت شعر میں نفی کے تکرار کی وجہ سے جائز ہے۔

وَاَیَّـامُـنَـا مَشْهُـوْرَةٌ فِیْ عَدُوِّنَا　　　لَهَـا غُـرَرٌ مَعْلُـوْمَةٌ وَحُـجُـوْلٌ

ترجمہ:۔ ہمارے ایام (جنگ) مشہور ہیں ہمارے دشمنوں میں جن کی پیشانی اور پاؤں کی سفیدیاں معلوم ہیں (بطور علامت کے)

تحقیق:۔ ایامنا: سے مراد جنگ ہے۔ غرر: یہ جمع ہے غرۃ کی بمعنی گھوڑے کے ماتھے کی سفیدی، بعد میں ہر واضح چیز کیلئے اس کا استعمال ہونے لگا۔ حجول: یہ جمع حجل کی ہے بمعنی گھوڑے کے پیر کی سفیدی۔

ترکیب:۔ "ایامنا" مبتدأ ہے، "فی عدونا" کا تعلق "مشهورةٌ" سے ہو کر خبر ہے، "لها" کی ضمیر "ایام" بمعنی حرب کی طرف جا رہی ہے اور یہ خبر مقدم ہے "غررٌ الخ" مبتدأ مؤخر ہے "وحجول" کا عطف "غرر" پر ہے اور "معلومة" صفت ہے۔

وَاَسْیَافُنَا فِیْ كُلِّ غَرْبٍ وَمَشْرِقٍ　　　بِهَـا مِنْ قِرَاعِ الـدَّارِعِیْنَ فُلُوْلٌ

ترجمہ:۔ اور ہماری تلواریں مشرق اور مغرب میں مشہور ہیں، کہ زرہ پوشوں کو مارنے کی وجہ سے ان میں دندانے پڑ گئے ہیں۔

تحقیق:۔ اسیـاف: یہ جمع ہے سیف کی، بمعنی تلوار۔ قراع باب فتح سے یعنی کھٹکھٹانا، مارنا۔ الـدارعیـن: زرہ پوش لوگ جو لوہے کا ہوتا ہے۔ فلول: یہ جمع ہے فل کی بمعنی دندانا۔

ترکیب:۔ "اسیافُنا" مبتدأ ہے "مشهورةٌ" خبر محذوف ہے، اس سے "فی کل غرب الخ" متعلق ہے۔ "بها" کا تعلق "ثابتةٌ" محذوف سے ہے جس سے "من قراع الدارعین" متعلق ہے پھر خبر مقدم ہے اور "فلول" مبتدأ مؤخر ہے۔ ایک قول کے مطابق یہ شعر اور مابعد کے تین اشعار شاعر عبدالملک بن عبدالرحیم حارثی کے ہیں کیونکہ آخری شعر (فان بنی الدیان الخ) سے پتہ چلتا ہے کہ شاعر کا تعلق قبیلہ بنی دیان سے ہے جبکہ شاعر سموأل کا تعلق بنی دیان سے نہیں ہے۔

مُعَوَّدَةٌ اَلَّا تُسَلَّ نِصَالُهَا　　　فَتُغْمَدَ حَتّٰی یُسْتَبَاحَ قَبِیْلٌ

ترجمہ:۔ عادت ڈالی گئی ہے (ان تلواروں میں) کہ ان کے پھل نیاموں سے نہیں نکالے جائیں گے، پھر نیام میں داخل کئے جائیں۔ حتی کہ ایک جماعت کو مباح سمجھا جائے (قتل کے لئے)

تحقیق:۔ معودة: یہ عود سے ہے از تفعیل بمعنی عادت ڈالنا۔ الاتسل: اصل میں "اَنْ لاتسل" تھا، صیغہ مجہول ہے بمعنی نکالنا از نصر، اسی پر "فتغمد" کا عطف ہے باب فتح سے بمعنی داخل کرنا، و تـقـدیـره فان لاتغمد. نصال: یہ جمع ہے نصل کی بمعنی پھل یعنی تلوار کی نوک۔ قبیل بمعنی قبیلہ، جماعت، یُستباح، مضارع مجہول از باب استفعال بمعنی مباح سمجھنا، قتل کرنا۔

ترکیب:۔ "مُعَوَّدَةٌ" یا منصوب ہے پہلے شعر میں "اَسْیافُنَا" سے حال واقع ہونے کی وجہ سے اور یا مرفوع ہے اور "اَسْیافُنَا" کیلئے خبر واقع ہونے کی وجہ سے۔ "الّا تسل الخ" "معودةٌ" کا مفعول ہے، "نِصالُها" نائب فاعل ہے۔ "فتُغمد" کی ضمیر "اسیافنا" کی

طرف لوٹ رہی ہے۔"قبیل" نائب فاعل ہے۔

سَلِيْ إِنْ جَهِلْتِ النَّاسَ عَنَّا وَعَنْهُم وَلَيْسَ سَوَاءٌ عَالِمٌ وَجَهُوْلُ

ترجمہ:۔ بیگم! اگر تو ناواقف ہے تو دریافت کرلوگوں سے ہمارے اور ان (دشمن) کے حالات، اور عالم و جاہل دونوں برابر نہیں ہو سکتے ہیں۔

تحقیق:۔ سَلِیْ: صیغہ امر واحد مؤنث مخاطب ہے، عنہم، کا مرجع ضمیر دشمن ہے۔

ترکیب:۔ "اَلنَّاسَ" یہ "سَلِیْ" فعل کیلئے مفعول بہ ہے اور "اِنْ جَهِلْتِ" شرط ہے۔ "جهلتِ" کا مفعول "احوالنا واحو الهم" محذوف ہے "عنّا و عنهم" بمعنی "عن احوالنا و عن احوالهم" کا تعلق "جهلت" سے ہے، اس صورت میں "جهلتِ" کے مفعول کو محذوف ماننے کی ضرورت نہیں ہے اور "سلى الناس" جزاء ہے "سواءٌ" لیس کی خبر مقدم ہے اور "عالم و جهولٌ" بمعنی "جاهلٌ" اسم مؤخر ہے۔

فَإِنَّ بَنِي الدَّيَّانِ قُطْبٌ لِقَوْمِهِمْ تَدُوْرُ رَحَاهُمْ حَوْلَهُمْ وَتَجُوْلُ

ترجمہ:۔ اسلئے کہ بنو دیان اپنی قوم کیلئے قطب (مرکز) ہیں، جس کی چکی ان کے ارد گرد گھومتی اور چکر کاٹتی ہے۔ یعنی بنو دیان تو بمنزلہ قطب و مرکز کے ہیں جن کے سب محتاج ہیں۔ (قوم کا کوئی اہم کام یا مشورہ ان کے بغیر نہیں ہوسکتا)

تحقیق:۔ **قطب**: وہ لکڑی ہے جس پر چکی کا چلنا موقوف ہو۔ "قطب السماء" بمعنی وہ چیز جس پر آسمان گھومے، یہاں قطب سے مرکز مراد ہے، صوفیوں کی اصطلاح میں جو قطب مشہور ہیں وہ یہاں مراد نہیں ہیں، "تدورُ" دور مادہ از باب نصر بمعنی گھومنا، "رحی" بمعنی چکی "تجول" جول مادہ از باب نصر بمعنی گھومنا۔

ترکیب:۔ "قطبٌ" خبر انّ ہے "وتجول" کا عطف "تدورُ" پر ہے اور "رحاهم" فاعل ہے پھر پورا جملہ خبر ثانی ہے۔

قَالَ الشَّمَيْذَرُ الْحَارِثِيُّ

شمیذر بن کعب بن عمرو نام ہے، اسلامی شاعر ہے، قبیلہ بنی حارث سے تعلق ہے، البرقی کے مطابق حماسہ میں درج شدہ اشعار بنی حارث کے سوید بن صمیع المرثدی کے ہیں، کسی نے شاعر کے بھائی کو قتل کر دیا تھا اور شاعر نے بھی اپنے بھائی کے قاتل کو قتل کر دیا تھا جس کا ذکر درج شدہ اشعار میں کر رہا ہے۔

"شَمَیْذَرٌ" بروزن "سَفَرْجَلٌ" کے ہے، دوسرے قول کے مطابق شاعر کے بھائی کو اس کے چچازاد بھائیوں نے قتل کر دیا تھا، اور شاعر نے صحراء "غُمَیْر" میں ان سے قصاص لیا، یعنی بھائی کے بدلے قاتل کو قتل کر دیا، پھر بھی یہ لوگ شاعر کو طعنہ دینے لگے کہ ہم بہادر ہیں، ہم ویسے ہیں، ایسے ہیں۔ تو شمیذر الحارثی نے ان اشعار میں اس کا تذکرہ کیا:

بَنِيْ عَمِّنَا لَا تَذْكُرُوْا الشِّعْرَ بَعْدَمَا دَفَنْتُمْ بِصَحْرَاءِ الْغُمَيْرِ الْقَوَافِيَا

ترجمہ:۔ اے میرے چچازاد بھائیوں! شعر کا تذکرہ نہ کرو، بعد اسکے کہ تم نے صحراء "غمیر" میں اشعار کو (صاحب اشعار) دفن کر دیا ہے۔ (کہ تم وہاں شکست کھا کر بھاگ گئے تھے، تو اب شعر کہہ کر کس چیز پر فخر کرو گے)

تحقیق:۔بنی عمنا: بمعنی چچازاد بھائی۔غمیر: یہ تصغیر ہے، بلاد کلاب میں ایک وادی یا مقام کا نام ہے، قوافی: قافیۃ کی جمع ہے بمعنی شعر۔ یہاں صاحب اشعار مقتول مراد ہے۔

ترکیب:۔"بنی عمنا" سے پہلے یا حرف ندا محذوف ہے، "القوافی" مفعول ہے "دفنتم" کا "بصحرا" میں "با" "فی" کے معنی میں ہے۔

فَلَسْنَا كَمَنْ كُنْتُمْ تُصِيْبُوْنَ سَلَّةً   فَنَقْبَلَ ضَيْماً أَوْنُحَكِّمَ قَاضِيَا

ترجمہ:۔ہم اس شخص کے مانند نہیں ہیں، کہ جس کو تم خفیۃً تکلیف پہنچاتے ہو (اور وہ انتقام پر قادر نہیں ہوتا لیکن ہم اس طرح نہیں ہیں) تاکہ ہم ظلم قبول کریں یا حاکم کے پاس اپنا فیصلہ لے جائیں۔ (بلکہ ہم تو اپنا فیصلہ خود کرتے ہیں، ہم خود ہی نمٹ لیتے ہیں)

تحقیق:۔سلة: از باب نصر جمع سلال ہے بمعنی تلوار، مگر یہاں بمعنی پوشیدہ کے ہے۔ضیما: مادہ ضیم ہے بمعنی ظلم کرنا۔

ترکیب:۔"کنتم تصیبون" یہ "کمن" میں "مَنْ" موصولہ کا صلہ ہے۔اور ضمیر عائد محذوف ہے، اور تقدیری عبارت یوں ہے "ای کُنْتُمْ تُصِيْبُوْنَه" ہے اور "سلة" تمیز یا حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔اس کے بعد عبارت محذوف ہے، پورا جملہ یوں ہے "کنتم تصیبونه سلةً فیعجز عن الانتقام و یقبل الضیم او یحکم القاضی"۔"فَنَقْبَلَ" جواب نفی ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

وَلٰكِنَّ حُكْمَ السَّيْفِ فِيْكُمْ مُسَلَّطٌ   فَنَرْضٰى إِذَامَاأَصْبَحَ السَّيْفُ رَاضِيَا

ترجمہ:۔لیکن تلوار کا فیصلہ (جنگ) تمہارے اوپر مسلط رہے گا، ہم اس وقت راضی ہونگے جب تلوار راضی ہوجائے گی (یعنی ہماری مکمل کامیابی ہوجائے گی)۔

تحقیق:۔مسلط : معناه الغالب اصبح :فعل ناقص :راضی :یستعمل من باب سمع.

ترکیب:۔"حکمُ السیف" اسم لکنّ ہے، "مُسَلَّطٌ" خبر لکنّ ہے، "اذاالخ" ظرف ہے "راضیًا" "اصبح" کی خبر ہے۔

وَقَدْسَاءَنِيْ مَاجَرَتِ الْحَرْبُ بَيْنَنَا   بَنِيْ عَمِّنَا لَوْكَانَ أَمْرًامُدَانِيَا

ترجمہ:۔بے شک وہ چیز مجھے بری لگی، جس کی وجہ سے لڑائی ہمارے درمیان جاری ہوگئی ہے (یعنی میرے بھائی کا قتل) اے ہمارے چچازاد بھائیو! کاش کہ معاملہ قریب ہوتا (آگے نہ بڑھتا)

تحقیق:۔سائنی: اس کا مادہ "سوء" ہے از نصر بمعنی ناپسند، برا۔حرب: لڑائی اس کی جمع حروب ہے، "جرت" باب ضرب سے ہے بمعنی جاری ہونا اور باب نصر سے کھینچ کر لانا کتاب میں بتشدید الرأ ہے۔"مدانیا" دنو سے نکلا ہے، از باب نصر بمعنی قریب ہونا، دنی مادہ از باب ضرب ذلیل ہونا، اسی سے دنیا ہے، یہاں معنی اول مراد ہے۔

ترکیب:۔"ما جرت الخ" فاعل ہے "سائنی" کا، "ما" موصولہ ہے، "جرت الخ" صلہ ہے، "جرت" کے بعد "بہ" محذوف ہے جس کا مرجع "ما" موصولہ ہے، "الحربُ" فاعل ہے، جو مؤنث سماعی ہے، "لو" لیت کے معنی میں ہے، اگر شرطیہ قرار دیا جائے تو جزا محذوف ہے وہ یہ ہے۔"لما جرت الحرب بیننا" "امرًا مدانیا" مرکب توصیفی کے بعد "کان" کی خبر ہے۔"بنی عمنا" منادیٰ ہے، اس سے قبل حرف ندا محذوف ہے۔

فَإِنْ قُلْتُمْ إِنَّاظَلَمْنَافَلَمْ نَكُنْ   ظَلَمْنَاوَلٰكِنَّاأَسَأْنَاالتَّقَاضِيَا

ترجمہ:۔پس اگر تم یہ کہتے ہو کہ ہم نے ظلم کیا تو ہم نے ظلم نہیں کیا بلکہ ہم نے مطالبہ اور قصاص میں برا سلوک کیا (کہ قتل کا انتقام دیت کے بجائے قتل سے لیا۔)

تحقیق:۔اسانا :برا کیا،اِساءۃ مصدر باب افعال سے۔التقاضی :ای طلب الدین.

ترکیب:۔"انا ظلمنا" مقولہ ہے،قول اور مقولہ مل کر شرط ہے،"فلم نکن الخ" جزاء ہے،"التقاضیا" مفعول ہے۔

وَقَالَ وَدَّاکُ بْنُ ثُمَیْلِ الْمَازِنِیُّ

سلسلۂ نسب یوں ہے،وَدّاک بن سنان بن ثُمیل بن مالک بن عمرو بن تمیم،یہ جاہلی شاعر ہے،قبیلہ مازن سے تعلق ہے،عرب میں اس نام سے چار قبائل گزرے (الف) مازن قیس (ب) مازن الیمن (ج) مازن ربیعہ (د) مازن تمیم،یہاں مازن تمیم مراد ہے۔

باب الحماسہ میں حرف واؤ سے صرف دو شاعر ہیں ایک یہ ہے،جو شاعر جاہلی ہے،اور صفحہ ۲۳: میں آیا ہے۔ان اشعار کی حکایت یہ ہے کہ بنو شیبان چاہتے تھے کہ بنو مازن،ان کیلئے ''سفوان'' نامی کنواں خالی کر دیں،لیکن بنو مازن اس کیلئے تیار نہ تھے،تو بنو شیبان نے دھمکیاں دینا شروع کیں،اس کے متعلق شاعر (جس کا تعلق بنو مازن سے ہے) کہتا ہے:

رُوَیْدَبَنِیْ شَیْبَانَ بَعْضَ وَعِیْدِکُمْ تُلاقُوْاغَدًاخَیْلِیْ عَلٰی سَفْوَانَ

ترجمہ:۔اے بنو شیبان! تم اپنی بعض دھمکیوں کو چھوڑ دو،کیونکہ تم کل مقام سفوان پر ہمارے گھوڑوں کے ساتھ ملاقات کرو گے۔

تحقیق:۔رو ایدا:اسم فعل ہے،بمعنی امر ای دع یا امهل کے معنی میں ہے یعنی چھوڑ دے یا مہلت دے۔وعید:از باب ضرب بمعنی دھمکی دینا۔"تُلاقُوا" اصل میں "تُلاقِیُونَ" تھا،کسرہ کے بعد یاَ کے اوپر ضمہ ثقیل ہے اس لئے یاَ کے ضمہ کو ما قبل میں دے کر اجتماع ساکنین کی بناء پر یاَ کو گرادیا اور جواب امر ہونے کی وجہ سے نون گر گیا۔"تلاقوا" ہوگیا۔خَیل کی جمع خیول ہے،بمعنی گھوڑا "سفوان" ایک کنواں اور چشمہ کا نام ہے۔

ترکیب:۔"بنی شیبان" سے قبل "یا" حرف ندا محذوف ہے،"بعض الخ" مفعول ہے "رویدا" کا "رویدا" بمعنی امهل یادع ہے۔"تُلاقُوا الخ" جواب امر ہے۔

تُلاقُوْاجِیَادًالَاتَحِیْدُعَنِ الْوَغٰی إِذَا مَاغَدَتْ فِی الْمَأْزِقِ الْمُتَدَانِیْ

ترجمہ:۔تم ایسے عمدہ گھوڑوں سے ملو گے جو جنگ سے اعراض نہیں کرتے،جب تک وہ جنگ کی تنگ و قریب (دو بدو لڑائی) جگہ میں ہوتے ہیں۔

تحقیق:۔تلاقوا:مادہ لقی ہے از سمع و مفاعلہ بمعنی ملنا یا ملاقات کرنا۔تعلیل ما قبل میں آچکی ہے۔جیاد : یہ جواد کی جمع ہے،بمعنی عمدہ جنگی گھوڑا۔لاتحید:مادہ حید ہے از ضرب بمعنی اعراض کرنا،منہ موڑنا۔الوغی : بمعنی جنگ۔غدت:فعل ناقص بمعنی صارت۔ المازق:ازق مادہ از باب ضرب بمعنی تنگ جگہ،بھیڑ جمع مآزق ہے۔المتدانی : از باب تفاعل بمعنی قریب ہونا۔دنو مادہ ہے۔

ترکیب:۔"تلاقُوا الخ" بدل ہے،"جیادًا" سے پہلے موصوف محذوف ہے۔"افراسًا جیادًا" "لاتحید الخ" صفت ثانی ہے پھر

مفعول ہے۔ "اذاماغدت" میں "ما" زائدہ ہے۔

عَلَيْهَا الْكُمَاةُ الْغُرُّ مِنْ اٰلِ مَازِنٍ　　لُيُوْثُ طِعَانٍ عِنْدَ كُلِّ طِعَانٍ

ترجمہ:۔ ان گھوڑوں پر آل مازن کے مہ جبین مسلح شہسوار ہیں، جو نیزہ بازی کے شیر ہیں ہر طرح کے نیزہ بازی کے وقت۔

تحقیق:۔ الکماۃ: یہ " کمی " کی جمع ہے بمعنی مسلح فوج۔ الغر: اغر کی جمع ہے بمعنی چہرہ کی سفیدی۔ طِعان باب مفاعلہ کا مصدر ہے بمعنی نیزہ بازی کرنا۔ لُیُوث: یہ جمع لیث کی ہے بمعنی شیر۔

ترکیب:۔ "علیھا الخ" صفت ہے ماقبل کی عبارت "جیاداً" کی۔ "علیھا" خبر مقدم ہے "الکماۃُ" مبتدأ مؤخر ہے، "الغرُّ" صفت اول ہے "الکماۃُ" کی، "لیوث الخ" صفت ثانی ہے۔

تَلَاقُوْهُمْ فَتَعْرِفُوْا كَيْفَ صَبْرُهُمْ　　عَلٰى مَاجَنَتْ فِيْهِمْ يَدُ الْحَدَثَانِ

ترجمہ:۔ جب تم ان مسلح مہ جبین سے ملاقات کرلو گے، تو پہچان لوگے کہ ان کا صبر کس قدر ہے، ان مظالم پر جو حوادث زمانہ نے ان پر ڈھائے ہیں۔ (یعنی کس طرح جم کر لڑتے ہیں)

تحقیق:۔ صبر: از باب ضرب بمعنی استقامت۔ جنت: باب ضرب سے جنی مادہ ہے بمعنی ظلم کرنا، چننا۔ الحدثان: بمعنی دن رات، زمانہ۔ تغلیب میں سے ہے جیسے اطیبان ہے۔

ترکیب:۔ "جنت" کے بعد ضمیر محذوف ہے جو "ما" کی طرف راجع ہے "أی علیٰ ماجنتہ"۔ "یدالحدثان" فاعل ہے "جنت" کے لئے، "کیف صبرُھم" مفعول ہے "فتعرفوا" کے لئے۔

مَقَادِيْمُ وَصَّالُوْنَ فِي الرَّوْعِ خَطْوَهُمْ　　بِكُلِّ رَقِيْقِ الشَّفْرَتَيْنِ يَمَانِ

ترجمہ:۔ وہ (مسلح افواج) پیش قدمی کرنے والے ہیں، جنگ میں اپنے قدم ملانے والے ہیں۔ ہر باریک دودھاری یمنی تلوار کے ساتھ۔

تحقیق:۔ مقادیم: یہ جمع ہے مقدام کی بمعنی پیش قدمی کرنا، یہاں اسم فاعل کے معنی میں ہے۔ وصالون: صیغہ مبالغہ ہے بمعنی جوڑنا، ملانا، یہاں دوسرا معنی مراد ہے۔ الروع: باب فتح سے بمعنی خوف، جنگ۔ خطو: یہ خطوۃ کی جمع ہے بمعنی قدم۔ رقیق: بمعنی باریک۔ الشفرتین: معنی دودہاری تلوار "شفرۃ" واحد اور "شفرات" جمع ہے۔

ترکیب:۔ "مقادیم" یہ "ھم" محذوف کی خبر اول ہے، "وصّالون الخ" خبر ثانی ہے، "خطوھم" مفعول ہے "وصّالون" کیلئے۔

إِذَا اسْتُنْجِدُوْا لَمْ يَسْأَلُوْا مَنْ دَعَاهُمْ　　لِأَيَّةِ حَرْبٍ أَمْ بِأَيِّ مَكَانِ

ترجمہ:۔ جب ان (بہادروں) سے مدد طلب کی جائے، تو وہ بلانے والے سے یہ نہیں پوچھتے کہ کون سی لڑائی کیلئے یا کونسی جگہ میں! (بلکہ بلاچوں وچرا تیار ہوجاتے ہیں)

تحقیق:۔ استنجد: باب استفعال سے مادہ "نجد" ہے بمعنی مدد طلب کرنا۔

ترکیب:۔ "استنجدوا" شرط ہے، "لم یسالوا الخ" جزاء ہے، "من دعاھم" مفعول ہے ماقبل فعل کا۔

وَقَالَ سَوَّارُبْنُ الْمُضَرَّبِ السَّعْدِيّ

یہ اسلامی شاعر ہے، شاعر قطری بن الفجاۃ کے دور (۳۸ھ/۶۵۸ء کے بعد) میں تھا، سلسلۂ نسب یہ ہے، سَوَّار بن مُضَرَّب السعدی۔ مؤرخین کا بیان ہے کہ شاعر کا والد بھی شاعر تھا، ایک دفعہ والد نے کسی خاتون کی تشبیب میں یہ شعر کہا۔

وَلا عَيْبَ فِيهَا غَيْرَ اَنَّکَ وَاجِدٌ مُلَاقِيهَا قَدْ دِيثَتْ بِرُكُوبٍ

یعنی اس خاتون کے اندر اس کے علاوہ اور کوئی عیب نہیں ہے کہ تم اس سے ملاقات کرنے والوں کو اس حالت میں پاؤ گے کہ اسے سواری کی وجہ سے روندا گیا ہو۔ یہ شعر سن کر خاتون کے بھائی نے حلف اٹھایا کہ میں اسے سو کوڑے لگاؤں گا، چنانچہ بھائی نے اسے سو کوڑے لگائے اس لئے "مُضَرَّب" لقب پڑ گیا ہے۔

شاعر قطری بن الفجاۃ کے ساتھیوں میں سے ہے، قبیلہ بنی تیم کے بنو سعد والی شاخ سے اس کا تعلق ہے۔ آنے والے چار اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ ایک مرتبہ اس کی بیوی سلمی نے شاعر کو طعنہ دیا کہ تم بہادر نہیں ہو اور تمہارے اندر سخاوت نہیں وغیرہ تو شاعر نے ان اشعار میں اس کا جواب دیا:

فَلَوْسَأَلَتْ سَرَاةَالْحَيِّ سَلْمٰى عَلٰى أَنْ قَدْتَلَوَّنَ بِيْ زَمَانِيْ

ترجمہ:۔ پس اگر سلمی (بیوی) میری قوم کے سرداروں سے سوال کرتی، باوجود اس کے کہ زمانہ نے مجھے بدل دیا ہے۔ (اور میری پہلی جیسی شان وشوکت نہیں رہی، جواب اگلا شعر ہے)

تحقیق:۔ سراۃ: سَرَوات جمع ہے بمعنی سردار، خیار قوم، تلون: بمعنی رنگ بدلنا، تغیر وتبدل ہونا۔ جب صلہ میں باء آ جائے تو بمعنی بدل دینا، الحی بمعنی قبیلہ۔

ترکیب:۔ "سالت" کا فاعل "سلمی" ہے اور "علی ان" بمعنی "مع به" کے ہیں۔ "زمانی" فاعل ہے "تلون" کا۔

لَخَبَّرَ هَاذَوُوْأَحْسَابِ قَوْمِيْ وَأَعْدَائِيْ فَكُلٌّ قَدْبَلَانِيْ

ترجمہ:۔ تو ضرور اس کو خبر دیتے (میرے حسن اخلاق و بہادری کی) میری قوم کے شرفاء اور میرے دشمن بھی کیونکہ ہر ایک نے مجھے آزمایا ہے (کیونکہ میں دشمن و دوست سب کے ساتھ یکساں معاملہ کرتا ہوں)

تحقیق:۔ لخبرھا: میں لام تاکید ہے، اور جواب لو ہے۔ احساب: یہ جمع ہے حسب کی بمعنی اشراف۔ "اعدا" عدو کی جمع ہے بمعنی دشمن، "ذَوُوْ" ذُوْ کی جمع ہے، یہ اصل میں "ذَوُوْنَ" تھا، اضافت کی وجہ سے نون گر گیا ہے۔

ترکیب:۔ "لخبرھا" میں لام تاکید ہے، اور جواب لو ہے۔ "ذَوُوْ الخ" فاعل ہے "خَبَّرَ" کا "فَكُلٌّ" کے بعد "منھما" محذوف ہے اور یہ مبتدا ہے، "قدبلانی" جملہ کے بعد خبر ہے اور یہ جملہ معترضہ ہے۔

بِذَبِّيَ الذَّمَّ عَنْ حَسَبِيْ بِمَالِيْ وَزَبُّوْنَاتِ أَشْوَسَ تَيَّحَانِ

ترجمہ:۔ (وہ یہ بھی خبر دیں گے) کہ میں دور کرتا ہوں اپنے حسب ونسب سے مذمت کو مال کے ذریعے اور متکبر اور چالاک آدمی کی

مدافعتوں اور حملوں کے ذریعہ۔ (یعنی میں سخاوت بھی کرتا ہوں اور بہادر و چالاک آدمی کی طرح دفاع بھی کرتا ہوں، چنانچہ اس طرح سخاوت اور شجاعت کے ذریعہ میں اپنے حسب ونسب سے لعن وطعن کو دور کرتا ہوں)

تحقیق:۔ بذبی : از نصر بمعنی دفع کرنا۔ حسب: یعنی نسب۔ زبونات: یہ جمع زبون کی ہے بمعنی دفع کرنا۔ اشوش: سے مراد وہ آدمی ہے جو کنارہ آنکھ سے دیکھتا ہے۔ تیحان: بمعنی حازم، مستقل مزاج، متکبر۔

ترکیب:۔ "بذبی" میں "ب" جارہ پہلے شعر میں لَخَبَّرَ سے متعلق ہے "الذم" یہ "ذبٌ" مصدر کیلئے مفعول بہ ہے۔ کیونکہ مصدر بھی فعل کی طرح عمل کرتا ہے۔ "زبونات" کا عطف "بمالی" پر ہے اور "أشوس" کی طرف مضاف ہے، "تیحان" "أشوس" کی صفت ہے۔

وَاَنِّـيْ لَاأَزَالُ أَخَـاحُـرُوْب　　إِذَا لَـم أُجْـن كُنْتُ مِجَنَّ جَان

ترجمہ:۔ اور میں ہمیشہ جنگجو رہا ہوں چنانچہ اگر میں خود کسی پر ظلم وزیادتی نہ کرسکا تو کوئی جنایت کرنے والے کا ڈھال (پشت پناہ) بن جاتا ہوں۔ (یعنی میں ہر حال میں لڑائی میں کسی نہ کسی طرح ضرور شریک رہتا ہوں)

تحقیق:۔ اخاحروب: بمعنی ذوحروب۔ حروب یہ جمع ہے "حرب" کی بمعنی جنگ۔ لم اجن: مادہ جنی ہے باب ضرب سے بمعنی ظلم کرنا۔ مجن صیغہ اسم آلہ ہے بمعنی ڈھال۔ جان، اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی جنایت کرنے والا، اصل میں جانيٌ تھا۔

ترکیب:۔ "وَاَنِّيْ لَاأَزَالُ أَخَاحُرُوْب الخ" کا عطف پہلے شعر میں "بذبی" پر ہو رہا ہے۔ أی خبرها بذبی...... وبانی لاأزال......

وَقَالَ بَعْضُ بَنِيْ تَيْمِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ

حماسہ میں مذکور اس جملہ سے علقمہ بن شیبان بن عدی بن الحارث بن تیم اللہ بن ثعلبہ مراد ہے جو کہ جاہلی شاعر ہے۔ جو المنذر بن ماَ السماَ ذی القرنین کے عہد میں گزرا ہے، النعمان بن المنذر حیرہ کا بادشاہ تھا۔

شاعر کے قبیلہ بنی تیم اللہ اور منذر کے درمیان "اوارہ" نامی مقام میں پانی کے چشموں پر لڑائی ہوئی، دوران جنگ شاعر نے منذر کے بھائی متمطر (جو کہ نعمان ذی القرنین کے جد امجد ہیں اور کپڑوں میں ملبوس تھے) کو منذر سمجھ کر تیر مارا جو اس کی بغل میں لگا، جس سے وہ مر گیا۔ شاعر اسی واقعہ کو بیان کر رہا ہے۔

وَلَقَدْشَهِدْتُ الْخَيْلَ يَوْمَ طِرَادِهَا　　وَطَعَـنْـتُ تَحْتَ كِنَانَةِالْمُتَمَطِّرِ

ترجمہ:۔ تحقیق کہ میں لڑائی کے دن شہسواروں میں حاضر تھا اور میں نے متمطر کے ترکش کے نیچے (بغل میں) نیزہ مارا۔ یعنی لڑائی کے دوران موقع پا کر میں نے متمطر کو نیزہ مار دیا۔

تحقیق:۔ شهدت: صیغہ ماضی از سمع بمعنی حاضر ہونا۔ الخیل: اس کی جمع خیول آتی ہے بمعنی گھوڑے والمراد ههنا الفرسان۔ طراد۔ مصدر باب مفاعلہ کا بروزن قتال بمعنی دفع کرنا، جنگ کرنا۔ کنانة: بمعنی ترکش، یہاں بغل مراد ہے۔ المتمطر: اسم رجل اخو منذر۔

ترکیب:۔ "الخیل" مفعول معہ اور "یوم الخ" ظرف ہے۔

وَنُطَاعِنُ الْاَبْطَالَ عَنْ أَبْنَائِنَا　　وَعَلٰى بَصَائِرِنَاوَاِنْ لَّمْ نُبْصِرِ

ترجمہ:۔ اور ہم بہادروں سے نیزہ بازی کررہے تھے اپنی اولاد کی حفاظت کے واسطے، اور ہم عقل و دانائی سے نیزہ بازی کرتے ہیں اگر چہ انجام کو نہیں دیکھتے۔ (یعنی میدان جنگ میں ہم اگر چہ بے جگری سے لڑتے ہیں، لیکن دانائی وعقلمندی کے ساتھ)

تحقیق:۔ ابطال: یہ جمع ہے بطل کی بمعنی بہادر، بصائر جمع بصیرۃ کی بمعنی عقل۔ نطاعن کا صلہ عن آنے کی وجہ سے بمعنی دفع کے ہو گیا ہے، وعلی بصائرنا سے پہلے نطاعنہم، اور وان لم نبصر کے بعد العواقب محذوف ہے کما ہو الظاہر بالترجمۃ۔

ترکیب:۔ "وَعَلٰی بَصَائِرِنَا" یہ "نُطَاعِنُ" کی ضمیر فاعل سے حال ہے، تقدیری عبارت یوں ہے "ونطاعن علی بصائرنا" "عن أبنائنا" سے قبل "مدافعة" شبہ فعل محذوف ہے عبارت یوں ہے۔ "عن مدافعة ابنائنا" "لَمْ نُبْصِرْ" کا مفعول بہ محذوف ہے۔ أی لَمْ نُبْصِرِ الْعَوَاقِبَ۔ ان وصلیہ کی جزا ماقبل کی عبارت ہوتی ہے۔

وَلَقَدْ رَأَیْتُ الْخَیْلَ شُلْنَ عَلَیْکُمْ شَوْلَ الْمَخَاضِ أَبَتْ عَلَی الْمُتَغَبِّرِ

ترجمہ:۔ اور بے شک میں نے گھوڑوں کو دیکھا کہ تمہاری طرف دُم اٹھائے بھاگتے ہوئے، جیسا کہ حاملہ اونٹنیاں دُم اُٹھا کر دوڑتی ہیں، جب وہ باقی ماندہ دُوہنے والے کو (دودھ دوہنے سے) انکار کریں۔

تحقیق:۔ الخیل: سے مراد الفرسان ہے۔ علیکم: کا خطاب بنی تیم اللہ سے ہے۔ شُلن: بروزن "قُلن" جمع مؤنث ہے "شول" بادہ باب نصر سے بمعنی دم اٹھانا۔ یعنی بسا اوقات اونٹ دم اٹھا کے بھاگ نکلتے ہیں۔ "المخاض" حاملہ اونٹنی کو کہا جاتا ہے، "المتغبر" بروزن متقبل اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی وہ شخص جو باقی ماندہ دودھ دُوہے۔

ترکیب:۔ "شُلْنَ عَلَیْکُم" یہ "اَلْخَیْلَ" کیلئے حال ہے۔ "أَبَتْ عَلَی الْمُتَغَبِّرِ" حال ہے، "اَلْمَخَاضَ" کیلئے ہے۔ "ابت" سے پہلے لفظ "قد" محذوف ہے، "شولَ المخاض" مفعول مطلق ہے۔

وَقَالَ قَطَرِیُّ بْنُ الْفُجَاءَۃِ

باب الحماسہ میں اس کا ذکر کئی دفعہ آیا ہے، ماقبل میں تعارف آچکا ہے۔ یہاں شاعر اپنے ساتھیوں کو جنگ سے نہ بھاگنے اور جم کر مقابلہ کرنے کیلئے جوش دلا رہا ہے۔

لَا یَرْکَنَنْ أَحَدٌ إِلَی الْإِحْجَامِ یَوْمَ الْوَغٰی مُتَخَوِّفًا لِحِمَامِ

ترجمہ:۔ کوئی بھی آدمی مائل نہ ہو (مقابلہ سے) پیچھے کی طرف، جنگ کے دن ڈرتے ہوئے موت سے۔

تحقیق:۔ لایرکنن: صیغہ مضارع منفی از باب فتح بمعنی مائل ہونا۔ احجام: باب افعال سے بمعنی پسپا ہونا، پیچھے ہٹنا۔ الوغیٰ: بمعنی جنگ یوم الوغیٰ بمعنی میدان جنگ۔ حمام: بکسر الحا بمعنی موت۔

ترکیب:۔ "مُتَخَوِّفًا" یہ "لایرکنن" کیلئے مفعول لہ ہے۔ "لِحمام" بمعنی "من حمام"

فَلَقَدْ أَرَانِیْ لِلرِّمَاحِ دَرِیْئَۃً مِنْ عَنْ یَمِیْنِیْ مَرَّۃً وَأَمَامِیْ

ترجمہ:۔ پس خدا کی قسم میں اپنے آپ کو نیزوں کیلئے نشانہ پاتا ہوں، کبھی داہنی طرف سے اور کبھی سامنے کی طرف سے (آنے والے

نیزوں کا نشانہ پاتا ہوں پھر بھی آگے بڑھتا ہوں)

تحقیق:۔"أرانی" میں فاعل ومفعول کا مصداق شئی واحد ہے، صیغہ مضارع واحد متکلم ہے البتہ مفہوم ماضی کا ہے، "لقد" کی لام قسمیہ ہے۔ درية: بمعنی نشانہ، ہدف۔ اور وہ گول لوہے کا دائرہ جس کو سامنے رکھ کر نیزہ بازی کی جاتی ہے۔ امامی: بمعنی سامنے۔

ترکیب:۔"دريَّةً" "آرانی" کا مفعول ثانی ہے، "للرماح" کا تعلق "دريَّةً" سے ہے، "امامی" کے بعد "مرَّةً" محذوف ہے۔

حَتّٰى خَضَبْتُ بِمَاتَحَدَّرَمِنْ دَمِي　　أَكْنَافَ سَرْجِيْ أَوْعِنَانَ لِجَامِيْ

ترجمہ:۔ یہاں تک کہ میں نے خضاب لگالیا ہے، اپنے بہتے ہوئے خون سے اپنی زین کے کناروں (دائیں طرف سے) اور لگام کی رسی کو (سامنے کی طرف سے)۔

تحقیق:۔ خضبت: باب ضرب سے بمعنی رنگین کردینا۔ تحدر: باب تفعل سے اترنا، گرنا۔ اکناف: یہ جمع کنف کی بمعنی طرف۔ سرجی: اس کی جمع سروج ہے بمعنی وہ کپڑا جو گھوڑے کی پیٹھ پر ہوتا ہے۔ عنان: لگام جو چمڑے کا ہوتا ہے جمع اعنة ہے۔ لجام: اَلجمة جمع ہے بمعنی لگام جو گھوڑے کے منہ میں لگائی جاتی ہے۔

ترکیب:۔"أكناف سرجی" "خضبت" فعل کیلئے مفعول بہ ہے۔ "او" بمعنی واؤ کے ہے۔

ثُمَّ انْصَرَفْتُ وَقَدْأَصَبْتُ وَلَمْ أُصَبْ　　جَذَعَ الْبَصِيْرَةِ قَارِحَ الْاِقْدَامِ

ترجمہ:۔ پھر جب میں واپس ہوا (جنگ سے) اس حال مین کہ میں نے دشمنوں کو قتل کیا اور میں قتل یا زخمی نہیں ہوا، جب کہ میری بصیرت (تیز نگاہی) گھوڑے کے دوسالہ بچے کی طرح، اور میرا اقدام (حملہ) عمر رسیدہ گھوڑے کی طرح تھا۔ (یعنی دشمن کو تاکنے کیلئے میری نگاہ تیز تھی جس طرح نوعمر دوسالہ گھوڑے کی نگاہ ہوتی ہے، اور دشمنوں پر حملہ کیلئے میرا حملہ ماہر تجربہ کار کی طرح تھا)

تحقیق:۔ جذع: وہ گھوڑا جو دوسال کا ہو۔ قارح: باب فتح سے بمعنی زخمی کرنا، وہ گھوڑا جو سن رسیدہ ہو، یہاں یہی معنی مراد ہے۔ "أُصَبْ" واحد متکلم مجہول ہے، صوب مادہ باب افعال سے، یہ اصل میں "أُصْوَبُ" تھا واؤ متحرک ماقبل میں حرف صحیح ساکن اس وجہ سے واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل میں دے کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے واؤ کو گرادیا گیا، کیونکہ "لم" کی وجہ سے "ب" پر بھی جزم آ گیا ہے۔

ترکیب:۔"جَذَعَ الْبَصِيْرَةِ. قَارِحَ الْاِقْدَامِ" یہ دونوں ضمیر متکلم سے حال واقع ہو رہے ہیں۔ "جذع" منصوب بنزع الخافض ہے۔ اور پوری عبارت اس طرح تھی، کان بصیرتی کالجذع واقدامی کالقارح، اس کے بعد حال ہیں۔

وَقَالَ الْحُرَيْشُ بْنُ هِلَالِ الْقُرَيْعِيُّ

سلسلۂ نسب یوں ہے، الحریش بن هلال بن عوف بن کعب التمیمی القُرَیعی، یہ اسلامی شاعر ہے اور بنوتمیم کی شاخ قُریع سے تعلق ہے، کتب تاریخ کے مطابق حماسہ میں درج شدہ اشعار شاعر جحاف بن حکیم بن عاصم السلمی کے ہیں جنہیں اسد الغابہ میں صحابی کہا گیا ہے، بعض نے کہا کہ یہ اشعار عباس بن مرداس سلمی کے ہیں۔

مؤرخین کے مطابق شاعر نے جنگ حنین اور فتح مکہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شرکت کی یہاں اس کا پس منظر بیان کر رہا ہے: غزوۂ

حنین میں شاعر کا گھوڑا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور فتح مکہ میں خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا۔

شَهِدْنَ مَعَ النَّبِيِّ مُسَوَّمَاتٍ　　حُنَيْنًا وَهِيَ دَامِيَةُ الْحَوَامِي

ترجمہ:۔حاضر تھے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نشان زدہ گھوڑے (یا مضبوط گھوڑے) مقام حنین میں اس حال میں کہ ان کے کھر کے اطراف خون (دشمنوں کے خون) سے آلودہ تھے۔

تحقیق:۔شهدن: صیغہ جمع مؤنث غائب ہے، ضمیر کا مرجع گھوڑے ہیں۔اور یہ قاعدہ بھی مشہور ہے کہ پانچ چیزوں میں اضمار قبل الذکر جائز ہیں یعنی خمر، حرب، محبوب، خیل اور لفظ اللہ۔کیونکہ یہ چیزیں ہمیشہ ذہن میں ہوتی ہیں۔ مسومات: یہ جمع ہے مسومة کی بمعنی نشان زدہ، یا نشان لگانا۔پہلے زمانے میں جو عمدہ گھوڑے ہوتے تھے، ان پر نشان لگائے جاتے تھے، لہذا مسومات سے عمدہ گھوڑے مراد ہیں۔دامیة: اس کی جمع ہے دوامی جیسے حامیة کی جمع ہے حوامی، بمعنی خون، کھر یا پاؤں۔وغیرہ۔

ترکیب:۔"شهدن" کی ضمیر "خیل" کی طرف راجع ہے، "مسومات" یہ "شهدن" کی ضمیر سے حال اول ہے اور "وهي داميةُ الخ" حال ثانی ہے جبکہ "حنيناً" ظرف ہے، "داميةُ الحوامي" اضافت لفظی ہے اس لئے بحکم نکرہ ہے۔

وَوَقْعَةَ خَالِدٍ شَهِدَتْ وَحَكَّتْ　　سَنَابِكُهَا عَلَى الْبَلَدِ الْحَرَامِ

ترجمہ:۔اور خالد بن ولید کے واقعہ (فتح مکہ کے دن) میں بھی حاضر ہوئے اور اس حال میں انکے کھروں کے اطراف بھی مکہ معظمہ میں رگڑے (مکہ میں داخل ہوئے)

تحقیق:۔حکت: از نصر بمعنی رگڑنا۔سنابک: یہ جمع ہے سنبک کی بمعنی کھر کا کنارہ۔

ترکیب:۔"وقعةَ خالد" یہ منصوب علی شريطة التفسير ہے۔اصل میں عبارت یوں ہے "شهدت وقعةَ خالدٍ" "شهدت" فعل محذوف کیلئے مفعول بہ ہے، چونکہ آگے ایک اور "شهدت" فعل آرہا ہے اسلئے اس کو حذف کر دیا۔اسی کو نحوی اصطلاح میں منصوب علی شريطة التفسير کہتے ہیں۔"سنابكها" حَكَّتْ فعل کا فاعل ہے اور پورا جملہ حال ہے۔

نُعَرِّضُ لِلسُّيُوفِ إِذَا الْتَقَيْنَا　　وُجُوهًا لَا تُعَرَّضُ لِلّطَامِ

ترجمہ:۔ہم پیش کرتے ہیں ملاقات (جنگ) کے وقت (دشمن کی) تلواروں کے سامنے ایسے چہروں کو جو پیش نہیں کئے جاتے طمانچہ و تھپڑوں کیلئے (ذلت کیلئے)

تحقیق:۔نعرض: باب تفعیل سے تعریضاً مصدر ہے، بمعنی پیش کرنا۔مجرد ضرب سے ہے۔لطام: باب مفاعلہ کا مصدر ہے بمعنی ایک دوسرے کو طمانچہ مارنا۔لطم ضرب سے طمانچہ مارنا۔"التقينا" لقی مادہ باب سمع سے ملاقات کرنا، باب افعال سے ڈالنا اور باب افتعال سے جنگ کرنا، یہاں یہی معنی مراد ہے۔

ترکیب:۔"وجوهًا" موصوف ہے، "لاتُعرَّض الخ" صفت ہے پھر "نعرّض" کا مفعول ہے، "اذا التقينا" شرط ہے اور "نعرّض الخ" جزا ہے۔

وَلَسْتُ بِخَالِعٍ عَنِّي ثِيَابِي　　إِذَا هَرَّ الْكُمَاةُ وَلَا أُرَامِي

ترجمہ:۔اور میں اُتارنے والا نہیں ہوں (جنگی لباس و آلات کو) اپنے لباس کو جبکہ مسلح بہادر بھی ناپسند کرتے ہیں (حالت جنگ کو) اور نہ میں دور سے تیر اندازی کرتا ہوں (یعنی دور سے نہیں بلکہ قریب جا کر کرتا ہوں، کیونکہ دور سے تیر چلانا بزدلی کی علامت ہے)

تحقیق:۔بخالع: صیغہ اسم فاعل از فتح بمعنی اتارنا۔ثیاب: جمع ثوب کی ہے بمعنی کپڑا یہاں مراد درع اور جنگی آلات ہیں۔ھرّ: از نصر بمعنی ناپسند سمجھنا، یہاں فعل مؤنث لانے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ ''الکماۃ'' فاعل مؤنث غیر حقیقی ہے، جو جمع ہے کمیٌّ کی بمعنی مسلح افواج۔

ترکیب:۔''الکماۃ'' فاعل ہے ''ھرّ'' کا ''بخالعِ'' میں باجارہ زائدہ ہے اور ''لستُ'' کی خبر ہے، پھر پورا جملہ جزاً مقدم ہے، ''ھرّ الخ'' شرط مؤخر ہے۔

وَلٰكِنِّي يَجُوْلُ الْمُهْرُ تَحْتِيْ إِلَى الْغَارَاتِ بِالْعَضْبِ الْحُسَامِ

ترجمہ:۔اور لیکن میری سواری کا نوعمر گھوڑا اجولانی کرتا ہے غارت گری کی جانب اس حال میں کہ میرے پاس کاٹنے والی تیز تلوار ہوتی ہے۔

تحقیق:۔المهر: بمعنی ولد الفرس۔جمع امھار ومھار ہے۔العضب: بمعنی القاطع. الحسام: بمعنی تلوار باب ضرب ہے۔

ترکیب:۔''بالعضب الحسام'' کا متعلق ''انا متلبس'' محذوف سے ہے، یہ ضمیر متکلم (تحتی) سے حال واقع ہو رہا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ زَيَّابَةَ التَّيْمِيُّ

شاعر کا نام سلمہ بن ذہیل التیمی ہے، ابن زیابہ مشہور ہے، زیابہ ماں کا نام ہے، شاعر جاہلی ہے۔

اس کے نام کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، عمرو بن لأی، سلمہ بن ذہل اور عمرو بن الحارث وغیرہ نام اس کے بتائے گئے ہیں۔زیابہ اس کی ماں کا نام ہے، ایک مرتبہ عمرو نامی شخص نے اپنے ماموں ابن زیابہ کو دھمکایا، جس کا جواب ابن زیابہ نے درج ذیل اشعار سے دیا۔

نُبِّئْتُ عَمْراً غَارِزاً رَأْسَهُ فِيْ سِنَةٍ يُوْعِدُ أَخْوَالَهُ

ترجمہ:۔مجھے عمرو کے بارے میں خبر دی گئی ہے، کہ وہ اونگھ میں سر رکھے ہوئے (یعنی غفلت و بے خبری میں) اپنے ماموؤں کو دھمکی دیتا ہے۔

تحقیق:۔''غارِزاً'' باب ضرب سے بمعنی سوئی چبھونا اور پاؤں میں داخل کرنا، یہاں ''غارزاً راسه'' سے معنیٰ مجازی حالت غفلت مراد ہے، سنة: اونگھ۔

ترکیب:۔''عمراً'' اور ''غارزاً'' یہ دونوں ''نبئت'' فعل کیلئے مفعول بہ ہے، یا عمرا (بفتح عین) مفعول ثانی ہے ''نبئت'' فعل مجہول کا ''عمراً'' میں واؤ نہیں لکھا گیا ہے حالانکہ عمروا میں واؤ ہوتا ہے۔اور ''راسه'' یہ ''غارزا'' کا مفعول ہے۔''غارزاً'' کو حال بنانے کی صورت میں ''یوعد اخواله'' مفعول ثالث ہوگا۔

وَتِلْكَ مِنْهُ غَيْرُ مَأْمُوْنَةٍ أَنْ يَفْعَلَ الشَّيْءَ إِذَا قَالَهُ

ترجمہ:۔اور یہ دھمکی اس کی طرف سے غیر مامون (خطرہ) ہے کیونکہ وہ جو کہتا ہے کر گزرتا ہے۔(یہ بطور طنز و استہزا کے ہے)

تحقیق:۔''تلک'' سے ''یُوعد اخواله'' کی طرف اشارہ ہے ''مامونة'' اسم مفعول کا صیغہ ہے باب سمع سے بمعنی محفوظ، یہاں خطرہ مراد ہے۔

ترکیب:۔"منه" کاتعلق "غیر مأمونة" سے ہےاور یہ ترکیب میں خبر ہے جبکہ "تلک" مبتدا ہے۔"أن یفعل الشیء" میں لام مقدر ہے۔اصل میں "لان یفعل" ہےاور یہ "مامونة" سے متعلق ہے۔"اذا قاله" شرط ہےاور جزاً "یفعلهٔ" مقدر ہے۔

اَلـرُّمْـحُ لَااَمْلَأُ کَـفِّـیْ بِـہٖ وَالـلِّبْـدُلَااَتْبَـعُ تَـزْوَالَـہٗ

ترجمہ:۔میں نیزہ سے اپنی ہتھیلی نہیں بھرتا اور نہ میں نمدہ کے گرنے کا اتباع کرتا ہوں۔(یعنی ناتجربہ کارلوگوں کی طرح نیزہ ہتھیلی بھر کر نہیں پکڑتا،نہ میں نمدہ گرنے سے گرتا ہوں،جیسے ناتجربہ کارلوگ گرجاتے ہیں)

تحقیق:۔الـرمـح:(بـضـم الـرّاء)بمعنی نیزہ اس کی جمع رماح ہے۔"لااملأ"،صیغہ واحد متکلم ہے مادہ "م ل ء" ہے از باب فتح بمعنی بھرنا۔کف:جمع اکف بمعنی ہتھیلی۔لبــد:بمعنی عمدہ گھوڑا وغیرہ کا وہ بال کا گچھا جوگردن کے اوپر ہوتا ہے۔تــزوالـــہ:بمعنی زوال،سقوط۔زول مادہ باب نصر وسمع سے مصدر ہے۔

ترکیب:۔"الرُّمح" مبتدأ "لاأملأ الخ" خبر ہے،اسی طرح "اللبدُ" مبتدأ اور "لااتبع الخ" خبر ہے۔

وَالـدِّرْعُ لَااَبْغِـیْ بِھَاثَرْوَةً کُـلُّ امْـرِئٍ مُسْتَوْدِعٌ مَـالَـہٗ

ترجمہ:۔اور میں جنگی درع کے بدلے میں مال تلاش نہیں کرتا(کہ جنگی درع فروخت کر کے دوسرے مال حاصل کروں)کیونکہ ہر آدمی اپنا اپنا مال محفوظ رکھتا ہے(جنگی درع بھی میرا قیمتی مال ہے،لہذا میں اسی کی حفاظت کرتا ہوں)

تحقیق:۔الـدرع:وہ لوہے کا کپڑا جو بوقت جنگ پہنتے ہیں۔ثـروۃ:بمعنی مال ودولت۔مستودع:اسم فاعل بمعنی رکھنا،ودیعت رکھنا۔"لااَبْغی" مضارع واحد متکلم ہے،بغی مادہ باب ضرب سے بمعنی چاہنا۔

ترکیب:۔"الدرع"مبتدأ ہے،چونکہ یہ مؤنث سماعی ہے اس لئے اس کی طرف مؤنث کی ضمیر(بھا)لوٹ رہی ہے۔"لاابغی الخ" جملہ کے بعد خبر ہے"ثروةً"،مفعول ہے"مالهٔ" "مستودع"کا مفعول ہے،پھر خبر ہے جب کہ "کل امرأ" مبتدأ ہے۔

اِنَّکَ یَاعَـمْرُووَتَرْکَ النَّدٰی کَـالْـعَبْـدِاِذْ قَیَّدَاَجْـمَـالَـہٗ

ترجمہ:۔اے عمرو!ترک سخاوت کے ساتھ تو اس غلام کی طرح ہے جس نے اپنے اونٹوں کو قید کردیا ہو۔(یعنی جس طرح کوئی آدمی اپنے ونٹوں کو باندھ کر اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھائے،اسی طرح اگر تو بھی دولت سے سخاوت نہ کرے گا تو کوئی فائدہ نہیں)

تحقیق:۔الندی:باب سمع سے تر ہونا،یعنی سخاوت۔اجـمـال:یہ جمع ہے جمل کی بمعنی اونٹ۔وتـرک الندیٰ،میں واؤ بمعنی مع کے ہے۔یہاں "العبد" امة(باندی)کے مقابلہ میں ہے نہ کہ حر(آزاد)کے مقابلے میں۔

ترکیب:۔"انک" کے کاف مبدل منہ ہے،"یـاعـمرو الخ" بدل ہے پھر "اِنَّ" کا اسم ہے۔"کـالـعبد الخ" خبر "انّ" ہے "اجماله" مفعول ہے۔

آلَیْـتُ لَااَدْفِـنُ قَتْلَاکُـمْ فَـدَخِّـنُوْاالْـمَرْءَ وَسِـرْبَالَـہٗ

ترجمہ:۔میں نے قسم کھالیا ہے کہ نہیں دفن کرونگا میں تمہارے مقتولوں کو،(یعنی دفن کرنے نہیں دوں گا)پس تم دھونی دو جسم اور لباس کو (یعنی تم اپنے مردوں کے جسم کو دھونی دو کیونکہ نیزے لگنے کی وجہ سے اس کے جسمانی حصے سے نجاست نکلی ہے تو اس کو دھونی دو تا کہ فضا

خراب نہ ہو اور تمہارا عیب و شکست چھپ جائے۔)

تحقیق:۔ الیت: الی مادہ ہے یہ اصل میں ''أألَیْتُ'' تھا شروع میں ہمزہ استفہام تھا جس کو حذف کر دیا گیا ہے، ہمزہ استفہام نفی کے لئے ہے، باب افعال ہے۔ بمعنی قسم کھانا، شریعت کی اصطلاح میں ایلاً کہتے ہیں کہ شوہر بیوی سے یہ کہے کہ میں تم سے چار مہینے تک وطی وغیرہ نہیں کرونگا۔ ادفن: صیغہ متکلم از ضرب و فتح بمعنی دفن کرنا۔ قتلا: یہ جمع ہے قتیل کی بمعنی مقتول۔ دخنوا: دخن مادہ ہے، باب تفعیل سے بمعنی دھونی دینا۔ سربال: اس کی جمع سرابیل ہے، بمعنی اتنا بڑا کپڑا جو سر سے ٹخنوں تک ہو۔ اور یہ جمع منتہی الجموع ہے، لیکن اس میں اختلاف ہے۔

ترکیب:۔ ''قتلاکم'' مفعول ہے، ''لاادفن الخ'' جواب قسم ہے ''المرأ الخ'' مفعول ہے۔

وَقَالَ الْحَارِثُ بْنُ هُمَامٍ

سلسلہ نسب یوں ہے، الحارث بن ھُمام بن مرۃ بن ذھل بن شیبان بن ثعلبہ بن عکاشہ البکری، جاہلی شاعر ہے اور یہ جنگ التحالق میں قوم کا سردار تھا۔ اس نے شاعر ابن زیابہ کی عدم موجودگی میں اس کے اونٹوں پر رات کو ڈاکہ ڈالا اور لوٹ مار کر کے بطور شجاعت اس نے یہ اشعار کہا:

أَيَـا ابْـنَ زَيَّـابَةَ إِنْ تَـلْـقَـنِـيْ لَاتَـلْـقَـنِـيْ فِـي النَّعَمِ الْعَـازِبِ

ترجمہ:۔ اے ابن زیابہ! اگر تو مجھ سے ملے گا تو ملاقات نہ ہوگی ان اونٹوں میں جو غائب اور دور ہیں مالک سے (کیونکہ وہ اونٹ الگ محفوظ کر لئے ہیں)

تحقیق:۔ أیا: حرف ندا بعید کیلئے آتا ہے۔ نعم: کی جمع انعام ہے، بمعنی چوپائے، لیکن یہاں مراد اس سے اونٹ ہے۔ اور بعضوں نے کہا کہ نعم اسم جمع ہے۔ العازب: از باب نصر و ضرب بمعنی دور ہونا، غائب ہونا۔

ترکیب:۔ ''تَلْقَنِيْ'' اصل میں ''تَلْقَيْنِيْ'' تھا، یا متحرک ماقبل مفتوح اس لئے یا کو الف سے بدل دیا گیا، پھر ''ان'' کی وجہ سے یا گر گئی، یہ شرط ہے اور ''لاتلقنی الخ'' جزا ہے۔

وَتَـلْـقَـنِـيْ يَشْتَـدُّ بِـيْ أَجْـرَدٌ مُسْتَـقْـدِمُ الْبِـرْكَـةِ كَـالـرَّاكِـبِ

ترجمہ:۔ اور تمہاری ملاقات میرے ساتھ اس حال میں ہوگی کہ کم بالوں والا ابھرے ہوئے سینے والا گھوڑا مجھے لے جا رہا ہوگا، جو اپنے سوار کی مانند ہے۔

تحقیق:۔ یشتد: جب اس کا صلہ باء ہو، تو معنی دوڑنا و دوڑانا، مجرد نصر سے باندھنے کیلئے آتا ہے۔ اجرد: کی جمع ''جُرْدٌ'' اور ''اَجارِدُ'' ہے بمعنی کم بال والا عمدہ گھوڑا۔ مستقدم: باب استفعال سے بمعنی سینہ نکلا ہوا ہونا۔ البرکة: بمعنی سینہ۔ الراکب: بمعنی سواری۔ الف لام عوض مضاف الیہ کے لئے ہے، اصل عبارت یوں ہے ''کراکبہ''

ترکیب:۔ ''یشتدُ الخ'' ''تلقنی'' کی ضمیر متکلم سے حال ہے، ''اجردٌ'' موصوف اور ''مستقدم البرکة'' صفت ہے، موصوف صفت مل کر فاعل ہے، ''مستقدم البرکة'' اضافت لفظی ہے اس لئے نکرہ کی صفت بن سکتی ہے۔

فَأَجَابَهُ ابْنُ زَيَّابَةَ عَلٰى وَزْنِهَا

پس منظر:۔ حارث بن ہمام جاہلی شاعر نے جب ابن زیابہ کی غیر موجودگی میں اس کے اونٹوں کو لے کر بطور شجاعت و بہادری اشعار کہے تو شاعر ابن زیابہ نے بھی اس کو ترکی بہ ترکی جواب دیا اور یہ اشعار کہے:

يَـا لَهْفَ زَيَّـابَةَ لِلْـحَـارِثِ　　الصَّـابِـحِ فَـالْـغَـانِمِ فَالْآئِـبِ

ترجمہ:۔ اے افسوس زیابہ کا حارث کیلئے جو صبح کو آنے والا اور لوٹ مچا کر واپس چلا جانے والا ہے۔

تحقیق:۔ لهف: اسم فعل بمعنی افسوس۔ الصـابـح: یہ صفت ہے حارث کی، بمعنی صبح کو آنے والا، اسی طرح بقیہ دونوں بھی صفت ہیں اور "فـالـغـانـم الخ" میں فاء للترتیب بین الصفات الثلثہ ہے۔ "الـغـانـم" باب سمع سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی غنیمت حاصل کرنا، "الآئب" اوب مادہ باب نصر سے بمعنی لوٹنا، اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ اس میں قائل والی تعلیل جاری ہوئی ہے۔

وَاللّٰـهِ لَـوْ لَاقَيْـتُـهُ خَـالِـيـاً　　لَآبَ سَيْـفَـانَـا مَعَ الْغَـالِـبِ

ترجمہ:۔ خدا کی قسم! اگر میں اس کے ساتھ خلوت و تنہائی کی حالت میں ملتا، تو لوٹتی ہماری تلواریں غالب آدمی کے ساتھ۔ (یعنی میں اس میں غالب رہتا اور اس کی تلوار چھین لیتا)

تحقیق:۔ خـالـيـا: بمعنی منفردا، اکیلا، مادہ خلو ہے، از باب نصر بمعنی گزرنا۔ سیـفـانـا: اصل میں 'سیفا ننا' تھا، تثنیہ ہے اضافت کی وجہ سے ایک نون گر گیا۔ الـغـالـب: بمعنی جیتنے والا۔ "لَآب" میں لام تاکید ہے اور "اب" ماضی واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے، اصل میں اوب تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح اس لئے واؤ الف سے بدل گیا ہے۔

ترکیب:۔ "خـالـيـا" یہ "لاقيته" کی ضمیر فاعل یا ضمیر مفعول سے حال ہے، "لو" شرطیہ ہے، "لاقيتـه الخ" شرط ہے، "لَاب الخ" جزا ہے، شرط و جزا مل کر جواب قسم ہے۔

أَنَـا ابْـنُ زَيَّـابَةَ إِنْ تَـدْعُـنِـيْ　　آتِكَ وَالـظَّـنُّ عَـلَـى الْكَاذِبِ

ترجمہ:۔ میں زیابہ کا بیٹا ہوں (جو کہ شجاعت میں مشہور ہے) اگر تو مقابلہ کیلئے مجھے دعوت دے گا، تو میں تیرے پاس آؤں گا اس حال میں تیرا گمان جھوٹا ہوگا۔ (یعنی تجھے شکست ہوگی)

تحقیق:۔ اتک: صیغہ واحد متکلم ہے 'اتی' مادہ ہے، باب ضرب سے، آخر میں جواب ان کی وجہ سے 'ی' گر گئی۔ الظن: بمعنی تردد، 'الکاذب' باب ضرب سے بمعنی جھوٹ بولنا، اصل میں 'الکاذب فی الفعل' ہے۔ 'تدعُنی' اصل میں 'تدعُوُنی' تھا، ان شرطیہ کی وجہ سے واؤ گر گئی ہے۔

ترکیب:۔ "تدعُنی الخ" شرط ہے "اتک الخ" جزا ہے، "والظن الخ" "اتک" کے مفعول سے حال ہے۔ "علی الکاذب" سے قبل "لازم" شبہ فعل محذوف ہے۔

وَقَالَ الْاَشْتَرُ النَّخعِيُّ

سلسلۂ نسب یوں ہے، مالک بن الحارث بن عبد یغوث۔ قبیلہ بنی نخع سے تعلق ہے۔ الاشتر لقب ہے کیونکہ اس کی ایک آنکھ کے پلک میں

عیب تھا اس لئے یہ لقب پڑ گیا ہے، یہ شاعر حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے ہے۔ یعنی اسلامی شاعر ہے۔

ایک مرتبہ اس کے اور حضرت معاویہؓ کے درمیان کسی وجہ سے جھگڑا ہو گیا تو اشتر نخعی نے یہ قسم کھائی کہ میں اس وقت تک نہ اپنا مال خرچ کروں گا اور نہ مہمان نوازی کروں گا نہ اعلیٰ مقام پر بیٹھوں گا، جب تک حضرت معاویہ پر ڈاکہ نہ ڈالوں۔ اسی سلسلے میں اس نے یہ اشعار کہے:

بَقَّيْتُ وَفْرِیْ وَانْحَرَفْتُ عَنِ الْعُلٰی ۔۔۔ وَلَقِیْتُ أَضْیَافِیْ بِوَجْهٍ عَبُوْسٍ

ترجمہ:۔ میں اپنا کثیر مال جمع کروں گا (بخیل بنجاؤں گا اور خرچ نہیں کروں گا) اور انحراف کرونگا اعلیٰ مرتبہ سے اور ملاقات کرونگا اپنے مہمانوں سے ترش رو ہوکر۔

تحقیق:۔ وفری: مادہ "وفر" ہے بمعنی مال، کثرت. انحرفت: حرف مادہ باب انفعال سے ماضی واحد متکلم کا صیغہ ہے۔ بمعنی منہ موڑ لینا، پسپائی اختیار کر لینا۔ اضیاف: یہ جمع ہے "ضیف" کی، بمعنی مہمان. عبوس :ترش رو۔

ترکیب:۔ "بقَّیتُ الخ" جواب شرط ہے اور شرط اگلا مصرع ہے۔ "اضیافی" مفعول ہے اور "عبوسٍ" "وجهٍ" کی صفت ہے۔

إِنْ لَمْ أَشُنَّ عَلَی ابْنِ حَرْبٍ غَارَةً ۔۔۔ لَمْ تَخْلُ یَوْمًا مِنْ نِهَابِ نُفُوْسٍ

ترجمہ:۔ اگر میں ایسا حملہ و غارتگری نہ کروں ابن حرب (معاویہ بن حرب) پر جو کسی بھی دن جانوں کی لوٹ سے خالی نہ ہو۔

تحقیق:۔ لم اشن: صیغہ مضارع واحد متکلم از نصر بمعنی پانی بہانا اور یہاں اس سے حملہ مراد ہے۔ "لم تَخْلُ" اصل میں "لم تَخْلُوْ" تھا، لم کی وجہ سے واؤ گر گئی ہے۔ نہاب: باب فتح سے بمعنی لوٹ مار کرنا۔ نہاب بروزن قتال باب مفاعلہ کا مصدر ہے۔

ترکیب:۔ "ان لم اشن الخ" شرط ہے جس کی جزا ما قبل میں آچکی ہے، "غارةً" موصوف اور "لم تخل الخ" صفت ہے پھر "اشن" کا مفعول ہے۔

خَیْلًا کَأَمْثَالِ السَّعَالِیْ شُزَّبًا ۔۔۔ تَعْدُوْ بِبِیْضٍ فِی الْکَرِیْهَةِ شُوْسٍ

ترجمہ:۔ (اور غارت گری) ایسے گھوڑوں کے ذریعہ ہو جو چڑیل (بھوت) کی طرح ہیں (تیز رفتاری میں) دبلے پتلے ہیں، دوڑاتے ہیں جنگ میں ترچھی نظر سے دیکھنے والے شرفاء و متکبرین کو۔ (ایسے گھوڑوں سے بھی حملہ کرنے والا ہوں)

تحقیق:۔ خیلا: بمعنی گھوڑا، جمع خیول ہے۔ سعال: یہ جمع ہے سعلاة کی بمعنی چڑیل، بھوتنی۔ شزب: وہ گھوڑا جس کو مصنوعی طریقہ سے چست ہونے کیلئے دبلا کیا گیا ہو، تعدو: مادہ عدو ہے نصر سے بمعنی دوڑنا۔ بیض: بمعنی چمکدار تلوار، یہاں اس سے شریف آدمی مراد ہے، کیونکہ وہ بھی سفید ہوتے ہیں. کریهة: بمعنی ناپسند یہاں مراد جنگ ہے۔ شوس: یہ جمع ہے اشوس کی بمعنی متکبر آدمی۔

ترکیب:۔ "خیلاً"، یہ پہلے شعر کے لفظ "غارة" سے بدل ہے یا اس پر عطف ہے، "کامثال" میں کاف زائدہ ہے، "خیلاً" کی صفت اول ہے، وجہ تشبیہ تیز رفتاری ہے۔ "شزبا" یہ "خیلا" کی صفت ثانیہ ہے۔ تَعْدُو بصفت ثالثہ ہے، "ببیض" میں باء تعدیہ کیلئے ہے۔ "شوس" "ببیض" کی صفت ہے۔

حَمِیَ الْحَدِیْدُ عَلَیْهِمْ فَکَأَنَّهٗ ۔۔۔ وَمَضَانُ بَرْقٍ أَوْ شُعَاعُ شُمُوْسٍ

ترجمہ:۔لوہا گرم ہوان پر تو گویا وہ بجلی کی چمک ہے، یا سورج کی کرن ہے۔(یعنی ان شہسواروں پر ایسی زرہیں ہوں جو سورج کی شعائیں پڑنے سے یا دشمنوں کے خلاف غصہ کرنے سے ایسی چمکتی ہوں گویا وہ آفتاب کی کرنیں ہیں)

تحقیق:۔شمـوس: یہ جمع ہے شمس کی معنی سورج، آفتاب۔حمی باب سمع سے بمعنی گرم ہونا ''ومضان'' بروزن سرطان بمعنی چمک، برق بمعنی بجلی۔

ترکیب:۔''حمی الحدیدالخ'' ''ببیض'' کی صفت ہے۔''فکانه'' میں ضمیر کا مرجع ''حمیة'' کی طرف ہے، جو ''حمی'' کے اندر ہے۔جس طرح آیت ''اعدلوا هو اقرب'' میں ''هو'' ضمیر کا مرجع عدل کی طرف ہے جو ''اعدلوا'' میں پوشیدہ ہے۔ ''ومضان الخ'' کانّ کی خبر ہے۔

وَقَالَ مَعْدَانُ بْنُ جَوَّاسٍ الْكِنْدِيُّ

صحیح قول کے مطابق حماسہ میں درج شدہ اشعار حُجَيَّة بن مُضَرَّب السكونی کے ہیں، جو جاہلی شاعر ہے اور حوط کا باپ ہے جبکہ منذر اس کا بھائی ہے۔

مشہور ہے کہ ایک مرتبہ نعمان بن منذر اور بنی تمیم کے درمیان جھگڑا ہو گیا، جس کی وجہ سے نعمان بن منذر نے بنو تمیم پر حملہ کر دیا اور غارت گری کی، لیکن کامیاب نہ ہو سکا، نعمان کو کسی نے بتایا کہ تمہارے خلاف حجیہ نے بھی بنو تمیم کی مدد کی ہے۔تو نعمان اس سے اور بھی غضبناک ہو گیا تو شاعر حجیہ نے نعمان سے اپنی صفائی و برأت میں یہ اشعار کہے:

إِنْ كَـانَ مَـابُـلِّـغْـتَ عَـنِّـيْ فَلَامَـنِـيْ   صَـدِيْـقِـيْ وَشَـلَّـتْ مِنْ يَـدِيَّ الْاَنَـامِـلُ

ترجمہ:۔اگر وہ بات (سچی ہو) جو آپ کو میرے بارے میں پہنچائی گئی ہے، تو میرا دوست مجھے ملامت کرے، اور میرے ہاتھ کی انگلیاں شل ہو جائیں۔(کیونکہ میں نے بنو تمیم کی مدد نہیں کی)۔

تحقیق:۔کان تامہ: بمعنی وجد اور کان ناقصہ ہونے کی صورت میں اس کی خبر محذوف ہے۔''اِنْ کـان هو حقًّا'' فلامنی، لوم مادہ ہے باب نصر سے بمعنی ملامت کرنا۔شلت: باب نصر بمعنی بے کار ہونا، فالج زدہ ہونا۔''انامل'' اُنْمُلَة کی جمع ہے بمعنی انگلیوں کے پورے۔

ترکیب:۔''مابلغت'' اسم ''کان'' ہے۔اور اس کی خبر محذوف ''صادقا'' ہے۔''کان الخ'' شرط ہے۔''فلامنی الخ'' جزاء ہے، ''صدیقی'' فاعل ہے، ''الانامل'' بھی فاعل ہے۔

وَكَـفَّـنْـتُ وَحْـدِيْ مُـنْـذِرًا فِـيْ رِدَائِـهٖ   وَصَـادَفَ حَـوْطًـا مِـنْ اَعَـادِيَّ قَـاتِـلُ

ترجمہ:۔(اگر ایسا ہے) تو میں تنہا اپنے بھائی منذر کو اس کی چادر میں دفن کروں، اور میرے بیٹے ''حوط'' کو میرے دشمنوں میں سے کوئی قاتل اچانک آلے، یعنی قتل کر دے۔(اگر وہ خبر سچی ہو تو میں بے بسی و بے کسی میں اپنے بھائی منذر کو دفن کروں اور میرا بیٹا بھی ہلاک ہو جائے)

تحقیق:۔صادف: یستعمل من باب مفاعلة معناه ای لقی. یعنی ملنا، پیش آنا۔

ترکیب:۔"کـفـنـت"کا عطف پہلے شعر میں "لامنی" پر ہورہا ہے، جو شرط کی جزا ہے۔"کـفـنـتُ"کی ضمیر متکلم مبدل منہ اور "وحدی"بدل ہے یا مؤکد تاکید ہے۔"حَوطًا"مفعول ہے اور"قاتلُ"صادف کا فاعل ہے۔

وَقَالَ عَامِرُبْنُ الطُّفَيْلِ

سلسلۂ نسب یہ ہے، عامر بن الطفیل بن مالک العامری، یہ اسلامی شاعر ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جانی دشمن تھا، ایک مرتبہ یہ، اربد بن قیس اور جبار بن سلمٰی تینوں حضور کو قتل کرنے کی نیت سے روانہ ہوئے کہ راستہ میں بجلی گرنے سے اربد مر گیا اور جبار وابن طفیل مسلمان ہوگئے۔ بعض نے کہا کہ حماسہ میں درج شدہ اشعار عبد عمرو بن شریح کے ہیں۔

دوسرے قول کے مطابق انہوں نے قتل کا ارادہ کیا ہی تھا کہ اچانک ایک آواز کے ذریعہ اربد بن قیس مر گیا اور جبار بن سلمٰی مسلمان ہوگیا۔ آنے والے اشعار شاعر عامر نے اسلئے کہے کہ یہ اور بنی صداء مدحج اور بنی خثعم کے درمیان ایک دفعہ سخت جنگ ہوئی تھی، جس میں شاعر نے خوب بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے حارث بن کعب کی آنکھیں بھی نکال دی تھیں اس کے باوجود اس کی بیوی نے اس کو عدم بہادری کا طعنہ دیا جس کی وجہ سے شاعر نے یہ اشعار کہے:

طُلِّقْتِ إِنْ لَمْ تَسْأَلِي اَیُّ فَارِسٍ حَلِيْلُكِ إِذْلَاقَى صُدَاءَ وَخَثْعَمَا

تجھے طلاق ہے (اے بیوی!) اگر تو سوال نہ کرے (لوگوں سے) کہ تیرا شوہر کیسا شہسوار ہے، جب اس نے ملاقات کی (مڈبھیڑ ہوئی) قبیلہ صدا (یہ حارث و بن صعب بن سعد کا لقب ہے) اور خثعم سے۔

تحقیق:۔ طـلـقـت: صیغہ ماضی مجہول، مگر یہاں معنی میں انشاء کے ہے۔ ایّ: یہاں پر بمعنی رُبّ کے نہیں ہے بلکہ بمعنی کیف کے ہے۔ فارس: جمع فوارس، بمعنی شہسوار۔ حلیل: بمعنی زوج۔ لاقی: معنی ملاقات کرنا، یہاں جنگ مراد ہے۔

ترکیب:۔"طلقتِ" جز أ مقدم ہے،"اِذلاقی الخ"ظرف ہے،"حلیلک"مبتدأ مؤخر اور"ایّ فارس"خبر مقدم، پھر دونوں مل کر"لم تسالی"کا مفعول ہے، اس کے بعد شرط ہے۔

أَكُـرُّ عَـلَـيْـهِـمْ دَعْـلَـجًـا وَلَـبَـانَـهٗ إِذَامَا اشْتَكٰی وَقْعَ الرِّمَاحِ تَحَمْحَمَا

میں نے ان پر دعلج گھوڑے اور اسکے سینے کے ذریعہ مُڑ مُڑ کر حملہ کیا، جبکہ وہ گھوڑا بھی نیزوں کے زخم کی وجہ سے شکایت کرتے ہوئے ہنہنا رہا تھا۔

تحقیق:۔ اکـر: صیغہ مضارع واحد متکلم، کـرّ از نصر بمعنی مُڑ کر حملہ کرنا۔ دعـلـج: بروزن جعفر، ایک گھوڑے کا نام ہے۔ لبان: سینہ، یہ دونوں منصوب بنزع الخافض ہے۔ کـان فـی الاصـل، ای بـدعـلـج ولـبـانـه. ما اشتکی، میں"ما"زائدہ ہے۔ وقع الرماح: بھی منصوب بنزع الخافض ہے، اصل میں"بایقاع الرمح" ہے۔ تحمحما: بروزن تزلزل بمعنی ہلکی ہلکی بغیر آواز کے چیخ نکالنا۔

ترکیب:۔"لبـانـه" کا عطف"دعـلـج" پر ہے، یہ عطف البعض علی الکل کے قبیل سے ہے۔ اور"اذاما" میں"ما" زائدہ ہے۔ "اشتکی وقع الرماح" شرط ہے جبکہ"تحمحما"جزأ ہے، آخر میں الف اشباعی ہے۔

وَقَالَ زُفَرُبْنُ الْحَارِثِ الْكِلَابِيُّ

تعارف وپس منظر:۔ یہ جلیل القدر تابعی ہے، قبیلۂ بنوکلاب اور قبیلۂ قیس کی جنگ کے وقت یہ میدان جنگ سے فرار ہو گئے تھے۔ اس جنگ کو اصطلاح میں ''موج راھد ا'' کہا جاتا ہے جو ملک شام میں ہوئی تھی، ایک طرف سے بنوقیس تھے اور دوسری طرف بنوکلب، بنو تغلب، یمن کے قبائل اور مروان بن الحکم تھے، اسی جنگ میں ضحاک بن قیس الفہری مارا گیا تھا، اس کے بعد شاعر زفر بن الحارث جنگ سے فرار ہو گئے تھے۔ اسی جنگ کے بارے میں شاعر کہتے ہیں۔ دوسری روایت یہ ہے کہ ایک مرتبہ قبیلۂ بنی زفر اور قبیلۂ بنی جذام وحمیر کے مابین لڑائی ہوئی جس میں شاعر نے خوب بہادری کا مظاہرہ کیا تھا، جو یہاں بیان کر رہا ہے:

وَكُنَّا حَسِبْنَا كُلَّ بَيْضَاءَ شَحْمَةً　　　لَيَالِيَ لَاقَيْنَا جُذَامَ وَحِمْيَرَا

ترجمہ:۔ اور ہم نے ہر سفید چیز کو چربی (نرم یا کمزور) گمان کیا تھا، ان راتوں میں جن میں ہمارا مقابلہ قبیلہ جذام اور حمیر سے ہوا۔

تحقیق:۔ بیضاء: یہ مؤنث ہے ابیض کی جیسے حمراء مؤنث ہے احمر کی۔ شحمۃ: بمعنی چربی۔ ''لاقینا'' بروزن قاتلنا باب مفاعلہ سے لقی مادہ جنگ کرنا۔

ترکیب:۔ ''کـل بیـضـا'' مفعول ہے اور الف ممدودہ چونکہ ایک سبب دو سبب کے قائم مقام ہے اس لئے غیر منصرف مفتوح ہے، ''شحمۃ'' مفعول ثانی ہے، ''حسبنا'' فعل اپنے دونوں مفعولوں سے مل کر ''کنا'' کی خبر ہے ''لیالی الخ'' ظرف ہے۔

فَلَمَّا قَرَعْنَا النَّبْعَ بِالنَّبْعِ بَعْضَهُ　　　بِبَعْضٍ أَبَتْ عِيدَانُهُ أَنْ تَكَسَّرَا

ترجمہ:۔ پس جب ہم نے (دشمن کی) کمانوں کو کمانوں سے کھٹکھٹایا تو ان کی لکڑیوں نے ٹوٹنے سے انکار کر دیا۔ (یعنی جب ہم نیزوں سے جنگ کرنے لگے تو ان کے نیزے نہیں ٹوٹے، کیونکہ وہ مضبوط نکلے، یا ہم نے اولاً تیروں سے مقابلہ کیا اس کے بعد کمانوں کو لاٹھیاں بنا کر مقابلہ کیا لیکن وہ نہیں ٹوٹے اور گھمسان کی جنگ ہوئی)

تحقیق:۔ قرعنا: مادہ قرع ہے، از باب فتح کھٹکھٹانا، ٹکرانا۔ النبع: ایک درخت کا نام ہے جس سے نیزے بنائے جاتے ہیں۔ مگر یہاں نیزے مراد ہے۔ ابت: ابی مادہ باب فتح سے بمعنی انکار کرنا۔ عیدان: یہ جمع ہے عود کی بمعنی لکڑی۔ تـکـسـرا: بروزن تفعل ماضی واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے یہ کسر سے ماخوذ ہے بمعنی ٹوٹنا۔ آخر میں الف اشباعی ہے۔

ترکیب:۔ ''النبع الخ'' مفعول اول ہے، بعضہ الخ'' مفعول ثانی ہے، ''قرعنا'' فعل اپنے دونوں مفعولوں سے مل کر شرط ہے، ''ابتُ الخ'' جزا ہے۔

وَلَمَّا لَقِيْنَا عُصْبَةً تَغْلِبِيَّةً　　　يَقُوْدُوْنَ جُرْدًا لِلْمَنِيَّةِ ضُمَّرَا

ترجمہ:۔ اور جب ہماری مڈبھیڑ اس تغلبی جماعت سے ہوئی جو کم بال والے دبلے گھوڑوں کو موت کی طرف ہنکا رہی تھی۔ (جواب لما آگے ہے)

تحقیق:۔ عـصـبۃ: بمعنی جماعت۔ تغلبیۃ: یہ منسوب ہے قبیلہ بنو تغلیب بن وائل کی طرف۔ جردا: یہ جمع ہے اجرد کی بمعنی کم بال والا گھوڑا۔ جو کہ عموماً مضبوط ہوتا ہے۔ ''یقودون'' قود مادہ باب نصر سے بمعنی ہانکنا، منیۃ: اس کی جمع منایا ہے بمعنی موت۔ ضـمـرا۔ یہ جمع ہے ضامر کی بمعنی دبلا گھوڑا جس کو مصنوعی طریقہ سے دبلا کیا گیا ہو۔

ترکیب:۔ "لقینا الخ" شرط ہے، "تغلبیة" صفت اول اور "یقودون الخ" صفت ثانی ہے "عصبةً" کی، "جردًا" موصوف اور "ضُمَّرا" صفت ہے پھر "یقودون" کا مفعول ہے۔

سَقَیۡنَاهُمۡ كَأۡسًا سَقَوۡنَا بِمِثۡلِهَا وَلٰكِنَّهُمۡ كَانُوۡا عَلَى الۡمَوۡتِ اَصۡبَرَا

ترجمہ:۔ تو ہم نے اُن کو ایسا ہی موت کا پیالہ پلایا، جیسا کہ انہوں نے بھی ہم لوگوں کو پلایا، (یعنی انہوں نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا) لیکن وہ موت پر ہم سے زیادہ صبر و استقامت والے نکلے۔ (اسلئے ہم بھاگ گئے)

تحقیق:۔ "سقینا" بمعنی مادہ باب ضرب سے بمعنی پلانا، "کاس" بمعنی گلاس جمع اکوس ہے، "اصبرا" کے آخر میں الف اشباعی ہے، اسم تفضیل ہے بمعنی زیادہ صبر کرنے والا۔

ترکیب:۔ "کاسًا" موصوف ہے، "سقونا الخ" صفت ہے، موصوف وصفت مل کر "سقینا" کا مفعول ثانی ہے، "بمثلها" میں با زائدہ ہے اور یہ "سقونا" کا مفعول ثانی ہے، "علی الموت" کا تعلق "اصبَرا" سے ہے اور یہ "کانوا" کی خبر ہے "کانو الخ" "لکنهم" کی خبر ہے۔ پھر پورا جملہ ماقبل کے شعر میں موجود "لَمّا" کا جواب ہے۔

وَقَالَ عَمۡرُوبۡنُ مَعۡدِیۡكَرِبَ الزُّبَیۡدِیُّ

یہ مخضرمی شاعر ہیں، صحابی ہیں اور سلسلہ نسب یوں ہے، عمرو بن معدیکرب بن عبداللہ بن عمرو بن زبید۔ عمرو بن معدیکرب الزبیدی کا سلسلۂ نسب قحطان تک پہنچتا ہے، ابوثور کنیت ہے، فارس الیمن، خطیب العرب اور بطل القادسیہ القابات ہیں، سن ولادت ۵۳۵ء ہے، تاریخ وفات ۲۱ھ/۶۴۳ء ہے، ۹ھ/۶۳۰ء کو غزوۂ تبوک سے واپسی پر یہ مسلمان ہوئے لیکن بعد میں مرتد ہوگئے تھے، پھر اسلام قبول کیا اور جنگ قادسیہ میں شرکت کی اور حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں وفات پائی، ایک دفعہ نعمان بن منذر نے انہیں مدائن انوشروان کے پاس بھیجا تاکہ اسے اپنا کلام اور اشعار سنائیں اور عربوں کی فصاحت و بلاغت منظر عام پر آئے۔ شاعر نے جب انوشروان کے سامنے اپنا فصیح و بلیغ خطبہ پیش کیا تو وہ دنگ رہ گیا اور انعامات و اکرامات سے نوازا۔ ان کا نمونۂ کلام اور مزید تفصیل "تاریخ الادب العربی" ص:۲۱ پر ملاحظہ ہو۔

پس منظر:۔ ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ بنی جرم بن زبان قبیلہ سبأ کی شاخ بنی حارث ابن کعب کے ہاں رہائش پذیر تھے کہ ایک دفعہ "بنوجرم" نے "بنوحارث" کے ایک آدمی "معاذ بن یزید" کو قتل کر دیا پھر بنو زبید سے مل گیا، اور بنوحارث اپنے ساتھ "بنونہد" کو ملا کر قصاص لینے آئے، جنگ شروع ہوئی، چونکہ بنوجرم کے ساتھ شاعر کے قبیلہ "بنوزبید" کے درمیان قرابت کا تعلق تھا اسلئے میدان جنگ میں نہیں گئے، تو ایک طرف بنوحارث اور بنونہد اور دوسری جانب بنوجرم اور بنوزبید تھے، لیکن جنگ شروع ہوتے ہی بنوجرم بھاگ کھڑے ہوئے، کیونکہ مقابل فریق میں بنونہد سے ان کا رشتہ تھا ان سے انہوں نے جنگ مناسب نہ سمجھی، شاعر کا قبیلہ "بنوزبید" شکست کھا گیا، اور وہ بھی بھاگ کھڑا ہوا۔ شاعر مذکور تنہا میدان جنگ میں رہ گیا، اسی جنگ کے حالات بیان کر کے کہتا ہے۔

وَلَمَّا رَأَیۡتُ الۡخَیۡلَ زُوۡرًا كَأَنَّهَا جَدَاوِلُ زَرۡعٍ اُرۡسِلَتۡ فَاسۡبَطَرَّتِ

ترجمہ:۔ اور جب میں نے گھوڑوں (شہسواروں) کو لوٹتے (جنگ سے بھاگتے) ہوئے دیکھا، گویا کہ وہ (شہسواران) کھیت کی

نالیاں ہیں، جن میں پانی چھوڑا گیا ہو، پس وہ متفرق و منتشر ہو گئے ہوں۔ یعنی کھیت کی نالے کی طرح بنی جرم کے لوگ متفرق و منتشر ہو کر بھاگ رہے تھے۔

تحقیق:۔الخیل : اس کی جمع خیول ہے والمراد به اهل الخیل .زورا: یہ جمع ہے ازور کی بمعنی بھاگنا اور مائل ہونا۔ جداول: یہ جمع ہے جدول کی اس کے معنی چھوٹی نہر کے ہے. فاسبطرت: بطر مادہ باب افتعال سے بمعنی پھیل جانا، منتشر ہونا اور متفرق ہونا، اور ضمیر "الخیل" کی طرف لوٹ رہی ہے جس سے شہسواران مراد ہیں۔

ترکیب:۔ "لمّا" شرطیہ ہے، "رَایتُ الخ" شرط ہے اور جزا اگلے مصرع میں ہے، "زُورًا" "الخیل" سے حال ہے، دونوں مل کر "رایتُ" کا مفعول اول ہے، "کانّها الخ" مفعول ثانی ہے، "اُرْسِلَتْ" "جَداوِلُ زَرْعٍ" کی صفت ہے۔

فَجَاشَتْ اِلَیَّ النَّفْسُ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَرُدَّتْ عَلٰی مَکْرُوْهِهَافَاسْتَقَرَّ تِ

ترجمہ:۔پس میرے نفس نے پہلی مرتبہ جوش مارا (گھبرایا ڈر کی وجہ سے) پھر بھی اس کو (نفس) لوٹایا گیا ناپسندیدہ چیز (جنگ) کی طرف، تو وہ استقامت پذیر (جم گیا) ہو گیا۔

تحقیق:۔جاشت: اس کا مادہ جیش ہے از ضرب بمعنی جوش مارنا، ڈرنا اور جوش مادہ باب نصر سے بمعنی رات کو چلنا۔ مکروہ: کرہ مادہ باب سمع سے بمعنی ناپسندیدہ، جنگ۔ فاستقرت: یعنی استقامت پذیر۔

ترکیب:۔ "فجاشت الخ" جزا ہے، "لمّا" کی جو ماقبل کے شعر میں ہے۔ "النفسُ" فاعل ہے "جاشتْ" کے لئے، معنی میں "نفسی" کے ہے، "فردتْ" مکروهها اور "فاستقرت" کی ضمیریں "نفس" کی طرف لوٹ رہی ہیں۔ "علی" مع کے معنی میں ہے۔ "اوّلَ مرّةٍ" ظرف ہے۔

عَلامَ تَقُوْلُ الرُّمْحُ یُثْقِلُ عَاتِقِیْ اِذَااَنَالَمْ اَطْعَنْ اِذَاالْخَیْلُ کَرَّتِ

ترجمہ:۔کس طرح نفس کہہ سکتا ہے کہ "نیزوں نے میرا کاندھا بوجھل کر دیا" (یعنی میں ماہر شہسوار ہوں) جبکہ میں دشمن کے گھوڑوں کے حملے کے وقت نیزہ بازی نہ کروں۔

تحقیق:۔علام: مرکب ہے "علیٰ" اور "ما" استفامیہ سے، قاعدہ ہے کہ جب حرف استفہام کا حرف جر سے اتصال ہوتا ہے تو حرف استفہام کے الف کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے عم یتسالون. مم خلق وغیرہ. الرمح: اس کی جمع رماح ہے۔ عاتق: جمع عواتق ہے بمعنی کندھا۔ کرت: یستعمل من باب نصر بمعنی حملہ کرنا۔

ترکیب:۔ "علام" مبتدا ہے، "تقول" کی ضمیر نفس کی طرف لوٹ رہی ہے جو کہ قول ہے، "الرمحُ یثقل عاتقی" پورا جملہ مقولہ ہے، قول اور مقولہ مل کر خبر ہے، "تقول" اگر "تظن" کے معنی میں ہو تو "الرمحُ" مرفوع ہوگا مبتدا کی بناء پر۔

لَحَااللّٰهُ جَرْمًا کُلَّمَاذَرَّشَارِقٌ وُجُوْهَ کِلَابٍ هَارَشَتْ فَازْبَارَّتِ

ترجمہ:۔اللہ تعالیٰ بنو جرم پر لعنت برسائے جب جب سورج طلوع ہو، (تا کہ لوگ دیکھیں) وہ کتے کے چہروں کے مانند ہیں، جبکہ وہ ایک دوسرے پر حملہ کرنے اور لڑنے کیلئے تیار ہوں۔ (یعنی ایسی حالت میں کتوں کے چہرے نہایت ہی بدنما ہوتے ہیں)

تحقیق:۔لحا الله: یہ کلمہ بددعائیہ ہے، باب ضرب سے لحو مادہ بمعنی لعنت، ذر: بروزن ذَبَّ باب نصر سے بمعنی طلوع ہونا۔ شارق: سے مراد آفتاب ہے۔وجوہ: یہ جمع وجہ کی بمعنی چہرہ۔الکلب: اس کی جمع کلاب ہے، بمعنی کتا، یہ منصوب علی الذم ہے،اس سے پہلے اذم فعل محذوف ہے،اس جملہ میں بنی جرم کے چہرے کو کتوں کے چہرے سے تشبیہ دی ہے۔ھارشت: ھرش: مادہ باب مفاعلہ سے بمعنی حملہ آور ہونا،بھنبوڑنا۔فازبارت بروزن اِذْھَامَّتْ، بمعنی تیار کرنا۔مہیا کرنا۔

ترکیب:۔"وجوہ کلاب" یہ منصوب علی الذم ہے،اس سے پہلے "اَذُمُّ"فعل محذوف ہے۔یا حال کی بناپر منصوب ہے،حال کی صورت میں اعتراض یہ ہوگا کہ حال مشتق ہوتا ہے، جواب یہ ہے کہ مشتق ہونا قاعدہ کلیہ نہیں ہے یا مشتق ہونا حال مفردہ میں ضروری ہے یا شعر میں گنجائش ہے۔"لانه يجوز في الشعر مالا يجوز في غيره"اور "ھارشت" یہ "کلاب" کی صفت ہے۔

فَـلَـمْ تُـغْنِ جَرْمٌ نَهْدَهَا إِذَا تلاقَتَا وَلٰكِنَّ جَرْمًا فِي اللِّقَاءِ ابْذَعَرَّتِ

ترجمہ:۔پس قبیلہ بنوجرم نے رشتہ دار قبیلہ بنونہد کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچایا، جب ان دونوں (بنونہد و بنوجرم) کی آپس میں مڈبھیڑ ہوئی،تو بنوجرم مقابلہ میں متفرق ہوگئے کیونکہ دونوں میں رشتہ داری تھی۔(یعنی جنگ سے بھاگ گئے)

تحقیق:۔فلم تغن: مادہ غنی ہے از سمع بمعنی تونگر ہونا۔اور افعال سے فائدہ پہنچانا یہاں نقصان پہنچانے کا معنی ہے۔ نھدھا: کا مرجع ضمیر جرم کی طرف ہے۔لقاء: مادہ لقی ہے ملاقات کرنا،مراد جنگ ہے۔ابذعرت: بمعنی منتشر ہونا،متفرق ہونا۔

ترکیب:۔"جرمٌ" فاعل ہے،"نھدھا" مفعول ہے،"اذا تلاقتا" ظرف ہے،"لکن جرمًا" اصل میں "لکنّھم"ہونا چاہئے تھا، ضمیر کی جگہ اسم ظاہر لایا گیا ہے، یہ "لکنّ" کا اسم ہے "فی اللقا" کا تعلق "ابذعرّت" سے ہے پھر "لکنّ" کی خبر ہے۔

ظَلِلْتُ كَأَنِّي لِلرِّمَاحِ دَرِيَّةٌ أُقَاتِلُ عَنْ أَبْنَاءِ جَرْمٍ وَفَرَّتِ

ترجمہ:۔گویا کہ میں نیزوں کا ہدف ونشانہ بن گیا ہوں،جس حال میں قبیلہ بنوجرم کی طرف سے لڑتا ہوں اور وہ خود بھاگ نکلے۔

تحقیق:۔ظللت: یہ فعل ناقص ہے۔درية: نشانہ کمامر۔فرت ضرب سے بمعنی بھاگنا۔

ترکیب:۔"کانّي الخ" "ظَلِلْتُ" کی خبر ہے،"دريةٌ" کانی کی خبر ہے،"اُقاتل الخ" حال ہے "ظللت" کی ضمیر متکلم سے اور "وفرّت" کا عطف حال پر ہے۔

فَلَوْ أَنَّ قَوْمِي أَنْطَقَتْنِي رِمَاحُهُمْ نَطَقْتُ وَلٰكِنَّ الرِّمَاحَ أَجَرَّتِ

ترجمہ:۔پس اگر میری قوم کے نیزے مجھے "ناطق" بناتے ،تو میں بول پڑتا (یعنی ان کے حق میں فخریہ اشعار کہتا) لیکن ان کے نیزوں نے میری زبان کھینچ لی۔(یعنی اگر میری قوم میدان جنگ سے نہ بھاگتی،تو میں جنگ کے بعد ان کیلئے فخریہ اشعار کہتا،لیکن وہ بھاگ گئی، تو گویا انہوں نے میری زبان کو کھینچ لیا،خاموشی کے سوا کوئی چارہ نہیں)

تحقیق:۔اجرت: یہ اجرار سے ہے بمعنی اونٹنی کے بچہ کی زبان کو سوراخ کر کے ایک لکڑی رکھدی جائے تاکہ وہ دودھ منہ سے نہ پی سکے اور یہاں مطلب ہے سلب گویائی۔

ترکیب:۔"لو" شرطیہ ہے،"ان قومي الخ" شرط ہے اور "نطقتُ الخ" جزا ہے،"رماحھم" فاعل ہے اور ضمیر "قوم" کی طرف

لوٹ رہی ہے پھر پورا جملہ "ان" کی خبر ہے، "الرماحَ" اسم لکنّ ہے اور "اجرّت" خبر "لکنّ" ہے۔

وَقَالَ سَيَّارُبْنُ قَصِيرِ الطَّائِيُّ

تعارف وپس منظر:۔ ایام جاہلیت میں دستور تھا کہ لوگ اپنی بہادری وشجاعت کو فخر سے ذکر کرتے تھے، اور عورتیں بھی اپنے شوہروں کی بہادری کا تذکرہ کر کے فخر کرتی تھیں، چنانچہ یہاں بھی شاعر بیوی کے سامنے اپنی بہادری اور شجاعت کا اظہار کر رہا ہے۔

لَوْشَهِدَتْ اُمُّ الْقُدَيْدِطِعَانَنَا   بِمَرْعَشَ خَيْلَ الْاَرْمَنِيِّ اَرَنَّتِ

ترجمہ:۔ اگر اُمّ قُدید (زوجہ شاعر) مقام "مرعش" میں ارمنی شہسواروں کے ساتھ ہماری نیزہ بازی کو دیکھتی، تو وہ (شدت خوف سے) چیخ پڑتی۔

تحقیق:۔مرعش: یہ ملک شام میں ایک جگہ کا نام ہے۔ **الارمنی:** یہ ارمینیہ کی طرف منسوب ہے۔ **ارنت:** یہ "رنن" مادہ ہے باب نصر سے بمعنی رونا، آواز نکالنا۔

ترکیب:۔ "خیل" "شهدتْ" کا مفعول مع ہے۔ "بمرعش" کا تعلق یا "شهدت" سے ہے یا "طعاننا" سے ہے، "شهدتْ الخ" شرط ہے اور "ارنت" یہ جواب "لوْ" ہے، "ام القدید" فاعل ہے۔

عَشِيَّةَ أَرْمِيْ جَمْعَهُمْ بِلَبَانِهِ   وَنَفْسِيْ قَدْوَطَّنْتُهَافَاطْمَأَنَّتِ

ترجمہ:۔ یہ اس شام کا واقعہ ہے، جب میں ان کی (ارمنی شہسواروں کی) جمعیت کو گھوڑے کے سینے اور اور اپنی جان سے مارتا تھا اور تحقیق کہ میں جب اپنے نفس کو جنگ کیلئے عادی بنایا تو وہ مطمئن ہوگیا۔ (ثابت قدمی سے مصائب جنگ پر صابر ہوگیا)

تحقیق:۔عشية: یہ ظرف کی بناء پر منصوب ہے ای وقع طعانناعشية. **لبانه:** بمعنی سینہ اور ضمیر کا مرجع گھوڑا ہے۔ **نفس:** اس کی جمع نفوس آتی ہے۔ **وطّنت:** باب تفعیل سے عادی بنانا۔ **اطمانت:** بمعنی مطمئن ہونا۔ دونوں ضمیریں "نفس" کی طرف لوٹ رہی ہیں۔

ترکیب:۔ "جمعهم" کی ضمیر "الارمنی" کی طرف لوٹ رہی ہے اور یہ مفعول ہے۔ اور "نفسی" کا عطف "لبانه" پر ہے۔

وَلَاحِقَةِ الْاَطَالِ اَسْنَدْتُ صَفَّهَا   اِلٰى صَفِّ أُخْرىٰ مِنْ عِدَاًفَاقْشَعَرَّتِ

ترجمہ:۔ اور بہت سے ملے ہوئے کوکھ والے باریک کمر والے گھوڑے جن کی صفوں کو میں نے دوسروں (دشمنوں) کی صف سے ملا دیا تو ان کے رونگٹے کھڑے ہوگئے، یعنی ڈر گئے۔

تحقیق:۔ولاحقة: میں واؤ بمعنی رُبّ کے ہے، **لاحقة:** بمعنی گھوڑا۔ **اطال:** یہ جمع ہے اطل کی بمعنی کوکھ، خاصرہ، کمر۔ **عدا:** اسم جمع ہے عدو کی بمعنی دشمن۔ **فاقشعرت:** باب افعلال سے بمعنی بال رونگٹے کھڑا ہونا، ڈرنا، اور مرجع ضمیر عدا ہے۔ **اسندتُ** سند مادہ صیغہ ماضی واحد متکلم باب افعال سے بمعنی ملا دینا۔ **لاحقة الاطال** سے کنایہ ہے دقة الخصر سے کیونکہ جس گھوڑے کی کوکھ باریک ہو وہ عموماً عمدہ، چست ہوتا ہے۔

ترکیب:۔ "صفها" مفعول ہے۔ "اسندتُ" کا ضمیر "لاحقة" کی طرف لوٹ رہی ہے، "فاقشعرّتْ" جواب "رُبّ" ہے۔ اس سے ماقبل کے دو اشعار کے آخر میں "نت" ہیں جبکہ اس شعر کے آخر میں را اور تا ہیں اس لئے اسے اکفا کہا جاتا ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ بَنِیْ بُوْلَانَ مِنْ طَیِءٍ

بنی غوث وبنی جدیلہ کے درمیان عرصۂ دراز تک جنگ رہی جیسے یوم حوق کہا جاتا ہے، بولان کا سلسلۂ نسب یہ ہے، بولان بن عمرو بن الغوث۔

بنی جدیلہ اور بنی بُولان دونوں قبیلہ طی کی شاخیں ہیں عرصۂ دراز تک دونوں بصورت حلیف اور دوست رہے لیکن بنی جدیلہ اندرون خانہ بنی بُولان کے خلاف جنگی تیاریوں میں مصروف ہوگئے اور نوبت جنگ تک پہنچی جس کا تذکرہ بنی بُولان کا ایک شاعر درج ذیل اشعار سے کررہا ہے۔

نَحْنُ حَبَسْنَا بَنِیْ جَدِیْلَةَ فِیْ نَارٍ مِّنَ الْحَرْبِ جُحْمَةِ الضَّرَمِ

ترجمہ:۔ ہم نے بنوجدیلہ کو جنگ کی ایسی آگ میں گرفتار کیا جس کی چنگاریاں بھڑک رہی تھیں۔

تحقیق:۔ حبسنا: يستعمل من باب ضرب معناه المحيط والمحبوس .نار: جمعه ، نيران. الحرب: جمعه الحروب . جحمة: (بتقديم الجيم) معنه الاشتعال نارشديدة. بمعنى شعله الضرم: ضرمةٌ کی جمع ہے۔ بمعنی چنگاری، ایندھن۔

ترکیب:۔ "حبسنا الخ" "نحن" کی خبر ہے، "بني جديله" مفعول ہے "حبسنا" کا "من الحروب" میں "من" بیانیہ ہے۔

نَسْتَوْقِدُالنَّبْلَ بِالْحَضِیْضِ وَنَصْطَا دُنُفُوْسًا بُنَتْ عَلَی الْکَرَمِ

ترجمہ:۔ ہم نیزوں کی آگ بھڑکاتے تھے نشیبی زمین (اطمینان کی جگہ یعنی جنگ کی جگہ) میں اور ایسی جانوں کا شکار کررہے تھے، جن کی بنیاد کرم وسخا پر رکھی گئی تھی۔ (نیزوں کے بھڑکانے کا مطلب یہ ہے کہ نیزہ بازی اتنی شدت اور کثرت سے ہوتی تھی کہ نیزوں کے بھالوں سے آگ نکلتی تھی)

تحقیق:۔ نستوقد: مادہ وقد ہے از باب استفعال بمعنی آگ جلانا۔ النبل: اسم جمع ہے بمعنی نیزہ اس کی جمع نبال آتی ہے۔ حضیض: بمعنی نشیبی جگہ، اطمینان کی جگہ۔ بنت: یہ اصل میں بنیت تھا۔ بنی طی کی لغت کے مطابق "بُنَتْ" کردیا گیا ہے، کیونکہ طی کی لغت کے مطابق کسرہ کے بعد یائے مفتوحہ الف سے بدل جاتی ہے، مثلاً بَقِیَ سے بقا اور رَضِیَ سے رضا، اسی طرح بُنِیَتْ کی یا کے فتحہ کو ماقبل نون کو دے کر یا کو الف سے بدل دیا گیا پھر اجتماع ساکنین سے الف گر گیا "بُنَتْ" ہوگیا۔

ترکیب:۔ "نستو قد الخ" ماقبل فعل "حبسنا" سے حال ہے چونکہ جملہ حالیہ فعل مضارع ہے اس لئے واؤ نہ لانے کی بھی گنجائش ہے۔ "بالحضيض" کی با "فی" کے معنی میں ہے، "نفوسًا" موصوف اور "بُنَتْ الخ" صفت ہے پھر مفعول ہے۔

وَقَالَ رُوَیْشِدُبْنُ کَثِیْرِ الطَّائِیُّ

تعارف وپس منظر:۔ بنی اسد بن خزیمہ کے ایک شاعر نے قبیلہ طے کی بزدلی اشعار میں بیان کی ہے جس کا جواب دیتے ہوئے طے کے شاعر رویشد بن کثیر الطائی ان اشعار میں بنی اسد بن خزیمہ کو دھمکا رہا ہے اور اپنی بہادری اور شجاعت کا ذکر کررہا ہے:

یَاأَیُّهَاالرَّاکِبُ الْمُزْجِیْ مَطِیَّتَهٗ سَائِلْ بَنِیْ أَسَدٍمَاهٰذِهِ الصَّوْتُ

ترجمہ:۔اے اپنی سواری کو ہانکنے والے! ذرا بنواسد سے پوچھ کہ یہ آواز کیسی ہے؟ (یعنی وہ باتیں جو تم ہمارے بارے میں نقل کئے جارہے ہو یہ کیا بکواس ہے؟)

تحقیق:۔المزجی: مادہ زجی ہے باب افعال سے بمعنی ہانکنا۔ لے جانا۔ مطیۃ: اس کی جمع مطایا ہے بمعنی سواری۔ سائل: صیغہ امراز باب مفاعلہ بمعنی سل ہے۔ صوت: اس کی جمع اصوات آتی ہے، کنایۃ من الشجاعۃ و الفرسان .

ترکیب:۔"مطیتہ" مفعول ہے "المزجی" اسم فاعل کا کیونکہ شبہ فعل بھی فعل کی طرح عمل کرتا ہے، "المزجی الخ" صفت ہے "الراکب" کی۔

وَقُلْ لَهُمْ بَادِرُوْا بِالْعُذْرِ وَالْتَمِسُوا　　قَوْلًا يُبَرِّئُكُمْ إِنِّيْ أَنَا الْمَوْتُ

ترجمہ:۔اوران سے کہہ دو کہ جلد عذر پیش کرو اور ایسی باتیں تلاش کرو (معقول عذر پیش کرو) جو تمہیں بری کر دے، اور بے شک میں (تمہارے لئے) موت ہوں۔

تحقیق:۔بادروا: مادہ ہے بدر، بمعنی جلدی بازی کرنا۔ باب مفاعلہ سے امر کا صیغہ ہے۔ عذر: اس کی جمع ہے اعذار۔ والتمسوا: بمعنی اطلبوا باب افتعال سے امر کا صیغہ ہے لمس مادہ بمعنی التماس کرنا اور تلاش کرنا۔ یبرئ: صیغہ مضارع از تفعیل بمعنی بری کر دینا، اس کی تقدیری عبارت یوں ہے "انی انا لکم سببُ الموت" اگر اسے "بادروا" اور "التمسوا" کی علت قرار دی جائے تو عبارت "لِاَنِّیْ الخ" ہوگی۔

ترکیب:۔"یبرئکم" یہ "قولا" کی صفت ہے۔ "انی انا الموت" یہ جملہ مستانفہ ہے۔

إِنْ تُذْنِبُوْا ثُمَّ تَأْتِيْنِيْ بَقِيَّتُكُمْ　　فَمَا عَلَيَّ بِذَنْبٍ عِنْدَكُمْ فَوْتٌ

ترجمہ:۔اگر تم گناہ کرو (عذر معقول پیش نہ کر کے) پھر تمہاری اولاد میرے پاس آ جائے، تو میرا کوئی قصور نہ ہوگا کیونکہ جو کچھ فوت ہوگا وہ تمہاری جانب سے ہوگا۔ (یعنی اگر تم نے ہمارے بارے میں کہے ہوئے کلمات کے بارے میں معقول عذر پیش نہ کیا تو پھر میں تمہارے لئے موت ہونگا تمہارے قتل کے بعد اگر تمہاری اولاد میرے پاس گلہ کرنے آئے تو میں قصوروار نہیں ہونگا کیونکہ غلطی تمہاری تھی)

تحقیق:۔تذنبوا: مادہ اس کا "ذنب" ہے بمعنی گناہ باب افعال سے ہے۔ بقیتکم: بمعنی باقی ماندہ آدمی۔

ترکیب:۔"تاتینی" یہ "تاتنی" بحذف الیاء ہونا چاہئے کیونکہ اس کا عطف "تذنبوا" پر ہے۔ جس پر حرف شرط داخل ہے، لیکن ضرورت شعری کی وجہ سے یاء کو حذف نہیں کیا۔ "تذنبوا الخ" شرط ہے، "بقیتکم" فاعل ہے، "فَمَا عَلَيَّ الخ" جزاء ہے۔ "بذنب" ما نافیہ کا اسم مؤخر ہے، باء زائدہ ہے اور "عَلَيَّ" خبر مقدم ہے، یا "ما" کا اسم "قتلکم" محذوف ہے۔ "عندکم" خبر مقدم اور "فوتٌ" مبتدا مؤخر ہے۔

وَقَالَ أُنَيْفُ بْنُ زَبَّانَ النَّبْهَانِيُّ

ابو العلاءؒ کے مطابق نبہان کفل کا غلام تھا جس کے نام پر طی کی ایک شاخ قبیلہ نبہان معرض وجود میں آیا، یہ جاہلی شاعر ہے۔ اس شاعر کا تعلق قبیلہ نبہان سے ہے، بنی اسد کا تعلق قبیلہ مضر بن نزار ابن معد بن عدنان سے ہے، اس لئے بنی اسد جنگ میں مدد کے لئے بنی نزار کو پکارتے ہیں اور شاعر کے

قبیلہ نبہان کا تعلق قبیلہ طی بن اُدد سے ہے۔اس لئے جنگ میں بنی نبہان قبیلہ طی کو پکارتے ہیں۔اور یہاں بھی حسب معمول شاعر بنو اسد بن خزیمہ کو قبیلہ بنو مالک وعوف وغیرہ (جن کا تعلق قبیلہ طی سے ہے) کا نام لیکر ڈرا رہا ہے۔اور اپنی بہادری کا اظہار کر رہا ہے۔

جَمَعْنَا لَكُمْ مِنْ حَيِّ عَوْفٍ وَمَالِكٍ كَتَائِبَ يُرْدِي الْمُقْرِفِيْنَ نَكَالُهَا

ترجمہ:۔جمع کیا ہم نے تمہارے (بنی اسد) کے لئے قبیلہ عوف اور قبیلہ مالک سے ایسے لشکر کو، جن کا عذاب وقتل مخلوط النسل (دوغلوں) کو ہلاک کر دے گا۔

تحقیق:۔حی: بمعنی قوم جمع اس کی احیاءً ہے۔ کتائب: اس کی جمع کتیبۃ آتی ہے بمعنی لشکر، جماعت۔یردی: مادہ ردی ہے باب افعال سے بمعنی ہلاک کرنا۔سمع سے ہلاک ہونا۔مقرفین: سے مراد وہ آدمی ہے جس کی ماں عربیہ ہو اور باپ عجمی ہو۔جس کو اردو میں دوغلہ کہتے ہیں اور اگر باپ عربی اور ماں عجمی ہو تو اسے "الھجین" کہتے ہیں۔یہاں "المقرفین" سے بنی اسد مراد ہیں جو خالص عربی النسل نہیں ہیں۔نکال: بمعنی عذاب، سزا، عبرت۔

ترکیب:۔"کتائب" "جمعنا" کا مفعول ہے، اور "نکالھا" "یردی" کا فاعل ہے۔پھر پورا جملہ "کتائب" کی صفت ہے۔

لَهُمْ عَجُزٌ بِالرَّمْلِ فَالْحَزْنِ فَاللِّوٰى وَقَدْ جَاوَزَتْ حَيَّي جَدِيْسٍ رِعَالُهَا

ترجمہ:۔ان (لشکر) کا پچھلا حصہ مقام رمل، حزن، لویٰ میں ہے۔اور تحقیق کہ ان کا اگلا حصہ قبیلہ جدیس کے دونوں قبیلوں سے آگے تجاوز کر چکا ہوگا۔(یعنی بہت بڑا لشکر ہے)

تحقیق:۔عجز: بمعنی مؤخر، پیچھے۔جیم اور زا مضموم ہیں جمع اعجاز ہے۔رمل، حزن۔لوی، سب جگہوں کے نام ہیں۔جدیس: اسم بلاد ہے۔ بعض نسخوں میں "جدبس" اور بعض نسخوں میں "جدیس" اور بعض نسخوں میں "طسم" ہے۔المنجد ص:۱۹۸ کے مطابق جدیس اور طسم دونوں فنا شدہ عرب قبائل ہیں جن کے آپس میں عرصۂ دراز تک جنگ رہی حتیٰ کہ دونوں فنا ہو چکے ہیں۔حی: بمعنی قوم، جماعت، قبیلہ۔ یہ اصل میں حیین تھا، تثنیہ ہے، اضافت کی وجہ سے نون گر گیا ہے۔یعنی جدیس کے دو قبیلے جدس وجدیس یا جدیس وطسم ہیں۔رعال: جمع ہے رعیل کی، بمعنی جماعت کا وہ حصہ جو آگے ہوتا ہے، مراد اگلا حصہ۔

ترکیب:۔"لھم" خبر مقدم اور "عجز" مبتدأ مؤخر ہے پھر پورا جملہ "کتائبَ" کی صفت ہے، "رعالھا" "جاوزت" کا فاعل ہے۔

وَتَحْتَ نُحُوْرِ الْخَيْلِ حَرْشَفُ رَجْلَةٍ تُتَاحُ لِغِرَّاتِ الْقُلُوْبِ نِبَالُهَا

ترجمہ:۔اور ان گھوڑوں کے سینے کے نیچے (آگے کی جانب) پیدل چلنے والوں کی جماعت (ٹڈی دل) ہے جنکے تیر غافل دلوں (دشمن کے دل) میں لگنے کیلئے مقرر ہیں۔

تحقیق:۔نحور: نحر کی جمع ہے بمعنی سینہ۔حرشف: ٹڈی جماعت، ٹڈی دل۔عموماً ٹڈی جماعت بہت بڑی ہوتی ہے اس وجہ سے پیدل جانے والوں کو اس سے تشبیہ دی ہے۔یہاں مطلق جماعت مراد ہے، جمع حراشف ہے، "رجلۃ" راء کے کسرہ وفتح دونوں صورتوں میں یہ راجل کی جمع ہے، بمعنی پیدل جانے والی جماعت۔تتاح: مادہ توح ہے باب افعال سے بمعنی مقدر کر دینا۔فرض کرنا۔غرات: جمع غرۃ کی بمعنی درمیانی حصہ دل کا، غفلت، یہاں غافل قلوب سے دشمن مراد ہیں۔نبال: جمع نبل کی ہے، بمعنی نیزہ ہے۔

ترکیب:۔"تحت نحور الخیل" خبرمقدم ہے،"حرشف رجلةٍ" مبتدأ مؤخر ہے،"الخیل" میں الف لام عہد خارجی ہیں "اشارہ کتائب کی طرف ہے۔"نبالها" "تتاح" کا نائب فاعل ہے،اور پورا جملہ "رجلة" کی صفت ہے۔

أَبٰى لَهُمُ أَنْ يَعْرِفُوْا الضَّيْمَ أَنَّهُم بَنُوْنَاتِقٍ كَانَتْ كَثِيْرًا عِيَالُهَا

ترجمہ:۔انکار کردیا (دشمن کے سامنے) انہوں نے ظلم کو پہچاننے سے، کیونکہ وہ بیٹے ہیں ایک کثیر الاولاد عورت کے۔(یعنی ان کی کثرت کی وجہ سے ان پر کوئی ظلم نہیں کرسکتا)

تحقیق:۔الضیم: ظلم کرنا، باب ضرب سے۔ناتق: باب نصر سے وہ عورت جو کثیر الاولاد ہوں، زیادہ بچہ جننے والی عورت۔عیال: اولاد۔

ترکیب:۔"أنهم بنوناتق الخ" "أبیٰ" کا فاعل ہے۔"أن یعرفوا الضیم" مفعول بہ ہے۔"کانت کثیر عیالها" بنوناتق کی صفت ہے۔

فَلَمَّا اَتَيْنَا السَّفْحَ مِنْ بَطْنِ حَائِلٍ بِحَيْثُ تَلَاقٰى طَلْحُهَا وَسَيَالُهَا

ترجمہ:۔پس جب ہم آ گئے بطن حائل کے دامنِ کوہ میں، جہاں طلح اور سیال درخت ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔(جواب آگے ہے)

تحقیق:۔السفح: معناہ طرف الجبال بطن حائل: اسم الموضع۔طلح وسیال: اسمان من الشجرة الباسقة۔

ترکیب:۔"بحیث تلاقی" "السفح" سے بدل ہے۔"طلحها وسیالها" کی ضمیر "بطن حائل" کی طرف راجع ہے، جو مؤنث سماعی ہے، اور اسماء امکنہ بالکثر مؤنث استعمال ہوتے ہیں۔یا "السفح" کی طرف لوٹ رہی ہے "السفح" "البقعة" کے معنی میں ہے۔"طلحها الخ" فاعل ہے "تلاقی" کا۔پورا شعر "لمّا" کی شرط ہے اور جزاء اگلا مصرع ہے۔

دَعَوْا لِنَزَارٍ وَانْتَمَيْنَا لِطَيِّئٍ كَأُسْدِ الشَّرٰى إِقْدَامُهَا وَنِزَالُهَا

ترجمہ:۔تو انہوں نے بنونزار کو پکارا (جنگ کیلئے) اور ہم نے بھی بنوطئی کی طرف اپنی نسبت کی (یعنی ان کو مدد کیلئے بلایا) اس حال میں ہماری پیش قدمی اور لڑائی شری جنگل (یا کچار) کے شیروں کی طرح تھی۔

تحقیق:۔وانتمینا: صیغةُ جمع متکلم ،معناہ ای انتسبنا، کاسد: الکاف للاسمیة فی محل الحال لاللتشبیه . أُسد بضم الف .جمع اسد معناہ اللیث ۔ الشری : الموضع الذی یسکن فیه الاسد کثیرا، وفی الاصل الشری اسم الغابة التی یسکن فیها اللیث.

ترکیب:۔"دعوا الخ" جزاء ہے، شرط ماقبل میں آچکی ہے۔"لنزار" میں لام زائدہ ہے۔"لطیی" میں "لام" بمعنی إلیٰ کے ہے۔"إقدامها ونزالها" میں ضمیر "أسد" کی طرف راجع ہے۔اور یہ خبر ہے، مبتدا محذوف ہے۔اصل عبارت یوں ہے: إقدامنا إقدامها ونزالنا نزالها یعنی شیروں کی پیش قدمی ہماری پیش قدمی ہے اور ہماری پیش قدمی شیروں کی پیش قدمی ہے۔ کاسد الشریٰ الخ. ضمیر متکلم سے حال ہے۔

فَلَمَّا الْتَقَيْنَا بَيَّنَ السَّيْفُ بَيْنَنَا لِسَائِلَةٍ عَنَّا حَفِيٍّ سُؤَالُهَا

ترجمہ:۔پس جب ہمارے درمیان (بطن حائل میں) مڈبھیڑ ہوئی، تو واضح کردیا تلوار نے ہمارے متعلق اس سوال کرنے والی عورت کو

جو مبالغہ کے ساتھ پوچھ رہی تھی (کہ جنگ کیسی رہی، کیونکہ ہماری تلواریں خون آلود تھیں)۔

تحقیق:۔ بین: باب تفعیل سے بمعنی ظاہر کرنا اور اس کا مفعول شجاعتنا وبصائرنا: محذوف ہے۔ ھی: کا معنی مبالغہ کیساتھ اصرار کر کے پوچھنا۔

ترکیب:۔ "التقینا" شرط ہے، "بیَّنَ الخ" جزا ہے، "سوالھا" "حفی" کا فاعل ہے۔ اور پورا جملہ پھر "سائلۃ" کی صفت ہے۔

وَلَمَّا تَدَانَوْا بِالرِّمَاحِ تَضَلَّعَتْ　　صُدُوْرُ الْقَنَا مِنْهُمْ وَعَلَّتْ نِهَالُهَا

ترجمہ:۔ اور جب وہ (دشمن) نیزہ لیکر قریب آ گئے، تو سیراب ہوئیں (ہماری) نیزوں کی نوکیں ان کے خون سے اور دوبارہ پیاس بجھائی پہلی مرتبہ پینے والے نیزوں نے۔

تحقیق:۔ تدانوا: دنو مادہ سے بمعنی قریب ہونا یہ اصل میں "تَدَانَیُوْا" بروزن تَقَابَلُوا تھا۔ یا متحرک ماقبل مفتوح اس لئے یا کو الف سے بدل دیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی بنا پر الف کو گرا دیا گیا تو "تَدَانَوْا" ہوگیا۔ رماح: جمع رمح کی ہے بمعنی نیزہ۔ تضلعت بروزن تقبلت مادہ ضلع ہے بمعنی خوب سیراب ہونا، پینا۔ قناء: جمع قناۃ کی ہے بمعنی نیزہ۔ علت: عل مادہ باب نصر سے بمعنی سیراب ہونا، نہال: جمع ناہل کی ہے، دوسری مرتبہ پینا۔

ترکیب:۔ "لَمَّا" شرطیہ ہے، "تَدَانَوْ بالرماح" شرط ہے، "تَضَلَّعَتْ الخ" جزا ہے، "صدورُ القنا" فاعل ہے "تضلعت" کا، "منھم" بمعنی "من دِمأ الاعدأ" "نِھالھا" کی ضمیر "قنا" کی طرف لوٹ رہی ہے۔

وَلَمَّا عَصَيْنَا بِالسُّيُوْفِ تَقَطَّعَتْ　　وَسَائِلُ كَانَتْ قَبْلُ سِلْمًا حِبَالُهَا

ترجمہ:۔ اور جب ہم نے تلواروں کو لاٹھی کی طرح پکڑا، تو منقطع ہو گئے ایسے وسائل (تعلقات ختم ہو گئے) جن کی رسیاں (جنگ سے پہلے) سالم تھیں۔ (کیونکہ بنو اسد اس سے قبل ان کے ہم عہد تھے)

تحقیق:۔ عصینا بالسیوف: کا مطلب ہے تلوار کو لاٹھی کی طرح بے ڈر و خوف کے پکڑنا، جو کہ بہادری کی علامت ہے اور لاٹھی کو تلوار کی طرح پکڑنا بزدلی کی علامت ہے۔ عصی باب ضرب سے نافرمانی کرنا اور یہاں باب سمع سے ہے۔ سلما: بکسر السین کی جمع اسلم ہے بمعنی صلح۔ حبال: یہ جمع ہے حبل کی بمعنی رسی۔ وسائل وسیلۃ کی جمع ہے بمعنی اسباب، تعلقات، "قبلُ" مبنی علی الضم ہے، اس کا مضاف الیہ محذوف منوی ہے "ای قبلۂ"

ترکیب:۔ "وسائل" "تقطعت" کا فاعل ہے، اور "تقطعت" جواب لما ہے "کانت الخ"۔ وسائل کی صفت ہے، "سلما" یہ کانت کی خبر ہے۔ "حِبالُھا" کانت کا اسم ہے۔

فَوَلَّوْا وَأَطْرَافُ الرِّمَاحِ عَلَيْهِمُ　　قَوَادِرُ مَرْبُوْعَاتُهَا وَطِوَالُهَا

ترجمہ:۔ چنانچہ وہ (بنو اسد) بھاگ گئے جس حال میں لمبے اور متوسط نیزے کے اطراف ان پر قابو یافتہ تھے۔ (یعنی وہ بھاگ رہے تھے اور ہم ان پر نیزے مار رہے تھے)

تحقیق:۔ "وَلَّوْا" اصل میں "وَلَّیُوْا" تھا یا متحرک ماقبل مفتوح اس لئے یا کو الف سے بدل کر اجتماع ساکنین کی بنا پر الف کو گرا دیا گیا "وَلَّوْا" ہوگیا۔ "اطراف" طرف کی جمع ہے بمعنی کنارہ، "قَوَادِرُ" قادر کی جمع ہے بمعنی قادر ہونا۔ مربوعات: یہ جمع ہے مربوع کی بمعنی

متوسط۔طوال: جمع طویل بمعنی لمبا ہونا۔

ترکیب:۔"مربوعاتها وطوالها" یہ "أطراف" سے بدل ہے۔ضمیر اطراف یا رماح کی طرف راجع ہے۔"علیهم" کا تعلق قوادرُ سے ہے پھر "قوادرُ الخ" خبر ہے اور "واطراف الخ" مبتدأ ہے، مبتدأ و خبر مل کر حال ہے۔

وَقَالَ عَمْرُوبْنُ مَعْدِيْكَرِب

تعارف وپس منظر:۔یہ اسلامی مخضرمی شاعر ہے ان کا ذکر کتاب الحماسہ میں کئی جگہوں پر آیا ہے، تفصیلی سوانحمری راقم کی کتاب ''ادباً وشعرأ'' میں ہے۔صحابی ہیں، شاعر یہاں اعلی اخلاق وکردار کے ذکر ساتھ اپنی بہادری محبوبہ کے حسن کا بھی ذکر کرتے ہیں:

لَيْسَ الْجَمَالُ بِمِيْزَرِ　　فَاعْلَمْ وَإِنْ رُدِّيْتَ بُرْدَا

ترجمہ:۔خوبصورتی لباس سے نہیں ہے پس جان لے کہ اگر چہ تجھے منقش چادر (لباس) پہنایا جائے۔

تحقیق:۔میزر: بمعنی چادر۔فاعلم جملہ معترضہ ہے اس کا مفعول ''ذلک'' محذوف ہے۔بردا: بمعنی منقش چادر جمع برودٌ ہے۔وان میں ان وصلیہ ہے اس کا جواب اکثر محذوف رہتا ہے۔

ترکیب:۔"الجمالُ" لیس کا اسم ہے اور "بمیزرٍ" با زائدہ ہے اور یہ خبر لیس ہے۔

إِنَّ الْجَمَالَ مَعَادِنٌ　　وَمَنَاقِبٌ أَوْرَثْنَ مَجْدَا

ترجمہ:۔خوبصورتی تو وہ حسب ونسب ہے جو بزرگی کا وارث بناتی ہے۔

تحقیق:۔معادن: یہ جمع ہے معدن کی بمعنی دھات، کان۔یہاں نسب مراد ہے۔مناقب، یہ جمع ہے منقبۃ کی بمعنی فضیلت۔اورثن: مادہ ورث ہے باب سمع سے بمعنی میراث پانا، اور باب افعال سے بمعنی سبب بننا ضمیر "مناقبٌ" کی طرف لوٹ رہی ہے۔مجدا: باب کرم سے بزرگ بننا یا ہونا۔

ترکیب:۔"الجمال" "اسم إنّ ہے، "معادن" الخ خبر انّ ہے، "اورثن" مناقب کی صفت ہے، "مجدًا" مفعول ہے۔

أَعْدَدْتُ لِلْحَدَثَانِ سَابِغَةً　　وَعَدَّاءً عَلَنْدَا

ترجمہ:۔میں نے حوادث زمانہ (زمانہ جنگ) کیلئے تیار کر رکھی ہے ایک کشادہ زرہ (جنگی لباس) اور تیز رفتار قوی مضبوط گھوڑا۔

تحقیق:۔اعددت: بمعنی تیار کرنا، حدثان بمعنی زمانہ۔سابغة: بمعنی مکمل، بڑی جنگی درع۔عداء: تیز رفتار گھوڑا۔علندا: بمعنی مضبوط۔

ترکیب:۔"سابغةً" مفعول ہے "اعددتُ" کا "عدّاءً" موصوف اور "علندا" صفت ہے دونوں مل کر مفعول ثانی ہے۔

نَهْدًا وَذَاشُطَبٍ يَقُدُّ　　الْبَيْضَ وَالْأَبْدَانَ قَدَّا

ترجمہ:۔تیار کیا ہے مضبوط گھوڑا اور ایسی دھار دار تلوار جو خودوں کو اور جسموں کو خوب کاٹ ڈالتی ہے۔

تحقیق:۔نهدا: بمعنی عظیم اور مضبوط گھوڑا جمع نهود ہے، اعددت: کی وجہ سے منصوب ہے۔شطب جمع شطبۃ کی بمعنی دھاری دار تلوار۔پہلے زمانہ میں جو تلوار عمدہ ہوتی تھی اس پر لکیر کھینچ دی جاتی، یقد: باب نصر سے بمعنی کاٹنا۔ابدان: جمع بدن کی ہے، بمعنی جسم۔قدا: بمفعول

مطلق ہے۔ ابیض: یہ جمع بیضۃ کی ہے بمعنی خود، لوہے کی ٹوپی۔

ترکیب:۔ ”نھدا“ ”اعددت“ کی وجہ سے منصوب ہے۔ ”ذاشطبٍ“ میں ذاذو کے معنی میں ہے، ”البیض والابدان“ مفعول ہے۔ ”قدا“ مفعول مطلق ہے۔

وَعَلِمْتُ أَنِّيْ يَوْمَ ذَاكَ مُنَازِلٌ كَعْبًا وَنَهْدًا

ترجمہ:۔ اور مجھے معلوم تھا کہ میں اس دن (حوادث زمانہ کے دن) لڑوں گا قبیلہ کعب ونہد سے۔

تحقیق:۔ ذاک: سے مراد حوادث زمانہ ہے۔ منازل: کا معنی للکارنے والا۔ اور ایک دوسرے کو یہ کہنا کہ آؤ جنگ کیلئے، ای نزال۔

ترکیب:۔ ”کعبًا و نھدًا“ دونوں ”منازلٌ“ کا مفعول ہے، پھر ”انی“ کی خبر ہے۔

قَوْمٌ إِذَا لَبِسُوْا الْحَدِيْدَ تَنَمَّرُوْا حَلَقًا وَقِدًّا

ترجمہ:۔ یہ (قبیلہ نہد وکعب، یعنی دشمن) ایسی قوم ہیں جب وہ لوہا پہن لیں (جنگی درع) تو وہ چیتے لگتے ہیں حلقہ دار اور چمڑے والی زرہوں کی وجہ سے۔

تحقیق:۔ تنمروا: بروزن تقبلوا نمر سے بمعنی شیر و چیتا بننا۔ حلقا: بمعنی لوہے کی درع حلقۃ کی جمع ہے۔ الحدید بمعنی لوہا یہاں جنگی درع مراد ہے۔ قِدًّا بکسر القاف بمعنی چمڑے کا تسمہ جس کو لمبائی میں کاٹا جائے۔ چمڑے کی درع ہے۔

ترکیب:۔ ”قوم“ یہ ”ھم“ مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ ”حلقا“ و ”قدا“ دونوں تمیز کی بناء پر منصوب ہے۔

كُلُّ امْرِىءٍ يَجْرِيْ إِلٰى يَوْمِ الْهِيَاجِ بِمَا اسْتَعَدَّا

ترجمہ:۔ ہر آدمی وہی لے جاتا ہے جنگ کے دن اس نے جو کچھ تیار کر رکھا ہے۔

تحقیق:۔ ھیاج: یہ ”ھیج“ کی جمع ہے باب ضرب سے بمعنی برانگیختہ کرنا، مراد جنگ ہے۔ ”استعدّ“ ماضی واحد مذکر غائب باب استفعال سے بمعنی تیار کرنا، آخر میں الف اشباعی ہے۔ ”یجری“ جاری ہونا بصلہ الی لیجانا، یہاں یہی معنی مراد ہے۔

ترکیب:۔ ”کلُ امرئٍ“ ”مبتدأ“ ہے، ”یجری الخ“ خبر ہے جملہ کے بعد، ”بما استعدّ“ میں ”ما“ مصدریہ ہے اور ترکیب میں ”یجری“ کا مفعول ہے۔

لَمَّا رَأَيْتُ نِسَاءَنَا يَفْحَصْنَ بِالْمَعْزَاءِ شَدًّا

ترجمہ:۔ جب میں نے اپنی عورتوں کو دیکھا، جو دوڑ رہی تھیں (خوف دشمن کی وجہ سے) سخت زمین میں۔

تحقیق:۔ یفحصن: صیغہ جمع مؤنث باب فتح سے بمعنی دوڑنا۔ المعزاء بمعنی سخت زمین، جائے پناہ۔ شدا: بمعنی امر شدید۔ یہ مفعول لہ کی بناء پر منصوب ہے۔ ”یفحصن الخ“ صفت ہے ”نساء نا“ کی۔

ترکیب:۔ ”لمّا“ شرطیہ ہے، ”رأیتُ الخ“ شرط ہے، جزا آگے ”نازلتُ کبشھم الخ“ ہے۔

وَبَدَتْ لَمِيْسُ كَأَنَّهَا بَدْرُ السَّمَاءِ إِذَا تَبَدّٰى

ترجمہ:۔ اور ظاہر ہوئی (میدان کارزار میں) لمیس (زوجہ شاعر) گویا کہ وہ چودھویں رات کا ماہ تاباں ہے جب وہ جلوہ گر ہوئی۔

تحقیق:۔ بدت: بدو مادہ باب نصر سے ظاہر ہونا، اصل میں "بدوث" تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح اس لئے واؤ الف سے بدل گیا پھر اجتماع ساکنین کی بناء پر گر گیا۔ اسی مادہ سے "تبدّی" بروزن تقبل باب تفعل سے ہے، اصل میں "تتبدّی" تھا ایک تا گر گیا ہے۔ واحد مؤنث کا صیغہ ہے۔ "بدر" مہینہ کے درمیان کے تین دنوں میں چاند کو کہا جاتا ہے، شروع کے تین دنوں میں کو ہلال کہا جاتا ہے جبکہ بقیہ ایام میں قمر کہا جاتا ہے۔

ترکیب:۔ "وبدت" کا عطف "رایت" پر ہے۔ "کانھا" حال کی جگہ میں ہے۔ "بدرُ السما" انّ کی خبر ہے جبکہ "اذا تبدّی" ظرف ہے۔

وَبَدَتْ مَحَاسِنُهَا الَّتِيْ تَخْفِيْ وَكَانَ الْاَمْرُ جِدًّا

ترجمہ:۔ اور اس کے محاسن (اعضاء حسن) ظاہر ہو گئے، جس کو وہ چھپا رہی تھی، اور معاملہ سخت دشوار ہو گیا (میدان کارزار میں)

تحقیق:۔ بدت: بدا یبدو نصر سے بمعنی ظاہر ہونا۔ "تخفی" باب سمع سے ہے بمعنی چھپانا۔

ترکیب:۔ "محاسنُها" بدت کا فاعل ہے، "تخفی" کے بعد ضمیر بھی ہے جو محذوف ہے، اصل عبارت یوں ہے، تخفیھا ضمیر "التی" اسم موصول کی طرف لوٹ رہی ہے۔ "تخفی الخ" صلہ ہے، "الامرُ" کان کا اسم ہے "جدًّا" سے پہلے "شدیدًا" موصوف محذوف ہے پھر خبر کان ہے۔

نَازَلْتُ كَبْشَهُمْ وَلَمْ أَرَمِنْ نِزَالِ الْكَبْشِ بُدًّا

ترجمہ:۔ تو میں نے انکے سردار کو للکارا (لڑنے کی دعوت دی) اور سردار کو دعوت مبارزت دیئے بغیر میرے لئے کوئی چارہ نہ تھا۔

تحقیق:۔ نازلت: بمعنی للکارنا، نزال کہنا۔ الکبش کی جمع اکبش اور اکباش ہے بمعنی مینڈھا، یہاں مراد سردار ہے۔ بُدا: بمعنی چارہ۔

ترکیب:۔ "نازلت" یہ جواب "لما" ہے جو چند اشعار پہلے گزرا ہے، "لم ار" باب فتح سے نفی جحد بلم صیغہ واحد متکلم ہے بمعنی نہیں دیکھا، نہیں خیال کیا، "بدا" مفعول ہے۔

هُمْ يَنْذُرُوْنَ دَمِيْ وَأَنْذُ رُ إِنْ لَقِيْتُ بِأَنْ أَشُدَّا

ترجمہ:۔ وہ میرے خون کی نذر مان رہے تھے، اور میں ان کے خون کی منت مان رہا تھا، اگر ان سے ملاقات ہو جائے تو سخت حملہ کرونگا۔

تحقیق:۔ "ینذرون" باب نصر سے بمعنی نذر ماننا، یہاں بمعنی مراد لینا، پکا ارادہ کرنا "دمی" بمعنی میرا خون، یہاں بمعنی میرا قتل، اشدا: میں الف اشباعی ہے، صیغہ واحد متکلم ہے باب نصر سے بمعنی حملہ کرنا۔

ترکیب:۔ بان: میں با زائدہ ہے جو کہ مفعول پر داخل ہے۔ یہ جملہ "انذر" کا مفعول ہے، "انذر الخ" جز مقدم ہے "ان لقیتُ" کا۔

كَمْ مِنْ أَخٍ لِيْ صَالِحٍ بَوَّاتُهُ بِيَدَيَّ لَحْدًا

ترجمہ:۔ میرے کتنے نیک بھائی تھے، جن کو میں نے اپنے ہاتھ سے قبر میں اُتارا۔ (کیونکہ وہ سب جنگ میں قتل ہو گئے تھے)

تحقیق:۔ کم: خبریہ ہے اس وجہ سے اس کی تمیز مجرور ہے۔ بواتہ: بمعنی جگہ دینا۔ ٹھکانہ دینا۔ باب تفعیل سے صیغہ واحد متکلم ہے۔ مراد دفنا دینا۔ لحد بمعنی قبر جمع الحاد ولحود، کما فی الحدیث اللحدلنا والشق لغیرنا۔

ترکیب:۔ "صالح" "اخ" کی صفت ہے، کم خبریہ اپنی تمیز کے ساتھ مل کر مبتدا ہے اور "بوّاتُه الخ" خبر ہے۔ "لحدا" ظرف ہے۔

مَـا اِنْ جَـزِعْـتُ وَلَاهَـلِعْـ ـتُ وَلَا يَـرُدُّ بُـكَـائِـيْ زَنْـدًا

ترجمہ:۔اس کے باوجود نہ میں نے بے صبری کا مظاہرہ کیا اور نہ جزع وفزع کی، کیونکہ میرا رونا کسی ادنیٰ شئے کو بھی (فوت شدہ) واپس نہیں لوٹا سکتا۔

تحقیق:۔هلعت و جزعت :دونوں باب سمع سے ہے معنی خوب رونا۔زندا: بمعنی پونچھ،شیٔ قلیل۔یرد: بمعنی لوٹانا۔

ترکیب:۔"ما اِن جزعُ تُ" میں ما نافیہ اور اِن زائدہ ہے، "بُكائي" فاعل ہے "لا يرد" کا اور "زندا" مفعول ہے۔

اَلْبَسْتُـــهٗ أثْــوَابَــــهٗ وَخُـلِـقْـتُ يَـوْمَ خُـلِـقْـتُ جَلْدًا

ترجمہ:۔میں نے ان کو ان کے کپڑے (کفن یا انکے جسم کے کپڑے) پہنائے، اور پیدا کیا گیا میں پیدائشی طور پر بہادر۔(اس لئے اکیلا کسی کو دفن کرنا مشکل کام نہیں ہے)

تحقیق:۔البسته: الباس باب افعال سے لباس پہنانا۔لبس سمع سے پہننا۔جلد: باب کرم سے بمعنی مضبوط ہونا جمع اجلاد ہے۔

ترکیب:۔"اَلْبَسْتُهٗ" اور "اثوابهٗ" کی ضمیر "اخ" کی طرف لوٹ رہی ہے "یوم خُلقتُ" ظرف ہے، "جلدًا" "خُلقتُ" اول کی ضمیر متکلم سے حال ہے اس لئے نصب ہے معنی میں مشتق کے ہے۔

أُغْـنِـيْ غَـنَـاءَ الـذَّاهِبِـيْـنَ أُعَـــدُّ لِلْاَعْـــدَاءِ عَـــدًّا

ترجمہ:۔میں کافی ہوتا ہوں (یا قائم مقام ہوتا ہوں) جانے والوں (دنیا سے) کی طرف سے، اور اکیلا ہی دشمنوں کیلئے کافی شمار کیا جاتا ہوں۔

تحقیق:۔اغنی: افعال سے کفایت کرنا اور قائم مقام بننا، سمع سے تونگر و بے نیاز ہونا۔ذاهبین: گزرنے والے بمعنی آباء و اجداد۔اعد: باب افعال سے ماضی مجہول ہے۔بمعنی تیار کرنا، اعداء یہ جمع ہے عدو کی۔

ترکیب:۔"عَدًّا" یا تو باب نصر کا مصدر ہے معنی میں اسم مفعول کے ہے بمعنی معدودًا ہے، یا مصدری معنی مراد ہے بمعنی تیاری کے ہے۔ اگر تیاری کا مفہوم ہے تو معنی یہ ہوگا کہ مجھے دشمنوں کے لئے تیار کیا گیا ہے تیار کرنا، اس صورت میں "عدا" مفعول مطلق ہوگا، اگر شمار کا مفہوم ہے تو معنی یہ ہوگا کہ مجھے دشمنوں کے لئے شمار کیا گیا ہے جس حال میں میں اکیلا ہی دشمنوں کے لئے کافی ہوں، اس صورت میں "عدا" حال ہوگا۔

ذَهَــبَ الَّــذِيْــنَ اُحِبُّـهُـمْ وَبَـقِـيْـتُ مِثْلَ السَّيْفِ فَـرْدًا

ترجمہ:۔چلے گئے وہ لوگ جن سے میری محبت تھی، یا جن سے میں محبت کرتا تھا، اور میں اکیلا باقی رہ گیا ہوں تلوار کی طرح۔(یعنی جس طرح تلوار لڑائی کے بعد نیام میں تنہا ہوتی ہے اسی طرح میں بھی تنہا ہو گیا)

تحقیق:۔"ذهب" باب فتح سے چلا جانا، یہاں بمعنی مرجانا، فردًا: ای منفردا۔تنہا و اکیلا ہونا۔

ترکیب:۔"فردًا" "منفردًا" کے معنی میں ہو کر "بقیتُ" کی ضمیر متکلم سے حال ہے، "الذین الخ" "ذهب" کا فاعل ہے۔"مثلَ السیف" بمعنی "مثلَ بقاءِ السیف" کے ہے، یہ مفعول مطلق من غیر لفظہٖ ہے۔

وَقَالَ عَمْرٌو اَيْضاً

تعارف و پس منظر:۔ یہ اسلامی مخضرمی شاعر ہے، اس کا ذکر کئی جگہوں میں آیا ہے۔ یہاں شاعر جنگ میں اپنی بہادری، حیلہ وتدبیر اور چال کا ذکر کر رہا ہے: اور باب الحماسہ میں اس کے اشعار سب سے زیادہ ہیں:

وَلَقَدْ اُجْمِعُ رِجْلَيَّ بِهَا　　حَذَرَ الْمَوْتِ وَاِنِّيْ لَفَرُوْرٌ

ترجمہ:۔ اور تحقیق کہ میں اپنے دونوں پاؤں کو جما کر رکھتا ہوں گھوڑے پر (تا کہ میں گر نہ جاؤں اور گھوڑا میرے نیچے سے بھاگ نہ جائے) موت کے خوف کی وجہ سے اور بے شک میں بہت بھاگنے والا ہوں (یعنی اگر مقابلہ مفید نہ ہو تو آگے پیچھے بھاگتا ہوں)

تحقیق:۔ بہا کی ضمیر الفرس کی طرف راجع ہے جو کہ مذکر و مؤنث دونوں طرح مستعمل ہے۔ حذر مفعول له ہے اور باب سمع سے معناه الخوف، فرور صیغة مبالغة باب ضرب سے بمعنی کثیر الفرار یعنی لما لاینفع الاقدام فافر الی الخلف بعض نسخوں میں "فرورُ" کے بجائے "قرورُ" ہے بمعنی ثابت قدم رہنا، یہ نسخہ غلط ہے، کیونکہ اگلے اشعار اس کی تصدیق نہیں کرتے۔

ترکیب:۔ "رجليَّ" مفعول بہ ہے "اجمع" کا "لفرورُ" پر لام تاکید ہے اور خبر انّ ہے۔ "حذرا" مفعول لہ ہے۔

وَلَقَدْ اُعْطِفُهَا كَارِهَةً　　حِيْنَ لِلنَّفْسِ مِنَ الْمَوْتِ هَرِيْرٌ

ترجمہ:۔ اور میں گھوڑے کو زبردستی موڑتا (جنگ کی طرف) ہوں جس وقت میرا نفس موت کو پسند نہیں کرتا۔

تحقیق:۔ اعطف: باب ضرب سے صیغہ واحد متکلم مضارع بمعنی موڑنا، گھمانا۔ ہریر: باب ضرب سے بمعنی زبردستی، خوف۔

ترکیب:۔ "کارهةً" حال ہے "اعطفها" کی ضمیر مفعول سے جو فرس کی طرف لوٹ رہی ہے، "للنفس" یکون شبہ فعل محذوف سے متعلق ہو کر خبر مقدم ہے اور "هريرٌ" اپنے متعلق "من الموت" سے مل کر مبتدا مؤخر پھر "حين" کا مضاف الیہ ہے۔

كُلُّ مَا ذٰلِكَ مِنِّيْ خُلُقٌ　　وَبِكُلٍّ اَنَا فِي الرَّوْعِ جَدِيْرٌ

ترجمہ:۔ یہ سب (ثابت قدم رہنا اور بھاگنا) میری عادتیں ہیں اور ہر ایک طریقہ میرے لئے جنگ کے اندر سزاوار ہے۔

تحقیق:۔ "خُلُقٌ" اخلاق کی جمع ہے بمعنی عادت، طبیعت "الرَّوع" بمعنی جزع فزع، جنگ، یہاں معنی ثانی مراد ہے، "جدیرٌ" بروزن فعیل باب کرم کا مصدر ہے بمعنی لائق و سزاوار۔

ترکیب:۔ "ماذلک" میں ما زائدہ ہے، ذلک سے فرار و قرار کی طرف اشارہ ہے جو کہ مضاف الیہ "کل" کا پھر مبتدأ ہے، "منی" کا تعلق "خلق" سے ہے پھر خبر ہے، "بِکُلٍّ" میں تنوین عوض مضاف الیہ کے ہے، اصل عبارت یوں ہے۔ "بِکُلِّهِمَا" اس کا تعلق "جدیرٌ" سے ہے جس طرح "في الرّوع" کا تعلق "جدیرٌ" سے ہے پھر یہ خبر ہے اور "انا" مبتدأ ہے۔

وَابْنُ صُبْحٍ سَادِرًا يُوْعِدُنِيْ　　مَا لَهٗ فِي النَّاسِ مَا عِشْتُ مُجِيْرٌ

ترجمہ:۔ اور ابن صبح (بزدل و کمزور آدمی) غفلت کی حالت میں مجھے دھمکی دیتا ہے۔ حالانکہ نہیں ہے اس کیلئے لوگوں میں کوئی پناہ دینے والا جب تک میں زندہ ہوں۔

تحقیق:۔صبح سے بزدل آدمی مراد ہے کیونکہ عربوں کا خیال ہے کہ اگر خاتون بوقت صبح حاملہ ہو جائے تو وہ بچہ بزدل ہوتا ہے تو بزدل آدمی کو ابن صبح کہا جاتا ہے، "سادرًا" باب سمع سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی غافل "عِشتُ" بروزن "بِعتُ" باب ضرب سے عیش مادہ ماضی واحد متکلم کا صیغہ ہے، اصل میں "عَیَشتُ" تھا، یاً متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یاً کو الف سے بدل دیا پھر اجتماع ساکنین کی بناء پر الف کو گرا دیا گیا، اس کے بعد یاً محذوف پر دلالت کرنے کے لئے عین کے نیچے کسرہ دیدیا گیا۔ بمعنی زندہ رہنا۔ "یُوعدنی" وعد مادہ باب افعال سے بمعنی دھمکی دینا اور باب ضرب سے بمعنی وعدہ کرنا۔

ترکیب:۔"ابنُ صبحٍ" مبتدأ ہے، "سادرًا" یُوعدنی کی ضمیر فاعل سے حال مقدم ہے پھر پورا جملہ خبر ہے، "مالہ" میں ما نافیہ ہے اور "ماعِشتُ" میں ما مصدریہ ہے۔ اور ظرف ہے "لہ" کا تعلق ثابت شبہ فعل سے ہے پھر پورا جملہ مبتدأ اور "مجیرٌ" خبر ہے۔

وَقَالَ قَیسُ بنُ الخَطِیمِ

شاعر کی ملاقات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی ہے لیکن ایمان نہیں لایا حتیٰ کہ جنگ بُعاث میں مارا گیا ہے، سلسلۂ نسب یہ ہے، قیس بن الخطیم بن عدی بن عمرو الاوسی۔ اس نے زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں پائے۔ حضرت حسانؓ بن ثابت اس کے بہت خلاف تھے۔

ابوعبیدہ نے روایت کی ہے کہ قیس کے دادا عدی بن عمرو کو بنو عمرو بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کے ایک شخص مالک نامی نے قتل کر دیا۔ اس کا والد خطیم بن عدی ابھی اپنے باپ کا بدلہ نہ لے پایا تھا کہ اسے بھی بنو عبدالقیس کے ایک شخص نے قتل کر دیا۔ جب خطیم قتل ہوا اس وقت قیس بچہ ہی تھا۔ جوان ہوا تو ایک دن بنو ظفر کے ایک جوان سے اس کا جھگڑا ہو گیا۔ تو اس نے اسے طعنہ دیا کہ پہلے اپنے دادا اور باپ کے قاتلوں سے بدلہ لو پھر اپنے ہتھیار میری طرف بڑھانا اور ان کے قاتلوں کا پتہ چاہو تو اپنی ماں سے پوچھو۔ یہ سن کر قیس سیدھا اپنی ماں کے پاس گیا، اس سے ان کے قاتلوں کا پتہ چلا تو خداش بن زہیر جو اس کے باپ کا دوست تھا اور اس کے دادا کے قاتل مالک کا چچازاد بھائی تھا کے پاس گیا۔ اس کی امداد لی۔ اور اپنی تلوار ذو الخیر مین سے مالک کو ٹھکانے لگا دیا۔ بعد ازاں باپ کے قاتل کو کیفر کردار تک پہنچا دیا۔ اپنے باپ اور دادا کے قاتلوں سے انتقام لینے کے بعد اس نے ایک نظم کہی جو آگے (باب الحماسہ) میں آ رہی ہے:

دوسرے قول کے مطابق آپ ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دی لیکن اسلام قبول نہیں کیا، شاعر کا دیوان طبع ہو چکا ہے۔ ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ شاعر کے والد الخطیم کو بنی عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کے ایک آدمی نے قتل کر دیا اور شاعر کے دادا عدی بن عمرو کو ھجر میں رہائش پذیر قبیلہ قیس کے ایک آدمی نے قتل کر دیا، اس وقت شاعر چھوٹا تھا، دوسری طرف شاعر کی والدہ نے یہ سمجھ کر کہ یہ بیٹا بڑا ہو کر باپ و دادا کے قاتلین سے بدلہ لے گا اور خود بھی مرے گا، لہٰذا محترمہ نے دو مصنوعی قبریں تیار کیں اور بیٹے کو باور کرایا کہ یہ تمہارے باپ اور دادا کی قبریں ہیں، ایک دفعہ شاعر اور بنی ظفر کے ایک جوان کے درمیان تلخ کلامی ہوئی، اس پر جوان نے کہا کہ تم پہلے اپنے باپ اور دادا کے قاتلین سے تو انتقام لو پھر مجھ سے لڑنا۔ اس پر شاعر اپنی ماں کے پاس گیا اور کہا کہ یا تو تم قاتلین کا پتہ بتاؤ یا پھر قتل ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس دھمکی کے بعد ماں نے صحیح صورتحال بتا دی اور قاتلین کی نشاندہی بھی کر دی۔ اس کے بعد شاعر اپنے دوست خداش بن زہیر بن ربیعہ بن عمرو بن عامر کے پاس آیا اور مدد کی درخواست کی، خداش نے لبیک کہا، پھر شاعر اور اس کے دوست خداش نے

قاتلین کو قتل کر دیا۔ مزید تفصیل حاشیہ دیوان حماسہ میں ملاحظہ ہو۔

طَعَنْتُ ابْنَ عَبْدِالْقَيْسِ طَعْنَةَ ثَائِرٍ لَهَا نَفَذٌ لَوْلَا الشُّعَاعُ أَضَاءَهَا

ترجمہ:۔ میں نے ابن عبدالقیس کے بیٹے کو نیزہ مارا قصاص لینے والے شخص کے نیزے کی طرح اس (نیزے) کے لئے ایسے سوراخ ہے، اگر زخم کا خون نہ پھیلتا، تو سوراخ نظر آتا۔

تحقیق:۔ ثائر: باب فتح سے بمعنی بدلہ لینا، انتقام لینا۔ نفذ: باب نصر سے بمعنی سوراخ، آر پار ہونا، نکل جانا۔ "طعنتُ" باب فتح سے ماضی واحد متکلم کا صیغہ ہے بمعنی نیزہ مارنا۔

ترکیب:۔ "ابن عبدالقیس" مفعول بہ ہے، طعنة ثائرٍ مفعول مطلق ہے، "لها" کی ضمیر "طعنة" کی طرف لوٹ رہی ہے، "لها" خبر مقدم ہے، "نفذٌ" مبتدا مؤخر ہے۔ "نفذ" موصوف ہے اور "اضاء ها" صفت ہے، "اضأها" کی ضمیر فاعل "نفذٌ" کی طرف اور ضمیر مفعول "طعنة" کی طرف لوٹ رہی ہے بمعنی سوراخ نیزہ کو واضح کر دینا۔ دونوں ملکر "لولا الشعاع" کا جواب ہے۔ "لولا الشعاع" اصل میں یوں تھا "لولا شعاع الدم وتفرقہ" الشعاع میں الف لام عوض مضاف الیہ کے ہیں۔

مَلَكْتُ بِهَا كَفِّي فَأَنْهَرْتُ فَتْقَهَا يَرَىٰ قَائِمٌ مِنْ دُونِهَا مَاوَرَاءَهَا

ترجمہ:۔ اس نیزے کے ساتھ میری ہتھیلی میرے قابو میں تھی، پھر اس (نیزے) کے شگاف کو ایسا وسیع کر دیا کہ اس کے آگے کھڑا ہونے والا شخص اسکے پیچھے کو دیکھ سکتا ہے۔

تحقیق:۔ فانھرت: نہر مادہ ہے باب فتح و افعال سے بمعنی کشادہ کر دینا۔ فتق باب نصر سے بمعنی شگاف، سوراخ۔

ترکیب:۔ "کفی" مفعول ہے، "یریٰ" کا فاعل "قائم" ہے "من دونها" بمعنی من قدامها "ماوراء ها" مفعول ہے۔

يَهُونُ عَلَيَّ أَنْ تُرَدَّ جِرَاحُهَا عُيُونَ الْأَوَاسِيِّ إِذْ حَمِدْتُ بَلَاءَهَا

ترجمہ:۔ مجھ پر آسان ہے کہ نیزے کے زخمی کو لوٹا دیا جائے۔ زخم کے علاج کرنیوالی عورتوں کے سامنے، جب میں اس کا پورا حق ادا کروں (یعنی جب میں اچھی طرح نیزہ سے زخم لگاؤں تو علاج کرنے والی عورتیں بھی دیکھ کر دنگ رہ جائیں۔)

تحقیق:۔ یھون: صیغہ واحد مذکر غائب از نصر بمعنی آسان۔ جراح: از فتح بمعنی زخمی۔ اواسی: یہ جمع ہے اسیۃ کی بمعنی غمخواری کرنا، اطباء، نرس وغیرہ اور باب سمع سے غمگین ہونا۔ بلاء: اس کا مادہ بلو ہے باب نصر سے بمعنی آزمائش۔

ترکیب:۔ "جراحها" "تردُّ" کا نائب فاعل ہے، "عیون الاواسی" مفعول ہے، "اِذْ حمدتُ الخ" ظرف ہے۔

وَسَاعَدَنِي فِيهَا ابْنُ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ خِدَاشٌ فَأَدَّى نِعْمَةً وَأَفَاءَهَا

ترجمہ:۔ اور میری مدد کی ہے اس (نیزہ بازی) میں ابن عمرو بن عامر (یعنی خداش) نے پس اس نے نعمت کا حق ادا کر دیا اور (میرے) احسان کا بدلہ لوٹا دیا۔

تحقیق:۔ وساعدنی: معناہ النصرة والامداد و یستعمل من باب مفاعلة، خداش: اسم لِابنِ عمرو ہو عطف بیان من ابن عمر کما تعلم "افا" باب افعال سے ماضی واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے بمعنی نعمت کا لوٹانا۔

ترکیب:۔"فیھا" کی ضمیر "طعنة" کی طرف لوٹ رہی ہے "ابن عمرو" مبین اور "خداش" عطف بیان ہے۔دونوں مل کر "ساعدنی" کا فاعل ہے۔

وَكُنْتُ امْرَءً لَاأَسْمَعُ الدَّهْرَسُبَّةً أَسَبُّ بِهَا إِلَّا كَشَفْتُ غِطَاءَ هَا

ترجمہ:۔اور میں ایسا (بہادر) آدمی ہوں کہ زمانے سے بھی لعنت وملامت نہیں سنتا کہ جس (گالی) کی وجہ سے مجھے ملامت کی جائے مگر یہ کہ میں کھولدیتا ہوں اس کے پردہ کو (یعنی اس کی پردہ دری کرتا)۔یعنی جب مجھے کوئی گالی دے تو میں اس سے ضرور بدلہ لیتا ہوں۔

تحقیق:۔لااسمع: سے یہاں برداشت نہ کرسکنا مراد ہے،سبۃ: مصدر ہے باب نصر کا بمعنی گالیاں۔"بھا" ای بسبة. غطاء: اس کی جمع اغطیہ ہے بمعنی پردہ۔اس شعر میں "سبةً" سے اس جھگڑا کی طرف اشارہ ہے جس کی تفصیل ماقبل میں آچکی ہے کہ بنی ظفر کے ایک نوجوان نے شاعر سے کہا تھا کہ پہلے اپنے باپ کے قاتل کی خبر لو۔"امرءً" کے عین کلمہ اور لام کلمہ دونوں میں یکساں اعراب آتا ہے؟ اس کی خصوصیت ہے۔

ترکیب:۔"وکنتُ الخ" حال ہے،"امرءً" کنتُ کی خبر ہے،"الدھر" سے پہلے "من" محذوف ہے،چونکہ "بھا" کی ضمیر "سبة" کی طرف لوٹ رہی ہے اس لئے "اُسَبُّ" لعنت ومذمت کے معنی میں ہے۔

فَإِنِّيْ فِي الْحَرْبِ الضَّرُوْسِ مُوَكَّلٌ بِإِقْدَامِ نَفْسٍ مَاأُرِيْدُ بَقَاءَ هَا

ترجمہ:۔اسلئے (میں گالی برداشت نہیں کرتا) کہ میں سخت لڑائی میں سپرد کیا گیا ہوں اپنے نفس کو آگے بڑھانے کیلئے نہیں ارادہ کرتا ہوں نفس کی بقا کا۔(بلکہ نفس کا فنا چاہتا ہوں)

تحقیق:۔الضروس: معناه الحرب الشديد. مؤكل: بمعنی سپرد۔

ترکیب:۔"الضروس" "الحرب" کی صفت ہے پھر اس کا تعلق "موکل" سے ہے،اور موکل خبر انَّ ہے۔"باقدام الخ" کا تعلق بھی "مؤکل" سے ہے البتہ یہ صفت کی جگہ میں ہے۔"ما اریدُ بقاء ھا" میں "ما" نافیہ ہے اور اس کے بعد یہ عبارت محذوف ہے "بل فناھا"

إِذَا مَا اصْطَبَحْتُ أَرْبَعًا خَطَّ مِيْزَرِيْ وَأَتْبَعْتُ دَلْوِيْ فِي السَّمَاحِ رِشَاءَ هَا

ترجمہ:۔جب میں صبح کو شراب کے چار گلاس پی لیتا ہوں تو میرا ازار زمین پر لکیریں بنالیتا ہے۔ (یعنی نشہ کی وجہ سے کپڑے زمین پر گھسیٹتے ہوئے لکیریں پڑجاتی ہیں) اور میں سخاوت میں ڈول اور رسی بھی دیدیتا ہوں۔

تحقیق:۔اصطبحتَ: مصدر اصطباح ہے بمعنی صبح کو شراب پینا ای شرب الخمر فی الصبح کالغبوق معناه شرب الخمر فی المساء. خط صیغة ماضية. من باب نصر ینصر و الخط طرف السطح ،اور یہاں بمعنی گھسٹنا ہے۔میزری: بکسر المیم معناه ازار۔"دلو" بمعنی بالٹی،سماح یستعمل من باب فتح معناه السخاوة ۔رشاء: معناه الرسن و الحبل ۔ارشیة جمع ہے۔

ترکیب:۔"اربعًا" کے بعد "کاسیاتٍ" محذوف ہے اور مفعول ہے۔"میزری" فاعل ہے "خط" کا،اس کے بعد "فی الارض" محذوف ہے۔"خط میزری" جواب شرط ہے،"دلو" مفعول اول ہے۔"رشاء" یہ مفعول ثانی ہے،"اتبعت" فعل سے۔

مَتٰى يَأْتِ هٰذَا الْمَوْتُ لَاتُلْفَ حَاجَةٌ لِنَفْسِيْ إِلَّا قَدْ قَضَيْتُ قَضَاءَ هَا

ترجمہ:۔جب بھی یہ موت آئے گی تو میرے نفس کیلئے کوئی حاجت نہیں پائی جائیگی مگر یہ کہ میں اس کو پورا کر چکا ہوں گا۔

تحقیق:۔لاتلف: لفو مادہ باب نصر سے بمعنی کم کرنا اور باب افعال سے بمعنی ضائع ہونا، پانا۔ والمراد ههنا المعنى الاخير۔ یہ اصل میں ''لا تُلفوُ'' تھا، ''متی '' شرطیہ کے جواب میں ہونے کی وجہ سے حرف علت واؤ گر گیا۔

ترکیب:۔''متی '' شرطیہ ہے، ''يات الخ '' شرط ہے، اس لئے ''یاتی '' کی یا ساقط ہوگئی، ''لاتُلف الخ '' جواب شرط ہے، ''حاجة'' مستثنیٰ منہ ہے ''قد قضيتُ الخ '' مستثنیٰ ہے، ''قضتها '' مفعول مطلق ہے۔

ثَـأَرْتُ عَدِيًّاوَالْخَطِيْمَ فَلَمْ أُضِعْ وِلَايَةَأَشْيَـاخٍ جُعِلْتُ إِزَاءَ هَا

ترجمہ:۔میں نے اپنے دادا عدی اور باپ حطیم کا انتقام لے لیا، پس میں نے بڑوں کی ولایت (سرپرستی) کو ضائع نہیں کیا، جن کا میں قائم مقام بنایا گیا ہوں (یعنی وہ مر گئے اور مجھے ان کا قائم مقام بنایا گیا تو میں نے ان کی نیابت کا حق ضائع نہیں کیا، بلکہ بدلہ لے لیا)

تحقیق:۔ثارت: معناه الانتقام، كمامر. أضع: يستعمل من باب افعال معناه ضائع کرنا، تلف کرنا ''اُضِعُ'' اصل میں ''اُضْيِعُ'' تھا، یا متحرک ماقبل میں حرف صحیح (ض) ساکن ہے اس لئے یا کی حرکت کو ماقبل میں نقل کر کے اجتماع ساکنین کی بنا پر یا کو گرا دیا گیا۔ ''اشياخ'' شیخ کی جمع ہے۔ ازاء: معناه قائم مقام. اى فلان ازائه اى فى مكانه ومقامه۔

ترکیب:۔''جعلتُ الخ'' ماقبل کی صفت ہے پھر ''اضع '' کا مفعول بہ ہے۔

وَقَالَ الْحَارِثُ بْنُ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ

سلسلۂ نسب یوں ہے، الحارث بن ہشام بن المغیرۃ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم، شاعر ابوجہل (یعنی عمرو بن ہشام) کا بھائی ہے، جو جنگ بدر میں صحابہ کرامؓ کے خلاف کافروں کے ساتھ شریک تھا لیکن دوران جنگ بھاگ گیا اور بعد میں اسلام قبول کر کے کبار صحابہ میں شامل ہوئے، یہ جنگ بدر میں کیوں فرار ہوگیا تھا اس کی وجہ حماسہ میں درج شدہ اشعار میں بیان کر رہا ہے۔

چونکہ غزوۂ بدر سے فرار پر شاعر رسول حسان بن ثابتؓ نے کچھ اشعار کہے، اس لئے مذکورہ اشعار میں اپنے فرار کے عذر کو بیان کر رہے ہیں:

اَللّٰـهُ يَعْلَـمُ مَاتَرَكْتُ قِتَالَهُمْ حَتّٰـى عَلَوْافَرَسِيْ بِأَشْقَرَمُزْبِدٖ

ترجمہ:۔اللہ ہی جانتے ہیں کہ میں نے نہیں چھوڑا ان (مسلمانوں) سے قتال کو، یہاں تک کہ وہ (اصحاب نبیؐ) غالب آگئے میرے گھوڑے پر جھاگدار خون کے ساتھ۔

تحقیق:۔اللہ یعلم: سے اخبار مراد نہیں ہے بلکہ انشاء مراد ہے، اور اس کا معنی ''اقسم باللہ'' کے ہوتا ہے۔ علوا: باب نصر سے بمعنی بلند ہونا، غالب آنا۔ ''علوا'' اصل میں ''عَلَوُوْا'' تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے واؤ کو الف سے بدل دیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی بنا پر حذف کر دیا گیا۔ ''عَلَوْا'' ہوگیا۔ اشقر: بمعنی تازہ خون۔ مزبد: جھاگ، مادہ زبد ہے۔

ترکیب:۔''قتالهم'' مفعول ہے، ''مزبد'' اشقر کی صفت ہے۔

وَشَمَمْتُ رِيْحَ الْمَوْتِ مِنْ تِلْقَاءِ هِمْ فِـيْ مَـأْزِقٍ وَالْـخَيْـلُ لَـمْ تَتَبَدَّدٖ

ترجمہ:۔اور میں نے سونگھ لیا موت کی بو کو ان کی طرف سے ،تنگ جگہ (سخت لڑائی) میں جس حال میں گھوڑے متفرق نہ تھے۔(بلکہ لڑنے میں مصروف تھے تاہم میں بھاگنے پر مجبور ہو گیا)

تحقیق:۔شممت: شم مادہ ہے بابِ نصر سے بمعنی سونگھنا۔ ریح: ہوا، بو۔ اس کی جمع ریاح آتی ہے۔ جیسے رمح کی جمع رماح ہے۔ تلقاء: بمعنی جانب وطرف۔ مازق: بمعنی تنگ، چھوٹا یہاں مقام جنگ مراد ہے۔ تتبدد: بمعنی متفرق ہونا۔ منتشر ہونا۔ شممت کا عطف حتی علوا پر ہے۔

ترکیب:۔"ریح الموت" مفعول ہے،"والخیل الخ" جملہ حالیہ ہے۔

وَعَلِمْتُ أَنِّیْ إِنْ أُقَاتِلْ وَاحِدًا أُقْتَلْ وَلَایَضْرُرْعَدُوِّیْ مَشْهَدِیْ

ترجمہ:۔اور میں نے جان لیا کہ اگر اکیلا لڑا، تو قتل کیا جاؤں گا اور نہیں نقصان پہنچائے گی دشمن کو میری حاضری۔

تحقیق:۔"یضرر" باب نصر سے بمعنی نقصان پہنچانا،"مشهدی" باب سمع سے بمعنی حاضری۔

ترکیب:۔"انی الخ" "علمتُ" کا مفعول اول ہے،"ولایضرر الخ" مفعول ثانی ہے،"واحدًا" تاکید ہے"اقاتلُ" کی ضمیر متکلم کی پھر شرط ہے،"اُقتل" جزا ہے، دونوں مل کر خبر"اِنّی" ہے۔"مشهدی" فاعل ہے"لایضرر" کا۔

فَصَدَدْتُ عَنْهُمْ وَالْأَحِبَّةُ فِیْهِمْ طَمَعًا لَهُمْ بِعِقَابِ یَوْمِ مُرْصَدٖ

ترجمہ:۔پس میں نے ان سے اعراض کیا (بھاگ نکلا) اور دوست واحباب ان میں (محصور) تھے، دوستوں کیلئے ایک معین دن کے بدلے کی امید پر (یعنی دشمنوں سے اس امید کی وجہ سے میں نے اعراض کیا کہ آئندہ کسی دن تیاری کر کے دوستوں کا بدلہ لونگا)

تحقیق:۔صددت: اس کا مادہ، صد ہے از باب نصر بمعنی روکنا۔ اور بصلہ عن اعراض کرنا۔ پسپا ہونا۔ احبۃ: حبیب کی جمع ہے۔ طمعا: مفعول لہ ہے، مرصد: باب نصر سے ہے بمعنی انتظار کرنا"یوم مرصد" بمعنی متعین دن۔

ترکیب:۔"والاحبۃُ فیهم" مبتدا ہے، خبر محذوف ہے جو کہ "محصورۃٌ" ہے،"طمعًا" "صددتُ" کی ضمیر متکلم سے مفعول لہ ہے یا حال ہے،"یوم مرصد" مرکب توصیفی ہے۔

وَقَالَ الْفَرَّارُ السُّلَمِیُّ

اسد الغابہ کے مطابق شاعر کا نام جبار ہے، الاصابہ کے مطابق حبان ہے اور تبریزی کے مطابق حیان ہے، باپ کا نام حکم بن خالد السلمی ہے، فتح مکہ کے وقت قبیلہ بنی سلیم کا جھنڈا شاعر کے ہاتھ میں تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "الفرار" لقب سے بدشگونی لیتے ہوئے جھنڈا ان کے ہاتھ سے لے کر زید بن الاخنس کو دیا۔ یہ مخضرمی شاعر ہیں، اور صحابی ہیں۔

یہ ایک مرتبہ فوج کے ساتھ کسی جنگ میں گئے تھے، مگر معاملہ سخت سنگین دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے، جس کا پس منظر یہاں بیان کر رہے ہیں۔

وَكَتِیْبَةٍ لَبَّسْتُهَا بِكَتِیْبَةٍ حَتّٰی إِذَا الْتَبَسَتْ نَفَضْتُ لَهَا یَدِیْ

ترجمہ:۔اور بہت سے فوجی دستے ایسے ہیں جن کی میں نے دوسری فوج سے مڈبھیڑ کرائی یہاں تک کہ وہ جب آپس میں مل گئے تو میں نے اپنا ہاتھ جھاڑ لیا (بھاگ کھڑا ہوا) اسی وجہ سے شاعر کا لقب بھی "فرار" پڑ گیا۔

تحقیق:۔و کتیبۃ: میں واوٗ بمعنی رب ہے اور کتیبۃ کی جمع کتائب ہے بمعنی لشکر۔لبس:باب ضرب وتفعیل سے بمعنی ملنا، ملانا اور سمع سے پہننا۔نفضت:باب نصر سے بمعنی ہاتھ جھاڑنا۔کنایۃ من الفرار۔

ترکیب:۔واو'' بمعنی رُبَّ کے ہے''کتیبۃٍ''موصوف ہے،''لبستھا الخ'' صفت ہے''نفضتُ الخ''جواب رُبَّ ہے۔

فَتَرَكْتُهُمْ تَقِصُ الرِّمَاحُ ظُهُوْرَهُمْ مِنْ بَيْنِ مُنْعَفِرٍ وَآخَرَ مُسْنَدِ

ترجمہ:۔پس میں نے (ایسی حالت میں) ان کو چھوڑ دیا کہ نیزے ان کی پشتوں کو توڑ رہے تھے،ان میں بعض زمین پر خاک آلودہ گرے ہوئے تھے (مردار تھے) اور بعض ٹیک لگائے ہوئے تھے (حالت زخم میں تھے)

تحقیق:۔تقص کا مادہ وقص ہے باب ضرب سے بمعنی توڑ دینا یہ اصل میں''تَـوْقِصُ''تھا۔عین کلمہ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن ہونے کی وجہ سے عین کلمہ کی حرکت کو ماقبل میں دے کر عین کلمہ کو گرادیا گیا''تقص''ہوگیا۔ظہور:یہ جمع ہے ظہر کی بمعنی پیٹھ۔منعفر:باب انفعال سے خاک آلود ہونا یہاں مراد وہ آدمی جو زمین پر گرا ہوا ہو۔مسند:باب افعال سے بمعنی ٹیک لگانا۔

ترکیب:۔''فتـركتهم''کے بعد عبارت''فـي هـزيـمةٍ''محذوف ہے جو کہ موصوف ہے اور''تـقِص الـخ''اس کی صفت ہے یا''تـقـص الخ''اور''من بين الخ''دونوں حال واقع ہیں''تركتهم''کی ضمیر مفعول سے،''من بين الخ''کا تعلق''کانوا''محذوف سے ہے پھر حال ہے۔

مَاكَانَ يَنْفَعُنِيْ مَقَالُ نِسَائِهِمْ وَقُتِلْتُ دُوْنَ رِجَالِهَا لَاتَبْعُدِ

ترجمہ:۔مجھے نفع نہ دیتا ان کی عورتوں کا یہ قول "لاتبـــعـــد" (تو دور نہ ہو یا جیتے رہو) جب میں ان کے مردوں کے سامنے قتل کیا جاؤں۔یعنی جب کوئی بہادر مرے تو عورتیں ان کو"لاتبعد"کہہ کر شاباشی دیتیں اور میں بھی اگر مرجاتا تو عورت کا مذکورہ قول بھی مجھے کچھ فائدہ نہ دیتا۔

تحقیق:۔قال:یہ قول سے ماخوذ ہے،بمعنی بات چیت۔نساء:یہ جمع امرأۃ کی،بمعنی عورت،یہ جمع من غیر لفظہ ہے۔''لاتُبـعـد''باب کرم سے بمعنی دور ہونا۔

ترکیب:۔''ماکان''میں''ما''اگر استفہامیہ ہے تو''کان''ناقصہ ہوگا اور اگر''ما''نافیہ ہو تو''کان''مؤکدہ ہوگا،ترجمہ اسی حساب سے ہوگا۔''وقتلت الخ''حال واقع ہے ترکیب میں اس سے قبل''قد''محذوف ہے،کیونکہ ماضی حال ہونے کی صورت میں''قد''کا ہونا ضروری ہے۔''لاتبعد''مقولہ ہے''مقال نساء هم''سے۔

وَقَالَ بَعْضُ بَنِيْ أَسَدٍ

تعارف و پس منظر:۔یہ اشعار معقل بن عامر بن مولۃ الاسدی کے ہیں۔ابن حسحاس بنی عامر بن وھب اور بنی تمیم کی جنگ میں شدید زخمی ہوا۔شاعر نے اس کو اٹھایا اور گھر لے جا کر اس کی مرہم پٹی کی،اسی کو بیان کر کے کہتا ہے۔دوسری روایت یہ ہے کہ ایام جاہلیت کی مشہور جنگ''حرب جبلۃ''جو بنو عامر اور بنوتمیم کے درمیان ہوئی تھی،جس میں ابن حسحاس سخت زخم کھا کر موضع''ذی الجذاۃ''کے دامن میں بیہوش ہو کر پڑا ہوا تھا،شاعر کا تعلق بنو اسد سے تھا تو شاعر اس کو اپنے گھوڑے پر بٹھا کر گھر لے گیا اور علاج کیا اس کو یہاں بیان

کررہا ہے: بعض کتب تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ زخمی ہونے والا شخص حسحاس بن وھب بن مرۃ ہے اور اس کو اٹھانے والا عامر بن مولیٰ ہے۔ جو کہ شاعر کے والد ہیں، یہی صحیح ہے۔

یَدِیْتُ عَلٰی اِبْنِ حَسْحَاسِ بْنِ وَهْبٍ بِأَسْفَلِ ذِیْ الْجَذَاةِ یَدَالْکَرِیْمِ

ترجمہ:۔ میں نے ابن حسحاس بن وھب پر احسان کیا مقام ذوالجذاۃ کے دامن میں، شریف آدمی کے احسان کی طرح۔ (یعنی وہ پڑا رہا میں نے اس کو اٹھالیا)

تحقیق:۔ یدیت: یستعمل من سمع بمعنی الاحسان۔ الجذاۃ۔ اسم مقام معروف۔ ''یَدِیْتُ'' میں شاعر نے احسان کی نسبت اپنی طرف کی ہے حالانکہ احسان شاعر کے والد عامر بن مولیٰ نے کیا تھا نہ کہ شاعر نے، تو یہ نسبت مجازاً ہے، ''علی ابن حسحاس بن وھب'' میں ''ابن'' کا لفظ غلط ہے، صحیح یہ ہے ''علی حسحاس بن وھب بن مرۃ''۔ ''یدالکریم'' کے بعد یہ عبارت محذوف ہے ''وقد کان مجروحًا''۔

ترکیب:۔ ''یدَالکریم'' مفعول مطلق ہے ''یدیت'' کے لئے۔

قَصَرْتُ لَهُ مِنَ الْحَمَّاءِ لَمَّا شَهِدْتُ وَغَابَ عَنْ دَارِ الْحَمِیْمِ

ترجمہ:۔ تھام لیا میں نے اس کیلئے گھوڑے کی لگام کو (یعنی روک گیا) جس وقت میں اس کے پاس حاضر ہوا اس حال میں وہ اپنے دوست کے گھر سے دور تھا۔

تحقیق:۔ قصرت: اس کا معنی ہے روکنا، تھامنا از باب نصر وضرب۔ الحماء: بمعنی کالا گھوڑا۔ وفی الاصل ای لجام الحماء۔ الحمیم: الصدیق، جمعہ احماء۔ ''غاب'' باب ضرب سے بمعنی غائب ہونا اور دور ہونا۔ محشی صاحب کے مطابق یہاں ''الحمّاء'' صحیح نہیں ہے بلکہ ''الدھما'' ہے بمعنی کالا عمدہ گھوڑا، کما فی کتاب الاغانی۔

ترکیب:۔ ''من الحما'' میں ''من'' زائد ہے، اور ترکیب میں ''قصرتُ'' کا مفعول ہے، ''قصرتُ الخ'' جزا مقدم ہے ''شھدتُ'' شرط مؤخر ہے۔ ''وغاب الخ'' حال ہے ''له'' کی ضمیر سے جو زخم خوردہ شخص کی طرف لوٹ رہی ہے۔

أُنَبِّئُهُ بِأَنَّ الْجُرْحَ یُشْوِیْ وَأَنَّکَ فَوْقَ عِجْلِزَةٍ جَمُوْمٍ

ترجمہ:۔ میں نے اس کو بتلایا کہ آپ کے زخم مہلک نہیں (آپ کا زخم ہلکا ہے) ہے اور آپ ایک تیز رفتار اور پے در پے دوڑنے والے گھوڑے پر ہیں۔

تحقیق:۔ انبئه: اس کا معنی ہے تنبیہ کرنا، تسلی دینا۔ یشوی: باب افعال وضرب بمعنی ہلکا ہونا، مہلک نہ ہونا۔ عجلزۃ وجموم: دونوں کا معنی تیز رفتار گھوڑا کے ہیں۔

وَلَوْ أَنِّیْ أَشَاءُ لَکُنْتُ مِنْهُ مَکَانَ الْفَرْقَدَیْنِ مِنَ النُّجُوْمِ

ترجمہ:۔ اور اگر میں چاہتا تو اس سے اس قدر دور ہو جاتا جتنا فرقدین ستارے زمین سے (یا دوسرے ستاروں سے) دور ہیں۔

تحقیق:۔ الفرقدین: معناہ نجمان لایفترقان ابداً وبعیدان من النجوم الأخریٰ.

ترکیب:۔"اَشاً" خبر ہے "انّی" کی پھر پورا جملہ شرط ہے، "لکنتُ الخ" جزا ہے "مکان الخ" ظرف ہے "لکنتُ" کے لئے "اَشاً" مضارع واحد متکلم ہے البتہ معنی میں ماضی کے ہے۔ "من النجوم" یہ "الفرقدین" کا بیان ہے۔

ذَكَرْتُ تَعِلَّةَ الْفِتْيَانِ يَوْمًا ۔۔۔ وَإِلْحَاقَ الْمَلَامَةِ بِالْمُلِيمِ

ترجمہ:۔اور میں نے جوانوں کے گپ شپ (دل لگی باتیں) کو یاد کیا، اور ملامت کے اسباب پیدا کرنے والے کیساتھ ملامت کے الحاق کو یاد کیا (کہ اگر میں دور چلا گیا تو جوان تذکرہ کرتے ہوئے مجھے ملامت کرینگے اس لئے اٹھالیا۔)

تحقیق:۔تعلۃ: بمعنی دل لگی۔یعنی مذاق میں دل لگی کی باتیں کرنا یہ باب تفعیل کا مصدر ہے۔ملیم: اسم فاعل باب افعال سے بمعنی کمینہ ہونے والا۔"لوم" مادہ باب نصر سے بمعنی ملامت اور باب افعال سے بمعنی ملامت کا سبب پیدا کرنا، یہاں یہی معنی مراد ہے۔"مُلِيْمٌ" اصل میں "مُلْوِمٌ" بروزن "مُكرِمٌ" تھا، واؤ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن ہے اس لئے واؤ کی حرکت کو لام پر نقل کر کے واؤ کو یا سے تبدیل کر دیا "ملیم" ہوگیا۔ "الفتیان" فتی کی جمع ہے بمعنی جوان "ذکر" بمعنی یاد کرنا اور یاد آنا۔ "بالملیم" کے بعد یہ عبارت محذوف ہے "فانعمتُ عليه لذلك"۔

ترکیب:۔تعلة و الحاق دونوں مفعول ہیں "یومًا" ظرف ہے۔

وَقَالَ الشَّدَّاخُ بْنُ يَعْمَرَ الْكِنَانِيُّ

شَدّاخ نام نہیں ہے بلکہ لقب ہے، اصل نام یعمر بن عوف ہے، چونکہ شاعر نے قبیلہ خزاعہ اور قصی بن کلاب کے درمیان بہترین فیصلہ کیا تھا اس لئے "شَدّاخ" لقب پڑ گیا ہے، شاعر جاہلی ہے قبیلہ کنانہ بن خزیمہ سے تعلق ہے۔

ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ بنو کنانہ اور بنو خزاعہ دونوں ایک دوسرے کے حلیف تھے، دریں اثناء بنو خزاعہ اور بنو اسد کے درمیان جنگ چھڑ گئی، بنو خزاعہ کو شکست ہوئی، بنو خزاعہ نے اپنے حلیف بنو کنانہ کو مدد کیلئے بلایا لیکن بنو اسد کے خلاف مدد کرنے سے بنو کنانہ نے انکار کر دیا کیونکہ ان میں کچھ رشتہ داری تھی، شاعر کا تعلق چونکہ بنو کنانہ سے ہے اسلئے انکار کو اشعار میں بیان کر رہا ہے: محشین کے مطابق شاعر کا نام یعمر کنانی ہے اور شداخ لقب ہے اس لئے الشداخ کے بعد لفظ "بن" غلط ہے۔

قَاتِلِي الْقَوْمَ يَاخُزَاعُ وَلَا ۔۔۔ يَدْخُلْكُمْ مِنْ قِتَالِهِمْ فَشَلُ

ترجمہ:۔اے خزاعہ! قبیلہ اسد سے لڑو اور نہ داخل ہو تمہارے اندر انکے قتال سے بزدلی۔

تحقیق:۔قاتلی: صیغہ واحد مؤنث حاضر ہے، مخاطب بنی خزاعہ ہے۔فشل: باب سمع سے بمعنی بزدل۔"یاخزاع" منادی مرخم ہے، اصل میں "یاخُزاعةُ" تھا۔"القوم" سے قبیلہ بنی اسد مراد ہے۔

ترکیب:۔"ولا یدخلکم الخ" جواب امر اور نہی کا صیغہ ہے اس لئے لام کلمہ ساکن ہے، "فشلٌ" فاعل ہے۔

اَلْقَوْمُ أَمْثَالُكُمْ لَهُمْ شَعَرٌ ۔۔۔ فِي الرَّأْسِ لَا يُنْشَرُوْنَ إِنْ قُتِلُوْا

ترجمہ:۔وہ قوم (بنی اسد) تمہاری طرح ہیں، ان کے سروں پر بھی بال ہیں (تمہاری طرح) اور اگر وہ قتل کئے گئے تو دوبارہ زندہ نہیں

کئے جائیں گے۔

تحقیق:۔"القوم" سے بنی اسد مراد ہے،"شَعرٌ" بمعنی بال جمع شعور ہے،"رأس" بمعنی سر جمع رؤس ہے،"لایُنشرون" مضارع مجہول باب نصر سے بمعنی پیدا کرنا، زندہ کرنا۔

ترکیب:۔"امثالکم" خبر ہے"القومُ" کی"لھم" خبر مقدم ہے اور"شعرٌ" مبتدأ مؤخر،"لایُنشرون" جزا مقدم ہے اور "قُتلوا" شرط مؤخر ہے۔

أَکُلَّمَا حَارَبَتْ خُزَاعَةُ تَحْـ　　دُوْنِیْ کَأَنِّیْ لِاُمِّھِمْ جَمَلُ

ترجمہ:۔کیا جب بھی بنوخزاعہ کسی بھی قوم سے لڑے گی تو وہ مجھے کھینچ کرلے جائے گی، گویا میں ان کی ماں کا اونٹ ہوں (کہ جب چاہے سوار ہوجائے اور ہانکا کرلے جائے)

تحقیق:۔یعنی وہ ہمارا حلیف تو ضرور ہے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ جہاں چاہے جب بھی چاہے اونٹ کی طرح لیجائے اور ہم مدد کرے۔تحدو: حدو مادہ ہے باب نصر سے بمعنی حدی خواں اور مراد اس سے ہانکانا۔صیغۂ واحد مؤنث غائب ہے، ضمیر"خــــزاعة" کی طرف لوٹ رہی ہے"لامھم" کی ضمیر بھی"خزاعة" کی طرف لوٹ رہی ہے البتہ یہاں جمع کی ضمیر باعتبار جماعت لائی گئی ہے۔

ترکیب:۔"أکلما" میں ہمزہ استفہام انکاری اور"کلما الخ" ظرف ہے"تحدونی" کا،"کانی الخ" جملہ حالیہ ہے،"جملٌ" خبر ہے"انّی" کی،"خُزَاعةُ" کے بعد"قومًا" مفعول محذوف ہے۔

وَقَالَ الْحُصَیْنُ بْنُ الْحُمَامِ الْمُرِّیُّ

مخضرمی شاعر ہیں، صحابی ہیں، سلسلۂ نسب یہ ہے، حُصین بن حُمام بن مُسَّاب المُرِّی۔ایک قول کے مطابق مُرّی سے قبیلہ مرة غطفان مراد ہے، دوسرے قول کے مطابق مرة بن عوف بن مری سے تعلق ہے، روایت ہے کہ ان کے مشائخ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ ہمیں بھی خلافت کے کسی عہدے پر فائز کیا جائے، حضرت عمرؓ نے منع کر دیا، پھر انہوں نے کہا کہ ہمیں شوریٰ میں لیا جائے لیکن حضرت عمرؓ نے انکار کردیا، اس پر انہوں نے کہا"لا نَخرُجُ و نحن اُنُوفُ قریش فنکون اذنا بافیکم" یعنی ہم قریش کے بڑے لوگ ہیں اس لئے ہم مطالبات منوائے بغیر نہیں نکلیں گے اور نہ ہی تمہارے تابع بنیں گے۔

ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ شاعر نے ایک مرتبہ اپنے رشتہ دار کے کسی مخالف قبیلہ کی جنگ میں شرکت کی، دوران جنگ شاعر نے پسپائی اختیار کی پھر دوبارہ لوٹ کر حملہ کیا جس کو یہاں بیان کر رہا ہے:

تَأَخَّرْتُ أَسْتَبْقِی الْحَیَاةَ فَلَمْ أَجِدْ　　لِنَفْسِیْ حَیٰوةً مِثْلَ أَنْ أَتَقَدَّمَا

ترجمہ:۔میں (جنگ سے) پیچھے ہٹ گیا زندگی کو بچانے کیلئے، پس میں نے اپنے نفس کیلئے اس سے بہتر زندگی نہیں پایا جو پیش قدمی میں ہے (یعنی پیش قدمی میں جو عزت کی زندگی ہے وہ بھاگنے میں نہیں)

تحقیق:۔تأخرت باب تفعل سے بمعنی پسپا ہونا۔استبقی: بمعنی زندگی طلب کرنا۔"لم اَجِدْ" میں وجد مادہ ہے باب ضرب سے اصل میں

''لم اَوجِدْ'' تھا۔ بمعنی پانا ''اتقدما'' باب تفعل سے مضارع واحد متکلم کا صیغہ ہے بمعنی پیش قدمی کرنا، آخر میں الف اشباعی ہے۔
ترکیب:۔ ''استبقی'' ''تأخرت'' کی ضمیر متکلم سے حال ہے۔ ''حیوۃ'' کے بعد ''طیبۃ'' صفت محذوف ہے، پوری عبارت یوں ہے ''حیٰوۃً طیبۃً فی الفرار''۔

فَلَسْنَاعَلَی الْاَعْقَابِ تَدْمٰی كُلُوْمُنَا وَلٰكِنْ عَلٰی اَقْدَامِنَاتَقْطُرُ الدِّ مَا

ترجمہ:۔ ہمارے زخم ایڑیوں پر خون نہیں بہائینگے (کیونکہ ہم بھاگنے والے نہیں، اسلئے کہ جب آدمی بھاگتا ہے تو نیزہ میں پڑ کر ایڑیوں پر خون گرتا ہے) بلکہ ہمارے زخم آگے قدموں پر خون گراتے ہیں۔
تحقیق:۔ اعقاب: یہ جمع ہے عقب کی، بمعنی ایڑھی۔ تدمی: مادہ دمی ہے، از باب سمع سے بمعنی خون بہانا۔ کلوم کَلْم کی جمع ہے اور کَلْم جمع ہے کَلِمَۃ کی بمعنی زخم۔ تقطر: باب نصر سے بمعنی ٹپکنا۔
ترکیب:۔ ''علی الأعقاب'' ''تدمی'' سے متعلق ہے ''کلومنا'' فاعل ہے ''تدمی'' کا، اور پورا جملہ ''لیس'' کی خبر ہے اور یہ ''کلومنا'' سے حال بھی بن سکتا ہے، حال کی صورت میں ترجمہ ہوگا ''ہمارے زخم خون آلود نہیں ہوتے اس حال میں کہ ان کا خون ایڑھیوں پر گر رہا ہو''۔ ''تقطر'' میں ضمیر فاعل ''کلوم'' کی طرف راجع ہے۔ ''الدما'' کے آخر میں الف اشباعی اور مفعول ہے۔

نُفَلِّقُ هَامًامِنْ رِّجَالٍ اَعِزَّةٍ عَلَيْنَاوَهُمْ كَانُوْااَعَقَّ وَأَظْلَمَا

ترجمہ:۔ ہم (جنگ میں) پھاڑ دیتے ہیں کھوپڑیوں کو ایسے لوگوں کی جو ہمارے لئے عزیز ہیں، جب وہ دوسروں سے زیادہ ظالم و نافرمان بننے لگے۔ (تو ہمیں مجبوراً قتل کرنا پڑتا ہے) مشہور ہے کہ آپ ﷺ نے بھی غزوۂ بدر میں مشرکین کے خلاف یہ شعر پڑھا تھا۔
تحقیق:۔ نُفَلِّقُ: معناہ ای نشق ونفرّق. هاماوهامات جمع هامة معناه مقدم الرأس. اعزة جمع عزة من رجال. اعق يستعمل من نصر وافعال معناه العصيان.
ترکیب:۔ ''هامًا'' مفعول ہے ''نفلق'' کا۔ ''اعزۃٍ'' صفت ہے ''رجالٍ'' کی۔ ''اعق واظلم'' دونوں اسم تفضیل ہیں، یہاں مستعمل بمن کا بھی احتمال ہے اور مستعمل باضافت کا بھی، پہلی صورت میں تقدیری عبارت یوں ہوگی ''اعق من كل عاقٍ واظلمُ من كل ظالم'' اور دوسری صورت میں عبارت یوں ہوگی ''اعق الناس واظلمهم''۔ ''وهم كانوا الخ'' اگرچہ جملہ خبریہ ہے لیکن معنی میں انشاء کے ہے، ''کانوا'' سے قبل ''ان'' حرف شرط محذوف ہے، ''اعق واظلم'' جزاء ہے۔

وَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ عَقِیْلٍ

تعارف و پس منظر:۔ شاعر کا تعلق قبیلہ بنوعقیل سے ہے، یہ آل عمرو (جو شاعر کا رشتہ دار ہے) کو خطاب کر رہا ہے جن سے ان کی لڑائی ہے، کہ تم ہشیار رہو ہم اپنے سرداروں کی ناپسندیدگی کے باوجود تم پر صبح سویرے حملہ کرنے والے ہیں، تیز اور چمکدار تلواروں کے ساتھ، جب ہم تم پر حملہ کرتے ہیں تو آپس میں رشتہ داری کی وجہ سے تم پر بھی نوحہ کرتے ہیں، لیکن عداوت کی وجہ سے اس قربت و رشتہ داری کا ہمیں احساس ہی نہیں ہوتا۔

بكُرْهِ سَرَاتِنَا يَاآلَ عَمْرٍو نُغَادِيكُمْ بِمُرْهَفَةٍ صِقَالِ

ترجمہ:۔اے آل عمرو! ہم اپنے سرداروں کی ناپسندیدگی کے باوجود صبح سویرے تم پر حملہ کردیں گے، تیز چمکدار تلواروں کے ساتھ۔سردار اس لئے جنگ کو ناپسند کرتے ہیں کہ بالآخر رشتہ داری کی وجہ سے ان سرداروں کو ہی پناہ دینے پڑتے ہیں اور نقصان اٹھانے پڑتے ہیں۔

تحقیق:۔سرات بمعنی سردار۔نغادی: صبح کو چلنا غدو مادہ ہے، باب نصر و مفاعلہ سے استعمال ہوتا ہے۔مرھفۃ: باب فتح سے بمعنی تیز تلوار۔صقال: بمعنی صیقل کرنا، چمکدار بنانا، لچکدار ہونا۔یہ صیقل کی جمع ہے۔

ترکیب:۔''بکُرہ الخ'' کا تعلق ''نغادیکم'' سے ہے ''صقال'' صفت ہے ''مرھفۃٍ'' کی۔

نُعَدِّيهِنَّ يَوْمَ الرَّوْعِ عَنْكُمْ وَإِنْ كَانَتْ مُثَلَّمَةَ النِّصَالِ

ترجمہ:۔لوٹائیں گے ہم وہ تلواریں بروز جنگ تمہاری طرف سے اگرچہ ان تلواروں کی دھاریں کند ہوگئی ہوں۔(باہم لڑنے کی وجہ سے)

تحقیق:۔نعدیھن: ای نصرف السیوف۔یوم الروع ای یوم الحرب ''مُثَلَّمَة'' باب کرم و تفعیل سے بمعنی تلوار میں داندانے لگنا۔نصال یہ جمع ہے نصل کی، بمعنی پل، تلوار کی نوک۔

ترکیب:۔''نعدیھن'' کی ضمیر مفعول پہلے شعر میں ''مرھفۃ'' کی طرف عائد ہے۔''و إن کانت'' میں ''إن'' وصلیہ ہے، اور پورا جملہ ''نعدیھن'' کی ضمیر مفعول سے حال ہے۔''مثلمۃَ النصال'' خبر ہے ''کانت'' کی۔جملہ ''نعدیھن'' کا ایک مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی تلواریں تمہاری طرف سے ہٹالیں گے تاکہ تمہاری جانیں بچ جائیں، دوسرا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی تلواریں تمہاری طرف سے ضرور واپس لائیں گے چھوڑ کے نہیں آئیں گے۔

لَهَا لَوْنٌ مِنَ الْهَامَاتِ كَابٍ وَإِنْ كَانَتْ تُحَادَثُ بِالصِّقَالِ

ترجمہ:۔ان تلواروں میں کھوپڑیوں کے خون کی وجہ سے سیاہ مائل سرخ رنگ ہے، اگرچہ ان کو چمکایا گیا ہو صیقل کرکے۔

تحقیق:۔''لونٌ'' کی جمع الوان ہے بمعنی رنگ، ''ھامات'' کا واحد ''ھامۃٌ'' ہے بمعنی کھوپڑی، ''کاب'' بمعنی سیاہ مائل سرخ رنگ، کبو مادہ نصر سے متغیر ہونا۔''تُحادث'' صیغہ مجہول باب مفاعلہ سے بمعنی چمکانا، ''صِقال'' بروزن قتال بمعنی مانجھنا، لانبالی: یہ مبالاۃ سے بمعنی پرواہ کرنا۔

ترکیب:۔''لھا'' خبر مقدم ہے لونٌ موصوف اور ''کاب'' صفت ہے ''من الھامات'' کا تعلق ''لونٌ'' سے ہے۔پھر مبتدأ مؤخر ہے۔''الھامات'' سے پہلے مضاف محذوف ہے، أی دماء الھامات۔

وَنَبْكِي حِينَ نَقْتُلُكُمْ عَلَيْكُمْ وَنَقْتُلُكُمْ كَأَنَّا لَانُبَالِي

ترجمہ:۔اور ہم روتے ہیں جب ہم تمکو قتل کرلیتے ہیں (کیونکہ ہمارے اور تمہارے درمیان رشتہ داری ہے) اور اس حال میں قتل کرتے ہیں گویا کہ ہمیں کوئی پرواہ ہی نہ ہو۔

ترکیب:۔''علیکم'' کا تعلق ''نبکی'' سے ہے۔''حین الخ'' ظرف ہے، ''ونقتلکم کانّا الخ'' حال ہے۔

وَقَالَ الْقَتَّالُ الْكِلَابِيُّ

نام عبداللہ یا عبیداللہ بن بن المضرحی الکلابی العامری ہے۔ یہ اسلامی اموی شاعر ہے، چچا کی لڑکی کے ساتھ باتیں کررہا تھا کہ اس کے بھائی زیاد نے دیکھ لیا، زیاد نے اس سے کہا کہ اگر آئندہ میں نے تمھیں ان سے باتیں کرتے دیکھا تو قتل کردوں گا۔ تو زیاد نے پھر ایک دن بہن کے پاس اس کو دیکھا تو تلوار اُٹھا کر اس کے پیچھے ہولیا، وہ آگے آگے اور یہ پیچھے پیچھے بھاگ رہا تھا، اور قتال کہہ رہا تھا کہ خدا کیلئے مجھے معاف کردو، اور کچھ دور جا کر شاعر کو اچانک نیزہ پڑا ہوا مل گیا، اٹھا کر زیاد کو دے مارا، اور اسکا کام تمام کردیا، پھر یہ اشعار کہے:

نَشَدْتُ زِيَادًا وَالْمَقَامَةُ بَيْنَنَا ۔۔۔ وَذَكَّرْتُهُ أَرْحَامَ سِعْرٍ وَهَيْثَمٍ

ترجمہ:۔ میں نے زیاد کو خدا کا واسطہ دیا (دہائی دی) حالانکہ ہمارے درمیان ہم نشینی تھی (جان پہچان تھی) اور میں نے اس کو سعر وہیثم (یہ دونوں خاندان کے بزرگ آدمی ہیں) کی قرابت بھی یاد دلائی۔

تحقیق:۔ نشــــدت: باب نصر سے بمعنی دہائی دینا، خدا کا واسطہ دینا۔ ارحام: رحم کی جمع ہے بمعنی صلہ رحمی۔ سعر وھیثم: دونوں ان کے دادا اور پردادا کا نام ہے۔ ''المقامة'' بمعنی مجلس جمع مقامات ہے۔

ترکیب:۔ ''الْمُقامةُ بيننا'' حال ہے، ''ارحام الخ'' مفعول ہے۔

فَلَمَّا رَأَيْتُ أَنَّهُ غَيْرُ مُنْتَهٍ ۔۔۔ أَمَلْتُ لَهُ كَفِّيْ بِلَدْنٍ مُقَوَّمٍ

ترجمہ:۔ پس جب میں نے دیکھا کہ وہ باز آنے والا نہیں ہے تو میں نے اپنا ہاتھ لچکدار سیدھے نیزے کیلئے جھکا دیا۔

تحقیق:۔ مـنـتـه: باب افعال سے اسم فاعل بمعنی باز آنا۔ امـلـت: بمعنی مائل کرنا یہ اصل میں ''اَمْيَلْتُ'' تھا، یا متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن ہے اس لئے یا کی حرکت ماقبل میں دے کر یا کو حذف کردیا گیا۔ مراد پھینک دینا۔ لدن: بمعنی لچکدار، چمکدار شروع میں باجارہ ہے۔ مقوم: باب تفعیل سے اسم مفعول بمعنی سیدھا۔

ترکیب:۔ ''غيرُ منتهٍ'' خبر اِنّ ہے، ''رأيتُ الخ'' شرط ہے، ''املتُ الخ'' جزا ہے، ''بلدن'' میں باء لام کے معنی میں ہے۔

وَلَمَّا رَأَيْتُ أَنَّنِيْ قَدْ قَتَلْتُهُ ۔۔۔ نَدِمْتُ عَلَيْهِ اَىَّ سَاعَةِ مَنْدَمٍ

ترجمہ:۔ اور جب میں نے دیکھا کہ تحقیق کہ میں اس کو قتل کرچکا ہوں تو میں اس کے قتل پر نادم اور شرمندہ ہوا، وہ گھڑی کس قدر ندامت وشرمندگی کی گھڑی تھی۔

تحقیق:۔ مـنـدم: مصدر میمی، ندم سمع سے بمعنی نادم وشرمندہ ہونا۔ أی ســاعةمـنـدم: میں ''أیٌّ'' کمال پر دلالت کرنے کیلئے ہے، اصل عبارت یہ ہے: تلك ساعة أی ساعة مندم۔

ترکیب:۔ ''رأیتُ الخ'' شرط ہے، ''قد قتلتُه الخ'' خبر انّ ہے، ''ندمتُ الخ'' جزا ہے، ''أیَّ ساعةِمندمٍ'' میں ''ایٌّ'' کبھی شرطیہ ہوتا ہے لیکن یہاں ظرفیت کی بنا پر منصوب ہے۔

وَقَالَ قَيْسُ بْنُ زُهَيْرِ بن جذيمة العبسي

جاہلی شاعر ہے، سلسلۂ نسب یوں ہے، قیس بن زہیر بن جذیمہ بن رواحہ بن ربیعہ العبسی۔ داحس اور ''غبرا'' یہ دونوں قیس بن زہیر بن جذیمہ العبسی کے دو گھوڑے ہیں جو تیز رفتاری میں مشہور ہیں، ''الخطار'' اور ''الحنفا'' نامی دونوں گھوڑے حذیفہ بن بدر الفزاری کے ہیں، ایک مرتبہ دونوں کے درمیان گھوڑ دوڑ کے مقابلے کا وقت طے ہوا اور ہار جیت پر بیس اونٹنی کی بات ہوئی، وقت مقابلہ سے قبل حذیفہ نے بنی فزارہ کے کچھ نوجوان کو اس بات پر تیار کیا کہ یہ نوجوان میدان گھوڑ دوڑ کے درمیان ایک گھاٹی (شعب الحیس) میں چھپ چھپائے بیٹھ جائیں جب داحس اور غبرا آگے نکلنے کی کوشش کریں تو انہیں روک دیں، چنانچہ مقابلے کے دن یہ نوجوان وہیں بیٹھ گئے، جب داحس اور غبرا آگے بڑھنے لگے تو ان نوجوانوں میں سے ایک نوجوان عمیر بن نصلہ فزاری نے داحس کو پکڑ لیا پھر چھوڑ دیا اور غبرا کو تھپڑ رسید کی، یوں مقابلے میں قیس بن زہیر شکست کھا گیا۔

چونکہ حذیفہ نے ایک غیر اخلاقی کام کیا اس لئے قیس نے حذیفہ کے بھائی عوف بن بدر کو قتل کر دیا پھر بطور دیت سو حاملہ اونٹنی دی، کچھ دنوں کے بعد حذیفہ کے بھائی مالک بن بدر نے قیس کے بھائی مالک بن زہیر کو قتل کر دیا، اس پر قیس نے حذیفہ سے کہا کہ قتل کا مقابلہ تم نے قتل سے لیا اس لئے ہماری دی ہوئی سو اونٹنی واپس کی جائے اور ساتھ ان اونٹنیوں کے بچے بھی واپس ہوں جو وہاں پیدا ہوئے تھے۔ حذیفہ نے کہا کہ ہم اونٹنی واپس کریں گے لیکن بچے واپس نہیں کریں گے کیونکہ یہ یہاں پیدا ہوئے، اس پر دوبارہ دونوں قبیلوں میں لڑائی شروع ہوگئی اور دوران لڑائی جندب بن خلف عبسی نے حذیفہ کے بھائی مالک کو قتل کر دیا، چونکہ اس جنگ میں بنی فزارہ حذیفہ کے ساتھ تھے اس لئے تین قبیلوں میں جنگ شروع ہوئی جو چالیس سال تک رہی، اس جنگ میں حذیفہ بن بدر اور حمل بن بدر وغیرہ مارے گئے، بیس سال کے بعد حارث بن عوف المری نے صلح کی کوشش کی، اس پر قیس نے اپنے قبیلے کے سردار ربیع بن زیاد سے کہا کہ تم ذبیان اور فزارہ وغیرہ سے صلح کرلو، اسی میں خیر ہے البتہ میں اس صلح میں اس لئے شریک نہیں ہوں گا کہ میں نے ان کے بہت سے آدمی مارے، یہ کہہ کر قیس عمان چلا گیا، اسی کی طرف اس شعر میں اشارہ ہے۔ ''وعرض قیسا من ورا عمان'' (تبریزی)

درج ذیل اشعار میں اسی کا تذکرہ ہے۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ شاعر اور ان کے رفقاء تعلق قبیلہ عبس سے ہے اور مدمقابل حذیفہ وغیرہ کا تعلق قبیلہ فزارہ وذبیان سے ہے قبیلہ عبس وذبیان دونوں کا تعلق بغیض بن ریث بن غطفان سے ہے۔

شَفَيْتُ النَّفْسَ مِنْ حَمْلِ بْنِ بَدْرٍ وَسَيْفِي مِنْ حُذَيْفَةَ قَدْ شَفَانِي

ترجمہ:۔ میں نے (یعنی میرے رشتہ دار نے) حمل بن بدر کے قتل سے اپنے نفس کو شفا دی اور میری تلوار نے حذیفہ کو قتل کر کے مجھے شفایاب کیا۔

تحقیق:۔ شفیت: باب ضرب سے مصدر شفاءً بمعنی تندرستی عطا کرنا۔ اور شفا کی نسبت تلوار کی طرف نسبت مجازی ہے۔

ترکیب:۔ ''حمل بن بدر'' سے قبل لفظ قتل محذوف ہے، ''سیفی'' مبتدأ ہے، ''من حذیفة'' بمعنی ''من قتل حذیفة'' کا تعلق ''شفانی'' سے ہے، ''شفانی'' کی ضمیر فاعل ''سیفی'' کی طرف لوٹ رہی ہے، پورا جملہ خبر ہے۔

فَإِنْ أَکُ قَدْبَرَدْتُ بِهِمْ غَلِیْلِیْ فَلَمْ أَقْطَعْ بِهِمْ إِلَّا بَنَانِیْ

ترجمہ:۔ اگرچہ میں نے (ان کو قتل کرکے) اپنی پیاس ٹھنڈی کی اور اپنے غصہ کی آگ بجھائی ہے، تو میں نے ان کو قتل نہیں کیا مگر اپنے ہی انگلیاں کاٹی ہیں۔

تحقیق:۔ بردت: باب نصر سے بمعنی ٹھنڈا کرنا. غلیل کی جمع غلائل ہے باب سمع سے بمعنی پیاس کی شدت وحرارت۔ بنان: بمعنی انگلی کے پورے۔

ترکیب:۔ ''فان'' میں اِنْ شرطیہ ہے اس لئے ''اکن'' کے نون ساقط ہوکر ''اک'' ہوگیا ہے جو کہ شرط ہے، ''فلم اقطع الخ'' جزاً ہے ''اِلّا بنانی'' مستثنیٰ ہے، اِلّا سے قبل ''شیئًا'' مستثنیٰ منہ محذوف ہے۔ ''بھم'' بمعنی بقتل حذیفہ وغیرہ ہے۔

وَقَالَ الْحَارِثُ بْنُ وَعْلَةَ الذهلی

سلسلہ نسب یہ ہے، حارث بن وعلہ بن مجالد الذهلی، جاہلی شاعر ہے اور جنگ ذی قار میں اپنی قوم کا سردار تھا۔ ایک دفعہ ان کی قوم نے ان کے بھائی کو قتل کردیا، تو بیوی نے قصاص نہ لینے پر شاعر کو بزدلی کا عار دلایا جس پر وہ بیوی سے خطاب کرکے کہتا ہے:

قَوْمِیْ هُمْ قَتَلُوْا أُمَیْمَ أَخِیْ فَإِذَا رَمَیْتُ یُصِیْبُنِیْ سَهْمِیْ

ترجمہ:۔ اے امیمہ! میری قوم وہی ہے جنہوں نے میرے بھائی کو قتل کیا، پس اگر میں ان پر تیر چلاؤں تو مجھے ہی لگے گا۔

تحقیق:۔ اُمیم: یہ شاعر کی بیوی کا نام ہے، اصل میں یا اُمیمۃ تھا، ترخیم منادیٰ کرکے ''ۃ'' کو حذف کرڈالا۔ سہم: بمعنی نیزہ۔

ترکیب:۔ ''اخی'' فاعل ہے ''قتلوا'' کا، ''قومی'' مبتدأ اول ہے، ''ھم'' مبتدأ ثانی ہے اور ''قتلوا الخ'' جملہ کے بعد خبر ہے جبکہ ''امیم'' سے پہلے ''یا'' حرف ندا محذوف ہے۔ ''رمیتُ'' شرط ہے اور ''یصیبنی الخ'' جزأ ہے۔ جزأ واقع ہونے کی وجہ سے ''یُصیبُنی'' کی یا ساقط ہوجانی چاہئے تھی، عبارت ''یُصِبْنِیْ'' ہونی چاہئے تھی لیکن ضرورت شعر کی بنا پر ایسا نہیں ہوا۔

فَلَئِنْ عَفَوْتُ لَأَعْفُوَنْ جَلَلًا وَلَئِنْ سَطَوْتُ لَأُوْهِنَنْ عَظْمِیْ

ترجمہ:۔ پس اگر میں معاف کردوں تو بہت بڑے جرم کو معاف کیا، اور اگر حملہ کروں تو اپنی ہڈی کو ہی کمزور کروں گا (کیونکہ وہ بالآخر میری ہی قوم ہیں)

تحقیق:۔ لاعفون: میں لام تاکید ہے اور صیغہ واحد متکلم بانون ثقیلہ ہے باب نصر سے بمعنی معاف کرنا۔ جللا: بمعنی امر عظیم۔ جَلَلٌ کی جمع ہے، یہ لفظ من قبیل الاضداد یعنی چھوٹا اور بڑا جس طرح لفظ شرأ اور لفظ بیع من قبیل الضداد میں سے ہے بمعنی بیع اور فروخت۔ سطوت: سطو مادہ ہے باب نصر سے بمعنی حملہ کرنا۔ لاوہنن: بروزن لَأُکْرِمَنْ ہے، مادہ وھن ہے، باب افعال سے صیغہ واحد متکلم بانون خفیفہ بمعنی کمزور ہونا، یا کرنا۔ عظم بمعنی ہڈی۔

ترکیب:۔ ''فلئن'' میں لام قسم کے لئے ہے، اسی طرح ''لاوھنن'' میں بھی لام قسم کے لئے ہے، بعد والا جملہ جزأ ہے جو قائم مقام جواب قسم ہے۔ ''فلئن'' شرطیہ کا جواب ''لاعفون'' ہے۔ اور ''لاوھنن'' بھی جواب شرط ہے۔

لَاتَأْمَنَنْ قَوْمًا ظَلَمْتَهُمْ وَبَدَأْتَهُمْ بِالشَّتْمِ وَالرَّغْمِ

ترجمہ:۔تو ماً مون (بے خوف نہ ہو) نہ ہو اس قوم سے جس پر تو نے ظلم کیا، اور گالی گلوچ اور ذلیل کرنے میں پہل کی ہو۔

تحقیق:۔لاتأمنن: امن مادہ ہے صیغہ واحد حاضر بانون خفیفہ، باب سمع سے شتم باب نصر سے بمعنی گالیاں۔رغم: باب نصر سے بمعنی ذلیل ہونا۔

ترکیب:۔"ظلمتم" صفت ہے "قوما" کی پھر مفعول ہے۔

أَنْ يَـأْبِـرُوْا نَـخْـلًا لِغَيْـرِهِـمْ وَالشَّـيْءُ تَـحْـقِـرُهُ وَقَدْيَنْمِيْ

ترجمہ:۔(بے خوف نہ ہو اس بات سے) کہ وہ غیر کیلئے کھجور کی اصلاح کریں، کیونکہ جس چیز کو تو حقیر و معمولی سمجھتے ہو وہ حقیقت میں بڑھتی رہتی ہے۔(مطلب یہ ہے کہ کسی کو گالی دے کر یا ظلم وزیادتی کر کے اس سے بے خوف نہیں ہونا چاہئے، ممکن ہے کہ وہ کسی دوسرے سے ملکر تمہارے خلاف لڑائی کھڑی کردے کیونکہ آپ کی معمولی زیادتی وظلم بڑی جنگ کی جانب مفضی ہوسکتی ہے کہ چنگاری ہی سے تو شعلے بھڑکتے ہیں)

تحقیق:۔ان یـأبـروا الـخ: ابر مادہ ہے باب ضرب سے بمعنی صلاحیت دار بنانا، اصلاح کرنا۔نخلا: درخت کھجور، مراد اس سے عورت ہے کیونکہ اہل عرب عورت کو کھجور کے درخت سے تشبیہ دیتے ہیں۔معنی یہ ہوگا کہ وہ لوگ خواتین کو قید کر کے ان سے جماع کریں، تو ہماری خواتین غیر کی اصلاح وثمار کے باعث بنیں گی۔حاشیہ میں دو مفہوم اور بھی ہیں۔

ترکیب:۔"أن یأبروا" "قوما" سے بدل الاشتمال ہے۔

وَزَعَـمْـتُـمْ أَنْ لَّا حُـلُـوْمَ لَـنَـا إِنَّ الْـعَـصَـا قُـرِعَـتْ لِذِی الْحِلْمِ

ترجمہ:۔اور تم نے گمان کیا کہ ہمارے پاس عقل نہیں ہے (اگر یہی بات ہے تم ہمیں متنبہ کردیا کرو) کیونکہ لاٹھی عقلمند آدمی کیلئے کھٹکھٹائی جاتی ہے۔

تحقیق:۔ان الـعـصـا قـرعـت الـخ : یہ ایک ضرب المثل ہے۔کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ تین سوسالہ ایک بوڑھے (عامر بن الظرب) نے اپنے بیٹے سے کہا کہ جب میں غلط کام کرنے لگوں یا غلط فیصلے کرنے لگوں یا اُلٹی سیدھی بات کرنے لگوں تو تم مٹی یا کسی اور جگہ لاٹھی کو کھٹکھٹانا تا کہ میں اپنی غلطی کا احساس کرلوں۔تو بیٹے نے جواب دیا: ان الـعـصـا قـد قـرعـت لذی الحلم. مگر آپ تو شیخ فانی ہو چکے ہیں۔مطلب یہ ہے کہ یہ جملہ کسی کو متنبہ کرنے کے لئے بولا جاتا ہے۔"زعم" باب نصر سے فساد برپا کرنا اور فتح سے گمان کرنا، "عـصـا" بمعنی لاٹھی جمع عُـصِـیّ اور اعـصـا آتی ہے، لاٹھی کو اس لئے عصا کہا جاتا ہے کہ ہاتھ کی تمام انگلیاں ایک جگہ جمع ہو جاتی ہیں، عصا باب نصر سے بمعنی جمع ہونا۔"قرعتْ" باب فتح سے بمعنی کھٹکھٹانا "حُلوم" بمعنی عقلمندی واحد حِلْم ہے۔

ترکیب:۔ "ان" یہ مخففہ من المثقلہ ہے، اصل میں "انّه" تھا۔ضمیر شان ہے۔"حُلوم" اسم لا ہے اور "لنا" خبر لا ہے۔

وَوَطِـئْـتَـنَـا وَطْـئًـا عَـلٰی حَنَقٍ وَطْـأَ الْـمُـقَـيَّـدِنَـابِـتَ الْهَـرَمِ

ترجمہ:۔اور تم (مقتول بھائی) نے ہم کو روندڈالا شدت غضب ناک آدمی کے مانند، جیسے باندھا ہوا اونٹ تروتازہ ہری گھاس کو روند ڈالتا ہے۔

تحقیق:۔وطی: بمعنی روندنا۔باب سمع سے۔حنق: بمعنی شدت غضب حناق جمع ہے۔المقید: جس کو باندھا گیا ہو، مراد اس سے اونٹ ہے۔ نابت بمعنی تازہ ہری گھاس، باندھا اونٹ تازہ ہری گھاس کو بہت آسانی سے اچھے انداز میں خوب زیادہ روند سکے گا بخلاف کھلا اونٹ ہو اور سوکھی گھاس ہو۔هرم: هرمة کی جمع ہے بمعنی نرم گھاس۔

ترکیب:۔"نابت الهرم" میں إضافةالصفة إلى الموصوف ہے،یعنی "الهرم النابت" تازہ ہری گھاس۔اور پورا جملہ "وطأ" مصدر کا مفعول ہے،"علی حنقٍ" صفت ہے"وطأ" کی پھر مفعول مطلق ہے۔"وطأ المقید" ترکیب میں بدل ہے یا ضمیر خطاب سے حال واقع ہے۔

وَتَرَكْتَنَا لَحْمًا عَلٰى وَضَمٍ وَلَوْ كُنْتَ تَسْتَبْقِيْ مِنَ اللَّحْمِ

ترجمہ:۔اور تم نے ہمیں وہ گوشت بنا کر چھوڑا جو قصاب کے تختہ پر ہوتا ہے کاش! کہ تو ہمارے بدن پر کچھ گوشت چھوڑتا۔یعنی اتنی جلدی نہ مرتے یا نہ مارتے،اصل میں آخری دونوں اشعار کا تعلق شاعر کے مقتول بھائی یا مقتول بھائی کے قاتل دونوں سے ہوسکتا ہے،خلاصہ یہ ہے کہ مقتول بھائی کے بعد زندگی بے کار ہوگئی ہے۔

تحقیق:۔وضم:وہ تختہ (ٹڈے) جس پر قصائی گوشت کاٹتا ہے۔اور"وترکتنا لحما" سے کمزوری مراد ہے۔

ترکیب:۔"لحمًا" مفعول ہے،"ولو" تمنی کے لئے ہے نہ کہ شرط کے لئے۔

وَقَالَ أَعْرَابِیٌّ قَتَلَ اَخُوْهُ اِبْنًا لَهُ فَقُدِّمَ اِلَيْهِ لِيَقْتَادَ مِنْهُ

ایک قول کے مطابق اعرابی سے یہاں قیس بن عاصم المنقریؓ مراد ہیں جو کہ صحابی ہیں۔شاعر کے بھائی نے شاعر کے بیٹے کو قتل کر دیا ،جب اس کے بھائی کو شاعر کے سامنے قصاص کیلئے پیش کیا گیا،تو اس نے یہ اشعار کہا:

أَقُوْلُ لِلنَّفْسِ تَأْسَاءً وَتَعْزِيَةً إِحْدٰى يَدَيَّ أَصَابَتْنِيْ وَلَمْ تُرِدِ

ترجمہ:۔میں اپنے نفس سے تسلی اور دلاسا دینے کیلئے کہتا ہوں کہ میرے ایک ہاتھ (بھائی) نے مجھے صدمہ پہنچایا ہے،حالانکہ اس نے اس کا ارادہ نہیں کیا تھا۔(یعنی بھائی نے بیٹے کو قتل کر کے مجھے صدمہ وتکلیف پہنچانے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔)

تحقیق:۔"تعزیةً" العزاز سے مشتق ہے،العزاز بمعنی سخت زمین،جس طرح سخت زمین مضبوط ہوتی ہے اسی طرح تعزیت سے پریشان زدہ آدمی کا دل مضبوط ہوتا ہے،یہ باب تفعیل کا مصدر ہے،تفعیل وتفعلة دونوں باب تفعیل کے مصادر ہیں۔تاْسية:اس کا مادہ اسی ہے باب سمع سے بمعنی تسلی دینا،تعزیت کرنا۔

ترکیب:۔"تاساء وتعزية" یہ مفعول لہ بھی بن سکتا ہے،حال بھی،اور فعل محذوف کیلئے مفعول مطلق بھی۔"ترد" کا فاعل"ید" ہے۔اور یہ"اصابتنی" کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔

كِلَاهُمَا خَلَفٌ عَنْ فَقْدِ صَاحِبِهٖ هٰذَا أَخِيْ حِيْنَ أَدْعُوْهُ وَذَا وَلَدِيْ

ترجمہ:۔وہ دونوں (بھائی اور بیٹے) خلیفہ ہیں ایک دوسرے کے فوت کے وقت،یہ میرا بھائی ہے جب میں اس کو بولاتا ہوں اور یہ میرا بیٹا ہے۔(جو مقتول ہوگیا ہے،لہٰذا بھائی کو معاف کر دینا بہتر ہے ورنہ دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھوں گا)

تحقیق:۔خلف:بمعنی خلیفہ،قائم مقام،اولاد،خَلَفٌ اگر بفتح اللام ہو تو اچھے جانشین ورنہ برے جانشین۔فقد:گم کرنا باب ضرب سے۔حین:بمعنی وقت،زمانہ جمع اس کی احیان آتی ہے۔

ترکیب:۔ ''کـلاھما'' لفظاً مفرد اور معنیً تثنیہ ہے اس کو تثنیہ معنوی کہا جاتا ہے اور یہ ترکیب میں مبتدا ہے، ''خلفٌ الخ'' خبر ہے۔ کلا کے لفظ کے اعتبار سے خبر بصورت مفرد لائی گئی ہے۔ ''عن فقد'' بمعنی ''عند فقد'' ہے۔

وَقَالَ إِيَاسُ بْنُ قَبِيْصَةَ الطَّائِيُّ

نام ایـاس بـن قبیصه بن ابی یعفر الطائی ہے، ابن خلدون کے مطابق شاہ کسریٰ نے حیرہ کے گورنر نعمان کو قتل کروانے کے بعد قبیصہ کو حیرہ کا گورنر بنا دیا تھا اور ایاس بن قبیصہ کو عرب سرحدات کا ذمہ دار مقرر کیا تھا اور حضورؐ نے ولایت ایاس میں ایک لشکر بھی بھیجا تھا، پھر شاعر عین التمر نامی جگہ کا گورنر مقرر رہا تھا اور جنگ ذی قار میں جھنڈا اس کے پاس تھا۔ یہ شاعر جاہلی ہے، جس کا تعلق قبیلہ بنو طے سے ہے، شاعر کو اس کی قوم نے کسی عورت پر عاشق ہونے کا طعنہ دیا، جس پر شاعر نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر یہ اشعار کہے:

مَـاوَلَـدَتْـنِـيْ حَـاصِـنٌ رَبْـعِيَّةٌ لَـئِـنْ أَنَـامَـالَأْتُ الْهَوٰى لِإتِّبَاعِهَا

ترجمہ:۔ قبیلہ ربیعہ کی پاک دامن عورت (یعنی والدہ) مجھے نہ جنے (خدا کی قسم) اگر میں خواہشات نفس کی طرف مائل ہوا، اس عورت کی اتباع کیلئے۔ یعنی جس عورت کے پیروی کی لوگ مجھے طعنہ دے رہے ہیں۔

تحقیق:۔ حـاصن: پاکدامن عورت باب کرم ہے، ربیعۃ: ربعیہ بن نزار کی طرف منسوب ہے یہاں اپنی ماں مراد ہے۔ مـالأت: من مـفـاعـلـہ ''مـل ء'' مادہ ہے بمعنی مائل ہونا، بھر دینا، مدد کرنا۔ آخری معنی اگر کر لیا جائے تو زیادہ صحیح ہے۔ ''ھـوی'' باب سمع سے بمعنی خواہشات نفسانی اور باب ضرب سے بمعنی اوپر سے نیچے کی طرف گرنا۔

ترکیب:۔ ''مـا ولـدتـنـی الخ'' جز مقدم ہے، ''لـئـن انا الخ'' شرط مؤخر ہے۔ ''حـاصـنٌ ربیعةٌ'' موصوف صفت ہے، چونکہ ''حاصن'' خواتین کے ساتھ خاص ہے اس لئے علامت تانیث کی ضرورت نہیں ہے۔

أَلَـمْ تَرَأَنَّ الْأَرْضَ رَحْبٌ فَسِيْحَةٌ فَهَـلْ تُـعْـجِزُنِّيْ بُقْعَةٌ مِنْ بِقَاعِهَا

ترجمہ:۔ کیا آپ نہیں دیکھتے! کہ بے شک زمین بہت بڑی کشادہ، وسیع ہے۔ کیا زمین کا کوئی حصہ مجھے رہنے سے عاجز کر سکتا ہے؟ (نہیں، استفہام انکاری ہے، اسی طرح اس خاتون کی محبت بھی مجھے اپنی طرف مائل نہیں کر سکتی۔)

تحقیق:۔ رحب: باب کرم سے بمعنی کشادہ۔ لفظ ''ارض'' مؤنث سماعی ہے اور مؤنث سماعی میں لفظاً علامت تانیث نہ ہونے کی وجہ سے اسے مذکر کے حکم میں بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے ''رحب'' خبر مذکر لانا بھی صحیح ہے۔ فسیـــــحة: بمعنی عریض کشادہ، چوڑا اس میں لفظ ''ارض'' کی مؤنث کا اعتبار کیا گیا ہے۔ تعجزنّی: میں ایک نون خفیفہ اور ایک نون وقایہ ہے۔ باب افعال سے بمعنی عاجز کرنا۔

ترکیب:۔ ''الم تر'' رویت قلبی مراد ہے نہ کہ بصری وعلمی، ''رحبٌ'' انّ کی خبر اول اور ''فسیحةٌ'' خبر ثانی ہے، خبر اول مذکر اور خبر ثانی مؤنث ہے کیونکہ ''ارض'' مؤنث سماعی ہونے کی وجہ سے مذکر و مؤنث دونوں ہو سکتا ہے۔ ''ھل'' مبتدا ہے، ''تـعـجـزنّی الخ'' خبر ہے ''من بقاعھا'' کے بعد ''للسکونة'' محذوف ہے۔

وَمَبْثُوْثَةٍ بَثَّ الدَّبٰى مُسْبَطِرَّةٍ رَدَدْتُ عَـلٰى بِطَائِهَامِنْ سِرَاعِهَا

ترجمہ:۔ بہت سے پھیلے ہوئے (گھوڑے) ٹڈی دل کی طرح منتشر ہیں، جن کے سست رفتاروں پر تیز رفتاروں کو (اگلے حصے کو پچھلے حصے کی طرف بھگادیا ہوں) لوٹادیا۔ (تا کہ سب جمع ہوجائیں، اس سے اپنی فوج کی کثرت بتانا مقصود ہے)

تحقیق:۔ ومبثوثۃ: میں واؤ بمعنی رب ہے، مبثوث باب نصر سے بمعنی پھیلا ہوا۔ یہاں موصوف محذوف ہے ای خیل مبثوثۃ:۔ الدبی: چھوٹے چھوٹے ٹڈیوں کی جماعت، دباۃ مفرد ہے۔ مسبطرۃ: بمعنی متفرق ہونا، باب افعلال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ بطاء یہ جمع ہے بطیء کی، جیسا کہ سرعا جمع سریع کی۔

ترکیب:۔ "مبثوثۃ، مسبطرۃ" دونوں "خیل" موصوف محذوف کی صفت ہے۔ ''بَثَّ'' باب نصر کا مصدر ہے اور ''بثَّ الدَّبٰی'' "مفعول مطلق ہے "مبثوثۃٍ" کا، پوری عبارت یوں ہوگی ''وخیلٍ مبثوثۃٍ مسبطرَّۃٍ بَثَّ الدَّبٰی''۔ ''مِن'' زائدہ ہے۔ ''سِراعِھَا'' مفعول ہے ''رددتُ'' کا۔

وَأَقْدَمْتُ وَالْخَطِّيُّ يَخْطِرُ بَيْنَنَا　　لِأَعْلَمَ مَنْ جَبَانُهَا مِنْ شُجَاعِهَا

ترجمہ:۔ اور میں نے پیش قدمی کی (آگے بڑھتا رہا) اس حال میں خطی نیزے ہمارے درمیان حرکت کر رہے تھے۔ تاکہ جان لوں (تمیز کرسکوں کہ گھوڑوں میں سے) کون بزدل اور کون بہادر ہے؟۔

تحقیق:۔ والخطی :منسوب الی مقام الخط والمراد به سهم جید .لان سهم الخط یکون جیداً. یخطر: یستعمل من باب ضرب معناه الحرکة. "لِأَعلم" میں لام تعلیل کے لئے ہے اور علم کے صلہ میں "مِن" آنے سے تمیز کا معنی ہوتا ہے، یہاں یہی معنی مراد ہے۔

ترکیب:۔ مَنْ جَبَانُهَا" میں ''من'' موصولہ ہے، ضمیر ''خیل'' کی طرف راجع ہے۔ "مِنْ شُجَاعِهَا" کا تعلق "اَعْلَمَ" سے ہے۔ ''والخطی الخ'' جملہ حالیہ ہے۔

وَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ

ایک قول کے مطابق یہاں رجلٌ سے لُقَحیف العجلی مراد ہے۔ یہ بنو تمیم کا شاعر ہے، اس کے پاس ''سکاب'' نامی ایک عمدہ گھوڑا تھا، کسی بادشاہ (خلیفہ وقت) نے شاعر سے طلب کیا، تو دینے سے انکار کر کے معذرت کر رہا ہے:

أَبَيْتَ اللَّعْنَ إِنَّ سَكَابِ عِلْقٌ　　نَفِيْسٌ لَاتُعَارُ وَلَاتُبَاعُ

ترجمہ:۔ تو لعنت واسباب لعنت سے محفوظ ہو بیشک کہ ''سکاب'' گھوڑا ایک محبوب عمدہ شئے ہے جس کو نہ عاریت دیجاتی ہے، نہ اسے فروخت کیا جاسکتا ہے۔

تحقیق:۔ ابیت اللعن: کا معنی ہے کہ آپ لعنت کا انکار کردے، یہ کلمہ دعائیہ ہے جس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو لعنت وملامت سے محفوظ رکھے۔ سکاب: یہ مبنی علی الکسرہ ہے، شاعر کے گھوڑے کا نام ہے۔ علق: بمعنی مرغوب چیز۔ جمع اعلاق ہے۔ نفیس بمعنی عمدہ ''لا تُعارُ'' باب افعال سے بمعنی عاریت پر دینا، عور مادہ ہے باب سمع سے کانا ہونا، یہ اصل میں ''لا تُعوَرُ'' تھا واؤ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن ہے اس لئے واؤ کی حرکت

ماقبل میں نقل کر کے واؤ کو الف سے بدل دیا گیا۔

ترکیب:۔"أبیت اللعن" یہ جملہ دعائیہ ہے۔"سکاب"موصوف ہے، عِلقٌ صفت اول اور"نفیس"صفت ثانی پھر اسم انّ ہے"لا تُعار الخ"خبر ہے۔

مُـفَـدَّاۃٌ مُـکَـرَّمَۃٌ عَـلَـیْـنَـا یُـجَـاعُ لَهَـاالْعِیَـالُ وَلَاتُجَـاعُ

ترجمہ:۔ ہماری جان اس (گھوڑا) پر فدا ہے، وہ ہمارے نزدیک باعزت ہے۔اس کیلئے بچوں کو بھوکا رکھا جاسکتا ہے، مگر وہ بھوکا نہیں رکھا جاسکتا۔

تحقیق:۔مفداۃ: بالتشدید، فدیہ سے ہے،یقال بابی و امی فداء علیک."یُجاع"باب نصر سے مجہول کا صیغہ ہے، جوع مادہ ہے، اصل میں"یُجْوَعُ"تھا، واؤ متحرک ماقبل میں حرف ساکن ہے اس لئے واؤ کی حرکت ماقبل میں نقل کر کے واؤ کو الف سے بدل دیا گیا۔

ترکیب:۔"مُفَدَّاۃٌ"خبر ہے،"هِیَ"مبتدا محذوف ہے۔اسی طرح"مکرّمۃٌ"سے پہلے"هی"مبتدا محذوف ہے۔

سَلِیْلَۃُ سَـابِقَیْـنِ تَـنَـاجَلَاهَـا إِذَانُسِبَـا یَـضُـمُّـهُـمَـا الْـکُـرَاعُ

ترجمہ:۔(وہ گھوڑا) دو آگے بڑھنے والے (گھوڑا، گھوڑی) کا بچہ ہے، جنہوں نے اس کو جنا۔جب ان دونوں کا نسب بیان کیا جائے تو کُراع"سانڈ"ان کو ملادیتا ہے (یعنی اس کا سلسلہ نسب کراع سے جاملتا ہے، یعنی عمدہ نسل کا گھوڑا ہے۔)

تحقیق:۔سلیلۃ: باب نصر سے کھینچنا، بروزن فعیل جو مفعول کے معنی میں ہے۔آخر میں"ۃ"اسمیہ ہے جو کہ زائدہ ہے، بمعنی مسلول یعنی جس کو نکالا گیا ہے، مراد بچہ ہے۔سابقین: تثنیہ ہے بمعنی دو گزرے ہوئے، مراد والدین ہیں۔تـنـاجـلا: بروزن تقابلا، بمعنی جننا۔الکرع: ایک عمدہ گھوڑے کا نام ہے، جو بہت پہلے گزرا ہے۔

ترکیب:۔"سلیلۃُ سابقین"مبتدأ ہے،"تنا جلاها"خبر ہے"ها"ضمیر"سلیلۃ"کی طرف لوٹ رہی ہے،"نُسبا"شرط اور"یضمهما الخ"جزا ہے۔

فَلَاتَـطْـمَـعْ أَبَیْـتَ الـلَّـعْنَ فِیْهَـا وَمَـنْـعُـکَـهَـابِشَـیْءٍ یُسْتَطَـاعُ

ترجمہ:۔تو اس گھوڑے کی طمع نہ کر، تو لعنت سے محفوظ ہو۔اور تجھ کو اس سے روکنا ایک ایسی چیز کے بدلے میں جس کا مجھے طاقت ہو۔(یعنی تجھ کو کسی بھی چیز کے ذریعہ اس گھوڑے سے روکنے کی استطاعت ہے)

ترکیب:۔"منعکها"مبتدا، اور"بشیءٍ"موصوف"یستطاع"صفت، موصوف صفت سے ملکر"ثابت و غیرہ"سے متعلق ہو کر خبر۔دوسرا احتمال یہ ہے کہ"منعکها"مبتدا،"یستطاع"خبر اور"بشیء""منعکها"سے متعلق ہو۔"فلا تطمع"کے بعد ضمیر"ها"محذوف ہے جو سکاب کی طرف لوٹ رہی ہے۔

وَقَالَتْ اِمْرَأَۃٌمِّنْ طَیِّءٍ

مؤرخین کے مطابق یہ بهدل بن قرفه الطائی کی بیٹی ہے، الاصابہ کے مطابق بهدل یحیی بن جعده بن هبیره کے قتل تک زندہ تھا اور یحیی کا قتل عبداللہ بن زبیرؓ کے دور (رجب 60ھ/مئی 681ء تا 73ھ/693ء) میں ہوا ہے، اس اعتبار سے یہ محترمہ اسلامی شاعرہ ہے۔شاعرہ کا تعلق قبیلہ بنی طے سے ہے، شاعرہ کے باپ"بہدل بن قرفہ الطائی"نے عون بن جعدۃ بن هبیرہ المخزومی کو قتل کرڈالا (جو کہ بنی طے کا چور تھا)، پھر حاکم عبدالملک بن مروان کی طرف سے شہر کے گورنر عثمان بن حیان نے قصاص میں"بہدل"کو بھی

قتل کروادیا، توان کی لڑکی شاعرہ انکے باپ کے قتل کا ذکر مرثیہ میں کر رہی ہے۔

دَعَادَعْوَةً یَوْمَ الشَّرٰی یَالَ مَالِکٍ وَمَنْ لَّایُجِبْ عِنْدَالْحَفِیْظَةِ یُکْلَمِ

ترجمہ:۔پکارا (میرے باپ بہدل نے) شریٰ کے دن، اے آل مالک! (میری مدد کرو) اور جس شخص کو جواب نہ دیا گیا ہو غیض وغضب کے وقت وہ زخمی کر دیا جاتا ہے۔

تحقیق:۔الشری: ایک جگہ کا نام ہے جو جبل طے میں ہے۔ الحفیظة: غضب۔ یکلم: باب سمع سے بمعنی زخم۔ یال مالک مخفف ہے ''یاآل مالک'' کا۔ یالام استعانت کے لئے ہے۔

ترکیب:۔''یال مالک'' میں لام استغاثہ کیلئے ہے اور ''یاآلَ مالک'' بھی ہوسکتا ہے، تخفیفاً ہمزہ کو حذف کر دیا گیا۔ ''دعا'' کی ضمیر بہدل کی طرف لوٹ رہی ہے، ''دعوۃً'' مفعول مطلق ہے، ''لایُحب الخ'' شرط ہے اور ''یکلم'' جزا ہے۔

فَیَاضَیْعَةَ الْفِتْیَانِ إِذْیَعْتِلُوْنَهٗ بِبَطْنِ الشَّرٰی مِثْلَ الْفَنِیْقِ الْمُسَدَّمِ

ترجمہ:۔افسوس ہے جوانوں کے ضائع ہونے پر، جب دشمن اس (بہدل) کو گھسیٹ رہے تھے دامن شری میں جس حال میں وہ تھے مانند موٹا تازہ اور قوی سانڈ کے۔

تحقیق:۔یعتلونه: عتل مادہ ہے، باب نصر سے بمعنی گھسٹنا۔ فنیق بمعنی گھوڑا۔ مسدم: بمعنی موٹا، قوی۔

ترکیب:۔''ضیعة الفتیان'' سے پہلے ''انظروا'' فعل محذوف ہے، ای یاقومی انظروا ضیعة الفتیان. یا منادیٰ مضاف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، حرف ندا یہاں تعجب وافسوس کیلئے ہے، ''مثل الفنیق'' حال ہے، ''یعتلونه'' کی ضمیر سے۔

أَمَافِیْ بَنِیْ حِصْنٍ مِنَ ابْنِ کَرِیْهَةٍ مِنَ الْقَوْمِ طَلَّابِ التِّرَاتِ غَشَمْشَمِ

ترجمہ:۔کیا! نہیں ہے قبیلہ بنو حصن میں کوئی جنگجو جو بدلہ لے قوم دشمن سے، اور مضبوط ارادہ والا ہو۔

تحقیق:۔ابن کریهة: بمعنی جنگ کا بچہ مراد جنگجو ہے۔ الترات: بمعنی بدلہ۔ غشمشم: بمعنی پکا ارادہ کرنے والا آدمی۔ اما: میں ''ما'' نافیہ ہے۔ ''طَلّاب'' بفتح الطأ مبالغہ کا صیغہ ہے بمعنی زیادہ طلب کرنے والا۔

ترکیب:۔''من القوم'' میں الف لام عوض مضاف الیہ کے ہے ''من القوم العدو'' یہ ''بنی حصن'' کا بیان ہے اور ''أما'' میں ہمزہ استفہامیہ اور ''ما'' نافیہ ہے۔

فَیَقْتُلَ جَبْرًا بِامْرِئٍ لَمْ یَکُنْ لَهٗ بَوَاءً وَلٰکِنْ لَّاتَکَایُلَ بِالدَّمِ

ترجمہ:۔تاکہ وہ (جنگجو) قتل کرے جبر (جو بھدل کا قاتل ہے) کو ایسے آدمی (بھدل) کے بدلے میں جس کا ہمسر اور مساوی کوئی نہیں ہے۔ لیکن خون میں بھی مساوات نہیں ہے۔

تحقیق:۔''بامری ءٍ'' بمعنی بمعاوضة امری ءٍ کے ہے، ''بواءً'' باب نصر کا مصدر ہے بمعنی برابری اور مساوات، ''تکایل'' کیل سے نکلا ہے، باب تفاعل کا مصدر ہے بمعنی مساوات۔

ترکیب:۔''فیقتل بالنصب'' یہ جواب استفہام ہے، ''جبرا'' تمیز یا حال ہے، اس صورت میں ''یقتل'' کا مفعول ''رجلا''

شجاعا" (یعنی بھدل کا قاتل) محذوف ہوگا، یا جراً مفعول بہ ہے اور یہ بھدل کے قاتل کا نام ہے۔ "لم یکن لہ بواء" میں "بواء" بالرفع یکن کا فاعل ہے، "لہ" کی ضمیر بھدل کی طرف لوٹ رہی ہو، یا بالنصب "لم یکن" کی خبر ہو اور لم یکن کی ضمیر جبر (قاتل بھدل) کی طرف اور "لہ" کی ضمیر بھدل کی طرف لوٹ رہی ہو۔ "تکایل" اسم لا ہے اور "بالدم" شبہ فعل محذوف سے متعلق ہو کر خبر لا ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ بَنِيْ فَقْعَسٍ

مؤرخین کے مطابق یہ مرۃ بن عدار الفقعسی بن عمرو بن خزیمہ ہے۔ شاعر کا تعلق قبیلہ بنو فقعس سے ہے، یہ ایک دفعہ قید میں تھا کہ اس کے چچازاد بھائیوں اور رشتہ داروں نے اس کی رہائی میں اس کی کوئی مدد نہیں کی اسلئے شاعر اس واقعہ کو یہاں بیان کر رہا ہے:

رَأَيْتُ مَوَالِيَّ الْأُلٰى يَخْذُلُوْنَنِيْ عَلٰى حَدَثَانِ الدَّهْرِ إِذْ يَتَقَلَّبُ

ترجمہ:۔ میں نے اپنے چچازاد بھائیوں کو دیکھا جنہوں نے مجھے ذلیل کیا اور میری مدد نہ کی۔ حوادثات زمانہ میں جبکہ وہ (مجھے) الٹ پلٹ رہے تھے۔

تحقیق:۔ موالی: جمع مولیٰ بمعنی چچازاد بھائی۔ الالی: یہ جمع ہے الذین کی۔ یخذلوننی: باب نصر سے بمعنی چھوڑ دینا۔ رسوا کرنا۔ "حدثان الدھر" بمعنی زمانہ کی مصیبت، "یتقلب" باب تفعل سے بمعنی الٹ پلٹ کرنا۔ ضمیر "الدھر" کی طرف لوٹ رہی ہے۔ یہ اصل میں "یتقلبنی" تھا۔

ترکیب:۔ "موالی الخ" مفعول ھے "رائیتُ" کا، "الالیٰ الخ" صفت ہے "موالیّ" کی، "یخذلوننی" صلہ ہے "الالیٰ" کا، "اذ یتقلب" ظرف ہے۔

فَهَلَّا أَعَدُّوْنِيْ لِمِثْلِيْ تَفَاقَدُوْا إِذَا الْخَصْمُ أَبْزٰى مَائِلُ الرَّأْسِ أَنْكَبُ

ترجمہ:۔ پس انہوں نے کیوں میری (مجھ جیسے جنگجو) مدد کی تیاری نہ کی (یعنی مجھے قید سے کیوں نہیں چھڑایا) تم آپس میں ایک دوسرے کو گم کر دو، جب دشمن سینہ تان کر سر جھکا کر، ٹیڑھا ہو کر آئے۔

تحقیق:۔ ھلا: حرف تخصیص ہے۔ اعدو: بمعنی تیاری کرنا۔ تفاقدوا: ایک دوسرے کو گم کر دینا۔ یہ جملہ معترضہ، کلمہ بددعائیہ ہے۔ ابزی: بمعنی سینہ نکال کر کمر گھسا کر چلنا باب سمع سے اسم تفضیل ہے، مستعمل باضافت ہے، اصل عبارت یوں ہے "ابزی الناس"۔ انکب: باب انفعال ماضی واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے، کبٌّ مادہ ہے بمعنی استقامت سے مائل ہونا، مراد متکبر آدمی۔

ترکیب:۔ "الخصم" مبتدأ ھے، ابزیٰ خبر اول، مائل الرأس خبر ثانی اور "انکب" خبر ثالث ہے۔ پورا جملہ شرط مؤخر ہے اور "فھلا الخ" جزا مقدم ہے۔ یہ جملہ معترضہ بددعائیہ ہے۔ بمعنی یکدوسرے کو گم کر دے۔

وَهَلَّا أَعَدُّوْنِيْ لِمِثْلِيْ تَفَاقَدُوْا وَفِي الْأَرْضِ مَبْثُوْثٌ شُجَاعٌ وَعَقْرَبُ

ترجمہ:۔ اور انہوں نے کیوں مجھ جیسے آدمی کیلئے مدد کی تیاری نہیں کی، حالانکہ زمین میں اژدھے اور بچھو پھیلے ہوئے ہیں (یعنی زمین میں چھوٹے بڑے دشمن موجود ہیں تو انہوں نے میری مدد کر کے ان کے مقابلہ کیلئے کیوں تیاری نہیں کی؟)

تحقیق:۔مبثوث :ای متفرق۔شجاع: ای افعم بمعنی اژدہا۔عقرب : بچھو۔

ترکیب:۔"شجاعٌ و عقربٌ" مبتدأ مؤخر ہےاور"فی الارض" کا تعلق"مبثوث" سے ہےاور یہ خبر مقدم ہے۔

فَلاتَأخُذُوْاعَقْلاًمِنَ الْقَوْمِ إنَّنِيْ أرَى الْعَارَيَبْقٰى وَالْمَعَاقِلُ تَذْهَبُ

ترجمہ:۔پس دیت نہ لو(اگر میں قتل کر دیا جاؤں)تم قوم (دشمن) سے، کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ عار(طعنہ یا بزدلی) تو باقی رہ جاتی ہے اور دیات(مال ودولت)ختم ہو جاتی ہیں۔

تحقیق:۔المعاقل: جمع ہے"معقلة"(بضم القاف) کی بمعنی دیات۔عقلا: بمعنی دیت، بدلہ۔

ترکیب:۔"القوم" میں الف لام عوض مضاف الیہ کے ہے ای من قوم العدو، "یَبْقٰی" باب سمع سے بمعنی باقی رہنا، فاعل کی ضمیر "العار" کی طرف لوٹ رہی ہے۔

كَأنَّكَ لَمْ تَسْبَقْ مِنَ الدَّهْرِلَيْلَةٌ إذَاأنْتَ أدْرَكْتَ الَّذِيْ كُنْتَ تَطْلُبُ

ترجمہ:۔گویا کہ تجھ پر کوئی زمانے کی کوئی مصیبت ہی نہیں آئی، جب تو پالے اس چیز کو جو تجھے مطلوب ہے۔(یعنی جس کام کیلئے تو کوشش کر رہا ہے اگر اس کو حاصل کرنے میں کوئی مصیبت اٹھانی پڑے اور وہ حاصل ہو جائے تو اس مصیبت اور تکلیف کا کچھ بھی اثر باقی نہیں رہتا)

تحقیق:۔لیلة: بمعنی رات یہاں مراد مصیبت ہے ،لان المصیبة تجیء فی اللیل بزعمهم ."لم تسبق" باب فتح سے بمعنی سبقت کرنا، آنا۔

ترکیب:۔لم تسبق: کا مفعول محذوف ہے ای لم تسبقک. "لیلة" فاعل ہے، پورا جملہ قائم مقام جزا ہے اور "اذا الخ" قائم مقام شرط مؤخر ہے، "تطلب" کے بعد مفعول کی ضمیر "ہ" محذوف ہے جو "الّذی" کی طرف لوٹ رہی ہے۔

وَقَالَ اٰخَرُ

درج ذیل اشعار اس مقتول آدمی کے بارے میں کہے گئے ہیں جس کے قاتل کو مقتول کے اولیأ نے گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا تھا۔

وَلٰكِنْ أبٰى قَوْمٌ أُصِيْبَ أخُوْهُمْ رِضَاالْعَارِفَاخْتَارُوْا عَلَى اللَّبَنِ الدَّمَا

ترجمہ:۔لیکن اس قوم نے انکار کیا جن کا بھائی مارا گیا عار پر رضامندی سے،(یعنی دیت لینے سے) پس انہوں نے اونٹ کے بدلے میں خون بہا کو ترجیح دی۔(یعنی دیت قبول نہیں کی اور قصاص کو پسند کیا)

تحقیق:۔اُصیب :بمعنی قتل۔اللبن :بمعنی دودھ، مراد اس سے اونٹ کی دیت ہے۔الدم: خون بہا۔

ترکیب:۔"رِضَاالْعَارِ" مفعول بہ ہے، "ابٰی" فعل کا۔"اُصیبَ الخ" صفت ہے "قومٌ" کی۔

فَلَوْأنَّ حَيًّايَقْبَلُ الْمَالَ فِدْيَةً لَسُقْنَالَهُمْ سَيْلاًمِنَ الْمَالِ مُفْعَمَا

ترجمہ:۔پس اگر ان کا کوئی قبیلہ مال(دیت) پر بطور فدیہ کے قبول کرتا، تو ہم ان کو بھر دیتے بہت سارے مال کے سیلاب سے۔

تحقیق:۔"حیًّا" بمعنی کوئی بھی قبیلہ مقتول کا۔فدیة :تمیز ہے، یا حال۔سقنا: بروزن "قُلنا" جمع متکلم کا صیغہ ہے بمعنی ہانکنا، ہانکنا، مفعم :اسم مفعول ہے باب افعال سے بمعنی بھر پور۔

ترکیب:۔"فدية" تمیز۔ یا حال ہے۔"مفعما" یہ "سیلا" کی صفت ہے۔ پھر مفعول ہے۔

وَقَالَتْ كَبْشَةُ أُخْتُ عَمْرِو بْنِ مَعْدِيكَرِب

عمرو بن معدیکرب کی سوانح عمری الگ طور پر ہے، یہ اس کی بیٹی ہے۔ ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ ایک مرتبہ عمرو بن معدیکرب (صحابی شاعر اسلامی) کا بھائی عبداللہ بن معدیکرب جو قبیلہ بنو زبید کا سردار تھا۔ کسی محفل میں بیٹھ کر قبیلہ بنو مازن بن ربیعہ کے ساتھ شراب پی رہا تھا۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ بنو زبید کے سردار، بنو مازن کے پاس گیا اور دیکھا ہے کہ بنو مازن کے حبشی غلام، بنو زبید کی عورتوں کے بارے میں تشبیبی اشعار کہہ رہا ہے، تو عبداللہ نے اس کو تھپڑ مارا، اور وہ چیخا تو بنو مازن کے لوگ آئے اور اس کو قتل کر دیا، بعد میں بنو مازن کے لوگ عبداللہ کے بھائی عمرو بن معدیکرب کے پاس آئے اور رحم کی اپیل کرتے ہوئے قصاص کے بجائے دیت لینے کی درخواست کی اور عمرو دیت لینے والا ہی تھا کہ اس کی بہن "کبشہ" نے اس کو دیت نہ لینے پر درج ذیل اشعار کہے حتی کہ عمرو نے قصاص ہی لیا۔

أَرْسَلَ عَبْدُاللّٰهِ إِذْحَانَ يَوْمُهُ — إِلٰى قَوْمِهٖ لَاتَعْقِلُوْالَهُمْ دَمِيْ

ترجمہ:۔ عبداللہ نے بوقت قتل اپنی قوم کے پاس یہ پیغام بھیجا ہے کہ تم میرے خون کے بدلے میں دیت نہ لو ان سے (بلکہ قصاص لو)۔

تحقیق:۔ حان: باب ضرب حيناً مصدر بمعنی وقت کا آنا۔ حان يومه سے کنایہ ہے موت کا قریب آنا. لاتعقلوا: عقل له دم فلان (ض) عقلا بمعنی دیت پر راضی ہونا، اور قصاص چھوڑنا. عقل القتيل : دیت دینا۔

وَلَاتَأْخُذُوْامِنْهُمْ إِفَالًاوَأَبْكُرًا — وَأُتْرَكَ فِيْ بَيْتٍ بِصَعْدَةَ مُظْلَمِ

ترجمہ:۔ اور نہ لینا ان سے اونٹوں کے بچے اور جوان اونٹ تاکہ میں صعدہ مقام کی اندھیری قبر میں پڑا رہوں۔ (عربوں کا اعتقاد ہے کہ مقتول کے عوض قصاص چھوڑ کر دیت لینے سے مقتول تاریک قبر میں ہوتا ہے اس لئے دیت نہ لو بلکہ قصاص لو۔)

تحقیق:۔ صعد: ایک جگہ کا نام ہے جہاں اس کی قبر ہے۔ إفال: یہ افیل کی جمع ہے، بمعنی چھوٹے اونٹ۔ "ابکر" یہ بکر کی جمع ہے، بمعنی بڑے اونٹ۔

ترکیب:۔ "واترک" میں "واؤ صرف کی وجہ سے منصوب ہے، کیونکہ واؤ صرف کے بعد ان مصدر یہ مقدر ہوتا ہے، "مظلم" یہ "بیت" کی صفت ہے۔ "منهم" کی ضمیر بنی مازن کی طرف لوٹ رہی ہے۔

وَدَعْ عَنْكَ عَمْرًاإِنَّ عَمْرًامُسَالِمٌ — وَهَلْ بَطْنُ عَمْرٍوغَيْرَشِبْرٍلِمَطْعَمِ

ترجمہ:۔ چھوڑ عمرو کا تذکرہ وہ تو دیت لے کر صلح کرنے والا ہے، کیا اس کا پیٹ ایک بالشت سے بڑا ہے (ہرگز نہیں پھر بھی دیت کیوں قبول کر رہا ہے؟)

تحقیق:۔ مسالم: صلح کرنے والا۔ شبر: بالشت جمع اس کی أشبار ہے۔

فَإِنْ أَنْتُمْ لَمْ تَثْأَرُوْاوَاتَّدَيْتُمْ — فَمَشُّوْابِآذَانِ النَّعَامِ الْمُصَلَّمِ

ترجمہ:۔ پس اگر تم قصاص نہ لے سکو اور دیت پر اکتفا کر لو تو پھر تم کان کٹے شتر مرغ کے ساتھ (قوم میں ذلیل ہو کر) چلو۔

تحقیق:۔ "تثاروا: ثار" مادہ ہے باب فتح سے بمعنی بدلہ لینا۔ واتديتم: یہ اصل میں "اوتديتم" تھا، ودی، مادہ ہے، باب افتعال سے بمعنی

دیت قبول کر لینا، فا افتعال واؤ ہونے کی وجہ سے واؤ کو تاء میں تبدیل کر کے دونوں تا میں ادغام کر دیا گیا۔ نعام: کا واحد نعامة ہے بمعنی شتر مرغ "فمشّوا" باب تفعیل سے امر کا صیغہ ہے، اصل میں "مَشّیُوا" تھا، کسرہ کے بعد یاء پر ضمہ ثقیل ہونے کی وجہ سے یا کا ضمہ ما قبل میں نقل کر کے یا کو گرا دیا گیا ہے۔ المصلم: یعنی جس کا کان کٹا گیا ہو۔

ترکیب:۔ "النعام" یہ جنس موصوف ہے اور "المصلم" اس کی صفت ہے۔ "انتم الخ" شرط ہے، "فمشّوا الخ" جزا ہے۔

وَلَا تَرِدُوْا اِلَّا فُضُوْلَ نِسَائِكُمْ　　اِذَا ارْتَمَلَتْ اَعْقَابُهُنَّ مِنَ الدَّمِ

ترجمہ:۔ (اگر تم دیت پر اکتفا کر لو تو پھر) نہ آؤ (پاک دامن عورتوں کے پاس) مگر حیض والی عورتوں کے پاس جبکہ ان کی ایڑیاں خون حیض سے لت پت ہو جائیں (زمانۂ جاہلیت میں اس کو برا سمجھا جاتا تھا۔)

تحقیق:۔ "فضول: سے مراد حیض ہے، "ارتملت" "لت پت ہونا، مادہ "رمل" ہے، "اعقاب" "عقب کی جمع ہے بمعنی ایڑی۔

ترکیب:۔ "اِلّا" سے قبل مستثنیٰ منہ محذوف ہے جو کہ "نساءَ مطهراتٍ" ہے۔ "اعقابهن" فاعل ہے۔

وَقَالَ عَنْتَرَةُ بْنُ الْأَخْرَسِ المعنی من طی

یہ اسلامی شاعر ہیں، قبیلہ طئی کی شاخ بنی معن بن عتود سے تعلق ہے۔ عنترہ بن العکبرہ مشہور ہے، العکبرہ ماں کا نام ہے، کتاب "الاغانی" کے مطابق سلسلۂ نسب یوں ہے، عبد الله بن الحشرج بن الاشهب بن وردبن مرو بن الجعدن۔ حظلہ بن اشہب بن رمیلہ نے اپنے چچازاد بھائی شاعر کو کسی وجہ سے تکلیف پہنچائی تو چچازاد بیٹا جواب میں کہنے لگا:

اَطِلْ حَمْلَ الشَّنَاءَةِ لِيْ وَبُغْضِيْ　　وَعِشْ مَاشِئْتَ فَانْظُرْ مَنْ تَضِيْرُ

ترجمہ:۔ دراز کر میرے لئے بغض وعداوت کو اور جب تک چاہو اس پر زندہ بھی رہو پھر دیکھو کہ کس کو نقصان پہنچاتے ہو (اپنے نفس کو یا مجھے)۔

تحقیق:۔ الشناءة: بمعنی عداوت۔ تضیر: باب ضرب سے بمعنی نقصان۔

ترکیب:۔ "ماشئت" کے بعد "علیه" محذوف ہے، یہ ظرفیت کی بنا پر منصوب ہے۔ "مَن تضیر" کے بعد ضمیر "ہ" محذوف ہے، "من" استفهامیہ مبتدأ ہے اور "تضیره" خبر ہے پھر پورا جملہ "انظر" کا مفعول ہے۔

فَمَا بِيَدَيْكَ نَفْعٌ اَرْتَجِيْهِ　　وَغَيْرُ صُدُوْدِكَ الْخُطَبُ الْكَبِيْرُ

ترجمہ:۔ پس تیرے ہاتھ میں ایسی کوئی بھلائی نہیں ہے جس کی میں امید کروں، تیرے اعراض (دشمنی) کے علاوہ میرے خلاف اور بھی متعدد بڑے بڑے معاملات ہیں۔

تحقیق:۔ ارتجیه: ارتجاء افتعال سے رجا نصر سے بمعنی امید رکھنا۔ صدود: اعراض کرنا۔ الخطب: جمع اس کی خطوب ہے، بمعنی مصیبت۔

ترکیب:۔ "فما" میں "ما" نافیہ ہے "بیدیک" خبر مقدم ہے "نفعٌ" اپنی صفت "ارتجیه" سے مل کر مبتدأ مؤخر ہے، یہی ترکیب اگلے مصرعہ کی بھی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ شِعْرِيْ سَارَ عَنِّيْ　　وَشِعْرُكَ حَوْلَ بَيْتِكَ مَا يَسِيْرُ

ترجمہ:۔ کیا تو نہیں دیکھتے کہ میرے اشعار (جو میں نے تمہارے بارے میں کہے) ہر طرف پھیل گئے (کیونکہ وہ سچے ہیں اور لوگوں نے انہیں پسند کیا) اور تمہارے اشعار (جو تو نے میرے بارے میں کہے) تمہارے گھر تک چکر کاٹ رہے ہیں (کیونکہ وہ جھوٹے ہیں اس لئے لوگوں نے انہیں رد کر دیا۔)

تحقیق:۔ "سَارَعَنِیْ" میں سار ماضی واحد مذکر غائب ہے، باب ضرب ہے، "عَنِّیْ" الگ کلمہ ہے۔

ترکیب:۔ "سارعنی" خبر اَنّ ہے، "شعرک" مبتدا اور "مایسیر" خبر ہے۔

إِذَا أَبْصَرْتَنِيْ أَعْرَضْتَ عَنِّيْ كَأَنَّ الشَّمْسَ مِنْ قِبَلِيْ تَدُوْرُ

ترجمہ:۔ جب تو مجھے دیکھتا ہے تو مجھ سے اعراض کرتا ہے گویا کہ میرے اردگرد سورج چکر کاٹ رہا ہو (جس کی وجہ سے تو مجھے دیکھ نہیں سکتا۔)

تحقیق:۔ "الشمسُ" کی جمع شموس ہے بمعنی آفتاب، "تدور" باب نصر سے ہے، ضمیر "شمس" کی طرف لوٹ رہی ہے، اور شمس مؤنث سماعی ہے۔

ترکیب:۔ "ابصرتنی" شرط ہے، "اعرضت" جزا ہے، "الشمس" اسم کانّ ہے اس لئے منصوب ہے اور "تدور" خبر کانّ ہے۔

وَقَالَ الْأُحْوَصُ بْنُ مُحَمَّدبن عاصم الانصاری

سلسلۂ نسب یوں ہے، عبداللہ بن محمد بن عاصم بن ثابت بن ابی افلح الانصاری الاوسی۔ اسلامی شاعر ہیں، لقب "احوص" ہے کیونکہ ان کی ایک آنکھ میں خرابی تھی۔ ایک دفعہ احوص اور شعیب دونوں خلیفہ ولید بن عبدالملک بن مروان کے پاس گئے، اور احوص نے خلیفہ کے بچوں کو بدفعلی کرنے کیلئے پھسلایا، کیونکہ احوص کو لواطت کی عادت تھی، در کتب طب مذکور است کہ اُبنہ علت کُون دھی است واٰن خارشی ست در کون کہ جزبگائیدن مردان تسکین نیابد، اور شعیب نے اس پر غصہ کا اظہار کیا اور احوص نے بھی یہ سمجھ کر کہ شعیب کو میرے بدفعلی کا پتہ چل گیا ہے، تو اس نے کسی آدمی سے کہا کہ تم خلیفہ کے پاس جا کر کہو کہ شعیب نے آپ کے بچوں کے ساتھ بدفعلی کیا ہے۔ تو خلیفہ نے شعیب سے کہا دیکھو یہ کیا کہہ رہا ہے۔ شعیب نے کہا اس کو پکڑو، اور حقیقت حال پوچھو چنانچہ خلیفہ نے اس سے پوچھا کہ تم کو کس نے بتایا تو اس نے سچ بولدیا، اور بچوں نے بھی تصدیق کر دی چنانچہ ولید نے احوص کو پکڑ کر ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم انصاری کے پاس بھیج دیا اور سو کوڑے لگانے کا حکم دیا چنانچہ ابوبکر بن محمد نے اس کو کوڑے لگائے تو شاعر اس کو خطاب کر کے کہہ رہا ہے:

إِنِّيْ عَلَى مَا قَدْ عَلِمْتَ مُحَسَّدٌ أَنْمِيْ عَلَى الْبَغْضَاءِ وَالشَّنَآنِ

ترجمہ:۔ میں محسود الاقران ہوں ان مناقب کی بنیاد پر جن کا تمہیں علم ہے (تاہم) بغض وعداوت کے باوجود میں ترقی کر رہا ہوں۔

تحقیق:۔ شنآن: مصدر فتح سے شنأ مادہ بمعنی بغض وحسد کرنا۔ کمافی القرآن: ولا یجر منکم شنآن قوم: "اَنْمِی" نمی مادہ باب ضرب سے مضارع واحد متکلم کا صیغہ ہے بمعنی زیادہ ہونا، ترقی کرنا۔

ترکیب:۔ "محسد" "إن" کی خبر ہے، اور "علی ماقد" "محسد" سے متعلق ہے۔ "اَنمی" فعل، ضمیر فاعل ہے "علی البغضا" میں "علی" "مع" کے معنی میں ہے۔

مَـاتَعتَـرِيـنِـيْ مِنْ خُطُوْبٍ مُلِمَّةٍ　　إِلَّا تُشَـرِّفُـنِـي وَتُـعَـظِّـمُ شَـانِـي

ترجمہ:۔اترنے والی مصیبتیں میرے اوپر نہیں آتیں مگر وہ مصیبتیں میری عزت وشرافت اور شان کو مکرم ومعظم بنادیتی ہیں۔

تحقیق:۔تـعـتـری: اس کا مادہ، عری ہے، باب افتعال سے بمعنی لاحق ہونا، پیش آنا۔مـلـمـة: باب افعال سے لم مادہ بمعنی مصیبت اترنا۔خطوب: جمع خطب کی بمعنی مصیبت، کمامر آنفا۔

ترکیب:۔"ما" نافیہ ہے، اور "من" زائدہ ہے "خطوب" موصوف اور "ملمةٍ" صفت ہے، دونوں مل کر "تعترینی" کا فاعل ہے، فاعل کے شروع میں کبھی با زائدہ ہوتا ہے اور کبھی من زائدہ ہوتا ہے جیسے آیت "وكفى بالله وكيلا" میں "بالله" فاعل ہے اور با زائدہ ہے۔

فَـإِذَاتَـزُوْلُ تَـزُوْلُ عَـنْ مُتَخَمِّطٍ　　تُـخْشَـى بَـوَادِرُهُ لَدَى الْـأَقْـرَانِ

ترجمہ:۔جب وہ مصیبتیں ختم ہوجاتی ہیں تو وہ مصیبتیں ایسے متکبر (خود شاعر) سے زائل ہوتی ہیں جس کی جلد بازیاں (بلا سوچے افعال) بھی ہمعصروں کے نزدیک خطرناک وخوفناک ہوتی ہیں۔

تحقیق:۔مـتـخـمـط: سے اپنے نفس کو ہی مراد لیا، بمعنی متکبر۔بوادر: جمع بادرة کی بمعنی بلا تامل کام کرنا۔"لدی" بمعنی عند۔اقران: جمع قِران کی ہے بمعنی ہمعصر۔

ترکیب:۔"تزول" شرط ہے "متخمط" موصوف اور "تخشى الخ" صفت ہے پھر "تزول" سے متعلق ہے جو کہ جزا ہے۔ "بوادرہ" "تخشى" کا نائب فاعل ہے۔

إِنِّيْ إِذَاخَفِيَ الـرِّجَالُ وَجَدْتَّنِيْ　　كَـالشَّـمْـسِ لَاتَخْفٰى بِكُلِّ مَكَانٍ

ترجمہ:۔جب (نازک حالات کے تحت) دوسرے حضرات مخفی ہوجائیں (تب بھی) تو مجھے سورج کی طرح پائے گا جو کسی بھی جگہ مخفی نہیں رہتا (بلکہ چمکتا ہے)۔

تحقیق:۔خفی باب سمع سے مخفی ہونا، پوشیدہ ہونا، "وجدتنی" باب ضرب سے بمعنی پانا، "شمس" کی جمع شموس ہے بمعنی آفتاب۔

ترکیب:۔"خفی الرجال" شرط ہے، "انی وجدتنی الخ" جزا ہے، "لاتخفی" "کالشمس" کی صفت ہے۔

وَقَالَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ

سلسلۂ نسب یہ ہے، الفضل بن عباس بن عتبہ بن ابی لهب بن عبدالمطلب بن هاشم۔ یہ اسلامی شاعر ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھی تھے، کسی بات پر بنوامیہ اور ان کے درمیان فساد پیدا ہوا تو بنوامیہ (جو چچازاد بھائی ہیں) کو خطاب کر کے کہتا ہے:

مَهْلاً بَـنِـيْ عَـمِّـنَـامَهْلاً مَوَالِيْنَا　　لَاتَـنْبُشُـوْابَيْـنَـنَـامَـاكَـانَ مَدْفُوْنَـا

ترجمہ:۔اے ہمارے چچازاد بھائیو! رک جاؤ، ظاہر نہ کرو ان امور کو جو ہمارے درمیان (اب تک) مخفی ہیں۔

تحقیق:۔"لاتنبشوا: نصر سے، بمعنی ظاہر کرنا، اسی سے "نباش، کفن چور ہے۔مهلا: بمعنی روکنا۔یہ مفعول مطلق ہے، ای امهل مهلا.

ترکیب:۔ "مهلا" بمعنی روکنا، اول کیلئے ثانی "مهلا" تاکید ہے، ای امهل مهلا۔ "ماکان مدفونا" مفعول بہ ہے۔ "کان" کی ضمیر ما کی طرف لوٹ رہی ہے جبکہ "مدفونا" کان کی خبر ہے۔ "موالینا" بمعنی چچازاد بھائی "بنی عمنا" کا بیان ہے۔ "بنی عمنا" منادیٰ ہے، حرف ندا محذوف ہے۔

لَاتَطْمَعُوْا أَنْ تُهِيْنُوْنَا وَنُكْرِمُكُمْ وَأَنْ نَكُفَّ الْاَذٰى عَنْكُمْ وَتُؤْذُوْنَا

ترجمہ:۔ اس بات کی بالکل امید نہ رکھو کہ تم ہماری اہانت کرو اور ہم تمہارا اکرام کریں اور ہم تم سے تکالیف ومصائب کو دور کریں (یا ہم تکلیف دینے سے رک جائیں) اور تم ہمیں تکلیف پہنچاؤ۔

مَهْلًا بَنِيْ عَمِّنَا عَنْ نَحْتِ أَثْلَتِنَا سِيْرُوْا رُوَيْدًا كَمَا كُنْتُمْ تَسِيْرُوْنَا

ترجمہ:۔ اے چچازاد بھائیو! رک جاؤ ہماری نسل کو کھریدنے سے (یعنی مذمت سے) چلو آرام سے جیسے پہلے چلتے تھے (یعنی سابقہ روش اختیار کرلو)

تحقیق:۔ "لا تطمعوا" باب سمع سے بمعنی طمع اور امید کے ہے، اس کے صلہ میں باؔ اور فی آتے ہیں لہٰذا یہاں عبارت محذوف ہے جو یہ ہے "لاتطمعوا فی انکم اذا اهنتمونا" "تهينونا" باب افعال سے ہے بمعنی ذلیل، هون مادہ ہے، آخر میں "نا" مفعول کا ہے، اصل میں یوں تھا "تُهْوِنُوْن نا" واؤ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن ہے اس لئے واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل میں دیدی اور واؤ کو کسرہ کی مناسبت سے یاؔ سے تبدیل کردیا پھر "نا" آخر میں لگنے کی وجہ سے نون گرگیا "تهينونا" ہوگیا۔ "نكف" باب نصر سے لازم ومتعدی دونوں طرح کا استعمال ہوتا ہے۔ "تؤذونا" اصل میں "تُؤْذِيُوْن نا" تھا، کسرہ کے بعد یاؔ پر ضمہ ثقیل ہے اس لئے یاؔ کا ضمہ ماقبل میں نقل کر کے اجتماع ساکنین کی بنا پر یاؔ کو گرادیا اور اضافت کی وجہ سے نون اعرابی بھی گرگیا "تُؤْذُوْنا" ہوگیا ہے، نا مفعول ہے۔ "نحت" باب ضرب سے بمعنی کھریدنا۔ "اثلة: کی جمع أثل ہے بمعنی درخت، مراد نسب، یعنی نسل کشی، رويدا: اسم فعل بمعنی اُترک، مراد آہستہ۔

ترکیب:۔ "رُوَيْدًا" اسم فعل ہے، بمعنی "اترک" یہ "سيروا" سے مفعول مطلق من غیر لفظہ ہے، "مهلا" سے پہلے "امهل" فعل محذوف ہے "بنی عمنا" سے پہلے "یا" حرف ندا محذوف ہے، "تسیرونا" میں الف اشباعی ہے۔

اَللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّا لَانُحِبُّكُمْ وَلَانَلُوْمُكُمْ أَلَّاتُحِبُّوْنَا

ترجمہ:۔ اللہ جانتا ہے کہ ہم تمہیں پسند نہیں کریں گے (اگر تم ہمیں پسند نہیں کرو گے) اور تمہیں اس پر ملامت بھی نہیں کریں گے کہ تم ہمیں پسند کیوں نہیں کرتے (کیونکہ محبت طرفین سے ہوتی ہے)

تحقیق:۔ "إنا لانحبكم" کے بعد "ان لم تحبونا" محذوف ہے۔ "ألا تحبونا" اصل میں یوں تھا "على ان لاتحبوننا" نون اعرابی گرگیا ہے۔

كُلٌّ لَهُ نِيَّةٌ فِيْ بُغْضِ صَاحِبِهِ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ نَقْلِيْكُمْ وَتَقْلُوْنَا

ترجمہ:۔ ہر فریق کا مخالف فریق کے ساتھ دشمنی رکھنے میں اپنی نیت ہوتی ہے (کسی کی اچھی نیت اور کسی کی بری نیت) خدا کے فضل وکرم سے ہم تم سے دشمنی رکھتے ہیں (حضرت علیؓ کی حمایت کرتے ہوئے) اور تم ہم سے دشمنی رکھتے ہو (حب علیؓ کی سزا کے طور پر)۔

تحقیق:۔ "بنعمة الله: ای دین الاسلام. نقلیکم: قلی، ضرب سے بمعنی بغض وعداوت۔ تقلونا، اصل میں "تَقلِیُوْننا" تھا، کسرہ کے بعد یا پر ضمہ ثقیل ہے اس لئے یا کا ضمہ ماقبل میں نقل کر کے اجتماع ساکنین کی وجہ سے یا کو حذف کر دیا گیا اور آخر میں "نا" لگنے کی وجہ سے نون اعرابی بھی گر گیا "تَقلُوْنا" ہو گیا۔

ترکیب:۔ "کلٌّ" میں تنوین عوض مضاف الیہ کے لئے ہے، اصل عبارت یوں ہے "کل منا ومنکم" یہ مبتدا ہے اور "نیة" خبر ہے۔

وَقَالَ الطِّرِمَّاحُ بْنُ حَكِيمٍ

سلسلۂ نسب یہ ہے، الطرماح بن حکیم بن حکم الطائی، اسلامی شاعر ہیں۔ تاریخ وفات 100ھ/743ء ہے، یہ دمشق میں پیدا ہوا اور ہجرت کر کے کوفہ چلا گیا، یہ اور شاعر کمیت بن زید اسدی کے درمیان دوستی تھی جبکہ دونوں کی نسل، دین ومذہب میں کافی فرق تھا، شاعر طرماح قحطانی، شامی اور خارجی ہے جبکہ کمیت عدنانی، کوفی اور شیعہ ہے، بعض نے اس دوستی کی وجہ پوچھی، طرماح نے جواب دیا: "اِنَّمـا اتفقنا علی بُغضِ العامةِ" یعنی عامۃ الناس کے حسد وبغض نے ہمیں متفق کر دیا ہے، اس جواب سے اس مشہور مقولہ کی تصدیق بھی ہو گئی ہے۔ "کُلُّ الشُّعَرا ستقر اطیون"۔

ایک مرتبہ دونوں شاہ مخلد بن یزید مهلبی کے دربار میں تھے کہ مخلد نے طرماح سے کھڑے ہو کر شعر سنانے کی فرمائش کی جس کو شاعر نے یہ کہہ کر رد کر دیا کہ کھڑے ہو کر شعر سنانا شعر کے مقام ومرتبہ کو گرانا ہے، اس جواب پر مخلد کو غصہ آیا اور شاعر کو دربار سے نکال دیا، اس کے بعد شاعر کمیت سے فرمائش کی، شاعر کمیت نے کھڑے ہو کر اشعار سنا دیئے اور پچاس ہزار درہم انعام میں حاصل کئے، جب کمیت انعام لے کر باہر نکلا تو طرماح نے کہا: "اَنْتَ اَبَا ضَبِيْبَةِ اَبْعَدُهِمَّةٍ، وَ اَنَا اَلْطَفُ حِيْلَةٍ" یعنی تو حلوہ کھانے والا اور کم ہمت والا ہے جب کہ میں تدبیر والا ہوں۔ ایک مرتبہ دونوں نے شاعر ذی الرمۃ کے کچھ اشعار سنے اور کمیت بول پڑا "هذا و اللهِ الديْبَاجُ لا نسجی ولا نسجک الکرابیس" یعنی یہ تو ریشم کی طرح عمدہ اشعار ہیں جو ہماری بس میں نہیں ہیں، اس کے جواب میں طرماح نے کہا کہ میں اس قسم کے بے کار اشعار نہیں کہتا اور نہ ہی شاعر ذی الرمّہ کی تعریف کا قائل ہوں، شاعر طرماح نے شہادت کی دعاً کی تھی جو کہ قبول نہیں ہوئی، اس قصیدۂ دعائیہ کے چند مصرعے یہ ہیں۔

فَیَارَبِّ اِنْ حَانَتْ وَ فَاتِیْ فَلا تَکُنْ	عَلٰی شَرْجَعٍ یُعْلٰی بِخُضْرِ الْمَطَارِفِ
وَلٰکِنْ قَبْرِیْ بَطْنُ نَسْرٍ مَقِیْلُهٗ	بِجَوِّ السَّمَاءِ فِیْ نُسُوْرٍ عَوَاکِفِ
وَ اَمْسٰی شَهِیْدًا ثَاوِیًا فِیْ عِصَابَةٍ	یُصَابُوْنَ فِیْ فَجٍّ مِنَ الْاَرْضِ خَائِفِ

ترجمہ:۔ اے رب اگر میری وفات کا وقت آ پہنچا ہے تو پھر میری لاش خوبصورت چادر میں لپیٹ کر نہ اٹھائی جائے، بلکہ میری قبر فضاً میں اڑنے والے پرندوں کا پیٹ ہو، میری تمنا شہادت کی ہے اور میں ایسے لوگوں کے ساتھ مقیم (شہید ہوں) ہوں جنہیں خوفزدہ تاریک راہوں میں قتل کر دیا گیا ہو۔

چونکہ شاعر طرماح اور کمیت عموماً اشعار کو غیر موضع میں استعمال کرتے تھے اس لئے امام اصمعی اور امام ابو عبیدہ ان دونوں کے اشعار

کو پسند نہیں کرتے تھے جس طرح زمانۂ جاہلیت کے شاعر عدی بن زید اور امیہ بن ابی الصلت کے اشعار کو ناپسند کرتے تھے، شاعر کیت نے طرماح کے اس شعر کو فصاحت کی مثال قرار دی ہے۔

اِذَا قُبِضَتْ نَفْسُ الطِّرِمَّاحِ اُخْلِقَتْ عُرَى الْمَجْدِ وَاسْتَرْخِيْ عِنَانُ الْقَصَائِدِ

یعنی طرماح کی موت کے ساتھ بزرگی اور شعر گوئی بھی ماند پڑ جائے گی اور اشعار وقصائد کے لگام ڈھیلے پڑ جائیں گے۔

ایک مرتبہ یہ بصرہ کی مسجد میں داخل ہو کر متکبرانہ چال چل رہا تھا، کسی آدمی نے اس کی طرف دیکھ کر کہا کہ یہ متکبر کون ہے؟ اس کے اس جملے کی وجہ سے یہ اشعار کہے:

لَقَدْ زَادَنِيْ حُبًّا لِنَفْسِيْ اَنَّنِيْ بَغِيْضٌ اِلٰى كُلِّ امْرِءٍ غَيْرِ طَائِلِ

ترجمہ:۔ خدا کی قسم تمہاری بات نے میری جان کی محبت میں اضافہ کر دیا ہے، بیشک میں ہر بے کار آدمی کی نظر میں ناپسندیدہ ہوں۔

تحقیق:۔ ''بغیض'' بمعنی مبغوض باب کرم سے ہے، طائل: بمعنی مقصود۔

ترکیب:۔ ''لقد'' سے پہلے ''واللہ'' قسم محذوف ہے، ''زادنی'' کا فاعل ''قولکم'' محذوف ہے۔ ''انّنی الخ'' مستقل جملہ ہے جو قائم مقام جواب قسم ہے۔ ''غیرِ طائل'' ''کل امرءٍ'' کی صفت ہے۔

وَاِنِّيْ شَقِيٌّ بِاللِّئَامِ وَلَا تَرٰى شَقِيًّا بِهِمْ اِلَّا كَرِيْمَ الشَّمَائِلِ

ترجمہ:۔ اور بے شک میں کمینوں کے نزدیک بد بخت ہوں، اے مخاطب! تو کمینوں کے ہاں شریف آدمی کو ہی بد بخت دیکھو گے۔

تحقیق:۔ ''شقی کی جمع اشقیاءٔ ہے بمعنی بد بخت، بصلہ ''ب'' بمعنی نفع حاصل نہ کرنا۔ شمائل: یہ جمع ہے شمیلۃ کی بمعنی عادت۔

ترکیب:۔ ''شقیا'' مستثنیٰ منہ ہے، ''کریم الشمائل'' مستثنیٰ ہے۔

اِذَا مَا رَآنِيْ قَطَّعَ الطَّرْفَ بَيْنَهُ وَبَيْنِيْ فِعْلَ الْعَارِفِ الْمُتَجَاهِلِ

ترجمہ:۔ جب کمینہ شخص مجھے دیکھتا ہے تو اپنی اور میری طرف سے نظر ہٹالیتا ہے (یعنی اعراض کرتا ہے) تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے۔

تحقیق:۔ ''قطّع'' باب تفعیل سے بمعنی نظر ہٹالینا، ''العارف المتجاهل'' بمعنی جانتے ہوئے بھی نہ جاننا۔

ترکیب:۔ ''رانی'' کا فاعل ضمیر ہے جو ''اللئام'' کی طرف لوٹ رہی ہے، پھر یہ شرط ہے، ''قطّع الخ'' جزاء ہے، ''فعل العارف الخ'' تمیز ہے یا ''فعل العارف'' مفعول مطلق ہے، ''قطّع'' فعل سے۔ یا ''فعل'' مصدریت کی بناء پر نصب ہے۔ عبارت یوں ہوگی ''یفعل فعل العارف الخ''

مَلَاَتْ عَلَيْهِ الْاَرْضُ حَتّٰى كَاَنَّهَا مِنَ الضِّيْقِ فِيْ عَيْنَيْهِ كِفَّةُ حَابِلِ

ترجمہ:۔ اس کمینہ پر زمین تنگ ہوگئی (یعنی تنگ کر دیا، میرے فضائل ومناقب سے زمین میرے لئے پر اور اس کے لئے تنگ ہوگئی) یہاں تک کہ زمین (کشادہ ہونے کے باوجود) اس کی نظر میں تنگ ہو کر شکاری کا گڑھا (جال) بن گئی ہے۔

تحقیق:۔ ''ملأت'' باب فتح سے بمعنی بھر دینا اور بصلہ علیملأت علیه: بمعنی تنگ ہونا، بھر دینا۔ ''کِفّۃ'' بکسر الکاف ہے، اس کی جمع کِفف اور کفاف آتی ہے بمعنی جال اور یہاں خندق کے معنی میں ہے۔ حابل: جمع حبل، بمعنی رسی والا آدمی۔

ترکیب:۔ ''الارض'' ''ملأتْ کا فاعل ہے، ''کِفة حابل'' ''کانھا'' کی خبر ہے۔

أَکُلُّ امْـرِءٍ اَلْـفَـی أَبَـاهُ مُقَصِّرًا مُـعَادٍلِاَهْـلِ الْـمَکْرُمَاتِ الْاَوَائِلِ

ترجمہ:۔کیا ہر وہ آدمی جو اپنے باپ کو بے مراد (فضائل ومناقب کے حصول میں) پایا ہو وہ گذرے ہوئے نیک لوگوں کا دشمن ہوگا؟ (یعنی ایسا نہیں ہونا چاہیے)

تحقیق:۔مقصرا باب تفعیل سے اسم فاعل ہے بمعنی بے مراد، کوتاہ اور عاجز، اوائل: اوّل کی جمع ہے بمعنی گزشتہ لوگ۔ ''مکرُمات'' مکرمۃ کی جمع ہے بمعنی شرفاً۔ ألفی: إلفاء مصدر سے بمعنی پانا۔ معاد: اسم فاعل، از عادی بمعنی مخالف۔

ترکیب:۔ ''أکل'' میں ہمزہ استفہام انکاری ہے، اور ''اَوَائِلُ'' ''اہل'' کی صفت ہے۔ ''اباہ'' مفعول ہے، پورا جملہ مبتدا ہے ''مُعادِ الخ'' خبر ہے، یہ اصل میں ''مُعَادِوٌ'' بروزن ''مُقاتِلٌ'' تھا۔

إِذَاذُکِـرَتْ مَسْعَاةُ وَالِدِهٖ اضْطَنَی وَلَایَـضْطَنِیْ مِنْ شَتْمِ أَهْلِ الْفَضَائِلِ

ترجمہ:۔جب اس کمینہ کے والد کی گندی حرکتوں کا تذکرہ کیا جائے تو وہ (ندامت سے) سکڑ جاتا ہے، اور وہ (کمینہ) فضائل ومناقب والوں کو گالی دینے سے نہیں سکڑتا۔

تحقیق:۔مسعاۃ: یہ سعی سے بمعنی کوشش۔ اضطنی: باب افتعال سے ضنی مادہ ہے، بمعنی دبلا ہونا، اس میں تعلیل ہوئی ہے۔

ترکیب:۔ ''والدہٖ'' ضمیر ''اللئام'' کی طرف لوٹ رہی ہے اس لئے ''مسعاۃ و والدہٖ'' کا ترجمہ گندی حرکت اور لایعنی کوشش ہوگا۔ ''ذکرتْ الخ'' شرط ہے اور ''ولا یضطنی الخ'' جزأ ہے۔

وَمَـا مَـنُـعَـتْ دَارٌوَلَاعَـزَّ أَهْـلُـهَـا مِـنَ الـنَّـاسِ اِلَّابِـالْـقَـنَـاوَالْـقَنَابِلِ

ترجمہ:۔کوئی بھی گھر مکرم ومحفوظ نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس کے رہنے والے عزت والے ہو سکتے ہیں لوگوں کے نزدیک مگر نیزوں اور گھوڑوں کی وجہ سے (لڑکر) عزت دار بن سکتے ہیں۔

تحقیق:۔منعت: کرم سے بمعنی اونچا مرتبہ والا ہونا۔ قنابل: جمع قنبلۃ کی ہے یعنی گھوڑیوں کی جماعت۔ ''عزّ'' باب ضرب سے عزت والا ہونا، ''القنا'' بمعنی نیزہ۔

ترکیب:۔ دارٌ ''منعت'' کا نائب فاعل ہے جو کہ مؤنث سماعی ہے، ''ولا عزّ'' فعل ماضی پر لانفیہ داخل ہوگیا ہے جبکہ بغیر تکرار ماضی پر لا نافیہ کا دخول ممنوع ہے البتہ جملہ دعائیہ اور اشعار میں اجازت ہے۔ ''من الناس'' بمعنی ''عندالناس'' ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ بَنِیْ فَقْعَسٍ

مؤرخین کے مطابق یہاں شاعر مرداس بن جُشیش الاسدی السعدی بن ثعلبه بن ذودان بن اسد بن خزیمه مراد ہیں۔ بنی فقعس کا تعلق بنی حارث بن ثعلبہ سے ہے۔ شاعر کا تعلق قبیلہ بنوفقعس سے ہے، ظاہری طور پر شاعر کا نام بتانا مشکل ہے، لیکن شاعر مندرجۂ ذیل تین اشعار میں بعض دشمنوں کے ساتھ نرمی و دوستی کا معاملہ ذکر کررہا ہے کیونکہ بعض وقت کسی سخت دشمن کے مقابلے میں

معمولی دشمن کی دشمنی کو بھلا دینی پڑتی ہے اسی کا تذکرہ یہاں کرر ہا ہے:

وَذَوِىْ ضِبَابٍ مُظْهِرِيْنَ عَدَاوَةً قَرِحِى الْقُلُوْبِ مُعَاوِدِى الْاَفْنَادِ

ترجمہ:۔اور بہت سے ایسے بغض والے جو (ہمارے لئے) دشمنی ظاہر کرنے والے ہیں، زخمی دل والے ہیں، فحش گوئی کے عادی ہیں (جواب رُبَّ اگلا شعر ہے)

تحقیق:۔ضباب: ضب کی جمع بمعنی کینہ .قرحی: یہ جمع قریح کی ہے بمعنی زخمی یا زخم۔معاودی: مفاعلہ سے، بمعنی باہم عادی ہونا۔یہ اصل میں ''مُعاودین'' تھا یعنی اسم فاعل جمع کا صیغہ ہے، اضافت کی وجہ سے نون گر گیا ہے۔''افناد'' بکسر الھمزہ باب افعال کا مصدر ہے اور بفتح الھمزہ ''فند'' کی جمع ہے بمعنی رائے دینے میں غلطی کرنا اور فحش گوئی کرنا۔

ترکیب:۔''وٗ'' بمعنی ''رب'' حرف جر ہے، اور ''ذوی ضباب'' موصوف، ''مظھرین، قرحی، معاودی'' یہ تینوں صفات ہیں، موصوف اپنی صفات سے ملکر لفظاً مجرور اور معنیً منصوب مفعول بہ ہے، دوسرے شعر میں ''ناسیتھم'' کیلئے جو جواب رُبَّ بھی ہے۔

نَاسَيْتُهُمْ بَغْضَاءَ هُمْ وَتَرَكْتُهُمْ وَهُمُ إذَا ذُكِرَ الصَّدِيْقُ أعَادِ

ترجمہ:۔میں نے ان (جن کا ذکر ماقبل شعر میں آیا ہے) کے بغض کے ساتھ ان کو بھی بھلا دیا اور ان کا تذکرہ بھی چھوڑ دیا حالانکہ دوستوں کے تذکرے کے وقت وہ دشمنوں میں شمار ہوں گے۔

تحقیق:۔ناسیت: مناساۃ: مفاعلہ سے بمعنی بھلانا، مجرد سمع سے بھولنا۔''الصدیق'' بمعنی دوست یہ مفرد و جمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، اعاد عدو کی جمع ہے بمعنی دشمن۔

ترکیب:۔''ناسیت'' لفظاً جواب ''رب'' ہے، اور معنیً ''ذوی ضباب مظھرین ...'' کیلئے ناصب ہے، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔''بغضاء ھم'' مفعول معہ ہے،''ترکتھم'' بمعنی ''ترکت تذکرتھم''''ھم'' مبتدا اور ''اعاد'' خبر ہے، دونوں مل کر جزاء ہے، ''اذا ذکر الخ'' شرط ہے، یا ظرف ہے۔

كَيْمَا أُعِدُّهُمُ لِأَبْعَدَ مِنْهُمُ وَلَقَدْ يُجَاءُ إِلَى ذَوِى الْاَحْقَادِ

ترجمہ:۔(میں نے ان حاسدین کو اس لئے بھلا دیا) تاکہ ان کو میں ان حضرات کے لئے (بطور مددگار) تیار رکھوں جو (دوستی میں) ان سے دور ہیں (یعنی ان سے وہ بڑے دشمن ہیں) اور کبھی کینہ ور دشمنوں (چھوٹے دشمن) کی طرف بھی (مدد لینے کے لئے) مجبور ہونا پڑتا ہے یعنی بسا اوقات بڑے دشمن کو دفع کرنے کے لئے چھوٹے دشمن کی مدد حاصل کرنی پڑتی ہے۔

تحقیق:۔یجاء: صیغہ مضارع مجہول، أجاء الی کذا۔ مجبور کرنا۔ جیئی مادہ باب ضرب سے آنا اور باب افعال سے مجبور ہونا و کرنا، یہ اصل میں ''یُجْیَأُ'' بروزن ''یُکرمُ'' تھا، یا متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن ہے اس لئے یا کو الف سے بدل دیا گیا ''یُجَاءُ'' ہو گیا۔ بمعنی یضطر۔الأحقاد: یہ جمع ہے حقد کی بمعنی کینہ، حسد۔

ترکیب:۔''لابعد منھم'' کے بعد ''فی الخلۃ'' محذوف ہے۔

وَقَالَ یَزِیْدُ الْحَکَمُ الْکِلَابِی

تعارف و پس منظر:۔ یہ شاعر جاہلی ہے، ان کا ذکر پورے باب الحماسہ میں یہاں ہے، شاعر یہاں اپنے مدمقابل سے مقابلہ کا ذکر کررہا ہے:

دَفَعْنَاکُمْ بِالْقَوْلِ حَتّٰی بَطِرْتُمْ ۔۔۔ وَبِالرَّاحِ حَتّٰی کَانَ دَفْعُ الْاَصَابِعِ

ترجمہ:۔ (اے چچازاد بھائیو! سب سے پہلے) ہم نے تمہارا دفاع (جنگ کے بغیر) زبانی کیا (جس سے تم) یہاں تک کہ اترانے لگے (اور ہمیں بزدل سمجھنے لگے) پھر ہتھیلیوں (طمانچوں) پھر ہاتھوں (مکّوں) سے دفاع کیا۔

تحقیق:۔ بطرتم: سمع سے بطراً۔ اترانا، اکڑانا۔ الراح: اس کا واحد راحۃ بمعنی ہتھیلی۔

ترکیب:۔ ''وبالراح'' میں واؤ ''ثم'' کے معنی میں ہے اور اس کا عطف ''بالقول'' پر ہے بمعنی ''ثم دفعنا کم بالراح''۔

فَلَمَّا رَاَیْنَا جَهْلَکُمْ غَیْرَ مُنْتَهٍ ۔۔۔ وَمَا غَابَ مِنْ اَحْلَامِکُمْ غَیْرَ رَاجِعٍ

ترجمہ:۔ جب ہم نے تمہاری جہالت کو دیکھی کہ وہ ختم ہونے والی نہیں اور تمہاری غائب شدہ (مسخ شدہ) عقلیں لوٹ کر آنے والی نہیں ہیں (جواب لمّا آگے ہے)

تحقیق:۔ احلام: یہ جمع ہے حلم کی بمعنی عقل۔

ترکیب:۔ ''وَمَا غَابَ'' کا عطف ''جَهْلَکُمْ'' پر ہے۔ ''منتهٍ'' اسم فاعل کا صیغہ ہے باب افعال سے بمعنی انتہاء ''غیرُ منتهٍ'' میں اگر ''غیر'' مرفوع ہو تو ''هو'' مبتدأ محذوف کی خبر ہے پھر ''راینا'' کا مفعول ثانی ہے، منصوب ہونے کی صورت میں ''راینا'' کا مفعول ثانی ہوگا، یہی ترکیب ''غیرَ راجع'' کی ہے۔

مَسِسْنَا مِنَ الْاٰبَاءِ شَیْئًا وَکُلُّنَا ۔۔۔ اِلٰی حَسَبٍ فِیْ قَوْمِهٖ غَیْرِ وَاضِعِ

ترجمہ:۔ تو ہم نے اپنے آباء و اجداد میں ایک چیز (نسب) تلاش کی (تلاش کے بعد پتہ چلا) کہ ہم سب ایسے نسب کی طرف منسوب ہیں جو اعلیٰ و ارفع ہے۔

تحقیق:۔ مسسنا: اس کا مادہ ''مسس'' ہے سمع سے، بمعنی تلاش کرنا واضع: بمعنی نکما، ذلیل، وخوار۔ غیر واضع بمعنی اعلیٰ وارفع۔

ترکیب:۔ ''مَسِسْنَا'' یہ جواب لمّا ہے، ''غیر واضع'' یہ ''حَسَبٍ'' کی صفت ہے، اور ''اِلٰی حسب'' کا متعلق ''منسوب'' محذوف ہے۔ ای کلنا منسوب الی حسب'' ''فی قومه'' کی ضمیر ''کل'' کی طرف لوٹ رہی ہے جو لفظاً مفرد اور معنیً جمع ہے۔

فَلَمَّا بَلَغْنَا الْاُمَّهَاتِ وَجَدْتُّمْ ۔۔۔ بَنِیْ عَمِّکُمْ کَانُوْا اِکْرَامَ الْمَضَاجِعِ

ترجمہ:۔ جب ہم (اور تم تلاش کرتے ہوئے) اپنی ماؤں تک پہنچے تو تم نے اپنے چچازاد بھائیوں (ہم) کو عمدہ نسل ماؤں کی اولاد پایا۔ (یعنی ہم اور تم نجیب الطرفین ہیں)

تحقیق:۔المضاجع: یہ جمع ہے مضجع کی، بمعنی لیٹنے کی جگہ، یہاں امہات مراد ہیں۔

بَنِیْ عَمِّنَا لَاتَشْتِمُوْنَا وَدَافِعُوْا　　عَلٰی حَسَبٍ مَافَاتَ قَیْدَ الْاَکَارِعِ

ترجمہ:۔اے ہمارے چچازاد بھائیو ہمیں برا بھلا نہ کہو (بلکہ) اور ایسے مشترک حسب ونسب کا دفاع کرو (لاج رکھو) جو پنڈلی کے بمقدار بھی ضائع اور ختم نہیں ہوا۔

تحقیق:۔لاتشتموا: شتم سے، بمعنی برا بھلا کہنا، ضرب سے۔دافعوا: مفاعلہ سے بصلہ "علی" بمعنی صلح کرنا۔قید: مقدار۔اکارع: جمع کراع کی ہے بمعنی پنڈلی۔

ترکیب:۔ "بنی عمنا" سے پہلے "یا" حرف ندا محذوف ہے، "حسبٍ" موصوف ہے اور "مافات الخ" صفت ہے، "ما" نافیہ ہے۔

وَکُنَّا بَنِیْ عَمٍّ نَزَا الْجَهْلُ بَیْنَنَا　　فَکُلٌّ یُوَفّٰی حَقَّهٗ غَیْرَوَادِعِ

ترجمہ:۔تم اور ہم چچازاد بھائی تھے (اور ہیں) جہالت ہمارے درمیان آ گئی (جس کی وجہ سے ہم آپس میں لڑ پڑے) پس ہر شخص کو اپنا حق (کرتوت کا حق، سزا) پورا پورا دیا جائے گا چھوڑے بغیر۔

تحقیق:۔نزا: نصر سے نزو مادہ بمعنی کود پڑنا۔وادع: از فتح بمعنی چھوڑنا، ترک کر دینا، مطمئن ہونا، یہاں دونوں معنی ہو سکتے ہیں۔یوفیہ: از تفعیل پورا حق دینا۔

ترکیب:۔ "فکلٌّ" میں تنوین عوض میں ہے، اصل عبارت یوں ہے "فکل من الفریقین" "حقّه" "یُوفی" کا مفعول ثانی ہے۔

وَقَالَ جَابِرُ بْنُ رَالَانَ السَّنْبِسِیُّ

یہ شاعر جاہلی ہے ان کا تعلق قبیلہ سنبسی ہے، شاعر بنو جدیلہ کو خطاب کر رہا ہے، کیونکہ کئی دفعہ وہ جنگ سے بھاگ گئے تھے، اسلئے ان کو عار دلا رہے ہیں۔

لَعَمْرُکَ مَا اُخْزٰی إِذَا مَانَسَبْتَنِیْ　　إِذَا لَمْ تَقُلْ بُطْلًا عَلَیَّ وَمَیْنَا

ترجمہ:۔میں تیری عمر کی قسم کھاتا ہوں میں رسوا وذلیل نہیں ہوں گا جب تم میرا حسب نسب بیان کرو گے جبکہ تم میرے خلاف جھوٹ اور غلط بیانی نہ کرو۔

تحقیق:۔اخزی: مضارع واحد متکلم مادہ، خزی ہے سمع سے بمعنی رسوائی۔نسبتنی: کے بعد "إلی الاباالکرام" محذوف ہے۔مینا: جھوٹی بات۔بطلا باب نصر سے بمعنی خلاف واقع بات۔

ترکیب:۔ "لعمرک" مبتدأ ہے، خبر "ما اقسم به" محذوف ہے، "اخزی" اگر خزی سے مشتق ہے تو بمعنی ذلت ورسوائی کے ہے اور اگر "خزایة" سے مشتق ہے تو بمعنی حیا وشرم کے ہے، "لعمرک الخ" جزأ مقدم ہے اور "نسبتنی الخ" شرط مؤخر ہے، "اذالم الخ" ظرف ہے۔

وَلٰکِنَّمَا یُخْزٰی امْرُءٌ تَکْلُمُ اِسْتَهٗ　　قَنَا قَوْمِهٖ إِذَا الرِّمَاحُ هَوَیْنَا

ترجمہ:۔لیکن ذلیل تو وہ شخص ہوگا جس کی سرین کو اپنی قوم کے نیزے نے زخمی کی ہو جب (وہ بھاگ رہا تھا اور) نیزے اس کی سرین پر گر رہے تھے۔

تحقیق:۔إست:سرین۔ کما یقال:انف فی الماء واست فی السماء ."هوینا:ضرب سے بمعنی گرنا، یہ جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے، آخر میں الف اشباعی ہے"هَوَیْنَ" بروزن "رَمَیْنَ" ہے، "تکلم" باب ضرب سے بمعنی زخمی کے ہے۔"قنا"بمعنی نیزہ۔

ترکیب:۔ "قناقومهِ"فاعل ہے"تکلم"کا،"اذاالرماح"ظرف ہے،"هَوَین"کی ضمیر"الرماح"کی طرف لوٹ رہی ہے۔

فَإِنْ تُبْغِضُوْنَابغضَةًفِيْ صُدُوْرِكُمْ   فَإنَّـاجَـدَعْـنَـامِـنْـكُمْ وَشَـرَيْـنَـا

ترجمہ:۔پس اگر تم اپنے سینوں میں ہمارے لئے بغض وحسد رکھتے ہو (تو اس کا تمہیں حق ہے کیونکہ) بیشک ہم نے (جنگ میں) تمہارے کان، ناک وغیرہ کاٹے اور تمہیں خوب ذلیل کیا۔

تحقیق:۔جدع: ناک کان کاٹنا، مثلہ کرنا۔ از باب فتح۔ بِغضةً بکسر البا مصدر ہے، بمعنی مخصوص بغض"شرینا"اگر باب ضرب سے ہو اور شری مادہ ہو تو بمعنی فروخت کرنا اور اگر باب فتح سے ہو اور شرا مادہ ہو تو بمعنی ذلیل کرنا، یہاں یہی معنی مراد ہے۔

ترکیب:۔ "بغضةً"مفعول مطلق ہے،"فان الخ" شرط ہے، جزا محذوف ہے جو کہ "فلكم عذرٌ معقولٌ"ہے۔"شرینا" کے بعد "هم"، ضمیر مفعول محذوف ہے۔

وَنَـحْـنُ غَـلَـبْـنَـابِـالْـجِبَالِ وَعِزِّهَا   وَنَـحْـنُ وَرِثْـنَـاغَـيْـثًـاوَبُـدَيْـنَـا

ترجمہ:۔اور ہم (اجا وسلمیٰ) پہاڑوں اور ان کی بلندیوں (میں رہنے) کی وجہ سے تم پر (جنگ میں) غالب آ گئے اور ہم قبیلہ طی کے بزرگ غیث وبدین کے وارثین ہیں (یہ لوگ بھی جنگجو اور بہادر تھے)

تحقیق:۔عزالجبال: بمعنی پہاڑوں کی بلندی۔"بالجبال" سے اجأ وسلمیٰ پہاڑ مراد ہیں کیونکہ بنی سنبس یہیں رہائش پذیر تھے جبکہ قبیلہ جدیلہ نشیبی زمین میں رہتے تھے، ان دونوں پہاڑوں کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اجأ نامی مرد سلمیٰ نامی عورت سے محبت کرتا تھا، عوجأ نامی شخص نے دونوں کو پکڑا پھر دونوں کو دو پہاڑ میں ہلاک کر دیا، جس کو جس پہاڑ میں ہلاک کیا وہ پہاڑ اسی کے نام سے مشہور ہوگیا۔"غیث وبدین" قبیلہ طے کے دو نامور جنگجو افراد کے نام ہیں، آخر میں الف اشباعی ہے۔"غلبنا" کے بعد "علیکم" محذوف ہے۔

وَأَيُّ ثَـنَـايَـاالْـمَـجْـدِلَمْ نَطَّلِعْ لَهَا   وَأَنْـتُـمْ غِـضَـابٌ تَـحْـرِقُوْنَ عَلَيْنَا

ترجمہ:۔اور بزرگی کی کونسی گھاٹیاں ایسی ہیں جن پر ہم چڑھے نہیں (یعنی سب پر چڑھے) اور تم غضبناک ہو کر دانت پیستے رہے۔

تحقیق:۔ثنایا: جمع ثنیة کی بمعنی گھاٹی۔نطلع: بمعنی چڑھنا. تحرقون: باب نصر وضرب سے بمعنی دانت پیسنا، شدت غصہ کیلئے بطور کنایہ بولتے ہیں۔

ترکیب:۔ "ایُّ" استفہامیہ انکاری ہے،"لها" بمعنی "علیها" "لم نطلع الخ" ماقبل کی صفت ہے،"وانتم الخ" جملہ حالیہ ہے،"غِضابٌ" غضب کی جمع ہے، معنی میں اسم فاعل کے ہے اور ترکیب میں خبر ہے "تحرقون" کے بعد مفعول "انیابکم یا اسنانکم" محذوف ہے۔

وَقَالَ سَبْرَةُ بْنُ عَمْرٍو الْفَقْعَسِيُ

نام سبرۃ بن عمرو ہے، قبیلہ فقعس بن طریف الاسدی سے تعلق ہے۔ یہ جاہلی شاعر ہے، اس کے پاس کافی اونٹ اور دیگر ساز وسامان تھا، ایک مرتبہ ضمیرہ نہشلی نے شاعر کو بخل کا طعنہ دیا کہ تمہارے پاس مال ودولت اور دودھ کی کثرت ہے پھر بھی تم بخیلی کرتے ہو اور بخیل ہونے کی علامت یہ ہے کہ تم نہ خود کھاتے ہو نہ خرچ کرتے ہو، اس پر شاعر ضمرہ نہشلی سے کہتا ہے:

أَتَنْسٰى دِفَاعِيْ عَنْکَ إِذَاأَنْتَ مُسْلَمٌ　　وَقَدْسَالَ مِنْ ذُلٍّ عَلَيْکَ قُرَاقِرُ

ترجمہ:۔(اے ضمیرہ) کیا تم بھول گئے میرا دفاع کرنا تمہاری طرف سے جب تمہیں دشمنوں کا حوالہ کیا جا چکا تھا جس حال میں تمہارے اوپر ذلت سے وادی قُراقر بہہ پڑی تھی (یعنی اس وادی میں تم ذلیل ہو گئے تھے۔)

تحقیق:۔"مسلم: چھوڑنا، ذلیل ہونا دشمنوں کو حوالہ کرنا، اسلم الیہ بمعنی حوالہ کرنا۔ قراقر: بمعنی وادی کا نام۔ سال باب ضرب سے بمعنی سیلاب، بہہ پڑنا۔

ترکیب:۔"تنسی" کا خطاب ضمیرہ نہشلی سے ہے "دفاعی الخ" فاعل ہے۔ "اذا الخ" ظرف ہے۔ "قُرَاقِرُ" یہ "سَالَ" فعل کا فاعل ہے۔

وَنِسْوَتُكُمْ فِي الرَّوْعِ بَادٍوُجُوْهُهَا　　يُخَلْنَ إِمَاءً وَالْإِمَاءُ حَرَائِرُ

ترجمہ:۔اور تمہاری عورتیں جنگ میں (شدت خوف کی وجہ سے) چہرے ان کے کھولے ہوئے تھے جس حال میں وہ باندیاں معلوم ہو رہی تھیں حالانکہ یہ باندیاں (نفس الامر کے اعتبار سے) آزاد عورتیں ہیں (یعنی ان آزاد عورتوں کا حال باندیوں کی طرح ہو گیا یا باندیاں آزاد عورتوں کے منزلہ میں آ گئیں)

تحقیق:۔"نسوۃ" امرأۃ کی جمع من غیر لفظہ ہے، "الروع" بمعنی خوف "جنگ"، باب نصر سے، "بادٍ" بدو مادہ باب نصر سے بمعنی ظاہر ہونا یا اصل میں بادِوٌ تھا۔ "یخلن: مضارع مجہول جمع مؤنث کا صیغہ ہے باب سمع سے۔ بمعنی محسوس کرنا اور خیال کرنا۔ إماء: باندی، نوکرانی۔ واحد امۃ ہے۔ حرائر بمعنی آزاد عورتیں واحد حرّۃ ہے۔

ترکیب:۔ "نسوتکم الخ" مبتدا ہے، "بادِ الخ" خبر ہے، "وجوهها" فاعل ہے "بادِ" کا "یُخلن" حال ہے، "وجوهها" کی ضمیر سے، "اماءً" مفعول ثانی ہے، "الاما" میں الف عہد کے لئے ہے اور اس سے اشارہ ماقبل میں موجود "اما" کی طرف ہے، "لان القاعدة مشهورة" النكرة اذا اعيدت معرفة كانت الثانية عين الاولى" یہ ترکیب میں حال ثانی ہے، یعنی حال مترادفہ ہیں۔

أَعَيَّرْتَنَا أَلْبَانَهَا وَلُحُوْمَهَا　　وَذٰلِکَ عَارٌيَاابْنَ رَيْطَةَ ظَاهِرُ

ترجمہ:۔اے ضمیرہ کیا تو ہمیں عیب دار قرار دیتے ہو اونٹوں کے دودھ اور اس کے گوشت کے بارے میں (کہ ہم خرچ نہیں کرتے) اے ابن ریطہ (ام ضمیرہ) یہ عیب تو ختم ہو جائے گا (جب ہم اس کی وضاحت کریں گے۔)

تحقیق:۔ظاهر: معناه زائل وضمير البانها وغيرها راجعة الى الابل . اعيرتنا: تفعیل سے عیب لگانا۔ "البان"، لبن کی جمع ہے بمعنی دودھ "ریطة" بمعنی ضمیرہ کی والدہ کا نام۔

ترکیب:۔ ہمزہ استفہامیہ مبتدأ ہے، "البانھا الخ" مفعول ہے اور اس سے قبل "یا ابن ضمیرہ" محذوف ہے، "وذلک الخ" جملہ حالیہ ہے۔ ذالک اسم اشارہ اور "عارٌ" مشارالیہ سے مل کر مبتدا اور "ظاہر" خبر ہے۔

نُحَابِيْ بِهَا أَكْفَائَنَا وَنُهِيْنُهَا وَنَشْرَبُ فِيْ أَثْمَانِهَا وَنُقَامِرُ

ترجمہ:۔ ہم دودھ اور اونٹ اپنے بھائیوں کو ھدیۃً دیتے ہیں اور ذبح بھی کرتے ہیں (ذبح کر کے گوشت کھلاتے ہیں) اور ان کی قیمت (فروخت کر کے) سے شراب پیتے ہیں اور جوا کھیلتے ہیں۔

تحقیق:۔ نحابی باب مفاعلہ سے بمعنی دینا۔ نھین: باب افعال سے بمعنی ذبح کرنا۔ اثمان: جمع ثمن کی بمعنی دام، قیمت۔ نقامر: یہ قمر سے بمعنی جوا کھیلنا۔ "اکفاء" بمعنی ہم سر، دوست احباب، رشتہ دار "کُفء" مفرد ہے۔

ترکیب:۔ "اکفاء نا" مفعول ہے، "نُھینُھا" کے بعد یہ عبارت محذوف ہے۔ "بالعقر للاضیاف" اس لئے "نُھینُنا" کا مفہوم اہانت کے بجائے ذبح کا کیا گیا ہے۔ "فی اثمانھا" میں "فی" ب کے معنی میں ہے "ای باثمانھا"۔

وَقَالَ آخَرُ مِنْ بَنِيْ فَقْعَسٍ

ابوالہلال کے مطابق یہاں شاعر عمرو بن مسعود بن عبد مرۃ الفقعسی مراد ہے۔ شاعر کا تعلق قبیلہ بنی فقعس سے ہے، ان کے یہاں صرف دو شعر مذکور ہیں:

أَيَبْغِيْ آلُ شَدَّادٍ عَلَيْنَا وَمَا يُرْعٰى لِشَدَّادٍ فَصِيْلُ

ترجمہ:۔ کیا آل شداد ہم پر فخر کرتے ہیں حالانکہ شداد کی اونٹنی کا کوئی بچہ بھی چراگاہ میں چرایا نہیں جاتا (یعنی ان کے پاس تو اونٹنی کا بچہ بھی نہیں ہے وہ کیا فخر کریں)

تحقیق:۔ یبغی علیہ: باب ضرب سے بمعنی چاہنا، فخر کرنا، تجاوز کرنا، سرکشی کرنا۔ فصیل: اونٹ کا بچہ فِصال اور فصلان جمع ہے۔ یرعیٰ: صیغہ مضارع مجہول، از فتح بمعنی چرانا، بعض نسخوں میں "یُرغی" ہے بمعنی دینا، اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا کہ شداد کو اونٹنی کا بچہ بھی نہیں دیا جاتا۔

ترکیب:۔ ہمزہ استفہامیہ مبتدأ ہے، "یبغی الخ" خبر ہے، "مایُرعی" میں نافیہ ہے اور "فصیلٌ" اس کا نائب فاعل ہے۔

فَإِنْ تَغْمِزْ مَفَاصِلَنَا تَجِدْهَا غِلَاظًا فِيْ أَنَامِلِ مَنْ يَصُوْلُ

ترجمہ:۔ اے آل شداد اگر تم ہمارے اعضاء و جوارح کو دبا کر دیکھو گے تو تم ان (اعضاء) کو حملہ کرنے والوں (آل شداد) کی انگلیوں اور جسموں سے سخت پاؤ گے۔ (کیونکہ ہم تم سے جنگجو ہیں۔)

تحقیق:۔ تغمز: باب ضرب سے بمعنی دبانا۔ یصول: نصر سے بمعنی حملہ کرنا۔ مفاصل: جمع مفصل کی بمعنی جوڑ، دو ہڈیوں کے ملنے کی جگہ ہے۔ یہاں اعضاء مراد ہیں ای ذکر البعض وارادۃ الکل "انامل" انملۃ کی جمع ہے بمعنی انگلیاں، یہاں بھی اعضاء جوارح مراد ہیں۔ غلاظاً یہ جمع ہے غلیظ کی بمعنی سخت۔

ترکیب:۔ "تغمز الخ" شرط ہے، "تجدھا الخ" جزاء ہے، "غلاظا" مفعول ثانی ہے "تجدھا" کا "فی انامل" میں "فی" بمعنی

"مِنْ کے ہے۔اس شعر میں التفات من الغیب الی الخطاب ہے کیونکہ پہلے (یبغی) غائب کا صیغہ تھا اور اب خطاب (تجد) کا صیغہ ہے۔

وَقَالَ جَزْؤُبْنُ کُلَیْبِ الْفَقْعَسِیُّ

ابو محمد الاعرابی کے مطابق یہاں شاعر جزیر بن کلیب الفقعسی مراد ہے۔ یہ شاعر اسلامی ہے، قبیلہ فقعس سے تعلق ہے، ان کو ایک مرتبہ قحط سالی کی وجہ سے مجبوراً یزید بن حذیفہ (ابن کوز) کے یہاں ٹھہرنا پڑا، شاعر کے پاس ایک نوجوان لڑکی تھی، یزید نے دیکھ کر شاعر سے کہا کہ تم اپنی لڑکی کا ہم سے نکاح کر دو، اُس پر ناراض ہو کر شاعر نے یہ اشعار کہے:

تَبَغّٰی ابْنُ کُوْزٍ وَالسَّفَاهَةُ کَاسْمِهَا لِیَسْتَادَ مِنَّا أَنْ شَتَوْنَا لَیَالِیَا

ترجمہ:۔ابن کوز نے بڑا ظلم اور حماقت کی ہے، حماقت تو اپنے نام کی طرح قبیح اور ناپسندیدہ ہے کہ اس نے سیدزادی (ہماری بیٹی) کا نکاح طلب کیا ہے اس لئے کہ ہم چند دنوں سے قحط سالی میں پڑے ہوئے ہیں۔

تحقیق:۔تبغی :مبالغہ فی الطلب۔سرکش باب تفعل سے ماضی واحد مذکر غائب ہے، لیستاد: یہ استیادٌ سے ہے بمعنی سید کی بیٹی چاہنا۔شتونا: بمعنی قحط سالی میں پڑنا۔ماضی جمع متکلم ہے۔

ترکیب:۔ "والسفاهة کاسمها" جملہ معترضہ ہے، اصل میں "والسفاهة شنیعة کاسمها" ہے۔لیستاد: تبغی کا مفعول ہے۔"ان شتونا" اصل میں "لان شتونا" تھا، لام تعلیل کو حذف کر دیا گیا ہے۔یہ "لِیَسْتَادَ" کا مفعول ہے۔"لِیَسْتَادَ" ماضی کے معنی میں ہے۔

فَمَا اَکْبَرُ الْاَشْیَاءِ عِنْدِیْ حَزَازَةً بِأَنْ اُبْتَ مَزْرِیًّا عَلَیْکَ وَزَارِیَا

ترجمہ:۔(اگر طلب نکاح کی بنیاد پر جدائی آ جائے تو) قلبی تکلیف کے اعتبار سے تمام چیزوں میں میرے نزدیک اور کوئی بڑی چیز نہیں ہے کہ تو اس حال میں لوٹے کہ تیرے اوپر عیب لگایا گیا ہو اور تو بھی عیب لگانے والا ہو۔(لہٰذا طلب نکاح چھوڑ دو)

تحقیق:۔حزازة: باب نصر سے بمعنی درد قلب: حزز مادہ ہے، حزازات جمع ہے، "اُبْتَ" بروزن "قُلْتَ" اوب مادہ باب نصر سے بمعنی لوٹنا، اصل میں "اَوَبْتَ" تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح اس لئے واؤ کو الف سے بدل کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو گرا دیا گیا پھر واؤ محذوف پر دلالت کرنے کے لئے فا کلمہ پر ضمہ دیدیا گیا ہے۔مزریا: اسم مفعول باب افعال سے زری مادہ ہے، بمعنی عیب لگانا اور باب ضرب سے بھی آتا ہے۔

ترکیب:۔ "فما" میں ما مشبہ بلیس ہے، "اکبر الخ" مبتدأ ہے اور "عندی" خبر ہے، دونوں مل کر اسم ما ہے۔ "حزازة" تمیز ہے۔"بأن" "ما" مشبہ بیس کی خبر ہے۔اور اس میں "ب" زائدہ ہے۔"زاریا" "اُبْت" فعل کی ضمیر فاعل سے حال واقع ہے۔

وَاِنَّا عَلٰی عَضِّ الزَّمَانِ الَّذِیْ تَرٰی نُعَالِجُ مِنْ کُرْهِ الْمَخَازِی الدَّوَاهِیَا

ترجمہ:۔اور ہم شدت زمانہ کے باوجود جس کو تو دیکھ رہا ہے مصائب اور آلام کو برداشت کرتے ہیں، رسوائی اور ذلت کو ناپسند کرتے ہوئے (یعنی مصائب تو برداشت کر لیتے ہیں پھر بھی ذلیل ہونے کو پسند نہیں کرتے۔)

تحقیق:۔عض: باب نصر سے بمعنی کاٹنا، مراد سختی ہے۔نعالج: ای نزاول: بمعنی علاج کرنا، قصد کرنا اور برداشت کرنا۔الخازی: مخزاۃ کی جمع ہے بمعنی ذلیل۔الدواہی: بمعنی مصائب: جمع داھیہ ہے۔

ترکیب:۔ ''علی عض'' میں ''علی'' بمعنی ''مع'' کے ہے، ''تری'' کے بعد ضمیر محذوف ہے جس کا مرجع ''الذی'' ہے ''من کرہ الخازی'' میں ''من'' تعلیلیہ ہے، ترکیب میں مفعول لہ ہے، لفظ ''کرہ'' کی اضافت ''الخازی'' کی طرف مصدر کی اضافت مفعول کی طرف ہے، اگر ''کرہ'' مصدر کو مفعول کے معنی میں کرلیا جائے تو یہ صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہوگی۔ ''الدواھیا'' ''نعالج'' فعل کا مفعول بہ ہے۔

فَلَا تَطْلُبَنْهَا يَا ابْنَ كُوزٍ فَإِنَّهُ   غَدَا النَّاسُ مُذْقَامَ النَّبِيُّ الْجَوَارِيَا

ترجمہ:۔اے ابن کوز اس لڑکی (جس سے نکاح کی خواہش ظاہر کی) کا مطالبہ مت کر کیونکہ بیشک جب سے نبی آخر الزمان کا ظہور ہوا لوگ عورتوں کی طرف مائل ہونے لگے (اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے بچنے لگے اس لئے کافی تعداد میں عورتیں موجود ہیں لہٰذا اس لڑکی کی امید نہ کر)

تحقیق:۔تطلبنھا: میں ضمیر ''ھا'' کا مرجع ''البنت المعھود'' ہے، آخر میں نون خفیفہ ہے، فانہ'' میں ضمیر شان ہے۔

ترکیب:۔ ''فانہ'' میں ضمیر شان ہے، ''غدا'' باب نصر سے بمعنی چلنا، ہوجانا اور مائل ہونا، یہاں آخری معنی مراد ہے، یعنی لوگ لڑکیوں کو زندہ رکھنے کی طرف مائل ہونے لگے۔بعض نسخوں میں ''غذا'' ہے بمعنی غذا دینا معنی یہ ہوگا کہ لوگ لڑکیوں کو مارنے کے بجائے غذا دینے لگے، ''الجواریا'' مفعول ہے ''غذا'' کا۔بعض نے ''غدا'' کو ''صار'' کے معنی میں لے کر ''الجواریا'' کو خبر قرار دیا ہے، ''الجواری'' بمعنی لڑکیاں، جاریۃ واحد ہے ''مذقام النبیؐ'' ظرف ہے، اس سے ظہور نبی مراد ہے۔

وَإِنَّ الَّتِي حُدِّثْتَهَا فِي أُنُوفِنَا   وَأَعْنَاقِنَا مِنَ الْإِبَاءِ كَمَا هِيَا

ترجمہ:۔اور بیشک، انکار نکاح کی جو خصلت (سید ہونا) تجھ سے بیان کی گئی ہے وہ خصلت پہلے کی طرح ہماری گردن اور ناک میں موجود ہے۔(لہٰذا لڑکی نہیں دے سکتے)

تحقیق:۔ ''الاباء'' بمعنی انکار کرنا۔حدثتھا۔صیغہ مجہول ہے، از تفعیل۔

ترکیب:۔ ''من الإباء'' ''التی'' اسم موصول کا بیان ہے۔ ''کماھیا'' یہ خبر أن ہے۔اور مرجع خصلت ہے۔اور آخر میں الف اشباعی ہے۔

وَقَالَ زِيَادَةُ الْحَارِثِيُّ

یہ اسلامی شاعر ہے، بنی حارث بن سعد سے تعلق ہے، غدرۃ کا بھائی ہے، اسے ھدبہ بن خشرم نے قتل کردیا تھا۔شاعر یہاں اپنی قوم کی شرافت و بزرگی کو بیان کررہا ہے:

لَمْ أَرَ قَوْمًا مِثْلَنَا خَيْرَ قَوْمِهِمْ   أَقَلَّ بِهِ مِنَّا عَلَى قَوْمِهِمْ فَخْرَا

ترجمہ:۔میں نے اپنی قوم کی مثل بہترین قوم نہیں دیکھی جو ہم میں سے ہونے کے باوجود اپنی قوم پر کم فخر کرتی ہے۔(حالانکہ بزرگی اور شرافت میں اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے یہ ان کا حق تھا، کوئی اور قوم ایسی نہیں ہوگی۔)

ترکیب:۔ "قَوْمًا" یہ مفعول اول ہے "لَمْ اَرَ" فعل کا، اور "مثلنا" مفعول ثانی ہے۔ "خیر قومهم" بیان ہے "مثلنا" کیلئے اور "مثلنا" یہ "قوما" کی صفت بھی بن سکتی ہے۔ یہ اگرچہ مضاف ہے، لیکن لفظ "غَیْرَ" کی طرح لفظ "مثل" بھی اضافت کی وجہ سے معرفہ نہیں بنتا، اس صورت میں "خیر قومهم" مفعول ثانی ہوگا اور "أقل" بیان ہوگا اور "به" کی ضمیر "عزوشرف" کی طرف عائد ہے جو "خیر قومهم" سے سمجھ میں آرہا ہے، اور یہ "فخرا" سے متعلق ہے۔ جو کہ تمیز ہے۔

وَمَاتَزْدَهِيْنَاالْكِبْرِيَاءُ عَلَيْهِمُ اِذَا كَلَّمُوْنَا اَنْ نُكَلِّمَهُمْ نَزْرًا

ترجمہ:۔ ان پر ہماری شرافت و بزرگی ہمیں حقیر نہیں بنا دیتی اس بات سے کہ جب وہ ہم سے گفتگو کریں تو ہم ان سے کم بولیں (جیسے بڑے لوگ عموماً چھوٹے لوگوں سے کرتے ہیں۔)

تحقیق:۔ تزدهینا: میں ھو مادہ ہے، باب نصر سے بمعنی تکبر کرنا، روشن ہونا اور باب افتعال سے بمعنی حقیر سمجھنا، یہ اصل میں "تزتهینا" تھا، باب افتعال کا "فاکلمه زا" ہونے کی وجہ سے حسب قاعدہ تأ افتعال کو دال سے بدل دیا گیا۔ نزارا: باب نصر سے بمعنی کم سمجھنا اور کرم سے کم ہونا۔

ترکیب:۔ "نَزْرًا" صفت ہے۔ موصوف محذوف "كَلَامًا نَزْرًا" ہے، "الکبریأ" فاعل ہے "تزدهینا" کا "کلمونا" شرط ہے، "ان نکلمهم الخ" جزأ ہے۔

وَنَحْنُ بَنُوْمَاءِ السَّمَاءِ فَلَانَرٰی لِاَنْفُسِنَامِنْ دُوْنِ مَمْلِكَةٍقَصْرًا

ترجمہ:۔ اور ہم آسمانی پانی کے بیٹے ہیں (یعنی ہمارا حسب نسب پانی کی طرح صاف ہے) پس ہم اپنے لئے سلطنت وحکومت کے علاوہ کسی کوٹھی اور منزل پر بس نہیں کرتے۔ (یعنی ہم ہمیشہ حکمران رہتے ہیں۔)

تحقیق:۔ ماء السماء: سے کنایہ ہے شریف آدمی کا۔

ترکیب:۔ "نحن" مبتدأ ہے، "بنو السمأ" خبر ہے، "قصرًا" بمعنی کوٹھی قصور جمع ہے، اور ترکیب میں "لانری" کا مفعول ہے۔

وَقَالَ اِبْنُهٗ مِسْوَرٌ حِيْنَ عَرَضَ عَلَيْهِ سَعِيْدُبْنُ الْعَاصِ سَبْعَ دِيَّاتٍ فَاَبٰى

تعارف و پس منظر:۔ ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ شاعر مسور کے والد "زیادہ بن زید" کو ھدبہ بن خشرم نے قتل کر دیا، زیادہ کے بھائی قصاص لینے کیلئے عامل وحاکم مدینہ جناب سعید بن العاص کے پاس مقدمہ دائر کر دیا، مگر ہدبہ گرفتار نہ ہو سکا، البتہ اس کے چچا اور دور رشتہ داروں کو گرفتار کر لیا، اس کے بعد ہدبہ نے دیت دیکر رشتہ داروں کو چھڑالیا، مقتول کے ورثہ اس پر راضی نہ تھے، چنانچہ وہ حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ کے پاس مقدمہ لے آئے، ہدبہ اور اس کی جماعت بھی وہاں موجود تھی، حضرت معاویہؓ نے معاملہ کی تحقیق کی تو ہدبہ نے قتل کا اقرار کر لیا، پھر دریافت کیا کہ مقتول کا کوئی بیٹا ہے؟ کہا گیا کہ اسکا ایک بیٹا ہے، جو نابالغ ہے۔ حضرت معاویہؓ نے یہ فیصلہ اسکے بیٹے (مسور) پر موقوف کر دیا اور عامل مدینہ حضرت سعید بن العاص کے پاس حکم بھیجا کہ ہدبہ کو اس وقت تک قید میں رکھو، جب تک اس کا بیٹا بالغ نہ ہو جائے، پھر قصاص یا دیت کا فیصلہ وہ خود کرے گا، چنانچہ زیادہ کا بیٹا مسور جب بالغ ہوا تو باپ کا قصاص لینے کیلئے مدینہ

آیا، تو اس وقت قریش کے بہت سے بزرگوں نے جن میں حضرت حسین بن علیؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ وغیرہ شامل تھے، مسور سے کہا کہ ہدبہ کی دگنی دیت لیلو اور قصاص چھوڑ دو، کیونکہ وہ سخی آدمی ہے اور اچھا شاعر ہے، اور سات دیتیں پیش کیں، لیکن مسور نہ مانا اور یہ اشعار کہے۔ بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ یہ اشعار مسور کے چچا عبدالرحمٰن بن زید کے ہیں۔

أَبَعْدَ الَّذِیْ بِالنَّعْفِ نَعْفِ کُوَیْکِب ۔۔۔ رَهِیْنَةِ رَمْسٍ ذِیْ تُرَابٍ وَجَنْدَلِ

ترجمہ:۔ کیا اس آدمی کے بعد جو کویکب نامی پہاڑ کی نشیبی زمین میں مٹی اور پتھر والی قبر میں آسودہ خاک ہے۔

تحقیق:۔ ”نعف“: جمع اس کی نعاف ہے بمعنی پستی والی جگہ۔ کویکب: پہاڑ کا نام ہے، رھینۃ: بمعنی مرھون، ای مدفون. رمس: بمعنی قبر۔ جندل: پتھر اس کی جمع جنادل ہے۔

ترکیب:۔ ”رَهِیْنَةَ“ یا منصوب ہے ”اَلَّذِیْ“ سے حال ہونے کی وجہ سے یا مجرور ہے، ”الذی“ سے بدل واقع ہونے کی وجہ سے۔ ”أَبَعْد“ میں استفہام انکاری ہے۔ ”رمسٍ“ سے پہلے ”فی“ محذوف ہے اور یہ ترکیب میں موصوف ہے ”ذی تراب الخ“ صفت ہے۔

أُذَکَّرُ بِالْبُقْیَا عَلٰی مَنْ اَصَابَنِیْ ۔۔۔ وَبُقْیَایَ أَنِّیْ جَاهِدٌ غَیْرُ مُؤْتَلِ

ترجمہ:۔ (میرے باپ کے قتل کے بعد بھی) مجھے اس شخص (قاتل ھدبہ) کو باقی رکھنے پر رحم کی اپیل اور تلقین کی جارہی ہے جس نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔ (میرے باپ کو قتل کرکے) میرا رحم تو یہ ہے کہ میں قصاص لینے کی کوشش کروں اور اس میں کوتاہی نہ کروں۔

تحقیق:۔ أذکر: صیغہ مجہول ہے۔ بمعنی تلقین کرنا، نصیحت کرنا، اپیل کرنا باب تفعیل سے ہے۔ البقیا: إبقاء کا اسم مصدر ہے، بقیا: بمعنی رحم۔ مؤتل: بمعنی کوتاہی۔

ترکیب:۔ ”بُقیای“ مبتدأ ہے، ”انی جاھدٌ“ پورا جملہ خبر اول ہے اور ”غیر مؤتل“ خبر ثانی ہے۔

فَإِنْ لَمْ اَنَلْ ثَأْرِیْ مِنَ الْیَوْمِ أَوْغَدٍ ۔۔۔ بَنِیْ عَمِّنَا فَالدَّهْرُ ذُوْمُتَطَوَّلِ

ترجمہ:۔ اے چچازاد بھائیو! اگر میں آج یا کل (قاتل سے) قصاص نہ لے سکوں (لوگوں کے روکنے اور تمہاری رکاوٹ کی وجہ سے تو پھر یاد رکھو) زمانہ طویل ہے۔ (انشاء اللہ کسی نہ کسی دن قصاص لے لوں گا)

تحقیق:۔ ثار: بمعنی قصاص، بدلہ۔ انل: صیغہ واحد متکلم، نیل سے باب ضرب وسمع سے بمعنی پانا۔

ترکیب:۔ ”مِنَ الْیَوْمِ“ میں ”مِنْ“ بمعنی ”فِیْ“ ہے۔ ”ثأری“ مفعول ہے، ”بنی عمنا“ سے پہلے ”یا“ حرف ندا محذوف ہے، ”فالدھرُ الخ“ قائم مقام جزاء ہے، جبکہ شرط ”لم انل الخ“ ہے، ”متطول“ میں میم مصدری ہے بمعنی تطول کے ہے۔

فَلَا یَدْعُنِیْ قَوْمِیْ لِیَوْمِ کَرِیْهَةٍ ۔۔۔ لَئِنْ لَمْ أُعَجِّلْ ضَرْبَةً اَوْ اُعَجَّلِ

ترجمہ:۔ میری قوم مجھے جنگ کے دن نہ بلائے اگر میں مارنے (قصاص لینے) میں جلدی نہ کروں یا میں (دشمنوں کی تلوار سے) جلدی مارا نہ جاؤں (یعنی قصاص لینا ہے یا مرجانا ہے ورنہ میں جنگ میں شرکت کے قابل ہی نہیں سمجھا جاؤں گا۔)

تحقیق:۔ ”لیوم کریهَةٍ“ سے جنگ مراد ہے، ”لم أُعَجّلْ“ باب تفعیل سے ماضی معروف کا صیغہ ہے جبکہ ”أُعَجَّلُ“ باب تفعیل سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے۔ ”ضربةً“ بمعنی مارنا، یہاں قصاص لینا مراد ہے۔

ترکیب:۔ "فلا يد غنى الخ" جز مقدم ہے، اس لئے "يدعو" سے واو ساقط ہوگئی ہے۔ "لم اعجل الخ" شرط مؤخر ہے۔

أَنَخْتُمْ عَلَيْنَا كَلْكَلَ الْحَرْبِ مَرَّةً　　　فَنَحْنُ مُنِيْخُوْهَا عَلَيْكُمْ بِكَلْكَلِ

ترجمہ:۔ تم نے ہمارے اوپر لڑائی کا سینہ ایک مرتبہ رکھ دیا ہے (ہمارے باپ کو قتل کر دیا ہے) پس ہم بھی تم پر لڑائی کا سینہ (بطور انتقام) رکھنے والے ہیں۔

تحقیق:۔ اناخا: اونٹ بٹھانا۔ کلکل: جمع کلاکل، بمعنی سینہ۔ "کلکل الحرب" سے ہلاکت مراد ہے، کیونکہ اونٹ اپنا سینہ کسی کے اوپر رکھ دے تو وہ مر جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی بطور تشبیہ لڑائی کا سینہ کہا گیا ہے۔

ترکیب:۔ "مُنِيْخُوْهَا" میں "ها" ضمیر کا مرجع "الحرب" ہے۔

يَقُوْلُ رِجَالٌ مَا أُصِيْبَ لَهُمْ أَبٌ　　　وَلَا مِنْ أَخٍ أَقْبِلْ عَلَى الْمَالِ تُعْقَلِ

ترجمہ:۔ کہتے ہیں وہ لوگ (عبداللہ عمرؓ، حسین بن علیؓ، عبداللہ بن جعفرؓ وغیرہ) جن کے باپ اور بھائی (میرے باپ کی طرح) قتل نہیں کئے گئے کہ مال کی طرف متوجہ ہو کہ تمہیں دیت دی جائے گی۔

تحقیق:۔ اقبل الخ: مقولہ ہے یقول کا۔ تعقل، ای تعطى الدية: اى خذ الدية من القاتل۔

ترکیب:۔ "رجالٌ" موصوف ہے، "ما أصيب الخ" صفت ہے، موصوف صفت مل کر فاعل ہے، "ابٌ اور اخ" دونوں "أصيب" کا نائب فاعل ہے۔ "تعقل" جواب امر (أقبل) ہے۔

كَرِيْمٌ أَصَابَتْهُ ذِيَابٌ كَثِيْرَةٌ　　　فَلَمْ يَدْرِ حَتّٰى جِئْنَ مِنْ كُلِّ مَدْخَلِ

ترجمہ:۔ وہ مقتول ایک شریف انسان ہے جس کو بہت سے بھیڑیوں نے آلیا (اور قتل کر دیا) پس وہ یہ جان نہ سکا کہ کس طرح دفاع کیا جائے یہاں تک کہ مذکورہ بھیڑیے ہر طرف سے آگئے۔

تحقیق:۔ ذیاب: یہ جمع ہے ذئب کی بمعنی شیر، بھیڑیے۔ "جئن" بروزن "بعن" ماضی جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے، ضمیر فاعل "ذیاب" کی طرف لوٹ رہی ہے۔

ترکیب:۔ "کریم" یہ اصل میں "هو كريم" ہے۔ "ذيابٌ كثيرةٌ" مرکب توصیفی کے بعد فاعل ہے "اصابته" کا "فلم يدر" کا مفعول "الدفاع" محذوف ہے۔

ذَكَرْتُ أَبَا أَرْوٰى فَأَسْبَلْتُ عَبْرَةً　　　مِنَ الدَّمْعِ مَا كَادَتْ عَنِ الْعَيْنِ تَنْجَلِيْ

ترجمہ:۔ میں نے ابا اروی (اپنے مقتول والد) کو یاد کیا اور آنسو کے ایسے قطرات بہا دیئے جو ختم ہی نہیں ہو رہے ہیں۔ (یعنی خوب رویا)

تحقیق:۔ "ابا اوری": (شاعر کے والد) كنية للمقتول. فاسبلت اى السقوط . عبرة: آنسو۔ عبرات جمع ہے "اَسْبَلْتُ" باب افعال سے بمعنی بہا دینا، چھوڑ دینا "تنجلی" جلی مادہ باب انفعال سے بمعنی روشن ہونا، زائل ہونا، ختم ہونا۔ ضمیر "عبرة" کی طرف لوٹ رہی ہے۔

ترکیب:۔ "ما كادت" میں "ما" نافیہ ہے، اور "عن العين" کا تعلق "تنجلی" سے ہے، پھر پورا جملہ "عبرة" کی صفت ہے۔ اور "تنجلی" "كادت" کی خبر ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ بَنِي جَرْمٍ مِنْ طَيِّءٍ

جاہلی شاعر ہے، بنی جرم بن عمرو بن الغوث بن الطئی سے تعلق ہے۔

إِخَالُكَ مُوْعِدِيْ بِبَنِيْ جُفَيْفٍ وَهَالَةَ إِنَّنِيْ أَنْهَاكَ هَالَا

ترجمہ:۔تمہارے بارے میں میرا خیال ہے کہ تم مجھے بنی جفیف اور بنی ہالہ سے ڈرانے والا ہو، اے بنی ہالہ میں تمہیں روکتا ہوں میرے خلاف دشمنوں کی مدد کرنے سے۔

تحقیق:۔اخال: صیغہ واحد متکلم ہے، باب سمع سے خیال مصدر سے، خلاف قیاس ہمزہ کسرہ کے ساتھ صحیح ہے۔انہاک: بمعنی باز رکھنا، روکنا۔صیغہ واحد متکلم ہے۔

ترکیب:۔ "ھالا" یہ ترخیم منادی ہے، اصل میں یا "ھالة" ہے۔اس شعر میں غائب سے خطاب کی طرف التفات ہے۔

فَإِلَّا تَنْتَهِيْ يَاهَالَ عَنِّيْ أَدَعْكَ لِمَنْ يُعَادِيْنِيْ نَكَالَا

ترجمہ:۔اے ہالہ اگر تم میرے خلاف مدد کرنے سے باز نہیں آؤ گے تو پھر میں تمہیں اپنے دشمنوں کے لئے نمونہ عبرت بنا کر چھوڑوں گا۔

تحقیق:۔فإلا: كان في الاصل "فإن لا"، نكالا: اى عبرة. ادع: اى اترك. باب فتح سے ہے، ودع مادہ ہے، اصل میں "اَوْدَعْكَ" تھا۔

ترکیب:۔"تنتھی" الخ شرط ہے، "ادعک الخ" جزا ہے۔

إِذَا أَخْصَبْتُمْ كُنْتُمْ عَدُوًّا وَإِنْ أَجْدَبْتُمْ كُنْتُمْ عِيَالَا

ترجمہ:۔جب تم خوشحال ہوتے ہو تو ہمارے دشمن بن جاتے ہو اور اگر قحط سالی کے شکار ہو تو ہمارے عیال بن جاتے ہو۔(ہم سے مانگتے پھرتے ہو)

تحقیق:۔اخصب الرجل: اذا دخل في الخصب من باب افعال واجدب الرجل اذا دخل في الجدب.

ترکیب:۔ "اخصبتم" شرط ہے، "کنتم الخ" جزا ہے، "اجدبتم" شرط ہے اور "کنتم عیالا" جزا ہے "عدوا" اور "عیالا" خبر ہے۔

وَقَالَ آخَرُ

درجہ ذیل تینوں اشعار میں مدح اور مذمت دونوں کا احتمال ہے۔

اَللُّوْمُ أَكْرَمُ مِنْ وَبْرٍ وَّوَالِدِهٖ وَاللُّوْمُ أَكْرَمُ مِنْ وَبْرٍ وَّمَا وَلَدَا

ترجمہ:۔وبر (ایک آدمی کا نام ہے) اور اس کے والد سے بخل دور ہے۔(یعنی یہ لوگ سخی ہیں) اور بخل وبر اور اس کی اولاد سے بھی دور ہے۔(یعنی یہ بھی سخی ہیں) مذمت والا ترجمہ یہ ہے کہ بخل بھی بطور حقارت وبر اور اس کے والد و اولاد سے دور رہتا ہے چہ جائیکہ انسان ان کے قریب رہے۔

تحقیق:۔اللوم: کرم سے بمعنی کمینہ، بخیلی۔اکرم: بمعنی دور ہونا۔وبر: اسم رجل۔

ترکیب:۔ "اللوم" مبتدا اور "اکرم الخ" خبر ہے۔"ولدا" کے آخر میں الف اشباعی ہے "ولد" ماضی واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے۔

قَوْمٌ إِذَامَاجَنٰى جَانِيهِمْ أَمِنُوْا　　مِنْ لُؤْمِ أَحْسَبِهِمْ أَنْ يُقْتَلُوْاقَوَدَا

ترجمہ:۔ وہ ایسی قوم ہے کہ جب اس قوم کا کوئی فرد کسی قوم پر جنایت (قتل) کرے تو یہ لوگ اپنے حسب نسب پر حرف گیری کے خوف سے اس بات سے بے خوف ہو جاتے ہیں کہ اس (جانی) کو قصاص میں قتل کر دیا جائے۔ (یعنی قصاص کے بجائے دیت دیتے ہیں) مذمت والا ترجمہ یہ ہے کہ اس قوم کا کوئی بھی ایک فرد کسی کو قتل کر دے تو قاتل کی پوری قوم کو بطور قصاص قتل کر دیا جاتا ہے کیونکہ یہ گئے گزرے لوگ ہیں۔

تحقیق:۔ جنی: جنایت کرنا۔ قود: قصاص۔

ترکیب:۔ "قوم" سے پہلے "ھم" مبتدا محذوف ہے۔ "جانیھم" فاعل ہے "جنی" کا پھر پورا جملہ شرط ہے، "امنوا الخ" جزاً ہے۔ "ان یقتلوا قودا" یا تو "من لؤم الخ" کا بدل ہے یا "امنوا" کا مفعول ہے "یقتلوا" جمع کا صیغہ ہے، مطلب یہ ہے کہ ایک قاتل کو قتل کرنا گویا پوری قوم کو قتل کرنا ہے۔

وَاللُّؤْمُ دَاءٌ لِوَبْرٍ يُقْتَلُوْنَ بِهٖ　　لَايُقْتَلُوْنَ بِدَاءٍ غَيْرِهٖ أَبَدَا

ترجمہ:۔ بخل ایک ایسی بیماری ہے جس کی وجہ سے وبر اور اس کے خاندان کو قتل کیا جا سکتا ہے، بخل کے علاوہ کوئی اور بیماری ایسی نہیں ہے جس کے تحت وبر کو قتل کیا جا سکے۔

تحقیق:۔ داء: مرض۔ "یقتلون" جمع کا صیغہ ہے، اس سے اشارہ ہو گیا کہ وبر کو قتل کرنا گویا پورے خاندان کو قتل کرنا ہے۔

وَقَالَ اٰخَرُ

مؤرخین کے مطابق یہاں حکم بن زہرۃ مراد ہے، زہرۃ ماں کا نام ہے، الاصم کے لقب سے مشہور ہے، باپ کا نام مقداد بن الحکم ہے، قبیلہ فزارہ کی شاخ بنی مخاشن بن عصیم سے تعلق ہے، بعض نے کہا کہ درج شدہ اشعار شاعر عویف الفزاری کے ہیں جس نے یہ اشعار آل دہر بن الاضبط کی تعریف میں کہے، بعض نے کہا کہ یہ اشعار بنی دھر بن کلاب کے ہیں۔

أَلَاأَبْلِغَاخُلَّتِيْ رَاشِدَا　　وَصِنْوِيْ قَدِيْمًاإِذَامَااتَّصَلْ

ترجمہ:۔ اے میرے دو دوستوں میرے مخلص اور قدیم دوست راشد کو یہ پیغام پہنچا دو (پیغام اگلے شعر میں ہے) جب وہ مدد طلب کرے (مجھ سے)

تحقیق:۔ أبلغا: یہ تثنیہ ہے دو آدمیوں کو خطاب ہے، اہل عرب کی عادت ہے کہ وہ تصور کر کے خطاب کرتے ہیں۔ یا یہ اصل میں "أبلغنْ" تھا، نون خفیفہ کو الف سے بدل دیا گیا ہے۔ خلتی: جمعہ خلل، اخلاء، بمعنی مخلص دوست۔ صنو: ایک تنہ کی دو شاخ کو کہا جاتا ہے، مگر یہاں ہمعصر مراد ہے۔ اتصل: نسب بیان کرنا اور مدد مانگنا۔

ترکیب:۔ "قدیما" یہ "صِنوِی" سے حال لازمہ ہے۔ "أَلا" حرف تنبیہ مبتدا ہے، "ابلغا الخ" جزأ مقدم ہے جبکہ "ما اتصل" شرط مؤخر ہے۔

بِأَنَّ الدَّقِيْقَ يَهِيْجُ الْجَلِيْلَ　　وَأَنَّ الْعَزِيْزَإِذَاشَاءَ ذَلْ

ترجمہ:۔(پیغام یہ ہے کہ) بیشک چھوٹا امر بڑے معاملے کو بھڑکا دیتا ہے (یعنی لڑائی چھوٹے معاملے پر شروع ہوتی ہے۔) اور بیشک (کبھی کبھار) معزز اور قوی آدمی بھی جب چاہے ذلیل ہو جاتا ہے۔ (یا اپنے آپ کو ذلیل کر دیتا) (بے احتیاطی سے)

تحقیق:۔یھیج: باب ضرب سے بمعنی بڑھکانا، ابھارنا۔ العزیز: باب کرم سے بمعنی مضبوط آدمی۔ ذل: ذلیل ہونا۔

ترکیب:۔"بان الدقیق" میں "ب" زائدہ ہے بمعنی آٹا، چھوٹا امر اور یہ پہلے شعر میں "ابلغا" کیلئے مفعول بہ ہے۔ "یھیج الجلیل" خبر انَّ ہے، "شا" شرط ہے، "ذَلّ" جزا ہے، اس کا مفعول "نفسہ" محذوف ہے۔ پھر پورا جملہ خبر انّ ہے۔

وَأَنَّ الْحَزَامَةَ أَنْ تَصْرِفُوْا لِحَيٍّ سِوَانَا صُدُوْرَ الْأَسَلِ

ترجمہ:۔بیشک احتیاط اور عقلمندی یہ ہے کہ تم اپنے نیزوں کی نوکیں ہمارے علاوہ کسی اور قبیلہ کی طرف موڑ دو، (خواہ مخواہ ہم سے لڑ کر مرو نہیں)

تحقیق:۔الحزامة: عقلمندی، کرم سے، بمعنی ہوشیاری و دور اندیشی سے کام لینا۔ الاسل: نیزے۔

ترکیب:۔"الحزامة" اسم انّ ہے، "ان تصرفوا الخ" خبر انّ ہے، "صدور الاسل" مفعول ہے "تصرفوا" کا۔

فَإِنْ كُنْتَ سَيِّدَنَا سُدْتَنَا وَإِنْ كُنْتَ لِلْخَالِ فَاذْهَبْ فَخَلْ

ترجمہ:۔تو اگر ہمارا سردار ہے (یعنی خدمت کرنے والا اور اصلاح کرنے والا ہے) تو خدمت اور اصلاح کر (ہم تمہاری تابعداری کریں گے) اور اگر تو متکبر ہے (خدمت نہیں کرتے) تو جا اور تکبر کرتے رہو۔

تحقیق:۔خال: مصدر خیلاء، سمع سے تکبر کرنا۔ سُدتنا: بروزن قُلْتَنا باب نصر سے بمعنی سردار ہونا۔ ساد نصر سے، سادًا و سیادةً۔ یہاں بمعنی خدمت کرنا، اصلاح کرنا اور فساد کو دور کرنا ہے۔ "خال" کی جمع خیلان ہے بمعنی متکبر "خل" بروزن "خَفْ" باب سمع سے امر کا صیغہ ہے۔

ترکیب:۔"سیدنا" "کنت" کی خبر ہے پھر پورا جملہ شرط ہے، "سدتنا" جزا ہے، "للخال" میں لام زائد ہے اور مصدر اسم فاعل کے معنی میں محلاً منصوب ہے، کُنتَ کی خبر ہے پھر پورا جملہ شرط ہے، "فاذھب الخ" جزا ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ بَنِيْ أَسَدٍ وَاقْتَتَلَ فَرِيْقَانِ مِنْ قَوْمِهٖ على بیرٍ ادعاھا کل واحد منھما

تعارف و پس منظر:۔ ایک قوم کے دو فریق ایک کنواں کے بارے میں لڑنے لگے اور ان دونوں کے درمیان یہ جنگ کافی طویل ہوگئی، شاعر کا تعلق قبیلہ بنو اسد سے ہے، اسلئے شاعر اپنے خیالات کا اظہار ان اشعار میں کر رہا ہے:......

كِلَا أَخَوَيْنَا إِنْ يُرَعْ يَدْعُ قَوْمَهُ ذَوِيْ جَامِلٍ دَثْرٍ وَجَيْشٍ عَرَمْرَمِ

ترجمہ:۔اگر ہمارے دو بھائیوں (جو آپس میں لڑ رہے ہیں) میں سے کسی ایک کو ڈرایا جائے، (دشمن کی طرف سے) تو ہر ایک بھائی اپنی ایسی قوم کو (مدد کے لئے) بلائے گا جو بہت زیادہ اونٹوں اور مضبوط جماعت والی ہے۔ (یعنی دونوں کی نسل ایک ہے)

تحقیق:۔کلا: لفظ کے اعتبار سے مفرد ہے، اور معنی کے اعتبار سے تثنیہ ہے۔ ذوی جامل: اونٹ والی جماعت۔ دثر: بمعنی کثیر، زیادہ۔ عرمرم: بمعنی عظیم الشان۔

ترکیب:۔ "ان یُرَعْ" اصل میں "یُرْوَعْ" تھا واؤ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن ہے اس لئے واؤ کی حرکت ماقبل میں نقل کر کے واؤ کو گرا دیا گیا اور "ان" کی وجہ سے آخر میں ساکن ہو گیا، یہ ترکیب میں شرط ہے اور ضمیر "کلا" باعتبار لفظ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ "یدعُ" جزاءُ ہے۔ "ذوی جامل" یہ حال ہے "من قومه" سے۔ "دثر" جامل کی صفت ہے، اور "عرمرم" صفت ہے۔ "جیش" کی۔

کِلَا أَخَوَيْنَا ذُوْ رِجَالٍ کَأَنَّهُمْ　　　أُسُوْدُ الشَّرٰی مِنْ کُلِّ أَغْلَبَ ضَيْغَمِ

ترجمہ:۔ ہمارے دونوں بھائی بے حد بہادر ہیں گویا کہ یہ لوگ شری جنگل (یا کچھار) کے شیر ہیں جو مضبوط اور کاٹنے والے ہیں۔

تحقیق:۔ اسود: جمع اسد کی، بمعنی شیر۔ ضیغم: مضبوط شیر، کاٹنے والا۔ جمع ضیاغم ہے۔ أغلب: موٹی گردن والا۔ "ذو رجالٍ" بمعنی زیادہ افراد والے، مراد بہادر۔

ترکیب:۔ "من کل" "اسود" کا بیان ہے۔ پھر پورا جملہ "کانّ" کی خبر ہے۔

فَمَا الرُّشْدُ فِيْ أَنْ تَشْتَرُوْا بِنَعِيْمِکُمْ　　　بَئِيْسًا وَلَا أَنْ تَشْتَرُوْا الْمَاءَ بِالدَّمِ

ترجمہ:۔ یہ عقلمندی نہیں ہے کہ تم نعمت (سکون کی زندگی) کے مقابلے میں سخت برائی (جنگ) کو اختیار کرو (اور آپس میں لڑتے رہو) اور نہ یہ ہوشیاری ہے کہ تم خون کے عوض پانی کو اختیار کرو (یعنی پانی کی طرح خون بہاؤ)

تحقیق:۔ بئیسا: بمعنی سخت حاجت، باب سمع سے حاجت مند ہونا۔ یہاں جنگ مراد ہے، کیونکہ یہ یہاں نعیم کے مقابلہ میں واقع ہوا ہے۔

ترکیب:۔ "فما الرشد" میں "ما" نافیہ ہے، الرشد بمعنی ہوشیاری، عقلمندی، "تشتروا" باب افتعال سے بمعنی خرید و فرخت، تبدیل کرنا، اختیار کرنا۔

وَقَالَ حُرَيْثُ بْنُ عَنَّابِ النَّبْهَانِيُّ

یہ اموی اسلامی شاعر ہیں، نام حریث بن عَنّاب بن مطر الطائی النبهانی ہے۔ شاعر کا تعلق بنی حاتم سے ہے، قبیلہ بنو نبہان اور قبیلہ حاتم دونوں عمرو بن الغوث کی اولاد سے ہیں اور "اعیا و فقعس" یہ طریف بن عمر کی اولاد سے ہیں۔ چونکہ شاعر کا تعلق قبیلہ نبہان و حاتم سے ہے، اسلئے وہ قبیلہ حاتم اور قبیلہ اعیا و فقعس کا تقابل کرا کر کہہ رہا ہے:

تَعَالَوْا أُفَاخِرْکُمْ أَأَعْيَا وَفَقْعَسٌ　　　إِلَی الْمَجْدِ أَدْنٰی أَمْ عَشِيْرَةُ حَاتِمِ

ترجمہ:۔ اے بنی اسد آؤ میں تمہارے ساتھ فخر میں مقابلہ کرتا ہوں کہ کیا قبیلہ اعیا و فقعس (جو طریف بن عمر کی اولاد اور اسد بن خزیمہ کی شاخیں ہیں) بزرگی کے زیادہ قریب ہیں یا حاتم کا قبیلہ (جو کہ بنی ثعل بن عمرو سے ہیں اور شاعر کا قبیلہ ہے کیونکہ شاعر کا قبیلہ بن نبہان ابن عمرو سے ہے) زیادہ قریب ہے۔

تحقیق:۔ تعالوا: صیغہ امر حاضر بمعنی آ جاؤ۔ علا (ن) علوا۔ بلند ہونا۔ المجد: بزرگی، عظمت جمع امجاد۔ "ادنی" دنو سے ہے بمعنی قریب ہونا ہے۔

ترکیب:۔ "تعالوا" کا خطاب بنی اسد سے ہے، "آ اعیا" میں ہمزہ استفہامیہ مبتدأ ہے۔

إِلَىٰ حَكَمٍ مِنْ قَيْسِ عَيْلَانَ فَيْصَلٍ وَاٰخَرَ مِنْ حَيَّيْ رَبِيْعَةَ عَالِمِ

ترجمہ:۔ آ ؤقیس عیلان (یعنی قیس ھدم بن قطبہ بن اسیار الفزاری) کے فیصلے کرنے والے حاکم کی طرف اور آ ؤ دوسرے عالم کی طرف جو ربیعہ کے دونوں قبیلوں (بنو ذھل بن شیبان اور بنو ذھل بن ثعلبہ، ان کے عالم اور فیصل دغفل بن حنظلہ السدوسی ہیں جو یہاں مراد ہیں) سے ہیں۔ (تا کہ یہ دونوں ہمارے درمیان فیصلہ کریں)

تحقیق:۔إلیٰ حکم: ای تعالوا إلی حکم فیصل. وفیصل: صفة لحکم.

ترکیب:۔ "فیصل" یہ "حکم" کی صفت ہے اور "عالم" یہ "آخر" کی صفت ہے۔ "إلی حکم" پہلے شعر میں "تعالوا" سے متعلق ہے۔ "حيّ ربیعة" میں حيّ تثنیہ ہے، اضافت کی وجہ سے نون گر گیا ہے۔

ضَرَبْنَاكُمْ حَتّٰى إِذَا قَامَ مَيْلُكُمْ ضَرَبْنَا الْعِدَا عَنْكُمْ بِبِيْضٍ صَوَارِمِ

ترجمہ:۔ ہم نے تمہیں خوب مارا یہاں تک کہ جب تمہاری کجی دور ہوگئی۔ (یعنی تم نے سلطنت ہمیں دیدی پھر) ہم نے تمہاری طرف سے دفاع کرتے ہوئے کاٹنے والی سفید تلواروں سے دشمنوں کو مارا اور پھیر دیا (جب ہم تم پر اور تمہارے دشمنوں پر غالب آتے ہیں تو تم ہمارے ہم پلہ کیسے ہوگئے؟)

تحقیق:۔میل: بمعنی کجی، ٹیڑا پن باب ضرب سے۔صوارم: جمع صارم کی بمعنی کاٹنے والی تلوار۔ "بیض" جمع ہے "ابیض" کی بمعنی سفید تلوار "العِدا" عدو کی جمع ہے بمعنی دشمن۔

ترکیب:۔ "ببیض صوارم" مرکب توصیفی ہے، "العداء" مفعول ہے۔

فَحُلُّوْا بِأَكْنَافِيْ وَأَكْنَافِ مَعْشَرِيْ أَكُنْ حِرْزَكُمْ فِي الْمَاقِطِ الْمُتَلَاحِمِ

ترجمہ:۔ (جب ہم تمہارے مددگار ہیں) تو تم میرے اردگرد اور میرے قبیلہ کے اطراف میں اترو (اور رہائش اختیار کرلو) میں سخت جنگ ومصیبت میں بھی تمہارا معاون ومددگار بنوں گا۔

تحقیق:۔اکناف: جمع کنف، بمعنی طرف، مراد پہلو۔ حِرزٌ: بابْ نصر سے بمعنی بچاؤ، جائے پناہ۔ الماقط: سخت جنگ۔ "المتلاحم": بمعنی ایسی لڑائی جس میں گوشت کی بوٹیاں بنیں، یا تو یہ التحام بمعنی جوڑنا سے ہے یا ملحمه سے ہے، مادہ لحم ہے۔ "حُلُّوْا" امر جمع حاضر ہے، باب نصر سے بمعنی اترنا اور باب ضرب سے حلال ہونا ہے، حلول مصدر ہے۔

ترکیب:۔ "اکن الخ" جواب امر ہے، "الماقط المتلاحم" مرکب توصیفی ہے۔

فَقَدْ كَانَ أَوْصَانِيْ أَبِيْ أَنْ أُضِيْفَكُمْ إِلَيَّ وَأَنْهٰى عَنْكُمْ كُلَّ ظَالِمِ

ترجمہ:۔ میرے والد نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں تم کو اپنے ساتھ ملا کر رکھوں (تم سے نہ لڑوں) اور تم سے ہر ظالم کا دفاع کروں (اس لئے تم میرے قریب اتر جاؤ)

تحقیق:۔أُضیفکم: أضافه إلیه. إضافة: بمعنی ملانا۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ كُنَيْفٍ النبهانی

اسلامی شاعر ہیں، قبیلہ طے کی شاخ نبہان سے تعلق ہے۔ ان کا ذکر باب الحماسہ میں صرف یہاں آیا ہے، اور ان کے کل آٹھ اشعار مذکور ہیں:

تَعَزَّ فَإِنَّ الصَّبْرَ بِالْحُرِّ اَجْمَلُ — وَلَيْسَ عَلَى رَيْبِ الزَّمَانِ مُعَوَّلُ

ترجمہ:۔ صبر کر بے شک صبر کرنا شریف آدمیوں کیلئے بہت مناسب ہے اور گردش زمانہ پر کوئی اعتماد و بھروسہ نہیں ہے۔ (کیونکہ زمانہ ہمیشہ ایک حالت میں نہیں رہتا)

تحقیق:۔ معول: باب تفعیل سے عول مادہ بمعنی اعتماد۔ ریب: باب ضرب سے بمعنی شک، گردش۔ تعزَّ: صیغہ امر حاضر معروف۔ تعزیا: مصدر باب تفعل سے بمعنی صبر کرنا، تسلی پانا۔ مجرد سمع سے عزاءً مصیبت پر صبر کرنا۔

ترکیب:۔ "تعزّ" کا خطاب اپنے نفس کو ہے، "اجملُ" خبر انّ ہے، "معوّل" اسم لیس مؤخر ہے اور "علی الخ" خبر لیس مقدم ہے۔

فَلَوْ كَانَ يُغْنِيْ اَنْ يُرَى الْمَرْءُ جَازِعًا — لِحَادِثَةٍ اَوْ كَانَ يُغْنِيْ التَّذَلُّلُ

ترجمہ:۔ اگر کسی مصیبت کے وقت آدمی کو روتے اور جزع فزع کرتے ہوئے دیکھا جانا فائدہ مند ہوتا یا ذلیل ہونا مفید ہوتا (جواب آگے ہے)

تحقیق:۔ یغنی: افعال سے بمعنی فائدہ دینا، نافع ہونا۔ "یُریٰ" باب فتح مضارع مجہول ہے۔

ترکیب:۔ "أن یری" "یغنی" کا فاعل ہے۔ اور "جازعا" حال ہے "المرأ" سے "لحادثة" میں لام وقت کے لئے ہے، "اِلتذلل" فاعل ہے "یغنی" کا۔

لَكَانَ التَّعَزِّيْ عِنْدَ كُلِّ مُلِمَّةٍ — وَنَائِبَةٍ بِالْحُرِّ اَوْلٰى وَاَجْمَلُ

ترجمہ:۔ (اگر جزع اور تذلل فائدہ مند ہوتا) پھر بھی ہر آسمانی و زمینی مصائب میں صبر کرنا آزاد آدمی کے لئے زیادہ بہتر اور اچھا ہوتا۔

تحقیق:۔ ملمة: اترنے والی مصیبت۔ نائبة: مصیبت۔ حادثہ جمع نوائب۔

ترکیب:۔ "لکان الخ" لو کا جواب ہے جو ماقبل کے شعر میں ہے، "اولی واجمل" خبر "کان" ہے۔ بعض نے "التعزیٰ" کو خبر کان اور اولی واجمل کو اسم کان قرار دیا ہے۔

فَكَيْفَ وَكُلٌّ لَيْسَ يَعْدُوْ حِمَامَهٗ — وَمَا لِامْرِئٍ عَمَّا قَضَى اللّٰهُ مَزْحَلُ

ترجمہ:۔ جب صبر ہر حالت میں بہتر ہے تو پھر کس طرح صبر بہتر نہ ہوگا اس صورت میں کہ ہر جاندار اپنی مقررہ موت سے ایک قدم بھی تجاوز نہیں کر سکتا اور نہ قضائے الٰہی سے انسان کے لئے راہ فرار اور مخلص ہے۔

تحقیق:۔ مزحل: جائے فرار، صیغہ اسم ظرف۔ حِمام: بمعنی موت۔ یعدو: از نصر عدوا: بمعنی بھاگنا۔

ترکیب:۔ "فکیف" کی تقدیری عبارت یوں ہے "فکیف لایکون الصبر اولی" "کلٌّ" میں تنوین عوض مضاف الیہ میں ہے بمعنی "کل حيّ" یعنی ہر جاندار، "مالا مرئٍ" میں ما مشبہ بلیس ہے۔ لامری الخ "ما" کی خبر مقدم ہے اور "مزحل" اسم مؤخر ہے۔

فَـاِنْ تَـكُـنِ الْاَيَّـامُ فِيْـنَـاتَبَدَّلَـتْ بِـنُعْمٰى وَبُؤْسٰى وَالْحَوَادِثُ تَفْعَلُ

ترجمہ:۔پس اگرزمانہ ہمارے بارے میں خوشی اور پریشانی لئے تبدیل ہوتا رہے (کبھی خوشی لے کرآئے اورکبھی پریشانی) اورحوادثات بھی اپنی کارکردگی دیکھاتی رہیں (جواب اِن آگے ہے)

تحقیق:۔نعمیٰ: آرام وخوش عیشی۔البوسیٰ: فقرمشقت۔یہ دونوں باب کرم سے ہیں۔"الحوادث" حادثۃ کی جمع ہے، تفعل کی ضمیر "الحوادث" کی طرف لوٹ رہی ہے۔

فَـمَـالَيَّـنَـتْ مِـنَّـاقَـنَـاةًصَـلِيبَةً وَلَاذَلَّـلَـتْـنَـالِـلَّـتِـيْ لَيْـسَ تَجْمَلُ

ترجمہ:۔توبھی وہ ایام ہمارے سخت نیزوں کونرم نہیں کرسکیں اورنہ ہی ہمیں کسی ایسی عادت کی طرف تابع ومجبور کرسکیں جواچھی نہیں ہے (یعنی مصائب کے باوجودہم بہادراور باہمت ہیں)

تحقیق:۔لینت:ازتفعیل بمعنی نرم کرنا، ذلّلَ: بمعنی تابع بنانااورمجبورکرنا.تجمل: کرم سے جمالا بمعنی خوبصورت ہونا۔

ترکیب:۔"لینت" کی ضمیر "الایام" کی طرف لوٹ رہی ہے،شروع میں مانافیہ ہے،"لِلّتی" بمعنی "للخصلة التی" "التی" اسی محذوف موصوف کی صفت ہے۔

وَلٰكِنْ رَحَلْـنَـاهَـانُفُوْسًـاكَرِيْمَةً تُـحَـمَّـلُ مَـالَايُسْتَطَـاعُ فَتَحْمِلُ

ترجمہ:۔(گردش زمانہ کے باوجود) ہم نے اپنے نفوس کریمہ پرکجاوا باندھ دیا ہے۔(یعنی نفوس کوصبرکا عادی بنادیاہے) حالانکہ ان پر اتنازیادہ بوجھ لاددیاجاتاہے جوطاقت سے باہرہوتاہم وہ نفوس بوجھ اٹھالیتی ہیں۔

تحقیق:۔رحلناها: فتح سے کجاواباندھنا،سوارہونا۔بصله لام: صبرکرنا،تحمل: بوجھ لادناتفعیل سےاورضرب سے بوجھ اُٹھانا۔

ترکیب:۔"رحلناها" میں "ها" ضمیرکامرجع "ایام" کی طرف،یا"حوادث" کی طرف ہے۔دوسری صورت میں یہ ضمیرشان ہوگی اور "نفوسًا" بدل یاتفسیرہوگی۔"تُحَمَّلُ" کی ضمیر "نفوس" کی طرف لوٹ رہی ہے جوکہ نائب فاعل ہے جبکہ "مالا یستطاع "مفعول ثانی ہے۔

وَقَيْـنَـابِحُسْـنِ الـصَّبْرِمِنَّانُفُوْسَنَا فَصَحَّتْ لَنَاالْاَعْرَاضُ وَالنَّاسُ هُزَّلُ

ترجمہ:۔بہترین صبرکی وجہ سے ہم نے اپنی جانوں کو(ہلاکت سے) بچالیا،پس ہماری عزتیں برقراررہیں اورلوگ (عدم صبرسے) کمزور وذلیل ہوگئے۔

تحقیق:۔أعراض: جمع عرض کی،بمعنی عزت۔وقینا: ازضرب وقایة،حفاظت کرنا۔هُزل: دبلے،کمزورمفرد هازل: (ن) کمزورہونا۔ صَحَّتْ بمعنی برقراررہنااورمحفوظ رہنا۔

ترکیب:۔"نفوسنا" مفعول ہے۔"وقینا" کااور "الاعراض" فاعل ہے "صحت" کا۔"هُزّل" کے بعدعبارت "من قلة الصبر" محذوف ہے۔

وَقَالَ آخَرُ

تعارف وپس منظر:۔ ایک دفعہ شاعرکسی مصیبت میں مبتلا ہوگیالیکن رشتہ داروں نے شاعرکی کوئی مددنہیں کی،اسلئے شاعررشتہ داروں

کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے:

وَكَمْ دَهَمَتْنِيْ مِنْ خُطُوْبٍ مُلِمَّةٍ ... صَبَرْتُ عَلَيْهَا ثُمَّ لَمْ أَتَخَشَّعْ

ترجمہ:۔ کتنی ہی نازل ہونے والی مصیبتیں اچانک میرے اوپر آپڑیں جن پر میں نے صبر کیا اور (ان مصائب سے) عاجز نہیں ہوا۔
تحقیق:۔ دھمتنی: باب کرم وسمع سے بمعنی اچانک آنا۔ من خطوب: میں "من" زائدہ ہے۔ "التخشع" باب تفعل سے بمعنی عاجز ہونا۔
ترکیب:۔ "وکم" میں کم خبریہ ہے۔ "خطوبٍ ملمةٍ" مرکب توصیفی کے بعد "دھمتنی" کا فاعل ہے، فاعل پر من زائدہ ہے "اتخشع" کے بعد "بھا" محذوف ہے۔

فَأَدْرَكْتُ ثَأْرِيْ وَالَّذِيْ قَدْ فَعَلْتُمْ ... قَلَائِدُ فِيْ أَعْنَاقِكُمْ لَمْ تَقَطَّعِ

ترجمہ:۔ پس میں نے اپنا بدلہ لے لیا (دشمنوں سے) اور وہ مکروہ کام جو تم نے میرے ساتھ کیا (میری مدد نہیں کی) وہ تمہاری گردنوں میں ایسے ہار ہیں جو ختم اور منقطع نہیں ہیں (یعنی تمہارا عدم تعاون بصورت طوق تمہاری گردن میں ہمیشہ رہے گا۔)
تحقیق:۔ قلائد: جمع قلیدة کی ہے بمعنی طوق۔ والعرب تستعیر القلادة للعار. ثاری: قصاص، بدلہ۔
ترکیب:۔ "ثاری" کے بعد "من العدد" محذوف ہے۔ "فعلتم" کے بعد ضمیر "ہ" محذوف ہے جس کا مرجع الذی ہے، پھر پورا جملہ مبتدأ ہے، "قلائد" موصوف "لم تقطع" صفت اور متعلق مل کر خبر ہے۔

وَقَالَ عُوَيْفُ الْقَوَافِيُّ

باپ کا نام معاویہ بن عقبہ بن حصن ہے، بعض نے کہا عویف بن عتبہ بن عیینہ بن حصین بن حذیفہ بن بدر الفزاری ہے، اموی دور کے اسلامی شاعر ہیں۔ اس کی بہن "عیینہ بن اسماء بن خارجہ" کے نکاح میں تھی، کسی وجہ سے عیینہ نے شاعر کی بہن کو طلاق دیدی، شاعر کو جب اس کا علم ہوا کہ اس کی بہن کو طلاق دیدی گئی ہے، تو وہ عیینہ کا مخالف ہو گیا، اسی دوران حجاج بن یوسف نے کسی وجہ سے عیینہ کو گرفتار کر لیا، گرفتاری کی اطلاع جب شاعر کو ہوئی، چونکہ عیینہ ایک سخی اور شجاع آدمی تھا۔ اسلئے شاعر کو اس کے ساتھ اختلاف کے باوجود اسکی گرفتاری پر صدمہ ہوا، شاعر اسی رنج وغم کا اظہار ان اشعار میں کر رہا ہے:

ذَهَبَ الرُّقَادُ فَمَا يُحَسُّ رُقَادُ ... مِمَّا شَجَاكَ وَنَامَتِ الْعُوَّادُ

ترجمہ:۔ (اے نفس) نیند غائب ہو گئی، اب نیند کا احساس بھی نہیں کیا جاتا اس چیز (گرفتاری کی خبر) کی وجہ سے جس نے تجھ (نفس) زخم اور غمگین کر دیا اور عیادت کرنے والے بھی (مایوس ہو کر) سو گئے۔
تحقیق:۔ الرقاد: باب نصر سے بمعنی نیند، نیند کی پندرہ قسمیں ہیں، تفصیل کے لئے راقم الحروف کی کتاب "مقدمات علوم درسیہ" ص:494 ملاحظہ ہو۔ "ذھب" بمعنی چلا گیا اور غائب ہو گیا، بصلہ ب لیجانا۔ "نامت" باب سمع ونصر بمعنی سو جانا "نامت العواد" اس وقت بولا جاتا ہے جب مریض کے مرنے کا ظن غالب ہو جائے۔ شجا: (ن) سے بمعنی رنج وغم اور زخم کرنا۔ العواد: جمع عائد، بمعنی عیادت کرنا۔

ترکیب:۔''مماشجاک'' میں خطاب نفس سے ہے۔

خَبَرٌ أتَانِيْ مِنْ عُيَيْنَةَ مُوْجِعٌ كَادَتْ عَلَيْهِ تَصَدَّعُ الْاَكْبَادُ

ترجمہ:۔عیینہ کے بارے میں میرے پاس ایسی دردناک والمناک خبر پہنچی ہے جس سے قریب ہے کلیجہ پھٹ پڑے۔

تحقیق:۔موجع: دردقلب۔أکباد: کبد کی جمع ہے بمعنی کلیجہ،جگر۔"تَصَدَّعُ" باب تفعل سے ہے،اصل میں "تتصَدَّعُ" تھا،ایک تاٗ کو حذف کردیا گیا ہے بمعنی پھٹ پڑنا۔

ترکیب:۔موجع: یہ خبر کی صفت ہے۔پھر مبتدأ ہے "اتانی" خبر ہے،"الاکباد" اسم "کادت" ہےاور "علیه الخ" خبر "کادت" ہے۔"من عینیه" بمعنی "فی شان عیینة" ہے۔

بَلَغَ النُّفُوْسَ بَلَاؤُهُ فَكَأَنَّنَا مَوْتٰى وَفِيْنَا الرُّوْحُ وَالْاَجْسَادُ

ترجمہ:۔اس خبر کی شدت ہماری جانوں کو پہنچ گئی ہے (جس کی وجہ سے) گویا ہم (مثل) مردے ہوگئے،حالانکہ ہمارے اندر روح اور بدن دونوں موجود ہیں (تاہم مثل مردے ہوگئے)۔

تحقیق:۔بلاء:(ف) معنی آزمائش،شدت امر۔موتیٰ :جمع میت کی۔اجساد : جمع جسد کی بمعنی جسم۔چونکہ یہاں ''اجساد'' ''الروح'' کے ساتھ استعمال ہوا ہے اس لئے یہاں اجساد سے خون مراد ہے۔

ترکیب:۔''بَلَاؤُهُ'' کی ضمیر "خبر" کی طرف راجع ہے،اور یہ "بلغ" کا فاعل ہے۔''فکاننا موتی'' سے پہلے ''مثل'' محذوف ہے پھر یہ خبر اَنَّ ہے،''فینا'' خبر مقدم اور ''الروح الخ'' مبتدأ مؤخر ہے۔

يَرْجُوْنَ عَثْرَةَ جَدِّنَا وَلَوْ أنَّهُمْ لَا يَدْفَعُوْنَ بِنَا الْمَكَارِهَ بَادُوْا

ترجمہ:۔یہ لوگ (بدخواہان) ہماری بدبختی و بدنصیبی (زوال حکومت) کی امید کررہے ہیں،حالانکہ اگر یہ لوگ ہماری مدد سے اپنے مصائب کا دفاع نہ کرتے تو اب تک ہلاک ہوچکے ہوتے۔(تاہم یہ لوگ ہمارے احسانات کا لحاظ بھی نہیں کررہے ہیں)

تحقیق:۔عثرۃ:پھسل جانا عثرات جمع ہے۔جدّ(بفتح الجیم) بمعنی بخت۔بادوا: (ض) بیدا. بمعنی ہلاک ہونا۔"عثرة جدّنا" بمعنی ہماری بدبختی کی لغزش،بدنصیبی،"بنا" بمعنی "بعوننا" "المکارہُ" میں الف لام عوض مضاف الیہ کے ہیں بمعنی "مکارهھم"

ترکیب:۔"یرجون" کی ضمیر اقارب یا اعدأ کی طرف لوٹ رہی ہے۔"انهم الخ" شرط ہے،"بادوا" جزأ ہے۔"بادوا" اصل میں "بَيَدُوْا" تھا یاٗ کو الف سے بدل دیا گیا ہے۔"المکارہ" مفعول ہے،"لایدفعون" کا۔

لَمَّا أتَانِيْ مِنْ عُيَيْنَةَ أنَّهُ أمْسٰى عَلَيْهِ تَظَاهَرَ الْأقْيَادُ

ترجمہ:۔جب عیینہ کے بارے میں مجھے یہ خبر پہنچی کہ عیینہ پر کئی بیڑیاں پڑی ہیں (یعنی وہ مقید ہے)

تحقیق:۔تظاهر: ای تتظاهر،ایک تاٗ کو حذف کردیا گیا۔بمعنی تہ بتہ۔اقیاد: جمع قید کی بمعنی طوق۔

ترکیب:۔"انه الخ" فاعل ہے "اتانی" کا،"الاقیاد" فاعل ہے۔"تظاهر الخ" "امسی" کی خبر ہے۔

نَخَلَتْ لَهُ نَفْسِيْ النَّصِيْحَةَ أنَّهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ تَذْهَبُ الْأحْقَادُ

ترجمہ:۔تو میرے نفس نے عیینہ کے لئے خیرخواہی کو خالص کردی، بیشک مصیبت کے وقت کینہ اور حسد دور ہوجاتے ہیں۔

تحقیق:۔نخلت: باب نصر سے بمعنی ممتاز کرنا، خالص کرنا۔ احقاد: جمع حقد کی بمعنی کینہ۔"النصیحة" باب کرم سے بمعنی خیرخواہی۔ "انہ" اگر بفتح الھمزہ ہے تو "لانہ" ہوگا، یعنی یہ سابقہ عبارت کی علت ہوگی اور بکسر الھمزہ کی صورت میں جدید جملہ ہوگا۔"لہ" کی ضمیر عیینہ کی طرف لوٹ رہی ہے اور "انہ" کی ضمیر شان ہے۔

ترکیب:۔"نفسی" فاعل ہے "نخلت" کا، "النصیحة" مفعول ہے جبکہ "عند الشدائد" ظرف ہے "تذھب" کے لئے۔

وَذَکَرْتُ أَیُّ فَتًی یَسُدُّ مَکَانَهُ بِالرِّفْدِ حِیْنَ تَقَاصَرَ الْاَرْفَادُ

ترجمہ:۔مجھے یہ بات یاد آئی کہ اب کونسا نوجوان سخاوت اور امداد کرنے کے سلسلے میں عیینہ کا قائم مقام ہوگا جب عطیات دینے والے کم پڑجائیں گے (یعنی اس جیسا سخی نظر نہیں آرہا ہے)

تحقیق:۔فتی: جمع فتیان ہے، بمعنی نوجوان "تقاصر" بمعنی کم پڑجانا، چھوٹا ہونا۔یسد: (ن) سے قائم مقام ہونا، پرکرنا۔ الرفد: جمع ارفاد، بمعنی مدد۔"تقاصر" اصل میں "تتقاصر" تھا۔

ترکیب:۔"ایُّ الخ" پورا جملہ مفعول ہے "ذکرتُ الخ" کا "الارفاد" فاعل ہے "تقاصر" کا۔

أَمْ مَنْ یُّهِیْنُ لَنَا کَرَائِمَ مَالِهٖ وَلَنَا اِذَا عُدْنَا اِلَیْهِ مَعَادُ

ترجمہ:۔اب کون ہے جو ہمارے لئے اپنا عمدہ مال (اونٹ) ذبح کرے اور کون ہے جس کی طرف جب ہم لوٹے تو وہ ہمارا ماویٰ وملجا بنے۔ (یہ صفات عیینہ میں تھیں)

تحقیق:۔"کرائم" کریمة کی جمع ہے، کرائم مال سے اونٹ مراد لیا جاتا ہے۔"یُھین" باب افعال سے بمعنی اہانت کرنا، قربان کرنا اور ذبح کرنا۔"عُدنا" بروزن "قُلنا" عود مادہ باب نصر سے بمعنی لوٹنا۔ إهانة المال: کنایة، من البذل والنحر. معاد: ای موضع نفع.

ترکیب:۔"أم" بمعنی "و" کے ہے۔"مَن" استفہامیہ مبتدأ ہے، "کرائم ماله" مفعول ہے۔"یُھین" کا، "ولنا" اصل میں "ومَنْ لنا" تھا یہ مبتدأ ہے، "معاد" خبر ہے، "اذا عدنا" ظرف ہے۔

وَقَالَ بِشْرُبْنُ الْمُغِیْرَةِ

سلسلۂ نسب یوں ہے، بشر بن مغیرہ بن ابی صفرة ظالم بن سراق الازدی ہے، اسلامی شاعر ہیں، مشہور شہسواروں میں سے ہیں۔اس کے چچا (مھلب بن ابی صفرہ) خراسان وغیرہ کے امیر تھے، اور ان کے والد (المغیرہ) بھی حکومت میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھے، شاعر نے بھی ان سے اپنے لئے عہدہ کی فرمائش کی، لیکن اس کی بات کی طرف توجہ نہیں دی گئی اور چچازاد بھائی (یزید ابن مھلب) نے بھی پہلوتہی کی۔ مذکورہ اشعار میں شاعر اسی عدم التفات کا گلہ کررہا ہے:

جَفَانِی الْاَمِیْرُ وَالْمُغِیْرَةُ قَدْ جَفَا وَأَمْسٰی یَزِیْدُ لِیْ قَدِ ازْوَرَّ جَانِبُهٗ

ترجمہ:۔خراسان کے امیر (چچا) اور مغیرہ (والد شاعر) نے میرے اوپر ظلم کیا ہے (مجھے عہدہ نہیں دیا) اور یزید (شاعر کا چچازاد بھائی) کا

پہلو بھی مجھ سے ہٹ گیا ہے۔(یعنی اس نے بھی میری مدد نہیں کی)

تحقیق:۔جفا: (ن) ظلم کرنا۔اِزْوَرَّ: صیغہ ماضی از افتعال بمعنی ہٹالینا، پھیر لینا۔

ترکیب:۔"الامیر" میں الف لام عوض مضاف الیہ کے ہیں "ای امیر خراسان" یہ فاعل ہے "جفانی" کا، "المغیرۃُ" مبتدا ہے، "جفا" خبر ہے، یہ اصل میں "جفانی" تھا "یزیدلی" "اسم "امسی" ہے اور "قد الخ" خبر "امسی" ہے "جانبهُ" فاعل ہے۔

وَكُلُّهُمْ قَدْنَالَ شِبْعًا لِبَطْنِهٖ وَشِبْعُ الْفَتٰى لُؤْمٌ إِذَا جَاعَ صَاحِبُهٗ

ترجمہ:۔ان میں سے ہر ایک نے اپنا پیٹ بھر لیا ہے، (یاد رکھو کہ) جوان کی شکم سیری قابل مذمت ہوتی ہے جبکہ اس کا ساتھی بھوکا ہو۔

تحقیق:۔نال: (س،ن) بمعنی حاصل کر لینا، پانا. شبع: (س) شکم سیری ہونا. لوم: (ک) ملامت۔جاع: (ن) معنی بھوکا۔ صاحب: جمع صواحب کی۔

ترکیب:۔"نال" کی ضمیر "کل" کی طرف لوٹ رہی ہے، "شبع الفتی" مبتدأ ہے۔"لُؤْمٌ الخ" خبر ہے۔

فَيَا عَمِّ مَهْلًا وَاتَّخِذْنِيْ لِنَوْبَةٍ تَنُوْبُ فَإِنَّ الدَّهْرَ جَمٌّ عَجَائِبُهٗ

ترجمہ:۔اے میرے چچا تھوڑا سا نرمی کرو (مدد کرو) اور مجھے اس مصیبت کے لئے دوست بنا کے رکھو جو تمہارے اوپر نازل ہونے والی ہے، بیشک زمانہ کے عجائبات (وحوادثات) بہت ہیں۔(پتہ نہیں کب کس پر مصیبت آ پڑے)

تحقیق:۔مهلاً: ای امهل مهلاً. نوبةٍ: ای مصیبة. تنوب: ای تنزل. جم: ای کثیر.

ترکیب:۔"فیاعم" منادی مرخم ہے، اصل میں "یاعمی" تھا۔"اتخذنی" کے بعد "خليلًا يا عدةً" محذوف ہے۔"نوبةٍ" موصوف ہے اور "تنوب" صفت ہے، اصل میں "تنوب علیکَ" تھا۔"عجائبه" فاعل ہے "جمٌّ" مصدر کا، پھر خبر انّ ہے۔

أَنَا السَّيْفُ إِلَّا أَنَّ لِلسَّيْفِ نَبْوَةً وَمِثْلِيْ لَا تَنْبُوْ عَلَيْكَ مَضَارِبُهٗ

ترجمہ:۔میں تلوار (کی طرح) ہوں (البتہ تلوار اور مجھ میں یہ فرق ہے کہ) مگر تلوار کبھی خطا کر لیتی ہے جبکہ مجھ جیسے آدمی کا وار کبھی خطا نہیں کرتا۔(لہٰذا میری مدد کرو)

تحقیق:۔نبوۃ: (ن) سے بمعنی خطاء کرنا۔مضارب: جمع مضرب کی بمعنی وار، دھار۔

ترکیب:۔"السیف" خبر ہے، اصل میں "کالسیف" تھا، "نبوۃً" اسم ان مؤخر ہے، "للسیف" خبر انّ مقدم ہے، "مضاربه" فاعل ہے "لاتنبو" کا۔

وَقَالَ بَعْضُ بَنِيْ عَبْدِشَمْسٍ مِنْ فَقْعَسٍ

قبیلہ فقعس میں عبد شمس نامی کوئی شاخ نہیں ہے، اس لئے بعض نے یہاں عبد شمس سے وہ لوگ مراد لئے جو عبد شمس نامی بت کے پجاری تھے۔ یہ شاعر جاہلی ہے، اس کا تعلق قبیلہ بنو فقعس سے ہے، شاعر قبیلہ سنبس کو خطاب کر کے کہہ رہا ہے کہ ہمارے بارے میں برے اشعار کہنا چھوڑ دو، کیونکہ ہم برے نہیں ہیں بلکہ ہم شریف لوگ ہیں یا ہمارے سامنے بہادری نہ کرو کیونکہ ہم بہادر لوگ ہیں۔اسی واقعہ کو شاعر

ان اشعار میں بیان کر رہا ہے:

یَا اَیُّھَا الرَّاکِبَانِ السَّائِرَانِ مَعًا قُوْلَا لِسِنْبِسٍ فَلْتَقْطِفْ قَوَافِیَھَا

ترجمہ:۔ اے اکٹھے چلنے والے دونوں سوارو! تم دونوں میری طرف سے سنبس بن معاویہ کو کہہ دو کہ وہ اپنے اشعار کو جمع کریں (یعنی جمع کر کے اپنے پاس رکھیں اور میری مذمت میں نہ کہیں) یا ان کے اشعار کم ہیں (اس لئے میری مذمت میں کہہ کر ضائع نہ کریں۔)

تحقیق:۔ "الراکبان" سے فرضی دو سوار مراد ہیں، "فلتقطف" باب ضرب ونصر سے بمعنی انگور توڑنا، جمع کرنا، اگر یہ "قطف العنب" کے بجائے "قطفت الدابة" سے ماخوذ ہو تو بمعنی کم ہونا اور کم چلنا، روک جانا۔ قوافی: جمع قافیة بمعنی اشعار۔

ترکیب:۔ "فلتقطف" بسکون الفاجواب امر ہے ضمیر فاعل "سنبس" کی طرف لوٹ رہی ہے اور "قوافیھا" مفعول ہے یا "قوافیھا" مرفوع ہے اور "فلتقطف" کا فاعل ہے۔

اِنِّیْ اِمْرُءٌ مُکْرِمٌ نَفْسِیْ وَمُتَّئِدٌ مِنْ اَنْ اُقَاذِعَھَا حَتّٰی اُجَازِیَھَا

ترجمہ:۔ بیشک میں ایک حلیم الطبع آدمی ہوں اور اپنی نفس کو اس بات سے دور رکھتا ہوں کہ اسے فحش گوئی اور ہجو گوئی میں مبتلا کر دوں تا کہ اس ہجو گوئی کا بدلہ لے سکوں (یا یہاں تک کہ مجھے ہجو گوئی کا بدلہ ملے)۔

تحقیق:۔ "حتی" "کَي" کے معنی میں ہے۔ یا غایت کے لئے ہے، دونوں صحیح ہیں۔ مکرم: ای مبعد بمعنی دور کرنا، صلہ میں من آنے کی وجہ سے، متئد: بمعنی متحمل اور حلیم آدمی۔ اُقاذع: فحش گوئی کرنا۔ اُجازی: بمعنی بدلہ۔ دونوں "آن" کی وجہ سے منصوب ہیں۔

ترکیب:۔ "متئد" کا عطف، "مکرم" پر ہے۔ "مکرمٌ" خبر انّ ہے۔ "مُتئدٌ" امرءٌ" کی صفت ہے اصل عبارت یوں ہے۔ "اِنی امرءٌ متئدٌ و مکرم"

لَمَّا رَأَوْھَا مِنَ الْاَجْزَاعِ طَالِعَةً شُعْثًا فَوَارِسُھَا شُعْثًا نَوَاصِیْھَا

ترجمہ:۔ جب بنو سنبس نے گھاٹیوں سے نمودار ہوتے ہوئے گھوڑوں کو دیکھا جس حال میں گھوڑوں کی پیشانیاں پراگندہ ہیں اور شہسواروں کے بال بھی پراگندہ ہیں۔

تحقیق:۔ "اجزاع: جزع کی جمع ہے بمعنی وادی کا موڑ۔ شعث: یہ جمع اشعث کی ہے بمعنی پراگندہ بال۔ "طالعۃ" باب نصر سے بمعنی طلوع ہونا، نمودار ہونا، "نواصی" ناصیة کی جمع ہے بمعنی پیشانی۔ "رأوھا" کی ضمیر مفعول "الخیل" کی طرف لوٹ رہی ہے، جس کا ذکر ماقبل ضمنا ہے۔

ترکیب:۔ "رأوھا الخ" شرط ہے، جزا اگلے شعر میں ہے، "طالعۃ" "رأوھا" کی ضمیر مفعول سے حال اول ہے، "شعثا فوارسھا" حال ثانی اور "شعثا نواصیھا" حال ثالث ہیں۔

لَاذَتْ ھُنَالِکَ بِالْاَشْعَافِ عَالِمَةً اَنْ قَدْ اَطَاعَتْ بِلَیْلٍ اَمْرَ غَاوِیْھَا

ترجمہ:۔ تو وہ (بنی سنبس) اسی وقت پہاڑ کی وادیوں میں پناہ لینے لگے (یعنی ہم سے ٹکر لینے کی جرأت اور ہمت نہیں کی) جس حال میں وہ جانتے ہیں کہ انہوں نے رات کو گمراہ سردار کی اطاعت کی (اور سردار کے کہنے پر لڑنے آ گئے جو کہ غلط ہے۔)

تحقیق:۔لاذت:لوذ(ن) سے بمعنی پناہ لینا۔اشعاف: شعفة کی جمع ہے بمعنی پہاڑی وادی۔ بلیل امر غاویھا. سے گمراہ ہونے میں کنایہ ہے۔غاوی: باب ضربؔ سے اسم فاعل ہے،غواۃ جمع ہے بمعنی گمراہ کرنے والا۔یہاں سردار مراد ہیں،عربوں کا گمان ہے کہ جس چیز کا فیصلہ رات کو ہو اس میں خیر نہیں ہوتی۔

ترکیب:۔"لاذت الخ"جواب لَمّا ہے جو ماقبل میں ہے،ضمیر فاعل سنبس کی طرف لوٹ رہی ہے،اسی ضمیر سے "عالمۃً" حال ہے،"ھُنالک" ظرف زمان ہے یا ظرف مکان،"ان قد الخ" میں "ان" مخففہ من المثقلہ ہے،ضمیر شان محذوف ہے۔پھر پورا جملہ "عالمۃً"کا مفعول ہے۔

وَقَالَ آخَرُفِیْ اِبْنٍ لَّهٗ

یہاں جناب بن بلقین بن جرو کا آدمی مراد ہے۔شاعر کا بیٹا"حُـنـدُ ج"اس کی باندی سے تھا،شاعر کی بیوی،اُس کو بیٹے کے بارے میں اذیت دیتی تھی،بعض اس کو ولد الزنا بھی کہتے تھے،تو شاعران اشعار میں اس کا جواب دے رہا ہے:

لَاتَـعْـذِلِـیْ فِـیْ حُنْدُجٍ اِنَّ حُنْدُجًا وَلَیْـثُ عِـفِـرِّیْـنَ لَـدَیَّ سَـوَاءٗ

ترجمہ:۔اے محترمہ حندج کے بارے میں مجھے ملامت نہ کرو،بیشک حندج اور کچھار کے قوی شیر دونوں میرے نزدیک یکساں ہیں۔

تحقیق:۔عفرین وہ جھاڑی،جہاں شیر رہتے ہیں،کچھار۔لاتعذلی: عذل مصدر از نصر بمعنی ملامت کرنا۔"لیث" کی جمع"لیوث" ہے بمعنی شیر۔

ترکیب:۔"ولیث"کا عطف"حندج" پر ہے اور یہ اسم اِنّ ہے جبکہ"سواءٌ"خبر اِنّ ہے۔

حَـمَـیْـتُ عَـلَـی الْـعُـهَّارِ اَطْهَارَ اُمِّهٖ وَبَـعْـضُ الـرِّجَـالِ الْـمُـدَّعِیْنَ غُثَاءٗ

ترجمہ:۔اس(حندج) کی ماں(باندی) کے طہر کی حفاظت میں نے زانیوں سے کی ہے۔(یعنی طہر کے زمانے میں کوئی زانی اس کی ماں کے پاس نہیں پہنچ سکا چہ جائیکہ حالت حیض میں پہنچے جس سے طبعی نفرت ہوتی ہو)اور بعض دعویٰ کرنے والے لوگوں کا قول(کہ یہ بیٹا ولد الزنا ہے)جھاگ کی طرح ہے۔

تحقیق:۔عُھّار: یہ جمع عَـاهِـر کی ہے بمعنی زانی۔غثـاء: جھاگ،بھوسہ۔یہاں لغو اور فضول اور بے حقیقت ہونے سے کنایہ ہے. حمیت:(ض)حمیاو حمایۃً۔بچانا،حفاظت کرنا۔

ترکیب:۔"وبعض الرجال" اصل میں"قولُ بعض الرجال" تھا جو ترکیب میں مبتدا ہے،"غُثاء"خبر ہے۔"المدعین" صفت ہے"الرجال" کی۔

فَـجَـاءَ تْ بِـهٖ سَبْطَ الْبَنَانِ کَاَنَّمَا عِـمَـامَـتُـهٗ بَیْـنَ الـرِّجَـالِ لِـوَاءٗ

ترجمہ:۔پس اس کی ماں نے اسے جنا جس حال میں اس کے پورے سیدھے تھے(یعنی وہ متناسب الاعضا شخص ہے) گویا کہ اس کا عمامہ(سر کا کپڑا)لوگوں کے درمیان(کھڑا ہونے کی صورت میں) جھنڈا(کی طرح) ہے۔(جو دور سے نظر آتا ہے کیونکہ وہ طویل القامہ ہے۔)

تحقیق:۔ سبط: باب نصر سے بمعنی طویل ہونا "بنان" بمعنی انگلی کے پورے۔ "سبط البنان کنایة من طول القامة. عمامة: جمع عمائم، بمعنی پگڑی۔ لواء: جمع الوية، جھنڈا۔

ترکیب:۔ "سبط البنان" حال ہے "به" کی ضمیر سے "عمامةٌ" مبتدا اور "لِواءٌ" خبر ہے۔

وَقَالَ آخَرُ

یہاں ابوشغب العبسی مراد ہے، بعض نے کہا کہ اقرع بن معاذ القشیری مراد ہے، دونوں اسلامی شاعر ہیں۔ یہاں بھی شاعر اپنے بیٹے "رباط" کی بہادری، فرمانبرداری، دشمنوں کیلئے سختی، اپنوں کیلئے نرمی اور اچھے کاموں پر خوش ہونا وغیرہ کا ذکر رہا ہے:

رَأَیْتُ رِبَاطًا حِیْنَ تَمَّ شَبَابُهُ وَوَلّٰی شَبَابِیْ لَیْسَ فِیْ بِرِّهٖ عَتَبُ

ترجمہ:۔ میں نے دیکھا رباط (اپنے بیٹا) کو جس وقت اس کی جوانی مکمل ہوئی اور میری جوانی اختتام پذیر ہوئی کہ اس کی نیکی (خدمت والدین) میں کوئی نقص اور فساد نہیں ہے۔

تحقیق:۔ شباب: بمعنی جوانی شبّان جمع ہے۔ عتب: (بسکون التاء) ای تقصیر، باب نصر سے بمعنی کوتاہی۔ بره: فرمانبرداری واطاعت (ن، ض) بـــرًا. اطاعت کرنا۔ اگر بفتح البآ ہو تو بمعنی خشکی اور نیک آدمی، جمع ابرار ہے، بضم البآ بمعنی گندم اور بکسر البآ بمعنی نیکی۔

ترکیب:۔ "لیس فی بره الخ" "رباطا" سے حال ہے۔ یا "رائیتُ" کا مفعول ثانی ہے، "فی بره" لیس کی خبر مقدم ہے اور "عتبُ" اسم مؤخر ہے۔

إِذَا کَانَ أَوْلَادُ الرِّجَالِ حَزَازَةً فَأَنْتَ الْحَلَالُ الْحُلْوُ وَالْبَارِدُ الْعَذْبُ

ترجمہ:۔ (اے میرے بیٹے) جب لوگوں کی اولاد باعث پریشانی اور نافرمانی ہوگئی تا ہم تو (میرے لئے) حلال، میٹھا، ٹھنڈا اور لذیذ ہے۔ (یعنی تیرا اخلاق اور تیری تابعداری قابل رشک ہے)

تحقیق:۔ حزازة: بمعنی دردقلب۔ الحلو: میٹھا۔ العَذب: شیریں۔

ترکیب:۔ "کان الخ" شرط ہے، "حزازةً" خبر کان ہے، "فانت الخ" جزا ہے، "الحلالُ الخ" خبر ہے انت کی۔

لَنَا جَانِبٌ مِنْهُ دَمِیْثٌ وَجَانِبٌ إِذَا رَامَهُ الْأَعْدَاءُ مُمْتَنِعٌ صَعْبُ

ترجمہ:۔ اس کی نرم جانب ہمارے لئے ہے (وہ ہمارے لئے نرم ہے) اور اس کی ایک سخت کٹھن جانب ہے جب دشمن اس کا قصد کرے (یعنی سخت جانب دشمنوں کے لئے ہے بوقت جنگ)

تحقیق:۔ دمیث: باب سمع سے دمثا بمعنی نرم ہونا۔ رامه: نصر سے روما بمعنی قصد کرنا۔ "صعبٌ" باب کرم سے مشکل ہونا۔

ترکیب:۔ "مُمْتَنِعٌ صَعْبٌ" یہ "جانب" کی صفت ہے۔ "دَمِثٌ" بھی جانبٌ اول کی صفت ہے۔ "وجانبٌ" دوم کے بعد بھی "منه" محذوف ہے۔

وَتَأْخُذُهُ عِنْدَ الْمَکَارِمِ هَزَّةٌ کَمَا اهْتَزَّ تَحْتَ الْبَارِحِ الْغُصْنُ الرَّطْبُ

ترجمہ:۔ اچھائی اور نیکی کے وقت اس کو حرکت لاحق ہوتی ہے (یعنی وہ نیکی کر کے خوشی سے جھوم اٹھتا ہے) جس طرح تر و تازہ شاخ موسم گرما کی ہوا سے لہراتی ہے۔ (موسم گرما اس لئے کہا کہ موسم سرما میں شاخ کم لہراتی ہے)

تحقیق:۔ ھزۃ: حرکت، شادمانی باب نصر سے ھزاً ہلانا۔ انفعال سے ہلنا و جھومنا۔ البارح: گرم ہوا جمع جوارح ہے۔ الرطب: نرم۔ "غُصنٌ" کی جمع اغصان ہے بمعنی شاخ۔

ترکیب:۔ "ھَزَۃٌ" فاعل ہے "تأخذہ" کا "الغُصنُ الرَّطبُ" مرکب توصیفی کے بعد فاعل ہے "اھتزَّ" کا۔

وَقَالَ آخَرُ

بعض کے نزدیک عبدالصمد بن المعذل اور بعض کے نزدیک مسکین بن مطیر مراد ہیں۔

وَفَارَقْتُ حَتّٰی مَا أُبَالِيْ مِنَ النَّوٰی　　وَإِنْ بَانَ جِيْرَانٌ عَلَيَّ كِرَامُ

ترجمہ:۔ اور میں (اپنے دوستوں سے) جدا ہو گیا ہوں حتیٰ کہ اب مجھے کسی اور جدائی کا کوئی پرواہ نہیں ہے اگرچہ معزز پڑوسی مجھ سے جدا ہو جائے۔

تحقیق:۔ النوی: ای الفراق. جیران جمع جار بمعنی پڑوسی، "بان" باب ضرب سے ماضی کا صیغہ ہے بمعنی جدا ہونا۔

ترکیب:۔ "وفارقتُ" کے بعد مفعول محذوف ہے "اھلی و جیرانی و احسبتی" "النوی" میں الف لام عہد ذہنی ہے جو نکرہ کے حکم میں ہے۔ "کرامٌ" صفت ہے "جیرانٌ" کی، پھر یہ "بان" کا فاعل ہے۔

فَقَدْ جَعَلَتْ نَفْسِيْ عَلَى النَّأْيِ تَنْطَوِيْ　　وَعَيْنِيْ عَلٰی فَقْدِ الْحَبِيْبِ تَنَامُ

ترجمہ:۔ تحقیق میرا نفس جدائی پر مشتمل ہے (یعنی جدائی کا عادی بن گیا ہے حتیٰ کہ) دوست کی جدائی پر بھی میری آنکھ سو جاتی ہے (یعنی جزع فزع نہیں کرتی)

تحقیق:۔ نأی: (ف) بمعنی دوری۔ تنطوی: باب انفعال سے اور مجرد باب ضرب سے بمعنی مشتمل۔ فقد: باب کرم سے بمعنی گم ہونا۔

ترکیب:۔ "نفسی" فاعل ہے "جعلتْ" کا "تنطوی" کی ضمیر "نفسی" کی طرف لوٹ رہی ہے۔ "عینی" مبتدا ہے، "علی الخ" کا تعلق "تنام" سے ہے پھر یہ خبر ہے۔

وَقَالَ آخَرُ

بعض کے نزدیک مؤرج بن عمرو بن حارث بن ثور بن خرملۃ مراد ہے جو اسلامی شاعر ہیں اور قبیلہ سدوسی سے تعلق ہے۔ ابا فید کنیت ہے، صحابی رسول ہیں۔

رُوِّعْتُ بِالْبَيْنِ حَتّٰی مَا أُرَاعُ لَهٗ　　وَبِالْمَصَائِبِ فِيْ أَهْلِيْ وَجِيْرَانِيْ

ترجمہ:۔ مجھے جدائی اور اپنے اہل و عیال اور پڑوسیوں پر مصائب کی آمد سے ڈرایا گیا ہے، (اب میں اس طرح جدائی کا عادی بن گیا) حتیٰ کہ اب مجھے جدائی سے ڈرایا نہیں جا سکتا۔

تحقیق:۔ بین: (ض) بینونۃ، جدا ہونا، جدائی۔ جیران جمع جار بمعنی پڑوسی۔ "رُوِّعتُ" باب تفعیل سے ماضی مجہول بمعنی ڈرانا۔ "المصائب" مصیبۃ کی جمع ہے۔

ترکیب:۔ "له" کی ضمیر "بین" کی طرف لوٹ رہی ہے "فی اهلی الخ" کا تعلق "المصائب" سے ہے۔ "بالمصائب" کا عطف "بالبین" پر ہو رہا ہے۔

لَمْ یَتْرُکِ الدَّهْرُلِیْ عِلْقًاأَضَنُّ بِه — إِلَّااصْطَفَاهُ بِنَأْیٍ أَوْبِهِجْرَانِ

ترجمہ:۔ زمانہ نے میرے لئے کوئی ایسی اچھی چیز چھوڑی ہی نہیں جس پر میں بخل کرسکوں (کسی کو نہ دوں) مگر زمانہ نے اس عمدہ چیز کو مجھ سے دور کرنے کے لئے منتخب کیا ہے۔ (عمدہ چیز ہمیشہ مجھ سے دور رہتی ہے۔)

تحقیق:۔ علقا: نفیس، عمدہ جمع اعلاق ہے۔ اظن: ظنین (س) سے واحد متکلم بمعنی بخیلی کرنا. نأی (ف) سے دوری۔

ترکیب:۔ "علقا" موصوف ہے، "اَضنّ" صفت ہے، دونوں مل کر "لم یترک" کا مفعول ہے۔

وَقَالَ طُفَیْلُ الْغَنَوِیُّ

باپ کا نام عوف بن خلیف غنوی ہے، جاہلی شاعر ہے، ابوقرن کنیت ہے۔ اس کا ذکر صرف یہاں آیا ہے، اس کے کل تین اشعار مذکور ہیں:

وَمَاأَنَابِالْمُسْتَنْکِرِالْبَیْنِ إِنَّنِیْ — بِذِیْ لَطَفِ الْجِیْرَانِ قِدْمًامُفَجَّعُ

ترجمہ:۔ میں جدائی کا منکر نہیں ہوں (بلکہ میں تو اس کا عادی ہوں) بیشک مجھے زمانہ قدیم سے اچھے دوستوں کی کرم نوازی کے سلسلے میں ستایا گیا ہے۔ (یعنی باوفا دوست یا تو مر گئے یا جدا ہو گئے۔)

تحقیق:۔ المستنکر: بمعنی ناپسند، عیب دار ہونا اور نامانوس ہونا۔ قِدْمًا: قدیم ہونا، زمانہ قدیم. مفجع بمعنی غمزدہ، دردمند ہونا۔ باب تفعیل سے اسم مفعول ہے۔

ترکیب:۔ "بذی لطف" کا تعلق "مفجع" سے ہے، اور "الجیران" کی طرف مضاف ہے، أی ذی لطف من الجیران. "قدما" یہ ظرف ہے، "مفجع" کیلئے۔ "بالمستنکر البین" یا تو مرکب اضافی ہے اور "المستنکر" میں الف لام عہد ذہنی ہے جو نکرہ کے حکم میں ہے یا "البین" مفعول ہے۔ "المستنکر" کا۔

جَدِیْرٌبِهِ مِنْ کُلِّ حَیٍّ صَحِبْتُهُمْ — إِذَاأَنَسٌ عَزُّوْاعَلَیَّ تَصَدَّعُوْا

ترجمہ:۔ میں ہر اس قبیلہ سے جدائی کا مستحق ہوں جس کے ساتھ میں رہتا ہوں (کیونکہ) جب بھی کوئی جماعت مجھے پیاری ہوتی ہے تو وہ مجھ سے جدا اور منتشر ہو جاتی ہے۔

تحقیق:۔ "اَنَسٌ" کا واحد "اناس" ہے بمعنی حضرت انسان، بڑی جماعت۔ "حَیٌّ" بمعنی قبیلہ۔ "صحبتهم" باب سمع سے بمعنی ساتھ رہنا۔ جدیر: ای اناجدیر. عزواعلیه ای احترمواعلیه. تصدعوا: تبین. بمعنی منتشر ہونا۔

ترکیب:۔ "جدیدٌ" خبر ہے "انا" مبتدا محذوف ہے۔ "عزّوا" کی ضمیر "انسٌ" کی طرف لوٹ رہی ہے۔ "انسٌ الخ" شرط ہے اور "تصدّعوا" جزا ہے۔

وَإِنِّیْ بِالْمَوْلَی الَّذِیْ لَیْسَ نَافِعِیْ — وَلَاضَائِرِیْ فُقْدَانُهُ لَمُمَتَّعُ

ترجمہ:۔ مجھے فائدے کا موقع دیا گیا اس چچازاد بھائی کے ساتھ جس کا عدم (بطریق اولی وجود بھی) نہ مجھے نفع پہنچانے والا ہے اور نہ ہی نقصان۔
تحقیق:۔ ممتع: صیغہ اسم مفعول از باب تفعیل بمعنی فائدہ پہنچایا گیا، جس کو لطف اندوز ہونے کا موقع دیا گیا ہو۔ مادہ "متع" ہے۔ فُقدان بروزن غفران باب کرم سے بمعنی گم ہو جانا، جدا ہونا۔ "المولی" موالی جمع ہے بمعنی چچازاد بھائی، "ضائر" بمعنی نقصان ضرر مادہ ہے۔
ترکیب:۔ "فقدانُه" اسم لیس ہے اور "نافعی و ضائری" خبر لیس ہے، اس صورت میں مفہوم یہ ہوگا کہ مجھے لطف اندوز ہونے کا موقع دیا گیا ایسے چچازاد بھائی کے ساتھ جس کا فقدان نہ میرے لئے نافع ہے اور نہ ہی نقصان دہ، دوسری ترکیب یہ ہے کہ "لیس" میں ضمیر ہو جس کا مرجع "مولی" ہو اور وہ لیس کا اسم ہو، "فقدانهٗ" مبتدأ مؤخر اور "ضائری" خبر مقدم پھر خبر لیس یا "فقدانه" "ضائری" کا فاعل پھر خبر لیس ہو، اس صورت میں مفہوم یہ ہوگا۔ مجھے اپنے چچازاد بھائی سے فائدے حاصل کرنے کا موقع دیا گیا لیکن اس کا وجود میرے لئے نافع نہیں ہے اور اس کا فقدان نقصان دہ نہیں ہے۔ "مُمَتَّعٌ": "إِنِّی" کی خبر ہے، "بِالْمَوْلٰی" تعلق "مُمَتَّعٌ" سے ہے۔

وَقَالَ الرَّاعِیُّ

سلسلہ نسب یہ ہے، عبید بن حصین مصغر بن معاویہ بن جندل نمیری۔ چونکہ ان کے اکثر اشعار اونٹ کے متعلق ہیں اس لئے "الراعی" لقب پڑ گیا ہے، لیکن صحیح قول کے مطابق درج شدہ اشعار جریر کے ہیں جو یزید بن معاویہ کی تعریف میں ہیں۔ یہ اسلامی دولت امویہ کے شعراء میں سے ہے۔

وَقَدْ قَادَنِي الْجِيْرَانُ حِيْنًا وَقُدْتُهُمْ ۔۔۔ وَفَارَقْتُ حَتّٰى مَا تَحِنُّ جِمَالِيَا

ترجمہ:۔ ایک طویل زمانہ تک پڑوسیوں نے مجھے کھینچا اور میں نے انہیں کھینچا (تا کہ اکٹھے رہنے میں کامیابی ہو لیکن پھر بھی) اور میں نے انہیں جدا کر دیا۔ حتی کہ (اس جدائی پر) اونٹ نے بھی افسوس نہیں کیا۔ (یعنی طویل جدائی کی وجہ سے ہم ایک دوسرے کو بھول گئے۔)
تحقیق:۔ قادنی: قود مصدر (ن) سے بمعنی ہانکنا۔ تحن: (ض) شوق تمنا۔ جمالیا: اونٹ، جمع جمل کی ہے، یائے متکلم اور الف اشباعی ہے۔ "جیران" جار کی جمع ہے بمعنی پڑوسی۔
ترکیب:۔ "الجیران" فاعل ہے "قادنی" کا۔ "فارقتُ" کا مفعول "احسبتهم" محذوف ہے۔ "جمالیا" فاعل ہے "تحنّ" کا۔

رَجَاؤُكَ أَنْسَانِيْ تَذَكُّرَ إِخْوَتِيْ ۔۔۔ وَمَالُكَ أَنْسَانِيْ بِوَهْبِيْنَ مَالِيَا

ترجمہ:۔ تیری امید (جو مجھے تمہارے ساتھ وابستہ ہے) نے مجھے اپنے بھائیوں کا تذکرہ بھی بھلا دیا (حالانکہ بھائیوں سے امید زیادہ ہونی چاہئے) اور تیرے مال (جو تجھ سے ملنے کی امید ہے) نے میرے مال جو مقام وھبین میں ہے کو بھلا دیا۔
تحقیق:۔ أنسانی: نسی سے معنی بھلا دینا۔ باب سمع ہے۔ اور اگر نسأ مادہ ہو تو باب فتح ہوگا بمعنی مؤخر کرنا۔ وھبین: جگہ کا نام ہے۔
ترکیب:۔ "تذکّراخوتی" مفعول ثانی ہے "انسانی" کا۔ "مالیا" کے آخر میں الف اشباعی ہے اور یائے متکلم ہے، ترکیب میں مفعول ہے۔

وَقَالَ آخَرُ

وَإِنَّـــا لَتُـصْبِـحُ أَسْيَــافُـنَــا إِذَامَــا اصْـطَـبَـحْـنَ بِيَوْم سَفُوْكٍ

ترجمہ:۔اور بیشک جب ہماری تلواریں خون آلود دن (جنگ) میں صبح کی شراب (جنگ کی تیاری) پی لیتی ہیں تو اس طرح ہو جاتی ہیں۔(خبر اگلا شعر ہے)

تحقیق:۔اصطبحن: اصل میں "اِصْتَبَحْنَ" تھا باب افتعال سے، فائے افتعال ص ہونے کی وجہ سے تائے افتعال کو طا سے بدل دیا گیا بمعنی صبح کی شراب پینا "ما" زائدہ ہے۔سفوک: (ن) سے بمعنی خون بہانا۔

ترکیب:۔"اسیافُنا" اسم ہے "لتصبح" کا "اذا الخ" ظرف ہے۔

مَـنَــابِــرُهُـنَّ بُـطُـوْنَ الْاَكُفِّ وَأَغْـمَــادُهُـنَّ رُؤُوْسَ الْـمُـلُـوْكِ

ترجمہ:۔ان تلواروں کے جائے قرار ہتھیلیوں کے پیٹ (اندرونی حصے) ہوتے ہیں اور ان کے نیام سلاطین کے سر ہوتے ہیں۔(یعنی تلوار کو مضبوط پکڑ کر سلاطین کے سر میں داخل کر دی جاتی ہے۔)

تحقیق:۔منابو جمع منبر کی بمعنی جائے قرار، دستہ۔منبر نبر سے نکلا ہے، نبر بمعنی آواز، منبر بمعنی جائے آواز، چونکہ ائمہ وخطباء بھی منبر پر بیٹھ کر تقریر اور بیان کرتے ہیں اس لئے اسے منبر کہا جاتا ہے، "اکف" کف کی جمع ہے بمعنی ہتھیلی، "بطون" بطن کی جمع ہے بمعنی پیٹ، اندرونی حصّہ۔غماد: جمع غمد کی معنی نیام۔

ترکیب:۔"منابرهن بطون الاكف" "تصبح" فعل ناقص کی خبر ہے، "بطونُ الاکف" اور "رئووسُ الملوک" خبر ہونے کی بنا پر مرفوع ہے۔

وَقَالَ آخَرُ

بعض نے کہا کہ یہاں مسلم بن ولید انصاری مراد ہے، بعض نے کہا ابراہیم بن عباس صولی مراد ہے۔ درج ذیل دو اشعار میں شجاعت و بسالت والی کوئی بات نہیں ہے لہٰذا ان کا شمار "باب الحماسہ" میں ٹھیک نہیں ہے۔تاہم یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان اشعار میں اہل وعیال، وطن اور اچھی زندگی کو چھوڑ کر سفر اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے جو بے حد سنگدلی کی بات ہے اور سفر میں قتل وقتال کی نوبت بھی آسکتی ہے لہٰذا باب الحماسہ سے مناسبت ہے۔

لَايَمْنَعَنَّكَ خَفضَ الْعَيْشِ فِيْ دَعَةٍ نُـزُوْعُ نَـفْـسٍ إِلٰى أَهْلٍ وَاَوْطَانِ

ترجمہ:۔تجھ کو ہرگز نہ روکے، سکون واطمینان میں خوشگوار زندگی بسر کرنے سے، اہل خانہ اور اہل وطن کا شوق۔یعنی تم وطن اور عیش کی زندگی چھوڑ کر سفر اختیار کر۔

تحقیق:۔خفض: باب کرم کا مصدر ہے بمعنی پاکیزہ، میٹھا۔دعة: ودع مادہ باب فتح سے بمعنی چھوڑ دینا اور باب کرم سے بمعنی راحت وسکون۔نزوع: بمعنی اشتیاق۔باب فتح ہے، کھینچنے کے معنی بھی ہے، البتہ اگر نزع مصدر ہو تو دوسرا مفہوم ہوگا اور اگر "نُزوع" مصدر ہو تو پہلا معنی ہوگا، بعض نسخوں میں "نُـزَاعُ" ہے، یہ نسخہ زیادہ صحیح ہے کیونکہ نزوع کا معنی کسی چیز کو روکنے میں شوق ہوا اور نزاع مطلق شوق کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

ترکیب:۔"نُزُوْع" فاعل ہے،"لَایَمْنَعُکَ"فعل کا،اور"خَفْضَ الْعَیْشِ"منصوب بنزع الحافض ہے،اَیْ لَایَمْنَعُکَ مِنْ خَفْضِ الْعَیْشِ.

تَلْقٰی بِکُلِّ بِلَادٍ اِنْ حَلَلْتَ بِھَا　　اَھْلًا بِاَھْلٍ وَجِیْرَانًا بِجِیْرَانِ

ترجمہ:۔پاؤگے ہر شہر میں،اگر تو(سفر کرکے)اترے گا اہل کے بدلے میں اہل، اور پڑوسیوں کے بدلے میں پڑوسی۔(یعنی گھر اور وطن کا میلان تجھے سفر سے نہ روک لے، کیونکہ سفر میں اگر چہ مشقت ہوتی ہے،لیکن دیارِ غیر میں بھی مانوس لوگ مل جاتے ہیں)۔

تحقیق:۔"تَلْقٰی"باب سمع سے بمعنی ملاقات کرنا،باب افعال سے ڈالنا اور باب تفعل سے حاصل کرنا،پانا،یہاں باب تفعل سے ہے، اصل میں"تتلقی"تھا،ایک تاحذف ہوگیا ہے،"حللتُ" باب نصر سے بمعنی اترنا۔

ترکیب:۔"اھلاً باھلٍ الخ"مفعول ہے"تلقی"کا،پھر پورا جملہ جزاُ مقدم ہے،"حللتَ الخ"شرط مؤخر ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ بَنِیْ أَسَد

بعض کے نزدیک عبدالعزیز بن زرارہ الکلابی مراد ہے جو کہ اسلامی شاعر ہیں۔شاعر کو اس کی بیوی نے طعنہ دیا کہ تم بہادر نہیں ہو، نہ تمہارے اندر شجاعت ہے، نہ تم سخی ہو غرض تم ہر اچھے اخلاق سے عاری ہو تو شاعر بیوی کے طعنہ کا جواب دے رہا ہے:

اِلَّااَکُنْ مِمَّنْ عَلِمْتِ فَاِنَّنِیْ　　اِلٰی نَسَبٍ مِمَّنْ جَھِلْتِ کَرِیْمٍ

ترجمہ:۔اگر میں ان لوگوں میں سے نہ ہوں جن(کی فضیلت،منقبت وشرافت)کو تو جانتی ہے(تو کوئی حرج نہیں کیونکہ)میں ایسے شریف نسب کی طرف منسوب ہوں جس(کے اعلیٰ اخلاق وارفع فضائل)کو تو نہیں جانتی۔

تحقیق:۔اِلَّا اکن: یہ اصل میں"اِنْ لا اکن" تھا۔اِنْ شرطیہ اور"لا"نافیہ ہے،"عَلِمْتِ"کے بعد مفعول"عزھم وشرفھم" محذوف ہے،"الی نسب"کا متعلق"منسوب"محذوف ہے،"جھلتِ"کا مفعول"شمائلھم"محذوف ہے۔

ترکیب:۔"کریم""نسب"کی صفت ہے،"لااکن الخ"شرط ہے،"فاننی الخ"جزاُ ہے،"الی نسب الخ"اپنے متعلق "منسوب"سے مل کر خبر انّ ہے۔

وَاِلَّااَکُنْ کُلَّ الْجَوَادِ فَاِنَّنِیْ　　عَلَی الزَّادِ فِی الظَّلْمَاءِ غَیْرُ شَتِیْمٍ

ترجمہ:۔اور اگر میں کامل طور پر سخی نہیں ہوں(تو کوئی مضائقہ نہیں)کیونکہ رات کی تاریکی میں آنے والے مہمان کی طرف سے توشہ کے بارے میں مجھے گالی نہیں دیجاتی۔(کیونکہ میں کسی نہ کسی طرح مہمان نوازی کرلیتا ہوں اگرچہ سامان کم ہو)

تحقیق:۔کل الجود:ای کامل السخاء علی الزاد ای مع المال وفی اصطلاح الشرع الجود ھو افادۃُ ماینبغی لمن ینبغی لا لعوضٍ ولا لغرضٍ .فی الظلماء ای ضیف طارق فی ظلام اللیل،غیر شتم ای غیر مشتوم.

ترکیب:۔"وَاِلَّا"اصل میں"وان لا"تھا،ان شرطیہ ہے،"لااکن الخ"شرط ہے،"فاننی الخ"جزاُ ہے،"غیر شتیم"خبر انّ ہے،"فی الظلما"اصل میں یوں تھا"من الضیف الطارق فی الظلما"

وَاِلَّااَکُنْ کُلَّ الشُّجَاعِ فَاِنَّنِیْ　　بِضَرْبِ الطُّلٰی وَالْھَامِ حَقُّ عَلِیْمٍ

ترجمہ:۔اور اگر میں مکمل طور پر بہادر نہیں ہوں (تو کوئی ڈر نہیں) کیونکہ میں گردنوں اور کھوپڑیوں کو مارنا اچھی طرح جانتا ہوں۔

تحقیق:۔"اَلطُّلٰی" طُلَیْلَةٌ، طُلَاءٌ کی جمع ہے، بمعنی گردن۔ھام: جمع ھامة کی بمعنی کھوپڑی، "الشجاع" باب کرم سے بمعنی بہادری، "اِلّا" بمعنی "اِنْ لا" ہے۔

ترکیب:۔"لا اکن الخ" شرط ہے، "فانني الخ" جزاً ہے، "بضرب الطُّلی" کا تعلق "علیم" سے ہے، اس پر اعتراض ہوگا کہ علیم تو مضاف الیہ ہے جو کہ ماقبل میں عمل نہیں کرتا، جواب یہ ہے کہ یہاں مضاف (حقُّ) صرف تاکید کے لئے ہے اس لئے اس کا اعتبار نہیں ہے۔"حقُّ علیم" خبر انّ ہے۔مذکورہ تینوں اشعار میں "فانني" قائم مقام جزاً ہے اصل جزاً محذوف ہے جو تینوں اشعار میں علی الترتیب یہ ہے "فلا مضائقة فیه. فلا خوف فیه. فلاحرجَ فیه" "کل الجواد" اور "کل الشجاع" خبر کان ہے۔

وَقَالَ عَمْرُو بْنُ شَاسٍ

سلسلۂ نسب یہ ہے، عمرو بن شاس بن عبید بن ثعلبہ الاسدی المالکی، صحابی رسول اور مخضرمی شاعر ہیں۔شاعر کی باندی سے ایک بیٹا "عِــــرَارًا" پیدا ہوا، جو "کالا" تھا اسکی ماں بھی کالی تھی، اور شاعر کی بیوی (ام حسان) جو عمرو بن شاس کی خاندان سے تھی، وہ خوبصورت تھی، اس سے ایک لڑکا "حسان" پیدا ہوا، لیکن "عرارا" کالا بلیغ و فصیح تھا، جس کیوجہ سے اسکے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتی تھی، بلکہ اسکو ستاتی تھی، شاعر اس کے بدسلوک سے تنگ دل تھا، چنانچہ وہ ان اشعار میں اس کا اظہار کر رہا ہے: عرارا بے حد فصیح اللسان تھا، ایک مرتبہ مھلب بن ابی صفرۃ نے اسے حجاج بن یوسف کے دربار میں بھیجا اور حجاج نے اسے حقارت کی نظر سے دیکھا جب گفتگو کی تو فصاحت کا اندازہ ہوا اس پر حجاج نے کہا۔"اردت لعمری الخ" اس کے جواب میں عرارا نے کہا "انا عرارا الخ"

أَرَادَتْ عِـرَارًا بِالْهَوَانِ وَمَنْ يُرِدْ　　عِـرَارًا لَعَـمْرِیْ بِالْهَوَانِ فَقَدْ ظَلَم

ترجمہ:۔ارادہ کیا (میری بیوی نے) عرار کے ساتھ حقارت کا، اور میری عمر کی قسم جو بھی عرار کو ذلیل کرنے کا ارادہ کرے گا پس وہ اپنے نفس پر ظلم کرے گا (یا میرے اوپر ظلم کرے گا)

تحقیق:۔ھوان: بمعنی ذلت یا حقارت باب نصر سے ہے۔عرار: شاعر کے بیٹے کا نام ہے۔

ترکیب:۔"ارادتْ" کی ضمیر شاعر کی بیوی کی طرف لوٹ رہی ہے جس کا ذکر یہاں ضمناً ہے۔"من یرد الخ" شرط ہے، "فقد ظلم" جزاً ہے، دونوں ملکر "لعمری" قسم کا جواب ہے۔"ظلم" کا مفعول محذوف ہے، جو کہ "نفسه" "نی" ہے۔

فَـإِنْ كُـنْـتِ مِـنِّـيْ أَوْتُـرِيْـدِيْـنَ صُـحْـبَـتِـيْ　　فَـكُـوْنِـيْ لَـهُ كَـالسَّـمْـنِ رُبَّـتْ لَـهُ الْأَدَمْ

ترجمہ:۔پس اگر تو میرے ساتھ تعلق یا میری صحبت میں رہنا چاہتی ہے، تو ہو جا عرار کیلئے اس گھی کی طرح جس کیلئے چمڑے کے برتنوں پر شیرہ لگایا گیا ہو۔یعنی جس طرح چمڑے کے برتنوں میں گھی یا تیل رہتا ہے، اسی طرح تیرے یہاں عرار کو رہنے کی جگہ دے۔

تحقیق:۔اَدِیم: بمعنی چمڑے جمع اُدُم ہے۔"ربت" صیغہ مجہول بمعنی ڈبہ اور مشک پر شیرہ ملنا۔السمن: بمعنی گھی جمع اس کی اسمُن و سُمُون آتی ہے۔السمن: پر الف لام عہد ذہنی ہے، تعریف کا نہیں۔

ترکیب:۔"رُبَّتْ لَهُ الْاَدَمُ" ترکیب میں "السمن" کی صفت ہے۔ پھر پورا جملہ جواب امر ہے، امر اور جواب امر ملکر جزأ ہے۔

وَإِنْ كُنْتَ تَهْوَيْنَ الْفِرَاقَ ظَعِيْنَتِيْ فَكُوْنِيْ لَهُ كَالذِّئْبِ ضَاعَتْ لَهُ الْغَنَمُ

ترجمہ:۔اور اگر تو (اے بیگم!) جدائی وفراق چاہتی ہے، تو پھر اس (عرار) کیلئے اس بھیڑیا کی طرح بن جا، جس سے بکری نکل گئی یا کھوگئی ہو۔(یعنی جس طرح بکری کھونے والا بھیڑیا سخت غضب ناک ہوتا ہے تو بھی اسی طرح ہوکر اس پر سختی اور غضب کا معاملہ کر)

تحقیق:۔تهوین: (س) سے بمعنی عشق۔ ضاعت: (ض) سے ضائع ہونا، مادہ، ضیع ہے۔ ظعینة: عورت، بیوی، ہودج جمع ظعائن.
الغنم: بکری جمع غنائم۔

ترکیب:۔"ضاعت" یہ "الذئب" کی صفت ہے۔"الذئب" کے الف لام عہد ذہنی ہے اس لئے نکرہ کے حکم میں ہے اور جملہ بھی نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے۔"ظعینتی" سے پہلے "یا" حرف ندا محذوف ہے۔"کنت الخ" شرط ہے اور "فکونی الخ" جزأ ہے۔

وَإِلَّا فَسِيْرِيْ مِثْلَ مَا سَارَ رَاكِبٌ تَجَشَّمَ خِمْسًا لَيْسَ فِيْ سَيْرِهٖ أَمَمُ

ترجمہ:۔ورنہ (اگر تو فراق وجدائی نہیں چاہتی) تو اس شتر سوار کی طرح چل جس نے پانچویں دن اونٹ کے پانی پر آنے کی تکلیف برداشت کی ہو۔اس حال میں اس کی چال میں میانہ روی اور سستی بھی نہ آئی ہو۔(مطلب یہ ہے جس طرح کسی شتر سوار اونٹ پانچویں دن پانی پینے آئے اور تین دن تک وہ پانی نہ پی سکا ہو تو ایسا شتر سوار بڑی تیزی کے ساتھ اپنا اونٹ پانی پر لاتا ہے اور اس کی چال میں بڑی تیزی ہوتی ہے، ایسے ہی تو بھی اپنی چال میں کسی قسم کی سستی وکوتاہی کا مظاہرہ نہ کر، تیز اور سیدھی چال چل)

تحقیق:۔أمم: بمعنی توسط، ڈھیلا پن. خمسا: بمعنی پانچویں باری یعنی اونٹ چار دن تک پانی نہ پی کر پانچواں دن پانی پیتا ہے۔
"تجشّم" بروزن "تقبّل" بمعنی مشقت، تکلیف کو برداشت کرنا۔

ترکیب:۔"تجشم خمسا" صفت اول ہے "راکبٌ" کی اور "لیس الخ" صفت ثانی ہے۔

وَإِنَّ عِرَارًا إِنْ يَّكُنْ ذَا شَكِيْمَةٍ تُقَاسِيْنَهَا مِنْهُ فَمَا أَمْلِكُ الشِّيَمْ

ترجمہ:۔اور اگر عرار سخت مزاج (یا بدصورت) ہے جس کی سختی تو جھیلتی ہے تو میں خصلتوں (کی درستگی) پر قادر نہیں ہوں (کہ میں اس کی طبیعت میں نرمی پیدا کروں)

تحقیق:۔شکیمة: اصل میں لوہے کی جالی یا لگام کو کہا جاتا ہے پھر بعد میں اس کا مفہوم ہوگیا بمعنی بداخلاق یا بدصورت۔تقاسی: باب مفاعلہ سے بمعنی برداشت کرنا۔شیم: جمع شیمة کی بمعنی عادت۔

ترکیب:۔"عرارًا" اسم انّ ہے، "ان یکن" میں ضمیر اسم کان ہے، "ذاشکیمةٍ" موصوف اور "تقاسینها" صفت ہے، دونوں ملکر "یکن" کی خبر ہے پھر شرط ہے "فما املک الخ" جزأ ہے۔پھر خبر انّ ہے۔

وَإِنَّ عِرَارًا إِنْ يَّكُنْ غَيْرَ وَاضِحٍ فَإِنِّيْ أُحِبُّ الْجَوْنَ ذَا الْمَنْكِبِ الْعَمَمْ

ترجمہ:۔اور اگر عرار غیر واضح (خوبصورت یا گورا نہیں) ہے، تو میں ایسے کالے کو بھی پسند کرتا ہوں جو چوڑے کندھا والا (قوی) ہو۔

تحقیق:۔الجون: بمعنی سفید، بہت کالا، جان (ن) جونا: بمعنی کالا ہونا یہ من قبیل الاضداد ہے، یہاں کالا مراد ہے۔عمم: بمعنی موٹا، تازہ

الخلق. المنکب: بمعنی شانہ، کندھا، جمع مناکب۔
ترکیب:۔ "ذا المنکب" صفت اول ہے "الجون" کی، "العمم" صفت ثانی ہے پھر مفعول ہے "فانی الخ" جزا ہے۔ پھر پورا جملہ اسم اِنّ ہے۔

وَقَالَ آخَرُ وَهُوَ اِسْحَاقُ بْنُ خَلَفٍ

تعارف و پس منظر:۔ یہ شاعر اسلامی ہے، شاعر کی بیوی کا انتقال ہو گیا، شاعر کے پاس ایک بیٹی "اُمیمہ" زندہ ہے، جس کی وجہ سے شاعر متفکر ہے، کہ میری موت کے بعد بیٹی کا کیا حال ہوگا! اسی کو شاعر ان اشعار میں بیان کر رہا ہے:

لَوْلَا اُمَيْمَةُ لَمْ أَجْزَعْ مِنَ الْعَدَمِ   وَلَمْ أُقَاسِ الدُّجٰى فِيْ حِنْدِسِ الظُّلَمِ

ترجمہ:۔ اگر اُمیمہ نہ ہوتی تو میں فوت ہونے یا فقر سے نہ ڈرتا، اور سخت اندھیری میں تاریکی (شدائد) کو برداشت نہ کرتا۔ (یعنی طلب معاش کیلئے رات کی تکلیف برداشت نہ کرتا بلکہ سفر پہ نکل جاتا۔)
تحقیق:۔ العدم: ای الفقر او الموت. حندس: بمعنی شدت ظلمت، اُقاس: بمعنی برداشت کرنا۔ باب مفاعلہ سے، لم کی وجہ سے لام کلمہ حذف ہوگیا۔ "الدُّجی" دجیۃ کی جمع ہے بمعنی سخت تاریکی، یہاں شدائد و مصائب مراد ہیں۔ "الظُّلم" ظلمۃ کی جمع ہے بمعنی تاریکی۔
ترکیب:۔ "حِنْدِسٌ" کی اضافت "الظُّلَمْ" کی طرف ایسی ہے جیسے بعض کی اضافت کل کی طرف ہوتی ہے۔ اس سے مراد "تاریک راتیں" ہیں۔ "الدُّجی" سے پہلے مضاف محذوف ہے اصل عبارت یوں ہے "شدائد الدُّجی"۔ "لم اقاس الخ" کا عطف "لم اجزع الخ" پر ہے پھر پورا جملہ جواب "لولا" ہے۔

وَزَادَنِيْ رَغْبَةً فِي الْعَيْشِ مَعْرِفَتِيْ   ذُلَّ الْيَتِيْمَةِ يَجْفُوْهَا ذَوُو الرَّحِمِ

ترجمہ:۔ (میں طویل زندگی نہیں چاہتا تاہم) میری اس معرفت نے زندگی میں میری رغبت کو بڑھا دیا ہے، کہ یتیم لڑکی کو ذلیل سمجھا جاتا ہے، جس حال میں قرابتدار بھی یتیم لڑکی سے جفا و بے رخی اختیار کریں گے۔
تحقیق:۔ یَجْفُوْ: باب نصر سے بمعنی ظلم اور زیادتی کرنا، "رغبۃ" باب سمع کا مصدر ہے، اگر اس کے صلہ میں "عن" آجائے تو بے رغبتی کا مفہوم ہوتا ہے، یہاں رغبت کا مفہوم ہے۔
ترکیب:۔ "معرفتی" "زادنی" کا فاعل ہے، اور "ذل" "معرفتی" کا مفعول ہے، "یجفوھا" "الیتیمۃ" سے حال واقع ہو رہا ہے۔ "رغبۃ" مفعول ہے "زادنی" کا۔

أُحَاذِرُ الْفَقْرَ يَوْمًا أَنْ يُلِمَّ بِهَا   فَيَهْتِكَ السِّتْرَ عَنْ لَحْمٍ عَلٰى وَضَمٍ

ترجمہ:۔ میں ڈرتا ہوں کہ کسی دن اس (اُمیمہ) پر فقر و فاقہ نازل ہو جائے، پس وہ فقر اس کی عزت کا پردہ چاک کر دے، اس گوشت کی طرح جو تختہ پر ہے۔
تحقیق:۔ احاذر: ای اخاف من مفاعلہ. یهتک: من باب ضرب معنه یشق. وضم: خشب یکون علیه لحم

(مُدے)"الستر" بمعنی پردہ استار جمع ہے۔

ترکیب:۔"أن یلم بھا""الفقر" سے بدل اشتمال ہے۔اور "فیھتک"کا عطف "یلم" پر ہے،اسلئے منصوب ہے۔

تَھْوٰی حَیَاتِیْ وَأَھْوٰی مَوْتَھَاشَفَقًا وَالْمَوْتُ أَکْرَمُ نُزَّالٍ عَلَی الْحُرَمِ

ترجمہ:۔وہ میری زندگی چاہتی ہے اور میں اس کی موت کو چاہتا ہوں (عزت دری) ڈر وخوف کی وجہ سے،اور موت اچھا مہمان ہے عورتوں کیلئے۔(تا کہ وہ عزت کے ساتھ دنیا سے جاسکیں)

تحقیق:۔شفق:ای الخوف.نزّال:جمع نازل بمعنی الضیف.الحُرم:جمع الحرمة،ای النساء."تھوی" باب سمع سے بمعنی چاہنا،عشق ومحبت اور باب ضرب سے بمعنی گرنا۔

ترکیب:۔"تھوی" کی ضمیر فاعل امیمہ کی طرف لوٹ رہی ہے،"شفقا" مفعول لہ ہے،"اکرم الخ" خبر ہے"الموت" کی۔

أَخْشٰی فَظَاظَةَعَمٍّ أَوْجَفَاءَ أَخٍ وَکُنْتُ أُبْقِیْ عَلَیْھَامِنْ أَذَی الْکَلِمِ

ترجمہ:۔میں ڈرتا ہوں (اپنی موت کے بعد) امیمہ کے ساتھ چچا کی بداخلاقی وترش روئی سے،اور بھائیوں کے ظلم وستم سے،اور میں اس پر رحم کھاتا ہوں کسی کے نازیبا کلمات کی اذیت سے۔

تحقیق:۔فظاظة: (باب سمع سے) بمعنی ترش روئی۔اُبقِی:بمعنی رحم باب افعال سے ہے۔اذی:(س) سے بمعنی تکلیف۔"الکلم" کلمة کی جمع ہے۔"اخشی" باب سمع سے ہے۔

ترکیب:۔"فظاظة عم الخ" مفعول ہے"اخشیٰ" کا"أبقی الخ" کانت کی خبر ہے۔

وَقَالَ آخَرُ وَھُوَ حَطَّانُ بْنُ الْمُعَلّٰی

تعارف وپس منظر:۔یہ اسلامی شاعر ہے یہاں شاعر زمانہ کی ستم ظرفی کی شکایت کررہا ہے کہ زمانہ نے اس کو اعلیٰ مقام سے پستی کی طرف دھکیل دیا ہے،اور کثرت مال بھی سوائے عزت کے کوئی کام نہیں آیا،اپنی بے کس بچیوں کا ذکر ہے،ان پر ظلم وستم کا منظر بیان کررہا ہے:

أَنْزَلَنِی الدَّھْرُعَلٰی حُکْمِهٖ مِنْ شَامِخٍ عَالٍ إِلٰی خَفْضٍ

ترجمہ:۔زمانے نے مجھے اپنے فیصلہ کے مطابق بلندی سے پستی کی طرف اتاردیا۔(پس میں عزت دار تھا اب ذلیل ہوگیا)

تحقیق:۔شامخ:بمعنی بلند.خفض:بمعنی نشیب یا نشیبی علاقہ،نیچا والا حصہ۔"نزل" بمعنی کسی کے فیصلے پر نیچے اترنا جس طرح بنوقریظہ حضرت سعد بن معاذؓ کے فیصلے کے مطابق اترے تھے۔

ترکیب:۔"الدھر" فاعل ہے،اصل میں"صرف الدھر" تھا،"حکمه" کی ضمیر"الدھر" کی طرف لوٹ رہی ہے۔

وَغَالَنِی الدَّھْرُبِوَفْرِالْغِنٰی فَلَیْسَ لِیْ مَالٌ سِوٰی عِرْضِیْ

ترجمہ:۔اور ہلاک کردیا ہے زمانے نے مجھے کثرت مال سمیت،پس میرے لئے عزت کے علاوہ کوئی مال نہیں ہے۔(عزت مال تو

نہیں ہے جس پر گزارہ ہو سکے)

تحقیق:۔غالنی: غول سے بمعنی ہلاک کیا۔وفر: معنی کثیر یا کثرت۔ عِرض :عزت۔ عَرض :چھوڑائی، عُرض: مال ودولت۔

ترکیب:۔''بوفر''میں ''با'' بمعنی''مع'' ہے۔''سوی عرضی''مستثنی منقطع ہےاس لئے منصوب ہے۔'' مالٌ''اسم لیس ہے۔

أَبْكَانِي الدَّهْرُ وَيَا رُبَّمَا — أَضْحَكَنِي الدَّهْرُ بِمَا يُرْضِي

ترجمہ:۔زمانے نے مجھے رُلایا بھی ہے،اے میری قوم! بسا اوقات زمانے نے پسندیدہ چیز دیکر ہنسایا بھی ہے۔

تحقیق:۔''ابکانی''باب افعال سے ماضی کا صیغہ ہے، بکی مادہ ہے، باب ضرب سے بھی مستعمل ہے بمعنی رلانا، رونا''یرضی''باب افعال سے ہے، اصل میں''یرضینی''تھا، باب سمع سے بھی مستعمل ہے۔

ترکیب:۔''یا''حرف ندا کا منادیٰ''قومی''محذوف ہے۔''یرضینی''کا مفعول محذوف ہے۔

لَوْلَا بُنَيَّاتٌ كَزُغْبِ الْقَطَا — رُدِدْنَ مِنْ بَعْضٍ إِلَى بَعْضٍ

ترجمہ:۔اگر میرے لئے قطا پرندہ کے چوزے کی طرح چھوٹی چھوٹی بچیاں نہ ہوتیں، جنہیں (میری موت کے بعد) ایک دوسرے پر لوٹائی جائیں گی۔(یا ان بچیوں کی جب شادیاں ہوں گی تو انہیں اپنے چھوٹے بچوں سمیت لاوارث ہونے کی وجہ سے طلاقیں دیدی جائیں گی)

تحقیق:۔بُنَیَّاتٌ: یہ تصغیر ہے بَنَاتٌ کی۔زغب: بمعنی چوزہ، زغب القطا۔قطاء پرندے کا چوزہ۔اس کا واحد ازغب ہے۔

ترکیب:۔''بنیات الخ''مبتدا ہے،''رددن الخ''خبر ہے''الی بعض''میں''الی''مع کے معنی میں ہے۔جواب لولا اگلا شعر ہے۔

لَكَانَ لِي مُضْطَرَبٌ وَاسِعٌ — فِي الْأَرْضِ ذَاتِ الطُّوْلِ وَالْعَرْضِ

ترجمہ:۔(اگر مجھے ان بچیوں کا خوف نہ ہوتا) تو اس وقت میرے لئے ایک کشادہ میدان ہوتا، لمبی چوڑی زمین میں۔(یعنی میں آزادی کے ساتھ چکر لگاتا گھومتا پھرتا اب میں ان بچیوں کی وجہ سے گھر میں بیٹھا ہوا ہوں)۔

تحقیق:۔مضطرب: بمعنی متحرک، مراد میدان ہے، یا جولانگاہ۔''واسع''باب سمع سے بمعنی کشادہ۔

ترکیب:۔''لکان لی الخ''جواب لولا ہے،''مضطرب واسعٌ''مرکب توصیفی کے بعد اسم کان مؤخر ہے،''فی الارض''موصوف اور''ذات الطول والعرض''صفت ہے۔

وَإِنَّمَا أَوْلَادُنَا بَيْنَنَا — أَكْبَادُنَا تَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ

ترجمہ:۔اور ہماری اولاد ہمارے لئے مثل دل کے ٹکڑے ہیں۔جس حال میں وہ ہمارے درمیان زمین میں چلتی پھرتی ہیں۔

تحقیق:۔''اکباد''کبد کی جمع ہے بمعنی جگر،''الارض''کی جمع خلاف قیاس ارضون بھی آتی ہے۔

ترکیب:۔کلمہ انما آتا ہے تحقیق اور نفی غیر کے لئے،''اولادنا''مبتدا ہے،''اکبادنا الخ''خبر ہے،''بیننا''ظرف ہے''تمشی''کا،''تمشی الخ''حال ہے''اولادنا''سے۔

لَوْهَبَّتِ الرِّيْحُ عَلٰى بَعْضِهِمْ لَامْتَنَعَتْ عَيْنِىْ مِنَ الْغُمُضِ

ترجمہ:۔اگر کبھی ان میں سے کسی پر سخت ہوا بھی چلے (جس سے ہاتھ پاؤں پھٹنے کا خطرہ ہو)، تو میری آنکھ بند ہونے سے (نیند) رُک جاتی ہے، یعنی آنکھوں میں نیند ختم ہو جاتی۔

تحقیق:۔غمض: بمعنی، آنکھ کا بند ہونا۔''هبّت'' باب نصر سے بمعنی ہوا چلنا،''الريح''جمع ریاح ہے بمعنی ہوا۔

ترکیب:۔''هبّتْ الخ''شرط ہے،''لامتنعتْ الخ''جزا ہے۔

وَقَالَ حَيَّانُ بْنُ رَبِيْعَةَالطَّائِىُّ

تعارف وپس منظر:۔شاعر کی قوم بنی اخزم ہے جس کا تعلق قبیلہ بنوطائی سے ہے، شاعر جاہلی ہے جو اپنے مدمقابل کو خطاب کر کے کہہ رہا ہے کہ ہماری قوم جنگجو ہین، جو تمام مخالف قبائل کو معلوم ہیں، جب وہ لڑائی کیلئے ذرع پہن لیتی ہے، تو وہ ہر مصیبت برداشت کرلیتی ہے، میدان جنگ میں بھی ہم بہت بڑے لشکر کو مار کر بھاگاتے ہیں، جسکی شہادت خود ہماری تلوار دیتی ہے۔اسکے علاوہ شعر و شاعر و فخر و مباحت میں بھی ہم کسی سے کم نہیں ہیں۔

لَقَدْعَلِمَ الْقَبَائِلُ أَنَّ قَوْمِىْ ذَوُوْجِدٍّإِذَالُبِسَ الْحَدِيْدُ

ترجمہ:۔تمام قبائل والے جانتے ہیں کہ میری قوم (بنی اخزم) جفاکش و جنگجو ہیں، جب انہیں (بوقت جنگ) جنگی لباس پہنایا جاتا ہے۔

تحقیق:۔جِد: بمعنی جد و جہد، سعی۔ذو و جد: جفاکش، اصحاب جہد۔اگر جَدّ بفتح الجیم ہو تو بمعنی بخت کے ہے،''قبائل'' کا واحد قبیلہ ہے، ''لبس'' باب سمع سے پہننا اور ضرب سے خلط ملط کرنا،'' الحديد'' سے جنگی درع مراد ہے۔

ترکیب:۔''ان قومى الخ''علِم کا مفعول ہے،'' ذوُ وجِدِّ الخ''خبر انّ ہے،''اذا الخ''ظرف ہے''ذوو جدِّ'' کا۔

وَإِنَّـانِعْـمَ أَحْلَاسُ الْقَوَافِىْ إِذَااسْتَعَرَّالتَّنَافُرُوَالنَّشِيْدُ

ترجمہ:۔اور تحقیق کہ ہم اشعار کے بہترین ٹاٹ ہیں (شعر و شاعری سے ہمارا قوی و موروثی تعلق ہے) جب آپس میں تفاخر و اشعار کی آگ بھڑک جائے۔

تحقیق:۔احلاس : یہ جمع ہے حِلس کی بمعنی ٹاٹ، ماہر۔استعر: ای اشتعل۔تنافر: ای تفاخر۔باہم فخر کرنا۔نشید: جمع اناشید ہے بمعنی اشعار پڑھنا۔

ترکیب:۔''نِعْمَ''فعل مدح ہے، اس کی ضمیر''انّا'' کی طرف لوٹ رہی ہے جو کہ فاعل مدح ہے اور''احلاسُ القوافى''مخصوص بالمدح ہے، اصل عبارت یوں ہے''نعم نحن الخ''''اذا الخ''ظرف ہے۔

وَإِنَّـانَضْـرِبُ الْمَلْحَاءَ حَتّٰى تَـوَلّٰـى وَالسُّيُوْفُ لَنَـاشُهُوْدُ

ترجمہ:۔اور تحقیق کہ ہم بڑے لشکر پر کاری ضرب لگاتے ہیں (میدان جنگ میں) یہاں تک کہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں، جس حال میں ہماری تلواریں (دشمنوں کے خلاف) گواہ ہوتی ہیں۔

تحقیق:۔ ملحاء: سفید بمائل سیاہی فوجی دستہ۔ تولی: بمعنی بھاگنا۔ یہ فعل مضارع معروف ہے، اصل میں "تتولی" تھا، ایک تا کو حذف کردیا گیا ہے۔ "شھود" شاہد کی جمع ہے بمعنی گواہ۔

ترکیب:۔ "تولی" کا مفعول محذوف ہے جو کہ "دبرھا" ہے، "والسیوف الخ" جملہ حالیہ ہے، لنا کے بعد "علی اعدائنا" محذوف ہے۔

وَقَالَ الْأَعْرَجُ الْمُعَنِّيُّ

اصل نام عدی بن عمرو خور بن زبان ہے، مخضرمی شاعر ہے، الاعرج لقب ہے، تبریزی نے اسے خارجی قرار دیا ہے جبکہ اسد الغابہ کے مطابق یہ خارجی نہیں ہے بلکہ صحابی ہیں۔ ان کا قبیلہ بنی ضبہ ہے، جنگ جمل میں یہ حضرت عائشہؓ کی طرف سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلاف لڑ رہے تھے، اور جنگ میں حضرت عثمانؓ کے قصاص لینے اور اپنی بہادری کا اظہار ان اشعار میں کر رہے ہیں بعض مورخین کا کہنا ہے کہ یہ اشعار شاعر الاعرج المعنی (کنیت ابو برزہ) کے نہیں ہیں بلکہ شاعر عمرو بن یثربی کے ہیں۔

أَنَـا أَبُـوْ بَرْزَةَ إِذْجَدَّالْوَهَلْ ۔۔۔ خُـلِقْـتُ غَيْـرَزُمَّلٍ وَّلَاوَكَلْ

ترجمہ:۔ میں ابو برزہ (یعنی جنگ میں دشمنوں کو دعوت مبارزت دینے والا) ہوں جب خوف و ہراس شدید ہو جائے، میری پیدائش اس حالت میں ہوئی کہ میں کمزور و عاجز اور دوسروں پر بھروسہ کرنے والا نہیں ہوں۔

تحقیق:۔ ابو برزہ: ای ابو المبارز، جنگجو، بہادر یہ شاعر کی کنیت ہے۔ جَدَّ: شدید ہونا۔ الوھل: باب سمع سے بمعنی خوف۔ زُمَّلٌ: بمعنی کپڑا لپیٹنے والا، مراد بزدل۔ وکل: بوجھ، مراد عدم بہادر۔

ترکیب:۔ "انا" مبتدا ہے، "ابو برزہ الخ" خبر ہے، "اذا جدّ الخ" ظرف ہے، "ابو برزہ" سے بارز (مبارزت دینے والا) سمجھ میں آ رہا ہے جو ظرف کا عامل ہے۔ "خلقتُ الخ" حال ہے "انا" مبتدا سے، اس پر اعتراض ہوگا کہ مبتدا سے حال کیسے ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حال کبھی مبتدا سے بھی واقع ہوتا ہے جیسا کہ شرح جامی اور کافیہ کی درج ذیل عبارت میں ہے "وحضاجرُ علمًا للضبع" اس میں "علمًا" حال ہے "حضاجر" سے جو کہ مبتدا ہے، مزید تفصیل کے لئے مقدمات علوم درسیہ ملاحظہ ہو۔

ذَا قُوَّةٍ وَ ذَا شَبَابٍ مُقْتَبَلْ ۔۔۔ لَاجَزَعَ الْيَوْمَ عَلٰى قُرْبِ الْاَجَلْ

ترجمہ:۔ قوت والا اور چڑھتی ہوئی جوانی والا پیدا کیا گیا ہوں، کوئی جزع و فزع نہیں ہے آج موت کی قربت کی وجہ سے۔ (جنگ جمل میں)

تحقیق:۔ مقتبل: اسم مفعول، نیا، جدید۔ الاجل: موت۔ شباب مقبل: نوجوانی، چڑھتی ہوئی جوانی۔

ترکیب:۔ "ذا قوۃٍ الخ" مفعول ثانی ہے "خلقتُ" کا، "مقتبل" صفت ہے "شباب" کی، "لا" نفی جنس کے لئے ہے، "جزعَ" اسم لا اور "علی قرب الخ" خبر لا ہے۔

اَلْمَوْتُ أَحْلٰى عِنْدَنَامِنَ الْعَسَلْ ۔۔۔ نَحْنُ بَنِيْ ضَبَّةَ أَصْحٰبُ الْجَمَلْ

ترجمہ:۔ موت ہمارے نزدیک شہد سے زیادہ میٹھی ہے، اور ہم (نسل کے اعتبار سے) بنو ضبہ ہیں جو کہ جمل والے ہیں (یعنی ہم نے جنگ جمل میں حضرت عائشہؓ کے ساتھ ہو کر حضرت علیؓ کے خلاف جنگ لڑی ہے)

تحقیق:۔ ''احلیٰ'' حلو مادہ باب نصر سے اسم تفضیل کا صیغہ ہے بمعنی شیریں، ''العسل'' بمعنی شہد جمع اعسال، ''عُسُل اور عسولؔ'' آتی ہے۔''اصحاب الجمل'' سے وہ حضرات مراد ہیں جنہوں نے جنگ جمل میں شرکت کی، یہاں شاعر کا قبیلہ بنوضبہ مراد ہے کیونکہ یہ لوگ حضرت عائشہؓ کی موافقت میں حضرت علیؓ کے خلاف لڑے، یہ جنگ ۳۶ھ/ اکتوبر ۶۵۶ء کو ہوئی۔

ترکیب:۔''نحن''مبتدا ہے''اصحاب الجمل''خبر ہے،''بنی ضبة''منصوب علی المدح یا منصوب علی الاختصاص، ہے۔''احلیٰ ''خبر ہے''الموث '' کی۔

نَحْنُ بَنُوْالْمَوْتِ إِذَاالْمَوْتُ نَزَلْ ننعى ابْنَ عَفَّانٍ بِأَطْرَافِ الْأَسَلْ

ترجمہ:۔ہم (بنی ضبہ) موت کے بیٹے ہیں، جب موت آتی ہے، (تو ہمیں موت کی فکر و پرواہ نہیں) ہم نیزوں کی نوکوں سے حضرت عثمانؓ کی موت کی خبر دیتے ہیں (یعنی جب لوگ ہمارے نیزے دیکھیں گے جو خون سے تر ہوں گے تو سمجھ جائینگے کہ حضرت عثمانؓ شہید ہوگئے ہیں اور ہم نے بدلہ لے لیا ہے)

تحقیق:۔''ننعٰی''(ف)نعیًا: موت کی خبر دینا۔ اسل: بمعنی نیزے۔''اطراف''طرف کی جمع ہے بمعنی نوک، کنارہ۔

ترکیب:۔''نحنُ''مبتدا ہے،''بنوالموت الخ''خبر ہے،''اذا''ظرف ہے۔اس کے بعد''لانبالی به''محذوف ہے،''ننعی''کا مفعول محذوف ہے وہ''الناس''ہے۔

رُدُّوْا عَلَيْنَا شَيْخَنَا ثُمَّ بَجَلْ

ترجمہ:۔تم لوٹا دو ہمارے پاس شیخ (عثمانؓ) کو پھر بس ہمیں یہی کافی ہے۔(اسکے علاوہ ہمارا اور کوئی مطالبہ نہیں)

تحقیق:۔بَجَلْ: حرف جواب بمعنی نَعَم، اسم فعل بمعنی حَسْب، کافی، بَجَلَکَ: آپ کیلئے کافی ہے۔''رُدُّوا''کا خطاب حضرت علیؓ اور ان کے رفقاء سے ہے۔

ترکیب:۔''شیخنا''مفعول ہے۔بَجَلْ: مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔أیْ بَجَلُنَا ذٰلِکَ۔

وَقَالَ آخَرُ

دَاوِابْنَ عَمِّ السُّوْءِ بِالنَّأْيِ وَالْغِنٰى كَفٰى بِالْغِنٰى وَالنَّأْيِ عَنْهُ مُدَاوِيًا

ترجمہ:۔اے مخاطب! میرے بُرے چچازاد بھائی کا علاج دوری اور مستغنی سے کرو، (کیونکہ) دوری اور بےرُخی اس کے علاج کیلئے کافی ہیں۔

تحقیق:۔ داو: یہ امر کا صیغہ ہے''مداواة''مصدر باب مفاعلہ سے، بمعنی علاج کرنا۔ السوء: (بفتح السین) مصدر ہے بمعنی برائی۔ السوء: (بضم السین) اسم ہے بمعنی بُرا۔ ساء (ن) سوءً۔ برا ہونا۔ الناٰی ء: دوری، نأی (ف) نأیًا: دور ہونا۔

ترکیب:۔''بالغنی'' یہ''کفی''کا فاعل ہے،''باءٗ''زائدہ ہے،''مداویا''حال یا تمیز ہے، جیسے:''وکفی بالله شهيدا''میں ''بالله''فاعل ہے اور''با''زائدہ ہے۔''ابن عم''موصوف اور''السوء''صفت ہے۔

جَزَى اللّٰهُ عَنِّيْ مُحْصِنًا بِبَلَائِهِ وَإِنْ كَانَ مَوْلَايَ الْقَرِيْبَ وَخَالِيَا

ترجمہ:۔اللہ پاک میری طرف سے محصن (چچازاد بھائی) کو (مجھے) ستانے وتکلیف دینے کا بدلہ دے،اگرچہ وہ میرا چچازاد بھائی اور ماموں ہے۔(یعنی ماں باپ دونوں کی طرف سے رشتہ دار ہے)

تحقیق:۔''جزی''باب ضرب سے بمعنی بدلہ دینا،''مِحصنا''بکسر المیم نام ہے،''مولی''کی جمع موالی ہے بمعنی چچازاد بھائی''خالیا''میں الف اشباعی ہے بمعنی میرا ماموں۔''بلاٌ''باب فتح سے بمعنی آزمائش میں مبتلا کرنا اور ستانا۔

ترکیب:۔''ببلائِه''کی ضمیر''محصن''کی طرف لوٹ رہی ہے۔''وان''وصلیہ،اس کی جزأیاتو ہوتی نہیں یاماقبل کی عبارت جزأ بنتی ہے''مولای''خبر کان ہے۔

يَسُلُّ الْغِنٰي وَالنَّأْيُ أَدْوَاءَ صَدْرِهٖ وَيُبْدِي التَّدَانِيْ غِلْظَةً وَّتَقَالِيَا

ترجمہ:۔مستغنی اور دوری اس کے سینے کے امراض کو نکالے گی،اور اس سے قربت،دشمنی اور عداوت کو ظاہر کرے گی۔

تحقیق:۔أدواء :جمع داء،مرض۔غلظة:باب کرم سے بمعنی ترش روئی۔تقالیا: (ض) بمعنی دشمنی۔''یسلُّ''باب نصر سے بمعنی کھینچ لینا،نکالنا۔

ترکیب:۔''الغنی والنأی''فاعل ہے''یسل''کا،''ادواء الخ''مفعول ہے۔''التدانی''فاعل ہے''یبدی''کا اور''غلظةً الخ''مفعول ہے۔

أَعَانَ عَلَيَّ الدَّهْرَ إِذْ حَكَّ بَرْكَهٗ كَفَي الدَّهْرُ لَوْ وَكَّلْتَهٗ بِيْ كَافِيَا

ترجمہ:۔مدد کی ہے اس نے میرے خلاف زمانہ کی،جب زمانہ نے اپنے سینہ کو (مجھ پر) رگڑا ہے (یعنی مصیبت پہنچائی ہے) زمانہ ہی کافی تھا (اے محصن!) اگر تو اس کو میرے خلاف وکیل بنالیتا۔(یعنی میرے ستانے کیلئے حوادثات زمانہ ہی کافی تھے،مزید تم نے ستم ظریفی کی،جس کی ضرورت نہ تھی)

تحقیق:۔**حک** : باب نصر سےبمعنی،رگڑنا۔برک:سینہ۔اعان علیَ:یعنی میرے خلاف مدد کی۔

ترکیب:۔''اعان''کی ضمیر فاعل محصن کی طرف لوٹ رہی ہے،''حکّ''کی ضمیر فاعل''الدهر''کی طرف لوٹ رہی ہے،''بی''بمعنی''عَلَيَّ''ہے۔

وَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ كَلْبٍ

ایک قول کے مطابق شاعر کا نام کلب بن وبرة ہے،بنی کلب بنی قضاعہ کی شاخ ہے۔شاعر کا تعلق بنو کلب سے ہے،اس کا صرف یہاں ذکر ہے اور کل چار اشعار مذکور ہیں:

وَحَنَّتْ نَاقَتِيْ طَرَبًا وَّشَوْقًا إِلٰي مَنْ بِالْحَنِيْنِ تُشَوِّقِيْنِيْ

ترجمہ:۔میری اونٹنی شوق ومستی میں روئی (تو میں نے کہا) کہ کس شخص کی طرف تو اپنے رونے کے ساتھ مجھے شوق دلاتی ہے؟

تحقیق:۔حنت: (س) بمعنی رونا۔طربا:باب کرم وسمع سے بمعنی خوشی سے جھومنا۔(ک) سے پریشان ہونا،پریشانی۔

ترکیب:۔''طربا وشوقا'' مفعول لہ ہے یا حال ہے،اس کے بعد یہ عبارت محذوف ہے''یاناقتی''پہلے مصرع میں صیغۂ غائب ہے،مصرع ثانی میں خطاب ہے،اسے التفات من الغیب الی الخطاب کہا جاتا ہے۔

فَـإِنِّـيْ مِثْـلُ مَـاتَـجِدِيْنَ وَجْـدِيْ وَلٰـكِـنْ أَصْـحَبَـتْ عَنْهُمْ قَرُوْنِيْ

ترجمہ:۔ بے شک میرا غم بھی تیرے غم کی مانند ہے (اس سے جدا ہوکر) اور لیکن میرے نفس نے اس سے اعراض کیا (کیونکہ وہ بداخلاق ہے اور لوگوں کو دوست بنایا۔)

تحقیق:۔ وجد: (ض) پانا، سخت تکلیف ہونا۔ اصحبت عنهم: ای اعرضهم. اعراض کرنا۔ قرونی: نفسی۔

ترکیب:۔ ''وجدی'' مبتدا مؤخر ہے، ''مثل ماتجدین'' خبر مقدم ہے، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکے ''إنی'' کیلئے خبر ہے، تقدیری عبارت یوں ہے ''انی وجدی مثل ماتجدین'' (۲) مثل خبر إن ''وجدی'' بدل ہو ''انی'' کی ضمیر متکلم سے، پھر دونوں اسم انّ ہوں، ''ما'' الذی، اور عائد محذوف ہے، تقدیر عبارت یوں ہوگی، إنی وجدی مثل ماتجدینه'' ''اصحبت'' کے صلہ میں عن آنے سے اعراض کا معنی ہوا، ''قرونی'' فاعل ہے ''اصحبت'' کا۔

رَأَوْاعَـرْشِـيْ تَثَـلَّمَ جَـانِبَـاهُ فَـلَـمَّـا أَنْ تَثَـلَّمَ أَفْـرَدُوْنِـيْ

ترجمہ:۔ انہوں (بنوکلب) نے دیکھا میرے کرسی (میری عزت) کو کہ اس کی دونوں جانب خراب ہوگئی، پس جب دیکھا کہ اس میں رخنے پڑ گئے ہیں تو انہوں نے مجھے تنہا چھوڑ دیا۔ (گویا کہ میں لاوارث ہوں)

تحقیق:۔ تثلم: باب تفاعل سے اور ثلم سمع سے بمعنی کند ہونا، رخنہ پڑنا۔ أفردونی: إفرادا۔ اکیلا چھوڑنا۔ ''عرشی'' سریرالملک کو کہا جاتا ہے پھر عزت کے معنی میں استعمال ہونے لگا، یہاں یہی معنی ہے۔

ترکیب:۔ تثلم: کا فاعل ''جانباہ'' ہے، ''ان تثلّم'' شرط ہے اور ''افردونی'' جزا ہے۔

هَـنِيْـئًـالِاِبْـنِ عَـمِّ السَّـوْءِ أَنِّـيْ مُـجَـاوِرَـةٌ بَـنِـيْ ثُـعَـلٍ لَبُـوْنِـيْ

ترجمہ:۔ مبارک ہو میرے بداخلاق چچازاد بھائی کو، بے شک میری بنت لبون (دودھ والی اونٹنی) بنی ثعل کی پڑوسی ہے، (یہ بطور طنز کہا ہے، یعنی میں اپنوں سے دور اور غیروں سے قریب ہوں۔)

تحقیق:۔ لبونی: دودھ والی اونٹنی، بکری وغیرہ۔ اسکی جمع لبان ولُبُن ہے۔

ترکیب:۔ ''هنیئا'' یہ ''کان'' محذوف کی خبر ہے، ''أنی مجاورة'' ''کان'' کا اسم ہے، اور ''لبونی'' ''مجاورة'' کا فاعل ہے۔ کیونکہ فعل کی طرح شبہ فعل بھی عمل کرتا ہے۔ پھر یہ خبر انّ ہے۔

وَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ أَسَدٍ

شاعر کا تعلق بنی اسد سے ہے، ان کے کل تین اشعار یہاں منقول ہیں:

وَمَـاأَنَـابِـالنِّكْسِ الدَّنِيِّ وَلَاالَّذِيْ إِذَاصَـدَّعَـنِّيْ ذُوالْـمَـوَدَّةِأَحْرَبُ

ترجمہ:۔ اور میں کمینہ اور ضعیف نہیں ہوں، اور نہ میں وہ شخص ہوں کہ جب وہ (دوست) مجھ سے اعراض کرے تو اس سے جنگ کروں۔

تحقیق:۔نکس :ضعیف۔دنی: (س) دنائۃ۔ذلیل ہونا۔صد: ای اعرض۔صلہ میں عن آنے کی وجہ سے اعراض کا معنی ہوا ہے، ورنہ ''صد'' بمعنی روکنا ہے۔''المودۃ'' باب سمع سے بمعنی دوست، محبت۔

ترکیب:۔''ما'' نافیہ ہے،''ولا الّذی الخ'' کا عطف''الدنی'' پر ہے اس لئے مجرور ہے،''ذو المودۃ'' فاعل ہے''صد'' کا پھر شرط ہے اور''احرب'' جزأ ہے، اس کے بعد''منہ'' محذوف ہے۔

وَلٰکِنَّنِیْ إِنْ دَامَ دُمْتُ وَإِنْ یَّکُنْ لَهُ مَذْهَبٌ عَنِّیْ فَلِیْ عَنْهُ مَذْهَبُ

ترجمہ:۔اور لیکن اگر اس کی دوستی دائم رہے تو میں بھی دوستی دائم رکھوں گا اور اگر وہ مجھ سے جدائی چاہے تو میں بھی اس سے الگ راہ اختیار کر لیتا ہوں۔

تحقیق:۔مذہب: بمعنی چلنے کی جگہ باب فتح سے ہے، دوری کے معنی میں بھی آتا ہے، یہاں یہی معنی ہے۔دام باب نصر سے بمعنی ہمیشہ رہنا۔

ترکیب:۔''دام'' کا فاعل محذوف ہے جو''وُدُّہ'' ہے،''دُمتُ'' بروزن قُلتُ کا مفعول محذوف ہے جو''وُدَّہ'' ہے۔یہ دونوں جملے شرط و جزأ ہیں۔''یکن الخ'' شرط ہے،''فلی الخ'' جزأ ہے۔''لہ'' خبر مقدم اور''مذھبٌ'' مبتدأ مؤخر ہے۔

أَلَا إِنَّ خَیْرَ الْوُدِّ وُدٌّ تَطَوَّعَتْ لَهُ النَّفْسُ لَا وُدٌّ أَتٰی وَهُوَ مُتْعِبُ

ترجمہ:۔آگاہ ہو! بیشک کہ بہترین محبت وہ ہے جس سے نفس خوش ہو نہ کہ وہ محبت جو آئے اس حال میں کہ وہ تھکا دینے والی ہو (حقیقی محبت وہ ہوتی ہے جو بطیب خاطر ہو اور اس میں کسی قسم کا تکلف اور تصنع نہ ہو)

تحقیق:۔متعب: اسم فاعل باب افعال سے بمعنی تھکانے والا، ای منکر۔تطوعت لہ: آمادہ کرنا، اطاعت کرنا۔طاع (ن) طوعا۔ فرمانبردار ہونا۔

ترکیب:۔''الا'' حرف تنبیہ مبتدأ ہے،''خیر الخ'' اسم ان ہے،''النفسُ'' فاعل ہے''تطوّعتْ'' کا پھر خبر انّ ہے۔''وھو متعبٌ'' جملہ حالیہ ہے۔ذوالحال''اتی'' کی ضمیر فاعل ہے۔

وَقَالَ أَبُوْ حَنْبَلِ الطَّائِیّ

اصل نام جاریہ بن مرالطائی ہے، ابوحنبل لقب ہے، بعض نے کہا کہ درج شدہ اشعار عامر بن جوین بن عمرو الطائی کے ہیں۔ شاعر کا تعلق قبیلہ طے سے ہے، شعراء جاہلیت میں سے ہے، امرأ القیس وغیرہ کے ساتھیوں میں سے ہے، مذکورہ اشعار ابوحنبل الطائی کی طرف منسوب ہیں، لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔واقعہ یہ ہے کہ عدی اور سیار ابن موالہ بن عامر عدی بن افلت الطائی دونوں ملکر جوا کھلے جس میں عدی، سیار کے تمام مال اور لونڈیوں کے مالک بن گیا، اور سیار کے پاس دو باندیاں تھیں، جن کو انہوں نے عامر بن جوین کے پاس امانت رکھدیا، اور عدی جوین کے پاس جا کر کہنے لگا کہ ان کا میں مالک بن چکا ہوں اسلئے یہ باندیاں مجھے واپس دیدو، جوین نے باندی کے بجائے کچھ مال دیکر عدی کو واپس کر دیا، اس کے بعد سیار کو احسان جتا کر عامر بن جوین یہ اشعار کہہ رہا ہے:......

لَقَدْ بَلَا نِیْ عَلٰی مَا کَانَ مِنْ حَدَثٍ عِنْدَ اخْتِلَافِ زِجَاجِ الْقَوْمِ سَیَّارُ

ترجمہ:۔ تحقیق کہ سیار نے مجھے آزمایا ہے، باوجود حوادث زمانہ کے (جو مصیبت مجھ پر آپڑی) قوم کے نیزے (بنی طی) آپس میں چلنے کے وقت۔

تحقیق:۔ حدث: بمعنی مصیبت، نئی چیز۔ اختلاف: بمعنی آمدورفت۔ زجاج: کا واحد زِج ہے بمعنی، نیزہ اسفل کا۔ پورے جملے کا مفہوم یہ ہوگا کہ قوم کے نیزے چلتے وقت۔

ترکیب:۔ ''عند'' یہ ''حدث'' کیلئے ظرف بھی بن سکتا ہے، اور ''بلانی'' کیلئے بھی، اور ''سیار'' ترکیب میں ''بلانی'' کا فاعل ہے۔ ''القوم'' سے بنی طی مراد ہے۔

حَتّٰی وَفَیْتُ بِهَا دُهْمًا مُعَلَّقَةً ۔۔۔ کَالْقَارِ أَرْدَفَهٗ مِنْ خَلْفِهٖ قَارُ

ترجمہ:۔ یہاں تک کہ میں نے وفا کی (سیار کی لونڈی کے بجائے اونٹوں سے)۔ (عدی کو) باندھے ہوئے ایسے سیاہ اونٹوں سے (جن کا رنگ) تارکول کی طرح ہے، جس کے تہہ بہ تہہ تارکول لگا ہو۔

تحقیق:۔ دُهم: کی جمع دهماً ہے بمعنی کالا اونٹ۔ ''بها'' میں، مرجع ضمیر بھی ''دُهم'' ہی ہے۔ اور یہ شعر میں جائز ہے۔ معلقة: بمعنی باندا ہوا۔ قار: بمعنی کالا تیل، تارکول۔ اردف: پیچھے۔ یہاں بمعنی ''اتبعه'' یعنی لگانا، خلف بمعنی تہہ بتہہ۔ عربوں کا خیال ہے کہ سرخ اونٹ اور کالا اونٹ سفر کے لئے بے حد موزون ومفید ہیں اس لئے یہ لوگ اس قسم کے اونٹوں کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ ''وَفیتُ'' بمعنی وفا کرنا اور مکمل عطا کرنا۔

ترکیب:۔ ''قارُ'' فاعل ہے ''اردفه'' کا۔

قَدْ کَانَ سَیْرٌ فَحُلُّوْا عَنْ حَمُوْلَتِکُمْ ۔۔۔ إِنِّیْ لِکُلِّ امْرِءٍ مِنْ جَارِهٖ جَارُ

ترجمہ:۔ تحقیق کہ سیر (خوف کا) مکمل ہوگیا ہے، پس اترو تم (اے مہمانو!) اپنے سواری سے، کیونکہ میں ہر آدمی کے واسطے پڑوسی کے بدلے میں پڑوسی ہوں۔ (سیار کو خطاب کر کے کہہ رہا ہے کہ تم عدی سے نہ ڈرو، میں بدلہ دے چکا ہوں)۔

تحقیق:۔ کان: بمعنی تم۔ کان سیر: سیر وسفر مکمل ہوگیا۔ حمولة: الإبل التی یحمل علیها. باربرداری کا اونٹ اور جانور۔ حمولات جمع ہے، ''حلّوا'' باب نصر سے بمعنی اترنا حلول مصدر ہے، باب ضرب سے حلال ہونا۔

ترکیب:۔ کان: تامہ ہے۔ ''مِنْ جارہ'' میں ''من'' عوض اور بدلیت کیلئے ہے۔ ''جارٌ'' خبر انّ ہے۔

وَقَالَ یَزِیْدُ بْنُ حِمَارِ السَّکُوْنِیُّ یَوْمَ ذِیْ قَارٍ

صحیح قول کے مطابق درج شدہ اشعار عدی بن یزید بن حمار بن سلمۃ بن عوف السکونی کے ہیں جو کہ جاہلی شاعر ہے۔ شاعر ''جنگ ذی قار'' میں اپنی قوم کی بزدلی اور پستی، (جو کسریٰ اور مدمقابل دشمن عرب قبیلہ ''بنوشیبان بن ذهل البکر'' کے درمیان ہوئی تھی) کا تذکرہ کر رہا ہے، یہاں شاعر بنوشیبان کی تعریف کر رہا ہے، مشہور ہے کہ یہ عرب کی اہل عجم کے ساتھ پہلی جنگ تھی: یہ اشعار یزید بن حمار السکونی کے

بیٹے عدی کے ہیں نہ کہ یزید کے۔ اوران اشعار میں شجاعت والی کوئی بات بھی نہیں ہے۔

إِنِّي حَمِدْتُ بَنِيْ شَيْبَانَ إِذْخَمَدَتْ　　نِيْرَانُ قَوْمِيْ وَفِيْهِمْ شُبَّتِ النَّارُ

ترجمہ:۔ بے شک کہ میں نے بنوشیبان کی تعریف کی جبکہ میری قوم کی آگ (سخاوت) بجھ گئی (ختم ہوگئی) ہے، اور ان (بنوشیبان) میں آگ (سخاوت کی) بھڑکائی گئی ہے۔ یعنی ہماری قوم میں جذبات جنگ یا سخاوت ختم ہوگئی ہے جبکہ بنوشیبان میں یہ دونوں جذبات عروج پر ہیں۔

تحقیق:۔ "خـمـدت" (ض) بمعنی بوجھ جانا یہاں بمعنی ختم ہوجانا۔ شُبَّـت: باب نصر سے بمعنی آگ بھڑکنا اور آگ بھڑکانا، آگ لگانا۔

نِیْرانُ: جمع ہے نار کی بمعنی آگ۔ ''نیران قوم'' یہاں سخاوت کی آگ مراد ہے، سخی لوگ رات کو آگ جلاتے تھے تاکہ مسافر آئے اور جنگ کی آگ بھی مراد ہوسکتی ہے۔

ترکیب:۔ ''بنی شیبان'' مفعول ہے ''حمدتُ'' کا، نیرانُ فاعل ہے ''خمدتْ'' کا۔

وَمِنْ تَكَرُّمِهِمْ فِي الْمَحْلِ أَنَّهُمُ　　لَايَعْلَمُ الْجَارُفِيْهِمْ أَنَّهُ الْجَارُ

ترجمہ:۔ اور قحط سالی میں ان کے کریمانہ اخلاق میں سے یہ ہے کہ ان کا پڑوسی یہ نہیں جانتا کہ وہ ان کا پڑوسی ہے، بلکہ اپنے کو اسی کنبہ کا آدمی سمجھتا ہے۔

تحقیق:۔ اَلْمَحْلُ: بمعنی قحط سالی۔ بارش کا نہ ہونا اور زمین کا خشک ہونا ''جار'' بمعنی پڑوسی، جمع جیران ہے۔

ترکیب:۔ ''ومن تکرمهم'' خبر مقدم ہے، ''انهم الخ'' مبتدأ مؤخر ہے۔ ''فی المحل'' کا تعلق ''تکرمهم'' سے ہے، ''لا یعلم'' سے بھی ہوسکتا ہے۔

حَتّٰى يَكُوْنَ عَزِيْزًامِنْ نُفُوْسِهِمْ　　أَوْأَنْ يَبِيْنَ جَمِيْعًاوَهُوَمُخْتَارُ

ترجمہ:۔ یہاں تک کہ ان کا پڑوسی ان کے نفوس سے زیادہ عزیز ہوجاتا ہے۔ تاوقتیکہ وہ پڑوسی ان سب سے جدائی اختیار کرلے اپنے اختیار سے۔ (یا وہ اپنے اختیار سے جدا ہوجائے جس حال میں تمام میزبان الوداع کہنے کے لئے جمع ہوجائیں)

تحقیق:۔ یبین: (ض) سے جدا ہونا۔ مختار: پسندیدہ خوش ہونا۔ ''أو'' اِلی ان، کے معنی میں ہے۔

ترکیب:۔ ''جَمِيْعًا'' حال واقع ہے۔ ''وهو مختارُ'' جملہ حالیہ ہے۔

كَأَنَّهُ صَدَعٌ فِيْ رَأْسِ شَاهِقَةٍ　　مِنْ دُوْنِهِ لِعِتَاقِ الطَّيْرِأَوْكَارُ

ترجمہ:۔ گویا کہ وہ پڑوسی (حفظ وامان کے اعتبار سے) پہاڑی بکرا ہے، جو بلند پہاڑ کی ایسی چوٹی پر ہے جس سے عمدہ واعلیٰ پرندوں کے آشیانے بھی نیچے ہیں۔

تحقیق:۔ صداع: بمعنی پہاڑی بکرا۔ عتاق: مضبوط۔ اوکار: جمع وکر کی بمعنی آشیانہ، گھونسلہ ''شاهِقَةٍ'' بمعنی پہاڑ کی بلندی۔

ترکیب:۔ ''من دونه الخ'' جملہ ظرفیہ ہے، اور ''رأس'' کی صفت ہے۔ ''فی رأس'' بمعنی ''علی رأس'' کے ہے، ''لعتاق الخ'' کا تعلق ''اوکار'' سے ہے اور یہ مبتدأ مؤخر ہے اور ''من دونه'' جملہ ظرفیہ خبر مقدم ہے۔

وَقَالَ آخَرُ

تعارف وپس منظر:۔ یہاں شاعر قبیلۂ آل مہلب (یعنی بنی یزید بن المھلب) کی مہمان نوازی، اور ان کے اعلیٰ اخلاق وکردار کی تعریف اور ان کا مہمانوں کے ساتھ اچھا برتاؤ، اور ان کا شکریہ ادا کررہا ہے: البتہ ان اشعار کا تعلق حماسہ سے نامناسب ہے، کیونکہ ان میں شجاعت والی کوئی بات نہیں ہے۔

نَزَلْتُ عَلٰی آلِ الْمُهَلَّبِ شاتِیًا غَرِیْبًا عَنِ الْاَوْطَانِ فِیْ زَمَنٍ مَحْلِ

ترجمہ:۔ میں موسم سرما میں قبیلۂ آل مہلب کے مہمان بن کر اترا جس حال میں میں اپنے وطن سے دور زمانۂ قحط سالی میں تھا۔

تحقیق:۔شَاتِیًا: موسم شتاء میں داخل ہونا. محل: بمعنی قحط سالی۔ کـمامر، زمن محل: زمانۂ قحط۔ ''غریب'' بمعنی مسافر، دور ہوا، ''اوطان'' وطن کی جمع ہے۔

ترکیب:۔''شاتیا'' حال ہے''نزلت'' کی ضمیر فاعل ہے اور ظرف بھی ہوسکتا ہے،''غریبا'' حال ثانی ہے، یا کان محذوف کی خبر ہے، اصل عبارت یوں ہے''کنتُ غریبًا الخ''۔

فَمَازَالَ بِیْ إِکْرَامُهُمْ وَاقْتِفَاءُ هُمْ وَالْطَافُهُمْ حَتّٰی حَسِبْتُهُمْ أَهْلِیْ

ترجمہ:۔ پس ان کا اکرام اور ان کا دیکھبال اور ان کی مہربانیاں میرے ساتھ مسلسل رہیں حتی کہ میں نے ان کو اپنا اہل سمجھنے لگا۔

تحقیق:۔ اقتفاء: اتباع کرنا، اختیار کرنا، یہاں مزاج پرسی وغیرہ مراد ہے۔''فـمـا زال'' میں دونفی ملے ہیں اس لئے اثبات کا مفہوم پیدا ہوا ہے۔ الطاف: بھلائی ومہربانی کرنا۔

ترکیب:۔''اکرامهم سے الطافهم'' تک فاعل ہے''زال'' کا۔''اهلی''مفعول ثانی ہے''حسبتهم'' کا۔

وَقَالَ جَابِرُ بْنُ الثَّعْلَبِ الطائی

تعارف وپس منظر:۔ شاعر کو عورتوں نے یا بیوی نے یوں طعنہ دیا کہ تم ہمیشہ سفر کرتے رہتے ہو، اور گھر میں نہیں رہتے اور گھر کا خیال نہیں کرتے۔

وَقَامَ إِلَیَّ الْعَاذِلَاتُ یَلُمْنَنِیْ یَقُلْنَ أَلَاتَنْفَکُّ تَرْحَلُ مَرْحَلًا

ترجمہ:۔ ملامت کرنے والی عورتیں کھڑی ہوکر مجھے ملامت کرنے لگیں، کہنے لگیں کہ کیا تم ہمیشہ کجاوا کستا رہے گا (یعنی ہمیشہ سفر میں زندگی برباد کرتا رہے گا، اور سواری سے جدا نہیں ہوگا)

تحقیق:۔ ألا: ہمزہ استفہام انکاری ہے۔ تـنـفـک: باب نصر وانفعال سے بمعنی جدا ہونا، یہ فعل ناقص ہے، دونفی جمع ہونے کی وجہ سے اثبات کا معنی ہوگیا ہے۔''العاذلات''عاذلة کی جمع ہے بمعنی ملامت کرنے والی عورت،''یلمنني''جمع مؤنث غائب ہے، لوم مادہ باب نصر سے ہے۔ ترحل: باب فتح سے بمعنی سواری کھسنا۔

ترکیب:۔''مرحلا''مصدر میمی ہے،''یلمنني''حال ہے''العاذلات''سے،''یقلن''حال ثانی یا''یلمنني''سے بدل ہے۔''أ''

ہمزۂ استفہامیہ ہے،اور ''لاتنفک''فعل ناقص ہے۔

فَإِنَّ الْفَتٰى ذَاالْحَزْمِ رَامٍ بِنَفْسِهٖ جَوَاشِنَ هٰذَااللَّيْلِ كَيْ يَتَمَوَّلَا

ترجمہ:۔بے شک تجربہ کار نوجوان درمیان شب اپنے آپ کو کام پر ڈالتا ہے تاکہ مالدار ہوجائے۔

تحقیق:۔الحزم:عقلمند،حلیم۔جواشن:جمع جوشن ،رات کا درمیانہ حصہ،یا ابتدائی حصہ۔یتمولا:تمولا:بمعنی مالدار ہونا۔مجرد نصر سے۔آخر میں الف اشباعی ہے۔''رام''اسم فاعل ہے،رمی سے ہے۔

ترکیب:۔''ذا الحزم''صفت ہے''الفتی''کی،''یتمولا''منصوب ہے،کیونکہ''کی''کے بعد''ان''مقدر ہے جو فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔''هٰذا''سے کسی مخصوص رات کی طرف اشارہ نہیں ہے۔

وَمَنْ يَّفْتَقِرْفِيْ قَوْمِهٖ يَحْمَدِالْغِنٰى وَاِنْ كَانَ فِيْهِمْ وَاسِطَ الْعَمِّ مُخْوَلَا

ترجمہ:۔جو شخص اپنی قوم میں غریب ہوتا ہے وہ مالداری کی تعریف کرتا ہے،اگر چہ وہ چچا اور ماموں کے اعتبار سے شریف (نجیب الطرفین) ہو یعنی پھر بھی اس کا میلان مال کی طرف ہوتا ہے۔

تحقیق:۔وَاسِطُ الْعَمِّ: سے كَرِيْمُ الْعَمِّ مراد ہے،مخولا:سے مراد كَرِيْمُ الْخَالِ اى (نَجِيْبُ الطَّرَفَيْنِ). ''یفتقر''باب افتعال سے بمعنی محتاج ہونا۔

ترکیب:۔''من''شرطیہ ہے''یفتقر الخ''شرط ہے''یحمد الخ''جزاء ہے،پھر پورا جملہ قائم مقام جزاء ہے آگے ان وصلیہ کے۔''واسطَ الخ''کان کی خبر ہے۔

وَيُزْرِيْ بِعَقْلِ الْمَرْءِ قِلَّةُ مَالِهٖ وَاِنْ كَانَ اَسْرٰى مِنْ رِّجَالٍ وَّاَحْوَلَا

ترجمہ:۔قلتِ مال انسان کی عقل کو عیب دار بناتی ہے،اگر چہ وہ (صلاحیت وہنر کے اعتبار سے) لوگوں میں زیادہ معزز و مدبر ہی کیوں نہ ہو۔(یعنی غریب باصلاحیت ہی کیوں نہ پھر بھی اس کو کسی منصب کا اہل نہیں سمجھا جاتا)

تحقیق:۔یزری:(ض) عیب دار ہونا،نقصان باب افعال سے بمعنی عیب دار بنانا۔اسریٰ:سردار۔احول:حیلہ ساز،تجربہ کار۔حیلہ کرنا۔

ترکیب:۔''بعقل المرأ''میں با زائدہ اور یہ مفعول ہے جبکہ''قلة مالِه''فاعل ہے،''واحولا''کے آخر میں الف اشباعی ہے اور اس کا عطف''اسریٰ''پر ہے پھر خبر کان ہے۔

كَاَنَّ الْفَتٰى لَمْ يَعْرَيَوْمًا اِذَااكْتَسٰى وَلَمْ يَكُ صُعْلُوْكًا اِذَامَاتَمَوَّلَا

ترجمہ:۔گویا کہ وہ نوجوان کبھی ننگا ہی نہیں ہوا، جب وہ لباس پہن لے (اگرچہ وہ برہنہ رہ چکا ہو) اور وہ کبھی فقر وفاقہ نہیں رہا جب وہ مالدار ہو جائے۔ (یعنی وہ ماضی کو بھول جائے گا۔)

تحقیق:۔یعرعری مادہ باب سمع سے بمعنی ننگا ہونا''لم''کی وجہ سے آخر کی یا گرگئی۔صعلوک جمع صعالیک،بمعنی محتاجی،فقیری۔''اکتسی''باب افتعال سے کسی مادہ بمعنی کپڑا پہننا۔

ترکیب:۔''صعلوکا''خبر ہے''لم یک''کی۔

وَلَمْ یَکُ فِیْ بُؤْسٍ إِذَابَاتَ لَیْلَةً　　　یُنَاغِیْ غَزَالًافَاتِرَ الطَّرْفِ أَکْحَلَا

ترجمہ:۔اور وہ کبھی تنگی میں نہیں ہوتا، جب وہ گفتگو کرتے ہوئے حسین وجمیل وسرمہ گیں محبوبہ کے ساتھ رات گزارتا ہے۔

تحقیق:۔یُنَاغِیْ: باب مفاعلہ سے بمعنی سرگوشی کرنا۔غزالا: بمعنی ہرن، یہاں مراد حسین وجمیل عورت۔فاتر: جھوکنا۔الطرف: آنکھ، کحل: سرمہ۔

ترکیب:۔"یناغی" "بات" کی ضمیر فاعل سے حال واقع ہورہا ہے۔"غزالا" موصوف، "فاتر الطرف" صفت اول اور "اکحلا" صفت ثانی ہے۔آخر میں الف اشباعی ہے۔

إِذَاجَانِبٌ أَعْیَاکَ فَاعْمِدْ لِجَانِبٍ　　　فَـإِنَّکَ لَاقٍ فِـیْ بِلَادٍمُعَـوَّلَا

ترجمہ:۔جب ایک طرف (کوئی شہر یا جگہ) تجھے عاجز کردے، تو دوسری طرف (جگہ یا شہر) کا قصد کرلے، کیونکہ کسی نہ کسی شہر میں تم کسی نہ کسی بااعتماد دوست سے ملاقات کرلوگے۔(لہذا سفر سے کبھی گھبرانا نہ چاہئے)

تحقیق:۔اعیا: افعال سے تھکانا، عاجز بنانا۔(س) سے عاجز ہونا، عمد: قصد کرنا۔معولا: بمعنی معتمد علیہ آدمی۔"لاقٍ" لقی مادہ باب سمع سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔

ترکیب:۔"جانبٌ الخ" شرط ہے اور "فاعمد الخ" جزا ہے۔"معولا" مفعول ہے "لاق" کا پھر پورا جملہ خبر إنّ ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ بَنِیْ طَیٍّ

إِنْ أَدَعِ الشِّـعْـرَفَـلَـمْ أُکْـدِہٖ　　　إِذْ أَزَمَ الْـحَـقُّ عَـلَـی الْبَـاطِـلِ

ترجمہ:۔اگر میں شعرگوئی چھوڑ دوں! تو میں اس (شعرگوئی) میں عاجزونا کام نہیں ہوں، جب کہ حق (بڑھاپے) نے باطل (جوانی) کو کاٹ (ختم) دیا ہے۔کیونکہ بڑھاپے کی وجہ سے انسان شعرگوئی چھوڑ دیتا ہے، اس کو عاجزی نہیں کہا جاتا۔

تحقیق:۔"ادع" ودع مادہ باب فتح سے مضارع واحد متکلم ہے بمعنی چھوڑ دینا، "کـدیۃ" اس پتھر کو کہا جاتا ہے جو کنویں کی کھدائی کے دوران نکل آتا ہے جس کی وجہ سے کھدائی مشکل ہوتی ہے، کدی مادہ باب افعال سے بمعنی عاجز ہونا، اصل میں "اُکْدِیُ" تھا لم کی وجہ سے یا گرگئی۔"ازم" بمعنی ختم کردینا، غالب آنا، کاٹ دینا، "الحق" سے بڑھاپا اور "الباطل" سے جوانی مراد ہے۔

ترکیب:۔"ادع الخ" شرط ہے، فلم الخ جزا ہے، "اکدہ" کی ضمیر منصوب بنزع الخافض ہے، اصل میں یوں تھا "فلم اکدفیہ"۔

قَدْکُنْتُ أُجْرِیْـہِ عَـلٰی وَجْـہِہٖ　　　وَأُکْثِـرُالـصَّـدَّعَـنِ الْـجَـاہِـلِ

ترجمہ:۔میں (اپنے شعرگوئی کے زمانے میں) شعر کو اس کے مناسب طریقہ پر جاری رکھتا تھا، اور عموماً میں جاہل سے اعراض کردیا کرتا تھا۔(یعنی اشعار میں نہ میں نے کسی کی مذمت کی اور نہ کسی سے میری مذمت ہوئی)

تحقیق:۔أُکْثِرُ: صیغہ متکلم من الِاکْثَار: زیادہ کرنا۔مجرو کرم سے بمعنی زیادہ ہونا۔"أُجری" واحد متکلم باب افعال سے بمعنی جاری کرنا، "علی وجہِہ" بمعنی "علی طریقتِہ" "صد" باب نصر سے بمعنی اعراض کرنا۔

ترکیب:۔ ''واُکثر الخ'' کا عطف ''اُجری'' پر ہے، پھر پورا جملہ ''کنتُ'' کی خبر ہے۔

وَقَالَ آخَرُ

تعارف و پس منظر:۔ یہ اشعار جندب بن عمار طائی کے ہیں جو جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے تھے، ان کے متعلق بعض لوگوں کا خیال تھا کہ یہ شریک جنگ نہیں ہیں۔ شاعر ان اشعار میں اس کی تردید کر رہا ہے: قادسیہ کوفہ کے قریب ایک گاؤں کا نام ہے جہاں محرم الحرام ۱۴ھ/ ۶۳۵ء کو تیس ہزار مجاہدین وصحابہ کرام اور ایک لاکھ بیس ہزار ایرانی فوجوں کے درمیان مقابلہ ہوا تھا، قادسیہ کو اس لئے قادسیہ کہا جاتا ہے کہ کسریٰ بادشاہ نے اس کا گورنر قادس الھر وی کو بنایا تھا یا حضرت ابراہیمؑ نے القدس سے پانی لاکر یہاں سر دھویا تھا۔ (حاشیہ حماسہ ص: ۵۴)

زَعَمَ الْعَوَاذِلُ أَنَّ نَاقَةَ جُنْدَبٍ بِجُنُوْبِ خَبْتٍ عُرِّيَتْ وَأُجِمَّتِ

ترجمہ:۔ ملامت کرنے والی عورتیں یہ خیال کر رہی ہیں، کہ جندب (اپنی) کی اونٹنی (جنگ قادسیہ کے موقع پر) صحرائے خبت کے کنارے میں بغیر زین اور بغیر سوار کے بے کار کھڑی ہیں۔

تحقیق:۔ جنوب: جنب کی جمع ہے بمعنی اطراف: خبت: مکہ اور حجاز کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے ''جندب'' خود شاعر کا نام ہے، ''زعم'' باب فتح سے بمعنی گمان کرنا اور نصر سے فساد پھیلانا اور غلط باتیں کہنا ''العواذل'' عاذلۃ کی جمع ہے بمعنی ملامت کرنے والی عورت۔ اگر اسم فاعل ومفعول ذوی العقول کی صفت واقع ہوں تو جمع واؤنون یا الف تا کے ساتھ آتی ہے جیسے ضاربٌ کی جمع ضاربون اور ''ضاربةٌ'' کی جمع ضاربات، اگر ذوی العقول کی صفت نہ ہوں تو فواعل کے وزن پر آتی ہے جیسے قاعدۃ کی جمع قواعد، کاہل کی جمع کواہل اور فائدہ کی جمع فوائد ہے، عواذل میں بھی یہی بات ہے۔ عریت: ننگا۔ بے سواری ہونا۔ اجمت: بمعنی خالی۔ عریت اور اجمت دونوں سے مراد یہ ہے کہ ناقہ خالی کوئی سوار نہ تھا۔

ترکیب:۔ ''ناقة الخ'' اسم اَنّ ہے، ''عرّیت الخ'' خبر اَنّ ہے، پھر پورا جملہ ''زعم'' کا مفعول ہے۔

كَذَبَ الْعَوَاذِلُ لَوْرَأَيْنَ مُنَاخَنَا بِالْقَادِسِيَّةِ قُلْنَ لَجَّ وَجُنَّتِ

ترجمہ:۔ ان عورتوں نے جھوٹ بولا، اگر وہ قادسیہ میں ہمارے پڑاؤ دیکھتیں، تو ضرور کہہ اٹھتیں کہ وہ (جندب) لڑائی میں (داخل ہوکر) ثابت قدم رہا تھا، اور اس کی اونٹنی (جنگ کی وجہ سے) پاگل ہوگئی تھی۔ (یعنی بھاگ بھاگ کر جنگ میں حصہ لے رہی تھی۔)

تحقیق:۔ مُنَاخَا باب مفاعلہ سے بمعنی اونٹ بٹھانے کی جگہ، اقامت گاہ، پڑاؤ۔ مراد جائے جنگ، لج: باب نصر سے بمعنی گھس جانا۔ جنت: ماضی مجہول، جن: (ن) جنا: مجنون ہونا۔

ترکیب:۔ ''رأین الخ'' شرط ہے، ''قلن الخ'' جزا ہے، ''العواذل'' کے بعد ''فیما قلن'' محذوف ہے۔

وَقَالَ الرَّاعِيُّ

تعارف و پس منظر:۔ یہ اسلامی شاعر ہیں، ان کے اشعار زیادہ تر اونٹ اور جانوروں کے بارے میں ہیں اسلئے ان کا لقب ''راعی'' پڑ گیا۔ ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ شاعر اور اس کا ساتھی، عرفان ایک مرتبہ سفر میں گئے ہوئے تھے، رات میں شاعر جاگتا رہا اور اس کا دوست عرفان سوتا رہا، یا اس کو سونے کا موقع دیا گیا، جس کا پس منظر یہاں شاعر بیان کر رہا ہے:

كَفَانِيْ عِرفَانُ الْكَرٰى وَكَفَيْتُهُ ۔۔۔ كُلُوْءَ النُّجُوْمِ وَالنُّعَاسُ مُعَانِقُهُ

ترجمہ:۔ کافی کر دیا عرفان نے مجھے سونے سے، اور میں نے بھی اس کو کافی کر دیا ستاروں کی حفاظت (یعنی جاگنے سے) سے، اور اس حال میں نینداس سے معانقہ کر رہی تھی۔ (یعنی اس کا سر نیند سے ادھر ادھر گر رہا تھا اس لئے میں نے اس کو سونے دیا۔)

تحقیق:۔ ''كفانى'' باب ضرب سے بمعنی کفایت کرنا، یہ عموماً متعدی بدو مفعول ہوتا ہے، ''كلوء النجوم'' کا معنی سو جانا، ''النُّعَاسُ معانقه'' کا معنی نیند سے سر ادھر ادھر مائل ہونا۔ كُلُوء: باب فتح سے بمعنی حفاظت نگرانی۔ كلاء فتح كلاءً سے حفاظت کرنا. الكرى: بمعنی نیند۔

ترکیب:۔ الکری: یہ ''کفانی'' کیلئے مفعول ثانی ہے، مفعول اول یائے متکلم ہے، ''النُّعَاسُ الخ'' حال ہے ''كفيته'' کی ضمیر مفعول سے۔

فَبَاتَ يُرِيْهِ عِرْسَهُ وَبَنَاتِهِ ۔۔۔ وَبِتُّ أُرِيْهِ النَّجْمَ أَيْنَ مَخَافِقُهُ

ترجمہ:۔ پس اس نے رات گزاری، جب کہ نینداس کو بیوی بیٹیاں دکھا رہی تھی (یعنی نیند گہری ہے) اور میں نے رات گزاری جبکہ میں اس کو ستارے دکھا رہا تھا، کہ ان کے غروب ہونے کی جگہ کہاں ہیں۔ (کیونکہ جاگنے کی وجہ سے رات لمبی ہوگئی تھی)

تحقیق:۔ يريه: یہ ''إرائة'' مصدر سے دکھانا۔ عرس: بمعنی بیوی جمع أعراس ہے۔ مخافق: اس کا واحد مخفق ہے بمعنی غروب ہونے کی جگہ۔ بنات ابنة کی جمع ہے بمعنی لڑکی۔

ترکیب:۔ يريه: اس میں ضمیر فاعل ''الکری'' کی طرف، اور ضمیر مفعول ''عرفان'' کی طرف راجع ہے۔ ''اين'' خبر مقدم اور ''مخافقه'' مبتدا مؤخر ہے۔

وَقَالَ الْأٰخَرُ

تعارف و پس منظر:۔ شاعر سفر میں نکلا ہوا تھا، اور گھر سے بہت دور چلا گیا تھا، جہاں اس کو بیوی بچے کی یاد ستا رہی تھی، جس کا اظہار وہ ان اشعار میں کر رہا ہے:

فَلَسْتُ بِنَازِلٍ إِلَّا أَلَمَّتْ ۔۔۔ بِرَحْلِيْ اَوْخِيَالُتُهَا الْكَذُوْبُ

ترجمہ:۔ پس میں کسی منزل میں (سواری سے) اترنے والا نہیں ہوں، مگر یہ کہ وہ محبوبہ میری قیام گاہ میں آجائے، یا اس کا جھوٹا خیال آجائے (یعنی خواب میں اس کا خیال آجائے، حالانکہ خواب میں خیال آنا بیکار ہے)

تحقیق:۔ ألمت: إلماماً مصدر سے بمعنی نازل ہونا۔ رحل: کجاوا، منزل جمع رِحال و أرحل آتی ہے۔ ''خيالة'' کی جمع خیالات ہے۔

ترکیب:۔''بنازل''میں بأ زائدہ ہےاور''لست'' کی خبر ہے،محلا منصوب ہے،''الکذوب''بمعنی جھوٹا یہ''خیالتھا'' کی صفت ہے۔

وَقَدْجَعَلَتْ قَلُوْصُ ابْنَیْ سُهَیْلٍ　　　مِنَ الْاَکْوَارِمَرْتَعُهَاقَرِیْبٌ

ترجمہ:۔اوراس حال میں سہیل کے دونوں بیٹوں کی اونٹنی کی چراگاہ کجاوہ سے قریب ہوگئی ہے۔(یعنی چلتے چلتے طویل سفر سے تھک گئی ہےاور کجاوہ کے قریب آ گئی ہے۔)

تحقیق:۔قلوص:اونٹنی،جمع قلائص،قلاص آتی ہے۔الأکوار:جمع کور کی بمعنی کجاوے۔مرتع:چراگاہ جمع مراتع ہے۔

ترکیب:۔''من الأکوار''''قریب'' سے متعلق ہے،اور یہ پورا شعر پہلے شعر میں''برحلی'' کی یائے متکلم سے حال ہے۔

کَاَنَّ لَهَابِرَحْلِ الْقَوْمِ بَوًّا　　　وَمَااِنْ طِبُّهَااِلَّااللُّغُوْبُ

ترجمہ:۔گویا اس اونٹنی کیلئے قوم کی قیام گاہ کے پاس بھوسہ بھرا بچہ ہے،حالانکہ بجز اس تھکاوٹ کے اور کوئی شان اور حالت نہیں ہے۔مطلب یہ ہے کہ وہ اونٹنی قیام گاہ سے الگ نہیں ہوتی،قیام گاہ اس کو بھوس بھرے بچے کی طرح محبوب ہے،کیونکہ وہ طویل سفر کی وجہ سے آرام کی طرف مائل ہے۔

تحقیق:۔رحل:قیام گاہ کجاوہ۔طب:علاج،عادت،حال،شان۔یہاں آخری دو معنی ہوسکتے ہیں۔اللغوب:تھکاوٹ،لغب(ن)لغباً بمعنی تھکنا۔''بوًّا''بمعنی بھوس بھرا بچہ۔

ترکیب:۔''لها الخ'' کانّ کی خبر مقدم ہے،''بوًّا''اسم مؤخر ہے''ما اِن''میں ما نافیہ اور ان زائدہ ہے۔

وَقَالَ آخَرُوَضَرَبَ مَوْلَاهُ بَنُوْعَمٍّ لَّهُ اِسْمُهُ حَوْشَبُ

یہاں جندل بن عمرو مراد ہے،قبیلہ اسد سے تعلق ہے،چونکہ اس نے اپنے مولی حوشب کو مارا تھا اس لئے یہی لقب پڑ گیا۔شاعر کا غلام جس کا نام حوشب تھا،اس کو شاعر کے چچازاد بھائیوں یعنی بنوحزن نے قتل کردیا تھا،جس سے شاعر کو صدمہ ہوا،تو ان اشعار میں شاعر اظہار تأسف کے ساتھ ساتھ قصاص لینے کی دھمکی بھی دے رہا ہے:

اِنْ کُنْتُ لَاأُرْمٰی وَتُرْمٰی کِنَانَتِیْ　　　تُصِبْ جَانِحَاتُ النَّبْلِ کَشْحِیْ وَمَنْکِبِیْ

ترجمہ:۔اگرچہ مجھے تیر نہیں مارا گیا اور میرے ترکش(غلام)کو مارا گیا،تو وہ بازو شکن تیر میرے ہی پہلو اور شانے کو لگیں گے۔

تحقیق:۔کِنانۃ:ترکش جمع کنائن یہاں غلام مراد ہے۔جانحات:بازو جمع جانحۃ کی۔جنح(ض)جنحًا بمعنی بازو کو توڑنا۔کشح:پہلو جمع کشوح۔منکب کندھا جمع مناکب ہے۔النبل بمعنی تیر،جانحات النبل بمعنی ایسا تیر جو بازو توڑ دے۔

ترکیب:۔''کنانتی'' نائب فاعل ہے''ترمی''کا''کنتُ الخ''شرط ہے،''تُصب الخ''جزأ ہے،''جانحات النبل''اضافت صفت الی الموصوف ہے،اصل عبارت یوں ہے''النبل الجانحات''جو کہ فاعل ہے''تُصب''کا۔

فَقُلْ لِبَنِیْ عَمِّیْ فَقَدْوَأَبِیْهِمْ　　　مُنُوْابِهَرِیْتِ الشِّدْقِ أَشْوَسَ أَغْلَبِ

ترجمہ:۔(اے مخاطب!)میرے چچازاد بھائیوں سے کہہ دیجئے کہ ان کے باپ کی قسم!کہ تم نے ایک بڑے منہ والے،متکبر اور موٹی

گردن والے کو آزمائش میں مبتلا کئے ہیں۔ یعنی تم نے غلام کو قتل کر کے ایک ایسے آدمی (مجھے) کو آزمائش میں ڈالا ہے جو تم سے بہتر قصاص وبدلہ لے سکتا ہے۔

تحقیق:۔فقدوابیھم: میں واؤ قسمیہ ہے۔منوا: صیغہ ماضی مجہول مناہ (ض) منیا، آزمائش کرنا، مبتلا کرنا اصل میں ''مُنِیُوا'' تھا، کسرہ کے بعد یا پر ضمہ ثقیل ہے اس لئے یا کا ضمہ ماقبل نون میں دے کر اجتماع ساکنین کی بناء پر یا کو حذف کر دیا گیا، یہ معنی میں امر کے ہے۔ھریت: از سمع بمعنی کشادہ ہونا۔ الشّدق: طرف الفم، باچھ۔ جمع أشداق ہے ''ھریت الشدق'' سے اسد مراد ہوتا ہے۔ **أشوس**: متکبر۔ **أغلب** :موٹی گردن والا شیر۔

ترکیب:۔''فقدوا بیھم منوا'' میں واؤ قسمیہ ہے، ''ابیھم'' قسم ہے جو کہ درمیان میں آ گئے، اصل عبارت یوں ہے ''وابیھم فقد منوا'' ''فقد منوا الخ'' جواب قسم ہے۔''ھریت الشدق'' موصوف، ''اشوس'' صفت اول اور ''اغلب'' صفت ثانی ہے، یہ دونوں صفتیں غیر منصرف ہونے کی بنا پر مفتوح ہیں۔

أَفِيقُوْا بَنِيْ حَزْنٍ وَأَهْوَاؤُنَا مَعًا وَأَرْحَامُنَا مَوْصُوْلَةٌ لَمْ تَقَضَّبِ

ترجمہ:۔اے بنوحزن! ہوش میں آؤ! اور ہمارے اور تمہاری خواہشات ایک ہیں، اور ہماری اور تمہاری رشتہ داریاں جڑی ہوئی ہیں، جو کٹ نہیں سکتی۔

تحقیق:۔افیقوا :افعال سے افاقہ ہونا، ہوش میں آنا۔ فوق نصر سے بلند ہونا۔ تقضب: تفعل سے کٹنا، ٹکڑے ٹکڑے ہونا۔ قضب ضرب سے کاٹنا۔ ''ارحام'' ''رحم'' کی جمع ہے بمعنی رشتہ داری، ''اھواء'' ''ہوا'' کی جمع ہے بمعنی خواہشات۔

ترکیب:۔''بنی حزن'' سے پہلے حرف ندایا محذوف ہے۔ ''اھواؤنا'' کی خبر محذوف ہے، اصل عبارت یوں ہے ''واھواؤنا واھواؤکم مجتمعۃ'' یہ جملہ حالیہ ہے۔ ''ارحامنا'' کے بعد ''وارحامکم'' محذوف ہے۔ ''موصولۃ'' خبر ہے۔ ''لم تقضب'' صفت ہے ''موصولۃ'' کی۔

وَلَا تَبْعَثُوْهَا بَعْدَ شَدِّ عِقَالِهَا ذَمِيْمَةَ ذِكْرِ الْغِبِّ فِي الْمُتَعَقَّبِ

ترجمہ:۔اور مت بھڑکاؤ تم (لڑائی کی آگ کو) اس کی رسی کے باندھنے (جنگ ختم ہونے) کے بعد جس حال میں برا ہے اس کے انجام کا ذکر مجلس تفتیش میں۔

تحقیق:۔عقال بمعنی رسی۔ شد بمعنی باندھنا۔ الغب: بمعنی انجام۔ المتعقب: یعنی وہ مجلس جس میں اخبار کے انجام کا تذکرہ ہوتا ہے۔ یا مجلس تفتیش۔

ترکیب:۔''لاتبعثوھا'' میں مفعول کی ضمیر الحرب (جنگ) کی طرف لوٹ رہی ہے اسی ضمیر سے ''ذمیمۃ الخ'' حال ہے۔

فَإِنْ تَبْعَثُوْهَا تَبْعَثُوْهَا ذَمِيْمَةً قَبِيْحَةَ ذِكْرِ الْغِبِّ لِلْمُتَغَبِّبِ

ترجمہ:۔پس اگر تم جنگ کی بات کرو گے، تو ایک مذموم چیز کو چھیڑو گے، جس حال میں اس کے انجام کا ذکر برا ہے، انجام کے متعلق تفتیش کرنے والے کیلئے۔

تحقیق:۔للمتغبب :اسم فاعل بمعنی انجام تلاش کرنے والا آدمی۔ ''قبیحۃ'' باب کرم سے بمعنی قبیح۔

ترکیب:۔"تبعثوھا" شرط ہے،"تبعثوھا" جزا ہے، دونوں میں مفعول کی ضمیر حرب کی طرف لوٹ رہی ہے۔"قبیحة الخ" "تبعثوھا" کی ضمیر مفعول سے حال ہے۔

سَآخُذُمِنْكُمْ آلَ حَزْنٍ بِحَوْشَبٍ　　وَإِنْ كَانَ لِيْ مَوْلَى وَكُنْتُمْ بَنِيْ أَبٍ

ترجمہ:۔اے بنوحزن! میں عنقریب تم سے حوشب کا بدلہ لوں گا، اگر چہ وہ میرا غلام تھا اور تم میرے باپ کے (چچازاد بھائی) بیٹے ہو۔ پھر بھی بدلہ ضرور لوں گا۔

وَقَالَ آخَرُ

جندب بن عمار بن نعیم بن شہاب بن لام الطائی مراد ہیں، صحابی رسولؐ ہیں، جنگ قادسیہ (محرم الحرام 14ھ/635ء) میں شہید ہوئے۔ شاعر اپنے مخاطب کو خطاب کر کے کہہ رہا ہے کہ تمہارے حسب ونسب صحیح نہیں ہے، تمہارے باپ خسیس ترین آدمی ہے، لہٰذا تم بھی ویسے ہی ہو۔

أَبُوْكَ أَبُوْكَ أَرْبَدُغَيْرَشَكٍّ　　أَحَلَّكَ فِي الْمَخَازِيْ حَيْثُ حَلَّا

ترجمہ:۔تمہارا باپ جس کو تم باپ کہتے ہو بلاشبہ اربد ہی (جو انتہائی ذلیل آدمی) ہے، جس نے تجھے رسوائیوں میں اتارا ہے جہاں وہ خود اترا تھا۔

تحقیق:۔المخازی: اس کا مفرد ہے مخزاۃ بمعنی رسوائی۔ أحلک: باب افعال سے اتارنا، اور نصر سے اترنا۔ اور "حلا" میں الف اشباعی ہے، ماضی واحد مذکر غائب ہے بمعنی اترنا۔

ترکیب:۔"ابوک" اول مبتدا ہے، "ابوک" ثانی مبدل منہ اور "اربد" بدل ہے پھر خبر ہے۔

فَمَا أَنْفِيْكَ كَيْ تَزْدَادَلُوْمًا　　لَالَامَ مِنْ أَبِيْكَ وَلَاأَذَلَّا

ترجمہ:۔پس میں تجھ کو (تیرے باپ کی نسل سے) نفی نہیں کرتا، تا کہ تمہاری کمینگی میں زیادتی ہو اور تا کہ تم اپنے باپ سے بھی زیادہ کمینہ ثابت ہو، اور اس سے زیادہ ذلیل کوئی نہیں ہے۔

تحقیق:۔انفی: بمعنی نسب کی نفی کرنا باب ضرب سے واحد متکلم کا صیغہ ہے۔ لالام: کا متعلق محذوف ہے بمعنی ملامت۔ "کی تَزْدَادَ" میں "کی" کے بعد "اَنْ" مقدر ہے اس لئے فعل مضارع منصوب ہے، "آلام" اور "اذلّ" دونوں اسم تفضیل ہیں، آخر میں الف اشباعی ہے۔

ترکیب:۔"لالام" کا متعلق محذوف ہے جو کہ "ادعوک" ہے، "لُوْمًا" تمیز ہے، باب نصر کا مصدر ہے، "لا اذلّا" کے بعد "منہ" محذوف ہے جو کہ لوکے نفی جنس کی خبر ہے۔

قَالَ جَمِيْلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَعْمَرِ الْعُذْرِيّ

اسلامی شاعر ہیں، بثینہ بنت حی بن ثعلبہ سے عشق کا تعلق تھا، جبکہ دونوں کا تعلق قبیلہ عذراء سے ہے۔ ان دونوں کی داستان عشق ومحبت لیلیٰ مجنون کی طرح بہت معروف ہے۔

اس کا ذکر باب الحماسہ میں دو دفعہ آیا ہے، ''صفحہ: ۵۵، ۵۷ پر'' جمیل مشہور عاشق زار شاعر گزرے ہیں تبریزی لکھتے ہیں کہ ''کان جمیل امام المحبین وسید العاشقین.''

أَبُوکَ حُبَابٌ سَارِقُ الضَّیْفِ بُرْدَهُ وَجَدِّی یَاحَجَّاجُ فَارِسُ شَمَّرَا

ترجمہ:۔ تیرے باپ (یعنی دادا) حباب ہے جو کہ اپنے مہمانوں کی بھی چادر چرانے والا ہے اور میرا دادا اے حجاج! شمر نامی گھوڑے کا شہسوار ہے۔

تحقیق:۔ شمرا: گھوڑے کا نام۔ ''حباب'' یہ یا تو باپ کا نام یا شیطان کا علم۔ اگر یہ شیطان کا نام ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ تمہارا باپ شیطان کی طرح ہے۔ ''الضیف'' بمعنی مہمان جمع ضیوف ہے۔ ''برد'' بمعنی چادر۔ ''فارس'' بمعنی شہسوار، جمع فوارس ہے۔ اس شعر میں ''ابوک'' سے دادا مراد ہے یعنی اب کا اطلاق دادا پر کیا گیا ہے کہ اگلے مصرع میں ''جدی'' کی صراحت ہے۔

ترکیب:۔ ''ابوک'' مبین ہے، ''حباب'' عطف بیان ہے، پھر مبتدا ہے، ''الضیف'' لفظاً مجرور ہے مضاف الیہ ہونے کی بناء پر البتہ محلاً منصوب ہے ''سارق'' کے مفعول ہونے کی وجہ سے، اور ترکیب میں مبدل منہ ہے جبکہ ''بردہ'' بدل اشتمال ہے، پھر پورا جملہ خبر ہے، ''جدی'' مبتدا اور ''فارس الخ'' خبر ہے۔

بَنُو الصَّالِحِیْنَ الصَّالِحُوْنَ وَمَنْ یَکُنْ لِآبَاءِ صِدْقٍ یَلْقَهُمْ حَیْثُ سَیَّرَا

ترجمہ:۔ نیک لوگوں کی اولاد نیک ہوتی ہے، اور جو سچے آباء کا بیٹا ہوگا وہ ان (آباء) سے جا ملے گا جہاں بھی وہ اپنی سواری کو لے جائے گا۔ (یعنی اولاد آبا کے نقش قدم پر چلتی ہے۔)

تحقیق:۔ آباء الصدق: نیک و شریف آباء۔ یقال: فلان ابن صدق اذا کان کریماً مرضیاً ولیس الصدق ھنا ضد الکذب.

ترکیب:۔ ''بنو الصالحین'' مبتدا ہے، ''الصالحون'' خبر ہے، ''یکن الخ'' شرط ہے، ''یلقھم الخ'' جزا ہے، اس لئے یلقھم سے یا گرگئی ہے، ''سیرا'' کے آخر میں الف اشباعی ہے، باب تفعیل سے صیغہ ماضی واحد مذکر غائب ہے، فاعل کی ضمیر ''من'' کی طرف لوٹ رہی ہے۔ ''سیر'' کا مفعول ''رواحلہ'' محذوف ہے۔

فَإِنْ تَغْضَبُوْا مِنْ قِسْمَةِ اللّٰہِ حَظَّکُمْ فَلَلّٰہُ إِذْ لَمْ یُرْضِکُمْ کَانَ أَبْصَرَا

ترجمہ:۔ پس اگر تم اللہ کی تقسیم سے اپنے حصہ پر غضبناک ہو (کہ تم کو ذلیل آباء کی اولاد کیوں بنایا؟) تو اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں خوب جانتے ہیں اسلئے تمہیں خوش نہیں کیا۔ (ہمیں فضائل و مناقب سے آراستہ کرنا اور تمہیں رذائل سے وابستہ کرنا یہ اللہ کی حکمت کے تحت ہے، اس تقسیم الٰہی پر ناراضگی حماقت ہے۔)

تحقیق:۔ حظ: بمعنی حصہ اور ''فللہ'' میں لام ابتدائیہ ہے۔ ''أبصرا'' اسم تفضیل ہے۔

ترکیب:۔ ''تغضبوا'' کا خطاب حجاج اور ان کے رفقاء سے ہے اور یہ شرط ہے، ''حظکم'' مفعول ہے، ''فللہ الخ'' جزا ہے ''ابصرا'' میں الف اشباعی ہے۔

وَقَالَ أَبُوالنَّشْنَاش

یہ بنی تمیم کے چوروں میں سے مشہور چور تھا جو شام اور حجاز کے راستے میں چوری کیا کرتا تھا، ایک مرتبہ اسے مروان بن حکم کے بعض کارکنان نے گرفتار کیا اور حوالہ زندان کردیا لیکن یہ کسی طرح جیل سے نکل کر فرار ہوگیا، بھاگنے کے دوران اس نے ایک کوا دیکھا جو پر نوچ رہا تھا، اسے دیکھ کر شاعر نے کسی نجومی سے اس کی وجہ پوچھی، نجومی نے جواب دیا کہ تم دوبارہ گرفتار ہو جاؤ گے اور قتل کردیئے جاؤ گے۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ ابونشناش نے بنی لہب (جو اس فن کے ماہر تھے) سے اس کی وجہ پوچھی، بنی لہب نے جواب دیا کہ تمہیں دوبارہ گرفتار کیا جائے گا اور سولی پر چڑھادیا جائے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

إِذَاالْمَرْءُ لَمْ يَسْرَحْ سَوَامًاوَلَمْ يُرِحْ سَوَامًـاوَلَـمْ تَـعْـطِفْ عَلَيْهِ أَقَارِبُهُ

ترجمہ:۔ جب آدمی صبح کو جانور چراگاہ نہ لے جائے، اور شام کو گھر نہ لائے (یعنی مال والا نہ ہو) اور اس کے رشتہ دار اس کے ساتھ مہربانی نہ کرے۔ (جواب اذا آگے ہے)

تحقیق:۔ سرح: فتح سے بمعنی جانور کو لے جانا چراگاہ کی طرف۔ سواما: اسم جمع ہے بمعنی جانور یعطف: مہربان۔ ''لم یرح'' باب افعال سے شام کو جانور گھر لانا۔

ترکیب:۔ ''المرأ الخ'' شرط ہے، جزاً اگلا شعر ہے، ''اقاربه'' فاعل ہے ''تعطف'' کا۔

فَلَلْمَوْتُ خَيْرٌلِلْفَتٰى مِنْ قُعُوْدِهٖ عَـدِيْـمًـاوَمِنْ مَوْلًى تَدِبُّ عَقَارِبُهُ

ترجمہ:۔ تو ایسے نوجوان کیلئے موت بہتر ہے فقر کی حالت میں بیٹھنے سے اور ایسے رشتہ دار سے جو چغلخوری کرتے ہیں (تکلیف پہنچاتے ہیں)

تحقیق:۔ عدیما بمعنی محتاجی، موت۔ تدب: باب ضرب سے بمعنی زمین پر چلنا۔ عقارب: یہ جمع ہے عقرب کی بمعنی بچھو دونوں سے مراد چغلخوری کرنا یا تکلیف دینا۔ (ضرب المثل ہے) ''مولٰی'' بمعنی رشتہ۔

ترکیب:۔ ''فللموتُ'' میں لام ابتدائیہ اور پورا جملہ ماقبل کی جزاٗ ہے، ''خیرٌ الخ'' خبر ہے، ''عدیمًا'' حال ہے، ''قعودہٖ'' کی ضمیر ''مولٰی'' موصوف اور ''تدبّ الخ'' صفت ہے۔

وَنَـائِيَةِالْاَرْجَـاءِ طَامِسَةِالصُّوٰى خَـدَتْ بِأَبِيْ النَّشْنَاشِ فِيْهَارَكَائِبُهُ

ترجمہ:۔ اور بہت سے دور دراز اطراف (والے بیابان و میدان) اور مٹے ہوئے نشانات والے صحراء ہیں، جن میں ابوالنشناش کی سواریاں ابونشناس کو لے کر تیز دوڑاتی رہیں۔

تحقیق:۔ ونـائیة: (ف) نـأی مادہ بمعنی دوری اور واؤ بمعنی رب ہے۔ اِرجاء: بمعنی طرف، رجا کی جمع ہے۔ طـامسة: (ض) بمعنی مٹجانا۔ صوی: بمعنی نشانات۔ خدت: بمعنی دوڑنا۔ خدی مادہ باب ضرب سے ہے، ''رکـــائـــب'' رکوبہ کی جمع ہے بمعنی سواری، یہاں ''مرکوبه'' (سواری) مراد ہے۔

ترکیب:۔ ''ونائیةِ'' میں واؤ بمعنی رب کے ہے، واؤ کے بعد ''مفازةِ'' محذوف ہے، اصل عبارت یوں ہے ''ورب مفازةِ نائیة

الارجاء الخ"،"نائية الارجا"صفت اول اور"طامسة الصوىٰ"صفت ثانی ہے،"خدت الخ"جواب رُبّ ہے۔"ركائبهٗ"فاعل ہے"خدتْ"کا۔

لِيَكْسِبَ مَجْدًا أَوْ لِيُدْرِكَ مَغْنَمًا جَزِيْلًا وَهٰذَا الدَّهْرُ جَمٌّ عَجَائِبُهٗ

ترجمہ:۔تاکہ وہ بزرگی حاصل کرے، یا وہ بہت زیادہ مال غنیمت پائے، کیونکہ عجائبات زمانہ بہت ہیں۔(کیونکہ زمانہ ہمیشہ ایک حالت میں نہیں رہتا۔)

تحقیق:۔جم: بمعنی زیادہ ومنہ جم غفیر "مجدًا" باب کرم سے بمعنی بزرگی،"جزیل" باب کرم سے بمعنی زیادہ،"عجائب" عجیبة کی جمع ہے۔

ترکیب:۔"لیکسب" میں لام غائیہ ہے،"جزیلًا" صفت ہے،"عجائبهٗ" فاعل ہے"جمٌّ" مصدر کا پھر خبر ہے۔

وَسَائِلَةٍ بِالْغَيْبِ عَنِّيْ وَسَائِلٍ وَمَنْ يَّسْأَلُ الصُّعْلُوْكَ أَيْنَ مَذَاهِبُهٗ

ترجمہ:۔اور بہت سے سوال کرنے والی عورتیں اور مرد میری عدم موجودگی کی وجہ سے (کیونکہ میں سفر میں ہوتا ہوں) میرے بارے میں پوچھتے رہتے ہیں (میری وقعت اور ہیبت ان کے دلوں میں ہے) اور فقیر ومسکین کے بارے میں کون پوچھتا ہے کہ وہ کہاں گیا ہے؟ (میں تو مالدار ہوں)

تحقیق:۔وسائلة: ای رب سائلة: صعلوک: ای الفقیر والمحتاج الی المال. جمع صعالیک ہے،"مذاهب" مذہب کی جمع ہے بمعنی چلنے کی جگہ۔

ترکیب:۔"وسائلةٍ الخ" میں واو بمعنی رُبّ کے ہے،"ومن یسئل الخ" جواب رُبّ ہے۔"الصعلوکَ" منصوب بنزع الخافض ہے"ای عن الصعلوک"،"این" خبر مقدم اور"مذاهبه" مبتدا موخر ہے۔

فَلَمْ أَرَ مِثْلَ الْفَقْرِ ضَاجَعَهُ الْفَتٰى وَلَا كَسَوَادِ اللَّيْلِ أَخْفَقَ طَالِبُهٗ

ترجمہ:۔پس میں نے فقر وفاقہ کی طرح ایسی کوئی بری چیز نہیں دیکھی، جس کو نوجوان نے لازم پکڑ رکھا ہو (یعنی غربت کو مقدر سمجھ کر اس پر راضی رہتا ہو۔) اور نہ تاریکی رات کی طرح کوئی منحوس شئے دیکھی، جس میں طالب ناکام و نامراد ہوتا ہو۔

تحقیق:۔ضاجع: بمعنی لپیٹ لینا۔راضی ہونا۔اخفق: بمعنی ناامید لوٹنا۔

ترکیب:۔"مثلَ الفقیر" اضافت کے باوجود نکرہ ہے کیونکہ لفظ مثل لفظ غیر کی طرح اسماً متوغلة الابهام میں شامل ہے اور یہ ترکیب میں موصوف ہے جبکہ"ضاجعه الفتى" صفت ہے، جملہ بھی نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے۔"طالبه" فاعل ہے"اخفق" کا۔ای الطالب فیه۔

فَعِشْ مُعْدِمًا أَوْ مُتْ كَرِيْمًا فَإِنَّنِيْ أَرَى الْمَوْتَ لَايَنْجُوْ مِنَ الْمَوْتِ هَارِبُهٗ

ترجمہ:۔پس زندہ رہ محتاج ہو کر یا دولت مند ہو کر مر (دونوں صورتوں میں) میں دیکھتا ہوں کہ موت سے بھاگنے والا موت سے نجات نہیں پاسکتا۔

تحقیق:۔معدما: صیغہ اسم فاعل از باب افعال بمعنی فقیر، اعدم الرجل: آدمی کا فقیر ہونا۔"عِش" عیش مادہ باب ضرب سے امر کا صیغہ

ہے،''مُتْ''موت مادہ باب نصر سے امر کا صیغہ ہے۔

ترکیب:۔''معدما''حال ہے''عِش''سے اور''کریمًا''بھی''مُتْ''سے حال ہے۔''هاربه''فاعل ہے''لاینجو''کا۔

وَلَوْكَانَ حَيٌّ نَاجِيًامِنْ مَنِيَّةٍ　　لَكَانَ أَثِيْرًاحِيْنَ جَدَّتْ رَكَائِبُهُ

ترجمہ:۔اگر کوئی زندہ موت سے نجات پانے والا ہوتا تو ابوالنشناش ہی اس نجات کا زیادہ مستحق اور حقدار تھا،(نہ مرتے) کیونکہ اس کی سواریاں زیادہ دوڑ دھوپ کرتی ہیں۔(خدمت خلق اور نیکی میں)

تحقیق:۔اثیرا:اس کی جمع اثراء ہے بمعنی ترجیح دینا، مناسب۔جدت:(ن ض) دوڑنا، کوشش کرنا۔''منیة''بمعنی موت،منایا جمع ہے۔

ترکیب:۔''کان الخ''شرط ہے،''لکان الخ''جزا ہے،''ناجیا''کان کی خبر ہے''لکان''کی ضمیر ابونشناس کی طرف لوٹ رہی ہے جو کہ اسم کان ہے اور''اثیرًا الخ''خبر کان ہے۔

نوٹ:۔مذکورہ اشعار میں لفظ''رکائب''دو دفعہ استعمال ہوا ہے جو کہ تکرار ہونے کی وجہ سے متقدمین شعراء کے نزدیک عیب ہے۔

وَقَالَ آخَرُ

أَلَاقَالَتِ الْعَصْمَاءُ يَوْمَ لَقِيْتُهَا　　أَرَاكَ حَدِيْثًانَاعِمَ الْبَالِ أَفْرَعَا

ترجمہ:۔سنئے کہ عصماء(محبوبہ) کہنے لگی جس دن میں نے اس سے ملاقات کی (مدت دراز کے بعد) کہ میں نے (جدائی سے پہلے) تجھ کو نوجوان، دل خوش کرنے والا، گھنے بال والا دیکھا تھا۔(اب کیا ہوا کہ تجھے گنجا، ضعیف اور بڈھا دیکھ رہی ہوں)

تحقیق:۔حدیثا:نوجوان۔ناعم:بمعنی نرم۔البال:یعنی دل اس سے مراد خوش دل آدمی۔افرعا:بمعنی گھنے بال والا آدمی۔جمع فروع وفرعان ہے،''العصما''خاتون کا نام ہے۔

ترکیب:۔''آلا''حرف تنبیہ مبتدأ ہے،''قالت الخ''خبر ہے،''یوم لقیتها''کے بعد یہ جملہ محذوف ہے''بعد مدةٍ طویلةٍ''''اراک الخ''مقولہ ہے،''حدیثًا''موصوف، ناعم البال صفت اول اور افرع صفت ثانی ہے پھر''اراک''کا مفعول ثانی ہے۔

فَقُلْتُ لَهَالَاتُنْكِرِيْنِيْ فَقَلَّمَا　　يَسُوْدُالْفَتىٰ حَتّٰى يَشِيْبَ وَيَصْلَعَا

ترجمہ:۔پس میں نے اس سے کہا کہ تم مجھے اجنبی مت سمجھ! کیونکہ نوجوان آدمی بہت کم سردار بنتا ہے، تاوقتیکہ وہ بوڑھا (زیادہ عمر والا) اور گھنے بال والا ہو جائیں۔

تحقیق:۔یصلع:صلع کرم سے بمعنی سر میں بال نہ ہونا۔گنجا آدمی۔آخر میں الف اشباعی، مضارع کا صیغہ ہے۔''یسود''باب نصر سے بمعنی سردار بننا،''یشیب''باب ضرب بمعنی بوڑھا ہونا،''فقلّما''میں ما کافہ ہے جو عمل روک دیتا ہے، اس نے بھی''قلّ''فعل کے عمل کو روک دیا ہے اور معنی میں نفی کے ہے۔

ترکیب:۔''یشیب''اور''یصلع''کی ضمیر فاعل''الفتی''کی طرف لوٹ رہی ہے۔

وَلَلْقَارِحُ الْيَعْبُوْبُ خَيْرٌعُلَالَةً　　مِنَ الْجَذَعِ الْمُرْخٰى وَأَبْعَدُمَنْزَعَا

ترجمہ:۔اور بہت سے عمر رسیدہ تیز رفتار گھوڑا، تیز رفتاری کے لحاظ سے زیادہ اچھا ہوتا ہے اس نوجوان گھوڑے سے، جس کو ہنکایا جاتا ہے اور کھینچ کر دور لے جایا جاتا ہے۔(یعنی بعض بوڑھے، نوجوان سے بہتر ہوتے ہیں، میں بھی بوڑھا ہونے کے باوجود بہت سے نوجوان سے بہتر ہوں)

تحقیق:۔قارح: بمعنی بوڑھا گھوڑا۔یعبوب: تیز رفتار گھوڑا۔علالۃ: بمعنی تیز رفتاری۔الجذع: بمعنی نوجوان گھوڑا جو دو سالہ ہو۔مزجی: باب انعال سے بمعنی ہانکنا۔منزعا: یعنی کھینچنا۔

ترکیب:۔"للقارحُ" میں لام ابتدائیہ ہے، جو کہ موصوف ہے اور"الیعبوب" صفت ہے، پھر مبتدأ ہے،"خیرٌ الخ" خبر ہے، "عُلالَۃً" اور "منزعًا" دونوں تمیز ہیں۔

وَقَالَ آخَرُ

تعارف و پس منظر:۔یہاں بھی شاعر کی محبوبہ"خنساء" کہتی ہے کہ میں تجھ کو پہلے بہت اچھا دیکھتی تھی اور اب کیا ہوا کہ آپ کی شکل وصورت بگڑی ہوئی ہے؟ جس کے جواب میں شاعر کہہ رہا ہے:

أَلاقَالَتِ الْخَنْسَاءُ يَوْمَ لَقِيتُهَا ‏ عَهِدْتُكَ دَهْرًا طَاوِيَ الْكَشْحِ أَهْضَمَا

ترجمہ:۔اے مخاطب سن کہ خنساء (محبوبہ) کہنے لگی جس دن میں نے اس سے ملاقات کی (مدت عرصہ بعد) کہ ایک عرصہ تک میں تمہارے ساتھ رہی جس حال میں تو باریک کمر اور پتلے پیٹ والا تھا۔(اور آج تم لحیم شحیم ہو گئے ہو؟)

تحقیق:۔طاوی: بمعنی لپیٹنا۔باریک۔اھضم بمعنی باریک پیٹ۔سمع سے نازک کمر اور باریک و پتلے پیٹ والا ہونا۔آخر میں الف اشباعی ہے،"الکشح" بمعنی کمر۔

ترکیب:۔"یوم لقیتُھا" کے بعد عبارت"بعد زمانٍ طویلٍ" محذوف ہے۔"عھدتک الخ" مقولہ ہے،"طاوی الکشح" حال اول اور"اھضما" حال ثانی ہے۔

فَإِمَّا تَرَيْنِيَ الْيَوْمَ أَصْبَحْتُ بَادِنًا ‏ لَدَيْكِ وَقَدْأُلْفِي عَلَى الْبُزْلِ مِرْجَمَا

ترجمہ:۔پس اگر تو آج مجھے دیکھ رہی ہے کہ میں تمہارے نزدیک بھاری بدن ہو گیا ہوں (یہ کوئی عیب کی بات نہیں) کیونکہ میں اونٹوں پر (بھاری ہونے کے باوجود) طاقت ور پایا جاتا ہوں۔

تحقیق:۔بادنا: بمعنی ثقیل البدن۔الفی: (ض) بمعنی پانا۔صیغہ مجہول بُزل بازل کی جمع ہے بمعنی نوجوان اونٹنی۔مرجم یہ رجم سے بمعنی سخت قسم کا آدمی۔

ترکیب:۔"فامّا" اصل میں "اِن ما" تھا، ان شرطیہ اور ما زائدہ ہے، نون کو میم سے تبدیل کر کے ادغام کر دیا گیا ہے،"وقد الفی الخ" جزا ہے"ترینی" اصل میں"ترینني" تھا، ایک نون کو یا ضرورت شعری کی بنا پر حذف کر دیا گیا یا ان شرطیہ کی وجہ سے۔

وَقَالَ شَبِيْبُ بْنُ عَوَانَةَ الطَّائِي

بعض نے کہا کہ درج شدہ اشعار کرّوس بن زید بن اخزم الطائی کے ہیں، دونوں اسلامی شاعر ہیں۔ شاعر اور شاعر کے چچازاد بھائیوں میں جھگڑا ہوا، مقدمہ میں حاکم مدینہ مروان کے پاس حاضر ہوا، تو انہوں نے اس کے خلاف فیصلہ دیا اور شاعر کو گرفتار کر لیا تو شاعر اس کے خلاف اظہار خیال کر رہا ہے:

قَضٰى بَيْنَنَا مَرْوَانُ أَمْسِ قَضِيَّةً ... فَمَا زَادَنَا مَرْوَانُ إِلَّا تَنَائِيَا

ترجمہ:۔ مروان (حاکم مدینہ) نے کل ہمارے (اور ہمارے چچازاد بھائیوں کے) درمیان جو فیصلہ کیا اس فیصلہ سے اس نے ہمارے درمیان دوری کے علاوہ کسی اور شئے کا اضافہ نہیں کیا۔ یعنی مروان کے فیصلے سے ہم میں دوری اور نفرت پیدا ہوگئی۔

تحقیق:۔ تنـــــائی: اس کا مادہ نائی ہے فتح سے بمعنی دور ہونا۔ تفاعل سے مصدر تنائیا ہے یعنی ایک دوسرے سے دوری۔ مادہ ''ن، ء، ی'' ہے۔

ترکیب:۔ ''فمازادنا'' کا فاعل ''مروانُ'' ہے اور فاعل سے پہلے ''بها'' محذوف ہے، جبکہ ''اِلّا'' سے قبل ''شیئًا'' مستثنیٰ منہ محذوف ہے۔

فَلَوْ كُنْتُ بِالْأَرْضِ الْفَضَاءِ لَعِفْتُهَا ... وَلٰكِنْ أَتَتْ أَبْوَابُهُ مِنْ وَّرَائِيَا

ترجمہ:۔ اگر میں (بوقت فیصلہ) کھلی زمین میں ہوتا (کمرے میں نہ ہوتا) تو میں اس فیصلہ کو ناپسند کرنے کی وجہ سے چھوڑ دیتا، لیکن اس (جیل خانے) کے دروازے میرے پیچھے حائل ہوگئے (بند ہوگئے جس کی وجہ سے مجھے فرار کا موقع نہیں مل سکا)

تحقیق:۔ لعفتها: (س) سے بمعنی ناپسند سمجھنا۔ فضاء سے مراد کشادہ ہے۔ ''اتت'' باب ضرب سے بمعنی آنا، یہاں بمعنی حائل ہونا، بند ہوجانا، ''ابوابٌ'' باب کی جمع ہے بمعنی دروازہ، ''ورائیا'' میں الف اشباعی ہے بمعنی میرے پیچھے۔

ترکیب:۔ ''کنتُ الخ'' شرط ہے، ''لعفتُها الخ'' جزاء ہے، ''الفضا'' صفت ہے ''الارض'' کی، ''ابواب'' فاعل ہے ''اتت'' کا۔

وَقَالَ جَمِيْلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَعْمَرِ الْعُذْرِي

تعارف و پس منظر:۔ شاعر اسلامی ہے اپنے قبیلہ کی ایک عورت ''بثینہ'' پر عاشق تھا اس وقت وہ نابالغ تھا، جب جمیل بالغ ہوا تو بثینہ کے پاس پیغام نکاح بھیجا جسے بثینہ کے خاندان نے مسترد کر دیا تاہم دونوں میں خفیہ طور پر ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں، ایک مرتبہ بثینہ کے خاندان نے مدینہ کے گورنر مروان سے درخواست کی کہ وہ جمیل کے خلاف ہماری مدد کرے لیکن مروان پوری کوشش کے باوجود جمیل کو قتل کرنے یا گرفتار کرنے میں ناکام ہوا، جب بثینہ کے خاندان اور مروان ناکام ہوئے تو جمیل نے یہ اشعار کہے۔

فَلَيْتَ رِجَالًا فِيْكِ قَدْ نَذَرُوْا دَمِيْ ... وَهَمُّوْا بِقَتْلِيْ يَا بُثَيْنَ! لَقُوْنِيْ

ترجمہ:۔ اے بثینہ! کاش وہ لوگ مجھ سے ملاقات (جنگ) کرتے، جنہوں نے تیرے بارے میں میرے خون کی نذر مان چکے ہیں اور میرے قتل کا ارادہ کر چکے ہیں۔ یعنی وہ اگر مجھ سے جنگ کرتے تو پتہ چلتا کہ کون بہادر ہیں۔

تحقیق:۔ بُثین: یہ ترخیم ندا کی وجہ سے ''بثینۃ'' کی ''ۃ'' حذف کردی گئی ہے۔ ''ھمّوا'' باب نصر سے بمعنی ارادہ کرنا، ''لَقُونی'' اصل میں ''لَقِیُوانی'' تھا، آخر میں یائے متکلم لاحق ہونے کی وجہ سے الف جمع ساقط ہوگیا، کسرہ کے بعدیاً پرضمہ ثقیل ہے اس لئے یاً کا ضمہ ماقبل میں نقل کر کے یاً کو حذف کردیا گیا۔

ترکیب:۔ ''رجالًا'' موصوف ہے، ''قد نذروا الخ'' صفت ہے، پھر ''لیت'' کا اسم ہے اور ''لقونی'' لیت کی خبر ہے۔

إِذَامَـارَأَوْنِـيْ طَـالِـعًـامِنْ ثَـنِـيَّةٍ　　يَـقُـوْلُـوْنَ مَـنْ هٰـذَا! وَقَدْعَرَفُوْنِيْ

ترجمہ:۔ جب وہ مجھے کسی گاٹی سے چڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ کون ہے؟ حالانکہ وہ مجھے پہچانتے ہیں۔یعنی وہ جاہل بنکر میرے خوف کی وجہ سے بتکلف کہتے ہیں کہ یہ کون ہے؟۔

تحقیق:۔ ثنیۃ: پہاڑ کی گھاٹی، جمع ثنایا آتی ہے۔ طالعا: بمعنی اترنا۔ نکلنا۔ چڑھنا باب نصر سے ہے۔

ترکیب:۔ ''مارأونی'' میں ما زائدہ ہے، ''طالعًا'' یائے متکلم سے حال ہے، پھر پورا جملہ شرط ہے اور ''یقولون الخ'' جزاء ہے۔ ''وقد عرفونی'' حال ہے ''یقولون'' کی ضمیر سے جبکہ درمیان میں ''من ھذا'' جملہ اسمیہ ہے۔

يَـقُـوْلُـوْنَ لِيْ أَهْلًا وَسَهْلًا وَمَرْحَبًا　　وَلَـوْظَـفِـرُوْابِـيْ سَـاعَةً قَتَلُوْنِـيْ

ترجمہ:۔ اور وہ مجھے (بظاہر) اہلاً، سہلاً اور مرحبا (خوش آمدید) کہتے ہیں، حالانکہ وہ اگر ایک منٹ کے لئے بھی مجھ پر غالب آ جائیں تو مجھ کو قتل کردیں گے۔

تحقیق:۔ ظفروا: باب سمع سے ظفرا: بمعنی کامیاب ہونا۔ غالب آنا۔

ترکیب:۔ ''اھلًا'' سے پہلے ''اتیت'' محذوف ہے، ''سھلًا'' سے پہلے ''نزلت ارضا'' محذوف ہے، ''مرحبا'' سے پہلے ''رحبت'' محذوف ہے، ''ظفروا'' شرط ہے اور ''قتلونی'' جزاء ہے۔

وَكَيْفَ!وَلَاتُـوْفِـيْ دِمَـاءُ هُمْ دَمِيْ　　وَلَامَـالُـهُـمْ ذُوْنَـدْهَةٍفَـيَـدُوْنِـيْ

ترجمہ:۔ اور کس طرح وہ مجھے قتل کر سکتے ہیں؟ حالانکہ ان کا خون میرے خون کے برابر نہیں ہے، اور نہ ان کا مال کچھ زیادہ ہے کہ وہ میری دیت ادا کرسکیں۔ یعنی ان سب کے مال اور خون میری دیت کیلئے کافی نہیں ہے۔

تحقیق:۔ لاتوفی: افعال سے إیفاء: بمعنی پورا کرنا۔ ندھۃ: بمعنی مال کی کثرت، بہت مویشی۔ فیدونی: میں فاء جزائیہ ہے۔ فاً کے بعد أنْ مقدر ہے اس لئے یہ محلا منصوب ہے۔ ودی ضرب سے ودیا، دیۃ: بمعنی خون بہا دینا۔

ترکیب:۔ ''دماءُ ھم'' فاعل ہے، ''دمی'' مفعول ہے، ''کیف'' کے بعد ''یقتلوننی'' محذوف ہے۔

وَمِنْ هٰذِهِ الْقِطْعَةِ فِيْمَاقَرأتُهُ عَلَى اَبِيْ الْعَلَاءِ

احمد بن عبداللہ بن سلیمان نام ہے، یمن کے قبائل میں سے قبیلہ تنوخ سے تعلق ہے، اس لئے تنوخی کہا جاتا ہے، ابو العلاءٔ کنیت ہے، سن ولادت 363ھ/ 973ء ہے اور تاریخ وفات 449ھ/ 1057ء ہے۔

یہ نجیب الطرفین ہے، بچپن ہی میں بینائی زائل ہوگئی تھی تاہم بیس سال کی عمر میں علوم متداولہ سے فارغ ہو کر شعر و شاعری کی طرف توجہ دی، 392ھ/ 1001ء میں اپنا علاقہ معرۃ چھوڑ کر شام چلا گیا اور وہاں ایک کنیسہ میں رہائش اختیار کی، کنیسہ میں رہ کر منطق، فلسفہ اور جدید و قدیم علوم حاصل کئے، 400ھ/ 1009ء میں دوبارہ معرۃ واپس آیا اور درس و تدریس میں مصروف ہو گیا، چونکہ یہ ایک کمرہ میں رہتا تھا اور اندھا تھا اس لئے یہ "رهن المحبسين" کے لقب سے مشہور ہو گیا تھا۔ یہ حیوان اور لذیذ اشیاء نہیں کھاتا تھا اور نہ ہی شادی کی تھی۔

مرنے سے قبل وصیت کی تھی کہ قبر پر یہ شعر لکھ دیا جائے۔

هٰـذَا جَـنَـاهُ اَبِـىْ عَـلَـىَّ وَمَـا جَـنَـيْـتُ عَـلـىٰ اَحَـدٍ

یہ ظلم میرے باپ نے مجھ پر کیا تھا کہ مجھے اس دنیا میں لائے مگر میں نے یہ ظلم کسی پر نہیں کیا (کہ شادی کر کے بچہ پیدا کروں)

اس کے جنازے میں ایک سو اسی شعراً و ادباً شریک تھے۔ اس کے مذہب اور عقیدے کے بارے میں لوگوں کی مختلف آراء ہیں، بعض اسے ملحد قرار دیتے ہیں اور بعض صوفی کہتے ہیں، اس کی درج ذیل تالیفات مشہور ہیں۔

(الف) سقط الزند (ب) اللزوميات (ج) الدرعيات (د) الفصول والغايات (ہ) ديوان الرسائل (و) رسالة الملائكة (ز) رسالة الغفران (ح) عبث الوليد شرح ديوان بحترى (ط) كتاب لايک والغصون، سو جلدوں میں (ی) شرح ديوان المتنبى (ک) ذكرى حبيب شرح ديوان ابى تمام۔ اس کے قصائد کے اقتباسات یہ ہیں۔

تَـوَهَّـمْتُ خَيْرًا فِي الزَّمَانِ وَاَهْلِهِ وَكَـانَ خِيَـالًا لَا يَـصِـحُّ التَّوَهُّمُ

فَـمَا النُّور نُوْرٌ وَلَا الْفَجْرُ جَدْوَلُ وَلَا الشَّـمْسُ دِيْنَارٌ وَلَا الْبَدْرُ دِرْهَمَ

رُبَّ لَـحْـدٍ قَـدْصَـارَ لَحْدًا مِرَارًا ضَـاحِـكًـا مِـنْ تَـزَاحُـمِ الْاَضْـدَادِ

فَـاَسْاَلُ الْـفَـرْقَـدَيْـنِ عَمَّنْ اَحَسَّا مِـنْ قَـبِـيْـلٍ وَ آنَـسَـا مِـنَ الْبِلَادِ

كَـمْ اَقَـامَـا عَـلٰى زَوَالِ نَهَارٍ وَاَنَـارَا لِـلْـمُـدْلَـجِ فِـىْ سَـوَادِ

تَعِـبَ كُـلُّهَـا الْحَيَاةُ فَمَا اَعْجَبُ اِلَّا مِـنْ رَاغِـبٍ فِـىْ اِزْ دِيَـادِ

اِنَّ حُزْنًا فِي سَاعَةِ الْمَوْتِ اَضْعَافُ سُـرُوْرٍ فِـىْ سَـاعَـةِ الْـمِيْلَادِ

عَـجَبٌ لِلطَّبِيْبِ يُلْحَدُ فِي الْخَالِقِ مِـنْ بَـعْـدِ دَرْسِـهِ التَّشْرِيْـحَـا

رُبَّ رَوْحٍ كَـطَائِرِ الْقَفَصِ الْمَسْجُوْنِ تَـرْجُـوْ بِـمَـوْتِـهَـا التَّسْـرِيْـحَـا

زمانہ اور اہل زمانہ کے متعلق میرا وہم تھا بھلائی کا لیکن بعد میں پتہ چلا کہ میرا وہم فقط خیال ہے یعنی غلط ہے، زمانہ اور اہل زمانہ میں کوئی بھلائی نہیں ہے، ہر نور چمکدار اور ہر صبح صبح صادق نہیں ہے اور ہر شمس دینار اور ہر بدر درہم نہیں ہے، مختلف النوع مردوں کی ہجوم کی وجہ سے

بعض قبر مزید تنگ اور خوش ہوتی ہے، اس لئے قبر کی تیاری ضروری ہے، میں فرقدین (دوستاروں کا نام ہے جو آپس میں کبھی الگ نہیں ہوتے) سے پوچھتا ہوں کہ ان دونوں نے عدم جدائیگی کی وجہ سے کیا صلہ پایا (کہ جدا ہی نہیں ہورہے ہیں) اور آپس میں الگ ہوئے بغیر مخلوق خدا پر کتنی مہربانیاں کیں، زوال نہار پر کب تک ثابت قدم اور چمکدار رہے اور تاریک رات میں کتنی روشنیاں بکھیریں، یعنی یہ امور جدا ہونے کے بعد بھی انجام دیئے جاسکتے ہیں، اس کے باوجود جدا نہ ہونے میں کیا راز ہے؟ موجودہ پوری زندگی تھکن اور تکلیف سے عبارت ہے، مگر حصول دنیا کی کوشش کرنے والوں کے لئے تکلیف نہیں ہے، کسی کی ولادت پر جتنی خوشی ہوتی ہے اس کی موت پر اس سے زیادہ پریشانی بھی ہوتی ہے، اس لئے ولادت پر خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا تعجب اس طبیب وحکیم پر ہے جسے قبر میں ڈال دیا گیا ہے حالانکہ وہ دوسروں کو زندگی اور حیات کا نسخہ دیتا رہا تاہم خود بھی چل بسا، جان تو اس مقید پرندے کی طرح ہے جو سامنے موت کو کھڑی دیکھ کر بھی رہائی کی امید رکھتا ہے، اسی طرح انسان موت کو دیکھ کر بھی آخرت کی تیاری سے غافل رہتا ہے۔ اس کے اشعار باب الحماسہ ص: ۵۷ پر ہیں۔

فَيَا وَ طَنِي إِن فَاتَنِي بِكَ سَابِقٌ مِنَ الدَّهْرِ فَلْيَنْعَمْ لِسَاكِنِكَ الْبَالُ

اے میرے پیارے وطن اگر مجھے تیرے پاس رہنے اور لطف اندوز ہونے کا موقع نہیں ملا تو کوئی بات نہیں ہے لیکن وہاں رہنے والے تو خوش رہے۔ (مختصر المعانی ص: 147)

ایک حنفی فقیہ کے مرثیے میں ابوالعلا المعری نے ایک قصیدہ کہا ہے جس کے چند مصرعے یہ ہیں:

غَيْرُ مُجْدٍ فِي مِلَّتِي وَ اِعْتِقَادِي نَوْحُ بَاكٍ وَلَا تَرَنُّمُ شَادِي

صَاحِ هٰذِي قُبُورُنَا تَمْلَأُ الرُّحْـ ـبَ فَأَيْنَ الْقُبُورُ مِنْ عَهْدِ عَادِ

وَ فَقِيهًا أَفْكَارُهُ شَدَّنَ لِلنُّعْمَا نِ مَالَمْ يَشُدُّهُ شِعْرُ زِيَادِ

بَانَ أَمْرُ الْإِلٰهِ وَاخْتَلَفَ النَّا سُ فَدَاعٍ إِلَى ضَلَالٍ وَ هَادِ

وَاللَّبِيبُ اللَّبِيبُ مَنْ لَيْسَ يُغْتَرُّ بِكَوْنٍ مَصِيرُهُ لِلْفَسَادِ

وَالَّذِي حَارَتِ الْبَرِيَّةُ فِيهِ حَيَوَانٌ مُسْتَحْدَثٌ مِنْ جَمَادِ

ترجمہ: کسی کے انتقال پر زیادہ رونا دھونا اور خوشی میں موسیقی اور گانا میرے مذہب وملت میں قابل تعریف وستائش نہیں ہے۔ (اس لئے میں زیادہ رو نہیں رہا ہوں) ہماری ان قبروں کی آواز (شہرت) فضا کو بھر دے گی (سبھی لوگ ان کی زیارت کے لئے آئیں گے) پس کہاں ہیں پرانے زمانے کی قبریں۔ (یعنی لوگ انہیں بھول جائیں گے) وہ ایسے زبردست فقیہ تھے کہ جن کے افکار نے مذہب حنفی کو ایسا مضبوط کیا جیسا مضبوط زیاد کے اشعار نے بھی نہیں کیا، اللہ کا معاملہ تو ظاہر ہو گیا ہے اور لوگ اختلاف میں پڑ گئے، بعض ہدایت کے داعی بن گئے۔ (معاد کے قائل ہو کر) اور بعض ضلالت وبدعت کے علمبردار ہو گئے۔ (حشر ونشر کا انکار کر کے) عقلمند آدمی تو وہ ہے جو معاد اور حشر ونشر کا انکار نہ کرے، اور وہ چیز جس کے متعلق لوگ حیران وسرگرداں ہیں وہ حیوان ہے جو پتھر سے پیدا ہونے والا ہے۔

اس قصیدہ میں لفظ ''حیوان'' سے کیا مراد ہے اس میں مختلف النوع اقوال ہیں: (الف) حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں، (ب)

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی اونٹنی مراد ہے جو بطور معجزہ پتھر سے پیدا ہوئی تھی۔(ج) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی مراد ہے جو اژدھے کی شکل میں تبدیل ہوگئی تھی۔(د) ققنس ایک پرندہ مراد ہے جو ہندوستان میں پایا جاتا ہے، اس کی عمر ایک ہزار سال ہوتی ہے، چونچ لمبی ہوتی ہے جس میں تین سو ساٹھ سوراخ ہوتے ہیں، جب یہ پرندہ آواز نکالتا ہے تو بہت ہی اچھی آواز نکلتی ہے، مرنے سے قبل یہ پرندہ لکڑیاں جمع کرتا ہے پھر درمیان میں بیٹھ کر اس طرح آواز نکالتا ہے کہ لکڑیوں میں آگ لگ جاتی ہے اور وہ پرندہ جل کر راکھ بن جاتا ہے، پھر اللہ میاں اس راکھ سے اسی طرح کا ایک اور پرندہ پیدا کرتا ہے۔(نیل الامانی شرح مختصر المعانی ص:452)

باب الحماسہ میں اشعار کا یہ وہ حصہ ہے جو ابو العلاء کے سامنے پڑھا گیا، اور اس میں شاعر نے اس آدمی کی مذمت کی جس کی محبت اور دوستی قائم دائم، و مضبوط نہ ہو، جب کوئی خلاف معمول کوئی ادنیٰ واقعہ دیکھے تو تعلقات کو ختم کردے، اور دورنگا منافق والا انسان بھی قابل لعنت ہے کیونکہ وہ ہر امانت دار کے ساتھ خیانت کرنے والا ہوتا ہے۔

لَحَا اللّٰهُ مَنْ لَّا يَنْفَعُ الْوُدُّ عِنْدَهُ　　　وَمَنْ حَبْلُهُ إِنْ مُدَّ غَيْرُ مَتِيْنِ

ترجمہ:۔اللہ پاک ہر اس آدمی پر لعنت کرے جس کی دوستی نفع نہ دے اور اس شخص پر بھی لعنت ہو اگر اس کی محبت کی رسی کھینچی جائے تو وہ مضبوط نہ ہو۔

تحقیق:۔لحا: نصر سے بمعنی لعنت۔الود: بمعنی محبت سمع سے۔مد: نصر سے کھینچنا۔حبل بمعنی رسی۔حبائل جمع ہے۔

ترکیب:۔''من لا ينفع'' اور ''ومن حبله'' سے پہلے ''علی'' محذوف ہے۔''مُدَّ'' شرط ہے اور ''غير متين'' مبتدأ محذوف کی خبر ہے ای هو غير متين پھر جزا ہے۔

وَمَنْ هُوَ إِنْ تُحْدِثْ لَهُ الْعَيْنُ نَظْرَةً　　　يُقَضِّبْ لَهَا أَسْبَابَ كُلِّ قَرِيْنِ

ترجمہ:۔اور اللہ تعالیٰ اس شخص کا برا کرے جس کو آنکھ اگر کسی دن اجنبی نگاہ سے دیکھ لے (یعنی اسکے ساتھ کوئی خلاف معمول معاملہ کیا جائے) تو وہ اس کی وجہ سے دوستی کے تمام تعلقات ختم کر دیتے ہیں۔

تحقیق:۔تحدث: افعال سے بمعنی پیدا کرنا۔یقضب: باب ضرب و تفعیل سے بمعنی کاٹنا، قطع کرنا۔''قرین'' بمعنی دوست، یہاں دوستی مراد ہے۔

ترکیب:۔''ومن'' سے پہلے ''لحا الله علی'' محذوف ہے، ''نظرةً'' مفعول مطلق من غیر لفظہ ہے ''تُحدث'' کا، اس کی صفت محذوف ہے ''ای نظرةً منكرةً'' ''اسباب الخ'' مفعول ہے ''یقضب'' کا۔

وَمَنْ هُوَ ذُوْ لَوْنَيْنِ لَيْسَ بِدَائِمٍ　　　عَلٰى خُلُقٍ خَوَّانُ كُلِّ أَمِيْنِ

ترجمہ:۔اور اللہ تعالیٰ برا کرے اس شخص کا جو دورنگا (منافق) ہو، کسی ایک خصلت پر دائم نہ رہتا ہو اور ہر امانت دار کے ساتھ خیانت کرنے والا ہو۔(یعنی دورنگا، غیر مستقل مزاج اور خائن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو)

تحقیق:۔خوان: صیغہ مبالغہ ہے، بمعنی بہت زیادہ خیانت کرنے والا باب نصر سے ہے، خون مادہ ہے۔امین: امانت دار جمع امناء ہے۔ ''خُلُق'' بمعنی عادت و خصلت۔

ترکیب:۔''ومن هو'' سے پہلے ''لحا الله علی'' محذوف ہے، جملہ ''ليس بدائم'' مبتدأ محذوف کی خبر ہے، اسی طرح ''خوّان

الخ ‘‘ سے پہلے بھی ’’ھو ‘‘ مبتدأ محذوف ہے۔

وَقَالَ يَحْيىٰ بْنُ مَنْصُوْرِ الْحَنَفِيّ

ابوریاش کے مطابق یحیی بن منصور ذہلی ہے نہ کہ حنفی اور درج شدہ اشعار موسیٰ بن جابر حنفی کے ہیں، موسیٰ بن جابر اسلامی شاعر ہیں۔ جن کا تعلق قبیلہ بنوحنیفہ سے ہے، جو علاقہ ریاض میں سے ہے، شاعر، اپنے آباء واجداد کے فضائل وشرافت کو بیان کرر ہا ہے اور بنوبکر کی شاخ کی بیوفائی پر استقامت اور زمانہ کی سختی پر صبر کا اظہار ہے:

وَجَدْنَا اَبَانَا كَانَ حَلَّ بِبَلْدَةٍ سُوًى بَيْنَ قَيْسٍ قَيْسِ عَيْلَانَ وَالْفِزْرِ

ترجمہ:۔ ہم نے اپنے آباء واجداد کو ایک ایسے شہر میں اترنے والا پایا، جو قبیلہ قیس غیلان اور فزر کے درمیان واقع ہے، (یعنی قیس وفزر کے درمیان رہنے والے شریف ہوتے ہیں لہذا ہم بھی شریف ہیں)

تحقیق:۔ حل: بمعنی اترنا نصر سے۔ سوی: برابر، درمیان۔ جمع أسواء ہے یہ بضم السین اور بفتح السین دونوں طرح استعمال ہوتا ہے، ’’فزر ‘‘سعد بن زید بن تمیم کا لقب ہے۔

ترکیب:۔’’سُوىً الخ ‘‘صفت ہے ’’ببلدةٍ‘‘ کی۔’’قیس غیلان ‘‘بدل ہے۔

فَلَمَّا نَأَتْ عَنَّا الْعَشِيْرَةُ كُلُّهَا أَنَخْنَا فَحَالَفْنَا السُّيُوْفَ عَلَى الدَّهْرِ

ترجمہ:۔ پس جب ہم سے تمام قبیلہ والے (قبیلہ بکر کی تمام شاخیں) دور ہو گئے، تو ہم نے وہاں اپنے اونٹوں کو بٹھایا (مقیم ہو گئے) پھر لازم کر لیا ہم نے تلواروں کو زمانے (مصیبت) کے خلاف۔ (یعنی تلواروں سے مصائب کا مقابلہ کرنا ہے)

تحقیق:۔’’العشیرةُ‘‘ بمعنی قبیلہ ’عشائر ‘‘جمع ہے، ’’حالفنا ‘‘ بمعنی عاھدنا ’’نأت ‘‘نأی سے نکلا ہے بمعنی دور ہونا۔

ترکیب:۔’’العشیرةُ‘‘ فاعل ہے ’’نأتْ ‘‘ کا، ’’انخنا ‘‘ کا مفعول ’’مراکبنا ‘‘محذوف ہے۔

فَمَا اَسْلَمَتْنَا عِنْدَ يَوْمِ كَرِيْهَةٍ وَلَا نَحْنُ اَغْضَيْنَا الْجُفُوْنَ عَلَى وَتْرِ

پس تلواروں نے ہم کو ذلیل ورسوا نہیں کیا لڑائی کے دن، اور نہ ہم نے انتقام کے وقت کسی سے چشم پوشی کی۔

تحقیق:۔ اغضینا: افعال سے بمعنی آنکھیں بند کرنا۔ جفون: یہ جمع ہے جفن کی بمعنی پلک۔ وتر بمعنی کینہ۔ وقتلنا العدو بغیر خوف کالسیف۔ ’’اسلم ‘‘ بمعنی اسلام لانا، ذلیل کرنا، یہاں معنیٰ ثانی مراد ہے۔’’یوم کریھة‘‘ بمعنی یوم الحرب۔

ترکیب:۔’’فما اسلمتنا ‘‘میں ما نافیہ ہے اور فاعل کی ضمیر ’’السیوف ‘‘ کی طرف لوٹ رہی ہے، ’’الجفون ‘‘مفعول ہے۔

وَقَالَ اَبُوْ صَخْرِ الْهُذَلِيُّ

یہ عبداللہ بن مسلم الہذلی ہے، اسلامی شاعر ہیں۔ قبیلہ ہذیل سے تعلق ہے۔ شاعر ان اشعار میں فضیلہ قرشی کی تعریف اور اس کے اخلاق

وبہادری کو بیان کر رہا ہے:

رَأَيْتُ فُضَيْلَةَ الْقُرَشِيَّ لَمَّا　　رَأَيْتُ الْخَيْلَ تُشْجَرُ بِالرِّمَاحِ

ترجمہ:۔ میں نے فضیلہ قرشی کو دیکھا (یا اس کو مارا) جس وقت میں نے گھوڑوں کو دیکھا کہ وہ نیزوں سے مارے جا رہے ہیں۔(لہذا میں نے بھی موقع پا کر فضیلہ قرشی کو نیزہ مارا)

تحقیق:۔ تشجر: بمعنی (ن) سے زخمی کرنا، نیزہ مارنا۔ اور "تشجر" میں ضمیر "الخیل" کی طرف عائد ہے۔ رایت: اول سے مراد نیزہ مارنا۔ "رماح" رمح کی جمع ہے بمعنی نیزہ۔

ترکیب:۔ "رأيتُ فضيلة الخ" جزأ مقدم ہے اور "رأيتُ الخيل الخ" شرط ہے۔

وَرَنَّقَتِ الْمَنِيَّةُ فَهِيَ ظِلٌّ　　عَلَى الْأَبْطَالِ دَانِيَةُ الْجَنَاحِ

ترجمہ:۔ اور موت منڈلا رہی تھی، جس حال میں وہ بہادروں پر سایہ کی طرح ہو گئی تھی، جس کے پر قریب ہو گئے تھے۔

تحقیق:۔ رنقت المنية: باب تفعیل سے موت کا قریب آنا۔ رنق باب نصر وسمع سے رنق الماء بمعنی گدلا ہونا۔ "منية" بمعنی موت، منایا جمع ہے۔ "ظِلٌّ" بمعنی سایہ، "ابطال" بطل کی جمع ہے بمعنی بہادر، "دانية" دنو سے نکلا ہے بمعنی قریب ہونا، "جناح" کی جمع اجنحة ہے بمعنی پر۔

ترکیب:۔ "فهي ظِلٌّ على الابطال" حال ہے "المنيةُ" سے، "دانيةُ الجناح" صفت ہے "المنيةُ" کی۔ یا مبتدأ محذوف کی خبر ہونے کے بعد حال ثانی ہے۔

فَكَانَ أَشَدَّهُمْ قَلْبًا وَبَأْسًا　　وَأَصْبَرَ فِي الْحُرُوْبِ عَلَى الْجِرَاحِ

ترجمہ:۔ پس ان میں وہ (فضیلہ قرشی) بہت مضبوط تھے قلب اور قوت کے اعتبار سے، اور بہت زیادہ صابر تھے لڑائیوں میں زخموں پر۔

تحقیق:۔ بأسا: بہادری، جنگ میں شدت۔ بؤس کرم سے بہادر ہونا جنگ میں سخت ہونا۔ "جراح" بمعنی زخم جراحات جمع ہے، حرب بمعنی لڑائی حروب جمع ہے۔

ترکیب:۔ "فكان" کی ضمیر فضیلہ قرشی کی طرف لوٹ رہی ہے جو کہ اسم کان ہے، "اشدهم" ممیز اور قلبا وبأسا تمیز ہیں پھر خبر کان ہے۔ "اصبر" کا عطف "اشدهم" پر ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ بَنِيْ عَبَسٍ

أَرِقُّ لِأَرْحَامٍ أَرَاهَا قَرِيْبَةٍ　　لِحَارِبْنِ كَعْبٍ لَا لِجَرْمٍ وَرَاسِبِ

ترجمہ:۔ میں رحم کھاتا ہوں ان رشتہ داروں پر جن کو حارث بن کعب کی جہت سے قریب سمجھتا ہوں، نہ کہ قبیلہ بنو جرم اور بنو راسب کی جہت سے (کیونکہ یہ دوسری قوم ہے، جبکہ قبیلہ عبس کا تعلق بنی مضر بن نزار سے ہے اور حارث بن کعب کا تعلق بنی نزار بن معد سے ہے لہذا دونوں نزاری ہوئے اور عبس وحارث دونوں ماں شریک بھائی بھی ہیں)

تحقیق:۔ ارق: باب ضرب سے بمعنی رحم کرنا۔ أرا سمجھنا، دیکھنا۔ ارحام: بمعنی صلہ رحمی کرنا۔

ترکیب:۔ ''قریبۃٍ'' ''ارحامٍ'' کی صفت ہے، اگر اسے ''اُراھا'' کا مفعول ثانی قرار دیا جائے تو منصوب ہوگا، اور مفہوم بھی درست ہوگا، ''لحار'' میں لام بمعنی من کے ہے، حار اصل میں حارث تھا مرخم ہے، ندا کے علاوہ بھی شعر میں ترخیم جائز ہے۔

وَ اِنَّـا نَـرٰی اَقْـدَامَـنَـافِیْ نِعَالِهِمْ وَاٰنُفَـنَـابَیْـنَ اللِّحٰی وَالْحَوَاجِبِ

ترجمہ:۔ اور تحقیق کہ ہم اپنے قدموں کو ان کی جوتیوں میں دیکھتے ہیں، اور اپنی ناک کو ان کے جبڑوں اور پلکوں کے درمیان۔ (یعنی ہماری اور ان کی نسل بالکل برابر سرابر ہے، جسمانی ساخت اور قد وقامت کے اعتبار سے ہم ایک جیسے ہیں)

تحقیق:۔ اللحیٰ: یہ جمع ہے لحیۃ کی بمعنی جبڑا۔ حواجب: جمع ہے حاجبۃ کی بمعنی آبرو اور الـلـحـی (بضم اللام) بمعنی داڑھی کے ہیں۔ یہ شعر ایک ضرب المثل ہے۔ ''اقدام'' قدم کی جمع ہے، ''نعال'' نعل کی جمع ہے بمعنی جوتا، ''انُف'' انف کی جمع ہے بمعنی ناک۔

ترکیب:۔ ''اللحی'' اور ''الحواجب'' میں الف لام عوض مضاف الیہ کے ہیں، اصل میں یوں ہے ''بین لحاھم وحواجبھم''۔

وَاَخْلَاقُـنَـا اِعْـطَـاءُ نَـاوَاِبَـاؤُنَـا اِذَامَـا اَبَیْـنَـا لَانَـدِرُّلِـعَـاصِـبِ

ترجمہ:۔ اور ہمارے اخلاق یعنی ہمارا عطا کرنا اور انکار کرنا اور ان کا عطا کرنا وانکار کرنا ایک جیسے ہیں، اور جب ہم کسی بات سے انکار کردیتے ہیں تو پھر ہم پاؤں باندھ کر دودھ دھنے والے کو بھی دودھ نہیں دیتے (یعنی ہم دونوں کی سخاوت اور بخیلی ایک ہی طرح ہے)

تحقیق:۔ ''اِبَـاؤُنا'' بمعنی انکار کرنا، باب فتح سے آتا ہے، ''ندرّ'' باب ضرب سے بمعنی دودھ دینا۔ ''عـاصـب'' بمعنی وہ آدمی جو آسانی سے دودھ دوہنے کے لئے گائے کی ٹانگیں باندھ دیتا ہے۔

ترکیب:۔ ''اخلاقنا'' مفعول ہے ''نری'' کا جو ماقبل میں گزرا ہے، ''اعطانا'' اور ''اباؤنا'' دونوں بدل ہیں، اصل عبارت یوں ہے ''اخلاقنا و اخلاقھم، اعطانا و اعطاء ھم، اباؤنا و اباء ھم سُویً''۔

وَقَالَ رَجُلٌ مِنْ حِمْیَرَفِیْ وَقَعَةٍ کَانَتْ لِبَنِیْ عَبْدِمَنَاةٍ وَ کَلْبٍ عَلٰی حِمْیَرَ

تعارف و پس منظر:۔ ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ ایک دفعہ قبیلہ بنو عبد مناۃ بن اُدّ، تیم، عدی، عکل، تمیم بن مر، بنوضبہ، ملامان اور بنو صحار قحط سالی میں مبتلا ہوگئے تو وہ اپنا علاقہ چھوڑ کر صنعاء یمن کی طرف چلے گئے، اور وہاں جا کر انہوں نے قبیلہ بنو حمیر کی چراگاہ میں اپنے جانوروں کو چرانے لگے، جب حمیر والوں نے دیکھا تو وہ ان پر حملہ کردیا جس کی وجہ سے سخت جنگ ہوئی جس میں حمیر کا ایک بادشاہ بھی مارا گیا، اس کے بعد عبد مناۃ وغیرہ وہاں سے واپس اپنے ملک آگئے، اور جنگ میں چونکہ قبیلہ حمیر کو شکست ہوئی تھی اسلئے وہ قبیلہ عبد مناۃ وغیرہ علاقہ میں آکر پھر حملہ کردیا دوبارہ بھی عبد مناۃ وغیرہ غالب آگئے اور جنگ میں علقمہ بن ذی یزن حمیری بھی مارا گیا تو حمیر کے ایک شاعر نے (حساس بن نشبہ العدوی) ان اشعار کو کہا اور عبد مناۃ کے کیساتھ قبیلہ کلب اور بنو تمیم بھی تھے۔

مَنْ رَاٰی یَـوْمَـنَـا وَیَـوْمَ بَنِی التَّیْـ ـمِ اِذَا الْتَفَّ صِیْـقُـهٗ بِـدَمِـهٖ

ترجمہ:۔ کس نے ہماری اور بنو تیم کی جنگ دیکھی ہے، جبکہ اس (جنگ) کے غبار کو اس کے خون کے ساتھ ملا دیا گیا (یعنی کثرت قتال کی وجہ سے خون اُڑ اُڑ کر فضا میں تیرنے والی غبار کے ساتھ خلط ملط ہو رہا تھا)

تحقیق:۔ التف: صیغہ مجہول بمعنی ملا دینا۔ صیق: یہ جمع ہے صیقۃ کی ہے بمعنی غبار۔

ترکیب:۔ ''مَنْ رای'' میں مَن استفہامیہ بھی ہوسکتا ہے اور موصولہ بھی، اگر مَن موصولہ ہو تو محلاً منصوب ہوگا اور شروع میں ''سَل'' فعل محذوف ہوگا۔ اس شعر میں لفظ یوم دو جگہ ہے کیونکہ مضاف الیہ میں بھی تعدد ہے جبکہ مفہوم ایک ہے۔

لَمَّا رَأَوْا أَنَّ يَوْمَهُمْ أَشِبٌ شَدُّوا حَيَازِيمَهُمْ عَلَى أَلَمِهْ

ترجمہ:۔ جب انہوں (بنوتیم) نے دیکھا کہ ان کا دن سخت ہے، تو انہوں نے اس دن (جنگ) کی تکلیف والم پر اپنے سینوں کو کس کر باندھ لیا۔ (یعنی حوادث ومصائب کو برداشت کرنے کیلئے تیار ہو گئے)

تحقیق:۔ اشب: بمعنی درختوں کا جھنڈ امر اد امر مکروہ۔ حیازیم: یہ جمع ہے حیزوم کی، بمعنی سینہ۔ الم: بمعنی غم اور مرجع ضمیر یوم کی طرف ہے۔ ''شدّوا'' باب نصر سے بمعنی باندھنا۔

ترکیب:۔ ''رأوا الخ'' شرط ہے، ''شدُّوا الخ'' جزا ہے۔

كَأَنَّمَا الْأُسْدُ فِي عَرِينِهِمْ وَنَحْنُ كَاللَّيْلِ جَاشَ فِي قَتَمِهْ

ترجمہ:۔ گویا کہ وہ (بنوتیم) اپنے کچھار میں شیر تھے، اور ہم اس رات کی طرح تھے جو اپنی تاریکی میں جوش مارتی ہے۔

تحقیق:۔ عرین: اس کی جمع عرائن ہے بمعنی کچھار۔ قتم: بمعنی اندھیری۔ ''اسد'' اسد کی جمع ہے بمعنی شیر۔ جاش ''جوش'' مادہ باب نصر سے بمعنی جوش مارنا۔

ترکیب:۔ ''کانّما'' کے بعد ''ھم'' محذوف ہے جس کا مرجع بنوتیم ہیں، ''الاسد'' خبر ہے، ''جاش الخ'' حال ہے ''اللیل'' سے اس لئے یہاں ''قد'' محذوف ہے ''ای قد جاش'' کیونکہ فعل ماضی مثبت حال ہونے کی صورت میں قد کا آنا ضروری ہے۔ یا صفت ہے ''اللیل'' کی، یہاں اسی کو اختیار کیا گیا ہے۔

لَا يُسْلِمُونَ الْغَدَاةَ جَارَهُمْ حَتَّى يَزِلَّ الشِّرَاكُ عَنْ قَدَمِهْ

ترجمہ:۔ اور وہ (بنوتیم) جنگ کی صبح اپنے پڑوسی کو بے یار ومددگار نہیں چھوڑتے، یہاں تک کہ ان کے پاؤں کے تسمہ ان کے قدم سے جدا ہو جائے (یعنی موت واقع ہو جائے)

تحقیق:۔ یسلمون: افعال سے بمعنی سپرد کرنا۔ رسوا کرنا۔ شراک: بمعنی تسمہ۔ ''یزل الشراک الخ'' موت سے کنایہ ہے۔

ترکیب:۔ ''الغداۃ'' میں الف لام عوض مضاف الیہ کے ہیں ''ای غداۃ الحروب''۔

وَلَا يَخِيمُ اللِّقَاءَ فَارِسُهُمْ حَتَّى شَقَّ الصُّفُوفَ مِنْ كَرَمِهْ

ترجمہ:۔ اور ان کے شہسوار جنگ سے کبھی اعراض نہیں کرتے، یہاں تک کہ وہ اپنی شرافت وشجاعت سے دشمنوں کی صفوں کو چیر دیتے ہیں۔ (یعنی وہ دشمنوں کی صف کو ختم کر کے جنگ سے لوٹتے ہیں)

تحقیق:۔ یخیم: باب ضرب سے بمعنی اعراض کرنا۔ ''اللقا'' بمعنی ملاقات، یہاں جنگ مراد ہے، ''شق'' باب نصر سے پھاڑنا۔

ترکیب:۔ ''اللقا'' منصوب بنزع الخافض ہے، اصل میں یوں تھا ''من اللقا'' ''شق'' کی ضمیر فاعل ''فارس'' کی طرف لوٹ رہی ہے۔

مَـابَـرِحَ التَّيْمُ يَعْتَـزُونَ وَزُرْ قُ الْـخَطِّ تَشْفِي السَّقِيْمَ مِنْ سَقَمِهٖ

ترجمہ:۔اور بنوتیم اپنے آباء کی طرف مسلسل اپنی نسبت کرتے رہے یا قتال کرتے رہے، (اپنے نسب پر فخر کرتے ہوئے لڑتے رہے) جس حال میں مقام خط کے نیلگوں نیزے ان کے بیماروں کو شفاء دے رہے تھے۔(یعنی نیزے دشمنوں کو ختم کررہے تھے)

تحقیق:۔یعتزون : بمعنی نسب بیان کرنا، مراد مقاتلہ کرنا۔زرق: اس کا واحد ازرق ہے، بمعنی سخت دانت، نیلگوں، سخت نیزہ۔الخط: بحرین کی ایک جگہ کا نام ہے جہاں کے نیزے سخت اور عمدہ ہوتے ہیں۔السقیم: بمعنی مریض مراد طالب الدیت۔

ترکیب:۔''مابرح ''فعل ناقص ہے،''التیمُ ''اس کا اسم اور''یعتزون ''خبر ہے،''وزرق الخ ''جملہ حالیہ ہے۔

حَتّٰى تَوَلَّتْ جُمُوْعُ حِمْيَرَ وَالْفَـ ـلُّ سَرِيْعًا يَهْوِيْ إِلٰى أُمَمِهٖ

ترجمہ:۔حتی کہ حمیر کی جماعتیں پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگیں جس حال میں شکست خوردہ آدمی اپنی جماعت یا پناہ گاہ کی طرف جلدی جلدی گرتے پڑتے جارہا تھا۔

تحقیق:۔الفل: بمعنی ٹوٹنا، یہاں اسم مفعول (مفلول) کے معنی میں ہے، یعنی ٹوٹا ہوا۔یھوی: باب ضرب سے بمعنی گرنا۔امم: بفتح الھمزہ بمعنی مقصد، منزل، اور بضم الھمزہ امۃ کی جمع ہے بمعنی جماعت۔

ترکیب:۔''والفل الخ ''جملہ حالیہ ہے۔

وَكَمْ تَرَكْنَا هُنَاكَ مِنْ بَطَلٍ تَسْفِيْ عَلَيْهِ الرِّيَاحُ فِيْ لِمَمِهٖ

ترجمہ:۔اور کتنے بہادر ہیں جن کو ہم نے وہاں (قتل کر کے) چھوڑے ہیں، جن کے پراگندہ بالوں پر ہوائیں غبار اڑا رہی ہیں۔

تحقیق:۔بطل: اس کی جمع ابطال ہے بمعنی بہادر۔تسفی: بمعنی غبار اُڑانا۔لمم بکسر اللام، بمعنی بال''ریاح ''بمعنی ہوا، ریح واحد ہے۔

ترکیب:۔''وکم ''میں''کم ''خبریہ ہے، جس کی تمیز میں''من ''آتا ہے، اصل عبارت یوں ہے''کم من بطلٍ ''جو کہ''ترکنا ''کا مفعول ہے،''علیه ''اور''لممه ''کی ضمیریں''بطل ''کی طرف لوٹ رہی ہیں۔

وَقَالَ حَسَّانُ بْنُ نُشْبَةَ الْعَدَوِيُّ

جاہلی شاعر ہے۔اصل نام شاعر کا حساس (کتاب کے وزن پر) ہے، حسان مبنی علی التسامح ہے۔گزشتہ اشعار کا جو پس منظر گزرا ہے، یہ اشعار بھی اسی پس منظر کے تحت کہے گئے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ماقبل کے ابیات اور درج ذیل ابیات کے شاعر حساس بن نشبہ العدوی ہیں۔

نَحْنُ أَجَرْنَا الْحَيَّ كَلْبًا وَقَدْ أَتَتْ لَهَا حِمْيَرُ تُزْجِي الْوَشِيْجَ الْمُقَوَّمَا

ترجمہ:۔ہم نے قبیلہ بنوکلب کو پناہ دی، اس حال میں قبیلہ حمیر (بنوتیم کو ختم کرنے کیلئے) ان کے پاس آئے، سیدھے نیزے کھینچتے ہوئے۔نفس الامر میں پناہ بنی تیم کو دی گئی تھی تاہم چونکہ بنی کلب اور بنی تیم دونوں حلیف ہیں اس لئے پناہ کی نسبت کلب کی طرف کی گئی ہے۔

تحقیق:۔تزجی افعال سے بمعنی ہانکنا۔وشیج: بمعنی وہ لکڑی جس سے نیزہ بنایا جاتا ہے، مراد نیزہ۔المقوم: بمعنی سیدھا۔اجرنا: بمعنی

درست کرنا، پناہ دینا، باب ضرب سے اجرت لینا۔

ترکیب:۔ ''کلبًا'' بدل ہے ''الحی'' کا، ''وقد اتت الخ'' جملہ حالیہ ہے، ''حمیرٌ'' فاعل ہے ''اتت'' کا۔ ''الوشیج'' مفعول ہے ''تزجی'' کا۔

تَرَكْنَا لَهُمْ شِقَّ الشِّمَالِ فَأَصْبَحُوْا　　جَمِيْعًا يُزَجُّوْنَ الْمَطِيَّ الْمُخَزَّمَا

ترجمہ:۔ ہم نے ان کیلئے جانب شمال کو چھوڑ دیا (تا کہ وہ سب بھاگ سکیں) پس وہ سب عیب دار سواریاں (یا بھوکی پیاسی سواریاں) ہنکانے لگے۔

تحقیق:۔ ''یزجون'' اصل میں ''یُزَجِّیُوْنَ'' تھا، کسرہ کے بعد یاً پر ضمہ ثقیل ہے اس لئے یاً کی حرکت ماقبل میں نقل کر کے یاً کو حذف کر دیا گیا ہے۔ بمعنی ہانکانا۔ المطی اس کا واحد مطیۃ ہے، واحد اور جمع میں صرف تاً کا فرق ہے جیسے کلمۃ اور کلم میں ہے اور اس کی جمع مطایا بھی آتی ہے بمعنی سواری۔ مخزم: بمعنی کان ناک کاٹا ہوا جانور۔ یا وہ جانور جو بھوکا پیاسا ہو، ''شِقٌّ'' بمعنی جانب، حصہ۔

ترکیب:۔ ''المطی'' موصوف اور ''المخزما'' صفت ہے۔

فَلَمَّا دَنَوْا صُلْنَا فَفَرَّقَ جَمْعَهُمْ　　سَحَابَتُنَا تَنْدٰى أَسِرَّتُهَا دَمَا

ترجمہ:۔ پس وہ جب (موقع پا کر) قریب ہوگئے، تو ہم نے ان پر حملہ کر دیا پس ہمارے بادل (بڑے لشکر) نے ان کی جماعت کو منتشر و متفرق کر دی، اس حال میں اس کی راہیں خون آلود تھیں۔

تحقیق:۔ صلنا: بروزن قلنا حملہ کرنا باب نصر سے۔ سحاب: بمعنی بادل مراد بڑا لشکر ''تندی'' باب سمع سے بمعنی برسنا، بہادر آدمی۔ اسرۃ: یہ سرار کی جمع ہے بمعنی راستہ، خطوط۔

ترکیب:۔ ''دنوا'' شرط اور ''صُلنا'' جزاً ہے، ''تندی الخ'' حال ہے، ''دمًا'' تمیز ہے۔

فَغَادَرْنَ قَيْلًا مِّنْ مَّقَاوِلِ حِمْيَرَ　　كَأَنَّ بِخَدَّيْهِ مِنَ الدَّمِ عَنْدَمَا

ترجمہ:۔ پس انہوں (شہسواروں) نے حمیر کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ (علقمہ بن ذی یزن حمیری) کو (قتل کر کے) اس طرح چھوڑا، گویا کہ اسکے دونوں رخساروں پر خون بستہ کیوجہ سے عندم لگایا گیا ہو۔ (عندم: ایک سرخ پودا ہے، جس کو منہ میں لگانے سے منہ سرخ ہو جاتا ہے)

تحقیق:۔ قیلا: بمعنی سردار اس کی جمع مقاول ہے۔ خد: بمعنی رخسار، چہرہ ''خدود'' جمع ہے۔

ترکیب:۔ ''غادرن'' کی ضمیر ''سحابتنا'' کی طرف لوٹ رہی ہے، ''قیلًا'' مفعول ہے، ''من الدم'' ای من الدم الجامد۔

أَمَرَّ عَلٰى أَفْوَاهِ مَنْ ذَاقَ طَعْمَهَا　　مَطَاعِمُنَا يَمْجُجْنَ صَابًا وَعَلْقَمَا

ترجمہ:۔ ہماری (جنگی) خوراکیں کڑوی ہیں ان لوگوں کے منہ میں جنہوں نے اس کا ذائقہ چکھا ہو، اس حال میں کہ وہ درخت صاب اور علقم کی الٹی کرنے لگے ہو۔ (جس طرح ہم جنگی اعتبار سے کڑوے ہیں اسی طرح ہمارے جنگی کھانے بھی کڑوے ہیں)

تحقیق:۔ صاب و علقم: یہ دو درخت کا نام ہے جو چکھتا ہے وہ الٹی کرتا ہے، کیونکہ بہت کڑوا ہے۔ یمجحن: بمعنی الٹی کرنا۔ اسے معروف و

مجھول دونوں طرح پڑھا جاسکتا ہے۔''افواہ''فوہ کی جمع ہے بمعنی منہ۔''اَمَرّ''بمعنی بہت زیادہ کڑوا۔

ترکیب:۔''مطاعِمُنا''فاعل ہے''ذاق''کا،''طعمھا''کی ضمیر''مطاعم''کی طرف لوٹ رہی ہے چونکہ''مطاعم''رتبۃً مقدم ہے اس لئے اس کی طرف ضمیر لوٹائی جاسکتی ہے، یعنی یہاں اضمار قبل الذکر لفظاً ہے نہ کہ رتبۃً جو کہ اشعار میں جائز ہے۔''یمججن''اگر معروف ہے تو''صابًا وعلقما''کا نصب مفعولیت کی بنا پر ہے ورنہ حال ہونے کی وجہ سے ہے۔

وَقَالَ فِیْ ذٰلِکَ أَیْضاً

یہ اشعار بھی حساس بن نشبہ کے ہیں اور پس منظر وہی ہے جو پہلے آچکا ہے۔

إِنِّـیْ وَإِنْ لَّـمْ أُفْـدِ حَیًّـاسِـوَاھُـمُ فِـدَاءٌ لِتَیْـمٍ یَـوْمَ کَـلْـبٍ وَحِـمْیَـرَ

ترجمہ:۔بے شک کہ میں اگر چہ قبیلہ تیم کے علاوہ کسی اور قبیلہ پر فدا نہیں ہوا، (تاہم) فدا ہوں بنی تیم پر جس دن قبیلہ بنو حمیر اور کلب کا معرکہ ہوا (یعنی اس دن قبیلہ تیم نے بھی شجاعت کے سخت جوہر دکھائے)

تحقیق:۔''افدی''فدی مادہ باب ضرب سے بمعنی فدا ہونا۔

ترکیب:۔''وان لم الخ''شرط ہے''فانی افدیھم''جزاً محذوف ہے، پھر''انی''کی خبر ہے۔

أَبَـوْا أَنْ یُّبِیْـحُـوْا جَـارَھُمْ لِعَدُوِّھِمْ وَقَـدْ ثَـارَ نَقْعُ الْمَوْتِ حَتّٰی تَکَوْثَرَا

ترجمہ:۔اور انہوں (بنو تیم) نے انکار کردیا اس بات سے کہ وہ اپنے پڑوسی (بنی کلب) کو دشمنوں (بنی حمیر) کیلئے مباح کردیں، اس حال میں موت کے غبار بلند ہو کر بکثرت پھیل گئے تھے۔ (سخت ترین جنگ شروع ہوگئی تھی)

تحقیق:۔ثار: (ض) سے بمعنی بھڑکنا، اڑنا۔تکوثرا: بروزن تَسَرْبَل، ثلاثی مزید فیہ ماضی کا صیغہ ہے، آخر میں الف اشباعی ہے۔بمعنی زیادہ ہونا۔نقع: بمعنی غبار۔

ترکیب:۔''ان یبیحوا الخ''مفعول ہے''ابوا''کا،''وقد ثار الخ''جملہ حالیہ ہے۔

سَـمَـوْا نَـحْـوَ قَیْلِ الْقَوْمِ یَبْتَدِرُوْنَهٗ بِـأَسْـیَـافِـھِـمْ حَتّٰی ھَوٰی فَتَقَطَّرَا

ترجمہ:۔انہوں (بنو تیم) نے قوم (بنی حمیر) کے سردار (علقمہ) کا قصد کیا (قتل کرنے کے لئے) اس حال میں کہ وہ اپنی تلواروں کے ساتھ اس کی طرف بڑھ رہے تھے یہاں تک کہ انہوں نے اسے قتل کردیا پس وہ مکمل گر گیا۔

تحقیق:۔سموا: اصل میں''سَمَوُوْا''تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح اس لئے واؤ کو الف سے بدل دیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو گرادیا گیا بمعنی چڑھنا، قصد کرنا۔تقطر بروزن تَقَبَّلَ، آخر میں الف اشباعی ہے۔اطراف، گر جانا، مکمل گرنا۔''قَیل''بمعنی سردار مقاول جمع ہے،''ھوی''باب سے ماضی کا صیغہ ہے بمعنی گر جانا۔

ترکیب:۔''یبتدرونہ الخ''حال ہے''سموا''کی ضمیر سے''حتّٰی''سے پہلے یہ عبارت محذوف ہے''وضربوہ حتی ھوی الخ''۔

وَکَانُوْا کَأَنْفِ اللَّیْثِ لَاشَمَّ مَرْغَمًا وَلَانَـالَ قَـطُّ الصَّـیْـدَ حَتّٰی تَعَفَّرَا

ترجمہ:۔اوروہ (بنوتیم) شیر کی ناک کی طرح ہیں جوذلت کی بوکونہیں سونگھتی ،اوروہ کبھی کسی شکار کونہیں پاتے حتی کہ اسے زمین پرگرا دیتے۔(یعنی بنوتیم سے دشمن بھاگ نہیں سکتا)

تحقیق:۔مرغما:باب سمع سے بمعنی ذلت۔تعفرا:بروزن تفعّل بمعنی زمین پرگرادینا،گرجانا۔''نال'' باب سمع سے بمعنی پانا،''شمّ'' باب نصر سے بمعنی سونگھنا،''انف'' بمعنی ناک انوف جمع ہے۔

ترکیب:۔''کانف اللیث الخ''خبرکانوا ہے،''حتی'' بمعنی''اِلّا'' کے ہے،''کانوا'' کی ضمیر بنی تیم کی طرف لوٹ رہی ہے۔

وَقَالَ فِیْ ذٰلِکَ ھِلَالُ بْنُ رَزِیْنٍ

یہ جاہلی شاعر ہے، بنی ثور بن عبد مناۃ سے تعلق ہے۔باب الحماسہ میں اس کا ایک ہی جگہ ذکر ہے جہاں مقام''بیداء'' میں قبیلہ بنوکلب کا مقابلہ حمیر سے اور قبیلہ حمیر کی ہلاکت،اوراپنی قوم کی بہادری وغیرہ کا بیان ہے:البتہ''ذلک'' سے گزشتہ پس منظر کی طرف اشارہ ہورہا ہے۔

وَبِالْبَیْدَاءِ لَمَّا أَنْ تَلَاقَتْ بِھَا کَلْبٌ وَحَلَّ بِھَا النُّذُوْرُ

ترجمہ:۔اورمقام بیداء میں جب قبیلہ کلب وحمیر میں جنگ شروع ہوئی تو وہاں ان کی نذریں پوری ہوئیں۔(ایک دوسرے کوقتل کرنے کی نذر)

تحقیق:۔''حلّ'' باب نصر سے حلول مصدر بمعنی اترنا اورحلال مصدر باب ضرب سے بمعنی بری ہونا،حلال ہونا،پورا کرنا۔ای برّ بمعنی بری ہونا نذر سے۔

ترکیب:۔''بالبیدأ'' ظرف ہے''تلاقت'' کا،''کلبٌ'' کے بعد''وحمیرٌ'' محذوف ہے جوکہ فاعل ہے''تلاقت'' کا،''ان تلاقت'' میں''اَنْ'' زائدہ اور پوراجملہ شرط ہے،جواب شرط کے بارے میں تین اقوال ہیں(الف)''وحلّ'' جواب شرط ہے،ترجمہ میں اسی کولیا گیا ہے،البتہ اس صورت میں''وحل'' کے واؤ کوزائد قرار دیا جائے گا۔(ب)''فَحَانت الخ''(ج)اجادت الخ،یہ جملہ آگے شعر میں آرہا ہے۔جواب شرط میں حرف زائد ہونے کی مثال یہ ہے''حتی اذا جآؤھا وفتحت ابوابُھا''۔

فَحَانَتْ حِمْیَرٌ لَمَّا الْتَقَیْنَا وَکَانَ لَھُمْ بِھَا یَوْمٌ عَسِیْرٌ

ترجمہ:۔پس حمیر ہلاک ہوگئے،جب ہماری ان سے لڑائی ہوئی اوران کیلئے وہاں''مقام بیداء''سخت دن تھا۔(یعنی جنگ میں ان کے لوگ قتل کئے گئے)

تحقیق:۔حانت:باب ضرب سے بمعنی ہلاک ہونا،شکست کھانا۔عسیر:بمعنی مشکل۔باب کرم ہے۔

ترکیب:۔''فحانت حمیرٌ''جزأمقدم اور''التقینا''شرط مؤخر ہے۔''لھم'' کان کی خبرمقدم اور''یوم عسیرٌ'' مرکب توصیفی کے بعداسم کان مؤخر ہے۔

وَأَیْقَنَتِ الْقَبَائِلُ مِنْ جَنَابٍ وَعَامِرٍ أَنْ سَیَمْنَعُھَا نَصِیْرٌ

ترجمہ:۔اورعامروجناب کے قبائل نے یقین کرلیا تھا،کہ کوئی مددگار(قبیلہ تیم)ان قبائل کوبچائے گا(قتل سےلیکن کسی نے مدد نہیں کی)

تحقیق:۔ سیمنعہا: منع مادہ (ف) منعا۔ حمایت کرنا، تکلیف سے بچانا۔ شروع سین عوض کے لئے ہے، یہ سین اس لئے لایا گیا ہے کہ اس سے قبل جو ان مخففہ من المثقلہ ہے وہ فعل (سیمنعہا) سے مل نہ جائے اور سمجھنے والے اسے ان مصدریہ سمجھے گا۔

ترکیب:۔ "القبائل" مبین اور "من جناب و عامر" بیان ہے دونوں مل کر فاعل ہے "ایقنت" کا "نصیر" فاعل ہے۔

أَجَادَتْ وَبْلَ مُدْجِنَةٍ فَدَرَّتْ عَلَيْهِمْ صَوْبَ سَارِيَةٍ دَرُوْرُ

ترجمہ:۔ برسنے والے بادل آئے اور خوب بارش برسائی، چنانچہ وہ بادل ان (حمیر) پر رات کو آنے والے بادل کی طرح بارش برسی (یعنی قبیلہ بنوحمیر پر تلوار اور نیزوں کی بارش برسائی گئی)

تحقیق:۔ اجادت: باب افعال سے جود مادہ ہے، بمعنی جود و سخاوت، عمدہ کرنا۔ المطر الکثیر۔ وبل: بمعنی بارش۔ ساریۃ: بمعنی چلنے والے بادل۔ مدجنۃ: گھٹا ٹوپ بھاری بادل۔ درور: بمعنی برسانے والا بادل، "صوبٌ" باب نصر سے بارش ہونا۔

ترکیب:۔ "درورٌ" "درت" کا فاعل ہے اور بعض کے نزدیک "اجادت" کا بھی فاعل ہے، عبارت یوں ہوگی "اجادت درورٌ وبلَ الخ" بعض کے نزدیک اجادت سے پہلے یہ عبارت محذوف ہے "اتت سحابة كثيرةٌ فاجادتْ" ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے۔ "وبل مدجنةٍ" مفعول مطلق للنوع ہے "اجادتْ" کا۔ "صوب ساريةٍ" بھی مفعول مطلق للنوع ہے "درت" کا۔

فَوَلَّوْا تَحْتَ قِطْقِطِهَا سِرَاعًا تَكُبُّهُمُ الْمُهَنَّدَةُ الذُّكُوْرُ

ترجمہ:۔ چنانچہ وہ (حمیر) پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے اس دھواں دار بارش کے نیچے جلدی جلدی۔ اس حال میں کہ ہندی فولادی تلواریں ان کا حلیہ بگاڑ رہی تھیں۔

تحقیق:۔ قطقط: بمعنی بارش، مراد نیزوں کی بارش ہے۔ تکب: باب نصر سے بمعنی توڑ دینا۔ پچھاڑ دینا۔ المھندۃ: بمعنی ہندی تلوار۔ ذکور بمعنی فولادی مضبوط تلوار۔ "سراعا" سریعٌ کی جمع ہے جس طرح کریم کی جمع کرام ہے۔

ترکیب:۔ "فولوا" کی ضمیر حمیر کی طرف لوٹ رہی ہے جو کہ فاعل ہے، "سراعا" حال اول اور "تکبھم الخ" حال ثانی ہے، یعنی حال مترادفہ۔ "المھندۃ الذکور" مرکب توصیفی کے بعد فاعل ہے "تکب" کا۔

وَقَالَ جَزْءُ بْنُ ضِرَارٍ اَخُو الشَّماخ

مخضرمی شاعر ہے، بنی مازن سے تعلق ہے، سلسلۂ نسب یوں ہے۔ جزء بن ضرار بن سنان بن امیہ بن عمرو المازنی۔ یہ ایک مرتبہ کسی سفر میں اپنے علاقہ سے گیا ہوا تھا، اس کو اطلاع ملی کہ اس کی قوم پر مصیبت آئی ہوئی ہے یا کسی نے ان پر ڈاکا ڈالا ہے، تو اس پر تأثرات کا اظہار کر رہا ہے:

أَتَانِي فَلَمْ أُسْرَرْ بِهِ حِيْنَ جَاءَنِي حَدِيْثٌ بِأَعْلَى الْقُنَّتَيْنِ عَجِيْبُ

ترجمہ:۔ میرے پاس ایک عجیب خبر آئی ہے، "قنتین" پہاڑ کی چوٹی پر، جس کی وجہ سے میں خوش نہیں ہوا۔ (کیونکہ اس خبر میں رنج والم پنہاں ہیں)

تحقیق:۔ فلم اسرر بہ: میں اس خبر سے خوش نہیں ہوا۔ "بہ" ضمیر "حدیث" کی طرف عائد ہے، جو لفظاً مؤخر ہے۔ اور رُبتبًا "أتانی" کے فاعل ہونے کی وجہ سے مقدم ہے، "عجیب" حدیث کی صفت ہے۔ "قنتین" ایک پہاڑ کا نام ہے۔

ترکیب:۔ اس شعر میں تنازع فعلین ہے وہ اس طرح کہ "اتانی" اور "جانی" دونوں "حدیث عجیبٌ" کو فاعل بنانا چاہتے ہیں، اب فعل اول کو عامل بنایا جائے گا یا فعل ثانی کو اس میں کوفین اور بصریین کا اختلاف ہے، جس کو عامل بنایا جائے گا مفہوم درست ہوگا البتہ فعل آخر کا فاعل بصورت ضمیر محذوف ہوگا۔

تَصَامَمْتُهُ لَمَّا أَتَانِيْ يَقِيْنُهُ　　وَأَفْزَعَ مِنْهُ مُخْطِئٌ وَمُصِيْبُ

ترجمہ:۔ جب مجھے اس (خبر کی صداقت) کا یقین آ گیا تو میں اس خبر سے بتکلف بہرہ بن گیا (گویا میں نے وہ خبر سنی ہی نہیں) اور اس خبر کا یقین کرنے والا اور شک کرنے والا (دونوں) گھبراہٹ میں مبتلا ہو گیا۔

تحقیق:۔ تصامم: بمعنی بتکلف بھرا بننا۔ "ہ" منصوب بنزع الخافض ہے ای منہ۔ مخطی سے خطاء مراد ہے، شک کرنا، مصیب بمعنی درست مراد یقین ہے۔

ترکیب:۔ "اتانی یقینہُ" شرط مؤخر ہے، "تصاممتہُ" جزاً مقدم ہے، "مخطیٌ و مصیبٌ" دونوں فاعل ہیں "افزع" کے۔

وَحُدِّثْتُ قَوْمِيْ أَحْدَثَ الدَّهْرُ فِيْهِمْ　　وَعَهْدُهُمْ بِالْحَادِثَاتِ قَرِيْبُ

ترجمہ:۔ اور مجھے بتلا گیا میری قوم کے بارے میں کہ زمانہ نے ان پر امر منکر لا کھڑا کیا ہے، اور ان کا زمانہ، حادثات کے ساتھ قریب ہے۔ (یعنی زمانہ نے قریبی مدت میں ان کو رنج و غم میں مبتلا کیا تھا)

ترکیب:۔ حدثت: ماضی مجہول متعدی بہ سہ مفعول ہے، پہلا مفعول ضمیر متصل نائب فاعل ہے، دوم مفعول قومی ہے اور سوم مفعول جملہ "أحدث ألدهر" ہے، "أحدث" کا مفعول محذوف ہے۔ أی أحدث الدهر فیهم المصائب" ہے۔ "وعهدهم الخ" مبتدأ ہے، "قریبٌ" خبر ہے۔

فَإِنْ يَكُ حَقًّا مَا أَتَانِيْ فَإِنَّهُمْ　　كِرَامٌ إِذَا مَا النَّائِبَاتُ تَنُوْبُ

ترجمہ:۔ پس اگر وہ خبر صحیح ہو جو میرے پاس آئی ہے، (تو میرے لئے کوئی خوف کی بات نہیں ہے اور نہ ان کے لئے) کیونکہ وہ (میری قوم) شریف ہے جب کہ مصیبت تو نوبت بنوبت آتی رہتی ہے۔

ترکیب:۔ فانهم کرام: جواب ان پر دال ہے اور جواب ان محذوف ہے، وہ یہ ہے "فلیس لی فزعٌ ولا بهم جزعٌ" "حقًا" خبر مقدم ہے "یک" کا "ما اتانی" اسم مؤخر ہے، پھر شرط ہے، "ما النائبات" میں ما زائدہ ہے۔

فَقِيْرُهُمْ مُبْدِيْ الْغِنَى وَغَنِيُّهُمْ　　لَهُ وَرِقٌ لِلسَّائِلِيْنَ رَطِيْبُ

ترجمہ:۔ (اور وہ قوم ایسی ہے) کہ ان کا فقیر مالداری ظاہر کرنے والا ہے (تا کہ سوال اور ذلت سے حتی الامکان بچے) اور ان کے غنی کا عمدہ مال مانگنے والوں کا ہوتا ہے (یعنی سائلین کو دیتے ہیں تا کہ نیکی ملے)

تحقیق:۔ورق: بمعنی سونا چاندی۔ رطیب: مراد عمدہ مال ہے۔''مُبـدِیٌ'' باب افعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے، بدو مادہ ہے بمعنی ظاہر کرنا، واوٴ چوتھے کلمہ میں واقع ہونے کی وجہ سے یاٴ سے تبدیل کر دیا گیا۔

ترکیب:۔''ورقٌ'' موصوف اور''رطیبٌ'' صفت ہے۔

ذَلُوْلُهُمْ صَعْبُ الْقِيَادِ وَصَعْبُهُمْ ذَلُوْلُهُمْ بِحَقِّ الرَّاغِبِيْنَ رَكُوْبُ

ترجمہ:۔ان کا فرمانبردار آدمی بھی تابع بننے میں سخت ہے (دشمنوں کیلئے) اور ان کا سخت ترین آدمی حاجت مندوں کیلئے نرم سواری ہے۔

تحقیق:۔ذلــــول: بروزن قبول مصدر ہے بمعنی نرم، قابو میں آنا۔ قیاد بکسر القاف بمعنی فرمانبرداری کرنا۔ رکوب: بمعنی سواری، یہاں مرکوب کے معنی میں ہے،''الراغبین'' باب سمع سے بمعنی شوق ورغبت، اگر صلہ میں عن آجائے تو بے رغبتی کا مفہوم ہوتا ہے،''صعبٌ'' صفت مشبہ ہے بمعنی سخت، یہاں اسم فاعل کے معنی میں ہے۔

ترکیب:۔''ذلولهم'' مبتدأ اور''صعب القياد'' خبر ہے،''وصعبهم'' مبتدأ ہے،''ذلولهم'' خبر اول اور''رکوب'' خبر ثانی ہے۔ جبکہ''بحق الراغبين'' کا تعلق''رکوب'' سے ہے۔

إِذَا رَنَّقَتْ أَخْلَاقَ قَوْمٍ مُصِيْبَةٌ تَصَفَّى لَهَا أَخْلَاقُهُمْ وَتَطِيْبُ

ترجمہ:۔جب مصیبت کسی قوم کے اخلاق کو گدلا کر دے، تو ایسی مصیبت کی وجہ سے میری قوم کے اخلاق زیادہ صاف اور پاکیزہ ہو جاتے ہیں۔

تحقیق:۔رنقت: باب نصر وسمع سے بمعنی گدلا کرنا، خراب کرنا، رنق مادہ باب تفعیل سے ہے۔ تصفی: بمعنی پسند کرنا۔ خالص کرنا۔

ترکیب:۔''مصيبةٌ'' فاعل ہے''رنقت'' کا، پھر شرط ہے، جزا محذوف ہے جو کہ یہ ہے''فتغيرت''،''اخلاقهم'' فاعل ہے ''تصفی'' کا،''لها'' کی ضمیر''مصيبةٌ'' کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اور''تطیب'' کی ضمیر''اخلاق'' کی طرف لوٹ رہی ہے۔

وَمَنْ يَغْمُرُوْا مِنْهُمْ بِفَضْلٍ فَإِنَّهُ إِذَا مَا انْتَمٰى فِيْ آخَرِيْنَ نَجِيْبُ

ترجمہ:۔اور ان میں سے وہ شخص جس کو فضل واحسان ڈھانپتے ہیں (یعنی غریب وفقیر ہوتے ہیں)، پس جب وہ نسب بیان کرے دوسروں کے مقابلے میں تو نجیب الطرفین وشریف ہوتا ہے۔

تحقیق:۔یغمروا: میں مرجع ضمیر''هم''''من'' ہے اور''من'' کے معنی کا لحاظ کیا گیا ہے۔ **لان لفظ من باعتبار اللفظ مفرد وباعتيار المعنى جمع ومعنى يغمر اى يغشى انتمى اى انتسب.**

ترکیب:۔''بفضلٍ'' میں باٴ زائدہ اور یہ''یغمروا'' کا فاعل ہے،''اذا الخ'' مبتدأ ہے اور''نجیب'' خبر ہے۔

وَقَالَ الْقُطَامِيُّ

سلسلہ نسب یوں ہے، عمیر بن شُییم بن عمرو بن عباد التغلبی۔ یہ پہلے تغلبی ونصرانی تھا، بعد میں اسلام قبول کیا، شاعر ان اشعار میں اپنے اور اپنی قوم کی بہادری بیان کر رہا ہے، ان کے کل پانچ اشعار یہاں ہیں:

مَنْ تَكُنِ الْحَضَارَةُ أَعْجَبَتْهُ فَأَيَّ رِجَالِ بَادِيَةٍ تَرَانَا

ترجمہ:۔جس شخص کوشہری زندگی تعجب میں ڈال دے (تو وہ شہر میں رہے، ہم تو دیہات میں رہنے والے ہیں) پس بہت سے دیہاتی لوگوں میں سے ہمیں ممتاز دیکھو گے (یعنی ہم دیہات میں بھی بلند مقام والے ہیں)

تحقیق:۔الحضارة:شہری زندگی،تمدن۔جمع حضارات. بادية: دیہات،جمع بوادی، بادایات۔

ترکیب:۔''تكن الخ''شرط ہے، جزا محذوف ہے''فليكن في الامصار'' ''فايَّ الخ''منصوب بنزع الخافض ہے اصل میں''مِن ايِّ رجالِ الخ''تھا،''ترانا''مضارع واحد حاضر ہے،آخر میں نا مفعول کا ہے۔

وَمَنْ رَبَطَ الْجِحَاشَ فَإِنَّ فِينَا قَنًا سُلُبًا وَأَفْرَاسًا حِسَانَا

ترجمہ:۔اور جو شخص (دیہات میں) گدھے کے بچوں کو باندھتے (پالتے) ہیں (تو باندھیں) بے شک ہمارے پاس طویل نیزے (ہلاک کرنے والے نیزے) اور خوبصورت گھوڑے ہیں۔

تحقیق:۔ربط:بمعنی باندھنا۔جحاش: یہ جمع ہے جحش کی بمعنی گدھا کا بچہ۔سُلبا: یہ جمع ہے سلبة کی بمعنی نیزہ یا یہ جمع ہے سلوب کی بمعنی ہلاک کرنا۔قنا اور اس کے واحد میں صرف''ة''کا فرق ہے۔

ترکیب:۔''ربط الخ''شرط ہے، جزا محذوف ہے''فليربط'' ''قِناسُلبًا''مرکب توصیفی کے بعد اسم ان مؤخر ہے اور''فينا''خبر ان مقدم ہے''افراسا الخ''کا عطف''سلبا''پر ہے۔

وَكُنَّ إِذَا أَغَرْنَ عَلَى جَنَابٍ وَأَعْوَزَهُنَّ نَهْبٌ حَيْثُ كَانَا

ترجمہ:۔اور وہ گھوڑے جب قبیلہ جناب پر ڈاکہ ڈالتے ہیں، اور ان گھوڑوں کو لوٹ مار عاجز محتاج بنادے جہاں بھی وہ لوٹ مار ہو۔ (یعنی ان گھوڑوں کو مال غنیمت میں سے کچھ بھی حصہ نہ ملے)

تحقیق:۔اغرن: صیغہ جمع مؤنث ہے بمعنی لوٹ مار کرنا۔حملہ کرنا۔۔اعوز: باب افعال سے بمعنی فقیر کر دینا، بدحال کر دینا۔کانا: میں الف اشباعی ہے اور ضمیر''نهبٌ''کی طرف لوٹ رہی ہے۔

ترکیب:۔''اذا اغرن الخ''خبر''كُنّ''ہے،''اغرن''کی ضمیر گھوڑوں (خیل) کی طرف لوٹ رہی ہے، عرب اصطلاح کے مطابق خیل کے ذکر کے بغیر ضمیر لوٹائی جاسکتی ہے۔''نهبٌ''فاعل ہے''اعوزهن''کا۔''اذا اغرن الخ''کا جواب اگلا شعر ہے۔

أَغَرْنَ مِنَ الضِّبَابِ عَلَى حُلُولٍ وَضَبَّةَ إِنَّهُ مَنْ حَانَ حَانَا

ترجمہ:۔تو پھر وہ (گھوڑے) قبیلہ ضِباب اور ضبہ پر ڈاکہ ڈال دیتے ہیں اس حال میں کہ دونوں قبائل ایک جگہ ہوں، بے شک (لوٹ مار کے دوران) جو ہلاک ہو جائے، ہو جائے۔

تحقیق:۔حلول: الذين يحلون بمكان واحد. جو لوگ ایک جگہ رہتے ہوں۔مفرد حال ہے، حل نصر سے اترنا۔حان:ضرب سے ہلاک ہونا۔

ترکیب:۔''اغرن من الضباب الخ ''جواب اذا ہے،''من الضباب ''میں''من'' زائدہ ہے۔''علی حلول '' حال ہے اور ''وضبة'' کا عطف''من الضباب'' کے محل (مفعول) پر ہے۔''اله'' میں ضمیر شان اور''حالا'' کے آخر میں الف اشباعی ہے۔

وَأَحْيَانًا عَلٰى بَكْرٍ أَخِيْنَا إِذَا مَا لَمْ نَجِدْ إِلَّا أَخَانَا

ترجمہ:۔اور بسا اوقات وہ اپنے بھائی بکر پر حملہ آور ہوتے ہیں، جب ہم (لوٹ مار کیلئے) اپنے بھائی کے علاوہ کسی کو نہ پائے (یعنی لوٹ کھسوٹ کی عادت ایسی ہے کہ اگر کوئی اور ہاتھ نہ آئے تو اپنوں ہی پر حملہ کردیتے ہیں)

تحقیق:۔احیانا: سے پہلے اغرن'' فعل محذوف ہے اور اس شعر میں جمع مؤنث سے جمع متکلم کی طرف التفات ہے۔اخانا: سے مراد بکر بن وائل ہے جو کہ تغلب بن وائل کا بھائی ہے اور شاعر تغلبی ہے۔

ترکیب:۔''اذا مالم نجد''میں''ما'' زائدہ ہے اور''اذا'' ظرف ہے جبکہ مستثنی منہ''احدًا'' محذوف ہے۔

وَقَالَ الْأَعْوَجُ الْمُغْنِيُّ

تعارف وپس منظر:۔ یہ مخضرمی شاعر اپنی اونٹنی کا دودھ اپنے گھوڑے کو پلاتا تھا جس کی وجہ سے اس کی بیوی اس پر ناراض ہوگئی تھی، اسی ناراضگی پر یہ اشعار کہے، اسد الغابہ کے مطابق یہ صحابی ہیں اور خوارج میں شامل نہیں ہیں جبکہ بعضوں نے انہیں خارجی قرار دیا ہے۔

أَرَى أُمَّ سَهْلٍ مَاتَزَالُ تَفَجَّعُ تَلُوْمُ وَمَاأَدْرِيْ عَلَامَ تَوَجَّعُ

ترجمہ:۔میں ام سہل کو دیکھتا ہوں کہ وہ ہمیشہ غمزدہ رہتی ہے، جس حال میں ملامت کرتی رہتی ہے اور مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ کیوں غمگین رہتی ہے۔

تحقیق:۔تفجع وتوجع :بمعنی غمگین ہونا، دردناک ہونا۔اصل میں توجع تتفجع ہے۔ایک تاء حذف کردیگئی ہے۔''علام'' میں علی حرف جر ہے اور ما استفہامیہ ہے۔اس میں الف حذف کردیا۔''ام سهل '' شاعر کی بیوی کا نام ہے۔

ترکیب:۔''ام سهل ''مفعول اول ہے''اری'' کا اور''ماتزال الخ ''مفعول ثانی ہے۔''تلوم'' حال ہے۔

تَلُوْمُ عَلٰى أَنْ أَمْنَحَ الْوَرْدَ لِقْحَةً وَمَاتَسْتَوِيْ وَالْوَرْدَ سَاعَةَ تَفْزَعُ

ترجمہ:۔کیا وہ مجھے اس بات پر ملامت کرتی ہے کہ میں اپنے گھوڑے''ورد'' کو اونٹنی کا دودھ پلاتا ہوں (نہ کہ ام سہل کو) جس حال میں امّ سہل خوف کی گھڑی (جنگ) میں''ورد'' کے مساوی نہیں ہیں۔(کیونکہ لڑائی کے وقت تو خود ڈرتی ہے دوسرے کو کیسے بچائیگی بخلاف ورد کے۔)

تحقیق:۔امنح (ف) بمعنی عطاء کرنا۔ورد: بمعنی گھوڑے کا بچہ۔لقحۃ: بمعنی دودھ دینے والی اونٹنی۔تستوی کی ضمیر ام سہیل کی طرف ہے۔

ترکیب:۔''تلوم'' سے پہلے ہمزہ استفہامیہ مبتدأ محذوف ہے،''تلوم الخ ''خبر ہے۔''لقحةً'' اصل میں یوں تھا''لبنَ لقحةٍ ''جو کہ مفعول ہے''والورد ''مفعول معہ ہے۔

إِذَاهِيَ قَامَتْ حَاسِرًا مُشْمَعِلَّةً نَخِيْبَ الْفُؤَادِ رَأْسُهَا مَايُقَنَّعُ

ترجمہ:۔جب وہ (ام سہل بوقت خوف) برہنہ سر، تیز دوڑنے والی، کمزور دل اور بغیر اوڑھنی کے کھڑی ہوگی۔

تحقیق:۔حاسر: بمعنی کھولنا۔مشعلۃ: بمعنی عمدہ چلنا۔نخیب: بمعنی نامراد،ضعیف۔یقنع: بمعنی اوڑھنی اوڑھنا۔یاڈھانپنا۔
ترکیب:۔''ھی''مبتدأ،''قامت الخ''خبر ہے،مبتدأ وخبر مل کر معطوف علیہ ہے''وقمتُ الخ''جزأ ہے۔''حاسرًا''حال اول ہے، ''مشعلۃً''حال ثانی ہے،''نخیب الفواد''حال ثالث ہے،''راسُھا الخ''حال رابع ہے''قامتْ''کی ضمیر فاعل سے، ''حاسرًا''اور''نخیبَ''کے آخر میں''ۃ''بھی تھا جسے ضرورت شعری کی وجہ سے حذف کردیا گیا ہے۔

وَقُمتُ إِلَيهِ بِاللِّجَامِ مُيَسَّرًا هُنَالِكَ يَجْزِينِي بِمَا كُنْتُ أَصْنَعُ

ترجمہ:۔اور میں اس گھوڑے کی طرف لگام لیکر کھڑا ہونگا،جس حال میں مجھے جنگ کی توفیق دی گئی ہے،تو اس وقت وہ گھوڑا مجھے بدلہ دے گا اس برتاؤ کا جو میں اس کے ساتھ کرتا تھا۔
تحقیق:۔میسرا: اسم مفعول از تفعیل أی موفقا للحرب. یعنی مجھے جنگ کی توفیق دی گئی ہے۔''قمتُ''فعل ماضی ہے بمعنی مستقبل، ''لجام''بمعنی لگام۔
ترکیب:۔''میسرًا''''قمتُ کی ضمیر متکلم سے حال ہے،''ھنالک الخ''جواب اذا ہے،''اصنع''کے بعد''الیہ''محذوف ہے جس کا مرجع''ورد''ہے۔

وَقَالَ حُجْرُبْنُ خَالِدِبْنِ مَحْمُوْدِبْنِ عَمْرِوبْنِ مَرْثَدٍ

جاہلی شاعر ہے،قبیلہ بکر سے تعلق ہے۔اس سے قبل بھی ان کا ذکر ایک دو دفعہ آیا ہے،شاعر بیوی سے دور کہیں عجم میں تھا،اور دوران سفر بیوی کی یاد آرہی تھی،تو شاعر بیوی کی یاد میں مرثیہ خواں ہے:

كُلَيبِيَّةٌ عَلِقَ الفُؤَادُ بِذِكرِهَا مَا إِنْ تَزَالُ تَرَى لَهَا أَهْوَالًا

ترجمہ:۔(وہ) کلیبیہ (بنوکلب سے تعلق) ہے جس کی یاد کے ساتھ میرا دل وابستہ ہے،اور ہمیشہ(اے نفس!) تو اس (کلیبیہ) کیلئے مصائب کو دیکھتا ہے۔(یعنی ہمیشہ یہ خیال رہتا ہے کہ کہیں اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچی ہو)
تحقیق:۔کلیبیۃ: شاعر کی بیوی کا نام ہے۔علق: باب سمع سے بمعنی وابستہ ہونا۔اھوالا: یہ جمع ہے ہول کی،بمعنی مصائب،آفات۔کلیبیۃ سے پہلے ھی''مبتدا محذوف ہے،تری کا مرجع ضمیر نفس ہے یا انت ہے۔
ترکیب:۔''علق الخ''صفت ہے''کلیبیۃ''کی''الفواد''فاعل ہے''علق''کا۔

فَاقْنَيْ حَيَاءَكِ لَا أَبَالَكِ إِنَّنِي فِي أَرْضِ فَارِسَ مُوثَقٌ أَحْوَالًا

ترجمہ:۔پس تو اپنی حیاء کو لازم پکڑ،(یعنی تو حیاء وشرم کے ساتھ رہ) تیرا باپ نہ رہے،بے شک میں ارض فارس میں مختلف حالات میں مقید ہوں۔
تحقیق:۔فاقنی: صیغہ امر بمعنی لازم پکڑنا۔لا ابا لک،درمیان میں جملہ دعائیہ ہے۔احوال یہ جمع ہے حال کی بمعنی حالت اور منصوب بنزع الخافض ہے،اصل میں باحوال تھا۔

ترکیب:۔"فی ارض فارس" اور"باحوال" دونوں"موثق" سے متعلق ہیں۔

وَاِذَا ھَلَکْتُ فَلَا تُرِیْدِیْ عَاجِزًا غُسًّا وَلَا بَرَمًا وَلَا مِعْزَالَا

ترجمہ:۔اور جب میں ہلاک ہو جاؤں، تو کسی عاجز کمزور، بخیل اور احمق کا ارادہ نہ کرنا، (یعنی مذکورہ صفات والے سے تمہاری شادی نہ ہو بلکہ مجھ جیسے آدمی سے ہو جو کہ مشکل ہے)

تحقیق:۔تریدی: باب افعال سے ارادہ کرنا یہاں نکاح مراد ہے۔غسا: بمعنی ضعیف، برما، وہ شخص ہے جو جواء نہ کھیلتا ہو، مراد بخیل ہے۔ معزل بمعنی چرواہا۔یکسوئی اختیار کرنے والا۔

ترکیب:۔"ھلکتُ" شرط ہے،"فلا تریدی الخ" جزاء ہے۔

وَاسْتَبْدِلِیْ خَتَنًا لِاَھْلِکِ مِثْلَهٗ یُعْطِی الْجَزِیْلَ وَیَقْتُلُ الْاَبْطَالَا

ترجمہ:۔اور تو بدل لے (میری جگہ) ایسے داماد کو، اس جیسے داماد تمہارے خاندان کیلئے بہت زیادہ مال دیتا ہو اور بہادروں کو قتل کرتا ہو (یعنی وہ سخی اور بہادر ہو)

تحقیق:۔ختن: بمعنی داماد۔الجزیل ای عظیم۔"ابطال" بطل کی جمع ہے بمعنی بہادر۔

ترکیب:۔"خَتَنًا" موصوف ہے،"مثلہ الخ" صفت ہے، چونکہ لفظ مثل اسماً متوغلۃ الابہام میں شامل ہے اس لئے اضافت کے باوجود بحکم نکرہ ہے، دونوں مل کر مفعول ہے،"لا ھلک" کا تعلق"یعطی" سے ہے۔

غَیْرَ الْجَدِیْرِ بِاَنْ تَکُوْنَ لَقُوْحُهٗ رَبًّا عَلَیْهِ وَلَا الْفَصِیْلُ عِیَالَا

ترجمہ:۔اور وہ (داماد) اس بات کا سزاوار نہ ہو کہ اس کی دودھ والی اونٹنی اس کی مالکہ ہو اور نہ ایسا آدمی ہو جو اونٹنی کا بچہ اس کا عیال ہو۔(جو صرف اونٹنی اور اس کے بچے پر اکتفا کرے گا وہ کمزور و بزدل ہی ہوگا)

تحقیق:۔الجدیر: بمعنی مناسب۔لقوح بمعنی اونٹنی۔ربا: معنی مالک۔الفصیل بمعنی ولد الناقة . عیال معناه اولاد.

ترکیب:۔"غیر الجدیر" صفت ثانی ہے"ختنا" کی، چونکہ لفظ مثل کی طرح"غیر" بھی اسماً متوغلۃ الابہام میں شامل ہے اس لئے اضافت کے باوجود بحکم نکرہ ہے،"لقوحه" اور"ولا الفصیلُ" اسم ہے"تکون" کا۔"ربًّا علیه" اور"عیالًا" خبر ہے"تکون" کی۔

وَقَالَ رُشَیْدُبْنُ رُمَیْضٍ الْعَنْبَرِیُّ

جاہلی شاعر ہے، بعض نے کہا کہ شاعر نے حضور کا زمانہ پایا ہے۔اس کا لقب"حطم" ہے شاعر مذکورہ اشعار میں شریح بن شرحبیل کی تعریف کر رہا ہے، اس کا ایک پس منظر یہ ہے کہ شریح نے یمن میں قبیلہ ربیعہ کی ایک جماعت سے جنگ کی اور جنگ میں مال غنیمت کے ساتھ

فرعان بن معدیکرب سمیت بہتوں کو قیدی بھی بنالیا، پھر شریح اپنے رفقاء کے ساتھ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا لیکن دلال کی حماقت سے یہ لوگ کسی جنگل میں جا پہنچے اور دلال وہاں سے بھاگ گیا جس کی وجہ سے تمام حضرات بے آب وگیاہ جنگل میں ہونے کی وجہ سے پریشانی میں مبتلا ہو گئے، فرعان سمیت بہت سے لوگ پیاس سے مرگئے تاہم حطم اور ان کے رفقاء زندہ بچ کر نکلنے میں کامیاب ہو گئے، اس پر شاعر نے درج ذیل اشعار کہے (کمافی الاغانی) دوسرا پس منظر یہ ہے کہ شریح نے یمن میں غارت گری کر کے ربیعہ بن معدیکرب کو قتل کر دیا اور قیس بن معدیکرب کی لڑکی کو گرفتار کیا، لڑکی کے بھائی اشعث بن قیس کو اس پر صدمہ ہوا، لہذا وہ شریح کے پاس جا کر اس کی رہائی کی درخواست کی کہ اس کی بہن کے سر میں جتنی چوٹیاں ہیں ہر یک کے بدلے میں سو اونٹ دیدیا جائے گا مگر شریح اس پر تیار نہ ہوا، لہذا شاعر اسکی بہادری وغیرہ یہاں بیان کر رہا ہے:

بَـاتُـوْا نِيَـامًـا وَابْـنُ هِـنْـدٍ لَمْ يَنَمْ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ بَـاتَ يُـقَـاسِيْـهَـا غُلَامٌ كَـالـزُّلَمْ

ترجمہ:۔ لوگوں نے سوتے ہوئے رات گذاری اور ابن ہند (شریح) نہیں سویا (بلکہ) رات گذاری اس نے غارت گری کی مشقت اٹھاتے ہوئے، وہ (شریح) غلام بے ریش تیر کی طرح ہے۔

تحقیق:۔ یقاسیہا: باب مفاعلہ سے بمعنی برداشت کرنا۔ اور ضمیر کا مرجع ''الاغارۃ'' ہے جو ذہن میں ہے۔ زُلم: بمعنی بغیر ریش و پر کے تیر، ''نیامًا'' باب سمع کا مصدر ہے، معنی میں اسم فاعل ''نائمین'' کے ہے۔ ''ابن هند'' سے شریح مراد ہے۔

ترکیب:۔ ''نیامًا'' بمعنی نائمین حال ہے ''باتوا'' کی ضمیر سے، ''لم ینم'' کے بعد ''بل'' محذوف ہے، ''غلامٌ'' مبتدأ محذوف کی خبر ہے ''ای هو غلامٌ''۔

خَـدَلَّـجُ الـسَّـاقَيْـنِ خَفَّـاقُ الْقَدَمْ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ قَـدْلَـفَّـهَـا الـلَّيْـلُ لِسَـوَّاقٍ حُـطَـمْ

ترجمہ:۔ (وہ لڑکا) پر گوشت پنڈلی والا، متحرک قدم والا ہے، (یعنی وہ مسلسل سفر پہ رہتا ہے) بے شک رات نے اس غارت گری کو جمع کر دیا ہے ایسے شخص کیلئے، جو اونٹوں کو ہنکانے والا اور دشمنوں کو توڑ ڈالنے والا ہے۔

تحقیق:۔ خدلج: بمعنی موٹا۔ خفاق: معنی مضطرب ہونا، مراد تیزی ہے۔ لفہا: ای جمع الآغارۃ۔ سواق: بمعنی گھوڑا ہانکانے والا۔ حطم: شاعر کا لقب ہے۔ یا یہ حطم سے نکلا ہے بمعنی توڑ ڈالنا، دوسری صورت میں یہ اسم فاعل کے معنی میں ہوگا۔

ترکیب:۔ ''خدلج الساقین'' صفت اول ہے ''غلامٌ'' کی اور ''خفّاق القدم'' صفت ثانی ہے۔ ''لسواقٍ'' کا مفعول ''الابل'' اور ''حُطم'' بمعنی حاطم کا مفعول ''العدو'' محذوف ہے۔

لَيْـسَ بِـرَاعِـيْ إِبِـلٍ وَّلَا غَـنَـمْ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ وَلَا بِـجَـزَّارٍ عَـلٰـى ظَهْـرِ وَضَـمْ

ترجمہ:۔ (وہ غلام) اونٹ اور بکری چرانے والا نہیں ہے، (جو کہ بے عزتی کی علامت ہے) اور نہ وہ قصاب ہے جو گوشت کو تختہ کی پشت (مڈے) پر رکھ کر بیچتا ہے۔

تحقیق:۔ جزار: بمعنی قصائی، وضم: وہ لکڑی جس پر قصائی گوشت کاٹتا (مڈے) ہے۔

ترکیب:۔''لیس الخ ''صفت ثالث ہے''غلامٌ'' کی۔''لیس '' کی ضمیر غلامٌ کی طرف لوٹ رہی ہے جوکہ اسم لیس ہے،''براعی الخ ''خبر لیس ہے بأ زائدہ ہے جس طرح فاعل میں بأ زائدہ ہوتا ہے۔''علی ظھر '' سے پہلے''یبیع ''فعل محذوف ہے۔

مَنْ یَلْقَنِیْ یُوْدِ کَمَا اُوْدَتْ اِرَمُ

ترجمہ:۔(اور وہ کہتا ہے) جو مجھ سے لڑے گا وہ ہلاک ہوجائے گا جیسے قوم اِرم ہلاک ہوگئی ہے۔

تحقیق:۔یودی :ایداء،افعال سے،مجرد سمع سے بمعنی ہلاک ہونا مادہ (و،د،ی) ہے۔

ترکیب:۔یُود:اصل میں یودی تھا،یہ ''من ''شرطیہ کیلئے جزا واقع ہونے کی وجہ سے آخر سے''یاء''حرف علت کو حذف کردیا۔

وَقَالَ جَعْفَرُبْنُ عُلْبَۃَ الْحَارِثِیُّ حین لقی بنی عقیل

تعارف و پس منظر:۔یہ شاعر اسلامی ہے،شاعر مقام''سحبل'' کے معرکے کا ذکر کررہا ہے جس میں اس نے اپنے مخالفین کو مارنے کا واقعہ ذکر رہا ہے۔اور وادی سحبل کی دونوں جانب ٹیلوں پرخون بہانے کا واقعہ بیان کررہا ہے:

اَلَا لَا اُبَالِیْ بَعْدَ یَوْمِ بِسَحْبَلِ　　اِذَا لَمْ اُعَذَّبْ اَنْ یَّجِیْءَ حِمَامِیَا

ترجمہ:۔آگاہ ہو کہ مقام''سحبل'' کے معرکے کے بعد مجھے کوئی پرواہ نہیں،کہ میری موت آجائے بشرطیکہ (بعد الموت) مجھے عذاب نہ دیا جائے۔(شاعر مسلمان تھا اور وہ یہ سمجھتا تھا کہ بنی عقیل جو کہ مسلمان ہیں کو قتل کرنا بھی گناہ کبیرہ ہے جس کا ارتکاب معرکہ سحبل میں ہوا)

تحقیق:۔حمام:(بکسر الحاء) بمعنی موت۔حمام (بفتح الحاء) بمعنی کبوتر۔آخر میں الف اشباعی ہے۔

ترکیب:۔''ان یجیء'' ''لا ابالی ''فعل کا مفعول بہ ہے۔''حمامیا''فاعل ہے''یجیء''کا،''الا''حرف تنبیہ مبتدأ ہے اور''لا ابالی الخ''خبر ہے۔

تَرَکْتُ بِجَنْبَیْ سَحْبَلٍ وَتِلَاعِہٖ　　مُرَاقَ دَمٍ لَا یَبْرَحُ الدَّھْرَ ثَاوِیَا

ترجمہ:۔میں نے وادی سحبل کی دونوں جانب اور اس کے ٹیلوں پر ایسا خون چھوڑا ہے (قتل کرکے) جو ایک زمانے تک (وہاں) دائم قائم رہے گا،(یعنی اس کا اثر رہے گا یا اس کا ذکر ہمیشہ رہے گا)

تحقیق:۔تلاع:یہ جمع ہے تلعۃ کی بمعنی ٹیلہ۔مراق:بمعنی بہانا باب افعال سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ثاویا:بمعنی مقیم ٹھہرنا۔''لا یبرح'' فعل ناقص ہے بمعنی ہمیشہ۔

ترکیب:۔مراق دم:''ترکت''فعل کا مفعول بہ ہے،اور''لا یبرح''''دم'' کی صفت ہے۔''الدھر ''خبر ہے''لا یبرح '' کی''ثاویا'' حال ہے۔

اِذَا مَا اَتَیْتَ الْحَارِثِیَّاتِ فَانْعَنِیْ　　لَھُنَّ وَخَبِّرْھُنَّ اَنْ لَّا تَلَاقِیَا

ترجمہ:۔(اے مخاطب) جب تو حارثی عورتوں کے پاس آؤ (جو میری قوم کی عورتیں ہیں) تو انہیں میری موت کی خبر سنانا،اور ان کو خبر دینا کہ اب میری اور تمہاری ملاقات نہ ہوگی۔

تحقیق:۔نعنی:باب فتح سے نعی مادہ بمعنی موت کی خبر دینا۔تلاقیا:باب تفاعل کا مصدر ہے بمعنی ملاقات۔

ترکیب:۔"ما اتیتَ "میں مازائدہ ہےاور پوراجملہ شرط ہے،"فانعنی الخ "جزا ہے۔"الحارثیات " سے پہلے موصوف محذوف ہے"النسأ الحارثیات ""تلاقیا "اسم لا ہےاور خبر لا"بینکن "محذوف ہے۔"تلاقیا "کے آخر میں الف اشباعی ہے اصل عبارت یوں ہے"لاتلاقی لنا بینکن "۔

وَقَـوِّدْقَـلُـوْصِـي بَيْـنَهُـنَّ فَـإِنَّهَـا　　سَتُضْحِكُ مَسْرُوْرًاوَتُبْكِي اَلْبَوَاكِيَا

ترجمہ:۔اورمیری نوجوان اونٹنی کو کھینچ کر لیجاؤان کے درمیان، کیونکہ یہ اونٹنی خوش ہونے والے کو ہنسائے گی،اوررونے والیوں کورلائے گی۔ (یعنی میرے دشمن ہنسیں گے کہ اچھا ہوامر گیا،اورہمدرد رشتہ دار روئیں گے کہ ہمارا عزیز مر گیا ہے)

تحقیق:۔قود:باب تفعیل سے بمعنی ہانکنا۔قلوص:معنی نوجوان اونٹنی۔

ترکیب:۔" مسرورًا "بمعنی مسرورات مفعول ہے"البواکی "بمعنی الباکیات مفعول ہے۔

وَقَالَ آخَرُ

لَعَمْرِيْ لَرَهْطُ الْمَرْءِ خَيْرٌبَقِيَّةً　　عَلَيْهِ وَإِنْ عَالَوْابِهٖ كُلَّ مَرْكَبِ

ترجمہ:۔میری عمر کی قسم!بے شک آدمی کا کنبہ اس پر شفقت ورحم دلی کے اعتبار سے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔اگرچہ ان(کنبہ والوں)کو اس شفقت کی وجہ سے ہر طرح کی سواری پر سوار ہونا پڑے۔(یعنی ہر قسم کی مصیبت برداشت کرنا پڑے)

تحقیق:۔بقیة:یہ بصلہ"علی"بمعنی رحم کھانا۔اور"کـلّ مـرکـب"ہے بمعنی ہر سواری پر چڑھانا۔مراد مصائب شدیدہ پر چڑھانا ہے۔ "عالوا"باب مفاعلہ سے ماضی جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے اصل میں"عَالَوُوا"تھا،واؤ متحرک ماقبل مفتوح ہے اس لئے واؤ کو الف سے بدل دیا،پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرادیا گیا،علو سے نکلا ہے بمعنی چڑھنا،سوار ہونا۔"رهطٌ "اسم جمع ہے بمعنی دس سے کم افراد۔

ترکیب:۔"لَعمری "میں لام قسمیہ ہے"عمری "مقسم بہ ہے،دونوں مل کر قسم ہے۔"لرهطُ المرأ "مبتدأ ہے۔"خیرٌ "ممیّز اور"بقیةً "تمیز ہے،دونوں مل کر خبر ہے"علیه "کا تعلق"بقیةً "سے ہے۔"به "کی ضمیر"بقیةً "کے مفہوم شفقت کی طرف لوٹ رہی ہے۔

مِنَ الْجَانِبِ الْاَقْصٰي وَاِنْ كَانَ ذَاغِنًي　　جَزِيْلٍ وَلَمْ يُخْبِرْكَ مِثْلُ مُجَرِّبِ

ترجمہ:۔(آدمی کا کنبہ بہتر ہوتا ہے)اجنبی ودوروالا آدمی سے اگرچہ وہ بہت مال وثروت والا ہو،اور تجھ کو تجربہ کار کی طرح خبر کوئی بھی نہ دے سکے گا۔(یعنی میرے علاوہ تجھے کوئی تجربہ کی بات نہیں بتا سکتا)

تحقیق:۔"الاقصی "بمعنی بہت دور"ذاغِنیً "بمعنی مالدار"جزیل "بمعنی بہت زیادہ۔

ترکیب:۔"مـن جـانـب الاقصیٰ " پہلے شعر میں"خیر "سے متعلق ہے،ای لرهط المرأ خیر من الجانب الاقصیٰ۔"وان "وصلیہ ہے، "کان "کی ضمیر اسم کان ہے"جزیلٍ ""غِنیً "کی صفت ہے پھر خبر کان ہے،"ولـم یخبرک "میں التفات من الغیب الی الخطاب ہے۔

إِذَاكُنْتَ فِيْ قَوْمٍ وَلَمْ تَكُ مِنْهُمْ　　فَكُلْ مَاعُلِفْتَ مِنْ خَبِيْثٍ وَطَيِّبِ

ترجمہ:۔اور جب تو کسی اجنبی قوم میں وارد ہو اور تم ان میں سے نہ ہو (یعنی تم اجنبی ہو) پس تم کھالو جو کچھ وہ تم کو برا بھلا دیا جائے۔ (یعنی تم ان کی مخالفت نہ کرو)

تحقیق:۔علفت: یہ صیغہ ماضی مجہول ہے، علف (ض) علفا۔بمعنی چارہ دینا۔ ماعلفت۔ جو چارہ تجھے دیا گیا۔''کُنتَ'' بمعنیٰ'' نزلتَ'' کے ہے۔

ترکیب:۔ من خبیث'' یہ حرف'' ما'' کا بیان ہے۔ پورا جملہ'' کُلْ'' کا مفعول ہے،'' ولم تک منهم'' جزا ہے۔

وَقَالَ الْبُرْجُ بْنُ الْمُسْهِرِ الطَّائِیّ

جاہلی شاعر ہے، قبیلہ طئی سے تعلق ہے، بعض نے کہا کہ شاعر کے والد کا نام حُلاس ہے اور دادے کا نام خالد الارث ہے۔ بنوطی کی دوشاخ یعنی جدیلہ بن طی اور غوث بن بنوطی کے درمیان جنگ ہوگئی، شاعر کا تعلق بنی جدیلہ سے ہے جو بنی طے کی ایک شاخ ہے۔ واقعہ یوں پیش آیا کہ جدیلہ بن طی ہموار زمین میں رہتے تھے، اور غوث بن بنی طی پہاڑی علاقہ میں رہتے ہیں، ایک مرتبہ جدیلہ کے ایک آدمی کی ناقہ ثعل بن غوث کی کھیتی میں گھس گئی، اور انہوں نے اس کو روک لیا، جب اونٹنی طلب کی گئی، تو انہوں نے انکار کردیا، جس کی وجہ سے دونوں قبیلوں کے درمیان پچیس سال تک جنگ جاری رہی، پھر بنی جدیلہ کو شکست ہوگئی تو وہ بنی کلب میں جا کر پناہ لے لی، اور دس سال تک یہاں رہے، پھر نامناسب واقعہ پیش آیا جس کو بنوجدیلہ کا شاعر یہاں بیان کررہا ہے:

فَنِعْمَ الْحَيُّ كَلْبٌ غَيْرَ أَنَّا رَأَيْنَا فِي جِوَارِهِمْ هَنَاتِ

ترجمہ:۔(جب کسی مجمع میں قبائل کا تذکرہ آئے تو) بنوکلب اچھا قبیلہ ہے، سوائے اس کے کہ ان کی ہمسائیگی (پناہ) میں ہم نے ناپسندیدہ واقعات دیکھے ہیں۔

تحقیق:۔ جوار: یہ جار کی جمع ہے بمعنی پڑوسی۔ هنات: یہ جمع ہے هنة کی بمعنی شرم گاہ، ناپسندیدہ جگہ۔ اسمائے ستہ مکبرہ میں سے ہے۔ ''نعم'' فعل مدح ہے۔

ترکیب:۔'' الحیُّ'' فاعل مدح ہے،'' کلبٌ'' مخصوص بالمدح ہے،'' غیر'' بمعنی اِلَّا کے ہے'' ھنات'' مفعول ہے'' رأینا'' کا۔

وَنِعْمَ الْحَيُّ كَلْبٌ غَيْرَ أَنَّا رُزِئْنَا مِنْ بَنِينَ وَمِنْ بَنَاتِ

ترجمہ:۔اور قبیلہ کلب اچھا قبیلہ ہے، لیکن ہمیں وہاں اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کی بابت تکلیف پہنچائی گئی ہے۔(یعنی ہمارے بچے اور بچیاں ان میں ضائع ہوئیں)

تحقیق:۔رزینا: صیغہ جمع متکلم ماضی مجہول کا۔ رزأ (ف) رُزاء: بمعنی مصیبت پہنچنا۔ رزیئة: بمعنی مصیبت۔'' بنین'' ابن کی جمع ہے بمعنی بیٹا،'' بنات'' بنت کی جمع ہے بمعنی بیٹی۔

فَإِنَّ الْغَدْرَ قَدْ أَمْسَى وَأَضْحَى مُقِيمًا بَيْنَ خَبْتَ إِلَى الْمَسَاتِ

ترجمہ:۔پس بے شک کہ دھوکہ بازی صبح وشام خبت اور مسات (نامی نہروں) کے درمیان مقیم رہتی ہے۔

تحقیق:۔خبت و مسات: یہ بنوکلب کی نہروں میں سے دونہروں کا نام ہے۔ الغدر: بے وفائی۔

ترکیب:۔''الغدر''اسم اِنّ ہے،''قد امسی الخ''خبر اِنّ ہے،''مقیما''خبر اضحیٰ ہے۔

تَـرَكْـنَـا قَـوْمَـنَـا مِنْ حَـرْبِ عَـامٍ　　أَلَايَـا قَـوْمِ! لِلْأَمْـرِ الشَّتَـاتِ

ترجمہ:۔ہم نے اپنی قوم(بنی ثعل) کو جنگ کے سال چھوڑ دیئے، آگاہ ہو!اے میری قوم!تعجب کرو اس امر پراگندہ(اور متفرق) پر (جس کی وجہ سے ہمارا برا حال ہوا)

تحقیق:۔الایا: ندا کیلئے ہے، للامر'' سے پہلے''اقبلوا'': محذوف ہے''للامر''میں لام تعجب کے لئے ہے۔ شتات: جمع ہے شتیت کی بمعنی متفرق یعنی ہمارے اوپر جو متفرق معاملہ ومصائب آرہے ہیں ان کو دفع کرو۔''مِنْ حرب''بمعنی منذ حرب،''قوم''اصل میں قومی تھا۔

ترکیب:۔''الشتات''صفت ہے''الامر''کی بطور مبالغہ کے ہے۔

وَأَخْـرَجْـنَـا الْأَيَـامٰى مِنْ حُصُونٍ　　بِهَـا دَارُ الْإِقَـامَةِ وَالثَّبَـاتِ

ترجمہ:۔اور نکالا ہم نے عورتوں کو ان قلعوں سے، جن میں ہمارا جائے قیام وجائے قرار تھا۔

تحقیق:۔ایامی: یہ جمع ہے ایم کی بمعنی بے شوہر عورت یا زن بے زوج یا مرد بے زوجہ۔''حصون'' حِصن کی جمع ہے بمعنی قلعہ۔

ترکیب:۔''الایامی''مفعول ہے''اخرجنا''کا''بہا''سے پہلے''کانت''محذوف ہے،''دار الاقامۃ''اسی کانت محذوف کا اسم ہے۔

فَـإِنْ نَـرْجِعْ إِلَى الْجَبَلَيْنِ يَوْمًا　　نُصَـالِحْ قَـوْمَـنَـا حَتَّى الْمَمَـاتِ

ترجمہ:۔پس جب ہم دوبارہ لوٹیں گے ان دونوں پہاڑوں (آجاء وسلمٰی) کی طرف کسی دن، تو ہم اپنی قوم سے مرتے دم تک صلح کرلیں گے۔(کیونکہ ہم نے جنگ کا برا نتیجہ دیکھ لیا ہے)

تحقیق:۔''الجبلین''دو پہاڑ اجا وسلمی مراد ہیں، اجا میں بن ثعل اور سلمی میں بنی نبہان رہائش پذیر تھے۔

ترکیب:۔''الجبلین''میں الف عہد خارجی ہیں، مخصوص پہاڑ کی طرف اشارہ ہے''نرجع الخ''شرط ہے،''نصالح الخ''جزا ہے۔

وَقَالَ مُوسٰى بْنُ جَابِرٍ الْحَنَفِيّ

اسلامی شاعر ہیں، قبیلہ حنفیہ سے تعلق ہے۔ان کا ذکر اس سے قبل کئی جگہ ہوا ہے۔

لَا أَشْتَهِي يَـا قَـوْمِيَ إِلَّا كَـارِهًـا　　بَـابَ الْأَمِيْـرِ وَلَا دِفَـاعَ الْحَاجِبِ

ترجمہ:۔اے میری قوم!میں کبھی امیر(عبدالملک بن مروان) کے دروازے پر آنے اور دربان کو دفع کرنے کو پسند نہیں کرتا، مگر مجبوری جاتا ہوں۔

تحقیق:۔''اشتهی''باب افتعال سے واحد متکلم ہے بمعنی خواہش،''الامیر''سے عبدالملک بن مروان مراد ہیں، الحاجب کی جمع حواجب ہے بمعنی چوکیدار و دربان۔

ترکیب:۔''باب الامیر الخ''مفعول ہے''لا اشتهی''کا۔

وَمِـنَ الـرِّجَـالِ أَسِـنَّةٌ مَـذْرُوبَةٌ　　وَمُـزَنَّـدُونَ حُـضُـورُهُـمْ كَالْغَائِبِ

ترجمہ:۔اور لوگوں میں سے بہت سے لوگ (باعتبار کام کے) تیز نیزوں کی طرح ہیں، اور (بعض لوگ) بخیل یا جھوٹے ہیں، جن کا حاضر رہنا مثل غائب ہے (یعنی کوئی فائدہ نہیں)

تحقیق:۔اسنة: یہ جمع ہے سنان کی، بمعنی نیزہ، مذروبة: بمعنی تیز کرنا۔ مزندون: بمعنی جھوٹے آدمی۔ باب تفعیل سے ہے۔

ترکیب:۔''من الرجال'' خبر مقدم ہے، ''اسنة مَذْ روبةٌ'' مرکب توصیفی کے بعد مبتدأ مؤخر ہے، یہی ترکیب ''مذندون'' کی ہے، یہ اصل میں ''ومنهم مزندون'' تھا۔''منهم'' کو قرینہ کے تحت حذف کر دیا گیا ہے، کیونکہ پہلے ''من الرجال'' موجود ہے۔

مِنْهُمْ لُيُوثٌ لَاتُـرَامُ وَبَعْضُهُمْ مِمَّاقَمَشْتَ وَضَمَّ حَبْلُ الْحَاطِبِ

ترجمہ:۔اور ان میں سے بعض لوگ (کام کے اعتبار سے) مثل شیر ہیں ان کا قصد بھی نہیں کیا جاتا، (ان کی ہیبت وجلالت کی وجہ سے) اور بعض وہ ہیں جن کو تم نے جمع کیا ہے، اور جن کو لکڑی جمع کرنے والے کی رسی نے ملا دیا۔ (ان میں اچھے برے ہر قسم کے لوگ موجود ہیں)

تحقیق:۔قمشت: بمعنی جمع کرنا۔ الحاطب: اسم فاعل بمعنی رات کے وقت لکڑی تلاش کرنے والا یا چننے والا۔ حبل بمعنی رسی، ضمّ باب نصر سے بمعنی ملانا، ''لیوث'' لیث کی جمع ہے بمعنی شیر، ''لاترام'' روم مادہ باب نصر سے بمعنی ارادہ کرنا۔

ترکیب:۔''منهم'' خبر مقدم اور ''لیوث'' مبتدأ مؤخر ہے۔ ''لاترام'' صفت ہے ''لیوث'' کی۔ ''بعضهم'' مبتدا ہے، ''مما قمشتَ'' خبر ہے، ''ضمّ'' کا مفعول ''ہ'' محذوف ہے، ''حبلُ الخ'' فاعل ہے۔

وَقَالَ آخَرُمِنْ بَنِيْ أَسَدٍوَقَالَهَافِيْ يَوْمِ الْيَمَامَةِ

شاعر کا نام بشر بن قطبہ بن حارث بن مسنان بن حارث الاسدی ہے، مخضرمی شاعر ہیں، الاصابہ کے مطابق جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ صحابی رسولؐ ہیں۔ یہ اشعار جنگ یمامہ میں کہے گئے ہیں، یمامہ وہ جنگ ہے جو مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کیساتھ لڑی گئی تھی، جس میں آپ ﷺ نے حضرت اُسامہ بن زیدؓ کو سپہ سالار مقرر فرمایا تھا۔ مسیلمہ نے آپ ﷺ کی آخری حیات میں نبوت کا دعوی کر بیٹھا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کی ایک جماعت کو اس کے خاتمہ کیلئے بھیجا، یہ حضرات کچھ دور گئے تھے آپ ﷺ کی وفات ہوگئی، پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ مقرر ہوئے، ادھر لوگ مرتد ہونے لگے، کچھ لوگ منکر زکوۃ ہوگئے پھر بھی خلیفہ اول نے ان لوگوں کو واپسی کا حکم نہیں دیا، یہ حضرات یمن جا کر مسیلمہ کا خاتمہ کر دیا، جس کا پس منظر بیان کر رہا ہے: بعض نسخوں میں ''قالها الخ'' والی عبارت نہیں ہے۔

أَقُوْلُ لِنَفْسِيْ حِيْنَ خَوَّدَرَأْلُهَا مَكَانَكِ لَمَّاتُشْفِقِيْ حِيْنَ مُشْفَقِ

ترجمہ:۔میں اپنے نفس سے کہتا ہوں جس وقت (جنگ یمامہ میں) اس کے شتر مرغ کا بچہ بدکنے لگا (یعنی نفس حواس باختہ ہوگیا) کہ اپنی جگہ کو لازم پکڑ (ثابت قدم رہو) کہ خوف کے وقت تو کبھی نہیں ڈرا ہے۔ (لہذا اب ڈرنے کی کیا بات ہے؟)

تحقیق:۔''تُشفقی'' اصل میں تشفقین تھا، ''لما'' نے حذف کیا ہے۔ خوّد: باب تفعیل سے بمعنی بھاگنا۔ رال: بمعنی شتر مرغ کا بچہ، مراد اس سے حواس باختہ ہونا۔ مکانک: اس سے قبل لفظ ''الزم'' فعل محذوف ہے ''لمّا'' نافیہ ہے مشفق: مصدر میمی ہے۔ بمعنی خوف

وڈر۔

ترکیب:۔ ''مکانک''فعل محذوف ''الزم'' کی وجہ سے منصوب ہے، یا اسم فعل ہے بمعنی ''الزم'' کے ہے، پھر یہ مقولہ ہے۔

مَكَانَكِ حَتّٰى تَنْظُرِیْ عَمَّ تَنْجَلِیْ عَـمَـايَةُ هٰـذَا الْعَـارِضِ الْمُتَـأَلِّقِ

ترجمہ:۔اپنی جگہ پر رہو (اے نفس!) یہاں تک کہ تو دیکھ لے کہ کس چیز سے صاف اور واضح ہوتی ہے اس چمکدار بادل کی اندھیری۔(یعنی فتح یا شکست تک ثابت قدم رہو)

تحقیق:۔تنجلی: بمعنی واضح ہونا عمایۃ: یہ جمع ہے عمایات کی بمعنی ہلکی اندھیری۔العارض: سفید بادل۔المتألق: معنی ہے چمکدار۔ ''عَمَّ'' اصل میں عن ما تھا، عن جارہ کے ساتھ ما استفہامیہ ملنے سے نون کو میم سے تبدیل کر کے ادغام کر دیا گیا اور آخر سے الف کو گرا دیا گیا۔

ترکیب:۔ ''مکانکِ'' بکسر الکاف کی وہی ترکیب ہے جو پہلے آچکی ہے، ''عمایۃ الخ'' فاعل ہے ''تنجلی'' کا۔ ''المتالق'' صفت ہے ''العارض'' کی۔

وَكُـوْنِـیْ مَـعَ التَّالِیْ سَبِیْلَ مُحَمَّدٍ وَإِنْ كَـذَبَـتْ نَفْسُ الْمُقَصِّرِ فَاصْدُقِیْ

ترجمہ:۔اور ہو جا تو (اے نفس!) محمد ﷺ کے طریقہ پر چلنے والے (حضرت خالد بن ولیدؓ) کے ساتھ، اگرچہ کوتاہ نفس جھوٹا کمزور) ہو جائے (تو تم کمزور نہ ہونا) پھر بھی تم ثابت قدم رہو۔

تحقیق:۔تالی: مادہ ''تلوٌ'' ہے بمعنی کسی کے نقش قدم پر چلنا۔کذبت النفس: بمعنی نفس کا جھوٹا ہونا۔مراد ضعیف و کمزور ہونا۔فاصدقی: بمعنی سچا ہے مراد ثابت قدم رہنا۔

ترکیب:۔ ''سبیل محمدٌ'' مفعول فیہ ہے ''التالی'' کا۔ ''فاصدقی'' جزا ہے۔

إِذَا قَـالَ سَیْفُ اللّٰـهِ كُرُّوْا عَلَیْهِمْ كَـرَرْنَـا وَلَمْ نَحْفِلْ بِقَوْلِ الْمُعَوِّقِ

ترجمہ:۔جب سیف اللہ (خالد بن ولیدؓ) کہے کہ ان پر حملہ کرو (اہل یمامہ پر) تو ہم حملہ کر دیں گے اور کسی مانع ورکاوٹ ڈالنے والے کے قول کی پرواہ نہیں کریں گے۔

تحقیق:۔کروا: دوبارہ حملہ کرنا۔از باب نصر نحفل: صیغہ جمع متکلم، بمعنی پرواہ کرنا۔المعوق: بمعنی مانع، روکنے والا۔ ''سیف اللّٰہ'' خالد بن ولیدؓ کا لقب ہے۔

ترکیب:۔ ''کرّوا'' مقولہ ہے، قول و مقولہ مل کر شرط ہے، ''کررنا الخ'' جزا ہے۔ ''قال'' کے بعد لنا محذوف ہے۔

وَقَالَ مُوْسٰی بْنُ جَابِرٍ

تعارف وپس منظر:۔اسلامی شاعر ہے، اس کا ذکر اس سے قبل گزر چکا ہے۔

قُـلْـتُ لِـزَیْـدٍ لَا تَـتَـرْتَـرْ فَـإِنَّـهُـمْ یَـرَوْنَ الْمَنَایَا دُوْنَ قَتْلِكَ أَوْ قَتْلِیْ

ترجمہ:۔ میں نے (اپنے بھائی) زید سے کہا کہ جلدی نہ کرو (بزدل نہ ہو) پس بے شک وہ (دشمن) تیرے اور میرے قتل سے پہلے کئی اموات دیکھیں گے۔(یعنی ہم آسانی سے قتل نہیں ہونگے، بلکہ اس سے قبل بہتوں کو قتل کریں گے)

تحقیق:۔ **تترتر:** بروزن تزلزل بمعنی حرکت کرنا، مراد اس سے بزدل ہونا۔ منایا: یہ جمع ہے منیۃ کی بمعنی موت۔ منی، آرزو، اس کی جمع امنیۃ آتی ہے۔

ترکیب:۔''لاتترتر''مقولہ ہے''المنایا''مفعول ہے''یرون''کا۔

فَإِنْ وَضَعُوا حَرْبًا فَضَعْهَا وَإِنْ أَبَوْا ۔۔۔ فَعُرْضَةُ عَضِّ الْحَرْبِ مِثْلُكَ أَوْ مِثْلِي

ترجمہ:۔ پس اگر وہ جنگ کو ختم کردے (جنگ سے صلح کرلے) تو تم بھی ختم کردینا، اور اگر وہ انکار (صلح سے) کرے تو شدت جنگ کا نشانہ میں اور تم جیسے لوگ ہوتے ہیں۔(لہذا تم جنگ کیلئے تیار رہنا)

تحقیق:۔ وضعوا حربا: بمعنی جنگ کو روکنا، ہتھیار رکھدینا۔ یہاں مراد صلح کرنا۔ عرضۃ: بمعنی سامنا کرنا۔ عض: بمعنی دانت پیسنا۔ اس سے مراد سخت غصہ کے ہیں۔ ابوا باب فتح سے بمعنی انکار کرنا۔

ترکیب:۔''فضعها''جزاء ہے،''عُرضةُ الخ''مبتدا اور''مِثلکُ الخ''خبر ہے، پھر جزاء ہے۔

وَإِنْ رَفَعُوا الْحَرْبَ الْعَوَانَ الَّتِي تَرَى ۔۔۔ فَشُبَّ وَقُودَ الْحَرْبِ بِالْحَطَبِ الْجَزْلِ

ترجمہ:۔ اور اگر وہ سخت جنگ کا قصد کرتے ہیں، جس کو تو دیکھ رہا ہے، تو تو بھی جنگ کی آگ کو بڑی موٹی لکڑی سے بھڑکادے۔(یعنی اگر فریق مخالف سخت جنگ کیلئے تیار ہے تو تم بھی اس سے مت بھاگنا)

تحقیق:۔ عوان: بمعنی پے در پے قتال کرنا یا مسلسل جنگ کرنا۔ مراد سخت جنگ۔ شب: امر کا صیغہ ہے بمعنی آگ بھڑکانا۔ وقود: بمعنی ایندھن۔ حطب: لکڑی۔ الجزل بمعنی زیادہ۔ ومنہ اجرالجزیل۔

ترکیب:۔''العوان''صفت ہے''الحرب''کی۔''تریٰ''کے بعد ضمیر''ها''محذوف ہے جس کا مرجع''الحرب''ہے۔''فشبَّ الخ''جزاء ہے،''الحطب الجزل''مرکب توصیفی ہے۔

وَقَالَ مُوسٰى بْنُ جَابِرٍ

تعارف وپس منظر:۔ یہ اسلامی شاعر ہے، اس کا ذکر ماقبل میں آچکا ہے۔

إِذَا ذُكِرَ ابْنَا الْعَنْبَرِيَّةِ لَمْ تَضِقْ ۔۔۔ ذِرَاعِي وَأُلْقِي بِاسْتِهِ مَنْ أُفَاخِرُ

ترجمہ:۔ جب تذکرہ ہو (کسی مجلس میں) عنبریہ کے دو بیٹوں (مرداس وعامر) کا تو میرا باز وضعیف وکمزور نہیں ہوتا، اور میں اس شخص کی پشت سے مل جاتا ہوں جس کے ساتھ میں فخر میں مقابلہ کرتا ہوں (یعنی وہ بھاگ جاتا ہے، میں نہیں بھاگتا)

تحقیق:۔تضق ذراعی: سے مراد ہاتھ کا تنگ ہونا، یعنی کمزور ہونا۔ استہ: بمعنی سرین۔''ابنا''اصل میں ابنان تھا، اضافت کی وجہ سے نون گر گیا ہے، اس سے شماس کے دو بیٹے مرداس اور عامر مراد ہیں جو شاعر کے ماموں ہیں اور ان کی ماں کا تعلق بنی عنبر سے ہے اس لئے ماں کی طرف نسبت کردی گئی۔

ترکیب:۔''ذکر الخ''شرط ہے،''لم تضق الخ''جزا ہے،''من افاخر''کے بعد''ہ''مفعول محذوف ہے پھر یہ مفعول ہے''القی''کا۔

هَلالانِ حَمَّالانِ فِیْ کُلِّ شَتْوَةٍ　　مِنَ الثِّقْلِ مَالَاتَسْتَطِیْعُ الْأَبَاعِرُ

ترجمہ:۔وہ دونوں مثل چاند ہیں (شہرت اور سخاوت میں) اتنے بوجھ اٹھانے والے ہیں ہر قحط سالی کے زمانہ میں جو اونٹ بھی اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے۔

تحقیق:۔شتوۃ: بمعنی قحط سالی، مصیبت۔ اباعر: یہ جمع ہے بعر کی بمعنی اونٹ۔

ترکیب:۔''ھلالان''ھٰذان محذوف کی خبر ہے''حمّا لان''صفت ہے''ھلالان''کی۔

وَقَالَ أَیْضًا

تعارف و پس منظر:۔ شاعر وہی موسیٰ بن جابر الحنفی ہے، جو اسلامی ہے اور عبد الملک بن مروان کے زمانے میں گزرا ہے، شاعر اپنے دو دوست کو خطاب کر کے کہہ رہا ہے کہ

أَلَمْ تَرَیَا أَنِّیْ حَمَیْتُ حَقِیْقَتِیْ　　وَبَاشَرْتُ حَدَّ الْمَوْتِ وَالْمَوْتُ دُوْنَهَا

ترجمہ:۔اے میرے دونوں دوستو! کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں نے اپنی ذمہ داری کی حفاظت کی (یعنی جس چیز کی حفاظت میرے ذمہ تھی سو میں نے اس کی حفاظت کی) اور میں نے اس حفاظت میں موت کی حد تک پہنچ گیا، اور موت اس حفاظت سے بھی کم تھی (یعنی موت کی سختی کم اور پڑوسیوں کی حفاظت سخت تھی)

تحقیق:۔حقیقتی: بمعنی ذمہ داری۔ باشرت: بمعنی براہ راست، مباشرہ، پہنچنا، تجاوز کرنا۔ دونہا: کی ضمیر کا مرجع حمایۃ کی طرف ہے جو حمیت کے اندر ہے۔''ابو العلاء''نے لفظ''دون''کو مرفوع قرار دیا ہے جبکہ امام سیبویہ نے مرفع کو مکروہ قرار دیا ہے۔

ترکیب:۔''انی الخ''مفعول ہے''ترایا''کا،''الموتُ الخ''جملہ حالیہ ہے۔

وَجُدْتُ بِنَفْسٍ لَایُجَادُ بِمِثْلِهَا　　وَقُلْتُ إِطْمَئِنِّیْ حِیْنَ سَاءَ تْ ظُنُوْنُهَا

ترجمہ:۔اور میں (اس جنگ یا حفاظت میں) نے اپنی جان کی سخاوت کی حالانکہ جان جیسی چیز سے سخاوت نہیں کی جاتی، اور کہا میں نے اپنے نفس سے مطمئن رہو، جس وقت نفس کے گمان خراب ہونے لگے (یعنی جنگ سے بزدلی اور راہ فرار چاہتا تھا)

تحقیق:۔ساء ت ظنونہا: سے کنایہ ہے بزدلی اور بھاگنے سے۔ ظنون ظن کی جمع ہے بمعنی گمان،''جُدْتُ''بروزن''قُلْتُ''ماضی واحد متکلم کا صیغہ ہے باب نصر سے جو د مادہ ہے بمعنی سخاوت کرنا۔

ترکیب:۔''وقُلتُ''کے بعد''لھا''محذوف ہے جس کا مرجع نفس ہے،''ظنونُھا''فاعل ہے''ساءتْ''کا۔

وَمَاخَيرُمَالٍ لَايَقِي الذَّمَّ رَبَّهٗ   وَنَفسِ امرءٍ فِيْ حَقِّهَالَايُهِيْنُهَا

ترجمہ:۔اور بہتر نہیں ہے وہ مال جو اپنے مالک کو مذمت (بخل اور عدم سخاوت کی مذمت) سے نہ بچا سکے، اور اس آدمی کا نفس بھی بہتر نہیں ہے جو اپنی عزت کے بچاؤ میں اس نفس کو ذلیل (قربان) نہ کرتا ہو۔

تحقیق:۔''ما'' استفہامیہ ہے اور یہ استفہام انکاری ہے جو موضع نفی میں ہے۔لایقی: باب ضرب سے وقایۃ مصدر ہے بمعنی حفاظت کرنا۔''لایُهینها'' باب افعال سے بمعنی ذلیل کرنا، اہانت کرنا، یہاں قربان کرنا مراد ہے۔

ترکیب:۔الذم: ''لایقی'' فعل کیلئے مفعول اول ہے، اور ''ربہ'' مفعول ثانی ہے۔اور ''لایقی'' لفظ ''مال'' کی صفت ہے اور ''نفس'' کا عطف ''مال'' پر ہے۔''لایُهینها'' کی ضمیر فاعل ''امرأ'' کی طرف اور ضمیر مفعول ''نفس'' کی طرف لوٹ رہی ہے۔

وَقَالَ أَيْضًا

تعارف و پس منظر:۔یہ بھی شاعر مذکور موسیٰ بن جابر الحنفی ہے، واقعہ یہ ہے کہ شاعر کی قوم نے کسی اور قوم کو مارا جس کی وجہ سے وہ قوم بادشاہ عبدالملک کے پاس جا کر شکایت کی، جس کا اظہار یہاں کر رہا ہے:

ذَهَبْتُم وَلُذْتُم بِالأَمِيرِ وَقُلْتُم   تُرِكْنَا أَحَادِيثًا وَلَحْمًا مُوَضَّعَا

ترجمہ:۔(شکایت لے جانے والی قوم کو ملامت کرتے ہوئے شاعر کہہ رہا ہے کہ) تم چلے گئے، اور امیر کی پناہ لی، اور کہہ چکے ہو (شکایت کرتے ہوئے) کہ ہمیں افسانہ اور کٹا ہوا گوشت بنا کر چھوڑے گئے (یعنی ہماری ذلت کی داستانیں لوگوں کی زبانوں پر ہیں اور ہم کٹے ہوئے گوشت کی طرح ذلیل ہوگئے)

تحقیق:۔لذتم: باب نصر سے بمعنی پناہ لینا۔احادیث: بمعنی افسانہ حدیث واحد ہے۔موضعا: ٹکڑا ٹکڑا، ریزہ ریزہ کرنا۔''الامیر'' سے عبدالملک بن مروان مراد ہے۔

ترکیب:۔''ترکنا'' مقولہ ہے، ''احادیثاً الخ'' مفعول ثانی ہے ''ترکنا'' کا۔

فَمَازَادَنِيْ إِلَّاسَنَاءً وَّرِفْعَةً   وَمَازَادَكُمْ فِي النَّاسِ إِلَّاتَخَضُّعَا

ترجمہ:۔پس نہیں زیادہ کیا تمہاری شکایت نے کسی بھی چیز میں مگر میرے بلند مرتبہ کو اور نہیں زیادہ کیا تمہیں، لوگوں میں سوائے ذلت و بے عزتی کے۔(یعنی امیر کے پاس شکایت کرنے سے ہمارا مرتبہ بلند اور تمہارا مقام گھٹ گیا۔)

تحقیق:۔سناء: مصدر بمعنی بلندی، سنی (س) سے سناء، بمعنی بلند ہونا۔''رِفعة'' بکسر الرا باب فتح کا مصدر ہے بمعنی بلندی، ''تخضعا'' باب تفعل کا مصدر ہے بمعنی ذلت۔

ترکیب:۔''زادنی'' کی ضمیر فاعل شکایت کی طرف لوٹ رہی ہے جو ''قلتم'' سے مترشح ہے، ''اِلّا'' سے قبل مستثنیٰ منہ ''شیئا'' محذوف ہے۔یہی ترکیب اگلے مصرع کی بھی ہے۔

فَمَا نَفَرَتْ جِنِّيْ وَلَافُلَّ مِبْرَدِيْ   وَلَاأَصْبَحَتْ طَيْرِيْ مِنَ الْخَوْفِ وُقَّعَا

ترجمہ:۔ پس نہ میرا جن بھاگا، اور نہ میرا سوہان (ریتی) کند ہوا، اور نہ خوف کی وجہ سے میرے پرندے گرے۔ یعنی عربوں کا عقیدہ تھا کہ جب کوئی عمدہ شعر کہتا تھا تو کہتے تھے کہ اس کے پاس جن آکر سکھاتا ہے، جب کوئی کسی وجہ سے اچھا شعر نہ کہہ سکتا تو کہتے تھے کہ اس کا جن بھاگ گیا ہے، مذکورہ شعر بھی اسی قبیل سے ہے۔

تحقیق:۔ نفرت: بمعنی بھاگنا۔ نفرت الجنُ سے کنایہ ہے عدم طاقت سے، کیونکہ اہل عرب گمان کرتے تھے کہ شاعر کے اندر ایک جن ہے جو اس میں الفاظ شعر کو الہام واطلاع کرتا ہے۔ جب وہ شاعر شعر سے عاجز آجائے تو کہتے ہیں، نفرت الجن من فلان فلذا اعجز۔ فُل: نصر سے بمعنی کند ہونا، تیز نہ ہونا۔ مبرد: بمعنی سوہان دونوں سے کنایہ ہے فن اور صناعت کا ماند پڑنا، بزعمہم۔ اصبحت طیری الخ سے کنایہ ہے کہ جس طرح آواز سنکر پرندہ زمین پر گرتا ہے اسی طرح آدمی بھی۔ ''وُقَّعًا'' واقع کی جمع ہے بمعنی گرنا۔

ترکیب:۔ ''جنّی'' فاعل ہے ''نفرت'' کا اور ''مبردی'' فاعل ہے ''فُلَّ'' کا، ''وقعا'' خبر ہے ''اصبحتْ'' کی۔

وَقَالَ حُرَيْثُ بْنُ جَابِرِبْنِ بن سُرى سَلْمَةَ

یہ شاعر موسیٰ بن جابر حنفی کے بھائی ہیں، اسلامی شاعر ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ شاعر کو کسی نے طعنہ دیا کہ تم کو اپنے مولیٰ (آزاد کردہ غلام یا چچازاد بھائی) سے محبت نہیں، اور ہم اپنے مولیٰ سے محبت کرتے ہیں، اس پر شاعر مخالف فریق کو خطاب کر کے کہہ رہا ہے:

لَعَمْرُکَ مَاأَنْصَفْتَنِیْ حِیْنَ سُمْتَنِیْ هَوَاکَ مَعَ الْمَوْلٰی وَأَنْ لَا هَوَالِیَا

ترجمہ:۔ تیری عمر کی قسم! آپ نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا، جب تم نے مجھے (یہ کہہ کر) تکلیف دی کہ تجھے محبت ہے اپنے مولیٰ سے ، اور مجھ کو اپنے غلام کے ساتھ محبت نہیں۔

تحقیق:۔ سمتنی: سوم مصدر از باب نصر بمعنی تکلیف دینا۔ ھوالیا۔ بمعنی محبت ، آخر میں الف اشباعی ہے۔ ھوی مادہ باب سمع سے ہے۔ ''مولی'' بمعنی چچازاد بھائی، غلام۔

ترکیب:۔ ''لعمرُک'' میں لام قسمیہ ہے ''لعمرک'' مقسم بہ ہے ''لاھو الیا'' میں ''ھوا'' اسم لا اور ''لیا'' خبر لا ہے۔

إِذَاظُلِمَ الْمَوْلٰی فَزِعْتُ لِظُلْمِهٖ فَحَرَّکَ أَحْشَائِیْ وَهَرَّتْ کِلَابِیَا

ترجمہ:۔ جب ظلم کیا جائے میرے غلام پر تو میں پریشان ہو جاتا ہوں اس ظلم کی وجہ سے پس یہ خوف میرے باطن کے اعضاء کو ہلا دیتا ہے، اور میرے کتے بھونکنے لگتے ہیں۔ (یعنی میں ظالم سے انتقام لینے کے لئے اسلحہ سے لیس ہو جاتا ہوں جسے دیکھ کر کتا بھونکتا ہے کیونکہ شکل تبدیل ہوگئی)

تحقیق:۔ احشائی: بمعنی انتڑیاں، اندرونی چیز فضلہ وغیرہ۔ ھرت: بمعنی بھونکنا۔ باب ضرب سے۔ ''فزعتُ'' باب سمع سے بمعنی ڈرنا، ''کلابیا'' کے آخر میں الف اشباعی اور یائے متکلم ہے۔

ترکیب:۔ ''حرّک'' کی ضمیر فزع کی طرف لوٹ رہی ہے جو کہ فاعل ہے، ''احشائی'' مفعول ہے، ''کلابیا'' فاعل ہے ''ھرّتْ'' کا۔

وَقَالَ الْبُعَيْثُ بْنُ حُرَيْثٍ

یہ حُریث بن جابر بن سری بن سلمۃ کا بیٹا ہے، آگے آنے والے کلمہ "معاذالاله" سے معلوم ہوتا ہے کہ شاعر اسلامی ہے، قبیلہ بنوحنفیہ سے اس کا تعلق ہے، موسیٰ بن جابر الحنفی کا پوتا ہے، شاعر اپنے شہر سے دور کہیں گیا ہوا تھا، جہاں محبوبہ کی یاد ستا رہی تھی جس کا اظہار ان اشعار میں کر رہا ہے:

خَيَالٌ لِأُمِّ السَّلْسَبِيلِ وَدُوْنَهَا مَسِيْرَةُ شَهْرٍ لِلْبَرِيْدِ الْمُذَبْذَبِ

ترجمہ:۔ (میری محبوبہ) اُمّ سلسبیل کا مجھے خیال آیا، حالانکہ اس کے اور میرے درمیان تیز رفتار قاصد کے ایک ماہ کی مسافت ہے۔

تحقیق:۔بريد: ڈاکیہ "بُرُدٌ" جمع ہے۔ مذبذب: بمعنی تیز رفتاری، تردد۔

ترکیب:۔ اگر "خيالٌ" سے پہلے "اتاني" فعل محذوف نکالا جائے تو خیالٌ فاعل ہوگا۔ اگر "اتاني" بعد میں محذوف نکالا جائے تو "خيالٌ" مبتدأ ہوگا اور "اتاني" خبر۔ "ودونها الخ" خبر مقدم اور "مسيرةُ شهر الخ" مبتدأ مؤخر ہے پھر جملہ حالیہ ہے۔

فَقُلْتُ لَهُ أَهْلًا وَسَهْلًا وَمَرْحَبًا فَرَدَّتْ بِتَأْهِيلٍ وَسَهْلٍ وَمَرْحَبِ

ترجمہ:۔ پس میں نے اس (محبوبہ) کو خوش آمدید کہا (دل میں یا خواب میں) تو اس نے بھی مجھے اهلاً وسهلاً اور مرحبًا کے ساتھ جواب دیا۔

تحقیق:۔ واعلم ان اهلا وغيره كان في الاصل اي اتيت اهلا ووطئيت سهلًا ونزلت ارضاسهلا ورحبت مرحبا وضمير فردت يرجع الى ام السلسبيل "له" کی ضمیر خیالٌ کی طرف لوٹ رہی ہے جس سے محبوبہ مراد ہے، اور لفظ خیال مذکر و مؤنث دونوں طرح کا استعمال ہوتا ہے۔

ترکیب:۔ "اهلًا و سهلًا و مرحبًا" فعل محذوف کا مفعول ہے۔

مَعَاذَالْإِلٰهِ أَنْ تَكُوْنَ كَظَبْيَةٍ وَلَادُمْيَةٍ وَلَاعَقِيْلَةِ رَبْرَبِ

ترجمہ:۔ خدا کی پناہ کہ وہ (محبوبہ) ہرنی یا مورتی (گڑیا) یا نیل گائے کے گلہ کی حسین ترین گائے جیسی ہو۔ (یعنی خدا کی پناہ ہماری محبوبہ حسن و جمال میں ان سب سے بڑھ کر ہے)

تحقیق:۔ ظبية: اس کی جمع ظبایا ہے بمعنی ہرنی۔ دمية: بروزن ظلمة بمعنی مورتی، گڑیا۔ عقيلة: بمعنی ایک نیل گائے۔ ربرب: یعنی نیل گائے کی جماعت۔

ترکیب:۔ "معاذالاله" فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے "اعوذ معاذالاله" "تكون" کی ضمیر "ام سلسبيل" کی طرف لوٹ رہی ہے جو اسم کان ہے، "كظبيةٍ الخ" خبر کان ہے۔

وَلٰكِنَّهَا زَادَتْ عَلَى الْحُسْنِ كُلِّهِ كَمَالًا وَمِنْ طِيْبٍ عَلٰى كُلِّ طَيِّبِ

ترجمہ:۔ لیکن محبوبہ کمال حسن میں مذکورہ سب حسینوں سے بڑھ کر ہے، اور خوشبو میں سب خوشبوں سے بالاتر ہے۔

ترکیب:۔ الحسن: مضاف الیہ ہے، مضاف محذوف ہے ای اہل الحسن "اور" کمالاً "زادت" سے تمیز واقع ہے۔ اور "من طيب" کا عطف "علی الحسن" پر ہے۔ أي زادت من طيب ...".

وَإِنَّ مَسِيرِیْ فِی الْبِلَادِ وَمَنْزِلِیْ لَبِالْمَنْزِلِ الْاَقْصٰی إِذَا لَمْ أُقَرَّبِ

ترجمہ:۔اور میری سیر گاہ مختلف شہروں میں اور میری قیام گاہ سب سے بعید منزل میں ہوگی جب مجھے قریب (تعظیم وتکریم کے طور پر) نہ کیا جائے۔(یعنی جب میری قوم میری عزت نہیں کرے گی تو میں ان سب سے الگ ہوکر دور جا کر قیام کرونگا)

تحقیق:۔لم اقرب،فعل مجہول ہے بمعنی مجھے قریب نہیں کیا جائے،یا میری عزت نہ کی جائے۔

ترکیب:۔''مسیری''اسم انّ ہے،''في البلاد''واقع سے متعلق ہوکر خبر انّ ہے،''ومنزلی الخ''کا عطف ماقبل جملہ پر ہے۔

وَلَسْتُ وَإِنْ قُرِّبْتُ يَوْمًا بَبَائِعٍ خَلَاقِی وَلَادِيْنِیْ إِبْتِغَاءَ التَّحَبُّبِ

ترجمہ:۔اور میں کسی بھی وقت اپنے حصہ (مرتبہ یا فضیلت کو) اور دین کو محبت کی تلاش کیلئے فروخت کرنے والا نہیں ہوں،اگر چہ مجھے مقرب محبوب بنالیا جائے۔

تحقیق:۔''خلاق''بمعنی حصہ،''ابتغا''باب افتعال کا مصدر ہے بمعنی تلاش کرنا،''التحبب''باب تفعل کا مصدر ہے بمعنی محبت۔

ترکیب:۔''خلاقی ولادینی''مفعول ہے۔''بائع''کا پھر خبر ہے''لستُ''کی۔''ابتغا الخ''مفعول لہٗ ہے،''وان''وصیلہ ہے۔

وَيَعْتَدُّهُ قَوْمٌ كَثِيْرٌ تِجَارَةً وَيَمْنَعُنِیْ مِنْ ذَاكَ دِيْنِیْ وَمَنْصَبِیْ

ترجمہ:۔اور بہت سے لوگ اس کو (دین ومنصب فروشی کو) تجارت شمار کرتے ہیں (اور اس بیع سے فائدہ اٹھاتے ہیں حالانکہ یہ بری بات ہے) اور روکتا ہے مجھ کو اس (قسم کی بیع) سے میرا دین ومنصب۔

تحقیق:۔''یعتد''باب افتعال سے بمعنی شمار کرنا،''منصب''کی جمع مناصب ہے بمعنی مرتبہ ومقام۔

ترکیب:۔''دینی و منصبی''فاعل ہے''یمنعنی''کا۔''یعتده''کی ضمیر مفعول بیع کی طرف لوٹ رہی ہے جو''بائع''کے اندر ہے۔

دَعَانِیْ يَزِيْدُ بَعْدَمَا سَاءَ ظَنُّهُ وَعَبْسٌ وَقَدْ كَانَا عَلٰی حَدِّ مَنْكَبِ

ترجمہ:۔پکارا ہے مجھے یزید نے (امداد کیلئے) اس کے سوئظن کے بعد (میرے قتل کا ارادہ کے بعد) اور عبس نے بھی پکارا ہے (جب انہیں معلوم ہوگیا کہ دشمن غالب آنے والے ہیں) حالانکہ دونوں کندھے کی حد پر تھے۔(یعنی مجھ سے اعراض کرتے تھے)۔

تحقیق:۔وقد کانا علی منکب:یعنی وہ دونوں مجھ سے کنارہ کش تھے،یعنی دونوں نے مجھ سے قطع تعلق کیا تھا۔اور یہ بھی احتمال ہے کہ ''منکب''سے''منکب الموت''مراد لیا جائے،یعنی انہوں نے مجھے اپنی مدد کیلئے بلایا جبکہ وہ موت وہلاکت کی سرحد پر پہنچ گئے تھے۔یزید وعبس دونوں قبیلہ حنفیہ کے لوگ ہیں،''منکب''بمعنی کندھا مناکب جمع ہے۔

ترکیب:۔''یزید وعبس''دونوں فاعل ہیں''دعانی''کے،''وقد کانا الخ''جملہ حالیہ ہے۔

وَقَدْ عَلِمَا أَنَّ الْعَشِيْرَةَ كُلَّهَا سِوٰی مَحْضَرِیْ مِنْ خَاذِلِيْنَ وَغُيَّبِ

ترجمہ:۔اور تحقیق کہ دونوں کو معلوم ہے کہ تمام قبیلہ والے میری حاضری کے بغیر ان کو بے یار و مددگار چھوڑنے والے اور غائب ہونے والے ہیں۔

تحقیق:۔خاذلین :بمعنی بے یار و مددگار چھوڑنے والے،مدد نہ کرنے والے،خذلہ (ن) خذلا:مدد نہ کرنا۔غیب:اس کا مفرد غائب ہے بمعنی غیب ہونا۔''عشیرۃ''بمعنی قبیلہ۔

ترکیب:۔ خاذلین'' ''أَنَّ'' کی خبر ہے اور ''غیب'' کا عطف خاذلین'' پر ہے۔ شروع میں من زائدہ ہے۔

فَكُنْتُ أَنَا الْحَامِيْ حَقِيْقَةَ وَائِلٍ كَمَا كَانَ يَحْمِيْ عَنْ حَقَائِقِهَا أَبِيْ

ترجمہ:۔ پس میں تن تنہا اپنے جد امجد وائل کی ذمہ داری کی حفاظت کرنے والا تھا، جس طرح میرے باپ نے ان (دادا وائل) کی ذمہ داری کی حفاظت کی تھی۔ (یعنی ہم سب بہادر ہیں)

تحقیق:۔ **حقیقة**: بمعنی لاج، واجب الحفاظت چیز۔

ترکیب:۔ ''حقیقة وائل'' مفعول ہے ''الحامی'' کا، پھر خبر ہے ''انا'' کی، پھر خبر ''کنتُ'' ہے۔ ''ابی'' فاعل ہے ''یحمی'' کا۔

وَقَالَ الْمُثَلَّمُ بْنُ رِيَاحِ بن ظالم المرّی

یہ شاعر جاہلی ہے، اس کا تعلق قبیلہ بنو مرہ سے ہے، ایک مرتبہ بنی اشجع نے شاعر کے قبیلہ کے سردار سنان اور شجنہ سے مدد طلب کی اور اپنے رشتہ دار قبیلہ حارث بن ظالم مری کے حلیف کو قتل کیا اور پھر حصین بن حمام مری کے پاس پناہ گزین ہو گیا، شاعر ان اشعار میں اپنی قوم سے خطاب کر کے مدد کیلئے ابھار رہا ہے تاکہ ان کی مدد کرے:

مَنْ مُبَلِّغٌ عَنِّيْ سِنَانًا رِسَالَةً وَشِجْنَةَ أَنْ قُوْمَا خُذَا الْحَقَّ أَوْدَعَا

ترجمہ:۔ کون ہے جو سنان و شجنہ (دونوں سردار بنی مرہ کے ہیں) کو میرا یہ پیغام پہنچائے گا کہ تم دونوں کھڑے ہو جاؤ اور حق (حدود) کو لے لو یا چھوڑ دو (یعنی اپنے حلیف کی مدد نہ کرو)۔

تحقیق:۔ اودعا: باب فتح سے بمعنی چھوڑ دینا، الف تثنیہ کیلئے ہے۔ ودع مادہ ہے، ''قُوْمَا'' باب نصر سے تثنیہ امر حاضر معروف ہے، ''رسالہ'' جمع رسائل ہے بمعنی پیغام۔

ترکیب:۔ ''سنانا و شجنة'' مفعول اول ہے ''مبلغ'' کا ''رسالة'' مفعول ثانی ہے، پھر خبر ہے، ''من'' استفہامیہ مبتدا ہے، ''اودعا'' کے بعد ضمیر ''ہ'' محذوف ہے جس کا مرجع ''الحق'' ہے۔

سَأَكْفِيْكَ جَنْبِيْ وَضْعَهُ وَوِسَادَهُ وَأَغْضَبُ إِنْ لَمْ تُعْطِ بِالْحَقِّ أَشْجَعَا

ترجمہ:۔ (دونوں میں سے ہر ایک سے خطاب ہے) کہ میں عنقریب تم کو اپنے پہلو رکھنے، تکیہ اور سہارا دینے کیلئے کافی ہوں گا (تمہاری مدد کی ضرورت نہیں لیکن) اگر تم نے بنو اشجع کو اس کا حق نہیں دیا (اس کی مدد نہیں کی) تو میں سخت ناراض ہو جاؤنگا۔ (یعنی شاعر اپنے قبیلہ کو مخاطب و برانگیختہ کر کے کہہ رہا ہے کہ اگر میری مدد نہ کی تو میں خود کافی ہوں، بنو اشجع کی مدد نہ کرنا بری بات ہے)

تحقیق:۔ ساکفیک: میں سنان و شجنہ کو خطاب ہے فردا فردا۔ وساد: بمعنی تکیہ۔ ''جنبی'' بمعنی پہلو، ''اشجعا'' بمعنی اشجع۔

ترکیب:۔ ''جنبی وضعَهٗ'' اصل میں یوں تھا ''وضعَ جنبی'' جو کہ مفعول ثانی ہے ''ساکفیک'' کا۔ ''وسادَہٗ'' کا عطف ''جنبی'' پر ہے، ''اشجعا'' مفعول اول ہے ''تعط'' کا اور ''بالحق'' مفعول ثانی ہے۔ پھر شرط مؤخر ہے اور ''اغضب'' جزا مقدم ہے۔

تَصِيحُ الرُّدَيْنِيَّاتُ فِينَا وَفِيهِمُ صِيَاحَ بَنَاتِ الْمَاءِ أَصْبَحْنَ جُوَّعَا

ترجمہ:۔ ہمارے اوران (مخالفین) کے درمیان رودینہ کے نیزے اس طرح شور مچائیں گے، جیسے بھوکے مینڈک شور مچاتے ہیں۔
تحقیق:۔رُدینیات: یہ ایک عورت کا نام ہے، جس کے بنائے ہوئے نیزے عمدہ ہوتے تھے، اور یہاں ''ردینیات'' سے مراد عمدہ نیزے ہیں۔
بنات الماء: سے مراد مینڈک ہے۔ کان فی الاصل ای کصیاح بنات الماء لانه مشبه به. جوعا: بمعنی بھوکا ہونا۔ جائع واحد ہے، اصبحن فعل ناقص ہے، ضمیر بنات الماء کی طرف لوٹ رہی ہے۔
ترکیب:۔ ''صیاحَ بنات الما'' مفعول مطلق ''تصیح'' کا، ''جُوَّعًا'' خبر ہے ''اصبحن'' کی۔

لَفَفْنَا الْبُيُوْتَ بِالْبُيُوْتِ فَأَصْبَحُوْا بَنِيْ عَمِّنَا مَنْ يَّرْمِهِمْ يَرْمِنَا مَعَا

ترجمہ:۔ ہم نے اپنے گھروں کو انکے گھر (بنو اشجع) سے ملا دیئے ہیں، پس وہ اب ہمارے چچازاد بھائی ہو گئے ہیں، اب جو ان کو تیر مارے گا گویا وہ ہم سب کو تیر مارے گا۔
تحقیق:۔ لففنا: صیغة جمع متکلم یستعمل من باب نصر معناه الجمع ای جمعنا. البیوت جمع بیت ای المکان والدار. یقول: جمعنا بیوتنا ببیوت بنی اشجع فصاروا ابنی عمنا ولکن فی الحقیقة هم لیسوا ابنی عمنا، من الذی یرمیهم فکانه رمینا.
ترکیب:۔ ''بنی عمنا'' خبر ہے ''اصبحوا'' کی یا اس سے پہلے حرف ندا محذوف ہے، ''یرمهم'' شرط ہے اور ''یرمنا معا'' جزا ہے۔

وَقَالَ حُصَيْنُ بْنُ حُمَامِ الْمُرِّيُّ

تعارف وپس منظر:۔ یہ شاعر مخضرمی ہے، اس کے کل چودہ اشعار ہیں، پس منظر یہ ہے کہ بنو بلی کے ایک آدمی نے بنو آل ذبیان کے ایک آدمی کو قتل کر کے قبیلہ بنو مرہ کے یہاں جا کر پناہ لے لیا، تو بنو آل ذبیان نے ان سے اس آدمی کے حوالہ کرنے کیلئے کہا لیکن بنو مرہ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہمارے پاس تمہارا کوئی آدمی نہیں، جس کی وجہ سے ان کے درمیان جنگ چھڑ گئی، اسی کا بیان ہے:

فَقُلْتُ لَهُمْ يَا آلَ ذُبْيَانَ مَالَكُمْ تَفَاقَدْتُمْ لَاتُقْدِمُوْنَ مُقَدَّمَا

ترجمہ:۔ پس کہا میں نے ان (بنومرہ) سے اے آل ذبیان! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ (خدا کرے کہ) تم ایک دوسرے کو گم کر دو، تم پیش قدمی (جنگ میں) نہیں کر رہے ہو!
تحقیق:۔ ''تفاقدتم'' باب تفاعل سے بمعنی ایک دوسرے کو گم کر دینا ہے، فقد مادہ ہے، باب کرم سے استعمال ہوتا ہے۔ یہ جملہ یا تو بددعا ہے یعنی تم ایک دوسرے کو گم کر دو (مرجاؤ) یا اچھی دعا ہے یعنی کثرت افراد کی وجہ سے ایک دوسرے کا پتہ لگانا مشکل ہے۔
ترکیب:۔ ''مقدّما'' مفعول مطلق من غیر لفظہ ہے ''لاتقدمون'' سے کیونکہ ایک باب افعال سے دوسرے باب تفعیل سے ہے۔

مَوَالِيكُمْ مَوْلَى الْوِلَادَةِ مِنْهُمُ وَمَوْلَى الْيَمِيْنِ حَابِسٌ قَدْ تُقُسِّمَا

ترجمہ:۔ تمہارے موالی میں سے بعض پیدائشی مولی (چچازاد بھائی) ہیں، اور بعض معاہدے کے مولی (حلیف) ہیں جو ان میں سے ہر ایک روکنے والے ہیں (نفس کو جنگ کے لئے) جس حال میں وہ موالی اپنی اپنی حیثیت سے جنگ کی خاطر تقسیم شدہ ہیں۔

تحقیق:۔ حابس: بمعنی روکنے والا، یہاں بہادر مراد ہے،"تُقسم" کی ضمیر "موالی" کی طرف لوٹ رہی ہے۔

ترکیب:۔"موالیکم" کے بعد"علی قسمین" ہے،"وَمَوْلی الیمین" اصل میں یوں تھا"ومنهم مولی الیمین"،"حابسٌ" کا مفعول"نَفْسَهٗ" محذوف ہے۔

وَقُلْتُ تَبَيَّنْ هَلْ تَرٰى بَيْنَ ضَارِجٍ وَنَهْيِ الْاَكُفِّ صَارِخًا غَيْرَ أَعْجَمَا

ترجمہ:۔ اور کہا میں نے (ہر ایک سے) جان لو! کیا تم نہیں دیکھتے مقام ضارج اور نہی الاکف کے درمیان چیخنے والے گھوڑے کو۔(یعنی مقام ضارج و نہی الاکف میں تمہارے مویشی اور گھوڑے بھی بکثرت موجود ہیں پھر بھی جنگ سے اعراض کیوں کرتے ہو؟)

تحقیق:۔ تبین: صیغۃ مخاطب من باب تَفَعُّل بمعنی اعلم و ابصر وهل نافیة. ضارح ونهی الاکف: اسمان موضعان ،صارخًا بمعنی مغیثاً. اعجم: ضدالناطق مراده الفرس لانه اعجم.

ترکیب:۔"قُلْتُ" کے بعد"لکل واحد منهما" محذوف ہے،"هل" استفہامیہ بمعنی نفی مبتدا ہے،"تری الخ" خبر ہے، "صارخًا" موصوف اور"غیر اعجم" صفت ہے جو کہ اضافت کے باوجود نکرہ ہے کیونکہ لفظ"غیر" اسماً متوغلة الابهام میں شامل ہے۔ پھر تری کا مفعول ہے۔

مِنَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ لَاتَرٰى مِنَ الْخَيْلِ إِلَّا خَارِجِيًّا مُسَوَّمَا

ترجمہ:۔ جان لو! صبح سے غروب آفتاب تک نہیں دیکھو گے مگر گھوڑوں میں سے صرف نکلنے والے نشاندار گھوڑوں کو۔

تحقیق:۔ من الصبح: متعلق بتبین. معناه ابصر وانظر. والمسموم اسم مفعول من سوم الطریق اذا جعل علیه علامة یعرف بها ولا یفعل ذلک اِلّا بالفرس الکریم خارجیا:معناه جوادوسخاء لان العرب تزعم ان الفرس یکون جواد المبارز للحرب.

ترکیب:۔"من الخیل" کے بعد مستثنیٰ منہ"شیئًا" محذوف ہے،"خارجیًا" سے قبل"فرسًا" محذوف ہے جو کہ موصوف ہے، "مسوَّمًا" صفت ثانی ہے۔ موصوف صفت مل کر مستثنیٰ ہے پھر مفعول ہے"لاتری" کا۔

عَلَيْهِنَّ فِتْيَانٌ كَسَاهُمْ مُحَرِّقٌ وَكَانَ إِذَا يَكْسُوْ أَجَادَ وَأَكْرَمَا

ترجمہ:۔ ان گھوڑوں پر ایسے نوجوان ہیں جن کو محرق (بادشاہ) نے جنگی لباس پہنایا ہے، اور جب وہ کسی کو جنگی لباس پہناتے تو اچھا اور عمدہ لباس پہناتے ہیں۔

تحقیق:۔"فتیان" "الفتی" کی جمع ہے بمعنی نوجوان،"کسا" کسو مادہ باب نصر سے بمعنی کپڑا پہننا اور پہنانا"مُحرِّق" بمعنی جلانے والا، لخم کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ نے اپنا منہ جلا دیا تھا اس لئے اس کا لقب محرق پڑ گیا تھا"اکرما" کے آخر میں الف اشباعی ہے، صیغہ ماضی واحد مذکر غائب ہے بمعنی عمدہ کرنا۔

ترکیب:۔"علیهن" خبر مقدم ہے،"فتیان" موصوف اور"کساهم محرق" صفت ہے پھر مبتدأ مؤخر ہے،"وکان الخ" جملہ معترضہ ہے۔

صَفَائِحُ بُصْرٰى أَخْلَصَتْهَا قُيُوْنُهَا وَمُطَّرِدًا مِنْ نَسْجِ دَاوٗدَ مُبْهَمَا

ترجمہ:۔(بادشاہ محرق نے ان کو) مقام بصریٰ کے ایسی چوڑی تلواریں (پہنائیں) جن کو بصریٰ کے لوہاروں نے (جنگ کیلئے) خالص کر کے بنایا تھا، اور حضرت داؤد علیہ السلام کی بنی ہوئی مسلسل کڑیوں اور چھوٹے حلقوں والی زرہ پہنائی ہیں۔

تحقیق:۔''صفائح'' صفیحۃ کی جمع ہے بمعنی چوڑی تلوار، ''بصری'' شام میں ایک جگہ کا نام ہے جہاں کی تلوار عمدہ ہوتی ہے، ''اخلص'' باب افعال سے بمعنی خالص، ''قیون'' قین کی جمع ہے بمعنی لوہار، حداد، ''مُطّرِد'' اصل میں ''مُتطرِد'' تھا، فائے افتعال تاً ہونے کی وجہ سے تا کو طا سے بدل کر ادغام کر دیا گیا ہے، ''مبھما'' بمعنی ابہام شدہ، یہاں مراد زرہ کے چھوٹے چھوٹے حلقے۔

ترکیب:۔''صفائح بصریٰ'' موصوف اور ''اخلصتها قیونها'' صفت ہے، دونوں مل کر ''کساهم'' کا مفعول ثانی ہے، ''ومطردً'' اصل میں ''دروعا مطردةً'' تھا۔

وَلَمَّا رَأَيْنَا الصَّبْرَ قَدْ حِيْلَ دُوْنَهُ وَإِنْ كَانَ يَوْمًا ذَا كَوَاكِبَ مُظْلِمَا

ترجمہ:۔اور جب ہم نے صبر (میدان جنگ میں ثابت قدمی) کو دیکھا کہ تحقیق اس کے پیچھے رکاوٹ حائل ہوگئی ہے، اور بے شک تاریک دن ستاروں والا ہوگیا۔(یعنی میدان جنگ ہمارے لئے ایسا سخت اور تاریک ہوا کہ دن میں تارے نظر آنے لگے)!

ترکیب:۔دونہ'' یہ ظرف نائب فاعل ہے، اور ''اِنْ'' مخففہ من المثقلہ ہے۔''کان'' کی ضمیر ''یومًا'' کی طرف لوٹ رہی ہے جو اضمار قبل الذکر ہے اور یہ شعر میں جائز ہے۔یہ ضمیر اسم کان ہے، ''یومًا مظلما'' مرکب توصیفی کے بعد مبین اور ''ذا کواکبَ'' عطف بیان ہے پھر کان کی خبر ہے۔

صَبَرْنَا وَكَانَ الصَّبْرُ مِنَّا سَجِيَّةً بِأَسْيَافِنَا يَقْطَعْنَ كَفًّا وَّمِعْصَمَا

ترجمہ:۔تو ہم نے صبر کیا (مصائب جنگ پر) اور صبر کرنا یہ ہماری (پرانی) عادت ہے، جس حال میں ہم ایسی تلواروں سے متصف تھے جو کاٹنے والی ہیں ہتھیلیوں اور کلائیوں کو۔

تحقیق:۔سجیة: بمعنی طبعت، عادت۔جمع سجایا، سجایات .معصم: کلائی جمع معاصم۔''کف'' بمعنی ہتھیلی اکف جمع ہے۔

ترکیب:۔صبرنا'' پہلے شعر کیلئے جواب شرط ہے، وکان الصبر مناسجیۃ'' جملہ معترضہ ہے۔ ''سجیةً'' کان کی خبر ہے، اور ''باسیافنا'' صبرنا'' سے متعلق ہے۔اور ''یقطعن'' ''اسیافنا'' سے حال ہے۔دوسری ترکیب یہ ہے کہ ''باسیافنا'' کا تعلق ''متلبسین'' محذوف سے ہوکر موصوف اور ''یقطعن الخ'' صفت ہے پھر حال ہے۔''کفا و معصما'' مفعول ہے ''یقطعن'' کا۔

نُفَلِّقُ هَامًا مِنَ الرِّجَالِ اَعِزَّةٍ عَلَيْنَا وَهُمْ كَانُوْا اَعَقَّ وَاَظْلَمَا

ترجمہ:۔ہم ایسے آدمیوں کی کھوپڑیوں کو پھاڑ دیتے ہیں جو ہمارے ہاں عزیز ہیں اور دشمنوں کے لئے وہ نافرمان اور ظالم ہوں۔

تحقیق:۔''نفلّق'' باب تفعیل سے بمعنی پھاڑ دینا، ''ھاما'' بمعنی کھوپڑی ''اَعقّ'' باب نصر سے اسم تفضیل ہے بمعنی نافرمان۔

ترکیب:۔''اعزةٍ الخ'' صفت ہے ''الرجال'' کی، ''اعق الخ'' خبر ہے ''کانوا'' کی۔''اظلما'' کے بعد ''علی الاعدأ'' محذوف ہے۔

وَلَمَّا رَأَيْتُ الْوُدَّ لَيْسَ بِنَافِعِيْ عَمَدْتُ إِلَى الْأَمْرِ الَّذِيْ كَانَ أَحْزَمَا

ترجمہ:۔اور جب میں نے دیکھا کہ محبت (میدان جنگ میں) مجھے نفع دینے والی نہیں تو میں نے ایک ایسے امر (جنگ) کا ارادہ کیا

جو ہوشیاری اور دور اندیشی پر مبنی تھا (یعنی تلوار سے لڑنا۔)

تحقیق:۔أحزما: اسم تفضیل: بمعنی زیادہ ہوشیاو دور اندیش۔حزم کرم سے حزامۃ: بمعنی محتاط و دور اندیش ہونا۔''الوُدّ'' بمعنی محبت و دوستی ازباب سمع ''عمدتُ'' بمعنی ارادہ کرنا باب ضرب سے ہے۔

ترکیب:۔''رأیتُ الخ ''شرط ہے،''لیس'' کی ضمیر''الود'' کی طرف لوٹ رہی ہے جواسم لیس ہے''بنافعی''خبرلیس ہے، ''عمدتُ الخ''جزا ہے''احزما'' کان کی خبر ہے۔

فَلَسْتُ بِمُبْتَاعِ الْحَيَاةِ بِذِلَّةٍ وَلَامُرْتَقٍ مِنْ خَشْيَةِ الْمَوْتِ سُلَّمَا

ترجمہ:۔پس میں اختیار کرنے والا نہیں ہوں حیاۃ زندگی کو ذلت کے بدلے (یعنی جنگ سے بھاگ کر زندہ رہنا ذلت والی بات ہے)اور نہ موت کے خوف سے (بچاؤ کیلئے) سیڑھی پر چڑھنے والا ہوں۔(یعنی نہ موت سے ڈر کر میدان جنگ سے بھاگتا ہوں)

تحقیق:۔مرتق: اسم فاعل ہے مصدر: اِرتقاء'' ہے ازافعال بمعنی چڑھنا۔اصل میں مرتقی تھا، یاء حرف علت کو حذف کردیا اور تنوین قاف کو دیدیا۔مرتق بن گیا۔''سُلّم: سیڑھی، زینہ۔''ذِلَّۃ'' بمعنی ذلت۔''بمبتاعٍ'' بمعنی بیع فروخت، یہاں اختیار مراد ہے۔

ترکیب:۔''بمبتاع الخ ''خبر ہے''لستُ'' کی،''الحیاۃ''مفعول ہے''بمبتاعٍ'' کی،''سلما''منصوب بنزع الخافض ہے،اصل میں''علی سلّم''تھا۔اس کا تعلق''موتق'' سے ہے۔

وَقَالَ ابْنُ دَارَةَ

سالم بن مسافع بن عقبہ بن بربوع نام ہے، اسلامی شاعر ہیں۔اس کا پس منظر یہ ہے کہ ایک مرتبہ مرہ بن واقع الفزاری (یعنی شاعر) نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں اور بیوی نے مدت پوری کر کے علی الفزاری سے شادی کرلی جبکہ سالم ہذا اور حمل بن قلیب الفزاری نے بھی خطبہ دیا تھا جسے مسترد کردیا گیا گھا۔اور ایک عرصہ بعد شاعر دوبارہ مراجعت کی غرض سے حضرت معاویہ بن ابی سفیان یا حضرت عثمانؓ سے مسئلہ دریافت کیا، جب انہوں نے مسئلہ بتادیا تو یہ بہت غمزدہ ہوا اور اسی عالم میں سالم ہٰذا نے بنی فزارہ کی مذمت میں کچھ اشعار کہے اس پر زمیل بن ابیر نے حلف اٹھائی کہ میں جب تک سالم ہذا کو قتل نہ کروں اس وقت تک میں گوشت کھاؤں گا نہ سر دھوؤں گا اور نہ ہی اپنی بیوی کے پاس جاؤں گا، چنانچہ زمیل نے سالم کو قتل کرہی دیا اس پر شاعر نے درج ذیل اشعار کہے۔

يَازُمْلُ إِنِّيْ إِنْ تَكُنْ لِّيْ حَادِيًا أَعْكُرْ عَلَيْكَ وَإِنْ تَرُغْ لَاتَسْبِقِ

ترجمہ:۔اے زمیل! اگر تو میرے لئے حدی خواں بنو گے (میرے پیچھے چلو گے) تو میں مڑ کر تجھ پر حملہ کروں گا اور اگر تو مکر وفریب سے چلے گا تو بھی مجھ سے بھاگ نہیں سکے گا۔

تحقیق:۔''زُملُ'' سے زمیل مراد ہے، ضرورت شعری کی وجہ سے یاء کو حذف کردیا گیا،''حادیا'' بمعنی حدی خوانی کرنا،''اعکر'' باب نصر سے بمعنی مُڑ کر حملہ کرنا،''ترُغ'' باب نصر سے بمعنی دھوکہ دینا، یہ اصل میں''ترْوُغ'' تھا واؤ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن ہے اس لئے واؤ کی حرکت ماقبل میں نقل کر کے واؤ کو حذف کردیا گیا۔

ترکیب:۔''تکن لی حادیا''شرط ہے،''حادیا''تکن کی خبر ہے،''اعکر الخ''جزاٗ ہے،''ترغ''شرط اور''لاتسبق''جزاٗ ہے۔

إِنِّيْ امْرُؤٌ تَجِدُ الرِّجَالُ عَدَاوَتِيْ وَجْدَ الرِّكَابِ مِنَ الذُّبَابِ الْأَزْرَقِ

ترجمہ:۔بےشک میں ایسا آدمی ہوں کہ میری عداوت لوگ محسوس کرتے ہیں جیسا کہ اونٹ نیلی مکھی کی دشمنی (اپنے دلوں میں) محسوس کرتے ہیں۔(یعنی جس طرح اونٹ، نیلی مکھی کے ستانے کے باوجود کچھ نہیں کرسکتے، بدلہ نہیں لے سکتے، ایسا ہی میرے دشمن مجھ سے تکلیف پانے کے باوجود بدلہ نہیں لے سکتے)

تحقیق:۔الرکاب:بمعنی سواری،اونٹ۔الذباب الازرق:نیلی مکھی جواونٹ کوکاٹتی ہے۔

ترکیب:۔''تجد الرجال عداوتی''صفت ہے''امرأ''کی،''الرجال''فاعل ہےتجد کا،چونکہ''الرجال''جمع تکسیر ہےاس لئے فعل کومذکرومؤنث دونوں لانا جائز ہے''امرأ الخ''خبرانی ہے،''وجد الرکاب الخ''مفعول مطلق ہے۔

وَقَالَ بَشَامَةُبْنُ حَزْنِ النَّهْشَلِيُّ

ابوہلال کے مطابق دوشاعر بشامة کے نام سے ہیں،ایک بشامہ بن غدیر ہےجس کا سلسلۂ نسب یوں ہے،عمرو بن هلال بن سهم بن مرة الذبیانی۔دوسرا بشامه بن حزن نهشلی ہے،بعض نے کہا کہ درج شدہ اشعار شاعر اول کے ہیں۔یہ اسلامی شاعر ہے،ان اشعار کی نسبت مذکورہ شاعر کی طرف غلطی سے کی گئی ہے،درحقیقت یہ اشعار بشامہ بن غدیر کے ہیں۔بنی خندف نے جنگ کیوقت اپنے حلیف سے مدد طلب کی مگر حلیف نے مدد دینے سے انکار کردیا جس کی وجہ سے شاعر غیظ وغضب کا اظہار کررہا ہے،اوراپنے قبیلہ''بنی مرہ''کی مدح بھی کررہا ہے:

وَلَقَدْ غَضِبْتُ لِخِنْدِفٍ وَلِقَيْسِهَا لَمَّا وَنَى عَنْ نَصْرِهَا خُذَّالُهَا

ترجمہ:۔اور تحقیق کہ میں قبیلہ خندف وقیس کی وجہ سے غصہ ہوا(غضبناک ہوں)جب مدد ترک کرنے والوں(بنی خندف کے حلیف) نے اس کی مدد میں سستی کی(یعنی ان کی مدد نہ کی)

تحقیق:۔''خُذّال''خاذل کی جمع ہے بمعنی مدد نہ کرنا،''ونی''باب ضرب سے بمعنی سستی کرنا۔

ترکیب:۔''خُذّالها''فاعل ہے''ونی''کا۔

دَافَعْتُ عَنْ أَعْرَاضِهَا فَمَنَعْتُهَا وَلَدَيَّ فِيْ أَمْثَالِهَا أَمْثَالُهَا

ترجمہ:۔دفاع کیا میں نے ان(قبیلہ خندف) کی عزتوں کا،پس ان کو(خندف کو)بچایا،اور میرے پاس ان جیسے واقعات کی بہت سی مثالیں ہیں۔(یعنی میں ہمیشہ اس طرح کے حالات میں دوستوں کی حفاظت کرتا رہتا ہوں)

تحقیق:۔منع :ای الحفاظة والحمایة فی امثالها ای فی امثال المدافعة.''اعراض جمع عرض''.

ترکیب:۔''لدی''خبر مقدم اور''امثالها''مبتدا مؤخر ہے۔

إِنِّيْ امْرُؤٌ أَسِمُ الْقَصَائِدَ لِلْعِدَا إِنَّ الْقَصَائِدَ شَرُّهَا أَغْفَالُهَا

ترجمہ:۔ بے شک کہ میں ایسا آدمی ہوں کہ قصیدوں کو نشان زدہ کردیتا ہوں دشمنوں کیلئے (یعنی قصائد میں دشمنوں کا نام لیکر مذمت کرتا ہوں) بے شک بدترین قصائد وہ ہیں جو نشان زدہ نہ ہوں (کہ شاعر کا نام بھی نہ ہو اور جس کی مذمت بیان کی گئی ہے اس کا نام بھی نہ ہو، کیونکہ یہ بزدلی کی علامت ہے)

تحقیق:۔اسمُ: صیغة واحد متکلم ،من باب ضرب بمعنی نشان لگادینا، وسم مادہ ہے۔ اغفال جمع غفل ای مالاعلامة علیه. ''قصائد'' قصیدة کی جمع ہے۔

ترکیب:۔''امرأ الخ'' خبر إنّی ہے،''اسم الخ'' صفت ہے''امرأ'' کی۔

قَومِيْ بَنُو الْحَرْبِ الْعَوَانِ بِجَمْعِهِمْ وَالْمَشْرَفِيَّةُ وَالْقَنَا إِشْعَالُهَا

ترجمہ:۔ میری قوم سخت جنگجو والی ہے اور مشرفی تلواریں اور نیزے اس جنگ کو بھڑکانے کا سامان ہے۔

تحقیق:۔العوان: معناہ الشاب ومرادہ الشدید. اشعال معناہ هجیج النار اوالحرب ،ومرادہ اسباب النار اوالحرب. المشرفیة ای السیف التی تنسب الی مکان الشرف.

ترکیب:۔''العوان'' صفت ہے''الحرب'' کی۔''بجمعهم'' تاکید ہے''بنو الحرب'' کی۔''المشرفیة'' موصوف محذوف ''السیوف'' کی صفت ہے، پھر مبتدأ ہے''اشعالُها'' خبر ہے۔

مَازَالَ مَعْرُوْفًا لِمُرَّةٍ فِي الْوَغٰى عَلُّ الْقَنَا وَعَلَيْهِمْ إِنْهَالُهَا

ترجمہ:۔ ہمیشہ مشہور رہا ہے بنو مرہ (میری قوم) کیلئے میدان جنگ میں نیزوں کو (دشمن کا خون) بار بار پلانا، اور پہلی دفعہ پلانا ان پر واجب ہے (یعنی نیزوں کو بار بار دشمنوں کا خون پلانا ان کی مشہور عادت ہے اور کم از کم ایک بار پلانا تو ضروری سمجھتے ہیں۔)

تحقیق:۔الوغیٰ :معناہ الصوت و القوة،مرادہ الحرب لان فی الحرب تکون صوة عل:(ن)السقی مرة بعد مرة. انهال جمع نهل ای السقی اول مرة. ''مُرّة'' ای بنی مرّة.

ترکیب:۔''معروفًا'' خبر''مازال'' ہے۔''عَلُّ القنا'' اسم مازال ہے''علیهم'' خبر مقدم اور''انهالُها'' مبتدأ مؤخر ہے۔

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوْفًا لَنَا أَسْرُ الْمُلُوْكِ وَقَتْلُهَا وَقِتَالُهَا

ترجمہ:۔ زمانہ عاد (زمانہ قدیم) سے ہمارے لئے یہ مشہور ہے کہ بادشاہوں کو قید کرنا، اور ان کیساتھ قتل و قتال کرنا۔

تحقیق:۔عهدعاد:المرادمنه الزمان القدیم .''اسر'' بمعنی قید کرنا۔''من'' بمعنی منذ۔

ترکیب:۔''معروفًا'' کان کی خبر مقدم ہے''اسرُ الملوک الخ'' کان کا اسم مؤخر ہے۔

وَقَالَ أَرْطَاةُ بْنُ سُهَيَّةَ

نام ارطاة بن زفر بن عبداللہ الذبیانی ہے، سھیہ ماں کا نام ہے، مخضرمی شاعر ہے۔ الاصابہ کے مطابق یہ شعراء کے طبقہ ثالثہ میں داخل ہے۔ اپنے چچازاد بھائیوں سے دشمنی و بغض وعداوت اور قطع تعلق ہوگیا تھا، کچھ لوگوں نے صلح کرانے کی کوشش کی جس

کا اظہار یہاں کررہا ہے:

وَنَحْنُ بَنُوعَمٍّ عَلٰی ذَاتِ بَیْنِنَا　　　زَرَابِیُّ فِیْهَا بِغْضَةٌ وَتَنَافُسُ

ترجمہ:۔ہم اور چچازاد بھائیوں میں باوجود اس حقیقت کے جو ہمارے درمیان (یعنی قربت ورشتہ داری) ہے کچھ عداوتیں پیدا ہوگئیں ہیں، جن میں بعض غصہ والا ہے (عداوت کو پسند نہیں کرتے) اور بعض خوش ہیں (یعنی عداوت کو پسند کرتے ہیں)

تحقیق:۔ذات بیننا: یعنی حقیقة بیننا "زر ابی" زربیہ کی جمع ہے بمعنی دشمنی اور حسد، "بِغضة" بکسر البأ به علی وزن فِعلة بمعنی بہت زیادہ بغض رکھنا، "تنافس" نفس مادہ باب تفاعل کا مصدر ہے بمعنی رغبت۔

ترکیب:۔"ونحن بنوعم" اصل میں یوں ہے "نحن و بنو عم" پورا جملہ مبتدأ ہے، "زرابی" خبر ہے "فیها" کی ضمیر "زرابی" کی طرف لوٹ رہی ہے جو خبر مقدم ہے اور "بِغضَةٌ الخ" مبتدأ مؤخر ہے۔ "بِغضَةٌ" اور "تنافس" یہ دونوں مصادر اسم فاعل کے معنی میں ہیں۔

وَنَحْنُ کَصَدْعِ الْعُسِّ إِنْ یُّعْطَ شَاعِبًا　　　یَدَعْهُ وَفِیْهِ عَیْبُهٗ مُتَشَاخِسُ

ترجمہ:۔اور ہم بڑے پیالے کے اس شگاف کی طرح (متفرق) ہیں کہ اگر وہ پیالہ ساز کو دیا جائے تو وہ اس کو (بنا کر) اس طرح چھوڑے گا دراں حالانکہ اس میں اس کا عیب ظاہر ہوگا (یعنی جس طرح پیالہ جوڑنے کے بعد اس کے شگاف کو مکمل ختم کرنا مشکل ہے، اسی طرح عداوت پیدا ہونے کے بعد دوبارہ دلوں کو ملانا مشکل ہے۔)

تحقیق:۔صدع: ای الثقب والشق. العس: ای القدح الکبیر. شاغبا: ای الذی یصلح المکسورة کالحداد. متشاخص: ای متفاوت و بغیر ترتیب. "یدعه" ود ع مادہ باب فتح سے بمعنی چھوڑ دینا۔

ترکیب:۔"صدع العُس" میں صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہے، "یُعط شاغبا" شرط ہے، "یدعه" جزا ہے، "وفیه عیبُه الخ" جملہ حالیہ ہے۔

کَفٰی بَیْنَنَا أَنْ لَّا تُرَدَّ تَحِیَّةٌ　　　عَلٰی جَانِبٍ وَلَا یُشَمَّتَ عَاطِسُ

ترجمہ:۔ہمارے درمیان (عداوت کیلئے) یہ بات کافی ہے کہ کسی جانب سے بھی سلام کا جواب نہیں دیا جاتا ہے، اور نہ چھینکنے والے کو "یرحمک اللہ" کہہ کر دعا دی جاتی ہے۔

تحقیق:۔تحیة: ای السلام. یشمت ای الدعاء یعنی یرحمک الله یقال لعاطس. "جانبِ" کی جمع جوانب ہے، "ترد" باب نصر سے بمعنی رد کرنا اور جواب دینا۔

ترکیب:۔"ان لا تُرَدَّ الخ" فاعل ہے "کفٰی" کا۔ "ولا یشمت" کا عطف "لا ترد" پر ہے۔

وَقَالَ عَقِیْلُ بْنُ عُلَّفَةَ الْمُرِّیُّ

دادا کا نام حرب بن معاویه الذبیانی ہے، اسلامی شاعر ہیں، ابو العملس کنیت ہے۔ شاعر کا تعلق قبیلہ بنی مرہ سے ہے، ان کا ذکر

صرف یہاں ہوا ہے، کل چھ اشعار ہیں:

تَنَاهَوْا وَاسْأَلُوْا ابْنَ أَبِيْ لَبِيْدٍ   أَأَعْتَبَهُ الضُّبَارِمَةُ النَّجِيْدُ

ترجمہ:۔ باز آ جاؤ تم (برائی سے) اور پوچھو ابولبید کے بیٹے سے (میرے بارے میں) کہ کیا مضبوط شیر (خود شاعر) نے کبھی اس کو (ابو لبید کے بیٹے کو) راضی کیا ہے؟ (یعنی میں تمہارے سردار ابولبید کے بیٹے کو بھی کسی خاطر میں نہیں لاتا تمہاری تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔)

تحقیق:۔ أأعتبه: الهمزة للانكار. العتب من مجرد معناه الرضى ومن مزيد فيه عدم الرضى لان همزة القطعى للسلب. الضبارمة: اى الاسد النجيد اى القوى. يرادبه نفسه اى نفس الشاعر وذاته. "تناهَوْا" اصل میں "تناهَيُوا" تھا، یا متحرک ماقبل مفتوح اس لئے یا کو الف سے بدل دیا، بمعنی باز آ جاؤ، رک جاؤ، باب تفاعل سے ہے۔

ترکیب:۔ "همزه استفهاميه" مبتدأ ہے، "اعتبه الخ" خبر ہے، "النجيد" صفت ہے "الضبارمة" کی۔

وَلَسْتُمْ فَاعِلِيْنَ إِخَالُ حَتّٰى   يَنَالَ أَقَاصِيَ الْحَطَبِ الْوُقُوْدُ

ترجمہ:۔ اور میرا خیال ہے کہ تم کرنے والے نہیں ہو (یعنی باز آنے والے نہیں ہو) یہاں تک کہ جنگ کی آگ دور کی لکڑیوں تک نہ پہنچے (یعنی جنگ انتہائی شدید نہ ہو جائے، اس وقت تک باز نہیں آؤ گے)

تحقیق:۔ إخال: بكسر الهمزة صيغة واحد متكلم من باب ضرب خلاف القياس كمامر. اى الخيال والظن. اقاصى جمع اقصى معناه الانتهاء. الوقود: اى نار الحرب والقود. بالضم مصدر، وبالفتح مايوقد به "الحطب" جمعه الاحطاب.

ترکیب:۔ "فاعلين" خبر ہے "لستم" کی پھر پورا جملہ مفعول ہے "إخال" کا۔ "الوُقود" فاعل ہے "ينال" کا۔

وَأَبْغَضُ مَنْ وَّضَعْتُ اِلَيَّ فِيْهِ   لِسَانِيْ مَعْشَرٌ عَنْهُمْ أَذُوْدُ

ترجمہ:۔ اور جس قبیلہ میں میں نے اپنی زبان رکھی (یعنی جس قبیلہ کی میں نے مذمت کی) ان قبائل میں سب سے زیادہ مبغوض قبیلہ میرے نزدیک وہ جماعت ہے جس سے میں (دشمن کا) دفاع کیا کرتا تھا۔ (اس کا دفاع کیا تاہم اس نے ناشکری کی اس لئے مجھے سخت الفاظ میں مذمت کرنی پڑی۔)

تحقیق:۔ وضعت لسانى: اى هجوت لسانى فلانا ازود اى ادافع. "معشر" جمعه معاشر اى الجماعة.

ترکیب:۔ "ابغض الخ" مبتدأ ہے، "معشر الخ" خبر ہے، "لسانى" مفعول ہے "وضعتُ" کا۔ "عنهم" متعلق ہے "ازود" سے۔ "فيه" کا مرجع "مَن" ہے۔

وَلَسْتُ بِسَائِلٍ جَارَاتِ بَيْتِيْ   أَغُيَّابٌ رِجَالُكِ أَمْ شُهُوْدُ

ترجمہ:۔ اور میں اپنے پڑوس کی عورتوں سے نہیں پوچھتا کہ تمہارے مرد غائب ہیں یا حاضر؟ (کیونکہ جس کے دل میں بدنیت ہو وہی پوچھتا ہے، اور میں ایسا نہیں ہوں بلکہ بوقت مصیبت فوراً اندر جا کر مدد کرتا ہوں، مرد ہو یا نہ ہو۔)

تحقیق:۔ جارات: اى النساء. غياب: جمع غائب اسم مبالغة.

ترکیب:۔"بسائل الخ" خبر ہے "لستُ" کی "جارات" مفعول ہے "بسائل" کا۔ ہمزہ استفہامیہ مبتدأ ہے، "غیاب الخ" خبر ہے۔

وَلَسْتُ بِصَادِرٍ عَنْ بَيْتِ جَارِيْ صُدُوْرَ الْعَيْرِ غَمَّرَهُ الْوُرُوْدُ

ترجمہ:۔اور میں اپنے پڑوسی کے گھر سے اس گدھے کی طرح نہیں لوٹتا جس کو خوف نے گھاٹ سے لوٹا دیا ہو۔ (یعنی جس طرح جنگلی گدھا پانی کے گھاٹ میں جا کر مکمل پانی پیئے بغیر بے اطمینانی کی حالت میں خوف زدہ ہو کر لوٹتا ہے، میں پڑوسی کے گھر جا کر اس طرح خوف زدہ ہو کر نہیں لوٹتا، کیونکہ میں وہاں کسی فاسد نیت وارادے سے جاتا ہی نہیں کہ مجھے خوف زدہ ہو کر لوٹنا پڑے)

تحقیق:۔صادر ای الرجوع عن الماء ومنه الصدور. العیر ای الحمار الوحشی. غمر الحمار اذا شرب الماء ولم یرو کاملا. الورود: ای القدوم الی الماء لشربه.

ترکیب:۔"بصادرٍ" الخ خبر ہے "لستُ" کی۔ "صدورَ العیر" مفعول مطلق ہے "بصادر" کا۔ "الورود" فاعل ہے "غمّر" کا۔

وَلَا مُلْقٍ لِذِي الْوَدَعَاتِ سَوْطِيْ أُلَاعِبُهُ وَرِيْبَتَهُ أُرِيْدُ

ترجمہ:۔اور نہ میں کسی کوڑیوں والے (تعویذ نما گھنٹی پہنے بچے) کے سامنے اپنا کوڑا ڈالنے والا ہوں تاکہ اس کو کھیل کود میں لگاؤں اور میں اس کی ماں سے بدکاری کا ارادہ کروں (جس طرح فجار لوگ چھوٹے بچوں کو کھلونوں میں مصروف کر کے ان کی ماں سے زنا کرتے ہیں میں ایسا نہیں کرتا۔)

تحقیق:۔الودعات: اس کا مفرد ودعۃ (بفتح الدال وسکونہا) ہے بمعنی کوڑی، خرمہرہ، ایک خاص قسم کی تعویذ نما گھنٹی، جو بچوں کے گلے میں باندھتے ہیں۔سوط: بمعنی کوڑا۔ جمع اس کی اسواط وسیاط آتی ہے۔ریبۃ: شک وتہمت، مراد اس سے زنا ہے جمع اس کی ریب ہے، یہاں مضاف محذوف ہے "ای ریبۃ امہ ارید"۔ "الاعبہ" باب مفاعلہ سے واحد متکلم ہے، بمعنی کھیل کود میں لگانا۔

ترکیب:۔ریبۃ: "ارید" فعل کیلئے مفعول بہ مقدم ہے۔ "سوطی" مفعول ہے "ملقٍ" کا۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَزْدِيُّ

دادا کا نام حوالہ الازدی ہے، اسلامی شاعر ہیں۔ شاعر کے والد عبداللہ صحابی رسولؐ ہیں جن سے متعدد روایات بھی مروی ہیں۔

لَا أَدْفَعُ ابْنَ الْعَمِّ يَمْشِيْ عَلٰى شَفَا وَإِنْ بَلَغَتْنِيْ مِنْ أَذَاهُ الْجَنَادِعُ

ترجمہ:۔میں اپنے اس چچا کے لڑکے کو دھکا نہیں دیتا (خندق میں)، جو گڑھے کے کنارے چل رہا ہو، اگرچہ اس کی طرف سے مجھے اذیتیں پہنچی ہیں۔

تحقیق:۔شفا بفتح الشین: بمعنی طرف وجانب۔ جنادع اس کی جمع جندع ہے بمعنی اوائل الشر والاقوال السیئہ، اذا، اذی مادہ باسمع سے بمعنی اذیت۔

ترکیب:۔"ابن العم" موصوف ہے "یمشی علی شفا" صفت ہے پھر مفعول ہے "لا ادفع" کا۔ "الجنادع" فاعل ہے "بلغتنی" کا۔ "من اذاہ" بیان ہے "الجنادع" کا۔

وَلٰكِنْ أُوَاسِيْهِ وَأَنْسٰى ذُنُوْبَهُ لِتَرْجِعَهُ يَوْمًا إِلَيَّ الرَّوَاجِعُ

ترجمہ:۔لیکن میں اس کا غمخوار بنتا ہوں اور اس کے گناہ (غلطیاں) بھلا دیتا ہوں تاکہ کسی دن اس کو لوٹانے والے اسباب (حوادثات/حاجات) میری طرف لوٹا دیں۔

تحقیق:۔ الرواجع :اس کا مفرد، راجعۃ ۔ ہے بمعنی لوٹانے والی، یہاں موصوف محذوف ہے ای الاسباب الرواجع۔ یعنی لوٹانے والے اسباب۔ ''اواسی'' باب مفاعلہ سے واحد متکلم ہے، اسی مادہ ہے، واؤ کی جگہ ہمزہ تھا جس کو واؤ سے تبدیل کر دیا گیا ہے، بمعنی غمخواری کرنا۔ ''لترجعہ'' میں لام غایت ہے، ''ذنوب'' بضم الذال ذنب کی جمع ہے بمعنی گناہ، یہاں غلطی مراد ہے۔

ترکیب:۔ ''الرواجع'' صفت ہے، موصوف ''الاسباب'' محذوف ہے، پھر فاعل ہے ''لترجعہ'' کا۔

وَحَسْبُکَ مِنْ ذُلٍّ وَسُوْءِ صَنِیْعَةٍ مُنَاوَاةُ ذِی الْقُرْبٰی وَاَنْ قِیْلَ قَاطِعٌ

ترجمہ:۔ اور کافی ہے تجھ کو ذلت اور بدکرداری کے اعتبار سے (کہ تجھے) رشتہ داروں سے عداوت کرنے والا اور قاطع رحم کہا جائے۔

تحقیق:۔ صنیعة: معناه الصنیع ومراده سوء الفعل .مناوة :ای العداوة. یہ نوء سے نکلا ہے بمعنی کھڑا ہونا، دشمنی کرنا، اگر ''مناواۃُ'' کی اضافت فاعل (ذی القربٰی) کی طرف ہے تو معنی ہوگا کہ رشتہ دار دشمنی کرنے والے ہیں، اگر مفعول کی طرف اضافت ہے تو معنی ہوگا کہ رشتہ داروں سے دشمنی کرنے والا ہے۔

وَقَالَ آخَرُ

اِنْ یَّحْسُدُوْنِیْ فَاِنِّیْ غَیْرُ لَائِمِهِمْ قَبْلِیْ مِنَ النَّاسِ اَهْلُ الْفَضْلِ قَدْ حُسِدُوْا

ترجمہ:۔ اگر لوگ مجھ سے حسد کرتے ہیں (پھر بھی اس حسد پر) میں ان کو ملامت کرنے والا نہیں ہوں، اسلئے کہ مجھ سے قبل بھی صاحب فضل لوگوں کے ساتھ حسد کیا گیا ہے۔

تحقیق:۔ ''یحسد'' باب نصر سے بمعنی حسد کرنا، ''لائم'' لوم مادہ باب نصر سے بمعنی ملامت کرنا۔

ترکیب:۔ ''یحسدونی الخ'' شرط ہے، ''فانی الخ'' جزا ہے، ''قبلی'' کا تعلق ''حسدوا'' سے ہے پھر یہ خبر ہے ''اھلُ الفضل'' مبتدأ ہے۔ ''مَن الناس'' بیان ہے ''اھلُ الفضل'' کا۔

فَدَامَ لِیْ وَلَهُمْ مَابِیْ وَمَابِهِمْ وَمَاتَ اَکْثَرُنَا غَیْظًا بِمَا یَجِدُ

ترجمہ:۔ پس ہمیشہ میرے لئے وہ چیز رہی جو میرے ساتھ خاص ہے (یعنی فضیلت ومنقبت) اور ان کیلئے وہ چیز رہی جو ان کے ساتھ خاص ہے (یعنی حسد) اور ہم میں سے اکثر لوگ غیض وغضب لئے اس چیز کی وجہ سے مر گئے جو وہ اپنے نفس میں پاتے تھے (حسد)

تحقیق:۔ اکثرنا: کا ترجمہ بعض نے ''اکبرنا'' سے کیا ہے۔ ''غیظًا'' باب ضرب کا مصدر ہے بمعنی غضب وغصہ، ''دام'' باب نصر سے بمعنی ہمیشہ رہنا۔

ترکیب:۔ ''اکثرنا'' ممیز ہے، ''غیظًا'' تمیز ہے پھر فاعل ہے۔

اَنَا الَّذِیْ یَجِدُوْنِیْ فِیْ صُدُوْرِهِمْ لَا اَرْتَقِیْ صَدَرًا مِنْهَا وَلَا اَرِدُ

ترجمہ:۔ میں ہی وہی شخص ہوں کہ وہ (دشمن) مجھے پاتے ہیں اپنے سینوں میں (کیونکہ میں خطرناک وخوفناک ہوں) نہ میں چڑھتا ہوں (انکے سینہ میں) اور نہ میں وہاں جاتا ہوں (یعنی حاسدین محبت سے مجھے اپنے سینے میں جگہ نہیں دیتے اور نہ ہی میرا خیال اپنے سینوں سے نکال سکتے ہیں۔)

تحقیق:۔ارتقی:ای الصعود . صدر ای الرجوع. ارد:ای القدوم. ورد مادہ باب ضرب سے واحد متکلم کا صیغہ ہے، اصل میں "اَوْرِدُ" تھا۔ "یجدونِی" اصل میں "یجدوننی" تھا۔ ضرورت شعری کی بنا پر ایک نون کو حذف کر دیا گیا ہے۔

ترکیب:۔"انا" مبتدا "الّذی الخ" خبر ہے، "فی صدورھم" ظرف لغو ہے۔

وَقَالَ آخَرُ

اَلشَّرُّ يَبْدَؤُهُ فِيْ الْاَصْلِ أَصْغَرُهُ وَلَيْسَ يَصْلٰي بِنَارِ الْحَرْبِ جَانِيْهَا

ترجمہ:۔شروع میں بڑے شر کی ابتدا چھوٹا شر کرتا ہے (لڑائی کی ابتداء معمولی اور چھوٹی بات سے ہوتی ہے) اور جنگ کی آگ بھڑکانے والا جنگ کی آگ میں داخل نہیں ہوتا (بلکہ اہل وعیال ودیگر حضرات مارے جاتے ہیں۔)

تحقیق:۔یصلی:(س) ای یدخل فی النار . جانی ای کاسب ومجرم.

ترکیب:۔"اصغرُہ" فاعل ہے "یبدأہ" کا، "جانیھا" فاعل ہے "یصلٰی" کا۔

اَلْحَرْبُ يَلْحَقُ فِيْهَا الْكَارِهُوْنَ كَمَا تَدْنُوْ الصِّحَاحُ إِلَى الْجَرْبٰى فَتُعْدِيْهَا

ترجمہ:۔اور جنگ میں وہی لوگ کود پڑتے ہیں جو اس کو ناپسند کرتے ہیں، جیسے تندرست اونٹ، خارش زدہ اونٹ کے قریب ہو جائے۔ تو خارش زدہ اونٹ اپنی بیماری صحیح اونٹ کی طرف متعدی کر دیتا ہے۔

تحقیق:۔تدنوا: دنو مادہ باب نصر سے ای تقربوا. صحاح ای الابل الصحیح، الجربی ای الابل المریض، تعدی: ای انتقال المرض من احدالی الاخر. "الکارھون" ای الّذین یکرھون الحرب.

ترکیب:۔"الکارھون" فاعل ہے، "یلحق" کا، "الصحاح" صفت ہے، موصوف "الابل" محذوف ہے پھر فاعل ہے "تدنوا" کا۔ بعض نسخوں میں "تدنوا" کا الف نہیں ہے جو کہ اصح ہے، اگر الف ہے تو یہ جمع کا صیغہ ہے، ضمیر "ھم" مبدل منہ اور "الصحاح" بدل ہے جیسا کہ "واسروا النجوی الایة" میں ہے، "تعدیھا" کی ضمیر فاعل "الابل الصحاح" کی طرف اور ضمیر مفعول "الابل الجربی" کی طرف لوٹ رہی ہے۔

إِنِّيْ رَأَيْتُكَ تَقْضِيْ الدَّيْنَ طَالِبَهُ وَقَطْرَةُ الدَّمِ مَكْرُوْهٌ تَقَاضِيْهَا

ترجمہ:۔بے شک میں نے تجھ کو دیکھا ہے کہ تو طالب قرض کو (فوراً) ادا کرتا ہے، اور حالانکہ خون کا ایک قطرہ کا تجھ سے تقاضا کرنا تمہارے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔ (یعنی تو طالب قرض کو تو فوراً اس کا قرض ادا کر دیتا ہے، لیکن خون بہانے کیلئے میدان جنگ جانا تجھے پہاڑ معلوم ہوتا ہے) مذکورہ ترجمہ مذمت کی صورت میں ہے، اس میں مدح کا احتمال بھی ہے، ترجمہ یہ ہوگا کہ تم ایک قطرہ خون بھی ویسے نہیں بہاتے بلکہ جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہو۔

ترکیب:۔"الدین" مفعول اول ہے "تقضی" کا "طالبہ" مفعول ثانی ہے "وقطرةُ الدم الخ" جملہ حالیہ ہے، "تقاضیھا" مفعول ہے "مکروۃٌ" کا۔

تَرَى الرِّجَالَ قُعُوْدًا يَأْنَحُوْنَ لَهَا دَأْبَ الْمُعَضَّلِ إِذْضَاقَتْ مَلَاقِيْهَا

ترجمہ:۔ تو لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھے گا، کراہ رہے ہونگے جنگ کی وجہ سے (کیونکہ جنگ کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے)، جیسا کہ بچہ جننے والی عورت کو عندالولادت کراہنے کی عادت ہے۔ جب اطراف رحم تنگ ہوجائے۔

تحقیق:۔ یــأنــحــون: انح مادہ باب ضرب سے ای تنفس بانین۔ دأب: بمعنی طریقہ۔ المعصل: وہ عورت جس پر ولادت مشکل ہوگئی ہو۔ ملاقی: بمعنی ملنے کی جگہ۔ ظرف۔ طرف۔ یہاں اطراف رحم مراد ہیں، "قعود" قاعد کی جمع ہے۔

ترکیب:۔ "قعوذا" کے بعد "عن الحرب" محذوف ہے، "یأ نحون لها" حال ہے "الرجال" سے "دأب" منصوب بنزع الخافض ہے، اصل میں "کدأبِ" تھا، "ملاقیها" فاعل ہے "ضاقت" کا۔

وَقَالَ شُرَيْحُ بْنُ قَرْوَاشٍ الْعَبْسِيُّ

جاہلی شاعر ہے۔ شریح بن مسهر حارثی نے مسحل بن شیطان بن جزیم بن جزیمه پر حملہ کیا اور نیزہ مار کر اس کو گرایا، قریب تھا کہ مار ڈالتا اور شاعر وہاں موجود تھا، اس نے شریح بن مسہر پر حملہ کر کے مسحل کو چھڑالیا۔ ذیل کے اشعار میں اسی کا تذکرہ ہے:

لَمَّا رَأَيْتُ النَّفْسَ جَاشَتْ عَكَرْتُهَا ‏ عَلٰى مِسْحَلٍ وَأَيُّ سَاعَةِ مَعْكَرِ

ترجمہ:۔ جب میں نے اپنے نفس کو دیکھا کہ وہ جوش مار رہا ہے، تو میں نے مسحل (اس کو چھڑانے کیلئے) پر اس کو موڑ دیا (تاکہ مسحل کو چھڑاؤں) اور نفس کو موڑنے کی یہ گھڑی بہت خطرناک تھی۔

تحقیق:۔ عکرت: باب نصر وضرب سے عکرا وعکورا۔ مڑنا، موڑنا۔ معکر: میں مصدر میمی ہے: بمعنی مڑ دینا، لوٹا دینا۔ "جاشت" جوش مادہ باب نصر سے بمعنی جوش مارنا۔

ترکیب:۔ "جاشت" حال ہے "النفس" سے، "أيُّ ساعةِ" بالرفع مبتدا اور خبر محذوف ہے جو یہ ہے "معكرُ تلك الساعةِ" نصب کی صورت میں ظرف ہوگا اور عامل محذوف ہوگا، عبارت یہ ہوگی "عكرتُ ایَّ وقت معكر"۔

عَشِيَّةَ نَازَلْتُ الْفَوَارِسَ عِنْدَهُ ‏ وَزَلَّ سِنَانِيْ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ مُسْهِرِ

ترجمہ:۔ یہ اس شام کی بات ہے، جب میں مسحل کے پاس شہسواروں کے ساتھ اترا اور میرا نیزہ شریح بن مسہر سے پھسل گیا۔ (کیونکہ اس نے کپڑے کے نیچے زرہ پہن رکھی تھی)

تحقیق:۔ "زلّ" باب ضرب سے بمعنی پھسل جانا، "الفوارس" فارس کی جمع ہے بمعنی شہسوار، "سِنان" بمعنی نیزہ۔

ترکیب:۔ "عشية" منصوب ہے اس سے پہلے فعل "عكرتُ" محذوف ہے، چونکہ "نازلتُ" مضاف الیہ ہے "عشية" کا اس لئے یہ عامل نہیں بن سکتا۔

وَأُقْسِمُ لَوْلَا دِرْعُهُ لَتَرَكْتُهُ ‏ عَلَيْهِ عَوَافٍ مِّنْ ضِبَاعٍ وَأَنْسُرِ

ترجمہ:۔ اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر اس کے پاس درعہ نہ ہوتی تو اس کو میں اس طرح چھوڑتا جس حال میں اس پر بجو اور گدھ طواف کر رہے ہوتے۔ (تاکہ لاش کی بوٹی نوچے)

تحقیق:۔ضباع جمع ضبع بمعنی گوہ،بجو۔کفتار۔انسر جمع نسر معناہ گدھ (مردار خور جانور)۔عواف: ای سائلات ۔عاف واحد ہے۔ یہاں گرنے اور واقع ہونے کے معنی میں ہے۔

ترکیب:۔"اُقسم" کے بعد"باللہ" محذوف ہے جو محلوف بہ ہے"لنسر کتہ" جواب قسم ہے،"علیہ" خبر مقدم اور"عوافِ الخ" مبتدأ مؤخر ہے پھر پورا جملہ ضمیر سے حال ہے۔

وَمَاغَمَرَاتُ الْمَوْتِ اِلَّانِزَالُکَ الـ ... کَمِیَّ عَلٰی لَحْمِ الْکَمِیِّ الْمُقَطَّرِ

ترجمہ:۔اور موت کی سختیاں نہیں ہیں مگر تیرا اترنا ہے اس بہادر کے ساتھ جو مکمل گرا ہوا ہو بہادر کے گوشت پر۔(یعنی دو بہادروں میں جب لڑائی ہو جائے تو ایک کو چھڑانے کے لئے لڑنا موت کو دعوت دینا ہے)

تحقیق:۔کمی: الرجل البطل .المقطر ای الذی سقط فی الارض کاملا باقطار الاربعة. "نُزالُ" بمعنی انزل یعنی لڑنا۔ "غمرات" غمرۃ کی جمع ہے بمعنی سختی۔

ترکیب:۔"المقطر" صفت ہے"الکمی" اول کی جس سے مسہر حارثی مراد ہے"لحم الکمی" سے مسحل مراد ہے۔

وَقَالَ طُرْفَةُ الْجُذَیْمِیُّ

یہ شاعر جاہلی ہے،شاعر کے والد کا نام فقعس بن طریف الاسلامی ہے قبیلہ اسد سے ان کا تعلق ہے،شاعر اپنی ماں حنہ بنت مالک کے پیٹ میں تھا کہ فقعس مرگیا،اور رواحہ بن ربیعہ نے اس سے شادی کرلی،اس کا تعلق بنی عبس سے ہے،اور تین مہینہ کے بعد شاعر پیدا ہوا تو لوگ رواحہ کو شاعر کا والد ٹھہراتے تھے،مدت عرصہ کے بعد پتہ چلا کہ اس کا تعلق قبیلہ اسد سے ہے لہذا شاعر اپنے والد فقعس کے بھائی اعیا کے پاس میراث طلب کرنے آیا،اور اعیا نے کہا کہ تمہارا تعلق بنو اسد سے نہیں ہے بلکہ بنو عبس سے ہے،لہذا میراث کیسے پاؤ گے؟ اس کے جواب پر شاعر کو غصہ آیا جس کو وہ یہاں ظاہر کر رہا ہے:

یَارَاکِبًا اِمَّا عَرَضْتَ فَبَلِّغَا ... بَنِیْ فَقْعَسٍ قَوْلَ امْرِءٍ نَاخِلِ الصَّدْرِ

ترجمہ:۔اے سوار!(سوار ہونے والا) جب تو مکہ (بلاد بنی اسد) میں پہنچ جاؤ،تو بنی فقعس کو ایسے آدمی کا پیغام (میری طرف سے) دیدو،جس کا سینہ خالص ہے(یعنی کینہ وغیرہ سے پاک ہے)

تحقیق:۔عرضت: ای اذا دخلت فی مکة کیونکہ "العروض" مکہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے،قول امرء: مرادہ قول الشاعر .ناخل:ای خالص و طاھر. "فبلغا" بابِ تفعیل سے امر کا صیغہ ہے،اصل میں "فَبَلِّغَنْ" تھا۔نون خفیفہ کو الف سے بدل دیا گیا ہے۔"اِمَّا" اصل میں اِن ما ہے، ان شرطیہ اور ما زائدہ ہے۔

ترکیب:۔"عرضت" شرط اور"فبلغا" جزا ہے"بنی فقعس" مفعول اول اور"قول الخ" مفعول ثانی ہے"بلغا" کا۔"ناخلِ الصدر" صفت ہے"امراءٍ" کی چونکہ"ناخلِ الصدر" اضافت لفظی ہے اس لئے بحکم نکرہ ہے۔

فَوَاللّٰہِ مَافَارَقْتُکُمْ عَنْ کَشَاحَةٍ ... وَلَاطِیْبُ نَفْسٍ عَنْکُمُ آخِرَ الدَّهْرِ

ترجمہ:۔ پس خدا کی قسم میں نہیں جدا ہوا تم سے عداوت کی وجہ سے، اور نہ طیب نفس کی وجہ سے تم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہوا، (بلکہ عدم میراث کی وجہ سے جدا ہوا ہوں)

تحقیق:۔ **کشاحة: ای عداوة. طیب نفس. طاب نفسه عنه ای رغب عنه. واعرض منه. آخر الدهر: معناه ابداً. منصوب بفعل مقدر ای ماافارقکم.**

ترکیب:۔ ''آخر الدهر'' یا تو ظرف کے معنی میں ہے یا فعل محذوف ''ما افارقکم'' کا مفعول فیہ ہے۔

وَلٰکِنَّنِی کُنْتُ امْرَءً مِنْ قَبِیْلَةٍ بَغَتْ وَأَتَتْنِی بِالْمَظَالِمِ وَالْفَخْرِ

ترجمہ:۔ اور لیکن میں ایک ایسے قبیلہ سے تعلق رکھتا ہوں، جس نے (چچا اعیا نے) میرے خلاف بغاوت کی اور مجھ پر ظلم کیا (انکار نسب کیا) اور ان مظالم پر فخر کرتا رہا۔

تحقیق:۔ **بغت: من باب ضرب ای ظلمت و مراده انکار النسب. قبیلة ای کنت من بنی اسد.** ''اتت'' آنا، بصلہ ب لانا۔

ترکیب:۔ ''اِمْرَأً'' خبر ہے، ''کنتُ'' کی، ''بغت الخ'' صفت ہے ''قبلیةٍ'' کی۔

فَإِنِّی لَشَرُّ النَّاسِ إِنْ لَمْ أَبِتْهُمْ عَلٰی اٰلَةٍ حَدْبَاءَ نَابِیَةِ الظَّهْرِ

ترجمہ:۔ پس بے شک میں بدترین لوگوں میں سے ہونگا، اگر میں نے انہیں شب باشی نہیں کرائی ہو ایسی سخت حالت میں جو نکلی ہوئی پیٹھ ہو۔ (یعنی اگر میں نے انہیں ذلیل نہ کیا تو میں بدترین لوگوں میں سے ہونگا)

تحقیق:۔......**فی هذاالشعر الجواب مقدم. ابت: (ض) ای نوم اللیل.** یہ باب افعال سے واحد متکلم ہے، اصل میں ''اُبَیِتُ'' تھا، ''لم'' کی وجہ سے آخری حرف ساکن ہوگیا ہے، یا متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن ہے اس لئے یا کی حرکت ماقبل میں نقل کر کے اجتماع ساکنین کی وجہ سے یا کو گرادیا گیا ہے بعض نسخوں میں ''اَبِتُ'' **بفتح الهمزه** ہے، اس صورت میں باب ضرب سے ہوگا۔ **الة ای حالة. حذباء غیر منصرف بسبب الف الممدودة التی قامت مقام السبب، کمنتهی الجمع مؤنث احدب ای الرجل الذی خرج ظهره و دخل صدره** ''پشت کوزہ او کبڑا'' **فی لغة الفارسیة والاردیة. نابیة ای العلو والسمو. وهذالوازم حدباء، کماتعلم.**

ترکیب:۔ ''فانی لشر الناس'' جزاءِ مقدم ہے، ''لم ابتهم الخ'' شرط مؤخر ہے، ''الة'' موصوف ہے ''حدبا'' صفت اول اور ''نابیة الظهر'' صفت ثانی ہے، چونکہ اضافت لفظی ہے اس لئے بحکم نکرہ ہے۔

وَحَتّٰی یَفِرَّ النَّاسُ مِنْ شَرِّبَیْنِنَا وَنَقْعُدَ لَا نَدْرِیْ أَنَنْزِعُ أَمْ نُجْرِیْ

ترجمہ:۔ یہاں تک کہ لوگ ہمارے شر (لڑائی) سے بھاگیں گے، اور ہم بیٹھیں گے اس حال میں یہ بھی معلوم نہ ہوگا کہ ہم جنگ سے باز رہتے ہیں، یا اس کو جاری رکھتے ہیں۔

تحقیق:۔ ''یفر'' باب ضرب سے بمعنی بھاگنا، ''اننزع'' میں ہمزہ استفہام ہے، نزع مادہ باب ضرب سے بمعنی باز آنا، کھینچ لینا،

"نجری" باب افعال سے بمعنی جاری رکھنا۔

ترکیب:۔"حتی" سے پہلے"ادیم"فعل محذوف ہے جس کی غایت "حتی" ہے،"ننزع"اور"نجری" دونوں کے بعد ضمیر "ہ" محذوف ہے جس کا مرجع شر(لڑائی) ہے۔"لاندری الخ" حال ہے "نقعد" سے۔

وَقَالَ أُبَيُّ بْنُ حَمَامِ الْعَبْسِيُّ

تعارف وپس منظر:۔ یہ شاعر جاہلی ہے اس کے آٹھ اشعار یہاں مذکور ہیں:

تَـمَنّٰي لِيَ الْمَوْتَ الْمُعَجَّلَ خَالِدٌ ۔۔۔ وَلَاخَيْـرَفِيْـمَنْ لَيْسَ يُعْرَفُ حَاسِدُهٗ

ترجمہ:۔خالد بن زہیر نے میری جلدی موت کی تمنا کی ہے اور اس شخص میں کوئی خیر نہیں، جس کے حاسد کو پہچان نہ لیا گیا ہو(حاسدین نہ ہونا عدم فضائل کی علامت ہے)

تحقیق:۔"تمنّٰی" باب تفعل سے ماضی واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے بمعنی تمنا کرنا،"خالدٌ" سے خالد بن زہیر مراد ہے۔

ترکیب:۔"الموت المجعل" مرکب توصیفی ہے جو"تمنی" کا مفعول ہے اور"خالدٌ" فاعل ہے۔"فیمن الخ" خبر ہے"لا" کی۔

فَـخَـلِّ مَـقَـامًـا لَـمْ تَـكُنْ لِتَسُدَّهٗ ۔۔۔ عَـزِيْـزًا عَـلٰى عَبْسٍ وَذُبْيَانَ ذَائِدُهٗ

ترجمہ:۔پس خالی کردے(اے خالد!) اس منصب کو جس کا تو اہل نہیں ہے، جس حال میں اس مقام کا دفاع کرنے والا(یعنی شاعر) قبیلہ عبس اور ذبیان(جو شاعر کے قبائل ہیں) کے نزدیک عزیز ہے۔(اس لئے اس مقام کا مستحق شاعر ہے۔)

تحقیق:۔سد: من نصر، ای قام مقامه ونائبه .ذائد ای دافع ومانع. "خلِّ" تخلیہ سے ہے جو کہ باب مفاعلہ سے امر کا صیغہ ہے۔مخاطب خالد ہے، اور یہ غائب سے خطاب کی طرف التفات بھی ہے۔

ترکیب:۔"مقامًا" موصوف اور"لم تکن الخ" صفت ہے پھر مفعول ہے"خلِّ" کا۔"عزیزًا الخ" حال ہے۔"ذائدُهٗ" کی ضمیر مقام کی طرف لوٹ رہی ہے اور یہ"عزیزًا" کا فاعل ہے۔

وَقَالَ أَيْضًا

درج ذیل اشعار بھی ابی بن حمام العبسی کے ہیں۔

لَسْـتُ بِـمَـوْلٰـي سَـوْءَ ةٍ أُدْعٰي لَهَا ۔۔۔ فَـإِنَّ لِسَـوْءَ اتِ الْأُمُـوْرِ مَـوَالِيَـا

ترجمہ:۔میں برائی وفحاشی کا سربراہ نہیں ہوں کہ مجھے اس کی منسوب کیا جائے، کیونکہ برے کاموں کیلئے(میرے علاوہ) بہت سے سربراہ ہیں۔

تحقیق:۔مولی:يستعمل علي ثمانية امعان، یہاں سید مراد ہے۔ سوء ة جمعها سوات ای الفواحش والقبل وغيرهما. "موالیا" کے آخر میں الف اشباعی ہے۔

ترکیب:۔"بمولیٰ" میں باْ زائدہ ہے اور یہ"لستُ" کی خبر ہے۔"اُدعی لها" صفت ہے"سوءةٍ" کی۔"موالیا" اسم اِنّ ہے

اور "لسوء ات الامور" خبر انّ ہے۔

وَلَنْ يَّجِدَ النَّاسُ الصَّدِيْقُ وَلَا الْعِدا　　أَدِيْمِيْ إِذَا عَدُّوْا أَدِيْمِيْ وَاهِيَا

ترجمہ:۔ ہرگز نہیں پائینگے نیک لوگ یا دشمن میری کھال (عزت) کو کمزور، جب وہ میری کھال کو شمار کرینگے (یعنی جب وہ میری عزت کے متعلق جانچ پڑتال کریں گے تو اس میں کمزوری یا عیب نہیں پائینگے)

تحقیق:۔ ادیم: ای الجلد. عدوا: ای الاحصاء. واھیا: ای ضعیفا. "ادیمی" سے یہاں عزت مراد ہے۔

ترکیب:۔ "الصدیق" صفت ہے "الناس" کی اور یہ مفرد وجمع دونوں طرح کا استعمال ہوتا ہے۔ پھر فاعل ہے "یجد" کا۔ "ادیمی" مفعول اول ہے اور "واھیا" مفعول ثانی ہے "یجد" کا "اذا عدوّ ادیمی" ظرف ہے۔

وَإِنَّ نَجَارِيْ يَا ابْنَ غَنْمٍ مُخَالِفٌ　　نَجَارَ اللِّئَامِ فَابْغِنِيْ مِنْ وَّرَائِيَا

ترجمہ:۔ اے ابن غنم! بے شک مری اصل (حسب ونسب) کمینے لوگوں کی اصل سے مختلف ہے، لہذا تو (اے مخاطب!) میری حالت میرے پیچھے (آباواجداد میں) تلاش کر (تاکہ تمہیں میری نسل کا پتہ چلے۔)

تحقیق:۔ نجار: بمعنی اصل۔ اللئام: اس کا مفرد لئیم ہے، معنی کمینہ۔ "فابغنی" بغی مادہ باب ضرب سے امر کا صیغہ ہے بمعنی طلب کرنا اور تلاش کرنا۔

ترکیب:۔ "مُخالفٌ" خبر انّ ہے، "نجار اللئام" منصوب بنزع الخافض ہے، اصل عبارت یوں ہے "لِنَجَارِ اللئام" "ورائیا" میں الف اشباعی ہے۔

وَسِيَّانِ عِنْدِيْ أَنْ أَمُوْتَ وَأَنْ أُرٰى　　كَبَعْضِ الرِّجَالِ يُوْطِنُوْنَ الْمَخَازِيَا

ترجمہ:۔ اور میرے لئے یہ دونوں برابر ہیں کہ میں مرجاؤں یا بعض ان لوگوں کی طرح دیکھا جاؤں، جنہوں نے رسوائی کو وطن بنالیا ہے۔

تحقیق:۔ سیّان: یہ تثنیہ ہے سِیّ: کا بمعنی برابر، مثل، مادہ "س، و، ی" ہے، "المخازی" مخزی کی جمع ہے، خزی سے نکلا ہے بمعنی رسوائی، ذلت۔

ترکیب:۔ "سیان عندی" خبر مقدم ہے، "ان اموت الخ" مبتدأ مؤخر ہے، "الرجال" موصوف ہے "یوطنون الخ" صفت ہے۔

وَلَسْتُ بِهَيَّابٍ لِمَنْ لَا يَهَابُنِيْ　　وَلَسْتُ أَرٰى لِلْمَرْءِ مَا لَا يَرٰى لِيَا

ترجمہ:۔ اور میں اس شخص سے ڈرنے والا نہیں، جو مجھ سے نہیں ڈرتا، اور میں ان لوگوں کے لئے بہتری نہیں دیکھتا جو میرے لئے بہتری نہیں دیکھتے۔

تحقیق:۔ ھیاب: صیغہ مبالغہ معنی بہت ڈرنے والا۔ ھاب سمع سے ھیبۃ: بمعنی ڈرنا۔

ترکیب:۔ "بھیابِ الخ" خبر ہے "لستُ" کی۔ "اریٰ" اور "مالا یری" دونوں کا مفعول "خیرًا" محذوف ہے۔

إِذَا الْمَرْءُ لَمْ يُحْبِبْكَ إِلَّا تَكَرُّهًا　　عِرَاضَ الْعَلُوْقِ لَمْ يَكُنْ ذَاكَ بَاقِيَا

ترجمہ:۔ جب کوئی آدمی تجھے محبت نہ کرے مگر بکراہت (مجبوراً) تو وہ تیرے ساتھ علوق اونٹنی کی طرح پیش آئے گا۔ ایسی محبت باقی ودائم نہیں رہتی۔

تحقیق:۔علوق: اس اونٹنی کو کہتے ہیں، جو دوسری اونٹنی کے بچے کو اپنے ساتھ مانوس کر لیتی ہے، جب وہ بچہ اس سے دودھ پینے لگتا ہے تو یہ اونٹنی اس کو مار بھگاتی ہے۔ایسی اونٹنی کی محبت اس بچے کے ساتھ نہ پائیدار ہوتی ہے اور نہ خالص۔''عِراض'' بروزن قتال بمعنی پیش آنا۔

ترکیب:۔''عراض العلوق''مفعول ہے،اس سے پہلے''عارضک فی الحب''محذوف ہے۔''باقیا''خبر ہے''لم یکن'' کی''ذاک''سے''الحب'' کی طرف اشارہ ہے جو''لم یحببک''کے اندر ہے۔اور یہ اسم''لم یکن''ہے۔

وَقَالَ عَنۡتَرَةُ

تعارف وپس منظر:۔یہ شاعر جاہلی ہے، ورد بن حابس نے نضلہ بن الاشتر الاسدی کو جس کی نیت ابونوفل ہے قصاصاً قتل کیا تھا شاعر اس واقعہ کو یہاں بیان کر رہا ہے:

یُذَبِّبُ وَرۡدٌ عَلٰی إِثۡرِهٖ وَأَمۡکَنَهٗ وَقۡعُ مِرۡدًی خَشِبُ

ترجمہ:۔تیز چل رہا تھا ورد (ورد بن حابس) نضلہ کے نشان قدم کے پیچھے (تاکہ اس کو قتل کردے) اور قادر کر دیا اس (ورد بن حابس) کو تیز مہلک تلوار کی مار یا چوٹ نے۔

تحقیق:۔یذبب من باب تفعیل ای یسرع للقتل .مردی ای الھلاک .خشب: ای السیف الصقیل، یعنی قتلہ بالسیف الصقیل ''وقعٌ'' بمعنی مار یا چوٹ،''خَشِب''بمعنی تیز تلوار۔

ترکیب:۔''وردٌ'' فاعل ہے''یذبب''کا،''وقعُ الخ''فاعل ہے''امکنہ''کا،''امکنہ''کی ضمیر مفعول''ورد'' کی طرف لوٹ رہی ہے۔

تَتَابَعَ لَایَبۡتَغِیۡ غَیۡرَهٗ بِأَبۡیَضَ کَالۡقَبَسِ الۡمُلۡتَهِبۡ

ترجمہ:۔وہ متواتر جا رہا تھا (اپنے دشمن کے پیچھے) اس حال میں وہ کسی غیر کو تلاش نہیں کر رہا تھا، سفید تلوار کے ساتھ، جو شعلہ زن چنگاری کی طرح ہے۔

تحقیق:۔''تتابع''باب تفاعل سے ماضی واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے بمعنی مسلسل چلنا،''ابیض''بمعنی سفید تلوار''قبس''بمعنی چنگاری،''ملتھب''بمعنی چمکدار۔

ترکیب:۔''لایبتغی الخ''حال ہے''تتابع''کی ضمیر سے،''ابیض''صفت ہے اور موصوف''سیف''محذوف ہے،''غیرہ'' بمعنی غیر نضلۃ مفعول ہے۔

فَمَنۡ یَّکُ فِیۡ قَتۡلِهٖ یَمۡتَرِیۡ فَإِنَّ أَبَانَوۡفَلٍ قَدۡشَجِبۡ

ترجمہ:۔پس جو شخص اس کے قتل میں شبہ کرتا ہے (تو وہ شک نہ کرے) کیونکہ یقیناً ابونوفل ہلاک ہو گیا ہے۔(ابونوفل یہ نضلہ کی کنیت ہے)

تحقیق:۔شجب:باب سمع ای ھلک .یمتری ای شک.

ترکیب:۔''یک الخ''شرط ہے، جزاء''فلا یمتری'' محذوف ہے''قد شجب'' خبر اِنّ ہے۔

وَغَادَرۡنَ نَضۡلَةَ فِیۡ مَعۡرَکٍ یَجُرُّالۡأَسِنَّةَ کَالۡمُحۡتَطِبۡ

ترجمہ:۔ پس گھوڑوں نے نضلہ کو میدان جنگ میں اس حال میں چھوڑا، کہ وہ نیزوں (جسم میں لگے ہوئے) کو کھینچ رہا تھا لکڑیاں جمع کرنے والے کی طرح۔ (جس طرح لکڑیاں جمع کرنے والا شخص لکڑیوں کو کھینچتا ہے)

تحقیق:۔ غادرن: ای ترکن الخیول . اسنة ای ای القناء . المحتطب: ای طلب الحطب.

ترکیب:۔ ''غادرن'' کی ضمیر خیل کی طرف لوٹ رہی ہے جو کہ فاعل ہے ''یجرّ الخ'' حال ہے نضلہ سے۔

وَقَالَ عُرْوَةُ بْنُ الْوَرْدِ

سلسلۂ نسب یوں ہے، عروہ بن الورد بن زید بن عبداللہ العبسی، جاہلی شاعر ہے، عروۃ الصعالیک لقب ہے۔ بنو عبس سے تھا۔ بہت سخی۔ مہمان نواز اور بھوکے پیاسوں کا بہت مددگار تھا۔ اسی لیے عروۃ الصعالیک (فقیروں کا وسیلہ) اس لقب پڑ گیا۔ عبدالمالک کا قول ہے کہ میں سوائے عروہ کے کسی عربی کو اپنا باپ بنانا پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ کہتا ہے:۔

اِنِّی امْرُءٌ عَـافِیُ اِنَـائِی شِرْکَةٌ   وَاَنْـتَ امْـرُءٌ عَافِیُ اِنَائِکَ وَاحِدُ

(میں تو ایسا شخص ہوں کہ میرے برتن کے مالک بہت سے لوگ ہیں۔ اور تو ایسا ہے کہ تیرے برتن کا مالک ایک تو ہے) اس نے ایک لونڈی جس کا نام سلمٰی تھا سے شادی کر لی تھی۔ واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ لوٹ میں بنو کنانہ کی یہ عورت اس کے ہاتھ لگ گئی۔ اس نے اسے ام ولد بنالیا۔ بعد ازاں حج کے لیے اسے ساتھ لے گیا وہاں اس کی قوم کے آدمی مل گئے، کہنے لگے، اس کا فدیہ لے لے کیونکہ ہمیں گوارا نہیں کہ وہ تیرے پاس بحیثیت ایک قیدی کے رہے، عروہ نے کہا: ایک شرط ہے، وہ بولے: کیا؟ کہنے لگا فدیہ دیدو مگر بعد میں اسے اختیار ہوگا خواہ میرے ساتھ رہے یا تمہارے ساتھ چلی جائے۔ وہ سمجھتا تھا کہ وہ اسے چھوڑ کر نہیں جائے گی۔ قوم نے یہ شرط مان لی اور فدیہ دے دیا۔ جب بیوی کو اختیار دیا گیا تو اس نے قوم کے ساتھ جانا پسند کیا۔ اور بولی! بخدا میں نے تجھ سے زیادہ چشم پوشی کرنے والا، فواحش سے بچنے والا اور ناموس کا پاس کرنے کوئی نہیں دیکھا۔ اور میں نے اپنے سے زیادہ پردہ پوشی کرنیوالا بھی کوئی نہیں دیکھا۔ اور میں تمہارے پاس رہی مگر کوئی دن ایسا نہیں گزرا کہ میں نے موت کی تمنا نہ کی ہو۔ کیونکہ تیری قوم کی عورتیں کہا کرتی تھیں کہ عروہ کی باندی نے یہ بات کہی۔ عروہ کی باندی نے وہ بات کہی۔ بخدا میں کسی غطفانیہ کا چہرہ دیکھنا پسند نہیں کرتی۔ اب تو سیدھا چلا جا۔ مگر دیکھ اپنے بچے کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔ اسی کے بارے میں کہتا ہے:

وَلَوْ کَـالْیَوْمِ کَـانَ عَلَیَّ اَمْرِیْ   وَمَـنْ لَکَ بِـالتَّدَبُّرِ فِی الْاُمُوْرِ

اِذًا لَـمَلَـکْـتُ عِـصْمَةَ اُمِّ عَمْرٍو   عَلٰی مَاکَانَ مِنْ حَسَکِ الصُّدُوْرِ

فَیَـالِلنَّـاسِ کَیْفَ اَطَعْتُ نَفْسِیْ   عَلٰی شَیْءٍ وَیَکْرَهُهُ ضَمِیْرِیْ

(اگر آج کی طرح معاملہ میرے ہاتھ میں ہوتا تو معاملات کو سمجھنے کا شعور کس کو ہوتا۔ اس وقت میں ام عمرو کی عصمت کا مالک ہوتا باوجود اس قوم کے سینوں کے غیظ وغضب کے، ہائے افسوس میں نے کیسے نفس کی بات مان لی اس معاملہ میں جس کو میرا ضمیر ناپسند کرتا تھا) اسی کی وہ پر لطف نظم ہے جس کا مطلع یہ ہے:

لَحَا اللّٰهُ صُعْلُوْكًا اِذَا جَنَّ لَيْلُهُ مُصَافِي الْمُشَاشِ اٰلِفًا كُلَّ مَجْزَرِ

(کیا کہنے ہیں اس فقیر کے جسے جب رات ڈھانپ لے تو ہر مذبح ابل سے مانوس ہو کر ہڈیوں کو صاف کرتا ہے یا ان سے محبت کرتا ہے) ایک موقعہ پر اپنی بیوی کو خطاب کر کے کہتا ہے۔

دَعِيْنِيْ اُطَوِّفْ فِي الْبِلَادِ لَعَلَّنِيْ اُفِيْدُ غِنًى فِيْهِ لِذِي الْحَقِّ مَحْمِلِيْ

اے ام عمرو تو مجھے چھوڑ دے، کہ میں شہروں میں گھومتا پھروں، ممکن ہے کہ میں ان میں تو انگری حاصل کر سکوں جس میں قرض دار کے لئے دیت ہو (جو اس کا قرض اتارنے میں استعمال کر سکے) دو اشعار مزید ہیں، تینوں اشعار کتاب الادب میں ہیں۔ اور باب الحماسہ ص:۴۷ وص:۸۰ پر اس کے دو قصائد ہیں۔ یہ شجاعت وشاہسواری میں بھی مشہور ہے۔

ایک دفعہ اس کی قوم کے چند آدمیوں کے اونٹ دشمن لوٹ کر لے گئے۔ انہوں نے عروہ کو تمام حال بتایا اور مدد چاہی۔ یہ فوراً ان کی مدد کو تیار ہوا۔ بیوی کو خوف ہوا کہ کہیں لوٹ مار کرتا مارا نہ جائے لہٰذا اسے اس کے قصد سے باز رکھنا چاہا مگر اس نے اس کی بات نہ مانی اور کہا:

اَرٰى اُمَّ حَسَّانَ الْغَدَاةَ تَلُوْمُنِيْ تُخَوِّفُنِي الْاَعْدَاءَ وَالنَّفْسُ اَخْوَفُ

لَعَلَّ الَّذِيْ خَوَّفْتِنَا مِنْ اَمَامِنَا يُصَادِفُهُ فِيْ اَهْلِهِ الْمُتَخَلِّفُ

(میں ام حسان کو دیکھتا ہوں کہ وہ غارت گری کے معاملہ میں مجھے ملامت کرتی ہے اور دشمنوں سے ڈراتی ہے اور نفس تو ڈرپوک ہوتا ہی ہے۔ جس موت کے آگے آنے سے تو ہمیں ڈراتی ہے شاید غارتگری سے پیچھے رہ جانے والا اس سے اپنے اہل وعیال ہی میں دوچار ہو جائے۔)

جس قصیدہ سے یہ اشعار لئے گئے ہیں اس میں شاعر نے اپنی غرباء پروری اور مہمان نوازی کا پورا ذکر کیا ہے۔ عروہ کو ایک شخص طہیہ نامی نے قتل کر دیا۔ اس کے قتل کی تاریخ ۵۹۶ء بیان کی جاتی ہے۔ اس کے تمام اشعار ایک دیوان کی صورت میں جمع کر دیے گئے ہیں۔

لَحَا اللّٰهُ صُعْلُوْكًا اِذَا جَنَّ لَيْلُهُ مُصَافِيَ الْمُشَاشِ آلِفًا كُلَّ مَجْزَرِ

ترجمہ:۔ اللہ لعنت کرے اس مسکین پر، جب اس کی رات تاریک ہو، جو نرم چربی والی ہڈیوں کو پسند کرنے والا ہے جس حال میں وہ ہر مذبح خانہ کے ساتھ انس رکھنے والا ہے۔ (تاکہ بوٹی کا ٹکڑا ملے)

تحقیق:۔ لحا اللّٰہ ای لعن اللّٰہ. یہ جملہ بطور ذم استعمال ہوتا ہے "صعلوک" کی جمع صعالیک ہے بمعنی فقیر، "جنّ" باب نصر سے بمعنی ڈھانپ لینا، "مُصافی" باب مفاعلہ سے اسم فاعل ہے، صفو مادہ ہے۔ بمعنی پسند کرنے والا "المشاش" بمعنی وہ نرم ہڈی جو چربی سے پر ہو، "آلفا" الف سے نکلا ہے، اسم فاعل ہے بمعنی محبت کرنے والا "مجزر" جزء سے نکلا ہے بمعنی ذبح خانہ۔

ترکیب:۔ "صعلوکا" موصوف ہے، "مصافی المشاش" صفت ہے، "الفا" حال ہے "صعلوک" سے۔ "کلَّ" مفعول ہے "الفا" کا۔

يَعُدُّ الْغِنٰى مِنْ نَفْسِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ أَصَابَ قِرَاهَا مِنْ صَدِيْقٍ مُيَسَّرِ

ترجمہ:۔ تو وہ اپنے نفس کو تو انگر شمار کرتا ہے ہر ایسی رات کو جس میں وہ موافق دوست کی طرف سے ضیافت پالے۔

تحقیق:۔"أصاب" باب افعال سے بمعنی پانا، "قراها" بمعنی ضیافت، ضمیر لیل کی طرف لوٹ رہی ہے، "میسر" باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی موافق۔

ترکیب:۔"یعد" کی ضمیر "صعلوک" کی طرف لوٹ رہی ہے جو کہ فاعل ہے "قراها" مفعول ہے "أصاب" کا "صدیق میسر" مرکب توصیفی ہے۔

یَنَامُ عِشَاءً ثُمَّ یُصْبِحُ نَاعِسًا   یَحُتُّ الْحَصَا عَنْ جَنْبِهِ الْمُتَعَفِّرِ

ترجمہ:۔وہ سرِ شام سو جاتا ہے، پھر اونگھتا ہوا صبح اٹھتا ہے، اس حال میں کہ وہ اپنے خاک آلود پہلو سے کنکریاں جھاڑتا ہے، (یعنی کام کیے بغیر جلد سو جاتا ہے اور جب صبح اٹھتا ہے تو جسم میں لگی مٹی جھاڑتا ہے جو غفلت کی علامت ہے۔)

تحقیق:۔ناعسا: ای سنة و نوما خفیفا. المتعفر. تلبس البدن بالارض یحت ینفض. باب نصر سے ہے، "حصا" بمعنی کنکری، "عشا" بکسر العین بمعنی وقت عشاو فتح العین بمعنی رات کا کھانا۔ "ینام" باب سمع سے بمعنی سونا۔

ترکیب:۔"ناعسا" حال اول اور "یحت" حال ثانی ہے "یصبح" کی ضمیر فاعل سے۔

یُعِیْنُ نِسَاءَ الْحَيِّ مَا یَسْتَعِنَّهُ   وَیُمْسِيْ طَلِیْحًا کَالْبَعِیْرِ الْمُحَسَّرِ

ترجمہ:۔وہ قبیلہ کی عورتوں کی مدد کرتا ہے جس امر میں وہ مدد طلب کرتی ہیں (کیونکہ وہ انہی عورتوں کے ساتھ عورت بن کر سوتا ہے) اور شام کرتا ہے عاجز ہو کر تھکے ہوئے اونٹ کی طرح۔

تحقیق:۔طلیحا: ای عاجزا. محسرا ای کلیلا. "یستعنّه" عون سے نکلا ہے، جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے "الحی" بمعنی قبیلہ۔

ترکیب:۔"مایستعنّه" سے پہلے "علی" محذوف ہے۔"طلیحا" حال بھی ہو سکتا ہے اور خبر "یمسی" بھی۔

وَلٰکِنَّ صُعْلُوْکًا صَفِیْحَةَ وَجْهِهٖ   کَضَوْءِ شِهَابِ الْقَابِسِ الْمُتَنَوِّرِ

ترجمہ:۔لیکن وہ فقیر جس کے چہرے کی چوڑائی اس شعلہ نار کی چمک کی طرح ہے جو آگ دور سے نظر آتی ہو۔(یعنی جس طرح دور سے آگ کو دیکھنے سے چہرہ روشن ہو جاتا ہے، اسی طرح اس کا چہرہ بھی روشن ہے۔)

تحقیق:۔"صفیحة" کی جمع صفائح ہے بمعنی چوڑائی، "ضوء" بمعنی روشنی "شهاب" بمعنی شعلہ، نار تلاش کرنے والا "التنور" بمعنی وہ آگ جو دور سے نظر آتی ہو۔

ترکیب:۔"صعلوکا" موصوف ہے اور "صفیحة وجهه" صفت ہے پھر "لکنّ" کا اسم ہے "کضوء الخ" خبر لکنّ ہے۔

مُطِلًّا عَلٰی أَعْدَائِهٖ یَزْجُرُوْنَهٗ   بِسَاحَتِهِمْ زَجْرَ الْمَنِیْحِ الْمُشَهَّرِ

ترجمہ:۔وہ (فقیر) حملہ کرنے والا ہوتا ہے، اپنے دشمنوں پر۔ اس حال میں دشمن اس کو دفع کرتے ہیں اپنے صحن سے اس منحوس تیر کو ہٹانے کی طرح جس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

تحقیق:۔مطلا: طلل مادہ بمعنی حملہ کرنا، "یزجرون" باب نصر سے بمعنی دفع کرنا "بساحتهم" بمعنی صحن، "المنیح" بمعنی وہ تیر جس کا کوئی حصہ قرعہ اندازی میں نہیں ہوتا یعنی منحوس تیر "المشهر" بمعنی وہ تیر جس کی شہرت نحوست کے اعتبار سے ہوئی۔

ترکیب:۔ ''مُطلا'' موصوف محذوف ''صعلوکًا'' کی صفت ہے۔ ''یزجرونه'' حال ہے ''اعدأ'' سے، ''زجر المنیح'' مفعول مطلق ہے ''المنیح المشهر'' مرکب توصیفی ہے۔

إِذَا بَعُدُوْا لَایَأْمَنُوْنَ إِقْتِرَابَهُ　　تَشَوُّفَ أَهْلِ الْغَائِبِ الْمُتَنَظَّرِ

ترجمہ:۔ جب دشمن (اس سے) دور چلے جائیں تب بھی وہ اس کی قربت سے مأمون نہیں ہوتے، جس طرح اہل خانہ جھانکتے رہتے ہیں اس غائب آدمی کیلئے جس کا انتظار کیا جارہا ہو۔ (یعنی گھر والے جس طرح اپنے غائب آدمی کے انتظار میں جھانکتے رہتے ہیں اسی طرح دشمن بھی خوف کی وجہ سے اس کی تاک اور نگرانی میں لگے رہتے ہیں)

تحقیق:۔ "بعدوا" باب کرم سے بمعنی دور ہونا "تشوف" باب تفعل کا مصدر ہے بمعنی انتظار کرنا، "لایأمنون" باب سمع سے بمعنی مأمون ہونا۔

ترکیب:۔ "بعدوا" شرط ہے ''لایأمنون الخ'' جزا ہے ''تشوف اهل الغائبُ'' میں ''تشوف'' منصوب بنزع الخافض ہے بمعنی ''کتشوفِ''۔

فَذٰلِکَ إِنْ یَّلْقَ الْمَنِیَّةَ یَلْقَهَا　　حَمِیْدًا وَإِنْ یَّسْتَغْنِ یَوْمًا فَأَجْدَرِ

ترجمہ:۔ پس یہ فقیر اگر موت سے ملاقات کرے گا (یعنی جنگ کرے گا) تو اچھی حالت میں موت سے ملے گا، (یعنی بہتر انداز میں جنگ کرے گا) اور اگر وہ کسی دن (جنگ سے) اعراض کرے تو وہ اس کیلئے نہایت مناسب ہے۔

تحقیق:۔ ''یلق'' باب سمع سے بمعنی ملاقات کرنا "یلق المنیة" سے جنگ کرنا مراد ہے، "وان یستغن" کے بعد "عنها" محذوف ہے۔

ترکیب:۔ ''فذلک'' سے فقیر کی طرف اشارہ ہے، "یلق المنیة" شرط ہے ''یلقها حمیدًا'' جزا ہے ''یستغن یومًا'' شرط ہے ''فاجدر'' جزا ہے۔

وَقَالَ عَنْتَرَةُ الْعَبْسِیُّ

سلسلہ نسب یوں ہے، عنترہ بن شداد بن عمرو بن معاویہ بن شداد۔ جاہلی شاعر ہے، یہ اصل میں غلام تھا، ابوالمغلس کنیت ہے، عنترہ کے نام سے متعدد شعراء ہیں جیسے (الف) عنترہ بن عکبرہ (ب) عنترہ بن الاخنس، (ج) عنترہ بن عروس (د) عنترہ بن شداد۔ ابوالمغلس عنترہ بن عمرو بن شداد بن عمرو بن معاویہ العبسی، تاریخ ولادت ۵۲۵ء سن وفات ۶۱۵ء ہے، اس کی والدہ حبشی باندی تھی، زبیبہ نام تھا، چونکہ باندی تھی اس لئے ولادت کے بعد باپ نے اسے اپنا بیٹا نہیں بنایا تھا بلکہ اسے حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ ایک دفعہ بعض قبائل نے قبیلہ عبس پر غارت گری کی اور عبس کے اونٹ ہنکا کر لے جارہے تھے، قبیلہ عبس کے چند لوگوں نے تعاقب کیا ان میں شاعر اور اس کا باپ بھی تھا، باپ نے بیٹے سے کہا کہ حملہ کرو، بیٹے نے جواب دیا کہ غلام کیا حملہ کرے گا، اس پر باپ نے کہا کہ حملہ کرو تمہیں آزاد بیٹا بنالوں گا، اس پر شاعر نے سخت حملہ کیا اور کامیابی حاصل کی، جب باپ نے اور قبیلہ عبس کے لوگوں نے شاعر کی شجاعت و بسالت دیکھی تو اسے اپنا قائد اور امیر الجیش مقرر کردیا، شاعر نے بہترین قیادت کی اور جنگ داحس وغبر اُمیں عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کیا

جس سے اس کا نام روشن ہوا، بالآخر ۶۱۵ء میں اسے قتل کر دیا گیا، نمونہ کلام اور مزید تفصیل کے لئے کتاب ''تاریخ الادب العربی'' ص: ۴۵ اور باب الحماسہ ص: ۴۳۔۴۷ پر ملاحظہ ہو۔

کسی نے پوچھا کہ آپ کی اتنی شہرت کیوں ہوئی؟ جواب دیا ''کُنتُ اَقْدَمُ اِذَا رَأَیْتُ الْاِقْدَامَ عَزماً وَاحْجُمُ اِذَا رَأَیْتُ الْاِحْجَامَ حَزْمًا وَلَا اَدْخُلُ مَوْضَعًا لَا اَرَیٰ لِیْ منه مَخْرَجاً،، یعنی میں اقدام اس وقت کرتا ہوں جب اقدام کرنا مفید ہو اور پیچھے اس وقت آتا ہوں جب پیچھے ہٹنا کارگر ہو اور ایسی جگہ گھستا ہوں جہاں سے نکلنے کا راستہ ہو۔

عنترہ بدشکل تھا اور ہونٹ کھولے ہوئے ہوتے تھے اسلئے ''الفلجا الشفتين'' لقب پڑ گیا تھا تاہم اسکی فضیلت ومنقبت کیلئے حضور ﷺ کا یہ قول کافی ہے ''مَا وُصِفَ لِیْ اَعْرَابِیٌّ قَطُّ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَرَاهُ اِلَّا عَنْتَرَهْ '' یعنی عنترہ کے سوا کسی بھی اعرابی کے اوصاف ایسے بیان نہیں کئے گئے جن کو سنکر میرے دل میں اسکی ملاقات کا جذبہ پیدا ہو گیا ہو۔ اس کا مشہور قصیدہ کتاب ''سبع معلقات'' میں ہے۔ چھٹا معلقہ ہے۔

اس کا تعلق قبیلہ عبس سے ہے، شاعر نے ایک مرتبہ اس جنگ میں شرکت کی تھی جو قبیلہ بنوعبس اور بنوعمر بن ہجیم کے درمیان چھڑ گئی تھی، جس میں شاعر نے بنوعمر کے سردار ''جریہ یا جرید'' کو نیزہ مارا جس سے وہ سمجھا کہ وہ مر گیا لیکن بعد میں پتہ چلا کہ وہ مرا نہیں ہے، تو شاعر اسی کو بیان کر رہا ہے:

تَرَكْتُ بَنِی الْهُجَيْمِ لَهُمْ دُوَارٌ　　اِذَا تَمْضِیْ جَمَاعَتُهُمْ تَعُوْدُ

ترجمہ:۔ میں نے بنوہجیم کو اس حال میں چھوڑا کہ ان کے لئے ''دوار'' بت تھا، جب ان کی ایک جماعت گزر جاتی تو دوسری جماعت لوٹ کر آتی (یعنی جس طرح وہ لوگ ''دوار'' بت کے ارد گرد چکر لگاتے ہیں اسی طرح میں نے ان کے جس آدمی کو قتل کیا وہ اس کے ارد گرد چکر لگا رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں)

تحقیق:۔ ''دوار'' بفتح الدال وضمہا ایک بت کا نام ہے جس کا وہ لوگ طواف کرتے تھے۔

ترکیب:۔ ''لهم دوارٌ'' حال ہے ''بنی الهجيم'' سے ''تعود'' جزا ہے۔

تَرَكْتُ جُرَيَّةَ الْعَمْرِیَّ فِيْهِ　　شَدِيْدُ الْعَيْرِ مُعْتَدِلٌ سَدِيْدُ

ترجمہ:۔ میں نے جریہ عمری کو (قتل کر کے) اس طرح چھوڑا جس حال میں اس کے بدن میں سخت مضبوط سیدھا ابھرا نیزا گھسا ہوا ہے۔

تحقیق:۔ ''جُرَيَّةَ'' بروزن سُمیہ ایک سردار کا نام ہے، ''العير'' بمعنی نیزہ ''معتدل'' بمعنی سیدھا ''سديد'' بمعنی مضبوط۔

ترکیب:۔ ''فيه'' کا تعلق ''مرکوزًا'' محذوف ہے، ''شديدُ العير'' موصوف ہے، ''معتدلٌ'' صفت اول اور ''سديدٌ'' صفت ثانی ہے پھر پورا جملہ فاعل ہے ''مرکوزًا'' کا، پھر پورا جملہ حال ہے ''شديدُ العير'' اضافت لفظی ہے جو بحکم نکرہ ہے۔

فَاِنْ يَّبْرَاْ فَلَمْ اَنْفِثْ عَلَيْهِ　　وَاِنْ يُّفْقَدْ فَحُقَّ لَهُ الْفُقُوْدُ

ترجمہ:۔ پس اگر وہ (جریہ) شفایاب ہو جائے (تو کوئی تعجب کی بات نہیں) کیونکہ میں نے اس نیزہ پر نہیں پھونکا (عربوں کا عقیدہ ہے کہ

اگر نیزہ پر پھونک مارنے کے بعد چلایا جائے تو وہ صحیح نشانے پر لگتا ہے۔) اور اگر اسے گم پایا جائے (یعنی مردہ پایا جائے) تو اس کا گم ہونا (مرنا) ہی بہتر ہے۔

تحقیق:۔فلم انفث : وذالک من مزعوماتهم لانهم تزعم ان الرامی اذ انفث علی سهمه لایخطئ سهمه ابدا ولاینجو مورمیه. "یفقد" باب کرم ونصر سے مجہول کا صیغہ ہے بمعنی گم ہونا "یبرأ" باب فتح سے بمعنی شفایاب ہونا۔

ترکیب:۔"ان یبرأ" شرط ہے، جزا "فلا عجب" محذوف ہے "فلم انفث علیه" قائمقام جزا ہے "علیه" کی ضمیر "شدید العیر" کی طرف لوٹ رہی ہے، "فحُقَّ الخ" جزا ہے، "الفقود" نائب فاعل ہے "حُقَّ" کا۔

وَمَایَدرِیْ جُرَیَّۃُ اَنَّ نَبلِیْ یَکُوْنُ جَفِیْرَھَاالْبَطَلُ النَّجِیْدُ

ترجمہ:۔اور جریہ کو پتہ ہی نہیں چلا کہ میرے تیر کا ترکش (ہدف) مضبوط بہادر آدمی ہوتا ہے۔ (یعنی میں ہمیشہ بہادر آدمی کو نشانہ بناتا ہوں اور قتل کرتا ہوں)

تحقیق:۔جفیر ماکان من الخشب والجعبه ماکان من الجلد وقیل بالعکس .البطل الشجاع ، النجید القوی "نبلی" اسم جمع ہے بمعنی تیر، "جفیر" بمعنی تیر کش، یہاں ہدف مراد ہے۔

ترکیب:۔"مایدری" میں ما نافیہ ہے، "جفیرها" کی ضمیر "نبلی" کی طرف لوٹ رہی ہے اور یہ "یکون" کی خبر مقدم ہے جبکہ "البطل النجید" مرکب توصیفی کے بعد اسم مؤخر ہے۔

وَقَالَ قَیْسُ بْنُ زُهَیْرٍ یرثی حذیفه وحملًا بنی بدرٍ

تعارف وپس منظر:۔ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ حذیفہ بن بدر اور بنو عبس کے درمیان جنگ ہوئی جس میں حذیفہ بن بدر اور عوف بن بدر (دونوں ماں شریک بھائی) کے ساتھیوں نے مالک بن زہیر کو قتل کر دیا پھر بنو عبس سے کہا کہ مالک کو حمل بن بدر نے قتل کیا ہے، مالک شاعر کے بھائی ہے، اس کے بعد حذیفہ بن بدر اپنے بھائی حمل بن بدر کو لیکر جنگ سے بھاگ نکلا۔ دونوں بھاگتے بھاگتے گرمی کی شدت کی وجہ سے ایک جھیل "جَفْرُ الْهَبَاءَ ةِ" میں جا کر چھپ گئے، جب بنو عبس کو ان کا پتہ چلا، تو وہ ان کے پیچھے ہو لئے اور جھیل پر پہنچ کر حذیفہ اور حمل بن بدر دونوں کو قتل کر ڈالا، تو شاعر حمل بن بدر پر مرثیہ پڑھ رہا ہے:

تَعَلَّمْ اَنَّ خَیْرَ النَّاسِ مَیْتٌ عَلٰی جَفْرِ الْهَبَاءَ ةِ لَایَرِیْمُ

ترجمہ:۔جان لے (اے مخاطب!) بیشک بہترین آدمی "جفر الهباء ة" پر مردہ پڑا ہوا ہے، جو زائل نہیں ہو سکتا، یعنی اب وہ وہاں سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔

تحقیق:۔میت:والمراد به حذیفة بن بدر واخوه .جفر الهباء ة : البئر او الماء ة لایریم .رام من ضرب معناه زال یزیل ای الحرکة له لانه مات قرب البئر.

ترکیب:۔"میتٌ" خبر انّ ہے "لایریم" صفت ہے "میتٌ" کی۔ "علی جفر الخ" سے پہلے "وقع" فعل محذوف ہے۔

وَلَوْلَا ظُلْمُهُ مَا زِلْتُ أَبْكِي   عَلَيْهِ الدَّهْرَ مَا طَلَعَ النُّجُوْمُ

ترجمہ:۔اور اگر اس کا (حمل بن بدر کا) ظلم نہ ہوتا (کیونکہ مشہور ہے کہ اسی نے مالک کو قتل کیا ہے جبکہ نفس الامر میں ایسا نہیں تھا) تو میں ہمیشہ اس پر روتا، جب تک ستارے طلوع ہوتے ہیں۔(یعنی قیامت تک)

تحقیق:۔''زِلْتُ''زول مادّہ باب نصر وسمع دونوں سے آتا ہے البتہ یہاں سمع سے ماضی واحد متکلم کا صیغہ ہے بروزن''خِفْتُ''اصل میں ''زَوِلْتُ'' تھا، فتح کے بعد واؤ پر کسرہ ثقیل ہے اس لئے واؤ کی حرکت ماقبل میں دے کر واؤ کو اجتماع ساکنین کی بناء پر حذف کر دیا گیا ہے۔

ترکیب:۔''مازِلتُ ابکی''جواب لولا ہے،''الدهر''مبدل منہ اور''ما طلع النجوم''بدل ہے پھر ظرف ہے۔

وَلٰكِنَّ الْفَتٰى حَمَلَ بْنَ بَدْرٍ   بَغٰى وَالْبَغْيُ مَرْتَعُهُ وَخِيْمُ

ترجمہ:۔لیکن جوان حمل بن بدر نے سرکشی کی (مالک کو قتل کیا) اور سرکشی کی چراگاہ بدہضمی (ناموافق) ہے۔(لہذا حمل بن بدر کو بھی قتل کر دیا گیا ہے)

تحقیق:۔البغی:من باب ضرب ای الظلم والقتل .مرتع :المکان الذی یعلف الابل وغیرہ فیه . وخیم :ای الثقل الذی یعرض للانسان من عدم استمرار الطعام من باب کرم. یعنی بدہضمی اور ناموافق ہونا "مرتع"اسم ظرف ہے بمعنی چراگاہ باب فتح سے ہے۔

ترکیب:۔''الفتی''مبدل منہ اور''حمل بن بدر''بدل ہے، دونوں مل کر''لکن''کا اسم ہے''بغی''خبر لکنّ ہے''البغیُ الخ''کا عطف''بغی''پر ہے۔''وخیمٌ''خبر ہے۔

أَظُنُّ الْحِلْمَ دَلَّ عَلَيَّ قَوْمِي   وَقَدْ يُسْتَجْهَلُ الرَّجُلُ الْحَلِيْمُ

ترجمہ:۔میرا خیال ہے کہ میری بردباری نے میری قوم کو میرے خلاف راہنمائی کی ہے (یعنی قوم نے یہ سمجھا کہ شاعر تو اپنی بربادی کی وجہ سے اپنے مقتول بھائی کا انتقام نہیں لے گا اس لئے ہم انتقام لیتے ہیں) اور کبھی بردبار آدمی کو بھی جاہل بننے پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔(یعنی کبھی شریف آدمی بھی مجبور ہو کر جاہل کی طرح انتقام لے لیتا ہے)

تحقیق:۔''الحلم''باب کرم سے بمعنی بردباری''دلّ''باب نصر سے بمعنی رہنمائی کرنا''اظن''باب نصر سے مضارع واحد متکلم ہے بمعنی گمان کرنا۔

ترکیب:۔''الحلم''مفعول اول اور''دلّ الخ''مفعول ثانی ہے''اظن''کا''قومی''فاعل ہے''دلّ''کا۔

وَمَارَسْتُ الرِّجَالَ وَمَارَسُوْنِي   فَمُعْوَجٌّ عَلَيَّ وَمُسْتَقِيْمُ

ترجمہ:۔اور میں نے لوگوں کو آزمایا اور لوگوں نے بھی مجھے آزمایا، پس ان میں بعض مجھ پر ٹیڑھے ہیں اور بعض سیدھے ہیں۔(یعنی ان میں بعض موافق اور بعض مخالف ہیں)

تحقیق:۔مارست:ای المزاولة والاستعمال والتجربة من باب مفاعلة.فمعوج ای فبعضهم عوج علی وبعضهم علی سقیم وشریف. "معوجٌّ" ثلاثی مزید فیه باب احمرّ سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔

ترکیب:۔''معوج علیّ''خبر ہے، مبتدا''بعضهم''محذوف ہے، اسی طرح''مستقیم عَلَیَّ''خبر ہے اور مبتدا''بعضهم''محذوف ہے۔

وَقَالَ مُسَاوِرُبْنُ هِنْدٍ

سلسلۂ نسب یوں ہے، مساور بن ہند بن قیس بن زہیر بن جذیمہ ۔ یہ عبسی اسلامی شاعر ہے، اس کی کنیت "ابو الصمعاء" ہے۔ بنو اسد کا خیال اور دعویٰ ہے کہ ان کا تعلق قبیلہ قریش سے ہے اس لئے شاعر نے درج ذیل اشعار میں اس کی تکذیب اور مذمت کی۔

زَعَمْتُمْ اَنَّ اِخْوَتَكُمْ قُرَيْشٌ ۔۔۔ لَهُمْ اِلْفٌ وَلَيْسَ لَكُمْ اَلْاِلْفُ

اُولٰئِكَ اُومِنُوْا جُوْعًا وَخَوْفًا ۔۔۔ وَ قَدْ جَاعَتْ بَنُوْ اَسَدٍ وَ خَافُوْا

(اے بنی اسد کے لوگوں کہ) تم دعویٰ کرتے ہو کہ تمہارے بھائی قریش ہیں (یعنی تمہارا تعلق قریش سے ہے، سو یہ غلط ہے کیونکہ) ان کو تو (موسم سرما میں یمن کی طرف اور موسم گرما میں شام کی طرف تجارتی اسفار میں) رغبت ہے اور تم کو (ان تجارتوں میں) رغبت نہیں ہے اور ان کو خوف و بھوک سے (من جانب اللہ) محفوظ کیا گیا ہے اور بنو اسد والے (یعنی تم لوگ) تو بھوکے اور خوفزدہ ہو (پھر قریش تمہارے بھائی کیسے؟)

درج ذیل اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ ایک شخص نے بنو جذیمہ سے دشمنی کر کے بنو سلامہ کے ہاں پناہ لی، شاعر نے اس کو گرفتار کر کے بنو جذیمہ کے حوالے کیا، اس کا خیال تھا کہ وہ اس کو معاف کر دیں گے، لیکن بنو جذیمہ نے اس کو قتل کر ڈالا، شاعر اس پر ناراضگی کا اظہار کر رہا ہے: دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ بنو سلامہ نے عتاب آدمی پر حملہ کیا، جس کا تعلق بنو مالک بن زہیر سے تھا، شاعر عتاب کے قبیلہ (بنی عنبر) کی تسلی کیلئے بنو سلامہ کے ایک آدمی ابن مکعبر کو پکڑ کر عتاب کے سامنے کر دیا، تا کہ وہ اسے ڈانٹے اور قتل نہ کرے، مگر انہوں نے موقع پا کر بنو مالک کے آدمی ابن مکعبر کو قتل کر ڈالا جو اس کا رشتہ دار بھی تھا جس پر شاعر ناراضگی کا اظہار کر رہا ہے:

سَائِلْ تَمِيْمًا هَلْ وَفَيْتُ فَاِنَّنِيْ ۔۔۔ أَعْدَدْتُ مَكْرُمَتِيْ لِيَوْمِ سِبَابِ

ترجمہ:۔ اے مخاطب! بنو تمیم سے پوچھ لے، کہ کیا میں نے اپنا وعدہ پورا کیا، (یعنی میں نے حسب وعدہ مکعبر کو پکڑ کر حوالہ کیا ہے) کیونکہ میں نے اپنی عزت کو گالی گلوچ کے دن کیلئے تیار رکھی ہے۔ (یعنی لوگ مجھے برا بھلا کہہ رہے ہیں کہ تو نے مکعبر کو گرفتار کر کے کیوں حوالہ کیا؟)

تحقیق:۔ اعددت: ای ھیأت ۔ سباب بمعنی گالی گلوچ۔ یوم سباب: بمعنی لعن طعن کا دن، "سَائِلْ" باب فتح سے ہے، معنی "سَلْ" امر کے ہے۔ "وفیتُ" باب ضرب سے واحد متکلم کا صیغہ ہے۔

ترکیب:۔ "تمیما" مفعول ہے "سائل" کا "مکرمتی" بھی مفعول ہے "اعددتُ" کا۔

وَأَخَذْتُ جَارَبَنِيْ سَلَامَةَ عَنْوَةً ۔۔۔ فَدَفَعْتُ رِبْقَتَهُ إِلَىٰ عَتَّابِ

ترجمہ:۔ اور میں نے بنی سلامہ کے پڑوسی (ابن مکعبر) کو زبردستی پکڑ لیا، اور اسکی رسی عتاب کو دیدی۔ (تا کہ وہ اپنا فیصلہ کرے)

تحقیق:۔ عنوۃ ای قھرًا و اکراھا. ربقۃ ای رسن. وحبل. دفعت: ای وضعت. "جار" بمعنی پڑوسی، "عتّاب" ایک آدمی کا نام ہے۔

ترکیب:۔"جار الخ"مفعول ہے"اخذتُ"کا"عنوةً"تمیز ہے"ربقته"مفعول ہے"دَفعتُ"کا۔

وَجَلَبْتُهُ مِنْ أَهْلِ أُبْضَةَ طَائِعًا حَتّٰى تَحَكَّمَ فِيهِ أَهْلُ إِرَابِ

ترجمہ:۔اور میں نے اس (پڑوسی) کو اہلِ اُبضہ (جہاں اس نے پناہ لی تھی) سے اپنی مرضی سے کھینچ لیا، تاکہ اس کے بارے میں اہل اراب (عتّاب کا قبیلہ بنی عنبر) فیصلہ کرسکیں۔

تحقیق:۔"جَلبتُه" باب نصر سے بمعنی کھینچ لینا، "اُبضة" مدینہ کے قریب ایک کنویں کا نام ہے جس کے نام پر قبیلہ کا نام پڑا، یہ غیر منصرف ہے، "طائعا" طوع مادہ باب نصر سے بمعنی مرضی، "اهلُ اراب" اراب بھی ایک کنویں کا نام ہے جس پر بنی عنبر کا قبضہ تھا اس لئے "اهلُ اراب" سے بنی عنبر مراد ہے۔

ترکیب:۔"طائعا" حال ہے "جلبتُه" کی ضمیر متکلم سے "اهلُ الخ" فاعل ہے "تحکّم" کا۔

قَتَلُوا ابْنَ أُخْتِهِمْ وَجَارَ بُيُوتِهِمْ مِنْ حَيْنِهِمْ وَسَفَاهَةِ الْأَلْبَابِ

ترجمہ:۔انہوں (بنو مالک بن زہیر) نے اپنے بھانجے اور پڑوسی (ابن مکعبر) کو قتل کیا، اور اس کو قتل کرنا اپنی تباہی اور عقل کی خفت کی وجہ سے ہے۔ (یعنی اس کو قتل کرنا اپنی ہلاکت کا پیش خیمہ ہے اور اپنی حماقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔)

تحقیق:۔"حین" بفتح الحا بمعنی ہلاکت، "سفاهة" باب سمع سے بمعنی بے وقوف۔ "الباب" لب کی جمع ہے بمعنی عقل، دل۔

ترکیب:۔"قتلوا" کی ضمیر بنو مالک بن زہیر کی طرف لوٹ رہی ہے، ابن مکعبر (مقتول) کا تعلق بنی قیس کی بیٹی سے ہے اور قیس مالک بن زہیر کا بھائی ہے، اس اعتبار سے مکعبر مالک کا بھانجہ ہوا اور پڑوسی بھی۔

غَدَرَتْ جَذِيمَةُ غَيْرَ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَبَدًا لِأُولِفَ غَدْرَةً أَثْوَابِي

ترجمہ:۔بنو جذیمہ نے دھوکہ کیا (کہ اپنا پڑوسی کو قتل کیا) لیکن میں ایسا نہیں ہوں کہ غداری کے ساتھ اپنے کپڑے (نفس) کو کبھی مانوس کروں۔ (یعنی ایسی غداری نہیں کرسکتا۔)

تحقیق:۔اثوابی: ای نفسی. اولف: ای احب باب افعال سے ہے، الف مادہ ہے، یہ اصل میں "اُأْلِف" تھا، ہمزہ ثانی کو ضمہ کی مناسبت سے واؤ سے تبدیل کردیا گیا ہے۔

ترکیب:۔"جذیمةُ" فاعل ہے "غدرَ" کا، "غیر الخ" مستثنیٰ منقطع ہے، "اثوابی" مفعول ہے "اولف" کا۔ پھر پورا جملہ "اکن" کی خبر ہے۔

وَإِذَا فَعَلْتُمْ ذَالِكُمْ لَمْ تَتْرُكُوا أَحَدًا يَذُبُّ لَكُمْ عَنِ الْأَحْسَابِ

ترجمہ:۔اور جب تم (اے بنو جذیمہ!) ایسا کروگے (یعنی عہد شکنی کروگے) پھر تم کسی کو ایسا نہیں چھوڑوگے کہ وہ تمہاری شرافتوں (حسب ونسب) کا دفاع کرے۔ (یعنی اگر تم غداری کروگے تو پھر تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا)

تحقیق:۔لم تترکوا: ای لم توجد من باب نصر. یذب ای یدفع من باب نصر "عذرتْ" غائب کا صیغہ ہے اور "فعلتم" مخاطب کا، اسے التفات من الغائب الی الخطاب کہا جاتا ہے۔

ترکیب:۔"فعلتم" شرط ہے، "لم تترکوا الخ" جزا ہے "احدًا" موصوف اور "یذب" صفت ہے پھر "لم تترکوا" کا مفعول ہے۔

وَقَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ مِرْدَاسَ السُّلَمِیُّ

دادا کا نام ابوجابر ہے، مخضرمی شاعر ہیں اور صحابی رسولؐ ہیں۔ یہ صحابی مخضرمی شعراء میں بڑے منہ زور اور بلیغ گزرے ہیں۔ اپنے بھائی حریم بن مرداس کے قتل کے بعد نہایت پرجوش شعر کہے جن میں بنی عامر کو قصاص لینے کی ترغیب دی، ایک موقع پر اپنے قریبی رشتہ داروں کو سخت ملامت کی اور ایک نظم کہی جس کا مطلع یہ ہے۔

أَتُشْحَذُ اَرْمَاحًا بِاَیْدِیْ عَدُوِّنَا وَتَتْرُکُ اَرْمَاحًا بِهِنَّ نُكَابِدُ

(کیا تو ان نیزوں کو جو ہمارے دشمنوں کے ہاتھوں میں ہیں تیز کرے گا اور ان نیزوں کو جن کے ساتھ ہم مصائب کا سامنا کرتے ہیں چھوڑ دے گا) ایک دفعہ انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں اور اپنے مددگاروں کو جمع کر کے عمرو بن معدیکرب کی قوم پر حملہ کیا اور بڑے انصاف کے ساتھ ان کی شجاعت کی داد دی:۔

فَلَمْ اَرَ مِثْلَ الْحَیِّ حَیًّا مُصَبَّحًا وَلَا مِثْلَنَا یَوْمَ الْتَقَیْنَا فَوَارِسَا

اَکَرَّ وَاَحْمٰی لِلْحَقِیْقَةِ مِنْهُمْ وَاَضْرَبَ مِنَّا بِالسُّیُوْفِ الْقَوَانِسَا

اِذَا مَا شَدَدْنَا شَدَّةً نَصَبُوْا لَنَا صُدُوْرَ الْمَذَاکِیْ وَالرِّمَاحَ الْمَدَاعِسَا

(میں نے کوئی قوم جس پر صبح کے وقت غارت گری کی گئی ہو اس قوم کی مانند نہیں دیکھی اور نہ اپنی طرح کے شہسوار دیکھے جس روز ہم لڑے۔ نہ ہی ایسی قوم دیکھی جو ان سے زیادہ حملہ کرنے والی اور عزت وآبرو کی حمایت کرنے والی ہو اور جو ہم سے زیادہ خودوں اور گھوڑوں کی پیشانیوں پر تلواریں مارنے والی ہو۔ جب ہم نے ان پر سخت حملے کیے تو انہوں نے ہمارے سامنے جوان وقوی گھوڑوں کے سینے اور سیدھے وسخت نیزے گاڑ دیئے) ان کے اشعار باب الحماسہ ص:۵۷، ص:۶۷ اور ص:۱۰۶ پر ہیں۔ عباس بن مرداس کا کلام سادہ اور سلیس اور حقائق پر مبنی ہوتا ہے، کبھی کبھی ان کی سادگی میں عجیب زینت وتاثیر ہوتی ہے۔ ان کی وفات پر ان کی بڑی بہن عمرہ نے ان کا ایک مرثیہ کہا جس کا ایک شعر یہ ہے:

وَمَا کُنْتُ اَخْشٰی اَنْ اَکُوْنَ کَاَنَّنِیْ بَعِیْرٌ اِذَا یُنْعٰی اُخَیٌّ تَحَسَّرَا

(اور مجھے یہ خوف نہ تھا کہ جب مجھے میرے چھوٹے بھائی کی موت کی خبر دی جائے گی۔ تو میں اس اونٹ کی مانند ہو جاؤں گی جو تھک کر زمین پر گر پڑا ہو) روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن تالیف القلوب کی خاطر عطیات دیئے۔ ابوسفیان بن حرب کو سو اونٹ دیے۔ صفوان بن امیہ کو بھی سو اور عباس کو سو سے کم تو وہ رسول اللہ کے سامنے کھڑے ہوئے اور کہا:۔

أَتَجْعَلُ نَهْبِیْ وَ نَهْبَ الْعُبَیْدِ بَیْنَ عُیَیْنَةَ وَالْاَقْرَعِ

وَمَا کَانَ بَدْرٌ وَلَا حَابِسٌ یَفُوْقَانِ مِرْدَاسَ فِیْ مَجْمَعِ

وَمَا کُنْتُ دُوْنَ امْرِیءٍ مِنْهُمَا وَمَنْ تَضَعِ الْیَوْمَ لَا یُرْفَعِ

(کیا آپ میرے اور میرے گھوڑے عبید کے مال غنیمت کو عینیہ اور اقرع سے کم ٹھہراتے ہیں۔ بدر اور حابس کبھی مرداس سے کسی معرکہ

میں نہیں بڑھے۔ میں ان دونوں میں سے کسی سے کم نہیں اور جس کو آپ آج گرائیں گے وہ کبھی بلند نہ ہوگا) یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے او نٹوں کی تعداد پوری سو کردی۔

ان کے بھائی ہریم بن مرداس سلمی، بنوخذاعہ کے عامر خذاعی کے پڑوس میں اس کے زیر حفاظت رہتا تھا کہ عامر کے قبیلہ کے ایک آدمی ''خویلد'' نے اس کو قتل کردیا، شاعر ان اشعار میں عامر کو قصاص پر برانگیختہ کررہا ہے:

أَبْلِغْ أَبَا سَلْمَى رَسُولًا يَرُوعُهُ وَلَوْ حَلَّ ذَاسِدْرٍ وَأَهْلِي بِعَسْجَلِ

ترجمہ:۔ اے مخاطب! ابوسلمی کو ایسا پیغام پہنچادو جو اس کو خوف زدہ کردے، اگرچہ وہ ذی سدر مقام میں ہو اور میرا اہل خانہ مقام عسجل میں ہوں۔ (یعنی ہمارے اور انکے درمیان کافی فاصلہ ہے)

تحقیق:۔ رسولاً: ای رسالتی. حل: ای حل ابو سلمی. ذاسدر وعسجل. دونوں دو بستی کا نام ہیں، "یروع" باب نصر سے بمعنی ڈرانا۔

ترکیب:۔ "رسولاً" موصوف اور "یروعہ" صفت ہے، پھر "ابلغ" کا مفعول ثانی ہے۔

رَسُولَ امْرِءٍ يُهْدِي إِلَيْكَ رِسَالَةً فَإِنْ مَعْشَرٌ جَادُوا بِعِرْضِكَ فَابْخَلِ

ترجمہ:۔ ایسے آدمی کا پیغام پہنچادے جو تجھے یہ پیغام دیتا ہے کہ اگر قبیلہ والے، تیری عزت کیساتھ سخاوت کرے (یعنی قصاص کے عوض دیت دے) تو بخل کر یعنی ہرگز اس کو قبول نہ کر۔

تحقیق:۔ "رسول" بروزن قبول مصدر ہے بمعنی پیغام، فرستادہ، یہاں "رسالةً" کے معنی میں ہے۔ "یُهدی" باب افعال سے بمعنی پیغام بھیجنا، "جادوا" جو مادہ باب نصر سے بمعنی سخاوت کرنا، "عرض" بکسر العین بمعنی عزت، "فابخل" باب سمع و کرم سے امر کا صیغہ ہے۔ بمعنی بخل کرنا۔

ترکیب:۔ ''رسول'' فعل محذوف ''ارسل'' کا مفعول ہے، یا ''رسولا'' سے بدل ہے، ''یُهدی الخ'' صفت ہے ''امرأ'' کی، ''معشر'' فعل محذوف کا فاعل ہے ''جاد معشر'' پھر مفسَّر ہے اور ''جادُوا'' مُفسِّر ہے، پھر شرط ہے ''فابخل'' جزا ہے۔

وَإِنْ بَوَّءُوكَ مُبْرَكًا غَيْرَ طَائِلٍ غَلِيظًا فَلَا تَنْزِلْ بِهِ وَتَحَوَّلِ

ترجمہ:۔ اور اگر وہ تمہیں اُس جگہ ٹھکانہ دے جو نافع نہیں اور سخت ہے، (دیت پر ابھارے) تو وہاں ہرگز نہ اُتر، اور وہاں سے پھر جا (یعنی قصاص سے اعراض کرکے دیت قبول نہ کر)

تحقیق:۔ بوّؤ: ای مکّن وانزل من باب تفعیل. مبركا: ای موضع بروک الابل. غیر طائل ای غیر نافع. غلیظاً: ای نقصاناً وشدیداً. لاتنزل ای لاتقبل الدیة فاخوف منه.

ترکیب:۔ ''مبرکا'' موصوف ہے، ''غیر طائل'' صفت اول اور ''غلیظا'' صفت ثانی ہے پھر یہ مفعول فیہ ہے ''بوّؤک'' کا، پھر شرط ہے ''فلا تنزل الخ'' جزا ہے۔

وَلَا تَطْمَعَنْ مَا يَعْلِفُونَكَ إِنَّهُمْ أَتَوْكَ عَلَى قُرْبَاهُمْ بِالْمُثَمَّلِ

ترجمہ:۔ اور تو طمع نہ کر اس میں جو وہ تجھے چارہ دے رہے ہیں، (یعنی دیت کا مشورہ) کیونکہ وہ باوجود رشتہ داری کے تمہارے پاس زہر

قاتل لے کرآتے ہیں۔

تحقیق:۔ مثمل: یعنی مہلک زہر۔ علف: بمعنی چارہ کھلانا۔ باب ضرب ہے، ''اتــو'' باب ضرب سے بمعنی آنا بصلہ ب وعلی بمعنی لانا ''لا تَطْمَعَنْ'' میں نون خفیفہ ہے، باب سمع سے بمعنی طمع کرنا، اس کے صلہ میں ب اور فی استعمال ہوتے ہیں ''مایعلفونک'' بمعنی ''فیما یعلفونک'' ہے۔

ترکیب:۔ ''بالمثل'' مفعول ہے ''اتوک'' کا ''با'' زائدہ ہے۔

أَبَعْدَ الْإِزَارِ مُجَسَّدًا لَکَ شَاهِدًا أُتِيتَ بِهٖ فِي الدَّارِ لَمْ يَتَزَيَّلِ

ترجمہ:۔ کیا اس (مقتول کے جسم کے) کے تہہ بند زعفرانی رنگ میں رنگا ہونے کے بعد (پھر بھی کیا دیت لو گے!) جو تیرے آنکھوں کے سامنے ہے، اور اس کو لایا گیا تمہارے گھر میں (بحالت مصبوغ) اور اس کا خون ابھی تک زائل نہیں ہوا۔

تحقیق:۔ مجسداً: باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی زعفرانی رنگ میں رنگا ہوا، ''ازار'' بمعنی تہہ بند ''اُتیتَ'' بصلہ ب بمعنی لانا ''به'' کی ضمیر ''ازار'' کی طرف لوٹ رہی ہے، ''لم یتزیّل'' باب تفعیل سے بمعنی زائل ہونا۔

ترکیب:۔ ''ابعد'' میں ہمزہ استفہام انکاری ہے، ''مجسدًا'' حال ہے ''ازار'' سے ''لک شاهدًا'' صفت اول ہے ''مجسدًا'' کی اور ''اُتیت الخ'' صفت ثانی ہے۔

أَرَاکَ إِذًا قَدْ صِرْتَ لِلْقَوْمِ نَاضِحًا يُقَالُ لَهُ بِالْغَرْبِ أَدْبِرْ وَأَقْبِلِ

ترجمہ:۔ میں تجھے دیکھ رہا ہوں (کہ تم پھر بھی دیت لینے والے ہو) اس وقت تو قوم کیلئے پانی لانے والا اونٹ بن جاؤ گے (ذلیل بن جاؤ گے) جس سے کہا جاتا ہے کہ ڈول کو آگے لاؤ یا پیچھے لاؤ۔

تحقیق:۔ ناضحا: الابل الذی یسقی الذرع وغیرہ۔ غرب: بمعنی رہٹ۔ ''ادبــر'' باب افعال سے امر کا صیغہ ہے بمعنی پیچھے جانا ''اقبــل'' باب افعال سے امر کا صیغہ ہے بمعنی آگے جانا ''صِرتَ'' بروزن ''بِعتَ'' ضرب سے بمعنی ہونا ''اذًا'' تنوین کے ساتھ ہے۔

ترکیب:۔ ''ناضحًا'' خبر ہے ''صِرتَ'' کی ''ادبر واقبل'' مقولہ ہے۔

فَخُذْهَا فَلَيْسَتْ لِلْعَزِيْزِ بِخُطَّةٍ وَفِيْهَا مَقَالٌ لِامْرِءٍ مُتَذَلَّلِ

ترجمہ:۔ تو لے لو (یعنی اگر تم نے دیت کا ارادہ کیا ہے، تو لے لو) لیکن شریف آدمی کی یہ خصلت نہیں ہے، اور اس میں ذلیل آدمی کیلئے گفتگو کی گنجائش ہوتی ہے (یعنی ذلیل آدمی بھی قبول دیت پر طعنہ دے سکتا ہے)

تحقیق:۔ خطۃ: بمعنی عادت، کام۔ جمع خطط ہے۔ متذلل: بمعنی ذلیل ہونا۔ ''خـذهـا'' کی ضمیر مفعول ''الدیۃ'' کی طرف لوٹ رہی ہے ''لیستْ'' کی ضمیر بھی ''الدیۃ'' کی طرف لوٹ رہی ہے۔

ترکیب:۔ ''بخطۃٍ'' خبر ہے ''لیستْ'' کی ''فیها'' خبر مقدم ہے ''مقالٌ الخ'' مبتدأ مؤخر ہے۔

وَقَالَ أَيْضاً

درج ذیل اشعار بھی شاعر العباس بن مرداس سلمی کے ہیں۔

أَتَشْحَذُ أَرْمَاحًا بِأَيْدِىْ عَدُوِّنَا ۔۔۔ وَتَتْرُكُ أَرْمَاحًا بِهِنَّ نُكَابِدُ

ترجمہ:۔ کیا تو ان نیزوں کو تیز کر رہا ہے جو ہمارے دشمنوں کے ہاتھوں میں ہیں (یعنی دشمن کی مدد کر رہا ہے) اور ان نیزوں کو چھوڑ رہے ہیں جنکے ذریعے ہم علاج یا مشقتیں برداشت کرتے ہیں (یعنی ہماری مدد نہیں کر رہے ہیں)

تحقیق:۔ تشحذ: نصر سے بمعنی تیز کرنا۔ نکابِدُ، باب مفاعلہ سے بمعنی علاج کرنا۔ مقابلہ کرنا، استعمال کرنا۔ ''ارمــاح'' رمح کی جمع ہے بمعنی نیزہ، ''عدو'' کی جمع اعدأ ہے بمعنی دشمن۔

ترکیب:۔ ''ارماحا'' موصوف ہے ''بایدی الخ'' کا تعلق ''کائنۃ'' محذوف سے ہو کر صفت ہے پھر مفعول ہے ''تشحذ'' کا، ''ارماحا'' ثانی بھی موصوف ہے اور ''بھن نکابد'' صفت ہے۔

عَلَيْكَ بِجَارِ الْقَوْمِ عَبْدِ بْنِ حَبْتَرٍ ۔۔۔ فَلَاتَرْشُدَنْ إِلَّا وَجَارُكَ رَاشِدُ

ترجمہ:۔ اے مخاطب تمہارے اوپر لازم ہے کہ قوم کے پڑوسی عبد بن حبتر کی حمایت کرے، اسلئے کہ تو اس وقت تک ہدایت یافتہ نہ ہوگا جب تک تمہارے پڑوسی راہ یافتہ نہ ہونگے۔ کماقال الشاعر: عن المرألاتسئل وابصر قرینہ ÷ فان القرین بالمقارن یقتدی

تحقیق:۔ علیک: اسم فعل ہے بمعنی لازم پکڑ، ''لاترشدن'' باب نصر سے بمعنی ہدایت یافتہ ہونا، آخر میں نون خفیفہ ہے۔

ترکیب:۔ ''بجار القوم'' میں با زائدہ ہے اور یہ ''علیک'' بمعنی الزم کا مفعول ہے، ''عبد بن حبتر'' بدل ہے ''بجار القوم'' سے۔

فَإِنْ غَضِبَتْ فِيهَا حَبِيْبُ بْنُ حَبْتَرٍ ۔۔۔ فَخُذْ خُطَّةً تَرْضَاكَ فِيهَا الْأَبَاعِدُ

ترجمہ:۔ پس اگر ناراض ہو جائے (اس کی حمایت کرنے میں) حبیب بن حبتر، (تو اس کی پرواہ نہ کر اور) ایسی خصلت اختیار کر جس میں دور کے لوگ تجھ سے خوش ہوں (پڑوسیوں کی مدد کر اگرچہ بعض لوگ یا حبیب بن حبتر کی قوم ناراض ہو جائے۔)

تحقیق:۔ حبیب بن حبتر: قبیلہ ہے، اس وجہ سے ''غضبت'' فعل مؤنث لائے ہیں۔ ''غــضــب'' باب سمع سے بمعنی ناراض ہونا، ''الاباعد'' ابعد کی جمع ہے بمعنی دور کے لوگ ''ترضا'' باب سمع سے بمعنی راضی ہونا۔

ترکیب:۔ ''غضبت الخ'' شرط ہے، ''خطۃ'' موصوف ہے اور ''ترضاک الخ'' صفت ہے پھر مفعول ہے، ''فخذ'' کا۔ ''الاباعد'' فاعل ہے ''ترضاک'' کا۔

إِذَا طَالَتِ النَّجْوٰى بِغَيْرِ أُولِى النُّهٰى ۔۔۔ أَضَاعَتْ وَأَصْعَتْ خَدَّ مَنْ هُوَ فَارِدُ

ترجمہ:۔ جب طویل ہو جائے مشورہ بے وقوف لوگوں کیساتھ تو وہ مشورہ مشورہ لینے والے کو ضائع کر دیتا ہے اور اس کے رخسار کو جھکا دیتا ہے جو منفرد ہو (یعنی بے عقلوں سے مشورہ لینا اپنے آپ کو بے یار و مددگار کے تنہا کرنا ہے۔)

تحقیق:۔ ''طالت'' طول مادہ باب نصر سے بمعنی لمبا ہونا، ''النجو'' بمعنی سرگوشی، مشورہ ''النھی'' نھیۃ کی جمع ہے بمعنی عقل ''اولی''

بمعنی ذو، ''اضاعت'' باب افعال سے بمعنی ضائع کرنا ''اصغت'' باب افعال سے بمعنی مائل ہونا، یہ اصل ''اَصْغَیَتْ'' تھا، یا متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یا کو الف سے بدل کر پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرا دیا گیا ہے ''خَـدٌّ'' کی جمع ہے خدود ہے بمعنی رخسار ''فـارِدٌ'' بمعنی تنہا اور منفرد ہونا۔ ''اضـاعـت'' اور ''اصـغـت'' دونوں فعل ''خَدَّ'' کو مفعول بنانے میں تنازع کررہے ہیں، کوفیین اور بصریین کے مطابق جس فعل کے ذریعہ بھی عمل دلایا جائے تو دوسرے فعل میں معمول بصورت ضمیر ہوگا، اور مفعول کی ضمیر فضلہ ہونے کی وجہ سے محذوف ہوگی۔

ترکیب:۔ ''طالت الخ'' شرط ہے، ''اضاعت الخ'' جزا ہے ''خدَّ الخ'' مفعول ہے ''مَن هو فارد'' میں ''مَن'' موصولہ ہے ''هو فارد'' جملہ اسمیہ کے بعد صلہ ہے۔

فَحَارِبْ فَإِنْ مَوْلَاکَ حَارَدَ نَصْرُهٗ ⁂ فَفِي السَّيْفِ مَوْلًى نَصْرُهٗ لَايُحَارِدُ

ترجمہ:۔ پس جنگ کیجئے (دشمنوں کے ساتھ، پڑوسی کی حفاظت میں) پس اگر تیرے چچازاد یا حلیف کی مدد کمزور ہوجائے، تو تلواریں ایسا مولیٰ (مددگار یا حلیف یا چچازاد) ہے کہ جس کی مدد منقطع نہیں ہوتی۔ (یعنی اگر کوئی مددگار نہیں تو قوت شمشیر تیرا بہترین مددگار ہے)

تحقیق:۔ حارد منه قلة اللبن ثم استعير لانقطاع النصرة اى ينقطع .

ترکیب:۔ ''مولاک'' فعل محذوف ''حارد'' کا مفعول ہے پھر مفسَّر ہے ''حارد نصرہ'' مفسِّر ہے پھر شرط ہے، ''ففی السیف الخ'' جزا ہے، ''ففی السیف'' خبر مقدم ہے ''مولٰی'' موصوف ہے اور ''نصرہ لایُحارد'' صفت ہے پھر مبتدا مؤخر ہے۔

وَقَالَ أَيْضًا وَهِيَ مِنَ الْمُنْصِفَاتِ

تعارف و پس منظر:۔ یہ اشعار ان اشعار میں سے ہیں جن کو ماہرین نے منصف اشعار میں شمار کیا ہے یعنی ان اشعار میں شاعر نے نہ اپنی بہادری و شرافت کو مبالغہ کے ساتھ پیش کیا اور نہ مخالفین کو کمتر ظاہر کیا بلکہ اپنی حقیقت کے ساتھ مخالفین کے اوصاف جمیلہ کو بھی خوب واضح کیا، اسلئے ماہرین اشعار نے اِنکے اشعار کو منصف اشعار میں شمار کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ قبیلہ بنوسلیم کی سب شاخیں ایک دفعہ جمع ہوگئیں اور سب نے ملکر عمرو بن معدیکرب کے قبیلہ ''بنی زید'' پر حملہ و غارت گیری کردی اور یہ مقابلہ ۲۹، رات تک جاری رہا۔ اس کے بعد سلیمی شاعر العباس بن مرداس اپنی خیالات کا اظہار ان اشعار میں کررہا ہے:

فَلَمْ أَرَمِثْلَ الْحَيِّ حَيًّامُصَبَّحًا ⁂ وَلَامِثْلَنَا يَوْمَ الْتَقَيْنَافَوَارِسَا

ترجمہ:۔ پس میں نے اس قبیلہ کی طرح (قوت و بہادری میں) کوئی دوسرا قبیلہ نہیں دیکھا، جب صبح کے وقت حملہ کیا گیا۔ اور نہ ہمارے قبیلہ کی مانند بہترین شہسوار دیکھا جس دن ہم نے جنگ کی (یعنی دونوں قبیلے بہادری میں بے مثال ہیں)

تحقیق:۔ مـصـبـحـا: باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی بوقت صبح حملہ کرنا ''الـحـی'' بمعنی قبیلہ ''فوارس'' فارس کی جمع ہے بمعنی شہسوار۔

ترکیب:۔ ''مثل الحی'' مفعول اول ہے ''لم اَرَ'' کا اور ''حیـا مصبحا'' مرکب توصیفی کے بعد مفعول ثانی ہے ''ولا مثلنا'' میں

فعل محذوف ہے جو ''ار'' ہے، ''مثلنا'' اس فعل محذوف کا مفعول اول اور ''فوارسا'' مفعول ثانی ہے۔

أَكَرَّ وَأَحْمٰى لِلْحَقِيقَةِ مِنْهُمُ وَأَضْرَبَ مِنَّا بِالسُّيُوفِ الْقَوَانِسَا

ترجمہ:۔ (اور نہیں دیکھا میں نے کسی قبیلہ کو) جوان سے زیادہ حملہ آور اور اپنی عزت کی حفاظت کرنے والا ہو اور (نہیں دیکھا میں نے کسی قبیلہ کو جو) ہم سے زیادہ خود کے بالائی حصوں کو تلواروں کیساتھ مارنے والا ہو۔ (مطلب یہ ہے کہ قبیلہ بنی زید اور ہمارا قبیلہ دونوں بے حد بہادر قبیلے ہیں۔)

تحقیق:۔ اکر باب ضرب ونصر سے اسم تفضیل ہے بمعنی حملہ کرنا "احمٰی" باب سمع سے اسم تفضیل ہے بمعنی حفاظت کرنا "حقیقة" بمعنی عزت وآبرو "القوانس" قونس کی جمع ہے بمعنی جنگی ٹوپی، خود۔

ترکیب:۔ ''اکرّ'' صفت ہے اس کا موصوف ''لم ارقومًا'' محذوف ہے۔ ''واضربَ'' صفت ہے اس کا موصوف ''لم ارقومًا'' محذوف ہے۔ ''القوانس'' مفعول ہے ''اضرب'' کا۔

إِذَا مَا شَدَدْنَا شَدَّةً نَصَبُوا لَنَا صُدُورَ الْمَذَاكِي وَالرِّمَاحَ الْمَدَاعِسَا

ترجمہ:۔ جب ہم نے ان پر سخت حملہ کر دیا تو وہ ہمارے سامنے کھڑے کر دئے، عمدہ گھوڑوں کے سینے اور نہ مڑنے والے نیزے۔

تحقیق:۔ شددنا من باب نصر ای جولنا. نصبوا ای اقاموا، مذاکی جمع مذکی ای الفرس التام الخلق والسن. مداعسا: جمع مدعس معناه الرمح الذی لایلین ولایعطف.

ترکیب:۔ ''شدّةً'' مفعول مطلق ہے، پھر پورا جملہ شرط ہے ''نصبوا الخ'' جزا ہے ''صدورَ الخ'' مفعول ہے ''نصبوا'' کا۔ ''اذاما'' میں ما زائد ہے۔

إِذَا الْخَيْلُ جَالَتْ عَنْ صَرِيعٍ نَكُرُّهَا عَلَيْهِمْ فَمَا يَرْجِعْنَ إِلَّا عَوَابِسَا

ترجمہ:۔ جب ہمارے گھوڑے کسی مقتول پر گھومتے (اور مقتول کو دیکھ کر واپس آتے) تو ہم ان کو مقتولوں پر دوبارہ لوٹاتے سو وہ نہیں لوٹتے مگر ترش رو ہو کر (کیونکہ دشمن کے پچھاڑے ہوئے آدمی بھی سخت جان اور مضبوط ہیں)

تحقیق:۔ جال: ای دار من باب نصر. عوابسا جمع عبس ای الوجه اذا تغیر. صریع: ای مصروع. یستوی فیه المفرد والجمع "الخیل" میں الف لام عوض مضاف الیہ کے ہیں اصل میں "خیلنا" ہے۔

وَقَالَ عَبْدُ الشَّارِقِ بْنُ عَبْدِ الْعُزّٰى الْجُهَنِيُّ وهی من المنصفات

تعارف وپس منظر:۔ یہ شاعر جاہلی ہے، اس کا تعلق قبیلہ جہینہ سے ہے، شاعر یہاں اس جنگ کا تذکرہ کر رہا ہے جو قبیلہ جھینہ اور آل بھثہ بن سلیم کے درمیان ہوئی، یہ اشعار بھی منصف اشعار میں شمار ہیں، کیونکہ شاعر کی مدد کیلئے قبیلہ جہینہ ہے اور بنوسلیم کی مدد کیلئے قبیلہ آل بھثہ ہے'' شاعر جنگ سے قبل اپنی بیوی کو الوداعی خطاب کر رہا ہے، پھر جنگ کا نقشہ بیان کر رہا ہے:

أَلَا حُيِّيتِ عَنَّا يَا رُدَيْنَا نُحَيِّيهَا وَإِنْ كَرُمَتْ عَلَيْنَا

ترجمہ:۔اے رُدینہ! کیا تم کو ہماری طرف سے الوداعی سلام نہیں کہا گیا، ہم اس کو (ردینہ کو) الوداعی سلام کہہ رہے ہیں اگر چہ وہ (تحیہ یا رُدینہ) ہمارے لئے دشوار ہے۔(یعنی الوداعی سلام کہنا مشکل ہے یا ردینہ سے جدائی مشکل ہے)

تحقیق:۔حییت: ماضی مجہول واحد مؤنث مخاطب ہے باب تفعیل سے بمعنی سلام کرنا۔ یہاں الوداعی سلام مراد ہے۔ کرمت علینا: میں ''کرمتُ'' کی ضمیر مؤنث یا تحیہ کی طرف لوٹ رہی ہے یا رُدینہ کی طرف، ترجمہ بھی اسی کے مطابق ہوگا۔ ''رُدینا'' کے آخر میں الف اشباعی ہے، یہ شاعر کی بیوی کا نام ہے۔

ترکیب:۔''وان کرمت'' میں ان وصلیہ ہے جس کا جواب عموماً ماقبل کی عبارت ہوتی ہے۔

رُدَیْنَۃُ لَوْ رَأیتِ غَداۃَ جِئْنَا ‏ ‏ ‏ ‏ عَلٰی أضماتِنا وقد اخْتَوَیْنا

ترجمہ:۔اے رُدینہ! اگر اس صبح کو دیکھتی، (ہماری جنگ کو) جس میں ہم کینوں کو لیکر آئے، (بھثہ بن سلیم سے لڑنے کے لئے) حالانکہ ہم بھوکے تھے۔(یعنی عرب والے میدان جنگ میں خالی پیٹ جاتے تھے، تاکہ بوجھل نہ ہو چست رہے)

تحقیق:۔ضمات: ای الحقد والحسد جمعه اضمات. اختوینا. ای لم نطعم. خوی مادہ باب افتعال سے ماضی جمع متکلم کا صیغہ ہے اور ثلاثی مجرد میں ضرب سے استعمال ہوتا ہے۔

ترکیب:۔''رُدینۃُ'' سے پہلے حرف ندا یا محذوف ہے، ''لو رأیتِ'' کا جواب ''ماوقع من الضرب والطعان'' محذوف ہے، ''علی اضماتنا'' مفعول ہے ''جئنَا'' کا۔ ''وقد اختوینا'' حال ہے ''جئنا'' کی ضمیر متکلم سے۔

فَأرْسَلْنَا أبَا عمرو رَبِیئًا ‏ ‏ ‏ ‏ فقال ألا انْعَمُوْا بالقوم عَیْنًا

ترجمہ:۔پس ہم نے ابو عمرو کو جاسوس بنا کر بھیجا، (تاکہ وہ دشمن کی کیفیت دیکھ کر ہمیں اس پر مطلع کرے) تو اس نے (لوٹ کر) کہا اے میری قوم خوش ہو جاؤ! اس قوم (دشمن) سے از روئے مشاہدہ کے۔(یعنی ہم نے دیکھا ہے ان کے پاس نہ سامان حرب ہے نہ قوت زیادہ)

تحقیق:۔ربئی: جمع ربایا ہے: ای طلعیة یعنی جاسوس۔انعموا طیبوا باب سمع سے بمعنی خوشخبری دینا۔ عینا: ای نظرا ومشاهداً.

ترکیب:۔''اباعمرو'' مفعول ہے ''ارسلنا'' کا ''رَبیئًا'' تمیز ہے، ''القوم'' میں الف لام عہدی ہے، اس سے دشمن کی طرف اشارہ ہے۔ ''عینًا'' تمیز ہے۔

وَدَسُّوا فَارِسًا منهم عِشاءً ‏ ‏ ‏ ‏ فَلَمْ نَغْدِرْ بِفَارِسِهِم لَدَیْنَا

ترجمہ:۔اور انہوں نے بھی خفیہ طور سے اپنے ایک شہسوار کو عشاء کے وقت (ہماری طرف) بھیجا، سو ہم نے اس کے ساتھ دھوکہ نہیں کیا (یعنی ہم اس کو دشمن کا جاسوس جانتے ہوئے بھی گرفتار نہیں کیا)

تحقیق:۔دسوا: ای ارسلوا خفیة باب نصر سے. نغدر: ای نقتل باب ضرب سے. لدینا: ای عندنا.

ترکیب:۔''لدینا'' ظرف ہے ''دسُّوا'' کے لئے، ''فارسًا'' مفعول ہے۔

فَجَاءُ وْا عَارِضًا بَرِدًا وَجِئْنَا ‏ ‏ ‏ ‏ کَمِثْلِ السَّیْلِ نَرْکَبُ وَازِعَیْنَا

ترجمہ:۔پس آئے وہ اولے برسانے والے بادل بن کر اور ہم سیلاب کی طرح آئے، اس حال میں ہم اور وہ گھوڑوں پر سوار ہونے والے اور صف بندی کرنے والے تھے۔

تحقیق:۔عارضاً: ای سحابا. وازعینا. صیغة تثنیه الالف للاشباعی . الوزع: هو الذی یدبر امر الجیش اویقیم الامر کلاهماصحیحان هنا. "بَرِدًا" بمعنی اولے، "السیل" بمعنی سیلاب۔

ترکیب:۔"عارضا بَرِدًا" مرکب توصیفی کے بعد تمیز ہے۔"کمثل السیل" حال کی جگہ میں ہے"ترکب""جاءوُا" کی ضمیر ہم اور "جِئنَا" کی ضمیر نحن دونوں سے حال مشترک ہے جس طرح کہا جاتا ہے"جاءنی زیدٌ وعمرو راکبین "اسی طرح"وازعینا" حال ثانی ہے، یعنی حال مترادفہ۔

فَـنَـادَوُا یَـالَ بُهثَةَ إذْ رَأَوْنَـا فَـقُـلْـنَـا أحْسِنِیْ مَلأجُهَیْـنَـا

ترجمہ:۔پس جب انہوں نے ہم کو دیکھا تو آواز دی اے آل بھثہ! (ہماری مدد کرو) اور ہم نے بھی کہا اے اہل جہینہ! (قبیلہ والو!) اپنے اخلاق درست کرو۔ (ہماری مدد کرو)

تحقیق:۔بهثة: وجهینة: اسمان قومان .ملأ ای اخلاقا وفی نسخة ضربا. "نَادَوْا" باب مفاعلہ سے ماضی جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے بمعنی ایک دوسرے کو آواز دینا، یہ اصل میں "نَـادَوُوْا" تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے واؤ کو الف بدل کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا گیا۔ "یَالَ بُهثَة" میں لام جارہ ہے جو حرف ندا سے ملا ہوا ہے، "رَأَونا" اصل میں "رَأیُوْانا" تھا، آخر میں "نا" مفعول کی ضمیر ہے، اس کی وجہ سے الف جمع گر گیا ہے، پھر یا متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یا کو الف سے بدل کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرا دیا گیا۔ "جُهینا" کے آخر میں الف اشباعی ہے، شروع میں حرف ندا "یا" محذوف ہے۔

ترکیب:۔"فنادوا الخ" جزا مقدم ہے اور"اذ رأونا" شرط مؤخر ہے، "مَلًا" مفعول ہے"احسنی" کا۔

سَـمِـعْـنَـا دَعْـوَةً عَنْ ظَهْرِغَیْبٍ فَـجُـلْـنَـا جَـوْلَةً ثُـمَّ ارْعَـوَیْـنَـا

ترجمہ:۔تو ہم نے پیچھے سے ایک غیبی آواز سنی (جنگ کی طرف بلانے کی آواز) تو ہم نے (آگے کی طرف) ایک چکر لگایا پھر ہم (جنگ کر کے) واپس لوٹے۔

تحقیق:۔عن ظهر غیب: ای عن ورائنا۔ جُلنا: علی وزن قُلنا ای شددنا ودرنا، ارعوینا۔ ثلاثی مزید فیہ سے ہے، رعو مادہ باب نصر سے بمعنی باز رہنا، واپس آنا، ماضی جمع متکلم کا صیغہ ہے۔

فَـلَـمَّـا أنْ تَـوَاقَـفْـنَـا قَـلِیْلًا أنَـخْـنَـا لِلْـكَلَاكِلِ فَارْتَـمَیْـنَـا

ترجمہ:۔پس جب ہم کچھ قریب آ گئے تو ہم نے اونٹوں کو سینوں کے بل بٹھایا (تاکہ ہم مبارزت پیش کریں) اور پھر تیراندازی کی۔

تحقیق:۔قلیلاً: ای زمـانـا قلیلاً، او تـوقـفـا قلیلاً. انـخـنـا ای اجلسنـا مـرکبنـا . کلاکل جمع کلکل ای الصدر. ارتمینا. ای اخذنا الرمایا.

ترکیب:۔"أن تـواقفنا قلیلًا" میں"ان" زائدہ ہے"قلیلا" سے قبل اگر"زمنًا" موصوف محذوف تو یہ ظرف ہوگا اور اگر"توقفًا"

موصوف محذوف ہوتو مفعول مطلق ہوگا۔''انخنا الخ''جزا ہے۔

فَلَمَّا لَمْ نَدَعْ قَوْسًا وَسَهْمًا مَشَيْنَا نَحْوَهُمْ وَمَشَوْا إِلَيْنَا

ترجمہ:۔سوہم نے کوئی تیراور کمان باقی نہ چھوڑا۔(جب کمان اور تیر ختم ہو گئے تو ہم دست بدست جنگ کیلئے)ان کی جانب چلے اور وہ ہماری طرف آئے۔

تحقیق:۔''ندع''میں ودع مادّہ ہے، ''مَشَوْا'' ماضی جمع مذکر غائب ہے،اصل میں ''مَشَيُوْا'' تھا،یا متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یا کوالف سے بدل دیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا گیا۔ ''قوس''بمعنی کمان، اقوس و اقواس جمع ہے۔

ترکیب:۔''لم ندع الخ''شرط ہے،''مشينا الخ''جزا ہے۔

تَلَأْلُؤَ مُزْنَةٍ بَرَقَتْ لِأُخْرىٰ إِذَا حَجَلُوا بِأَسْيَافٍ رَدَيْنَا

ترجمہ:۔(جب ہم دونوں گروہ آمنے سامنے ہوئے تو ہم میں سے ہر گروہ چمکنے لگا) بادل کی چمکنے طرح، جو دوسرے بادل کی وجہ سے چمکنے لگا ہو۔جب وہ لوگ تلواریں لے کر آہستہ آہستہ چلنے لگے اور ہم بھی مقابلہ کی جانب بڑھنے لگے۔

تحقیق:۔برقت باب ضرب وفتح سے بمعنی چمکنا، ''مزنةٍ''کی جمع مزن ہے بمعنی بادل، ''تَلَأْلُؤَ'' باب تفاعل سے بمعنی چمکنا''حجلوا'' باب نصر وضرب سے بمعنی آہستہ آہستہ چلنا،''ردينا''ردی مادہ باب ضرب سے بمعنی تیز تیز چلنا۔

ترکیب:۔ردینا''یہ''اذا حجلوا'' کیلئے جواب شرط ہے۔''تَلَأْلُؤَ''فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے''تَلَا لَا كُلٌّ منا'' محذوف ہے، ''برقت لِاخرىٰ''صفت ہے''مزنةٍ''کی''باسياف''کا تعلق''حجلوا''سے ہے۔

وَشَدَدْنَا شَدَّةً فَقَتَلْتُ منهم ثَلَاثَةَ فِتْيَةٍ وَقَتَلْتُ قَيْنَا

ترجمہ:۔اور ہم نے ان پر سخت حملہ کیا پس میں نے انکے تین نوجوانوں اور ایک سردار کو قتل کیا۔یا ان کے ایک مسمی''قین''کو قتل کیا۔

تحقیق:۔قین:لوہار،ہر کاریگر جمع أقيان۔ یہاں سردار مراد ہے،یا قین نامی آدمی مراد ہے۔''فتية'' بروزن غلمة و صبية بمعنی نوجوان جمع قلت ہے فتی کی اس لئے''ثلاثة'' کی اضافت''فتية'' کی طرف ہورہی ہے اور جملہ کثرت''فتيان'' ہے۔

ترکیب:۔''شَدَّةً''مفعول مطلق ہے،''ثلثة فتيةٍ''مفعول بہ ہے''قتلتُ''کا۔

وَشَدُّوْا شَدَّةً أُخْرىٰ فَجَرُّوْا بِأَرْجُلِ مِثْلِهِمْ وَرَمَوْا جُوَيْنَا

ترجمہ:۔اور انہوں نے دوبارہ حملہ کیا (پہلے حملے کے بعد یا سخت حملہ کیا) تو کھینچا انہوں نے اپنی مثل ٹانگوں کو(یعنی انہوں نے بھی ہمارے تین آدمی قتل کئے)اور جوین (شاعر کا بھائی) کو تیر مارا۔

تحقیق:۔اخرى :اى مرة اخرى .جروا:اى جذبوا ،كناية من القتل لان المقتول يجذب بعد القتل .مثلهم اى مثل مقتولهم يعنى ثلثة فتينة . قتل کے بعد مقتول کو پاؤں سے پکڑ کر کھینچا جاتا ہے تا کہ شجاعت کا اظہار ہو یا سامان لیا جاسکے ''رَمَوْا'' اصل میں ''رَمَيُوْا'' تھا، باب ضرب سے ہے۔

ترکیب:۔''شَدَّةً''مفعول مطلق ہے،''اخرىٰ''موصوف محذوف''مرةً'' کی صفت ہے پھر ظرف ہے،''جُوينا''مفعول ہے''رموا''کا۔

وَكَانَ أَخِي جُوَيْنٌ ذَاحِفَاظٍ　　وَكَانَ الْقَتْلُ لِلْفِتْيَانِ زَيْنًا

ترجمہ:۔اور میرا بھائی جوین (حسب ونسب کا) محافظ تھا۔اور قتل ہو جانا تو نوجوانوں کیلئے زینت ہے۔(اس لئے اس کے قتل ہونے میں میرے لئے کوئی عار کی بات نہیں ہے)

تحقیق:۔"فتیان"جمع کثرت ہے"فتیً" کی"زینا"باب ضرب کا مصدر ہے۔

ترکیب:۔"اخی"مبدل منہ اور"جُوین" بدل ہے پھر اسم کان ہے"ذاحفاظٍ"خبر کان ہے۔"زینًا"خبر کان ہے۔

فَـأبُـوْابـالـرِّمَاحِ مُكَسَّرَاتٍ　　وَأُبْنَـابِـالسُّيُوفِ قَدْانْحَنَيْنَا

ترجمہ:۔پس وہ لوٹے (اپنے جسم کے اندر) ٹوٹے ہوئے نیزوں کے ساتھ اور ہم بھی واپس ہوئے جس حال میں ہماری تلواریں مڑ چکی تھیں۔(یعنی خوب گھمسان کی جنگ ہوئی)

تحقیق:۔ابوا: ای رجعوا من نصر اوب مادہ ہے، ماضی جمع مذکر غائب ہے، اصل میں "اَوَبُوْا" تھا، واؤ اول کو الف سے بدل دیا گیا ہے، "مُكَسَّرات" مکسرۃ کی جمع ہے بمعنی ٹوٹنا، "اُبْنا" بروزن "قُلْنا" ماضی جمع متکلم ہے "اِنْحَنَيْنا" کے آخر میں الف اشباعی، جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے بمعنی مڑ جانا۔ضمیر "السیوف" کی طرف لوٹ رہی ہے۔

ترکیب:۔انحنینا: یہ"السیوف" سے حال واقع ہے۔"مُکسرات" بھی حال ہے۔

فَبَـاتُـوْابِـالصَّعِيـدِلَهُمْ أُحَاحٌ　　وَلَوْخَفَّتْ لَنَـاالْكَلْمٰى سَرَيْنَا

ترجمہ:۔چنانچہ انہوں نے رات گذاری مقام صعید میں، اس حال میں وہ سب پیاسے تھے، اور اگر ہمارے زخمیوں کو تخفیف ہوتی تو ہم رات ہی کو چلتے (یعنی ہمارے بہت زیادہ ساتھی زخمی تھے اسلئے ہم رات کو سفر نہ کر سکے)

تحقیق:۔احاح :ای العطش وحرارۃالفم . کلمی جمع کلیم ای المجروح. "سرینا" باب ضرب سے سری مادہ ماضی جمع متکلم ہے بمعنی رات کو چلنا"باتُوْا" باب ضرب سے بیت مادہ بمعنی رات گزارنا۔

ترکیب:۔"لھم"خبر مقدم اور"اُحاحٌ"مبتدأ مؤخر ہے پھر"باتوا" کی ضمیر سے حال ہے"خفّتْ الخ"شرط ہے اور"سرینا"جزاء ہے۔

وَقَالَ بِشْرُبْنُ اُبَیّ بْنِ حِمَام العبسی لبنی زهير بن جُذيمة

تعارف وپس منظر:۔یہ ابی بن حُمام کا صاحبزادہ ہے، جاہلی شاعر ہے، بعض نسخوں میں بشیر ہے، بعض نے درج شدہ اشعار کی نسبت شاعرہ عنترہ کی طرف ہے۔

یہ مخضرمی اسلامی شاعر ہے، ان کا ذکر صرف یہاں ہوا ہے، ان کے کل چار اشعار یہاں مذکور ہیں۔واقعہ یہ ہے کہ قیس بن زہیر کے پاس ایک منحوس گھوڑا بنام"داحس" تھا اور ایک دفعہ بنو زہیر اور بنو فزارہ کے درمیان گھڑ دوڑ کا مقابلہ ہوا، جس میں (منحوس داحس کی وجہ سے) بنو زہیر شکست کھا گئے، اوران کے بہت سے لوگ مارے گئے تھے، مذکورہ اشعار میں اسی کا تذکرہ ہے:

إِنَّ الرِّبَاطَ النُّكْدَمِنْ اٰلِ دَاحِسٍ　　أَبَيْنَ فَمَا يُفْلِحْنَ يَوْمَ رِهَانِ

ترجمہ:۔ بے شک آلِ داحس کے منحوس گھوڑوں نے (آگے بڑھنے سے) انکار کردیا ہے چنانچہ وہ گھڑ دوڑ کے دن کامیاب نہ ہوئے۔

تحقیق:۔الرباط: هوالخمس ومافوقهامن الخيل .النكداى الشأم والمنحوس .داحس: اسم لفرس شأم. رهان: اى يوم المسابقة. "اَبَيْنَ" ماضی جمع مؤنث غائب ہے باب فتح سے ہے۔

ترکیب:۔''النُکد''صفت ہے''الرباط'' کی پھر اسم انّ ہے''اَبَیْنَ''خبر انّ ہے۔

جَلَبْنَ بِإِذْنِ اللّٰهِ مَقْتَلَ مَالِكٍ وَطَرَّحْنَ قَيْسًامِن ورآء عُمان

ترجمہ:۔اُن گھوڑوں نے اللہ کے حکم سے مالک بن زہیر کے قتل کو کھینچا (یعنی گھوڑوں نے مقابلہ نہیں کیا تو دشمنوں نے قتل کردیا) اور اُن گھوڑوں نے قیس بن زہیر کو شہر عمان کے پیچھے پھینکدیا (یعنی گھوڑوں کے مقابلہ نہ کرنے کی وجہ سے دشمنوں نے قیس کو جلاوطن کردیا)

تحقیق:۔جلبن: اى جذبن والمراد به اى يصرن سببا. طرحن من باب تفعيل اى ابعدن. "عُمان" اسمٌ لمدينةٍ من المُدن.

ترکیب:۔''جلبن''اور''طرّحن'' کی ضمیر''الخیل'' کی طرف لوٹ رہی ہے۔

لُطِمْنَ عَلٰى ذَاتِ الْإِصَادِ وَجَمْعُكُمْ يَـرَوْنَ الْاَذىٰ مِـنْ ذِلَّةٍ وَهَـوَانٖ

ترجمہ:۔ان گھوڑوں کو مقام''ذات الاصاد''میں تھپڑ مارے گئے (تھپڑ عمیر بن نضلہ الفزاری نے مارا ہے) اور تمہاری جماعت اپنی ذلت اور خواری کا ثبوت دیتے ہوئے اس تکلیف دہ واقعہ کو دیکھ رہی تھی۔ (اور انتقام نہیں لے رہی تھی)

تحقیق:۔ لطمن :اى يضربن ،ذات الصاد .اسم موضع .هوان: اى ذلة.

ترکیب:۔ جمعکم: مبتدا ہے اور''یرون''اس کی خبر ہے۔''الاذیٰ''مفعول بہ ہے۔

سَيُمْنَعُ منك السَّبْقُ إِنْ كُنْتَ سَابِقًا وَتُـقْـتَـلُ إِنْ زَلَّـتْ بك الْـقَدَمَان

ترجمہ:۔عنقریب تمہاری سبقت کو تم سے روک دیجائے گی اگر تم نے سبقت کا دعویٰ کیا۔ اور تمہیں قتل کردیا جائے گا اگر تمہارے قدم پھسل گئے۔ (یعنی اے بنی زہیر! اگر تم نے سبقت کا دعویٰ کیا تو تم کو اس سے روکا جائے گا کیونکہ تم مقابلہ میں ہار گئے تھے، اگر تم نے بے راہ روی اختیار کی تو تمہیں قتل کردیا جائے گا)

تحقیق:۔ زلت: باب ضرب وسمع سے زلا ومزلۃً: بمعنی پھسل کر گرنا، قدموں کا پھسلنا، اور یہ بے راہ روی اختیار کرنے سے کنایہ ہے۔ ''سیُمنعُ''باب فتح سے مضارع مجہول ہے بمعنی روک دینا۔

ترکیب:۔''سیُمنع الخ''جزاً مقدم ہے،''کُنتَ سابقًا''شرط مؤخر ہے،''تُقتل''جزاً مقدم اور''زلت الخ''شرط مؤخر ہے۔ ''القدمان''فاعل ہے''زلت'' کا۔

وَقَالَ غَلَّاقُ بْنُ مَرْوَانَ بن حكم بن زبناع

تعارف وپس منظر:۔ یہ اسلامی شاعر ہے، بنوزہیر پر غصہ اور ناراضگی کا اظہار کررہا ہے کہ یہ لوگ قاطع رحم ہیں (قطع تعلق کیا ہے) نیز اس میں سابقہ گھڑ دور کا بھی تذکرہ ہے:

هُمْ قَطَعُوْاالْأَرْحَامَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ وَأَجْرَوْا إِلَيْهَاوَاسْتَحَلُّوْاالْمَحَارِمَا

ترجمہ:۔انہوں (بنوزہیر) نے میرے اور ان کے درمیان رشتہ داری قطع کی اور رشتوں میں فسادات پھیلائے اورحرام (قتل وقیدوغیرہ) کوحلال سمجھا۔

تحقیق:۔اجروا ای الاجراء فی الشر ای نشر واقطع الارحام وافعال المنكرة. "محارم" محرم کی جمع ہے بمعنی حرام چیزیں "اَجْرَوْا" اصل میں "اَجْرَيُوْا" تھا۔اس کا استعمال عموماً شر میں ہوتا ہے اور مفعول محذوف ہوتا ہے۔

ترکیب:۔"اِلیہا" کی ضمیر "الارحام" کی طرف راجع ہے۔"هم" مبتدأ ہے "قطعوا الخ" خبر ہے۔

فَيَالَيْتَهُم كَانُوالْأُخْرٰى مَكَانَهَا وَلَمْ تَلِدِيْ شَيْئًامِنَ الْقَوْمِ فَاطِمَا

ترجمہ:۔کاش! وہ لوگ (بنوزہیر) اس خصلت کے علاوہ کسی دوسری خصلت پر کاربند ہوتے، (یا فاطمہ کے علاوہ کسی اور خاتون کی اولاد ہوتی) اورائے فاطمہ! تو قوم میں سے کسی کو نہ جنتی (یعنی تو کیا ہی اچھا ہوتا اگرایسی صفت والا آدمی نہ جنتی)

تحقیق:۔لاخری ای لخصلة اخرى او لمرأةٍ اخرىٰ. فاطما: ای یافاطمامنادی،حرف ندامحذوف ہے۔آخر میں الف اشباعی ہے،اصل میں "یا فاطمةُ" تھا،یاً کوحذف کردیا گیا ہے یعنی منادی مرخم ہے۔

ترکیب:۔یالیتهم : میں منادی محذوف ہے،یعنی یاقوم لیتھم" ہے،"مکانہا" کی ضمیر "خصلة" کی طرف راجع ہے۔جوسیاق کلام سے مفہوم ہورہا ہے۔"لاخریٰ" کاموصوف محذوف ہے "ای للخصلة الاخرىٰ" ہے یاتقدیری عبارت یوں ہے "للمرأة الاخرىٰ" ہے۔

فَمَاتَدَّعِيْ مِنْ خَيْرِعَدْوَةِدَاحِسٍ وَلَمْ تَنْجُ مِنْهَايَاابْنَ وَبْرَةَ سَالِمَا

ترجمہ:۔اے بنوزہیر! تو داحس گھوڑے کی دوڑ کی بھلائی کے متعلق کس چیز کا دعویٰ کرتا ہے۔حالانکہ اے ابن وبرہ! تو بھی اس (منحوس گھوڑے کی مسابقت) سے سالم نہیں بچا، (کیونکہ اس میں مالک بن زہیر مارا گیا اور قیس بن زہیر جلاوطن ہوا اور عجم میں جاکر مسافر کی موت مرا۔)

تحقیق:۔عدوة ای مسابقة ومشية . داحس: اسم لفرس شئوم . كمامر. "لَمْ تَنْجُ" نجو مادہ باب سے نصر سے بمعنی نجات پانا، لم کی وجہ سے آخر سے واؤ گر گیا ہے۔

ترکیب:۔ماتدعی: میں "ما" استفہامیہ ہے،اور "سالما" یہ "لم تنج فعل کی ضمیر سے حال ہے۔اور "منہا" کی ضمیر "عدوة" کی طرف راجع ہے۔

شَأَمْتُمْ بِهَاحَيَّيْ بَغِيْضٍ وَغَرَّبَتْ أَبَاكَ فَأَوْدىٰ حَيْثُ وَالَى الْأَعَاجِمَا

ترجمہ:۔(تم کس طرح داحس کی بھلائی کا دعویٰ کرسکتے ہو کہ) تم نے اس گھڑ دوڑ کی وجہ سے بغیض کے دو قبیلوں (عبس وذبیان) پر نحوست ڈالی ہے (کیونکہ ان دونوں کی بھی بدنامی ہورہی ہے تمہارے قبیلے ہونے کی وجہ سے) اوراسی گھڑ دوڑ نے تمہارے باپ کو جلاوطن کیا۔پس وہ وہاں ہلاک ہوگیا، کیونکہ اس نے عجم سے دوستی کی۔(عربوں کے یہاں عجم سے دوستی کرنا عار اور شرم کی بات ہے)

تحقیق:۔أشأمتم:مفرداس کا "أشأم" ہے بمعنی منحوس باب فتح سے ہے۔اور "حَيَّيْ" حی کا تثنیہ ہے بمعنی دو قبیلے،قبیلہ بنی عبس بن بغیض

وذبیان بن بغیض۔ ''غَرَّبتُ'' باب تفعیل سے بمعنی جلاوطن کردینا،''اودی'' باب افعال سے بمعنی ہلاک ہونا''والی'' باب مفاعلہ سے ولی مادہ بمعنی دوستی کرنا،''الاعاجم'' عجم کی جمع ہے بمعنی گونگے لوگ یعنی غیر عرب۔

ترکیب:۔''شأمتم''تفسیر ہے''لم تنج'' کی''غرّبت'' کی ضمیر''عدوۃ'' کی طرف لوٹ رہی ہے۔

وَكَانَتْ بَنُوْذُبْيَانَ عِزًّاوَّإِخْوَةً   فَطِرْتُمْ وَطَارُوْايَضْرِبُوْنَ الْجَمَاجِمَا

ترجمہ:۔اور بنوذبیان ہمارے عزیز اور بھائی تھے، پس وہ اور تم دونوں (جنگ کی طرف) اُڑ اُڑ کر کھوپڑیوں پر تلواریں مارنے لگے۔(اور تم نے آپس میں ایک دوسرے سے بھائی چارگی و دوستی کی فضا خود ہی ختم کرڈالی)

تحقیق:۔طرتم. یہ اصل میں "طَيَرْتُمْ" تھایاً متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یا کو الف سے بدل دیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو گرادیا گیا اور یاً کی مناسبت کی خاطر فاکلمہ "طا" کے نیچے کسرہ دیا گیا، بروزن "بِعتم" ہے بمعنی اُڑنا۔طیران مصدر ہے "اخوۃ" اخ کی جمع ہے بمعنی بھائی۔جماجم : جمع جمجمة ای الرأس .

ترکیب:۔''بنو ذُبیان''اسم ہے''کانت''کا''عِزًّاوَّإِخْوَةً''خبر ہے۔

فَأَضْحَتْ زُهَيْرٌفِي السِّنِينَ الَّتِيْ مَضَتْ   وَمَابَعْدُ لَايُدْعَوْنَ إِلَّاالْأَشَائِمَا

ترجمہ:۔پس بنوزہیر ہوگئے ایسے کہ وہ گذشتہ اور آئندہ برسوں میں کہ نہیں پکارے جائیں گے مگر منحوس (یعنی اس جنگ کی وجہ سے بنوزہیر کے ماضی اور مستقبل دونوں داغدار اور تاریک ہوگئے)

تحقیق:۔''زہیر'' سے قبیلہ مراد ہے اس لئے''اضحتْ''فعل کو مؤنث لایا گیا ہے''السنین''سَنة کی جمع ہے بمعنی سال،''بعدُ'' کا مضاف الیہ محذوف منوی ہے اس لئے مبنی علی الرفع ہے۔''لایُدْعَوْن'' باب نصر سے مضارع مجھول ہے، اصل میں''لایُدْعَیُوْن'' تھا۔یاً متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یاً کو الف سے بدل دیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو گرادیا گیا ہے۔''الاشائِما''اشأم کی جمع ہے جو اسم تفضیل ہے بمعنی بے حد منحوس۔

ترکیب:۔''زهیرٌ الخ''اسم ہے''اضحتْ''کا''لایُدْعَوْن الخ''خبر ہے ''اضحتْ'' کی۔

وَقَالَ الْمُسَاوِرُبْنُ هِنْدٍ بن زُهير

تعارف وپس منظر:۔یہ اسلامی شاعر ہے اس کا ذکر اس سے قبل بھی آچکا ہے۔

أَوْدَى الشَّبَابُ فَمَالَهُ مُتَقَفَّرُ   وَفَقَدْتُ أَتْرَابِيْ فَأَيْنَ الْمَغْبَرُ

ترجمہ:۔جوانی ختم ہوگئی ہے سو اب اس کی تلاش بھی نہیں، اور میں اپنے ہم عصروں کو گم کردیا سو اب بقاء کہاں؟(یعنی اب تو مرنا ہی اچھا ہے)

تحقیق:۔اودی:ای هلک من باب افعال. مُتَقَفَّرُ: ظرف من تقفده اذا تتبعه وتجسه:ای تجسس. المغبر هذامن الاضداد. ای مضی وبقی فلذا یقال للماضی الغابر. وهناعلی معنی البقاء، کالبیع. "اتراب" ترب کی جمع ہے بمعنی ہم عصر، اس کا استعمال عموماً ہم عصر خواتین کے متعلق ہوتا ہے۔

ترکیب:۔"فماله" خبرمقدم اور"متقفر" مبتدأ مؤخر ہے۔اسی طرح"این" خبرمقدم اور"المغبر" مبتدأ مؤخر ہے۔

وَأَرَى الْغَوَانِيَ بَعْدَ مَاأَوْجَهْنَنِيْ أَعْرَضْنَ ثَمَّتْ قُلْنَ شَيْخٌ أَعْوَرُ

ترجمہ:۔اور میں نے حسین عورتوں کو دیکھا کہ انہوں نے مجھے خوبصورت پانے کے بعد (جوانی کے زمانے میں) مجھ سے روگردانی کی،پھر کہنے لگیں یہ بوڑھا نکما (کانا) ہے۔(جس میں کوئی خیر نہیں ہے)

تحقیق:۔غوانی :جمع غانية وهي التي تستغني بزوجهاعن الرجال وقيل هي التي تغني بمحاسنهاعن التزين بالحلي .والمراد ههنا جميلات النساء .اوجهنني:صيغة جمع مؤنث اى وجد ننى جميلا . مشتق من الوجهة اى الحسن .ثمت بفتح الثأ اى ثم وهنا .اعور:اى اعمى ولاخير فيه. فیضی کے مطابق "الغوانیُ" مفعول ہونے کے باوجود ضرورت شعری کے تحت یاَ ساکن ہے جبکہ شیخ الادب مولانا محمد اعزاز علیؒ کا فرمان ہے کہ یاَ منصوب ہونے کے باوجود وزن شعر درست ہے لہٰذا منصوب صحیح ہے۔

ترکیب:۔ثمت :حرف عطف بمعنی ثم ،البتہ یہ عطف الجملہ علی الجملہ کیلئے خاص ہے۔اور جبکہ "ثم" مفرد اور جملہ دونوں کیلئے عام ہے۔ "شیخ اعور" مرکب توصیفی کے بعد"ھذا" مبتدأ محذوف کی خبر اول ہے اور"لا خير فيه" خبر ثانی محذوف ہے۔

وَرَأَيْنَ رَأْسِيْ صَارَوَجْهًاكُلُّهُ إِلَّا قَفَاىَ وَلِحْيَةً مَاتُضْفَرُ

ترجمہ:۔اور انہوں نے میرے سر کو دیکھا کہ وہ سارا چہرہ کی طرح (بے بال) ہو گیا مگر سر کا پچھلا حصہ (کہ وہاں کچھ بال ہے) اور داڑھی کو دیکھا کہ اب وہ گوندھی نہیں جاتی۔(عرب لوگ داڑھی اور بال کو گوندھتے اور بٹتے تھے جس کو شریعت نے منع کر دیا ہے۔شاعر کہتا ہے کہ بڑھاپے کی وجہ سے اب داڑھی کے بال گوندھنے کے قابل نہ رہے)

تحقیق:۔قفاء اى مؤخر الرأس. "لحية" کی جمع لُحٰی ہے بمعنی داڑھی "قِفا" بمعنی گدّی اقف جمع ہے،"تضفر" باب ضرب سے بمعنی بال گوندھنا۔

ترکیب:۔"کُلُّه" تاکید ہے"صار" کی ضمیر فاعل سے جو"راس" کی طرف لوٹ رہی ہے۔"وجهًا" خبر ہے"صار" کی پھر پورا جملہ یا تو"اس" سے حال ہے یا"رأین" کا مفعول ثانی ہے۔

وَرَأَيْنَ شَيْخًاقَدْتَحَنّٰى ظَهْرُه يَمْشِيْ فَيَقْعَسُ أَوْيُكِبُّ فَيَعْثِرُ

ترجمہ:۔اور ان عورتوں نے ایک بوڑھے کو دیکھا جس کی کمر جھک گئی ہے،جب وہ چلتا ہے تو (تھکان کی وجہ سے) سر اوپر اٹھالیتا ہے، سینہ باہر کی طرف نکال دیتا ہے اور جب پھسلتا ہے (ضعف کیوجہ سے) تو منہ کے بل گر پڑتا ہے۔

تحقیق:۔تحنى:من باب ضرب و تفعل اى مال واحد ودب .يقعس من باب سمع وافعال اذا رفع راسه الى السماء واخرج صدره . يكب: من باب افعال اى يسقط: يعثر من باب ضرب :اى ذل. وسقط على الوجه.

ترکیب:۔"شیخًا" موصوف اور"قد تحنّٰى ظهرُه" صفت ہے۔پھر"رأین" کا مفعول ہے۔"یمشی" شرط ہے"اذا" محذوف

ہے"فیقعس" جزاً ہے۔"او یکب فیعثر" میں قلب واقع ہوا ہے، اصل عبارت یوں ہے"او یعثر فیکب" رعایت قافیہ کے تحت "فیعثر" کو بعد میں لایا گیا ہے۔

لَمَّا رَأَیْتُ النَّاسَ هَرُّوْا فِتْنَةً عَمْیَاءَ تُوْقَدُ نَارُهَا وَتُسَعَّرُ

ترجمہ:۔جب دیکھا میں نے لوگوں کو کہ وہ اندھا فتنہ (جس کی بدایت ونہایت نامعلوم ہو) کو ناپسند کرنے لگے ہیں جس کی آگ جلا کر بھڑکائی جاتی ہے۔(تو میں مزید مضبوط اور درست ہو گیا)

تحقیق:۔هروا: من باب نصر ای کرهوا. فتنة عمیاء: هی التی یعمی فیها الناس ، فلایدرون ما یفعلون و اراد بها فتنة ابن الزبیرؓ بالحجاج بن یوسف۔ وجواب لمّا: ههنا محذوف، یدل علیه الکلام کانه قال تجلدت واستقمت. "توقد" باب افعال سے بمعنی جلانا "نار" کی جمع نیران ہے بمعنی آگ، "تسعر" باب تفعل سے بمعنی بھڑکانا۔

ترکیب:۔"رأیت الخ" شرط ہے، جزاً "تجلدت واستقمتُ" محذوف ہے۔"هرّوا الخ" مفعول ثانی ہے "رأیت" کا "عمیا" صفت اول ہے "فتنة" کی اور "توقد الخ" صفت ثانی ہے۔

وَتَشَعَّبُوْا شُعَبًا فَكُلُّ جَزِیْرَةٍ فِیْهَا أَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمِنْبَرُ

ترجمہ:۔اور وہ لوگ مختلف جماعتوں میں بٹ گئے، پس ہر جزیرہ میں الگ الگ امیر المؤمنین اور منبر ہے۔(تو ایسی حالت میں بھی میں مستقل مزاج اور برقرار رہا)

تحقیق:۔تشبعوا: ای تتفرقوا: وهذا الشعر صادق فی باکستان، والممالک الاسلامیه کما لا یخفی علی العقلأ.

"جزیرة" کی جمع جزائر ہے، جزیرہ خشکی کا وہ ٹکڑا جس کے چاروں اطراف میں پانی ہو اور جزیرہ نما وہ ٹکڑا جس کے تین اطراف میں پانی ہو، یہاں مطلق ٹکڑا مراد ہے "منبر" کی جمع منابر ہے جس طرح منزل کی جمع منازل ہے "شُعبا" شعبة کی جمع ہے بمعنی جماعت۔

ترکیب:۔تشعبوا: کا عطف پہلے شعر میں "هروا" پر ہے، جو مدخول لما ہے۔اور جواب "لما" محذوف ہے۔"کنت باقیا علی حال" ہے۔"فکل جزیرة" مبتدأ ہے، "فیها" خبر مقدم اور "امیر المؤمنین" مبتدأ مؤخر ہے پھر پورا جملہ خبر ہے۔

وَلَتَعْلَمَنْ ذُبْیَانُ إِنْ هِیَ أَعْرَضَتْ إِنَّا لَنَا الشَّیْخُ الْأَغَرُّ الْأَكْبَرُ

ترجمہ:۔اور قبیلہ بنو ذبیان ضرور جان لے گا اگر وہ ہم سے اعراض کرے گا (تو کرے) کہ ہمارے لئے ایک روشن خیال وشریف بڑا بزرگ ہے (جو ہماری عزت وافتخار کیلئے کافی ہے، ہم انہی کے لئے لڑتے ہیں۔)

تحقیق:۔"لتعلمن" باب سمع سے ہے، آخر میں نون خفیفہ اور شروع میں لام تاکید ہے، "الشیخ" کی جمع شیوخ ہے۔یہاں شیخ سے زهیر بن جذیمه مراد ہے جو شاعر کے جد امجد ہیں۔

ترکیب:۔"ذُبیان" فاعل ہے "لتعلمن" کا۔"انا لنا الخ" مفعول ہے، "لنا" خبر مقدم اور "الشیخ الخ" مبتدأ مؤخر ہے "هِی اعرضت" شرط ہے اور جزاً "فلا نحتاج الی غیره" محذوف ہے۔

وَلَنَا قَنَاةٌ مِنْ رُدَیْنَةَ صَدْقَةٌ زَوْرَاءُ حَامِلُهَا كَذٰلِكَ أَزْوَرُ

ترجمہ:۔اور ہمارے پاس ردینہ کا ایک مضبوط ٹیڑھا نیزہ ہے جس کا اٹھانے والا بھی ٹیڑھا ہے۔(جس کی اصلاح مشکل ہے)
تحقیق:۔قناة: ای الرماح .رودينة: زوج السمهري و كانا يصلحان الرماح .زوراء:ازور کی تانیث ہے باب سمع سے بمعنی ٹیڑھا ہونا "صدقة" بمعنی سچا ہونا، چونکہ سچی بات پکی اور مضبوط ہوتی ہے اس لئے مضبوط نیزے کو بھی کہا جاتا ہے یہاں یہی معنی مراد ہے۔
ترکیب:۔"لنا" خبر مقدم اور "قناة الخ" مبتدأ موخر ہے، "صدقة" صفت اول ہے "قناة" کی اور "زوراءُ" صفت ثانی ہے۔

وَقَالَ عُرْوَةُ بْنُ الْوَرْدِ

تعارف و پس منظر:۔شاعر حصول مال کیلئے اپنی قوم کے ساتھ کہیں گیا ہوا تھا، لیکن محروم ہو کر لوٹا، واپسی پر ان کا گھوڑا اور اونٹ بھی ہلاک ہو گیا۔قبیلہ کے لوگ سفر کرتے کرتے ایک باڑہ میں گھس گئے تھے، انہوں نے آگے جانے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا تھا کہ اس باڑہ میں مرنا اس سے بہتر ہے کہ وحشی جانور ہمیں کھالے۔شاعر ان سے سفر کرنے کیلئے کہا اور اپنے اونٹوں پر ان کا زاد سفر باندھا، وہاں سے نکل کر یہ لوگ بنو قضاء کی سرزمین میں آگئے تھے، اور یہاں سے مال حاصل کیا۔ذیل کے اشعار میں شاعر اس کا پس منظر بیان کر رہا ہے:

قُلْتُ لِقَوْمٍ فِي الْكَنِيفِ تَرَوَّحُوا عَشِيَّةَ بِتْنَا عِنْدَ مَاوَانَ رُزَّحِ

ترجمہ:۔میں نے عاجز قوم سے کہا جو باڑے کے اندر تھی، کہ سر شام سفر کرو، کہ جب ہم نے رات گذاری مقام "ماوان" میں۔(یعنی ہم نے مقام ماوان میں اپنی قوم سے کہا کہ یہاں سے سر شام سفر کرو۔جواب آگے ہے)
تحقیق:۔الكنيف: الحظيرة: يتخذ للابل والغنم (باڑہ) جمعهُ كُنُفٌ. رزح: جمع رازح ای اذا سقط هزالا واعيا.المرادبه :عاجز "تَرَوَّحوا" باب تفعل سے بمعنی شام کو چلنا، امر کا صیغہ ہے۔"بِتْنَا" بروزن "بِعْنا" باب ضرب سے ماضی متکلم ہے بیت مادہ ہے بمعنی رات گزارنا، یہ اصل میں "بَيِتْنَا" تھا۔
ترکیب:۔ عشية: "تروّحوا" کیلئے مفعول فیہ ہے، اور "رزح" یہ قوم کی صفت ہے۔قوم رزح: یعنی تھکن کی وجہ سے گری ہوئی قوم۔ "تروحوا" مقولہ ہے۔

تَنَالُوا الْغِنَى أَوْتَبْلُغُوا بِنُفُوسِكُمْ إِلَى مُسْتَرَاحٍ مِنْ حِمَامٍ مُبَرِّحِ

ترجمہ:۔(سر شام چل پڑو) تا کہ تم غنیمت حاصل کر لو گے، یا پہنچا دو گے اپنی جان کو آرام کی جگہ (قبر) تک تکلیف دہ موت سے۔ (یعنی یہاں بھوکے پیاسے مرنے کے بجائے چل پڑو تا کہ لڑ کر یا مال غنیمت حاصل کرو گے یا نا کام ہو کر مر جاؤ گے)
تحقیق:۔مستراح: اسم مفعول ہے معنی آرام کی جگہ، یا مصدر میمی ہے بمعنی استراحت و آرام، ثلاثی مزید فیہ میں مصدر، مفعول، ظرف زمان و مکان سب کا احتمال ہوتا ہے، ترجمہ بھی اسی حیثیت سے کیا جائے گا۔حمام مبرح: تکلیف دہ موت۔برح: تفعیل سے تبریحا بمعنی سخت تکلیف دینا۔"حِمام" بکسر الحا بمعنی موت، بفتح الحا وتشديد الميم بمعنی بیت الخلا۔

ترکیب:۔ "تنالوا الخ" جواب امر ہے جو سابق شعر میں ہے "تروحوا" کا۔ "بنفوسکم" میں با تعدیہ کے لئے ہے یہ "تبلغوا" کا مفعول ہے، "مستراح" سے پہلے موصوف محذوف ہے جو کہ یا تو "مکان" ہے یا "زمان" ہے یا یہ "استراحۃ" کے معنی میں ہے۔ "حمام بمرح" مرکب توصیفی ہے۔

وَمَنْ یَکُ مِثْلِیْ ذَاعَیَالٍ وَمُقْتِرًا　　مِنَ الْمَالِ یَطْرَحْ نَفْسَهٗ کُلَّ مَطْرَحِ

ترجمہ:۔ اور جو آدمی میری طرح عیالدار ہوگا اور تنگدست ہو مال سے، تو وہ پھینک دیگا اپنے آپ کو (طلب معاش کیلئے) ہر مہلک جگہ میں۔

تحقیق:۔ مقترا: اذاضاق رزقه. فقیر. یطرح: یقذف کل مطرح ای مقذف ومهلک. "یطرح" باب فتح سے ہے "مقتر" باب افعال سے ہے۔

ترکیب:۔ یطرح: "من یک" کیلئے جزاء ہے اس لئے جزم وساکن ہے۔ "ذا عیال ومقترا" خبر ہے "یک" کی۔

لِیَبْلُغَ عُذْرًا اَوْیُصِیْبَ رَغِیْبَةً　　وَمُبْلِغُ نَفْسٍ عُذْرَهَا مِثْلُ مُنْجِحٍ

ترجمہ:۔ تاکہ وہ عذر تک پہنچ جائے (کہ حماقت اور سستی پر اسے ملامت نہ کی جائے) یا وہ مال مرغوبہ حاصل کرلے، اور اپنی جان کو درجہ عذر تک پہنچانے والا کامیاب آدمی کی طرح ہے۔ (یعنی کوشش کے باوجود اگر مال نہ ملے تو یہ عذر معقول ہے اور اسے کامیاب قرار دیا جائے گا۔)

تحقیق:۔ لیبلغ: میں لام غایت کیلئے ہے، اس کے بعد "أنْ" مقدر ہے. منجح: کامیاب۔ انجح ونجح (ف) سے نجاحا: کامیاب ہونا۔ "عذر" کی جمع اعذار ہے جیسے قذر کی جمع اقذار ہے "رغیبة" باب سمع سے بمعنی پسندیدہ ہونا، صیغہ صفت ہے بمعنی مرغوبۃ کے ہے۔

ترکیب:۔ "رغیبةً" سے پہلے موصوف "غنیمةً" محذوف ہے "غنیمةً مرغوبةً" "نفس" مفعول اول ہے "مبلغ" کا اور "عذرھا" مفعول ثانی ہے پھر مبتدا ہے اور "مثلُ الخ" خبر ہے۔

وَقَالَ اَبُوالْاَبْیَضِ الْعَبْسِیُّ

تعارف وپس منظر:۔ واقعہ یہ ہے کہ ہشام بن عبدالملک بن مروان کے زمانے (مدت حکومت 105ھ/723ء تا 125ھ/743ء) میں ابو ہلال نامی ایک آدمی مجاہد بنکر جہاد کیلئے نکلا، تو اس نے خواب دیکھا کہ وہ کھجور اور پنیر کھا رہا ہے، اور جنت میں داخل ہو رہا ہے، اور جب صبح ہوئی تو واقعی اس کو کھانے کیلئے کھجور اور پنیر ملے، اور اس کے بعد وہ جنگ کیلئے روانہ ہوا اور آگے بڑھے اور شہید ہوگیا اور شاعر یہاں اس واقعہ کو بیان کر رہا ہے:

اَلَا لَیْتَ شِعْرِیْ هَلْ یَقُوْلَنْ فَوَارِسٌ　　وَقَدْحَانَ مِنْهُمْ یَوْمَ ذَاکَ قُفُوْلُ

ترجمہ:۔ آگاہ ہو کہ کاش! مجھے یہ معلوم ہوتا کہ کیا شہسوار کہیں گے (کہ ہم نے ابوالابیض عبسی کو قتل کردیا ہے)، حالانکہ لوٹنے کا وقت (رجوع الی الوطن) قریب آگیا ہے، اس دن (دشمنوں پر کامیابی یا جنگ کے دن، مقولہ اگلا شعر ہے۔)

تحقیق:۔الا: یہ حرف تنبیہ ،مبتدأ ،شعری ،اسم لیت ای اطلاعی و علمی، وخبرہ محذوف ای حاصل .حان ای قرب. یوم ذاک ای یوم الظفر بالاعداء .قفول جمع قفل الرجوع الی الوطن .

ترکیب:۔"لیت شعری" کی خبر عموماً محذوف ہوتی ہے، یہاں "حاصلٌ" محذوف ہے۔"وقد حان الخ "جملہ حالیہ ہے۔

قفول: یہ حان کا فاعل ہے۔

تَـرَكْـنَاوَلَمْ نُجْنِنْ مِنَ الطَّيْرِلَحْمَهُ اَبَـاالْاَبْـيَـضِ الْـعَـبْسِـيَّ وَهُوَقَتِيْلُ

ترجمہ:۔(کیا وہ شہسوار یہ کہیں گے کہ) ہم نے ابوالابیض عبسی کو (معرکہ میں) چھوڑ دیا ہے جس حال میں وہ مقتول ہے اور نہیں چھپایا ہم نے پرندوں سے اس کے گوشت کو (یعنی پرندے اس کے گوشت کھا رہے ہیں)

تحقیق:۔ترکنا الخ: مقولہ ہے یقولن، .نجنن(ن) ای نستر ، جنّ مادہ یہاں باب انفعال سے ہے "طیر" کی جمع طیور ہے بمعنی پرندہ، "لحم" کی جمع لحوم ہے بمعنی گوشت۔

ترکیب:۔یہ پورا شعر پہلے شعر میں "یقولن" کا مقولہ ہے، اور "لحمہ" "لم نجنن" کا مفعول بہ ہے۔"ابا الابیض الخ "مفعول ہے "ترکنا" کا اور "وھو قتیل" حال ہے "اباالابیض" سے۔

وَذِیْ اَمَـلٍ يَـرْجُـوْتُـرَاثِیْ وَاِنَّ مَـا يَـصِـيْـرُلَـهُ مِـنِّـیْ اِذًالَـقَـلِـيْـلُ

ترجمہ:۔اور بہت سے میری میراث کے امیدوار ہیں اور جو کچھ ہوگا ان کیلئے میری جانب سے وہ بہت کم ہوگا۔(کیونکہ میرے پاس کوئی زیادہ مال نہیں ہے)

تحقیق:۔وذی ای رب ذی .تراثی: ای میراثی. ماموصولہ ،امل جمعہ امال. بمعنی امید "اذًا" بعض نسخوں میں "غدًا" ہے۔

ترکیب:۔"مایصیر" میں "ما" موصولہ ہے، موصول صلہ مل کر اسم انّ ہے، "لقلیل" میں لام تاکید ہے اور یہ خبر انّ ہے۔

وَمَـالِـیَ مَـالٌ غَيْـرُدِرْعٍ وَمِغْفَرٍ وَاَبْيَـضُ مِـنْ مَـاءِ الْحَدِيْدِ صَقِيْلُ

ترجمہ:۔اور میرے لئے کوئی مال نہیں ہے، سوائے زرہ اور خود کے اور لوہے کے پانی سے صقیل شدہ ایک سفید تلوار کے۔یعنی یہ چیزیں میرے مال وراثت ہیں۔

تحقیق:۔مالی: "ما" نافیہ. مغفر جمعہ مغافر .ای القلنسوۃ الحدید للحرب صقیل: معناہ مصقول. "درع" بمعنی زرہ، دروع جمع ہے "ماء الحدید" سے خالص لوہا مراد ہے، "ابیض" بمعنی سفید تلوار، غیر منصرف ہے اس لئے تنوین نہیں ہے۔

ترکیب:۔صقیلٌ "ابیض" کی صفت ہے۔

وَاَسْـمَـرُخَـطِّـیُّ اَلْـقَـنَـاةُمُثَقَّفٌ وَاَجْـرَدُعُـرْيَـانُ الـسَّـرَاةِطَوِيْلُ

ترجمہ:۔اور گندم گوں رنگ کے سیدھے خطی عمدہ مضبوط نیزے اور کم بال، ننگی کمر والا، لمبا گھوڑا (یہی میری میراث ہے)

تحقیق:۔خطی: منسوب الی مقام الخط ،مثقف ،ای مقوم .اجرد ای الفرس الذی قل شعرہ.عریان: ای

ظاهر السراة ای اعلیٰ و الظهر. یعنی ہر چیز کا اوپر والا حصہ، پیٹھ، "عُریان" بروزن غفران باب سمع سے بمعنی ننگا ہونا، صیغہ صفت ہے۔

ترکیب:۔ یہاں "اُسمر" کا عطف پہلے شعر میں "اُبیض" پر ہو رہا ہے۔خطی القناة" میں صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہے۔ پورا جملہ مبتدأ ہے "مثقف" خبر ہے، "عریان السراة" صفت ہے "اجرد" کی پھر مبتدأ ہے اور "طویلٌ" خبر ہے۔

أَقِيهِ بِنَفْسِيْ فِي الْحُرُوْبِ وَأَتَّقِيْ — بِهَادِيهِ اِنِّيْ لِلْخَلِيْلِ وَصُوْلُ

ترجمہ:۔حفاظت کرتا ہوں (گھوڑے کی) اپنی جان سے جنگوں میں اور بچتا ہوں اس کے سینے کیذریعہ (دشمن سے) کیونکہ میں دوست کے ساتھ بہت صلۂ رحمی کرنے والا (یعنی دوست اور گھوڑے کی حفاظت وحمایت کرنے والا ہوں)۔

تحقیق:۔هادية: ای صدر الفرس. وصول مبالغة: الی الوصول. "اقیه" وقی مادہ باب ضرب سے مضارع واحد متکلم ہے بمعنی حفاظت کرنا "الحروب" حرب کی جمع ہے بمعنی جنگ "اتَّقِی" باب افتعال سے مضارع واحد متکلم ہے، اصل میں "اَوْتَقِیْ" تھا۔ فائے افتعال واؤ ہونے کی وجہ سے واؤ کو تا سے تبدیل کر کے تائے افتعال سے ادغام کر دیا گیا۔

ترکیب:۔"وصول" خبر ہے "اِنّی" کی "اقیه" اور "بهادیه" کی ضمیریں "الفرس" کی طرف لوٹ رہی ہیں۔

وَقَالَ قَيْسُ بْنُ زُهَيْرٍ

تعارف وپس منظر:۔ ایک آدمی نے حذیفہ بن بدر کے حکم سے شاعر کے بھائی مالک بن زہیر کو قتل کر ڈالا اور حذیفہ کی ایک بہن ربیع بن زیاد کے پاس تھی، پھر بھی ربیع نے قاتل سے قصاص لینے کیلئے شاعر کی مدد کی۔ جس پر شاعر ربیع بن زیاد کی مدح کر رہا ہے، جس میں خصوصیت کے ساتھ ربیع بن زیاد کا ذکر ہے۔

لَعَمْرُكَ مَا أَضَاعَ بَنُوْ زِيَادٍ — ذِمَارَ اَبِيهِمْ فِيمَنْ يُضِيعُ

ترجمہ:۔تیری عمر کی قسم! بنو زیاد نے اپنے باپ کی عزت ضائع نہیں کی ان لوگوں میں شامل ہو کر جو (اپنے آباء کی عزت) ضائع کرتے ہیں۔

تحقیق:۔ذمار: ای العهد. والوعدة. یہاں عزت مراد ہے، "بنو زیاد بن عبداللہ" کا تعلق قبیلہ عبس سے ہے۔

ترکیب:۔"لعمرک" کے بعد "قسمی" محذوف ہے، "یُضیع" کا مفعول "الذمار" محذوف ہے۔ "ای یُضیعهٗ"

بَنُوْ جِنِّيَّةٍ وَلَدَتْ سُيُوْفًا — صَوَارِمَ كُلُّهَا ذَكَرٌ صَنِيْعُ

ترجمہ:۔یہ (بنو زیاد) جنیہ کے بیٹے ہیں، جس (جنیہ) نے کاٹنے والی تلواریں جنیں۔ جو کہ سب مضبوط اور فولاد کی بنی ہوئی ہیں (یعنی یہ بیٹے تلوار کی طرح ہیں)

تحقیق:۔المجنية: نسبة الی جن لان العرب تنسب کل امر غریب الی الجن. واراد بها فاطمة بنت الخرشب واولادها کلها کالسیف القاطع . ذکر ای فولادی .صنیع ای مصنوع. حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے استفسار پر حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ نے فرمایا کہ عرب اپنی عادت کے مطابق ہر عجیب چیز کو جنات کی طرف منسوب کرتے ہیں اس لئے عمدہ اور مضبوط چیز کو عبقری کہا جاتا ہے، عبقری ایک وادی کا نام ہے جس میں جنات رہتے تھے، اسی طرح جو لوگ خطرناک ہوتے ہیں ان

کے بارے میں کہا جاتا ہے "بنو جنیه ولدت سیوفا" "صوارم"صارم کی جمع ہے بمعنی کاٹنے والی تلوار۔
ترکیب:۔"صوارم"صفت ہے"سیوفا"کی"کلھا"مبتدأ ہے"ذکرُ صَنِیْعٍ" مرکب توصیفی کے بعد خبر ہے۔

شَرىٰ وُدِّىْ وَشُكْرِىْ مِنْ بَعِيْدٍ　　لِآخِرِ غَالِبٍ اَبَدًا رَبِيْعُ

ترجمہ:۔ربیع (ابن زیاد) نے میری محبت اور میرا شکر دور بیٹھے خریدا ہے بنو غالب کے آخری شخص کے لئے (بنو غالب کا آخر شخص ربیع بن زیاد ہی ہے،اس لئے مطلب یہ ہوگا کہ ربیع میرا محبوب بن گیا ہے)
تحقیق:۔من بعید ای من مکان بعید۔ غالب اسم القبیلة او اباه العلیا کان شجاعاً. یہاں غالب سے بنو غالب مراد ہیں، "شریٰ" باب ضرب سے بمعنی خریدنا، یہاں "اشتریٰ" کے معنی میں ہے،"ود"بمعنی محبت، باب سمع سے ہے، "ابدًا" قید ہے، "لآخر" کی۔
ترکیب:۔"ربیع"فاعل ہے"شریٰ"کا،"ودی وشکری"مفعول ہے۔

وَقَالَ هُدْبَةُبْنُ خَشْرَمٍ

اسلامی شاعر ہیں، انہیں زیادۃ بن زید کے زمانے میں قتل کیا گیا ہے۔ ھدبہ بن خشرم کا تعلق بنی رقاش سے ہے جو بنو قرہ بن خشرم کی شاخ ہے۔ ھدبہ کے تین بھائی تھے، تینوں شاعر تھے، چونکہ ھدبہ کی ایک بہن زیادہ بن زید حارثی کے نکاح میں تھی اس لئے ھدبہ بن خشرم اور زیادہ بن زید کے درمیان تعلقات بھی تھے، زیادہ بن زید کا تعلق بنی عامر بن عبداللہ بن ذبیان سے ہے جو بنی قضاعہ کی شاخ ہے، اس اعتبار سے ھدبہ کا تعلق بھی بنی قضاعہ سے ہوا، تاہم ھدبہ بن خشرم اور زیادہ بن زید کے درمیان ایک ناخوش گوار واقعہ پیش آیا جو لڑائی کا سبب بنا اور دونوں قبیلے میں ایک عرصہ تک جنگ رہی۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ ھدبہ اور زیادہ دونوں بنی حارث کے قافلہ حج میں شریک ہوئے اور بغرض حج چل پڑے، ھدبہ کے ساتھ اپنی بہن فاطمہ بھی تھی جو زیادہ کی بیوی تھی، دوران سفر زیادہ نے فاطمہ کے متعلق ایک نامناسب رجز یہ شعر پڑھ دیا جس پر ہدبہ کو غصہ آیا اور ہدبہ نے بھی زیادہ کی بہن کے متعلق ایک نامناسب شعر کہہ ڈالا جبکہ زیادہ کی بہن قبیلہ میں تھی۔
اس واقعہ سے دونوں قبیلوں میں لڑائی شروع ہوگئی اور ہدبہ نے زیادہ کو قتل کر دیا۔ درج ذیل اشعار میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ (دیوان حماسہ مطبوعہ مصر)

اِنِّىْ مِنْ قُضَاعَةَ مَنْ يَكِدْهَا　　أَكِدْهُ وَهِىَ مِنِّىْ فِىْ أَمَانٍ

ترجمہ:۔بے شک میں بنو قضاعہ سے ہوں جو شخص اس کے ساتھ مکر کرے گا (تکلیف دے گا) میں بھی اس کیساتھ مکر کروں گا اور قبیلہ قضاعہ کو میری طرف سے امان ہے۔
تحقیق:۔یکد : ای المکر و الھلاک یہ باب ضرب سے ہے، کید مصدر ہے،اس سے "اَکِدْ" مضارع واحد متکلم کا صیغہ ہے، اصل میں "اَکْیِدْ" تھا، یاء متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن ہے اس لئے یاء کی حرکت نقل کر کے ماقبل میں دے کر اجتماع ساکنین کی وجہ

سے یا کو گرادیا گیا، کیونکہ جز اُواقع ہونے کی وجہ سے دال ساکن ہوگیا ہے۔ **من قضاعة لا یرید به نسبة الی قضاعة بل اختصاصه به.**

ترکیب:۔''یکدها'' شرط ہے''اکِده'' جزاء ہے۔

وَلَسْتُ بِشَاعِرِ السَّفْسَافِ فِيهِمْ وَلٰكِنْ مِدْرَةَ الْحَرْبِ الْعَوَانِ

ترجمہ:۔اور میں ان میں نکما اور بیہودہ گو شاعر نہیں ہوں، بلکہ میں سخت جنگ کا سردار و پیشوا ہوں۔

تحقیق:۔السفساف :ای القول الردی و الفعل الذی لاخیر فیه .مدرةای مقتداً، السید الکریم۔ العوان ای الشدید.

ترکیب:۔''بشاعر الخ'' خبر ہے''لستُ'' کی''لکن'' اصل میں لکنّی تھا''مدرة الخ'' اس کی خبر ہے۔''الحرب العوان'' مرکب توصیفی ہے۔

سَأَهْجُوْ مَنْ هَجَاهُمْ مِنْ سِوَاهُمْ وَأُعْرِضُ مِنْهُمْ عَمَّنْ هَجَانِيْ

ترجمہ:۔اور میں عنقریب ان لوگوں کی ہجو (مذمت) کروں گا جو بنو قضاعہ کی مذمت کرے گا اور ہجو کرنے والا ان کے غیروں میں سے ہو،اور بنو قضاعہ میں سے جو میری ہجو کرے گا میں اس سے اعراض کرلوں گا۔ (یعنی بنو قضاعہ کی ہجو اگر کوئی ایسا آدمی بیان کرے گا جو بنو قضاعہ کے علاوہ ہو تو میں اس کی ہجو کروں گا، لیکن اگر قضاعہ میں سے کوئی ہجو کریگا تو میں اس کو جواب نہیں دوں گا)

تحقیق:۔''ساهجو'' باب نصر سے بمعنی مذمت کرنا''اعرض'' باب افعال سے بمعنی اعراض کرنا۔

ترکیب:۔''من هجاهم'' مفعول ہے''ساهجو'' کا''من سواهم'' حال کی جگہ میں ہے اور اس کا تعلق''هجاهم'' سے ہے۔

وَقَالَ عَمْرُو بْنُ كُلْثُوْمِ التغلبی

عمرو بن کلثوم کا سلسلۂ نسب ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان تک پہنچتا ہے، عمرو بن کلثوم کا تعلق بنی تغلب بن وائل سے ہے، متوفی 599ء ہے۔ عمرو بن کلثوم شاعر جاہلی ہیں اور بڑے درجے کے شاعر ہیں، جن شاعروں کے اشعار بطور مبارزت کعبۃ اللہ کی دیوار پر لٹکائے جاتے تھے ان میں عمرو بن کلثوم بھی ہیں، ان کی والدہ کا نام لیلیٰ بنت مہلہل بن ربیعہ ہے، ربیعہ کے بھائی کا نام کلیب ہے، ایک مرتبہ عمرو بن ہند (ال منذر کی طرف سے حیرہ کا بادشاہ متوفی ۵۷۸ء) نے اپنے دوستوں سے کہا کہ عرب میں ایسا کوئی شخص ہے جس کی ماں میری ماں (ہند) سے نفرت کرتی ہو یا میری ماں کی خدمت نہ کرتی ہو؟ دوستوں نے جواب دیا کہ عمرو بن کلثوم کی ماں لیلیٰ تمہاری ماں کی خدمت نہیں کرے گی، کیونکہ اس کا باپ مہلہل بن ربیعہ ہے جو معزز شخص ہے، چچا کلیب ہے جو عرب میں عزت والا آدمی ہے، اس کا شوہر کلثوم بن مالک ہے جو فارس العرب ہے، اور اس کا بیٹا عمرو ہے جو سید القوم ہے۔

اس کے بعد عمرو بن ہند نے عمرو بن کلثوم کے پاس کھلا بھیجا کہ آپ اپنی والدہ سے کہیں کہ وہ میری والدہ سے ملاقات کرے۔ اس پیغام کے بعد عمرو بن کلثوم جزیرہ سے حیرہ آیا اور بنی تغلب کی ایک جماعت کے ساتھ عمرو بن ہند کی والدہ کے پاس گیا، اس جماعت میں عمرو بن کلثوم کی والدہ لیلیٰ بنت مہلہل بھی تھی، بالآخر لیلیٰ بنت مہلہل اور عمرو بن ہند کی والدہ ہند ایک دسترخوان پر جمع ہوئیں، دوران کھانا

ہند نے لیلیٰ سے کہا کہ ذرا وہ پلیٹ دیجئے، اس پر لیلیٰ نے کہا خود ہی اٹھ کرلو۔ پس اس پر جنگ شروع ہوگئی، عمرو بن کلثوم نے عمرو بن ہند کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد اس نے وہ مشہور قصیدہ پڑھا جو کتاب ''سبعہ معلقات'' میں ہے، اس میں اسی کا تذکرہ ہے، کتاب سبعہ معلقات میں جن سات ''شعراء کے معلقات ہیں ان میں عمرو بھی ہے۔ اور باب الحماسہ ص: 81 پر مذکور اشعار میں بھی اسی کا تذکرہ ہے۔

کسی شاعر نے عمرو بن کلثوم کے بارے میں کہا۔

اَلْهىٰ بَنِىْ تَغْلب عَنْ كُلِّ مَكْرُمَةٍ	قَصِيْدَةٌ قَالَهَا عمرو بن كلثوم
يُفَاخِرُوْنَ بِهَا مُذْكَانَ اَوَّلُهُمْ	يَا لَلرِّجَالِ لِشِعْرٍ غَيْرِ مَسْئُوْمِ

عمرو بن کلثوم نے جو قصیدہ کہا ہے اس نے بنی تغلب کو ہر قسم کی عزت سے بے نیاز اور غافل کر دیا (یعنی بنی تغلب کی ہمیشگی عزت کے لئے یہی قصیدہ کافی ہے) یہ لوگ اس قصیدے کے ذریعہ اپنے سابقین پر فخر کریں گے، اے لوگوں ایسے بہترین قصیدے سے کبھی دلبرداشتہ اور سیر نہیں ہوسکتا۔

نمونۂ کلام: شاعر اپنی نسل اور نسب پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے:

اَلَا لَا يَجْهَلَنَّ اَحَدٌ عَلَيْنَا	فَنَجْهَلُ فَوْقَ جَهْلِ الْجَاهِلِيْنَا
اِذَا بَلَغَ الْفِطَامَ لَنَا صَبِيٌّ	تَخِرُّ لَهُ الْجَبَابِرُ سَاجِدِيْنَا

خبردار! کوئی ہم سے جہالت نہ کرے ورنہ ہم جاہلوں سے بڑھ کر ہیں، جب ہمارا کوئی بچہ دودھ چھوڑتا ہے تو بڑے بڑے جبار اس کے سامنے سجدے میں گر پڑتے ہیں۔

شاعر عمرو بن کلثوم کے کچھ اشعار یہ ہیں:

عَلٰى آثَارِ نَابِيْضٍ حِسَانٍ	نُحَاذِرُ اَنْ تُقَسَّمَ اَوْتُهُوْنَا
اَخَذْنَ عَلٰى بُعُوْلَتِهِنَّ عَهْدًا	اِذَا لَاقُوْا كَتَائِبَ مُعْلَمِيْنَا
لِكَيْ يَسْلُبْنَ اَفْرَاسًا وَ بِيْضًا	اُسَرٰى فِي الْحِبَالِ مُقَرَّنِيْنَا
ضَعَائِنُ مِنْ بَنِيْ جَشَمْ بن بكر	خَلَطْنَ بِمِيْسَمٍ حَسَبًا وَ دِيْنًا
يَقُتْنَ جِيَادَنَا وَيَقُلْنَ لَسْتُمْ	بُعُوْلَتَنَا اِذَا لَمْ تَمْنَعُوْنَا

ترجمہ ''ہماری (صفوں) کے پیچھے حسین خوبصورت عورتیں ہیں، ہم ڈرتے ہیں (اس بات پر) کہ ان کو (گرفتار کر کے) تقسیم نہ کر دیا جائے یا ان کی اہانت ہو، ان خواتین نے میدان کارزار میں اپنے شوہروں سے اس بات کا عہد لیا ہے کہ جب ان کی مڈبھیڑ دشمنوں کی نشان زدہ جماعت سے ہو تو وہ بے جگری سے لڑیں۔ (وہ خواتین ہمارے ساتھ اس لئے رہتی ہیں) تاکہ دشمنوں کے گھوڑے اور ہتھیار لے لیں، جس حال میں وہ قیدی پہاڑوں میں زنجیروں کے ساتھ جکڑے ہوئے ہوں، (یہ) جشم بن بکر کے خاندان کی عورتیں ہیں جو حسن و جمال کے ساتھ خاندانی شرافت اور دین سے متلبس ہیں، یہ خواتین ہمارے گھوڑوں کی خدمت کرتی ہیں اور کہتی ہیں اپنے شوہروں سے کہ اگر تم ہمیں دشمنوں سے نہ بچاسکو تو تم ہمارے شوہر نہیں''۔

مَعَاذَ الْإِلٰهِ أَنْ تَنُوحَ نِسَاؤُنَا عَلٰى هَالِكٍ أَوْ أَنْ نَضِجَّ مِنَ الْقَتْلِ

ترجمہ:۔اللہ کی پناہ! (اس بات سے) کہ ہماری عورتیں کسی مرنے والے پر نوحہ کریں، یا کسی مقتول کی وجہ سے شور مچائیں۔

تحقیق:۔تنوح: نصر سے نوحاو نیاحاً بمعنی بین کرنا، مردہ پر واویلا کرنا، نوحہ کرنا۔ نضج: ضرب سے ضجا، ضجیجاً، معنی چیخنا، شور مچانا۔ ''معاذ'' ان مصادر میں شامل ہے جو ہمیشہ منصوب ہی استعمال ہوتا ہے، اس سے پہلے فعل محذوف ہوتا ہے۔ ''نسا'' امرأة کی جمع من غیر لفظہٖ ہے۔ بعض نسخوں میں ''تَضِجّ'' ہے، یہ نسخہ زیادہ صحیح ہے۔

ترکیب:۔معاذ الاله: فعل محذوف ''اعوذ'' کیلئے مفعول مطلق ہے۔

قِرَاعُ السُّيُوفِ بِالسُّيُوفِ أَحَلَّنَا بِأَرْضٍ بَرَاحٍ ذِي أَرَاكٍ وَذِي أَثْلِ

ترجمہ:۔تلواروں کے تلواروں کے ساتھ ''ٹکراؤ'' نے (یعنی جنگ نے) ہم کو ایک ایسی کھلی زمین میں اتارا، جو پیلو اور کیکر (جھاؤ) کے درخت والی تھی (یعنی چٹیل میدان تھی)

تحقیق:۔احلنا: من باب افعال ای انزلنا. براح ای سعة ووسیع. اراک واثل: شجرتان معروفتان. تنبتان فی السهول دون الجبال. ولا یأتیان الثمار. ''اَرَاک'' بمعنی پیلو کا درخت، ''اثل'' بمعنی جھاؤ کا درخت، ''قِراع'' بروزن قتال باب مفاعلہ کا مصدر ہے بمعنی ٹکرانا۔

ترکیب:۔ذی أراک الخ ''بأرض'' کی صفت ہے، اور یہاں ارض سے ''مکان'' مراد ہے، اسلئے صفت مذکر لایا ہے۔ ''براحٍ'' صفت اول ہے، ''احلنا'' کی ضمیر ''قراع'' کی طرف لوٹ رہی ہے جو کہ فاعل ہے ''نا'' مفعول ہے۔

فَمَا أَبْقَتِ الْأَيَّامُ مِلْمَالِ عِنْدَنَا سِوٰى جِذْمِ أَذْوَادٍ مُحَذَّفَةِ النَّسْلِ

ترجمہ:۔پس نہیں باقی رکھا گردش زمانہ نے ہمارے پاس کوئی مال، سوائے ان چند اونٹوں کے جن کی نسل منقطع ہوگئی ہے۔

تحقیق:۔مل مال کان فی الاصل من المال فصار مل مال لان لما التقی بالنون واللام حرفان یتقاربان الاول متحرک والثانی سکون فحذفت الالف بینهما. جذم: ای جماعةمن الابل مافوق العشرةاودون العشرة. اذواد جمع ذود اسم جمع یقع علی مادون العشرةِ ''اَبْقَتْ'' اصل میں ''اَبْقَيَتْ'' تھا، یاً متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یاً کو الف بدل کر پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کردیا گیا ہے۔ محذّفة ای مهیاء ة او مقطوعة النسل علی الاختلافین.

ترکیب:۔''الایام'' فاعل ہے ''ابقت'' کا۔ ''ازواد'' صفت اول ہے ''جذمِ'' کی اور ''محذفة النسل'' صفت ثانی ہے، چونکہ ''محذفة النسل'' اضافت لفظی ہے اس لئے نکرہ کے حکم میں ہے۔

ثَلَاثَةُ أَثْلَاثٍ فَأَثْمَانُ خَيْلِنَا وَأَقْوَاتُنَا وَمَا نَسُوقُ إِلَى الْقَتْلِ

ترجمہ:۔(مذکورہ اونٹ بھی) تین حصوں میں تقسیم ہیں، (پہلا حصہ) ہمارے گھوڑوں کی قیمت ہے (یعنی ان کی آمدنی سے ہم جنگی گھوڑے خریدتے ہیں) اور (دوسرا حصہ) ہماری غذا کیلئے اور (تیسرا حصہ) اس مال میں خرچ کیلئے جو ہم قتل کی طرف

(بطور دیت) لے جاتے ہیں۔

تحقیق:۔ ثلاثة اثلاث: ای اموالنا ثلاثة اثلاث. اثمان جمع ثمن. القیمة . اقوات: جمع قوة ای الغذاء . "اثلاث" ثلث کی جمع ہے "نسوق" باب نصر سے بمعنی ہانک کرلے جانا۔

ترکیب:۔ ثلاثة: مبتدا محذوف کی خبر ہے، ای اموالنا ثلاثة أثلاث "اور اس کی تفسیر بعد والی عبارت ہے۔ "فاثمانُ خیلنا" سے پہلے مبتدا محذوف ہے یعنی "ثلث" ہے، یہی حال "اقواتنا" اور "مانسوق" کا ہے۔

وَقَالَ مُثَلَّمُ بْنُ عَمْرٍو التَّنُوْخِيُّ

تعارف وپس منظر:۔ یہ شاعر جاہلی ہے، اس کا ذکر صرف یہاں آیا ہے، اس کے کل پانچ اشعار مذکور ہیں:

إِنِّـيْ اَبَى اللّٰـهُ أَنْ أَمُوْتَ وَفِـيْ   صَـدْرِيْ هَـمٌّ كَـأَنَّـهُ جَبَلٌ

ترجمہ:۔ بے شک اللہ نے انکار کردیا ہے (خدا نہ کرے) کہ میں مروں اس حال میں کہ میرے سینے میں پہاڑ جیسا غم ہو (یعنی میں بغیر غم کے مرنا چاہتا ہوں)

تحقیق:۔ هم: غم، جمع هموم آتی ہے، هم باب نصر سے بمعنی پریشان ہونا۔ "ابی" باب فتح سے بمعنی انکار کرنا، یہ جملہ دعائیہ ہے، "اموت" باب نصر وسمع دونوں سے آتا ہے "صدر" کی جمع صدور ہے بمعنی سینہ "جبل" کی جمع جبال ہے، بمعنی پہاڑ۔

ترکیب:۔ "أن اموت" یہ "أبی" کا مفعول بہ ہے، اور "كأنه جبل" یہ "هم" کی صفت ہے۔ "وفی صدری الخ" حال ہے "اموت" کی ضمیر سے پھر خبر "انی" ہے۔

يَـمْـنَـعُـنِيْ لَذَّةَالشَّرَاب وَإِنْ كَانَ   قِـطَـابًـا كَـأَنَّـهُ الْـعَسَـلُ

ترجمہ:۔ (وہ پریشانی) جو مجھے شراب کی لذت سے منع کردے، اگرچہ وہ شراب پانی کی آمیزش والی ہو (اور میٹھاس میں) گویا کہ وہ شہد ہے۔

تحقیق:۔ قطابا: ای شربا ممزوجا بالماء. "یمنع" باب فتح سے بمعنی روک دینا۔

ترکیب:۔ یمنعنی: یہ پہلے شعر میں "هم" کی صفت ثانیہ ہے۔ "قطابا" کان کی خبر ہے۔ "وان" وصلیہ ہے۔

حَتّٰـى أَرَىٰ فَارِسَ الصَّمُوْتِ عَلٰى   أَكْسَـاءِ خَيْـلٍ كَـأَنَّهَـاالْإِبْـلُ

ترجمہ:۔ (میں نہیں مروں گا) یہاں تک کہ میں صموت کے شہسوار کو (اپنی آپ کو) ان گھوڑوں کی پیٹھ پر دیکھ لوں (یعنی جنگ کروں)، گویا کہ وہ (اعضاء کے اعتبار سے) اونٹ کی طرح ہیں۔

تحقیق:۔ الصموت: اسم الفرس ارادبه نفسه او اسم حی من العرب . اکساء: جمع کساء وهو کفل الفرس ومؤخره . وتشبیه الخیل بالابل فی العظم والطول۔

ترکیب:۔ "کانها" "خیل" کی صفت ہے اور "حتی" "لن اموت" کی غایت ہے، جو سیاق کلام سے مفہوم ہو رہا ہے۔

لَاتَـحْـسَـبَـنِّيْ مُـحَـجَّلَاسَبطَ السَّا   قَيْـنِ أَبْـكِـيْ أَنْ يَّظْـلَـعَ الْـجَمَلُ

ترجمہ:۔(اے محبوبہ!) تو مجھے بندھا ہوا بڑی پنڈلیوں والا گمان نہ کر، (اور نہ یہ گمان کر) کہ میں اونٹ کے لنگڑا ہونے سے رونے والا ہوں۔(یعنی میں عیوبات سے پاک ہوں)

تحقیق:۔محجلا: ای مقیدا. سبط الفخم والعظیم. یظلع، ظلع الجمل اذا غمز فی مشیه. وعرج شیئا: ای لاتحسبنی رجلا مقیدا. عظم الساقین بل انی بریئ من کل عیب. "الساقین" بمعنی پنڈلی۔

ترکیب:۔"سبط الساقین" اضافت لفظی ہے اور "محجلا" کی صفت ہے، پھر پورا جملہ "لاتحسبنی" کا مفعول ثانی ہے، بعض نے کہا کہ "سبط الخ" مفعول ثالث ہے، "ابکی" کے بجائے "یبکی" ہوتا بہتر تھا۔

إِنِّـي امْـرُؤٌ مِـنْ تَـنُـوْخَ نَـاصِـرُهُ مَـحْتَمِلٌ فِي الْحُرُوْب مَااحْتَمَلُوْا

ترجمہ:۔بے شک میں قبیلہ تنوخ کا ایک آدمی، اور ان کی مدد کرنے والا ہوں، اور جنگ میں جو مشقت وہ اٹھاتی ہے وہی مشقت میں بھی اٹھانے والا ہوں۔

تحقیق:۔تنوخ: اسم قبیلة وغیر منصرف للتانیث والعلمیة او وزن الفعل وتذکیر الضمیر ناصره. نظراً الی اللفظ ولکن فی الحقیقة تانیث جمعاً. "احتملوا" میں ضمیر "ہ" محذوف ہے جس کا مرجع ما موصولہ ہے۔

ترکیب:۔"نـاصـرهُ" اضافت لفظی ہے اور "امرأ" کی صفت اول ہے اور "مـحـتـمـلٌ الخ" صفت ثانی ہے، پھر خبر "انی" ہے "ماحتملوا" مفعول ہے "محتملٌ" کا۔

وَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَبْرَةَالْحَرْشِيُّ

قبیلہ قیس کی شاخ بنی حریش بن کعب سے تعلق ہے۔ اسلامی شاعر ہے، روم کا باشندہ ہے اور قتل و غارت گیری میں ماہر تھا، اسے "سعد الطلائع" کے لقب سے پکارا جاتا تھا، یہ عموماً رومی جنگجوؤں کے پاس جا کر کہتا تھا کہ مجھے رومی عورتوں اور خزانوں کا پتہ ہے۔ میرے ساتھ کچھ لوگ بھیج دیجئے تا کہ وہ انہیں لے آئیں، یہ کہہ کر بندوں کو لے جاتا تھا اور اپنے کمین گاہ میں لے جا کر قتل کر کے مال دولت لوٹ لیتا تھا، ایک دفعہ وہ حسب معمول ایک رومی کو لے گیا، راستہ میں دونوں کا جھگڑا ہو گیا، چنانچہ عبداللہ بن سبرہ نے اس رومی کو قتل کر دیا اور رومی نے بھی ایک وار مارا تھا جس سے عبداللہ کی دو انگلیاں کٹ گئی تھیں، اس پر شاعر نے درج ذیل اشعار کہے۔(دیوان حماسہ مطبوعہ مصر)

إِذَاشَالَتِ الْجَوْزَاءُ وَالنَّجْمُ طَالِعٌ فَـكُـلُّ مَـخَـاضَاتِ الْفُرَاتِ مَعَابِرُ

ترجمہ:۔جب جوزا (ستارہ) بلند اور ثریا طلوع ہونے لگے، (یعنی جب موسم گرما ختم ہوا اور موسم سرما کی آمد آمد ہو) تو دریائے فرات کے تمام گھسنے کے راستے گذرگاہیں بن جاتے ہیں۔(کیونکہ موسم سرما میں فرات کا پانی کم ہو جاتا ہے تو وہ تمام مقامات جہاں موسم گرما میں بغیر کشتی کے گذرنا ممکن نہیں ہوتا۔ اب موسم سرما میں وہ عام گذرگاہیں بن جاتے ہیں)۔

تحقیق:۔شـالـت: ای ارتـفـعـت. الـجـوزاء: اسـم الـبـروج والـمـنـزل مـن المنازل السبعة المعرفة. النجم: اسم ثـریـا: والـمـراد بهذه العبارة موسم الصیف وکثرة الماء لان لماترتفع الجوزاء ویطلع ثریا فیزید الماء فی فرأت وهـمـا یـطـلـعان فی الصیف. مخاضات: جمع مخاضة، موقع الخوض. معابر جمع معبر ای مقام العبور، فرأت،

نهر معروف فی عراق .
ترکیب:۔''شالت الخ''شرط ہے''فکل الخ''جزاء ہے،''معابرٌ''خبر ہے۔

وَإِنِّيْ إِذَا ضَنَّ الْأَمِيْرُ بِإِذْنِهِ ۔۔۔ عَلَى الْإِذْنِ مِنْ نَفْسِيْ إِذَا شِئْتُ قَادِرٌ

ترجمہ:۔اور بے شک جب میرے بارے میں امیر اجازت کیلئے بخیلی کرے تو میں اپنے نفس سے اجازت لینے پر جب بھی چاہوں قادر ہوں۔(یعنی امیر اگر مجھے نہر عبور کرنے کی اجازت نہ دے تو میں امیر کی اجازت کے بغیر گذر سکتا ہوں)
تحقیق:۔اذا ظن :ای بخل (س) وفیه تقدم وتأخیر. "شِئْتُ" بروزن بعثُ باب ضرب سے بمعنی چاہنا۔
ترکیب:۔''قادرٌ''انی کی خبر ہے،''ضَنّ الخ''شرط ہے،''اذا شئتُ من نفسی علی الاذن''جزاء ہے۔

وَقَالَ الرَّبِيْعُ بْنُ زِيَادِ الْعَبْسِيُّ

تعارف وپس منظر:۔یہ شاعر جاہلی ہے، یہ تیر اندازی، سیر وسیاحت، شعر گوئی وفن کتابت اور شہسواری کا ماہر تھا اور اس کا بیٹا حضرت حارث بن ربیعؓ صحابی تھے۔

حَرَّقَ قَيْسٌ عَلَيَّ الْبِلَادَ ۔۔۔ حَتّٰى إِذَا اضْطَرَمَتْ اَجْذَمَا

ترجمہ:۔قیس بن زہیر نے مجھ سمیت شہروں کو جلا ڈالا،(یعنی شہر میں فتنہ برپا کر دیا) یہاں تک کہ جب وہ شہر آگ کی لپیٹ میں آ گیا تو وہ (عمان کی طرف) بھاگ گیا۔
تحقیق:۔''حرّق''باب تفعیل سے بمعنی جلا ڈالنا''قیس''سے قیس بن زہیر مراد ہے''البلاد''بلد کی جمع ہے بمعنی شہر''اضطرمت''باب افتعال سے بمعنی آگ بھڑک اٹھنا''اجذما''میں الف اشباعی ہے، باب ضرب سے بمعنی کاٹنا، باب افعال سے بمعنی تیز چلنا۔
ترکیب:۔''اضطرمت'' شرط ہے، ضمیر''البلاد'' کی طرف لوٹ رہی ہے،''اجذما''جزاء ہے۔

جَنِيَّةَ حَرْبٍ جَنَاهَا فَمَا ۔۔۔ تُفَرَّجُ عَنْهُ وَمَا اُسْلِمَا

ترجمہ:۔اس (قیس) نے جنگی جرم کا ارتکاب کیا، پس نہ اس سے وہ جرم دور کیا گیا (کہ اس جنگ میں اس کی مدد نہ کی جاتی) اور نہ وہ (دشمنوں کے) حوالہ کیا گیا۔(تا کہ اس سے انتقام لیا جاتا)
تحقیق:۔''جنی''باب ضرب سے بمعنی جرم کرنا، جنیۃ بمعنی جرم،''تفرّج''باب تفعیل سے مضارع واحد مؤنث مجہول ہے، ضمیر''جنیۃ حرب'' کی طرف لوٹ رہی ہے بمعنی منکشف کرنا، ہٹانا، دور کرنا،''اُسْلِمَا'' کے آخر میں الف اشباعی ہے، باب افعال سے بمعنی سپرد کرنا۔
ترکیب:۔''جنیۃَ حرب'' سے پہلے فعل''جنی''محذوف ہے جس کی تفسیر آگے آ رہی ہے جسے اصطلاح میں منصوب علی شریطة التفسیر کہا جاتا ہے۔

غَدَاةَ مَرَرْتَ بِآلِ الرَّبَابِ ۔۔۔ تُعْجِلُ بِالرَّكْضِ أَنْ تُلْجَمَا

ترجمہ:۔ یاد کرو! (اے قیس بن زہیر) اس صبح کو جب تو آل رباب پر گذرا جس حال میں تو جلدی بھاگ رہا تھا اس خوف سے کہ تمہیں لگام نہ دیا جائے (یعنی تمہیں گرفتار نہ کیا جائے)

تحقیق:۔ ''غداۃ'' بمعنی بوقت صبح، ''تُعجل'' باب افعال سے بمعنی بھاگنا، سبقت کرنا، ''الرکض'' باب ضرب کا مصدر ہے بمعنی ایڑی لگانا، بھاگنا، یہاں آخری معنی مراد ہے، ''تُلجم'' باب افعال سے بمعنی لگام دینا، یہاں مراد گرفتار کرنا۔

ترکیب:۔ غداۃ: یہ ''اذکر'' فعل محذوف کا مفعول ہے۔ ''تُعجِلُ بالرکض'' حال ہے ''مررت'' کی ضمیر سے، ''ان تُلجم'' مفعول لۂ ہے۔

فَكُنَّا فَوَارِسَ يَوْمَ الْهَرِيْرِ　　　إِذَا مَالَ سَرْجُكَ فَاسْتَقْدَمَا

ترجمہ:۔ پس ہم یوم ''ہریر'' میں بھی شہسوار تھے، جب تیرے گھوڑے کا زین جھک گیا تھا (کثرت اضطراب کی وجہ سے) اور تو آگے نکل گیا تھا۔ (یعنی تم بھاگ نکلے اور میں ثابت قدم رہا)

تحقیق:۔ یوم الهریر: ای یوم فی الجاهلیة کان بین بکر وتمیم. فاستقدما: ای تقدم۔ آخری میں الف اشباعی ہے، ''سرج'' بمعنی زین، ''مال'' باب ضرب سے بمعنی مائل ہونا، جھک جانا۔

ترکیب:۔ ''فوارس الخ'' خبر کنا ہے، ''مال الخ'' شرط ہے، ''فاستقدما'' جزاء ہے۔

عَطَفْنَا وَرَاءَكَ أَفْرَاسَنَا　　　وَقَدْ أَسْلَمَ الشَّفَتَانِ الْفَمَا

ترجمہ:۔ اس وقت ہم نے تمہارے پیچھے اپنے گھوڑے موڑ دیئے، (تمہارا پیچھا کرنے کیلئے) جس حال میں تیرے دونوں ہونٹوں نے تیرا منہ چھوڑ دیا تھا۔ (یعنی خوف واضطراب کی وجہ سے منہ کھلا رہ گیا اور دانت نظر آنے لگے)

تحقیق:۔ عطفنا: باب ضرب سے بمعنی موڑنا۔ الشفتان: دونوں ہونٹ اس کا مفرد شفۃ ہے۔ الف لام عہد خارجی ہے، ''اسلم'' بمعنی سپرد کرنا، ترک کر دینا، یہاں آخری معنی مراد ہے، ''الفما'' میں الف اشباعی ہے بمعنی منہ۔

ترکیب:۔ ''الشفتان'' فاعل ہے، ''اسلم'' کا اور ''الفما'' مفعول ہے۔

إِذَا نَفَرَتْ مِنْ بَيَاضِ السُّيُوْفِ　　　قُلْنَا لَهَا أَقْدِمِيْ مُقْدَمَا

ترجمہ:۔ جب وہ (ہمارے گھوڑے) تلواروں کی چمک کی وجہ سے (خوف کے سبب) بھاگنے لگے، تو ہم نے ان (گھوڑوں) سے کہا کہ (صبر کرو) آگے بڑھو۔

تحقیق:۔ نفرت: میں ضمیر ''خیل'' کی طرف عائد ہے۔ مقدما: میں مصدر میمی ہے بمعنی اقدام کرنا۔ باب افعال سے ہے، ''اقدمی'' باب افعال سے امر واحد مؤنث کا صیغہ ہے بمعنی آگے بڑھنا۔

ترکیب:۔ الخ'' شرط ہے، ''قلنا لها الخ'' جزاء ہے، ''اقدمی'' مقولہ ہے ''مقدما'' مفعول مطلق ہے۔

وَقَالَ الشَّنْفَرِيُّ الْعَبْدِيُّ الْأَزْدِيُّ

تعارف وپس منظر:۔ ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ بنو شبابہ (جو فہم بن عمرو کی شاخ ہے) نے شاعر کو بچپن میں قیدی بنا کر لے گئے

اور شاعر کا تعلق قبیلہ اوس سے ہے، شابہ نے شاعر کو بنوسلامان کے حوالہ کر کے اس کے بدلے اپنا آدمی رہا کروالیا، جس کو بنوسلامان نے گرفتار کیا تھا، شاعر بنوسلامان کے پاس بڑھا ہوا، اور شاعر کا گمان تھا کہ وہ بنوسلامان کا ایک فرد ہے، اسلئے شاعر نے اپنے آقا کی بیٹی سے کہا اے میری بہن! میرا سر ذرا دھودو۔ لڑکی نے یہ بات سنکر برا محسوس کیا اور اس کو تھپڑ مار دیا کیونکہ وہ اس کا بھائی نہیں تھا، شاعر غصہ ہو کر مولیٰ کے پاس جا کر پوچھا میں کس خاندان سے ہوں؟ تو جواب ملا کہ تمہارا خاندان قبیلہ اوس بن الحجر سے ہے۔ شاعر نے قسم کھایا کہ تم نے اتنے دنوں تک مجھے نہیں بتایا اور مجھے غلام بنا کر رکھا، میں ضرور اس کے بدلہ میں تمہارے سو آدمی قتل کروں گا، چنانچہ اس نے ننانوے آدمی بنوشابہ کے قتل کیا اور سب کے سر کو تن سے جدا کیا، ایک اور آدمی کو انہوں نے لات مارا جس سے وہ بھی مر گیا اور سو کی عدد مکمل ہوگئی پھر اس کو پکڑا گیا اور قتل سے قبل پوچھا گیا کہ تم کو کہاں دفنایا جائے؟ تو کہنے لگا:

لَاتَقْبُرُوْنِيْ إِنَّ قَبْرِيْ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَبْشِرِيْ اُمَّ عَامِرِ

ترجمہ:۔ تم مجھے قبر میں دفن نہ کرو! (تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ یہ مظلوم مردہ ہے) بے شک میرا دفن کرنا تم پر حرام ہے، لیکن بجو سے کہدو اے بجو، خوش ہو جاؤ! (کیونکہ میرا گوشت تمہیں کھانے کو مل جائے گا)

تحقیق:۔ لاتقبرونی من باب نصر :ای لاتدفنونی ،ولکن قولوا ابشری یاام عامر، ام عامر :کنیة الضبع ای الحضاجر ،یقال فی اللغة الاردیة بجو وھی بھیمة صغیرةٌ ،تخرج المیت من القبر .للاکل ویقال فی البورمیة: گل کوردنی۔ ''ابشری'' باب افعال سے امر کا صیغہ ہے بمعنی خوشخبری دینا۔

ترکیب:۔ ''ام عامر'' سے قبل ''یا'' حرف ندا محذوف ہے، اس کے بعد ''للاکل'' محذوف ہے۔

إِذَا احْتَمَلُوْا رَأْسِيْ وَفِي الرَّأْسِ أَكْثَرِيْ وَغُوْدِرَ عِنْدَ الْمُلْتَقٰى ثُمَّ سَائِرِيْ

ترجمہ:۔ جب وہ لوگ میرے سر کو اٹھاویں گے (قتل کے بعد) اور سر ہی میں میری اکثر چیزیں ہیں (یعنی زبان، آنکھ، ناک، کان، دماغ وغیرہ) اور چھوڑ دیا جائے گا قتل گاہ میں میرے باقی سارے اعضاء وغیرہ کو۔

تحقیق:۔ سائر: نائب فاعل من غودر ای مابقی منی کالیدو الرجل وغیرھما۔ ''غودر'' باب مفاعلہ سے ماضی مجہول ہے بمعنی چھوڑ دینا، ''الملتقی'' ملنے کی جگہ، جنگ، مقتل۔

ترکیب:۔ ''وفی الرأس اکثری'' جملہ معترضہ ہے۔

هُنَالِكَ لَا اَرْجُوْ حَيَاةً تَسُرُّنِيْ سَجِيْسَ اللَّيَالِيْ مُبْسَلًا بِالْجَرَائِرِ

ترجمہ:۔ اس وقت مجھے ایسی زندگی کی امید نہیں جو مجھے خوش کرے پوری رات تک، جس حال میں میں ہمیشہ جرائم میں چھوڑا گیا ہوں (یعنی میں ہمیشہ مرتکب جرم رہا ہوں)

تحقیق:۔ سجیس :ای الامتداد وھو منصوب علی الظرفیة .سجیس اللیالی ای ابدالآباد،او ابدامادامت لیالیا .مبسلا ،مخذولا ومتروکا. حال من ضمیر ارجو .جرائر: ای جرائم ، ترکنی الناس بغیر اعانة بل ظلمونی.

ترکیب:۔ ''حیاۃٌ'' موصوف اور ''تسرّنی الخ'' صفت ہے، ''مبسلا'' باب افعال سے اسم مفعول ہے بمعنی چھوڑ دینا۔

وَقَالَ تَأَبَّطَ شَرًّا

تعارف و پس منظر:۔ یہ شاعر جاہلی ہے، ان اشعار کی حکایت یہ ہے کہ شاعر نے بنی عبس کی کسی عورت کو نکاح کا پیغام دیا، عورت نے حامی بھر لی اور پیغام قبول کیا، پھر عورت نے اپنی قوم سے مشورہ کیا۔ قوم نے عورت کو ان کے ساتھ نکاح سے منع کرتے ہوئے کہا کہ ایسے آدمی سے نکاح کرنے کا کیا فائدہ؟ جو آج نہیں تو کل ضرور کسی کے ہاتھوں مرے گا۔ چنانچہ جب تأبط شرا حسب وعدہ اس عورت کے پاس آیا تو اس نے یہ کہہ کر نکاح سے انکار کر دیا کہ میری قوم نے مجھے منع کیا ہے۔ عورت کے اس انکار پر شاعر نے یہ شعر کہا:

وَقَـالُوا لَهَـا لَا تَـنْـكِـحِـيْـهِ فَإِنَّهُ　　لِأَوَّلِ نَـصْـلٍ أَنْ يُلَاقِـيَ مَـجْـمَـعًـا

ترجمہ:۔ اور اس عورت کی قوم نے اس سے کہا کہ اس کے ساتھ نکاح نہ کر، اسلئے کہ وہ پہلے تیر (وار) میں مقتول ہوگا کیونکہ وہ (اکیلا) لشکر سے لڑتا ہے۔

تحقیق:۔ نصل: نوک و پل، نیزہ۔ ''یلاقی'' باب مفاعلہ سے بمعنی لڑنا ''مجمعًا'' بمعنی جماعت، لشکر۔

ترکیب:۔ أن یلاقی: میں لام تعلیل مقدر ہے. أی ''لانْ یلاقی'' ''لاول نصل'' کا متعلق ''مقتول'' یا ''موضوع'' یا ''معدٌّ'' محذوف ہے جو خبر انّ ہے۔

فَـلَـمْ تَـرَ مَنْ رَأَى فَتِيْلًا وَحَاذَرَتْ　　تَـأَيُّـمَهَـا مِنْ لَابِـسِ اللَّيْلِ اَرْوَعَا

ترجمہ:۔ پس اس عورت نے اپنی رائے کو کچھ بھی اہمیت نہیں دی، اور اسے خوف محسوس کیا اپنے بیوہ ہونے کا، اس آدمی سے جو رات کو پھرنے والا بیدار مغز ہے۔

تحقیق:۔ فتیلا: الشیء الدقیق فی شق النواۃ ویکنی به الشیء القلیل . حاذرت من باب مفاعلة ای خافت . تایم: جمعه ایامی ،ای کون الرجل والمرأۃ بلازوج ،لابس اللیل :ای من یخرج اللیل کانه یلبسه اروعا ، فیه الالف للاشباع ای الحازم .وایقظ وارادبه نفسه۔

ترکیب:۔ مِن لابس: کا تعلق ''حاذرت'' سے ہے، ''لابس اللیل'' اضافت لفظی ہے جو بحکم نکرہ ہے اور ''اروعا'' اس کی صفت ہے۔

قَـلِيْـلُ غِـرَارِ الـنَّـوْمِ أَكْـبَـرُ هَـمِّـهِ　　دَمُ الثَّـارِ أَوْ يَـلْـقَـى كَمِيًّا مُسَفَّعَا

ترجمہ:۔ وہ تو بہت کم سونے والا ہے اور اس کا بڑا مقصد خون کا بدلہ لینا ہے، یا مکروہ شکل کے بہادر سے لڑنا ہے۔ (کیونکہ بہادر کا مقابلہ بہادر ہی کر سکتا ہے)

تحقیق:۔ قلیل الخ: خبر مبتدأ محذوف او صفة من لابس اللیل علی صورۃ الجر. غرار جمع اغرۃ ای: الخفیف والدقیق. الثار ای القصاص کمیا. الشجاع التام السلاح .مسفعا ای متغیر الوجه. لکثرۃ قیامه فی الشمس اوشدۃ غیظه۔

ترکیب:۔ ''او یلقی'' اصل میں ''اوان یلقی'' ہے، اس کا عطف ''دمُ الثار'' پر ہے، ''دمُ الثار'' خبر ہے، ''أكبرُ همِّه'' کی۔

يُمَاصِعُهٗ كُلٌّ يُشَجِّعُ قَوْمُهٗ وَمَاضَرْبُهٗ هَامَ الْعِدَا لِيُشَجَّعَا

ترجمہ:۔اس کے ساتھ ہر وہ شخص لڑتا ہے جس کو اس کی قوم نے بہادری پر ابھارا ہو، اور یہ (شاعر) دشمنوں کی کھوپڑیاں اس لئے نہیں رتا کہ وہ بہادر کہلائے (بلکہ لڑنا و مارنا اس کی فطرت میں داخل ہے)

تحقیق:۔یماصع: ای یقاتل ویحرب . یشجع من باب تفعیل الحمل علی الشجاعة ۔''ہام'' بمعنی کھوپڑی، ''العدا'' بمعنی دشمن ''یشجع'' میں الف اشباعی ہے۔

ترکیب:۔یشجع: ای یشجعه . اس میں ضمیر محذوف ہے۔جو کہ مفعول ہے ''قومه'' فاعل ہے، ''ہام العدا'' مفعول ہے ''ضربه'' کا، فعل کی طرح مصدر بھی عمل کرتا ہے۔

قَلِيْلُ اِدِّخَارِ الزَّادِ اِلَّا تَعِلَّةً فَقَدْ نَشَزَ الشُّرْسُوْفُ وَالْتَصَقَ الْمِعَا

ترجمہ:۔وہ بہت کم توشہ جمع کرنے والا ہے مگر جس سے دل بہلایا جائے (اس لئے) پس اس کی پسلیوں کا نرم حصہ اوپر اُٹھا ہوا ہوتا ہے ،اور آنتیں (پیٹھ سے) چپک گئی ہوتی ہیں۔(کیونکہ عربوں کے یہاں کم خوری و کم خوابی بہادری کی علامت ہے)

تحقیق:۔ادخار: ای الجمع یہ اصل میں ''اِذْ تِخَارٌ'' تھا، باب افتعال کا فاکلمہ ذال ہونے کی وجہ سے اسے دال سے بدلا گیا پھر تائے افتعال کو بھی دال سے بدل کر ادغام کر دیا گیا، بمعنی ذخیرہ کرنا، ''التصق'' باب افتعال سے بمعنی مل جانا، چپک جانا۔تعلة ای تشغله۔ نشز من نصر و ضرب، ای ارتفع ۔ شرسوف. ای الضلع ۔ المعا جمعه امعاءٌ: یقال فی اللغة الاردیة، انتری ،یکنی بها من عدم التناول .

ترکیب:۔''قلیلُ الخ'' مبتدأ محذوف ''ھو'' کی خبر ہے، ''اِلّا تعلة'' سے قبل یہ عبارت محذوف ہے، ''لایدخر شیئًا'' ''المعا'' فاعل ہے ''التصق'' کا۔

يَبِيْتُ بِمَغْنَى الْوَحْشِ حَتّٰى أَلِفْنَهٗ وَيُصْبِحُ لَا يَحْمِيْ لَهَا الدَّهْرَ مَرْتَعَا

ترجمہ:۔وہ رات گزارتا ہے وحشیوں کے کچار و منزل میں (جو کہ سنگ دل ہونے اور کسی شیر وغیرہ سے نہ ڈرنے کی علامت ہے) حتی کہ جانور بھی اس سے مانوس ہوگئے ہیں، اور وہ صبح کرتا ہے جس حال میں وہ جانوروں کو چراگاہ سے کبھی نہیں روکتا۔(یعنی وہ جانوروں سے زیادہ مانوس ہو چکا ہے اس لئے جانور اسے دیکھ کر چراگاہ سے بھاگتے نہیں)

تحقیق:۔مغنی: گھر۔الوحش: جنگلی جانور جمع الوحوش۔مرتع: چراگاہ باب فتح سے ہے۔''الفنه'' صیغہ جمع مؤنث غائب باب سمع سے محبت کرنا، مانوس ہونا۔''یبیت'' باب ضرب سے بمعنی رات گزارنا۔

ترکیب:۔یحمي: یہ یصبح کی ضمیر سے حال ہے۔''الدھر'' مفعول فیہ ہے۔''لها'' میں ضمیر ''الوحش'' کی طرف راجع ہے۔

عَلٰى غِرَّةٍ أَوْ نُهْزَةٍ مِنْ مُكَانِسٍ أَطَالَ نِزَالَ الْقَوْمِ حَتّٰى تَسَعْسَعَا

ترجمہ:۔اور وہ انکی غفلت اور اپنی فرصت کے وقت (ان جانوروں کو نہیں روکتا جیسا کہ شکاریوں کی عادت ہوتی ہے) حالانکہ وہ وہاں رہنے والوں کے ساتھ ہے۔قوم کے ساتھ اس کی لڑائی طویل ہوگئی یہاں تک کہ وہ اب بوڑھا ہو گیا۔

تحقیق:۔غرة:ای غفلةو کاهلة. نهزة:ای فرصة. مکانس :ای ملازم الکنائس و آخذالبهیمیة الوحشة. تسعسعا:ای ء اکثر عمره .وبقی قلیله. آخر میں الف اشباعی ہے، ماضی کا صیغہ ہے، باب تسربل ہے۔

ترکیب:۔علی غرة: یہ پہلے شعر میں ''لایحمی'' کے متعلق ہے۔''من مکانس'' سے پہلے عبارت ''وھو کائن'' محذوف ہے، پھر ''لایحمی'' کی ضمیر سے حال ہے۔''اطال'' سے پہلے واؤ محذوف ہے۔

وَمَـنْ یُـغْـرَ بِالْاَعْـدَاءِ لَابُـدَّ أَنَّـهُ سَیَلْقَى بِهِمْ مِنْ مَصْرَعِ الْمَوْتِ مَصْرَعًا

ترجمہ:۔اور جس شخص کو دشمنوں پر ابھارا جائے (دشمنوں کو قتل کرنے کیلئے برانگیختہ کیا جائے) تو ضرور وہ بھی اُن دشمنوں کی وجہ سے قتل گاہوں میں سے کسی قتل گاہ میں ملے گا۔ (یعنی ایک دن ضرور مرے گا)

تحقیق:۔''یغر'' باب افعال سے مضارع مجہول ہے، اصل میں ''یُغْرَیُ'' تھا، من موصولہ متضمن بمعنی الشرط کی وجہ سے یا گرگئی ہے، پھر را متحرک ماقبل میں حرف صحیح ساکن ہونے کی وجہ سے را کی حرکت ماقبل میں دیدی۔ بمعنی برانگیختہ کرنا، ابھارنا۔''مصرع'' باب فؔ سے بمعنی مقتل جمع مصارع ہے۔

ترکیب:۔بھم: میں باء سببیہ ہے، اور ھم ضمیر ''اعداء'' کی طرف راجع ہے۔ أی بسبب الاعداء۔''یغر'' کے بعد ضمیر ''ہ'' محذوف ہے جس کا مرجع من موصولہ متضمن بمعنی الشرط ہے، پھر یہ شرط ہے۔''لابد الخ'' جزاء ہے۔''مصرعا'' مفعول ہے ''[illegible]قی'' کا۔

رَأَیْنَ فَتًى لَاصَیْـدُ وَحْـشٍ یُهِمُّهُ فَـلَـوْ صَـافَحَتْ اِنْسًا لَصَافَحْنَهُ مَعًا

ترجمہ:۔ان وحشی جانوروں نے ایک ایسے نوجوان کو دیکھا جو جانوروں کا ارادہ (شکار) نہیں کرتے، چنانچہ اگر وحشی جانور کسی انسان کیساتھ مصافحہ کرتے تو وہ سب ملکر اس جوان کے ساتھ مصافحہ کر لیتے۔

تحقیق:۔''فتی'' بمعنی نوجوان فتیان جمع ہے ''وحش'' بمعنی وحشی جانور وحوش جمع ہے ''صافحت'' باب مفاعلہ سے بمعنی مصافحہ کرنا۔

ترکیب:۔''لاصید وحش یھمه'' میں ''لا'' نافیہ ہے، اور ''لا'' ''یھمه'' سے متعلق ہے۔ اصل عبارت یوں ہے ''صیدُ وحشٍ لایُھمّه'' یہ جملہ اسمیہ ہے پھر ''فتی'' کی صفت ہے، ''معا'' تاکید ہے۔

وَلٰکِنَّ أَرْبَابَ الْمَخَاضِ یَشُفُّهُمْ إِذَا افْتَـقَـرُوْهُ وَاحِدًا أَوْ مُشَیَّـعَـا

ترجمہ:۔اور لیکن وہ جوان حاملہ اونٹنیوں کے مالکوں کو کمزور ولاغر کر دیتا ہے، جس وقت وہ اس کو تنہا یا جماعتوں کے ساتھ تلاش کرتے ہیں (یعنی وہ وحشی جانوروں کا قصد نہیں کرتا بلکہ اونٹنیوں کو چھینتا ہے، کیونکہ عربوں کے یہاں اونٹنیاں بہترین دولت ہیں اور مالکان تلاش کرتے کرتے خود لاغر و کمزور ہو جاتے ہیں)

تحقیق:۔مخاض: حاملہ اونٹنیاں یہ اسم جمع ہے۔یشف: نصر سے شفوفا: کمزور ولاغر کرنا۔ مشیعا: تفعیل سے اسم مفعول ہے بمعنی وہ آدمی جس کے ہمراہ کوئی ہو۔''افتقر'' باب افتعال سے بمعنی تلاش کرنا، پیچھے چلنا۔

ترکیب:۔واحدا، مشیعا: یہ دونوں حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔''اذا الخ'' ظرف ہے۔

وَإِنِّـیْ وَإِنْ عُـمِّـرْتُ أَعْلَمُ أَنَّنِیْ سَأَلْقَى سِنَانَ الْمَوْتِ یَبْرُقُ أَصْلَعَا

جمہ:۔اور بے شک مجھے اگر زیادہ لمبی عمر دیجائے (میں بوڑھا ہوجاؤں) تو میں یقیناً جان لونگا کہ بلاشبہ میں عنقریب موت کے چمکدار ئل شدہ نیزہ سے ملوں گا۔(یعنی جنگوں میں زیادہ شرکت کی وجہ سے عمر اگرچہ زیادہ ہوگئی ہے، پھر بھی ایک دن ضرور مارا جاؤں گا)

یق:۔اصلعا: صیقل: سنان ،نیزے۔عمرت: ماضی مجہول تفعیل سے بمعنی طویل العمر ہونا۔یبرق: نصر سے برقا: بمعنی چمکنا۔

کیب:۔یبرق،اوراُصلعا: یہ دونوں ''سنان الموت'' سے حال ہیں۔

وَقَالَ بَعْضُ بَنِیْ قَیْسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ

رف و پس منظر:۔ یہاں شاعر بنوسعد کو جو بنوقیس کی ایک شاخ ہے، مدد کیلئے دعوت دے رہا ہے اور اس کی تعریف بھی رہاہے،اور سعد بن مالک کے بہادروں کی تعریف کررہاہے:......

دَعَوْتُ بَنِیْ قَیْسٍ اِلَیَّ فَشَمَّرَتْ　　خَنَاذِیْذُ مِنْ سَعْدٍ طِوَالُ السَّوَاعِدِ

جمہ:۔میں بنوقیس کو اپنی طرف (مدد کیلئے) بلایا، تو بنوسعد سے لمبے لمبے بازؤوں والے بڑے بڑے بہادر (میری مدد کیلئے) تیار ہو ۓ۔(سعد بن مالک یہ بنوقیس کی شاخ ہے)

یق:۔شمرت :من باب تفعیل ای استعدت . خناذیذ: جمع خنذیذ ای الشجاع . سواعد: جمع ساعد ،یقال اللغة اردیة بازو ،صفة خناذیذ .

کیب:۔''خناذیذ'' فاعل ہے۔''من سعد'' سے بنوسعد مراد ہے۔

إِذَا مَا قُلُوْبُ الْقَوْمِ طَارَتْ مَخَافَةً　　مِنَ الْمَوْتِ أَرْسَوْا بِالنُّفُوْسِ الْمَوَاجِدِ

جمہ:۔جب قوم کے دل موت کے خوف سے اُڑ جاتے ہیں تو وہ لوگ اپنی بزرگ جانوں کو (میدان جنگ میں) ثابت قدم رکھتے ہیں۔

یق:۔المواجد جمع ماجد بمعنی بزرگوار۔کرم سے بزرگ ہونا۔''طارت'' طیر مادہ باب ضرب سے اُڑ جانا ''اَرْسَوْا'' اصل میں رْسَیُوْا'' تھایاً متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یا کو الف سے بدل دیا گیا، پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کردیا گیا۔بمعنی ت رکھنا۔

کیب:۔المواجد ''النفوس'' کی صفت ہے۔اور''ارسوا'' یہ ''إذا'' کا جواب ہے،بعض نے تقدیری عبارت یہ نکالی ''ارسوا بهم وهم متلبسون بالنفوس الكرائم'' اس صورت میں باتعدیہ ہوگا ورنہ زائدہ۔

وَقَالَ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ

ملۂ نسب یوں ہے، سعد بن مالک بن ضبیعہ بن قیس بن ثعلبہ جو کہ طرفہ بن العبد کے دادا ہیں، جاہلی شاعر ہے۔سعد بن مالک کے نام ے دو شاعر ہیں: (الف) سعد بن مالک (ب) سعد بن مالک بن الاقیصر القریعی ،اس کا تعلق بنی سلامان سے ہے اور زبردست شاعرو در ہے، یہاں اول مراد ہے جو مشہور شاعر طرفہ کا دادا ہے اور قبیلہ بکر بن وائل کے سرداروں میں ہے، یہ نہایت عمدہ شہسوار اور جید شاعر

جاہلی ہے، اس کے بہت سے واقعات کتب تاریخ میں مکتوب ہیں۔ درج ذیل قصیدہ شاعر نے جنگ بسوس کے متعلق کہا تھا، یہ جنگ بکر بن وائل اور بنی تغلب کے درمیان ہوئی تھی جس میں بکر بن وائل کی شاخ حارث بن عباد نے یہ کہہ کر شرکت نہیں کی تھی کہ میرے پاس نہ اونٹ ہے اور نہ گھوڑا، اس بزدلی پر شاعر نے درج ذیل قصیدہ کہا۔ (دیوان حماسہ مطبوعہ مصر)

یَـا بُـؤْسَ لِـلْـحَـرْبِ الَّتِـيْ وَضَـعَـتْ أَرَاهِـطَ فَـاسْـتَـرَاحُـوْا

ترجمہ:۔ ہائے اس جنگ کی شدت کو دیکھو جس نے (میری قوم کے) کچھ لوگوں کو (حارث وغیرہ کو) دور پھینک (رتبہ سے گرادیا) دیا ہے، چنانچہ وہ آرام کرنے لگے (جنگ سے بھاگ کر)

تحقیق:۔ وضعت: فتح سے وضعاً بمعنی رکھنا، گرانا، ذلیل کرنا۔ ارَاہط: جمع رھط کی ہے بمعنی جماعت۔ مادہ ''ر، ھ، ط'' ہے۔ بؤس: شدت۔

ترکیب:۔ ''یـا بـؤس لـلـحـرب'' میں مضاف الیہ پر ''لام'' تاکید اضافت کیلئے داخل کیا گیا ہے اصل عبارت یوں ہے۔ ''یـا بؤس الحرب'' اس قسم کا لام باب النفی میں داخل ہوتا ہے جیسا کہ ''لا ابالک'' یا ''لاغلامی لک'' میں ہے اور باب النداء میں بھی داخل ہوتا ہے، یہ لام نہ تخصیص کا فائدہ دیتا ہے اور نہ ہی تعریف کا، صرف تخفیف کا فائدہ دیتا ہے۔ اس لئے ''بـــوس'' میں تنوین نہیں ہے۔ ''بوس'' سے قبل ''انظروا'' فعل محذوف ہے اس لئے یہ منصوب ہے۔

وَالْـحَـرْبُ لَايَـبْـقَـى لِـجَـا حِـمِـهَـا الـتَّـخَـيُّـلُ وَالْـمِـرَاحُ

ترجمہ:۔ اور جنگ کی سختی کے وقت تکبر اور مستی وغیرہ کچھ باقی نہیں رہتا۔ (بلکہ سب کچھ ختم ہوجاتے ہیں)

تحقیق:۔ لـجـاحـم: ای شدة، والبواقی ظاهر. التخيل: ای التكبر. المراح: باب سمع سے بمعنی اترانا، نشاط، مستی، یہ اصل میں ''مِرْوَحٌ'' واؤ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن ہے اس لئے واؤ کی حرکت ماقبل میں نقل کرکے واؤ کو الف سے بدل دیا گیا۔ یہ مصدر میمی ہے۔

ترکیب:۔ لجاحمہا: میں ''لام'' وقت کیلئے ہے۔ ای لوقت جاحمہا'' ہے۔ ''التخيل الخ'' فاعل ہے ''لایبقی'' کا۔

إِلَّا الْـفَـتَـى الـصَّـبَّـارُ فِـي الـنَّـجَـدَا تِ وَالْـفَـرَسُ الْـوَقَـاحُ

ترجمہ:۔ مگر سختیوں میں صبر کرنے والا نوجوان اور مضبوط کھر والا گھوڑا۔ (یعنی میدان جنگ میں سخت کھر والا گھوڑا اور بہادر نوجوان ہی باقی رہے گا باقی سب ختم ہوجائے گا)

تحقیق:۔ نجدات: جمع نجدة ای شدة. وقاح ای الفرس مایكون خاصره شديدًا ''الصبار'' مبالغة الصابر.

ترکیب:۔ ''إِلَّا الفتى'' مرفوع ہے اور ''التخیل'' سے بدل ہے۔ یہ بنی تمیم کی لغت ہے، دیگر عربوں کی لغات کے مطابق یہ مستثنیٰ کی بناء پر منصوب ہے۔ عبارت یوں ہوگی ''لایبقی شیئٌ إِلَّا الفتى الصبار الخ''

وَالـنَّـثْـرَةُ الْـحَـصْـدَاءُ وَالْـبَـيْـضُ الْـمُـكَـلَّـلُ وَالـرِّمَـاحُ

ترجمہ:۔ اور تنگ حلقہ والی کشادہ زرہ اور زرہ کے ساتھ جڑا ہوا خود اور نیزے۔ (یعنی یہ چیزیں تو جنگ میں باقی رہ سکتی ہیں اسکے علاوہ تکبر وغیرہ کچھ کام نہیں آسکتا)

تحقیق:۔ النثرة: الدرع الواسعة. حصداء: ای ضيقة الحلقة محكمة النسج. البيض ای الخود. المكلل: ای

المشدد. کلهم مرفوع علی البدلیة او المستثنی مفرغ.

ترکیب:۔النشرة: کا عطف پہلے شعر میں "الفرس" پر ہے۔ یہ یا تو بدل ہونے کی بناء پر مرفوع ہیں یا مستثنی مفرغ ہے۔

وَتَسَاقَطَ الْأَوْشَاظُ وَالذَّنَبَا ۔ تُ إِذْ جُهِدَ الْفِضَاحُ

ترجمہ:۔اور (جنگ میں) گر جاتے ہیں خسیس اور کم درجے کے لوگ جب فضحت (رسوائی) اپنی انتہاء کو پہنچ جائے۔

تحقیق:۔اوشاظ: جمع وشظ الخدام والاتباع. ذنبات: ای الاسافل. جهد: من باب فتح کنایة من انتهاء البلوغ. "الفِضاح" بمعنی رسوائی، باب فتح سے آتا ہے۔ "تساقط" اصل میں "تتساقط" تھا، باب تفاعل سے ایک تا ساقط ہو گئی ہے۔ مضارع کا صیغہ ہے

ترکیب:۔"الاوشاظ الخ" فاعل ہے اور "اذا الخ" ظرف ہے۔

وَالْكَرُّ بَعْدَ الْفَرِّ إِذْ ۔ كُرِهَ التَّقَدُّمُ وَالنِّطَاحُ

ترجمہ:۔اور دوبارہ حملہ کرنا فرار کے بعد (فعل محمود ہے) جبکہ آگے بڑھنا اور قتال کرنا سخت ناگوار معلوم ہو۔

تحقیق:۔النطاح: المقابل بالقرن کنایة من الحرب. من باب مفاعلة "کره" باب سمع سے ہے، یہ عموماً مجہول استعمال ہوتا ہے۔

ترکیب:۔"الکرّ" فعل محذوف "یحمد" کا نائب فاعل ہے۔

كَشَفَتْ لَهُمْ عَنْ سَاقِهَا ۔ وَبَدَا مِنَ الشَّرِّ الصُّرَاحُ

ترجمہ:۔جنگ نے ان کی پنڈلی کھول دی (یعنی وہ جنگ میں رسوا ہو گئے، مقابلہ سخت ہوا) اور خالص شر (جنگ) ظاہر ہو گیا۔

تحقیق:۔کشفت: ای کشفت الحرب. ساقها: ای ساق الاراهط. الصراح ای الخالص المحض والصریح. "بدا" بمعنی ظاہر ہونا، بدو مادہ ہے، باب نصر ہے۔

ترکیب:۔کشفت: میں ضمیر "حرب" کی طرف راجع ہے اور ساقها" کی ضمیر "اراهط" کی طرف راجع ہے، اور "من الشر" میں "من" زائدہ ہے۔ "الصُّراحُ" صفت ہے "الشرّ" کی۔ پھر فاعل ہے "بدا" کا۔ فاعل پر جس طرح باً زائدہ ہوتا ہے اسی طرح من بھی زائدہ ہوتا ہے۔

فَالْهَمُّ بَيْضَاتُ الْخُدُوْ ۔ رِ هُنَاكَ لَا النَّعَمُ الْمُرَاحُ

ترجمہ:۔پس وہاں ہمارا مقصود پردے نشین خوبصورت عورتیں قید کرنا تھا نہ کہ وہ جانور جو شام کو گھر لائے جائیں (کیونکہ عورتوں کو قید کرنے میں دشمن کی زیادہ رسوائی ہے بنسبت جانوروں کے قید کرنے کے پھر یہ جنگ کا دن ہے نہ کہ غارت گری کا۔)

تحقیق:۔خدور جمع خدر معناه الستر والغطاء. بیضات: جمع بیضة ای المرأة الجمیلة. نعم: جمع انعام ای البهیمة. وقیل هو جمع لا واحد له. "المراح" باب افعال سے اسم مفعول ہے بمعنی وہ جانور جو شام کو گھر لائے جاتے ہیں۔

ترکیب:۔"فالهمُّ" الف لام عوض مضاف الیہ کے ہیں، اصل میں "همُّنا" تھا، ترکیب میں مبتدا ہے اور "بیضات الخ" خبر ہے۔

بِئْسَ الْخَلَائِفُ بَعْدَنَا ۔ أَوْلَادُ يَشْكُرَ وَاللِّقَاحُ

ترجمہ:۔ ہمارے بعد ہمارے برے خلیفہ، (کیونکہ انہوں نے ہمارے ساتھ جنگ میں حصہ نہیں لیا) قبیلہ یشکر اور لقاح کی اولاد ہیں۔

تحقیق:۔ الخلایف جمع خلیفۃ بمعنی برے جانشین۔ لقاح: قبیلہ بنی حنیفہ کا لقب ہے۔ "یشکر" بھی قبلیہ کا نام ہے۔

ترکیب:۔ "الخلائف" فاعل ذم ہے اور "اولادُ الخ" مخصوص بالذم ہے۔

مَنْ صَدَّعَنْ نِيْرَانِهَا فَأَنَا ابْنُ قَيْسٍ لَابَرَاحُ

ترجمہ:۔ جس نے جنگ کی آگ سے منہ پھیرا (سو پھیرنے دے پرواہ نہیں) میں تو ابن قیس ہوں (میں تو جنگ سے) الگ نہیں ہوتا۔

تحقیق:۔ "صدّ" باب نصر سے بمعنی اعراض کرنا، "نیران" نار کی جمع ہے بمعنی آگ، لابراح: ای "لازوال لی".

ترکیب:۔ "لا" مشبہ بلیس ہے، "براح" اس کا اسم ہے اور اس کی خبر "لی" محذوف ہے، یا "عندی" محذوف ہے یہ امام سیبویہ کے نزدیک ہے، البتہ رفع کی صورت میں لا مکرر ہونا چاہیے تھا جیسا کہ کہا جاتا ہے "لادرهم لی ولا دینار لی" یہاں عدم تکرار لاشعر کی وجہ سے ہے، بعض حضرات "براح" کو منصوب پڑھتے ہیں اور "لا" کو نفی جنس قرار دیتے ہیں۔ "من صد الخ" شرط ہے، جزا "فلیعوض" محذوف ہے۔

صَبْرًا بَنِيْ قَيْسٍ لَهَا حَتّٰى تُرِيْحُوْا أَوْتُرَاحُوْا

ترجمہ:۔ اے بنو قیس! صبر کرو (میدان جنگ میں۔) یہاں تک کہ ان (دشمنوں کو قتل کر کے) کو آرام پہنچاؤ، یا تمہیں راحت پہنچائی جائے (کہ دشمن تمہیں قتل کر کے موت کی نیند سلا دے)

تحقیق:۔ تریحوا: افعال سے اراحۃ: مصدر ہے، بمعنی آرام پہنچانا۔

ترکیب:۔ صبرا: مفعول مطلق ہے، عامل محذوف ہے اصبروا صبرا۔ اور بنی قیس منادی ہے حرف ندا محذوف ہے اور "لھا" کی ضمیر "حرب" کی طرف عائد ہے۔

إِنَّ الْمُوَائِلَ خَوْفَهَا يَعْتَاقُهُ الْأَجَلُ الْمُتَاحُ

ترجمہ:۔ بے شک جنگ کے خوف سے پناہ طلب کرنے والا، اجل مقررہ اس کو (بھاگنے سے) روک دے گی (یعنی اگر جنگ میں کسی کی موت مقرر ہو چکی تو بھاگ نہیں سکے گا)

تحقیق:۔ الموائل : اسم فاعل من باب مفاعلة ای طالب الماوی والملجا و من ضرب ای طلب النجاة. یعتاق المنع والحبس . یہ اصل میں "یَعْتَوِقُ" اور ثلاثی مجرد میں باب نصر سے ہے بمعنی روک دینا، المتاح ای المقدر .

ترکیب:۔ "خوفها" مفعول لہ ہے "الموائل" کا، پھر اسم إنّ ہے "یعتاق الخ" خبر انّ ہے۔

هَيْهَاتَ حَالَ الْمَوْتُ دُوْنَ الْ فَوْتِ وَانْتُضِيَ السِّلَاحُ

ترجمہ:۔ بھاگنا دور کی بات ہے، موت حائل ہو گئی (ہمارے اور بھاگنے کے درمیان) اور اسلحے کھینچے گئے (یعنی اب بھاگنا ناممکن ہے کیونکہ اب تلواریں نیام سے نکالی گئی ہیں)

تحقیق:۔ هیهات ۰ اسم فعل ای بعد الفرار . دون الفوت: ای قبل السبق والفرار . انقضی من باب افتعال، نضو

مادہ ای سُلّ السیف من الغمد .السلاح السیف .

ترکیب:۔ ''هیهات'' کا فاعل ''الفرارُ'' ہے ''السلاح'' نائب فاعل ہے ''اُنتضی'' کا۔

كَيْفَ الْحَيٰوةُ إِذَا خَلَتْ مِنَّا الظَّوَاهِرُ وَالْبِطَاحُ

ترجمہ:۔ وہ زندگی کیسی ہوگی (آل بکر کے باقی ماندہ لوگوں کے لئے) جب ہم سے وادیوں کے اوپر اور نیچے والے حصّے خالی ہو چکے ہوں گے، (یعنی ہمارے مرنے کے بعد آل بکر کی زندگی کا کیا فائدہ)

تحقیق:۔الظواهر: بلند زمینیں، مفرد ظاہرۃ۔ البطاح: اس کا مفرد بطیحۃ: بمعنی کشادہ نالہ جس میں ریت اور کنکریاں ہوں یہاں الظواہر سے بلند حصے، اور البطاح سے اندرونی حصے مراد ہیں۔

ترکیب:۔ ''الحیوۃ'' کے بعد ''لآل بکر'' محذوف ہے ''اذا الخ'' ظرف ہے۔ ''الظواهر الخ'' فاعل ہے ''خلتْ'' کا۔

أَيْنَ الْأَعِزَّةُ وَالْأَسِنَّةُ عِنْدَ ذَالِكَ وَالسَّمَاحُ

ترجمہ:۔ کہاں ہوں گے عزت والے لوگ! (یعنی ہمارے مرنے کے بعد عزت والے اور تجربہ کار لوگ کہاں ہونگے، کیونکہ تجربہ کار لوگ تو صرف ہم ہی ہیں) اور نیزے والے اس وقت اصحاب سخاوت۔

تحقیق:۔اعزة: ای الرجال الکرام. اسنة الرجال الماضون فی الامور. عند ذالک ای بعدموتنا. السماح الرجال الخیر واصحاب الجود۔

ترکیب:۔ عند ذالک'' کا اشارہ پہلے شعر میں ''خلت منا الظواہر'' کی طرف ہے۔ ''این'' خبر مقدم ہے، ''الاعزةُ الخ'' مبتدأ مؤخر ہے۔

وَقَالَ جَحْدَرُ بْنُ ضَبِيْعَةَ بْنِ قَيْسٍ

تعارف وپس منظر:۔ یہ شاعر جاہلی ہے، ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ بنو قیس (اور اس کی شاخ بنو بکر) نے بنو تغلب کے ساتھ جنگ کا ارادہ کیا۔ تو بنو قیس و بنو بکر نے یہ بھی طے کیا کہ اس جنگ میں قبیلہ کی تمام عورتیں بھی شریک ہونگیں، جو میدان جنگ میں زخمیوں کی مرہم پٹی اور پانی پلانے نیز دشمن کے زخمیوں کا کام تمام کرنے کا فریضہ بھی انجام دین گی، تاہم علامت کے طور پر قبیلہ کے تمام مردوں کے سر منڈوا دیئے۔ اسلئے اس کو ''یوم التحالق'' کہتے ہیں۔ البتہ شاعر نے کہا کہ میری شکل وصورت کچھ زیادہ اچھی نہیں لہذا مجھے اس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے، اگر مستثنیٰ قرار دیا جائے تو میں دشمن کے پہلے شہسوار سے لڑوں گا۔ چنانچہ جب جنگ شروع ہوئی تو شاعر زخمی ہوئے، بنو قیس کی عورتیں میدان میں اتریں اور بال والے زخمیوں کو قتل کرنے لگیں، بالوں کی وجہ سے انہوں نے دشمن کا زخمی سمجھ کر شاعر کا کام بھی تمام کر دیا، شاعر نے موت سے قبل مندرجہ ذیل اشعار کہے:

قَدْ يَتِمَتْ بِنْتِيْ وَآمَتْ كَنَّتِيْ وَشَعِثَتْ بَعْدَ الرِّهَانِ جُمَّتِيْ

ترجمہ:۔ تحقیق کہ میری بیٹی (جنگ کے بعد) یتیم ہو جائے گی، اور میری زوجہ بیوہ ہو جائیگی، اور لڑائی کے بعد میرے بال پراگندہ ہو جائیں گے۔ (کیونکہ میں نے بنی تغلب کے بڑے بہادروں سے لڑنے کا عہد کیا ہے)

تحقیق:۔ یتمت: من باب ضرب و سمع و کرم ای الیتیم. آمت: باب ضرب سے، ایم مادہ بمعنی بیوہ ہونا، یہ اصل میں "اَیَمتُ" تھا یا متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یا کو الف سے بدل دیا گیا ہے۔ "کنة" بفتح الکاف بمعنی بھاوج، بھابی، کنائن جمع ہے "شَعِثَتُ" باب سمع سے بمعنی پراگندہ بال ہونا "الرِّھان" بمعنی گھڑ دوڑ، مقابلہ، قتال "جُمَّة" کی جمع جُمم ہے بمعنی زیادہ بال کان کی لو سے نیچے ہونا۔

ترکیب:۔ "جمتی" فاعل ہے "شَعِثَت" کا۔

رُدُّوا عَلَـيَّ الْخَيْلَ إِنْ أَلَمَّتْ إِنْ لَمْ يُنَـاجِزْهَـا فَجُزُّوا لِمَّتِي

ترجمہ:۔ اگر شہسوار (بنوتغلب کے) آئے، تو ان کو مجھ پر لوٹا دو (تا کہ میں ان سے مقابلہ کروں)، اگر وہ (یعنی شاعر) ان کے مقابلے کیلئے نہ نکلے تو میرے بال کاٹ دو۔ (کیونکہ شاعر نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اگر مجھے بال منڈوانے سے مستثنیٰ قرار دو تو میں دشمن کے پہلے شہسوار سے لڑوں گا)

تحقیق:۔ الـمت: من باب افعال ای انزلت بکم. یناجز: ای یقاتل والاصل واحدمتکلم لکنه اتی بغائب ایذانا بانه یغیب عنقریب. "فَجُزُّوا" باب نصر سے امر حاضر جمع کا صیغہ ہے بمعنی کاٹ دینا، "الخیل" میں الف لام عوض مضاف الیہ کے لئے ہیں، اصل میں "خیل تغلب" ہے۔ لمتی: جمعه لمم. الشعر المتفرق. اوالشعر الذی یکون بقریب الاذن.

ترکیب:۔ "لم یناجزھا" یہاں اصل میں "اناجزھا" متکلم کا صیغہ ہونا چاہئے لیکن شاعر نے متکلم سے غائب کی طرف التفات کر کے "یناجزھا" کہدیا۔ الـمت: کی ضمیر "خیل" کی طرف راجع ہے۔ "خیل" سے اصحاب خیل یعنی شہسوار مرد ہیں۔ "ردوا الـخ" جزاءِ مقدم ہے، "المت" شرط مؤخر ہے "لم یناجزھا" شرط ہے "فجزوا الخ" جزاء ہے۔

قَدْ عَلِمَتْ وَالِدَةٌ مَا ضَمَّتْ مَا لَفَّفَتْ فِي خِرَقٍ وَشَمَّتِ

ترجمہ:۔ تحقیق کہ میری والدہ نے جان لیا اس چیز کو کہ جس کو اس نے (سینے سے) لگایا ہے، اور جس کو کپڑے میں لپیٹا اور جس کو سونگھا (یعنی میری والدہ نے مجھ کو حالت رضاعت وطفولیت میں معلوم کرلیا تھا کہ میں بہادر ہوں)

تحقیق:۔ ماضمت: کان فی الاصل ماضمته ضمیر ما موصولہ کی طرف لوٹ رہی ہے، باب نصر سے بمعنی ملانا، بچے کو سینے سے لگانا، "لففت" باب تفعیل سے لف مادہ بمعنی کپڑے میں لپیٹنا، یعنی ولادت کے بعد بچے کو کپڑے میں لپیٹنا، "خِرَق" "خِرقة" کی جمع ہے بمعنی پھٹا ہوا کپڑا، ٹکڑا، "شمّت" باب نصر سے بمعنی سونگھنا، بچے کو پیار سے سونگھنا۔ "وَالِدَةٌ" میں تنوین عوض مضاف الیہ کے لئے ہے، اصل میں "وَالِدَتِيْ" تھا۔

ترکیب:۔ ضمت: اصل میں "ضمته" ہے ضمیر محذوف "ما" کی طرف عائد ہے۔ اور "مالففت" "ماضمت" سے بدل ہے اور شمت کا عطف "لففت" پر ہے۔ پھر مفعول ہے۔

إِذَا الْكُمَاةُ بِالْكُمَاةِ الْتَفَّتْ أَمُخْدَجٌ فِي الْحَرْبِ أَمْ أَتَمَّتْ

ترجمہ:۔ جب بہادر، بہادروں سے (میدان جنگ میں) لپٹ جائیں گے، کہ (میری والدہ کو معلوم ہے) کیا میں ناقص الاعضاء ہوں

میدان جنگ میں یا تام الخلق ہوں (یعنی میری والدہ کو معلوم ہو گیا تھا کہ میں بہادر اور تام الخلق ہوں)

تحقیق:۔التفت: من باب افتعال ای اشتداد القتال. مخدجٌ ای ناقص الجسم اسم مفعول من اخدجت الناقة اذا ما اتت بولدٍ نَاقِصٍ "اَتَمَّتْ" اصل میں "اَتْمَمَتْ" تھا، باب افعال سے بمعنی مکمل بچہ جننا، میم اول متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن ہے اس لئے میم اول کی حرکت نقل کر کے ماقبل میں دے کر دونوں میم کو ادغام کر دیا گیا ہے۔:ای تام الخلق۔

ترکیب:۔اُمخدجٌ: یہ پہلے شعر میں علمت" کیلئے مفعول بہ ثانی ہے، ترکیبی عبارت یہ ہے "قد علمت والدتی ماضمته ......أمخدج فی الحرب ام اتمت اذاالکمأة التفت بالکماة "اور "التفت" کی ضمیر "بالکماة" کی طرف بتاویل جماعت راجع ہے۔"اُمُخدَجٌ "اصل میں "اَاَنا مُخدَجٌ" تھا۔

وَقَالَ شَمَّاسُ بْنُ أَسْوَدَالطُّهوِیُّ

تعارف وپس منظر:۔ یہ شاعر جاہلی ہے، ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ قیس بن حسان اپنے ننھیال قبیلہ بنومجاشع کے پاس مہمان بن کر آیا، اور انہوں نے عمرو بن عمران (جس کا تعلق بنو اسد سے ہے) کا ایک اونٹ بھی لے گیا، تو عمرو چونکہ حری بن ضمرہ بنونہشل کا پڑوسی تھا تو اس نے حری سے شکایت کی، تو حری نے قیس کو مارا، ہاتھ بھی کاٹ دیا اور قیس سے عمرو کیلئے ایک کے بجائے تیس اونٹ چھین لئے۔قیس چونکہ بنومجاشع کا مہمان اور بھانجہ بھی تھا، اس لئے وہ حری کے قبیلہ بنونہشل کے پاس آئے اور کہا کہ حری نے ہمارے مہمان سے تیس اونٹ لے لئے ہیں وہ اس سے واپس کرادو۔ اگر تم اس سے نہیں لے سکتے، تو ہم اس سے لے لیں گے، لیکن تم اس کی مدد نہ کرنا۔حری نے چونکہ دینے سے انکار کر دیا تھا، اسلئے بنومجاشع نے اس سے تیس سے زیادہ اونٹ لے لئے، اور بنونہشل نے اس کی مدد نہ کی، ذیل کے اشعار میں اسی کا تذکرہ ہے جو شاعر شماس نے حری بن ضمرہ کو خطاب کر کے کہے ہیں:

أَغَرَّکَ یَوْمًا أَنْ یُقَالَ ابْنُ دَارِمٍ وَتُقْصٰی کَمَا یُقْصٰی مِنَ الْبُرْکِ أَجْرَبُ

ترجمہ:۔کیا تجھ کو دھوکہ میں ڈالا ہے کسی دن، اس بات نے کہ تجھ کو ابن دارم کہا جائے، (یعنی تم نے یہ سمجھ لیا کہ میں ابن دارم بہادر کا بیٹا ہوں مجھے کوئی کچھ نہیں کر سکتا) حالانکہ تجھ کو (قوم سے) بہت دور کر دیا گیا ہے، جس طرح تندرست اونٹوں سے خارشی اونٹ کو دور رکھا جاتا ہے۔(اسلئے تو قوم کے کسی فرد نے تیری مدد نہ کی)

تحقیق:۔تقصی من باب افعال و نصر و سمع مضارع مجهول: ای تبعد .البرک: اسم جمع ای جماعة من الابل. اجرب: خارش زدہ اونٹ۔

ترکیب:۔أغرك "میں ہمزہ استفہام کا ہے۔"وتُقصی الخ "جملہ حالیہ ہے۔"اجربُ "فاعل ہے"کما یقصی" کا۔

قَضٰی فِیْکُمْ قَیْسٌ بِمَا الْحَقُّ غَیْرُهٗ کَذٰلِکَ یَخْزُوْکَ الْعَزِیْزُ الْمُدَرَّبُ

ترجمہ:۔قیس (قیس کے ماموں واخوال) نے تمہارے درمیان ناحق فیصلہ کیا (تجھے مارا بھی اور زیادہ اونٹ بھی لے گیا) اسی طرح تجھ کو غالب، طاقتور اور تجربہ کار آدمی رسوا کرے گا۔

تحقیق:۔المدرب اسم مفعول من باب تفعیل :المبصر والمجرب۔ یخزبو: نصر سے خزوا، بمعنی غالب آنا، دشمنی کرنا، سیاست کرنا۔

ترکیب:۔''قیس''مضاف الیہ ہے، مضاف محذوف ہے یعنی''اخوالُ قیس''جو کہ فاعل ہے۔''الحقُ غیرہ''جملہ اسمیہ ہے۔

فَـادِ إلـى قَيْـس بـنِ حَسـانَ ذَوْدَهُ وَمَـا نِيـلَ مِـنكَ التَّـمرُ أوْ هُوَ أطْيَبُ

ترجمہ:۔پس تو قیس بن حسان کو اس کے اونٹوں کی جماعت دیدو (جو تو نے اس سے لئے تھے) اور جو کچھ تجھ سے لئے گئے ہیں وہ کھجور (کی طرح شریں) ہیں یا اس سے زیادہ پاکیزہ ہیں۔(یعنی وہ تمہیں واپس نہیں ملے گا)

تحقیق:۔ذود: ثلاثة الى التسعة.وقيل الى العشرةوقيل غيرذالک. وهو واحدٌ وجمعٌ. نیل: ماضی مجہول، نال سمع سے بمعنی پانا۔''اد''باب تفعیل سے امر کا صیغہ ہے، آخر سے یا گرگئی ہے۔

ترکیب:۔''فادِ''سے پہلے شرط ''اذ کان الا مر کذلک''محذوف ہے، یا''فقیل لک''محذوف ہے۔

فَـإلّا تَـصِـلْ رِحْـمَ ابْـنِ عَـمْـرِو مَـرْثَـدٍ يُـعَـلِّـمْـكَ وَصْـلَ الـرِّحْـمِ عَضْبٌ مُجَرَّبُ

ترجمہ:۔پس (اے حری!) اگر تو ابن عمرو بن مرثد (یعنی قیس بن حسان) کے ساتھ (اونٹ واپس کر کے) صلہ رحمی نہیں کرو گے، تو کاٹنے والی آزمودہ تلوار تجھے صلہ رحمی سکھادیگی۔

تحقیق:۔فالاتصل:كان فى الاصل(فإن لاتصل) نون الشرطية ادغمت فى لا النافية .عضب السيف .مجرب اى قاطع. قیس بن حسان ابن عمر اور ابن مرثد کا بھانجہ ہے، اس لئے قیس بن حسان کے بجائے ماموں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

ترکیب:۔''لاتصل الخ''شرط ہے''یُعَلِّمْکَ الخ''جزا ہے''عَضْبٌ مجرَّبٌ''مرکب توصیفی کے بعد''یعلمک''کا فاعل ہے۔

وَقَالَ حَجْرُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَحْمُوْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدٍ

تعارف و پس منظر:۔یہ شاعر جاہلی ہے، یہاں شاعر اپنے آباء واجداد کی بزرگی وشرافت کا ذکر کر رہا ہے، اور ساتھ ساتھ دوسرے لوگوں کا اس اعلیٰ مقام سے عاجز ہونے کا ذکر کر رہا ہے، کہتے ہیں کہ ہمارے دوسرے درجہ کا آدمی بھی دوسرے لوگوں کے سرداری کرتے ہیں، اگر کوئی دوسرا آدمی حصول شرف کیلئے کوشش کرے تو وہ ہمارے آباء سے آگے نہیں جا سکتا، بلکہ تابع ہوتا ہے، اور ہمارے اول درجہ کے لوگ تو معد بن عدنان کی سربراہی کرتے ہیں تو وہ لوگ اس کی مزاحمت بھی نہیں کر سکتے۔ہم تو ویسے بہادر و بزرگ لوگ ہیں کہ ہمارے پڑوسی کو کوئی دھمکا نہیں سکتا۔ہم تو ویسے لوگ ہیں کہ جب ہمارے پاس قحط سالی کے زمانہ بھی مہمان آتے ہیں تو ہم ان کیلئے بیدھڑک خرچ کرتے، اور دودھ کی طرح بہاتے ہیں۔

وَجَـدْنَـا أبَـانَـا حَلَّ فِي الْـمَـجْـدِ بَيْـتُـهُ وَأعْـيَـى رِجَـالًاآخـرِيـن مَـطَـالِـعُـهُ

ترجمہ:۔ہم نے اپنے آباء واجداد کو ایسے حال میں پایا کہ اس کا گھر بزرگی وشرف میں اترا ہوا تھا، (یعنی بزرگی گھر میں اتری ہے) اور عاجز بنادیا تھا اس (بزرگی و مقام ترقی) کے راستوں نے دوسرے لوگوں کو۔

تحقیق:۔حل: نصر سے حلولا: بمعنی اترنا۔''أعیی'' افعال سے إعیاءً: تھکانا۔مطالعہ: یہ جمع ہے مفرد مطلع ہے، بمعنی طلوع ہونے کی جگہ، راستہ۔''مجد'' باب کرم سے بمعنی بزرگی۔

ترکیب:۔''بیتہ'' فاعل ہے''حلَّ'' کا، یعنی گھر بزرگی میں اترا ہے، حالانکہ بزرگی گھر میں اترتی ہے، لہٰذا مفہوم الٹ ہوگا۔''مطالعہ'' فاعل ہے''اعیی'' کا۔

فَمَنْ یَّسْعَ مِنَّا لَا یَنَلْ مِثْلَ سَعْیِہٖ وَلٰکِنْ مَتٰی مَا یَرْتَحِلْ فَھُوَ تَابِعُہٗ

ترجمہ:۔پس جو کوئی ہم میں (مجد وشرف کے حصول کیلئے) کوشش کرے گا، تو وہ ہمارے آباء کے مانند سعی نہیں کرسکے گا، لیکن جب بھی کوئی اس کی طرف کوچ کرے گا تو وہ اس کا تابع ہوگا (یعنی اس سے آگے نہیں بڑھ سکے گا)

تحقیق:۔یسع: فتح سے سعیًا: بمعنی کوشش کرنا۔اصل میں''یسعی'' تھا یاء حرف علت''من'' شرطیہ کی وجہ سے گرگیا۔''ما یر تحل'' میں ما زائدہ ہے بمعنی کوچ کرنا باب افتعال سے ہے۔

ترکیب:۔''یسع منا'' شرط ہے''لا ینل الخ'' جزا ہے۔

یَسُوْدُ ثِنَانَا مَنْ سِوَانَا وَبَدْؤُنَا یَسُوْدُ مَعَدًّا کُلَّھَا لَا تُدَافِعُہٗ

ترجمہ:۔ہمارے دوسرے درجہ کا آدمی (ہمارے کمزور آدمی) سردار ہوتا ہے ہمارے علاوہ اور لوگوں کا، اور ہمارا سربراہ اول درجہ کا آدمی تو سارے معد بن عدنان کی سرداری کرتا ہے، اور وہ لوگ (اس سلسلے میں) اس کی مزاحمت بھی نہیں کرتے۔

تحقیق:۔ثنانا: واحد ثِنی اور جمع''ثِنیة'' ہے۔ ای ضعیف الرأی. بدؤنا کی جمع ابداءٌ ہے: السید الشریف. سود: ای القیادة۔باب نصر سے ہے۔

ترکیب:۔''لا تدافعہ'' میں ضمیر فاعل''معدا'' کی طرف راجع ہے۔''ثنانا'' فاعل ہے''یسود'' کا اور''مَنْ سوانا'' مفعول ہے''بدؤنا'' مبتدأ ہے''یسود الخ'' خبر ہے۔

وَنَحْنُ الَّذِیْنَ لَا یُرَوَّعُ جَارُنَا وَبَعْضُھُمْ لِلْغَدْرِ صُمٌّ مَسَامِعُہٗ

ترجمہ:۔اور ہم ایسے لوگ ہیں کہ ہمارے پڑوسی کو ڈرایا (دھمکایا) نہیں جاسکتا، (کیونکہ ہم پڑوسی کی مدد کرتے ہیں) اور بعض لوگوں کے کان عہد شکنی کی وجہ سے بہرے ہیں (کہ لوگ ان کو بے وفائی کا طعنے دیتے ہیں تو وہ اس کو نہیں سنتے گویا کہ وہ بہرے ہیں)

تحقیق:۔مسامع جمع ہے''مسمع'' کی بمعنی سننے کی جگہ۔''لا یروع'' باب تفعیل سے مضارع مجہول کا صیغہ ہے، روع مادہ ہے بمعنی ڈرانا، ''جار'' بمعنی پڑوسی، جیران جمع ہے۔''صُمٌّ'' بمعنی بہرا۔

ترکیب:۔''جارُنا'' نائب فاعل ہے''لا یروع'' کا''مسامعہ'' فاعل ہے''صُمٌّ'' کا پھر خبر ہے۔

نُدَھْدِقُ بَضْعَ اللَّحْمِ لِلْبَاعِ وَالنَّدٰی وَبَعْضُھُمْ تَغْلِیْ بِذَمٍّ مَنَاقِعُہٗ

ترجمہ:۔ہم پکاتے ہیں (مہمانوں کیلئے) گوشت کے ٹکڑے کو سخاوت اور کرم کی وجہ سے، اور بعض لوگوں کی دیگچیاں مذمت کیساتھ جوش مار رہی ہیں (یعنی بخل کی وجہ سے وہ کسی کو دیتے نہیں)

تحقیق:۔ الباع: ای السخاوۃ والندی. مناقع: جمع منقع ای القدر الصغیر. والمرجل. ندھدق رباعی مجرد ہے بمعنی پکانا، "تغلی" باب ضرب سے بمعنی جوش مارنا، غلیان مصدر ہے۔ "بضع" بمعنی ٹکڑا۔

ترکیب:۔ "بضع اللحم" مفعول ہے، "مناقعُه" فاعل ہے "تغلی" کا۔

وَيَحْلُبُ ضِرْسُ الضَّيْفِ فِينَا إِذَا شَتَا سَدِيْفَ السَّنَامِ تَسْتَرِيْهِ أَصَابِعُهُ

ترجمہ:۔ اور ہمارے مہمان کی داڑھ کوہان کی چربی پیتی ہے (یعنی کوہان کی چربی کو بلا تکلیف دودھ کی طرح پی جاتے ہیں) جب وہ موسم سرما (قحط سالی میں) میں ہمارے پاس آتے ہیں۔ تو اس کی انگلیاں چربی اختیار کرتی ہیں۔ (یہاں اپنے کرم وسخاوت اور زیادہ وسیع مہمان نوازی کا ذکر ہے)

تحقیق:۔ یحلب من باب نصر: ای استخراج اللبن. الضرس الاسنان. داڑھ، "سدیف" کی جمع سدَاف ہے بمعنی چربی کا ٹکڑا۔ السنام بمعنی کوہان، "تستریه" سرو مادہ باب افتعال سے بمعنی چننا، اختیار کرنا، "ضیف" بمعنی مہمان ضیوف جمع ہے۔

ترکیب:۔ "سَدیف السنام" یہ "یحلب" کیلئے مفعول ہے۔ "ضرس" فاعل ہے۔ "تستریه" حال ہے۔ "اصابعُه" فاعل ہے "تستریه" کا۔

مَنَعْنَا حِمَانَا وَاسْتَبَاحَتْ رِمَاحُنَا حِمَىٰ كُلِّ قَوْمٍ مُسْتَجِيْرٍ مَرَاتِعُهُ

ترجمہ:۔ ہم نے اپنی چراگاہ کی حفاظت کی، اور ہمارے نیزوں نے دوسری ہر قوم کی چراگاہ (یعنی اس کی حفاظت) کو مباح کردی، جس کو اس نے اجرت پر لی ہو (یا جس کی چرنے کی جگہ محفوظ تھی)

تحقیق:۔ "منعنا" باب فتح سے بمعنی روکنا، حفاظت کرنا، "حِمٰی" بمعنی چراگاہ "رماح" بمعنی نیزہ، رمح واحد ہے، "مستجیر" باب استفعال سے بمعنی اجرت پر لینا، "مراتع" مرتع کی جمع ہے بمعنی چراگاہ۔

ترکیب:۔ مراتعه: میں ضمیر "حمی" کی طرف راجع ہے، "مراتع" مفعول ہے "مستجیر" کا پھر "قوم" کی صفت ہے، "رماحُنا" فاعل ہے "استباحتْ" کا۔

وَقَالَ حَجرُبْنُ خَالِدٍ أَيْضاً

تعارف و پس منظر:۔ یہ شاعر جاہلی ہے، اس کا ذکر ماقبل میں آچکا ہے، یہاں شاعر اپنے دوست إلياء بن عبد کے حسن اخلاق اور بہادری اور میدان جنگ میں ثابت قدمی وغیرہ کا ذکر کر رہا ہے:

لَعَمْرُكَ مَا إِلْيَاءُ بْنُ عَبْدٍ بِذِي لَوْنَيْنِ مُخْتَلِفِ الْفَعَالِ

ترجمہ:۔ تیری عمر کی قسم! کہ بے شک إلياء بن عبد دو رنگا اور مکروہ فعل والا نہیں ہے (بلکہ ایک سچا اور مخلص دوست ہے)

تحقیق:۔ "لونین" "لون" کا تثنیہ ہے بمعنی رنگ، الوان جمع ہے "ذی نونین" بمعنی منافق، "الفعال" بفتح الفا بمعنی اچھا فعل اور "مختلف الفعال" بمعنی برے افعال، یہ لفظ عموماً خیر کے لئے استعمال ہوتا ہے وبکسر الفا "فِعلٌ" کی جمع ہے۔

ترکیب:۔ "ما" مشبہ بلیس ہے،" الیا بن عبد" اسم ما ہے"بذی" میں با زائدہ ہے جو کہ خبر ما کے اوپر آ گیا ہے۔

غَـدَاةَ أَتَـاهُ جَبَّـارٌ بِـإِدٍّ مُـعْـضَّـلَةٍ وَحَـادَ عَـنِ الْـقِتَـالِ

ترجمہ:۔ اس صبح کو یاد کرو، جب (اس کا مخالف) جبار اُس پر ایک بڑی پیچیدہ آفت لے آیا (یعنی جنگ لایا) اور اس نے لڑائی سے اعراض کیا (یعنی جنگ سے بھاگ گیا)

تحقیق:۔ غداة: منصوب بفعل مقدر ای اذکر غداة . اد: بکسر الهمزة جمعه ادادای الأفة العظیمة والامر المنکر .معضلة اسم مفعول من باب تفعیل ای الداهیة العسرة الضیقة صفة لادّ: وتانیث العضلة لان المراد بالاد الآفة العظیمة .حادمن ضرب ای فرّ واعرض ، ورغب عنه للخوف.

ترکیب:۔ "أتاه" کی ضمیر "اِلیا" کی طرف راجع ہے۔ حادَ کی ضمیر "جبار" کی طرف عائد ہے۔

فَـفَـضَّ مَـجَـامِـعَ الْـكَتِـفَيْـنِ مِـنْـهُ بِـأَبْـيَـضَ مَـا يُـغَـبُّ عَـنِ الصَّـقَـالِ

ترجمہ:۔ پس اِلیاء نے جبار کے دونوں کاندھوں کے جوڑ کو سفید تلوار سے توڑ دیا جسکے صیقل کرنے میں کبھی ناغہ نہیں کیا جاتا۔ (روز تیز کیا جاتا)

تحقیق:۔ فض من باب نصر :ای تفرّق و کسر .مایغب: صیغة مجهول من باب نصر غب عنه. اذاجاء یوماً وترکهم یوما. کماقیل زرغبا تزددحبا. بابیض ای بسیف ابیض ۔"مجامع" مجمع کی جمع ہے بمعنی کندھوں کے جوڑ، "الصَّقال" مفعول کے معنی میں ہے بمعنی تیز شدہ، صیقل شدہ۔

ترکیب:۔ "ابیض" موصوف اور "مایُغب الخ" صفت ہے۔

فَـلَـوْ أَنَّـا شَـهِـدْنَـاكُـمْ نَـصَـرْنَـا بِـذِي لَـجَـبٍ أَزَبَّ مِـنَ الْـعَـوَالِـي

ترجمہ:۔ پس اگر ہم (شاعر، اِلیاء کی قوم سے خطاب کر رہا ہے) تمہارے پاس (اس وقت) حاضر ہوتے تو ہم تمہاری مدد کرتے ایسے شور و غوغا والے لشکر کیساتھ جو زیادہ بال والے و بلند آواز والے ہیں۔

تحقیق:۔ لجب: من سمع ای صوة مرتفعة ،صفة لموصوف محذوف ای جیش ذی لجب. ازبّ اسم تفعیل من ضرب ای: کثرة الشعر .عوالی جمع عالیة وهو الطرف العالی من الرمح۔ وقد یرادبه الرمح.

ترکیب:۔ ذی لجب: کا موصوف محذوف ہے۔ ای "بجیش ذی لجب" ہے۔ "ذی لجب" میں مضاف کا اعتبار نہیں ہے جس طرح لفظ "کل" مضاف ہونے کی صورت میں مضاف الیہ کا اعتبار ہوتا ہے، اس لئے یہ بحکم نکرہ ہے "ازبّ الخ" صفت ثانی ہے، چونکہ یہ جملہ ہے اس لئے بحکم نکرہ ہے۔

وَلٰـكِـنَّـا نَـأَيْـنَـا وَاكْـتَـفَـيْـتُـمْ وَلَا يَـنْـأَى الْـحَـفِـيُّ عَـنِ السُّـؤَالِ

ترجمہ:۔ اور لیکن ہم تم سے دور تھے اور تم (دشمن کیلئے) کافی ہو گئے اور دوست کے حالات اصرار کے ساتھ پوچھنے والا دور نہیں ہوتا (اس لئے ہم روحانی اعتبار سے تمہارے قریب ہیں اگر چہ جسمانی طور پر دور ہیں)

تحقیق:۔ "نأینا" باب فتح سے ماضی جمع متکلم ہے بمعنی دور ہونا "الحفیّ" بمعنی اصرار کے ساتھ سوال کرنا "سوال" کی جمع اسئلة ہے

باب فتح سے، سَأل مادہ ہےاور سیل مادہ باب ضرب سے بمعنی بہہ پڑنا۔

ترکیب:۔ ''نأینا'' کے بعد ''منکم'' محذوف ہے ''الحفیّ الُخ'' فاعل ہے ''لاینای'' کا۔

وَقَالَ غَسَّانُ بْنُ وَعْلَةَ

تعارف وپس منظر:۔ شاعر جاہلی ہے، یہاں بنوسعد کی برائی بیان کررہا ہے، کیونکہ بنوسعد بن زید نے شاعر کے ماموں ہونے کے باوجود شاعر کے اونٹ پرڈاکہ ڈالا۔ کہتے ہیں کہ اگر تو بنوسعد میں مسافر بن کررہے اور تیری ماں بھی انہیں میں سے ہوتب بھی تم دھوکہ میں نہ رہو کیونکہ تمہارا ماموں مہمانوں کے ساتھ بھی غداری کرتے ہیں اگرچہ ان کا مہمان بھانجہ ہی کیوں نہ ہو، ماموں بھانجے کی اس وقت قدر کرتا ہے، جب بھانجہ کا باپ معزز اور بہادر ہو۔ بعض نے کہا کہ درج شدہ اشعار تمر بن تولب العکلی کے ہیں جو مخضرمی شاعر ہے۔

إِذَا كُنْتَ فِيْ سَعْدٍ وَأُمُّكَ مِنْهُمْ غَرِيْبًا فَلَا يَغْرُرْكَ خَالُكَ مِنْ سَعْدِ

ترجمہ:۔ اگر تو بنوسعد میں مسافر ہوتے ہو اور تیری ماں انہیں میں سے ہوتی، تو بھی تجھے یہ بات دھوکے میں نہ ڈالے کہ تیرا ماموں قبیلہ سعد سے ہے۔ (کیونکہ وہ تو مہمانوں کے ساتھ بھی دھوکہ بازی کرتے ہیں، اگر مہمان اس کا بھانجہ ہی کیوں نہ ہو)

تحقیق:۔......غریباً: مسافر جمع غرباء أی اذا کنت غریبا فی سعد۔ وفی الحدیث ''کانک غریب اوعابر سبیل'' ''خال'' بمعنی ماموں، اخوال جمع ہے، ''لایغرر'' باب نصر سے بمعنی دھوکے میں ڈالنا۔

ترکیب:۔ ''غریباً'' خبر ''کنتَ'' کی ہے، ''فی سعدٍ'' ظرف لغو ہے، یہاں ترجمہ اس ترکیب کے مطابق ہے۔ دوسری ترکیب کے مطابق ''غریباً'' حال ہے ''کنتَ'' کی ضمیر سے اور ''فی سعدٍ'' خبر ہے ''کنتَ'' کی۔ ''وامک'' کا عطف ''کُنتَ'' کی ضمیر مرفوع پر ہے ''خالُک'' فاعل ہے ''لایغروک'' کا۔

فَإِنَّ ابْنَ أُخْتِ الْقَوْمِ مُصْغًى إِنَاءُهُ إِذَا لَمْ يُزَاحِمْ خَالَهُ بِأَبٍ جَلْدِ

ترجمہ:۔ پس بے شک قوم کے بھتیجے کا برتن جھکایا جاتا ہے (یعنی اس کو ذلیل کیا جاتا ہے) جب وہ اپنے ماموں کا بہادر باپ کے ساتھ مقابلہ نہ کرے (یعنی ماموں بھانجے کا اسی وقت قدر کرتا ہے، جب بھانجے کا باپ معزز اور بہادر ہو)

تحقیق:۔ مصغی: باب افعال سے اسم مفعول ہے، بمعنی جھکانا، یہ اصل میں ''مُصْغَیٌ'' تھا یا متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یا کو الف سے بدل دیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو گرادیا گیا ''مصغًی'' ہوگیا۔ ''یُزاحم'' باب مفاعلہ سے بمعنی مقابلہ کرنا، ''جلْد'' بسکون اللام بمعنی مضبوط، بہادر آدمی۔

ترکیب:۔ ''مصغًی اناءُہٗ'' خبر ہے، اِنّ کی ''ابن اخت القوم'' اسم اِنّ ہے، ''اناءُہٗ'' فاعل ہے ''مصغًی'' کا، پورا جملہ جزا مقدم ہے۔ ''لم یُزاحم الخ'' شرط مؤخر ہے ''اب جلد'' مرکب توصیفی ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ بَنِیْ جُهَیْنَةَ فِي وقعة کلب وفزارة

تعارف و پس منظر: ۔خلافت عبداللہ بن زبیرؓ (مدت حکومت ۲۸ رجب ۶۰ھ/ مئی ۶۸۱ء تا ۷۳ھ/ ۶۸۴ء) اور عہد عبدالملک بن مروان (مدت حکومت ۶۵ھ/ ۶۸۵ء تا ۸۶ھ/ ۷۰۵ء) میں زفر بن حارث اور عمیر بن جناب سلمٰی قبیلہ کلب وقضاعہ پر وقتاً فوقتاً ڈاکہ ڈالتے تھے جس پر بنی امیہ کی شاخ بنی قیس خوش ہوتے تھے اور بنی کلب کو عار دلاتے تھے، ایک دفعہ بنی کلب کے ایک آدمی نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ تم میں سے ایسا کوئی شخص نہیں ہے جو بنی قیس کو سبق سکھائے اور جہاں تک بادشاہ عبدالملک بن مروان کا تعلق ہے انہیں میں مطمئن کردوں گا، اس پر یزید بن معاویہ کے ماموں حمید بن بجدل تیار ہوگیا، (دوسری روایت کے مطابق حمید بن حریث تیار ہوگیا) چونکہ حمید بن بجدل عبدالملک بن مروان کی طرف سے اہل بوادی کے صدقات وصول کرنے کا عامل (ذمہ دار) بھی تھا اس لئے یہ ایک جماعت لے کر بنی قیس کی طرف روانہ ہوا تاکہ وہاں ڈاکہ ڈالے، راستہ میں عمیر بن جناب سلمٰی سے ملاقات ہوگئی، یہ بھی بنی کلب کی شاخ بنی زہیر بن جناب پر ڈاکہ ڈالنے گیا تھا، وہیں دونوں جماعتوں میں جنگ چھڑ گئی، جنگ میں عمیر شکست کھا کر بھاگ گیا اور حمید کامیابی سے ہمکنار ہوا، حمید اپنی جمعیت کے ساتھ مزید آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ بنی فزارہ کے کچھ لوگوں کو دیکھ لیا جن میں زید بن عیینہ بن حصن اور اس کے بیٹے تھے، حمید نے انہیں بھی قتل کردیا اور ان کے اموال چھین لئے یوں بنی کلب اور بنی قیس کی شاخ بنی فزارہ کے درمیان جنگ شروع ہوگئی اور جنگ میں بنی کلب غالب رہے جس کا تذکرہ شاعر سنان بن جابر جہینی کررہا ہے۔ (دیوان حماسہ مطبوعہ مصر)

دوسرے قول کے مطابق عمیر بن جناب السلمی قبیلہ بنوکلب وقضاعہ پر اکثر غارت گری کرتا تھا، جب بنوکلب وقضاعہ تنگ آگئے تو ایک روز سب ملکر حمید بن حریث کے پاس گئے اور عمیر کی شکایت کی۔ حمید شاعر کے قبیلہ کی ایک شاخ قیس پر غارتِ گری کیلئے نکلا ہوا تھا، اتفاق سے عمیر بھی بنی زہیر بن جناب پر ڈاکہ ڈالنے کیلئے نکلا تھا، اور راستہ میں دونوں کی ملاقات ہوگئی۔ حمید نے اپنے ساتھیوں سے کہا، کہ تم چھپ جاؤ اور بالکل خاموش رہو تاکہ یہ مکمل ہمارے نرغے میں آسکے، تو حمید نے ان پر حملہ کردیا، جس میں عمیر کے قبیلہ بنوفزارہ کے بہت سے لوگ مارے گئے اور بہت سے گرفتار ہوئے، ذیل کے اشعار میں شاعر حمید بن حریث کی تعریف کررہے ہیں : شاعر کا نام سنان بن جابر ہے۔

اَلاَهَلْ أَتَى الْأَنْصَارَأَنَّ ابْنَ بَجْدَلٍ حُمَيْدًا شَفٰى كَلْبًافَقَرَّتْ عُيُوْنُهَا

ترجمہ:۔ تنبیہ ہو کیا قیس کے مددگاروں کو یہ خبر پہنچ گئی ہے کہ بے شک حمید بن بجدل نے کلب کو شفادی (کہ اسکے دشمن قتل کئے) پس ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں۔

تحقیق:۔ ''اتی'' باب ضرب سے آنا، پہنچنا، بصلہ باء لانا، ابن بجدل سے حمید بن حریث بن جدل مراد ہے، ''شفی'' باب ضرب سے بمعنی شفا دینا ''قرّت'' باب ضرب سے بمعنی ٹھنڈا ہونا ''عیون'' عین کی جمع ہے بمعنی آنکھ۔

ترکیب:۔ اتی کا فاعل ''أن ابن بجدل'' ہے اور ''الانصار'' مفعول بہ ہے۔ عام طور پر ایسا نہیں ہوتا کہ دو مبتدأ اور ایک خبر ہو لیکن یہاں ''الا'' حرف تنبیہ مبتدأ اول اور ''ھل'' استفہامیہ مبتدأ ثانی ہے، جس طرح ''اولئک ھم المفلحون'' میں ہے۔

وَأَنْزَلَ قَيْسًا بِالْهَوَانِ وَلَمْ تَكُنْ لِتُقْلِعَ الْأَعِنْدَ امْرٍ يُهِينُهَا

ترجمہ:۔اور (حمید نے) قیس کو ذلت میں اتارا (کہ قیس کے رفقاء کو قتل کیا) اور وہ باز نہیں آتے تھے مگر ایسے معاملہ کے وقت جوان کو ذلیل کردے۔(یعنی ذلیل کئے بغیر وہ شرافت کیساتھ باز آنے والے نہیں تھے)

تحقیق:۔تقلع :ای تنحی عنه وترکه ۔باب افعال سے ہے''هوان'' باب نصر کا مصدر ہے،ھون مادہ ہے بمعنی ذلیل ہونا، کمزور ہونا، باب افعال سے بھی یہی معنی ہے۔''یُهِینُ'' اصل میں ''یُهْوِنُ'' تھا، واؤ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن ہے اس لئے واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل میں دیدیا اور کسرہ کی مناسبت سے واؤ کو یا سے بدل دیا۔

ترکیب:۔''لِتُقلع الخ'' خبر ہے ''تکن'' کی ''یهینها'' صفت ہے ''امر'' کی اور ضمیر ''قیسًا'' کی طرف لوٹ رہی ہے جس سے قبیلہ مراد ہے۔''یهینها'' جملہ ہے اس لئے بحکم نکرہ ہے اور نکرہ کی صفت بننا صحیح ہے۔

فَقَدْ تُرِكَتْ قَتْلَى حُمَيْدِ بْنِ بَجْدَلٍ كَثِيرًا ضَوَاحِيهَا قَلِيلًا دَفِينُهَا

ترجمہ:۔پس تحقیق کہ حمید بن بجدل کے مقتول اس حال (میدان جنگ میں) میں چھوڑے گئے ہیں کہ جن میں اکثر دھوپ میں کھلے پڑے ہوئے تھے، اور مدفون کم تھے۔(یعنی مقتولین کی کثرت تعداد کی وجہ سے کچھ تو دفن کر دیئے گئے ہیں لیکن اکثر دفن نہ کر سکے بلکہ کھلے میدان میں دھوپ میں پڑے ہوئے ہیں)

تحقیق:۔ضواحی :جمع ضاحیة ای الظواهر فی الشمس ۔''قتلیٰ'' قتیل کی جمع ہے بمعنی مقتول،'' دفین'' باب کرم کا مصدر ہے معنی مدفون کے ہے۔

ترکیب:۔ضواحیها،اور''دفینها'' کی ضمیر ''قتلیٰ'' کی طرف عائد ہے۔''قتلیٰ الخ'' نائب فاعل ہے ''تُرِكَتْ'' کا،''کثیرًا'' کان محذوف کی خبر ہے، اصل عبارت یوں ہے ''کانت ضواحیها کثیرًا'' اسی طرح ''قلیلًا'' بھی ہے۔ای کان دفینها قلیلًا۔

فَإِنَّا وَكَلْبًا كَالْيَدَيْنِ مَتَى تَقَعْ شِمَالُكَ فِي الْهَيْجَا تُعِنْهَا يَمِينُهَا

ترجمہ:۔پس تحقیق کہ ہم اور قبیلہ بنو کلب (ایک آدمی کے) دو ہاتھ کی طرح ہیں، (اور ظاہر ہے) کہ جب تیرا بایاں ہاتھ جنگ میں ملوث ہو تو دایاں ہاتھ اس کی ضرور مدد کرتے ہیں۔(ٹھیک اسی طرح ہم بھی ایک دوسرے کی مدد کرتے رہتے ہیں، کیونکہ شاعر کا قبیلہ بنو جہینہ اور بنو کلب دونوں بنو قضاعہ کی شاخیں ہیں)۔

تحقیق:۔الهیجاء: جنگ .الکریهة: الوغی،الهیجاء،الحرب ۔یہ سب جنگ کے نام ہیں۔''تُعِنْ'' اصل میں ''تُعْوِنُ'' تھا، واؤ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن ہے، اس لئے واؤ کے حرکت ماقبل میں دیدی، جواب شرط ہونے کی وجہ سے نون ساکن ہو گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے واؤ ساقط ہو گیا۔بمعنی مدد کرنا۔

ترکیب:۔''تقعُ الخ'' شرط ہے اس لئے قاف ساکن ہے اور ''تعنها الخ'' جزاء ہے اس لئے نون ساکن ہے۔

وَقَالَ الْمُنَخَّلُ بْنُ الْحَارِثِ الْيَشْكُرِيُّ

دادا کا نام قیس بن عمرو بن ثعلبہ ہے، بعض نے باپ کا نام مسعود بن اقلت بتایا ہے، جاہلی شاعر ہے، یہ نعمان بن المنذر اللخمی کی بیوی ہند سے محبت کرتا تھا جو کہ المنذر بن الاسود الکلبی کی صاحبزادی تھی، ایک دفعہ نعمان نے شاعر کو ہند کے ساتھ دیکھا اور شاعر کو قید کر دیا اور قید خانہ ہی میں وفات پائی۔

مؤرخین کے مطابق وہ عورت فاجرہ تھی، اسی سے دو بچے بھی پیدا ہوئے، بعض نے کہا کہ اس عورت کا شوہر نعمان ایک مخصوص دن میں کہیں جاتا تھا اور زیادہ وقت ٹھہرتا تھا اور عورت کو وہ وقت معلوم تھا اور اسی وقت شاعر عورت کے پاس آجاتا تھا، ایک دفعہ نعمان قبل از وقت گھر آیا اور ان دونوں کو حالت جماع میں دیکھا تو نعمان اسے گرفتار کر کے جیل کے داروغہ علب کے پاس پہنچا دیا اور علب نے شاعر کو جیل میں ڈال دیا اور اسی جیل میں شاعر نے یہ اشعار کہے۔

إِنْ كُنْتِ عَاذِلَتِيْ فَسِيْرِيْ نَحْوَ الْعِرَاقِ وَلَاتَحُوْرِيْ

ترجمہ:۔ اگر تو (اے محبوبہ!) مجھے ملامت کرتی ہے (قلت مال کی وجہ سے) تو عراق (جہاں تمہارے شوہر نعمان کا عالیشان مکان ہے) کی طرف چلی جا، اور پھر (دوبارہ) واپس مت آئیو۔

تحقیق:۔ عاذلة: ای ملامت کرنے والی عورت، عواذل جمع ہے۔ تحوری: باب نصر سے حورا مصدر بمعنی لوٹنا۔

ترکیب:۔ ''عَاذِلَتِيْ'' خبر ہے ''کنت'' کی پھر شرط ہے ''فسیری'' جزا ہے۔

لَاتَسْأَلِيْ عَنْ جُلِّ مَا لِيْ وَانْظُرِيْ كَرَمِيْ وَخَيْرِيْ

ترجمہ:۔ لوگوں سے میرے کثرت مال کے بارے میں سوال نہ کر، (کیونکہ میں کم مال والا ہوں بلکہ) اور میری عزت اور شرافت کی طرف نظر کر۔

تحقیق:۔ خیری :الشرف والسخا جمعهٔ أخیار .جل: بضم الجیم بمعنی زیادہ، کثرت۔

ترکیب:۔ ''لا تسالی'' کے بعد ''عن الناس'' محذوف ہے۔

وَفَوَارِسٍ كَأُوَارِ حَرِّ النَّارِ اَحْلَاسِ الذُّكُوْرِ

ترجمہ:۔ اور بہت سے شہسوار ایسے ہیں جو آگ کے شعلے کی طرح (تیز) ہیں، جو نر گھوڑوں کیلئے (مثل) ٹاٹ ہیں (یعنی ہر وقت ان کے ساتھ جمے رہتے ہیں، کبھی جدا نہیں ہوتے)

تحقیق:۔ اوار: معناه اللهب والنار الصغیرة، جمعهٔ أور والتشبیه فی السرعة والقوة. وأر مادہ ہے، احلاس جمع حلس وهو مایبسط تحت الفرش ویکنی به عن اللازم الذکور جمع ذکر ای. الخیل۔

ترکیب:۔ أوار حرّ النار'' میں ''حر'' کا لفظ زائد ہے، کیونکہ ''اوار'' اور ''حر'' کے ایک ہی معنی ہیں۔ ''وفوارس'' میں واؤ بمعنی رُبّ کے ہے۔

شَدُّوْا دَوَابِرَ بَيْضِهِمْ فِيْ كُلِّ مُحْكَمَةِ الْقَتِيْرِ

ترجمہ:۔ انہوں نے اپنے خودوں کے پچھلے حصوں کو ہر مضبوط کیل والی زرہ سے باندھ لیا ہے۔ (اسلئے مضبوط باندھا ہے تاکہ کہیں سر سے نہ گر جائے)

تحقیق:۔بیض جمع بیضة، الحدید تلبس فی الرأس للحرب. القتیر :مسامیر الدرع (کیل)''دوابر''دابرۃ کی جمع ہے بمعنی پچھلا حصہ۔''شدوا''باب نصر سے بمعنی باندھنا،''مُحکمة''باب افعال سے اسم مفعول ہے بمعنی مضبوط۔

وَاسْتَلْئَمُوْا وَتَلَبَّبُوْا إِنَّ التَّلَبُّبَ لِلْمُغِيْرِ

ترجمہ:۔اورانہوں نے جنگی لباس پہن لئے ہیں اور کمرکس لی ہیں (سینہ باندھ لئے ہیں) بیشک کمر کا کسنا یہ غارت گری کرنیوالے کا کام ہے۔

تحقیق:۔استلئموا: ای لبسوا الدرع ۔باب استفعال سے ہے،''وَتَلَبَّبُوا''باب تفعل سے بمعنی مستعد ہونا، تیار ہونا، کمر کسنا، ''مُغیر''باب افعال سے اسم فاعل ہے بمعنی غارت گر، ڈاکو۔

ترکیب:۔''للمُغیر''شبہ فعل''حقٌ''یا''لازمٌ''سے متعلق ہوکر''اِنَّ''کی خبر ہے۔

وَعَلَى الْجِيَادِ الْمُضَمَّرَاتِ فَوَارِسٌ مِثْلُ الصُّخُوْرِ

ترجمہ:۔اور عمدہ دُبلے پتلے گھوڑوں پر ایسے شہسوار ہیں جو سخت چٹان کی طرح ہیں۔

تحقیق:۔المضمرات :جمع مُضمرة الفرس الذی هزله بعد السمن بالصنع .الصخور جمع صخر۔بمعنی چٹان ''الجیاد''جواد کی جمع ہے بمعنی عمدہ گھوڑا،''فوارس''فارس کی جمع ہے بمعنی شہسوار، یہی لفظ پہلے بھی نکرہ کی صورت میں آیا تھا، بلاغت کا قاعدہ ہے کہ اگر نکرہ کو دوبارہ بھی نکرہ لایا جائے تو ثانی نکرہ نکرہ اول کا غیر ہوتا ہے لہٰذا یہ شہسوار سابقہ شہسوار کے علاوہ ہیں''فان النکرة اذ اعیدت نکرة کانت الثانیةُ غیر الاولی''۔

ترکیب:۔''وعلی الجیاد الخ''خبر مقدم ہے''فوارسٌ الخ''مبتدأ مؤخر ہے۔''الجیاد المضمرات''مرکب توصیفی ہے ''فوارسٌ مثلُ''بھی مرکب توصیفی ہے،''مثلُ الخ''میں اضافت کے باوجود نکرہ ہے کیونکہ لفظ''مثل''اسماً متوغلة الابهام شامل ہے۔

يَخْرُجْنَ مِنْ خَلَلِ الْغُبَا رِيَجِفْنَ بِالنَّعَمِ الْكَثِيْرِ

ترجمہ:۔وہ غبار کے (میدان جنگ کے) درمیان سے اس حال میں نکلتے ہیں کہ وہ بہت سارے اونٹ تیزی کے ساتھ (مال غنیمت سے) لے جاتے ہیں۔

تحقیق:۔یخرجن : حال من الجیاد خلل. الاثناء والوسط .یجفن یسرعن ویعجلن ۔یہ اصل میں''یَوْجِفْنَ''تھا، فتح کے بعد کلمہ واؤ ساکن ہونے کی وجہ سے واؤ کو گرا دیا گیا۔''النعم''اسم جمع ہے، واحد انعام ہے بمعنی چوپائے، اونٹ۔

ترکیب:۔''یخرجن''کی ضمیر''الجیاد''کے طرف لوٹ رہی ہے اور یہ''الجیاد''سے حال اول ہے اور''یجفن الخ''حال ثانی ہے یعنی حال مترادفہ۔

أَقْرَرْتُ عَيْنِيْ مِنْ أُولٰـ ـئِكَ وَالْفَوَائِحِ بِالْعَبِيْرِ

ترجمہ:۔میں نے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیں ان سب شہسواروں سے اور ان عورتوں سے جن سے عنبر کی طرح خوشبو مہک رہی ہے۔(یا میں نے ان شہسواروں کو قتل کر کے، اور ان کی عورتوں کو باندی بنا کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیں ہیں)

تحقیق:۔فوائح جمع فائحة ،النساء التی تفوح منها الریح الطیبة. العبیر .قسم من الطیب . فائحة ای المسک،

يكنى به النساء الفائحة۔ ''اقرورث'' باب افعال سے بمعنی ٹھنڈا کرنا۔

ترکیب:۔ ''الفوئح'' مجرور ہے اسم اشارہ ''اولئک'' پر عطف ہونے کی وجہ سے جو کہ محلا مجرور ہے۔

وَاِذَاالـرِّيَـاحُ تَـنَـاوَحَـتْ بِـجَـوَانِـبِ الْبَيْـتِ الْـكَسِيْـرِ

ترجمہ:۔اور جب مختلف جانب سے آنے والی (تند) ہوائیں ٹوٹے ہوئے گھر کے اطراف میں تیزی سے چلتی ہیں۔(یعنی قحط سالی آتی ہے جواب آگے۔)

تحقیق:۔تناوحت: ای ہبت من کل جھۃ۔ ''جوانب'' جانب کی جمع ہے بمعنی طرف، ''ریاح'' ریح کی جمع ہے بمعنی ہوا، ''الکسیر'' مکسور کے معنی میں ہے بمعنی ٹوٹا ہوا۔

ترکیب:۔ ''الرِّياحُ الخ'' شرط ہے، جزا آگے ہے۔

اَلْـفَيْتَـنِـيْ هَـشَّ الْيَـدَيْـنِ بِـمَـرِيِّ قِـدْحِـيْ اَوْشَـجِيْـرِيْ

ترجمہ:۔تو اس وقت بھی مجھے ہلکے ہاتھ والا پائینگے قمار بازی کے تیر اور مستعار تیر کو گھماتے ہوئے۔(یعنی میں قحط سالی میں بھی جب ہر سمت سے بدحالی کی ہوائیں چلتی ہیں تو میں ایسے کڑے وقت میں بھی قمار بازی کرتا ہوں، جو کہ سخاوت کی علامت ہے۔)

تحقیق:۔هش: الخفيف .مرئ : الجول والمرئى فى الاصل مسح الفرع ليخرج اللبن واستعير لاجالة القرح. قدح، جمعه اقداح :سهم الميسر .شجيرى السهم المستعار واعلم ان العرب تلعب الميسر بالاسهم المعروفة ويكتب بعضهم لاوبعضهم نعم وبعضهم ثلاثة اسهم اوثلثة نصيب وغيره وبعده تضع كلها فى اناء واحد ويجول ويأتى الناس ويأخذ منه سهما واحدًا وان رفع سهم لافهوخسران۔

ترکیب:۔ بمری میں باء سببیہ ہے اور ''هش'' سے متعلق ہے۔ ''هَشّ اليدين'' مفعول ثانی ہے ''الفيتنى'' کا۔

وَلَـقَـدْدَخَـلْـتُ عَـلَـى الْـفَتَـا ةِ الْـخِـدْرِ فِـي الْيَـوْمِ الْـمَـطِيْـرِ

ترجمہ:۔اور تحقیق کہ میں داخل ہوا بارش کے دن (بارش کے دن لوگ عموماً گھر میں رہتے ہیں اور ایسے ایام میں مخصوص کھیل کود کی لذت دوبالا ہوتی ہے) ایک پردہ نشین عورت پر۔(تا کہ اپنا مقصد پورا کروں)

تحقیق:۔الفتاة: المراد بہ المجر دة۔الخدر: جمعہ خدور ای الستر۔

ترکیب:۔ ''الخدر'' صفت ہے ''الفتاة'' کی۔ ''اليوم المطير'' مرکب توصیفی ہے۔

اَلْـكَـاعِـبِ الْـحَسْـنَـاءِ تَـرْفُـلُ فِـيْ الـدِّمَـقْـسِ وَفِـي الْـحَـرِيْـرِ

ترجمہ:۔جو (عورت) ابھری ہوئی پستان والی خوبصورت تھی، جو ناز سے سفید ریشم اور حریر میں ملبوس چل رہی تھی۔

تحقیق:۔كاعب الثدى المرتفع .ترفل من نصر تمشى بطرا :دمقس :الابريشم الابيض ۔

ترکیب:۔الکاعب'' پہلے شعر میں ''الفتاة'' سے صفت بھی بن سکتا ہے، اور ''هى'' مبتداء محذوف کیلئے خبر بھی۔اس لئے اس میں رفع وجر دونوں جائز ہیں۔

فَدَفَعْتُهَا فَتَدَافَعَتْ　　مَشْيَ الْقَطَاةِ اِلَى الْغَدِيْرِ

ترجمہ:۔ پس میں نے اس کو قریب کیا تو وہ قریب ہوگئی، اور تیز چلنے لگی مانند قطا پرندہ کے (خوشی سے) حوض کی طرف۔

تحقیق:۔ القطاء: ایک پرندہ ہے جس کو اردو میں بھٹ، تیتر کہتے ہیں۔ اور یہ اکثر پانی کے پاس رہتا ہے۔ الغدیر: حوض، تالاب۔ جمع غُدُرٌ۔ ''دفعتُها'' باب فتح سے بمعنی ہٹانا، دفع کرنا، مجبور کرنا جملہ ''فدفعتُها فتدافعت'' میں خاصیت مطاوعت پائی جارہی ہے۔

ترکیب:۔ ''مشیَ الخ'' مفعول مطلق من غیر لفظہ ہے ''فتدافعت'' سے کیونکہ اس میں بھی چلنے کا مفہوم ہے۔

وَلَثَمْتُهَا فَتَنَفَّسَتْ　　كَتَنَفُّسِ الظَّبْيِ الْغَرِيْرِ

ترجمہ:۔ اور میں نے اس کا بھوسہ لیا تو اس نے ہرن کے چھوٹے بچے کی طرح ٹھنڈی سانس لی (بے بسی یا شرم کی وجہ سے)

تحقیق:۔ الغریر: ای الولد الظبی .لثمت :ضرب وسمع سے بوسہ دینا۔ تنفست: تفعل سے سانس لینا۔ ''الظبی'' بمعنی ہرن۔

فَدَنَتْ وَقَالَتْ يَا مُنَخَّلُ　　مَا بِجِسْمِكَ مِنْ حَرُوْرِ

ترجمہ:۔ پس وہ قریب ہوگئی اور کہا کہ اے منخل! تیرے جسم میں یہ کالا پن ودبلا پن (یا گرمی) کیوں ہے؟

تحقیق:۔ حرور: حر الشمس او السموم الريح الحارة ليلا اونهارا. ارادبه مايلزم منه السوادو الهزال۔ ''دنت'' دنو مادہ باب نصر سے بمعنی قریب، دن ء مادہ باب فتح سے کمینہ ہونا۔

ترکیب:۔ ''مابجسمک'' میں ما استفہامیہ مبتدأ ہے، ''بجسمک من حرور'' خبر ہے اور شروع میں ''من'' زائدہ ہے۔ جس طرح فاعل میں با اور من زائدہ ہوتے ہیں۔

مَا شَفَّ جِسْمِيْ غَيْرُ حُبِّكِ　　فَاهْدِئِيْ عَنِّيْ وَسِيْرِيْ

ترجمہ:۔ (تو میں نے کہا) لاغر نہیں کیا میرے جسم کو (کسی چیز نے) سوائے تیری محبت کے (یعنی تیری محبت نے میرے جسم کو دبلا کر دیا ہے) پس خاموش ہوجا اور چلی جا۔

تحقیق:۔ شف: من نصر ای هزل .اهدئ: ای سکن وسکت۔ هدء مادہ باب فتح سے ہے۔

ترکیب:۔ ''غیرُ حبک'' فاعل ہے ''شفّ'' کا، اس سے پہلے ''شیئٌ'' محذوف ہے ''سیْری'' اگر سیرت اور حالت کے معنی میں ہے تو اس سے پہلے ''لاتسئلی'' فعل محذوف ہوگا، معنی یہ ہوگا کہ میری حالت وسیرت کے بارے میں پوچھا نہیں کرو اور اگر یہ باب ضرب سے امر واحد مؤنث حاضر کا صیغہ ہے تو مفہوم ہوگا ''خاموش چلتی رہو''۔

وَاُحِبُّهَا وَتُحِبُّنِيْ　　وَتُحِبُّ نَاقَتُهَا بَعِيْرِيْ

ترجمہ:۔ اور میں اس سے محبت کرتا ہوں اور وہ مجھ سے محبت کرتی ہے، اور اس کی اونٹنی میرے اونٹ کے ساتھ محبت کرتی ہے۔

تحقیق:۔ ''احب'' باب افعال سے ہے، مقولہ مشہور ہے ''حبیبُ الحبیبِ حبیبٌ'' یعنی دوست کا دوست دوست ہوتا ہے۔

ترکیب:۔ ''ناقتُها'' فاعل اور ''بعیری'' مفعول ہے۔

وَلَقَدْ شَرِبْتُ مِنَ الْمُدَامَةِ　　بِالصَّغِيْرِ وَبِالْكَبِيْرِ

ترجمہ:۔اور تحقیق کہ میں نے خالص شراب پی لی ہے، کم مال اور زیادہ مال کے عوض (یا چھوٹا پیالہ یا بڑے پیالہ کے ذریعہ)

تحقیق:۔المداومة: ای الشراب الخالص ۔''الصغیر'' اور''الکبیر'' سے یا تو کم مال اور زیادہ مال مراد ہے یا چھوٹا پیالہ اور بڑا پیالہ مراد ہے۔

ترکیب:۔''شربت'' باب سمع سے بمعنی پینا،اس کے صلہ میں کبھی با اور کبھی من آتے ہیں، یہاں من زائدہ ہے اور''المداة'' مفعول ہے۔زائدہ ہونے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ عمل ہوگا لیکن مفہوم نہیں ہوگا۔

فَإِذَا انْتَشَيْتُ فَإِنَّنِیْ رَبُّ الْخَوَرْنَقِ وَالسَّدِيْرِ

ترجمہ:۔پس جب میں نشہ کی حالت میں ہوتا ہوں تو میں (اپنے گمان کے مطابق) خورنق اور تخت شاہی یا نہرِ سدیر کا مالک ہوتا ہوں۔ جیسا کہ حافظ شیرازی کا شعر ہے ؎

چو بیخودی گشت حافظ کے شمارد بیک جو ملک کیکاؤس کی را

تحقیق:۔الخورنق : ای محلات یہ نعمان بن منذر بادشاہ کے تخت کا نام ہے۔''السریر'' بمعنی چارپائی،بعض نسخوں میں ''سدیر'' ہے جو جدہ کے قریب ایک نہر کا نام ہے، یہاں سریر سے تخت شاہی مراد ہے،''انتشیتُ'' باب انفعال سے بمعنی نشہ کرنا، بے ہوش ہونا۔

ترکیب:۔''فاننی الخ'' جزا ہے''ربُّ الخ'' خبر اِنّنی ہے۔

وَإِذَا صَحَوْتُ فَإِنَّنِیْ رَبُّ الشُّوَيْهَةِ وَالْبُعَيْرِ

ترجمہ:۔اور جب میں صحیح ہوتا ہوں (یعنی نشہ اُتر جاتا ہے) تو پھر میں وہی بکری اور اونٹوں کا مالک ہوں۔

تحقیق:۔الشویهة: تصغیر الشاة. وارادبه کثرته کما یراد به التعظیم. صحوت: باب نصر سے بمعنی نشہ اتر جانا۔

ترکیب:۔''صحوتُ'' شرط ہے''فاننی الخ'' جزا ہے۔

يَا هِنْدُ مَنْ لِمُتَيَّمٍ يَا هِنْدُ لِلْعَانِیْ الْأَسِيْرِ

ترجمہ:۔اے ہند! اس شخص کا کون ہے؟ جس کو محبت نے ذلیل کر دیا ہے، یا اے ہند کون ہے وہ جس نے مجھے محبت میں گرفتار کر لیا ہے؟ اے ہند! (اے محبوبہ!) اس عاجز قیدی کا کون ہے؟

تحقیق:۔هند: ارادبها المتجردة هندا بنت المنذر ابن الاسود الکلبی دون هند بنت المنذر ابن ماء السماء عمته نعمان بن منذر. عانی: نصر ای خضع یعنی انا العانی. عنوما ہے''مُتیّم'' تیم مادہ باب تفعیل سے اسم مفعول ہے بمعنی ذلیل کرنا، غلام بنانا، مجرد میں باب ضرب سے آتا ہے۔ ''اسیر'' بمعنی قیدی۔

ترکیب:۔''لمتیم'' میں لام جارہ ہے جس کا متعلق''یضمن'' محذوف ہے اسی طرح''للعانی'' ہے۔یہ پورا شعر سوال ہے، جواب ''انتِ'' محذوف ہے۔

يَعْكِفْنَ مِثْلَ أَسَاوِدِ التَّنُّـــــــوْمِ لَمْ تَعْكُفْ بِزُوْرٍ

ترجمہ:۔ وہ عورتیں بالوں کی چوٹیاں بناتی ہیں، جوتنوم درخت کے سیاہ سانپوں کی طرح (سیاہی اور درازی یا خوبصورتی میں) ہیں، اور بالوں کی یہ چوٹیاں بناوٹی کر کے نہیں بنائی جاتیں۔ اس شعر کا تعلق یہاں شعر نمبر آٹھ" أقــرت عيــنــي مــن اولــئـك الخ" سے ہے۔

تحقیق:۔ عكفت المراة شعرها. اذا جعلته ضفائر من نصر و ضرب، جمع مؤنث غائب. التنوم: شجرة حسينة تلف عليه الاساود كثيراً. "زورٌ" بمعنی جھوٹ، باطل، غلط۔ "اساود" اسود کی جمع ہے بمعنی کالا سانپ۔

ترکیب:۔ ضمير يعكفن راجعة الى الفوائح كمامر قبله. "لم تُعكف" کی ضمیر "ضَفِيرَ" کی طرف لوٹ رہی ہے جس کا مفہوم "يعكفن" سے سمجھ میں آرہا ہے۔

وَقَالَ بَاعِثُ بْنُ صُرَيْمٍ

تعارف و پس منظر:۔ یہ شاعر جاہلی ہے، شاعر کا بھائی وائل بن صریم کو بادشاہِ وقت (عمرو بن ہند) نے ایک دفعہ چندہ یا عشر وغیرہ وصول کرنے کیلئے بنوتمیم کے پاس بھیجا چنانچہ وہ ان کے یہاں جا کر بکری اونٹ وغیرہ جمع کر کے آخر میں قبیلہ بنواسید بن عمرو بن تمیم کے پاس گیا، اور امیرِ وقت کی طرف سے عشر وغیرہ کیلئے کہا، اور کسی کنواں کے پاس بیٹھ گیا اور بنواسید کے ایک بڈھا آدمی سے باتیں کر رہا تھا اتنی میں ایک اور شخص آیا تو اس نے یا خود بوڑھے نے وائل کو کنوئیں میں گرایا اور اوپر سے پتھر مار کر قتل کر دیا۔ شاعر کو جب بھائی کے قتل کی اطلاع ملی تو شاعر نے قسم کھائی کہ میں بنوتمیم کی لاشوں سے اس کنوئیں کو بھروں گا، چنانچہ شاعر نے بنوتمیم کے اسی آدمی قتل کئے، پھر انہیں کنوئیں میں ڈالا، اوپر سے پتھر برسائے اور پھر ڈول کے ذریعہ پانی کے بجائے ان کا خون کنوئیں سے نکالا یا جب کنوئیں میں ڈول ڈالا جاتا تو پانی کے بجائے خون آتا تھا اسی کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے:

سَـائِـلْ اُسَيِّـدَ هَـلْ ثَـأَرْتُ بِـوَائِـلٍ　　　اَمْ هَـلْ شَـفَيْـتُ الـنَّـفْـسَ مِنْ بَلْبَالِهَا

ترجمہ:۔ (اے مخاطب!) بنواسید سے پوچھ لو کہ کیا میں نے (اپنے بھائی) وائل کا بدلہ لے لیا ہے؟ اور کیا میں نے اپنے (غمزدہ) نفس کو شدت غم سے شفادی؟

تحقیق:۔ ثارت: اى الجزاء. بلبال: اى شدة الهم والاضطراب۔ بَلابل جمع ہے۔ "اُسید" قبیلہ کا نام ہے، علمیت اور تانیث کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ "ام هل" میں ام بمعنی واؤ ہے یا زائدہ ہے۔ "شفيتُ" باب ضرب سے بمعنی شفا دینا۔ "سَائل" "امر" "سَلْ" کے معنی میں ہے۔

ترکیب:۔ "هل شفيتُ الخ" بدل ہے "هل ثارتُ الخ" سے۔

إِذَا أَرْسَـلُـوْنِـيْ مَـائِـحَـا بِـدِلَائِـهِـمْ　　　فَـمَـلَأْتُـهَـا عَـلَـقًـا اِلـىٰ اَسْـبَـالِهَـا

ترجمہ:۔ جب انہوں نے (بنی اسید نے) مجھے بھیجا (یعنی بھائی کے انتقام کیلئے برانگیختہ کیا) کہ میں کنوئیں میں اتر کر ان کے ڈول پانی سے بھردوں، (گویا انہوں نے اپنے قتل کیلئے مجھے بلایا) تو میں نے ان ڈولوں کو خون سے کناروں تک بھر دیا (جس سے میری قسم پوری

ہوئی اور میرا عہد وقول سچ نکلا)۔

تحقیق:۔إذا: ظرف لشفيت الخ. ارسلوني : اى حملوني وبعثوني ضمیر بنی اسید کی طرف لوٹ رہی ہے، بنواسید نے ہی شاعر کے بھائی کو قتل کر کے شاعر کو برانگیختہ کیا ہے اس لئے فعل کی نسبت بنی اسید کی طرف کی گئی ہے اسے اصطلاح بلاغت میں ''اسناد الفعل الى السبب'' کہا جاتا ہے، ''دلائهم'' میں اضافت ادنی ملابست پر مبنی ہے، ضمیر بنی اسید کی طرف لوٹ رہی ہے۔ مائحا: اى دخل البئر اوملأ الدلو بالماء. دلاء جمع دلو. اسبال جمع سبل اى طرف العلياً من الدلو. ''عَلَقًا'' بمعنی خون منجمد۔

ترکیب:۔''مائحا'' مفعول ثانی ہے ''ارسلونی'' کا ''علقا'' تمیز ہے۔

إِنِّيْ وَمَنْ سَمَكَ السَّمَاءَ مَكَانَهَا وَالْبَدْرَ لَيْلَةَ نِصْفِهَا وَهِلَالِهَا

ترجمہ:۔بے شک میں نے (خبر اگلا شعر ہے) اس ذات کی قسم جس نے آسمان کو اپنی جگہ میں بلند کیا اور بدر کو چودھویں چاند رات میں اور ہلال کو (پہلی رات میں) بلند کیا۔

تحقیق:۔سمک :اى رفع. نصفها اى نصف شهرها. ''سمک'' باب نصر سے ہے، ''مکانها، نصفها، هِلا لها'' کی ضمیریں ''اسما'' کی طرف لوٹ رہی ہیں، ان تینوں کلمات میں اضافت ادنی ملابست کی بنا پر ہے۔

ترکیب:۔یہاں ''انی'' کی خبر کا تعلق اگلے شعر سے ہے۔ اور ''ومن سمک'' میں واؤ قسمیہ ہے۔ اصل عبارت یوں ہے ''والله الخ'' یعنی اس اللہ کی قسم۔

اَلَيْتُ أُثْقِفُ مِنْهُمْ ذَالِحْيَةٍ اَبَدًا فَتَنْظُرَ عَيْنُهُ فِيْ مَالِهَا

ترجمہ:۔میں نے قسم کھائی ہے (اس بات پر) کہ (اگر) ان میں سے کسی داڑھی والے (سردار پر) کبھی کامیاب ہو جاؤں، تو اس کی آنکھ اپنا مال بھی نہیں دیکھ سکے گی (یعنی فوراً ہی اس کا کام تمام کر دوں گا)

تحقیق:۔الیت: اى اقسم ومنه الايلاء. المشهور في الفقه. الثقف من سمع. اظفربه. ''ذو الحية'' بمعنی داڑھی والا، یہاں سردار مراد ہے۔

ترکیب:۔''اثقف الخ'' جواب قسم بھی ہے اور گزشتہ شعر میں موجود ''اننی'' کی خبر بھی ہے، چونکہ ''اننی'' اور اس کی خبر کے درمیان اسی طرح قسم اور جواب قسم کے درمیان طویل فاصلہ آ گیا ہے اس لئے بطور تاکید دوبارہ قسم بصورت ''الیتُ'' لائی گئی ہے۔ ''فتنظر'' میں فاء کے بعد ''أن'' مقدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور ''مالہا'' میں ضمیر ''عین'' کی طرف راجع ہے۔ ''اثقف'' سے قبل ''اِنْ'' حرف شرط محذوف ہے۔

وَخِمَارِ غَانِيَةٍ عَقَدْتُ بِرَأْسِهَا اُصُلًا وَكَانَ مُنَشَّرًا بِشِمَالِهَا

ترجمہ:۔اور خوبصورت عورتوں کی بہت سی خمار (اوڑھنیاں) کو ان کے سروں پر میں نے شام کے وقت باندھیں، حالانکہ وہ (اوڑھنیاں سارا دن) ان کے بائیں ہاتھوں میں منتشر پھیلی ہوئی تھیں۔ (یعنی دن بھر لڑائی کی وجہ سے عورتوں کو دوپٹہ اوڑھنے اور دائیں ہاتھ میں لینے کا موقع بھی نہیں ملا)

تحقیق:۔غانیة، واحد غانیات وغوان ای: المراء ة العفیفة الحسینة. اصل: بضمتین جمع اصیل ای المساء اوالعشاء. "خِمار" کی جمع اخمرة اور خمرٌ ہے بمعنی دوپٹہ،"منشَّرًا" باب تفعیل سے اسم مفعول ہے بمعنی پھیلایا ہوا۔اور باب نصروضرب سے بمعنی پھیلنا۔ "عقدتُ" بمعنی باندھنا۔

ترکیب:۔"وخمار" میں "واؤ" بمعنی "رب" ہے اور "عقدت" میں ضمیر منصوب محذوف ہے جو "خمار" کی طرف عائد ہے۔ای عقدتہ"۔ "اُصُلا" ظرف زمان ہے۔"وکان الخ" جملہ حالیہ ہے۔

وَعَقِیْلَةٍیَسْعٰی عَلَیْھَاقَیِّمٌ مُتَغَطْرِسٌ اَبْدَیْتُ عَنْ خَلْخَالِھَا

ترجمہ:۔اور بہت سی شریف عورتیں جن پر ایک متکبر نگران نگرانی کا فریضہ انجام دیتا ہے، میں نے ان کے پازیب کو ظاہر کر دیا۔(یعنی شدید جنگ کی وجہ سے وہ عورتیں بھاگیں اور ان کے پازیب پاؤں سے کھل گئے، اور ان کا محافظ ونگران کوئی کام نہیں آیا)

تحقیق:۔عقیلة :المرأة الکریمة،متغطرس باب تسربل وباب تدحرج سے بمعنی متکبر۔خلخال:الشئ الذی تضعہ المرأة فی الرجل یعنی پازیب ،جمع خلاخیل ہے۔"قَیِّم" بمعنی محافظ،نگران،"ابدیتُ" باب افعال سے بدو مادہ ہے بمعنی ظاہر کرنا۔

ترکیب:۔"عن خلخالھا" میں "عن" زائدہ ہے اور "خلخالھا" "ابدیت" کا مفعول بہ ہے۔اور یہ بھی احتمال ہے کہ "اُبدیت" کا مفعول بہ "ھا" ضمیر منصوب محذوف ہو اور "عن" اس کے متعلق ہو۔"قیم" فاعل ہے "یسعی" کا۔"متغطرس" صفت ہے "قیم" کی۔

وَکَتِیْبَةٍ سُفْعِ الْوُجُوْہِ بَوَاسِلٍ کَالْاُسْدِحِیْنَ تُذَبُّ عَنْ اَشْبَالِھَا

ترجمہ:۔اور بہت سے کالے چہرے والے بہادر،(خوفناک شکل میں)ان شیروں کی طرح ہیں، جس وقت ان کو انکے بچوں سے دور کئے گئے ہوں(یعنی سخت غضبناک)

تحقیق:۔کتیبة: جمعہ کتائب ای الجیش سُفعٌ بضم السین جمع اسفع: ای الاسود .بواسل جمع باسلة الشجاعة .تذب من نصر ای تدفع وتبعد. اشبال :جمع شبل ولد الاسد. "اُسدٌ" بمعنی شیر،اس کا واحد اَسَدٌ ہے۔

ترکیب:۔وکتیبةٍ" میں واؤ بمعنی "رب" کے ہے، اور جواب "رب" اگلے شعر میں ہے۔"کتیبةٍ" موصوف ہے "سُفعِ الوجوہ" صفت اول اور "بواسلٍ" صفت ثانی ہے۔"سُفعِ الوجوہ" میں اضافت لفظی ہے اس لئے بحکم نکرہ ہے اور نکرہ کی صفت بننا صحیح ہے۔"تُذب" فعل مجہول ہے، ضمیر "اُسدٌ" (جو کہ جمع ہے) کی طرف لوٹ رہی ہے۔

قَدْقُدْتُ اَوَّلَ عُنْفُوَانِ رَعِیْلِھَا فَلَفَفْتُھَابِکَتِیْبَةٍ اَمْثَالِھَا

ترجمہ:۔تحقیق کہ میں نے پہلے شہسواروں کی صف اول کی قیادت کی۔پس میں نے بہادر لشکروں کو ان جیسے دوسرے لشکر کے ساتھ جمع کر دیا۔(یعنی میرے پاس ان جیسے دوسرے بہادر لشکر بھی موجود ہے)

تحقیق:۔قدت:قود مادہ باب نصر سے بمعنی قیادت کرنا۔عنفوان:اول الشئ یعنی شروع جوانی،وفیہ اضافة الشئ الی نفسہ .رعیل :واحد رعال ای الصف المتقدم۔ لففت: باب نصر سے بمعنی ملا دینا۔

ترکیب:۔ رعیلها'' ''اُمثالها'' اور ''لففتها'' کی ضمائر پہلے شعر میں ''کتیبة'' کی طرف راجع ہیں۔ اور ''اُمثالها'' یہ ''کتبة'' کی صفت ہے۔

وَقَالَ الْفِنْدُالزِّمَانِيُّ

تعارف و پس منظر:۔ یہ شاعر جاہلی ہے، اس کا ذکر شروع کتاب میں بھی آچکا ہے، یہاں واقعہ یہ بیان کررہا ہے کہ مالک بن عوف ''یوم التحالق'' میں اپنے گھوڑے پر کسی کو بٹھا کر جنگ میں جارہے تھے، درمیان میں بنی بکر کی ایک عورت کو دیکھا جسکے ساتھ شیرخوار بچہ بھی ہے تو مالک بن عوف نے ردیف کے اشارے پر عورت کو نیزہ مار کر ہلاک کردیا۔ اور یہ واقعہ دیکھ کر شاعر نے مالک پر حملہ کرکے اس کا کام بھی تمام کردیا، حالانکہ شاعر شیخ فانی ہے، جس کا ذکر شاعر یہاں کرکے کہتا ہے:

أَيَــاطَــعْــنَــةَمَــاشَيْـخٍ　　كَبِـيْــرٍيَــفَــنٍ بَــالِ

ترجمہ:۔ اے لوگو دیکھو! شیخ کبیر ضعیف جوفنا ہونے والے ہیں، کی نیزہ بازی کو۔

تحقیق:۔ بال: یستعمل من سمع معناه القديم والضعيف. ''يفن'' ''يُفَنٌ'' کی جمع ہے، بمعنی بہت بوڑھا۔ ''طعنةٌ'' کی جمع طعنات ہے بمعنی نیزے کی ضرب۔

ترکیب:۔ ماشیخ: ''ما'' زائده. أيا: حرف النداء للبعيد وهنا للتعجب . طعنة: منصوب بفعل مقدر. ياقوم اذكروا: اى انظروا طعنةالشيخ. ''كبيرٍ'' صفت اول ''يفنٍ'' صفت ثانی اور ''بالٍ'' صفت ثالث ہے ''شيخٍ'' کی۔

تُــقِيْــمُ الْــمَــأْتَــمَ الْاَعْــلٰــى　　عَــلٰــى جَهْــدٍوَّاِعْـوَالِ

ترجمہ:۔ (ان کی اس نیزہ بازی نے) بڑا ماتم برپا کردیا ہے، (یعنی ان کا سردار مالک بن عوف کو قتل کرکے) جو اعلیٰ درجہ کی مشقت اور چیخ و پکار پر مشتمل تھا۔ (کیونکہ ان کی عورتیں بہت زیادہ چیخ و پکار کررہی تھیں)

تحقیق:۔ تقيم: صفة لطعنة. الماتم: مجمع النساء اوالمرأةالتى تبكى على الميت بذكراوصافه الحميدة۔ الاعلى صفة له. جهد اى غاية السعي او المشقة. اعوال: ارفع الصوة .

وَلَــوْلَانَبْــلُ عَــوْضٍ فِــيْ　　حُــظُبَّــایَ وَاَوْصَــالِــيْ

ترجمہ:۔ اور اگر میری پیٹھ اور جوڑوں میں زمانے کا تیر نہ لگتا۔ (یعنی اگر میری رگ وریشہ میں بڑھاپا یا حوادثات زمانہ کا اثر نہیں ہوتا۔ (جواب آگے)

تحقیق:۔ نبل اسم جمع: اى سهم . عوض: علم للدهر وفى الضاد تجوز حركاتٌ ثلثة . حظبائى. آخر میں یائے متکلم ہے بمعنی میرے پیٹھ، یا پیٹھ کی رگ، ''اوصال'' جمع وصل اى مفاصل، جوڑ۔

ترکیب:۔ ''نبلُ عوضٍ'' مبتدأ ہے ''فى حظباى الخ'' متعلق محذوف سے مل کر خبر ہے۔

لَــطَــاعَــنْــتُ صُدُوْرَالْــخَيْــلِ　　طَــعْــنًــالَيْــسَ بِــالْاٰلِــيْ

ترجمہ:۔ تو میں گھوڑوں کے سینوں پر ایسی نیزہ بازی کرتا، جس میں کوتاہی یا سستی نہ ہوتی (یعنی میں سخت مقابلہ کرتا جس میں کمی نہیں ہوتی)

تحقیق:۔الی: من باب نصر ای القاصر. "لطاعنت" میں لام تاکید ہے اور صیغہ واحد متکلم ہے باب مفاعلہ سے بمعنی نیزہ مارنا۔

ترکیب:۔"لطاعنت" جواب لولا ہے "طعنا" مفعول مطلق ہے۔

تَـرَیٰ الْـخَيْـلَ عَـلٰـى اٰثَـارِ مُهْـرِيْ فِـي السَّـنَـا الْـعَـالِـيْ

ترجمہ:۔تو میرے بچھڑے گھوڑے کے نشانِ قدم پر دوسرے تمام گھوڑے کو دیکھئے گا اسلحوں کی چمک کے وقت یا بزرگی کے مواقع میں (یعنی بزرگی اور شہرت کے اوقات میں سب سے آگے میں ہوتا ہوں اور باقی سب میرے پیچھے)

تحقیق:۔اثار جمع اثر بمعنی نشانِ، علامت. مهری: ای ولد الفرس. السنا العالی: بريق السلاح.

ترکیب:۔"علی اثار الخ" حال کی جگہ میں ہے اور "فی السنا الخ" مفعول ثانی کی جگہ میں ہے تریٰ کے۔

وَلَاتُبْـقِـيْ صُـرُوْفُ الـدَّهْـرِ إِنْسَـانًـا عَـلٰـى حَـالِ

ترجمہ:۔اور انقلابات وحوادثات زمانہ نہیں باقی رکھتے کسی انسان کو ایک حالت پر۔

تحقیق:۔"لاتبقی" باب افعال سے ہے بمعنی باقی رکھنا "صُرُوف" بھی حوادث وانقلاب۔

ترکیب:۔"صروف الدهر" فاعل ہے "لاتُبقی" کا۔

تَـفَتَّيْـتُ بِهَـا اِذَا کَـرِهَ الشِّـکَّةَ أَمْثَـالِـيْ

ترجمہ:۔(اسلئے) نیزہ بازی کے وقت میں بہ تکلف جوان بن جاتا ہوں (بوڑھے ہونے کے باوجود) جبکہ مجھ جیسے (بڈھے) ہتھیار ناپسند کرتے ہیں۔

تحقیق:۔ تـفـتـيـتُ باب تفعل سے مصدر: تـفـتـيـا ۔جواں مرد بننا۔سمع سے جوان ہونا۔الشـكـة: ہتھیار جمع شکک ہے مادہ "ش، ک، ک" ہے۔

ترکیب:۔"بها" میں ضمیر "طعنة" کی طرف راجع ہے۔"امثالی" فاعل ہے "کره" کا۔

كَـجَيْـبِ الـدِّفْـنِـسِ الْـوَرْهَـا ءِ رِيْـعَـتْ بَـعْـدَ إِجْـفَـالِ

ترجمہ:۔(وہ زخم) اس بوڑھی بیوقوف عورت کے گریبان کی طرح (بڑا) جس کو تیز دوڑنے کے بعد دوڑائی گئی ہو (یعنی تیز دوڑائی گئی پاگل عورت کا گریبان چاک ہو کر اس میں بڑا شگاف ہوجاتا ہے اسی طرح سردار مالک بن عوف کو جو نیزہ مار کر زخمی کیا گیا وہ بھی اسی طرح بڑا تھا)

تحقیق:۔ دفـنـس: وورهاء كلاهما مترادفان ای الحمقاً وقيل من يضع طرف جيبها على طرف انفها. ريعت.

بروزن "قيلتْ" روع مادہ باب نصر سے بمعنی خوف یہ اصل میں "رُوِعَتْ" تھا، ضمہ کے بعد واؤ پر کسرہ ثقیل ہے اس لئے واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل میں دیدی گئی اور کسرہ کی مناسبت سے واؤ کو یا سے تبدیل کر دیا گیا۔ ماضی مجہول ہے۔ "جیب" کی جمع جیوب ہے بمعنی گریبان۔اجفال: جمع جفل السريعة والفرار.

ترکیب:۔"کجیب الخ" کان محذوف کی خبر ہے، عبارت یوں ہے "كانت الطعنة كجيب الخ"۔

وَقَالَ رَبِيعَةُ بْنُ مَقْرُوْمٍ

تعارف وپس منظر:۔ ربیعہ بن مقروم الضبی کے نام سے صفحہ ۱۵ اپر بھی ایک شاعر کا ذکر گزرا ہے، یہ شاعر اگر وہی ہے تو شاعر مخضرمی اسلامی ہے، یہاں شاعر اپنا اعلیٰ اخلاق، بہادری، دشمن کے ساتھ اپنی قوت وطاقت کا اظہار، دشمن سے مقابلہ میں اپنی کامیابی اور مخالفین کی ناکامی وغیرہ کا ذکر کر رہا ہے:

أَخُوكَ أَخُوكَ مَنْ يَدْنُو وَتَرْجُو　　مَوَدَّتَهُ وَإِنْ دُعِيَ اسْتَجَابَا

ترجمہ:۔ تیرا بھائی حقیقت میں وہی ہے جو تجھ سے قریب ہو اور تو اس کی دوستی کی امید رکھے، اور اگر اس کو کسی کام کیلئے بلایا جائے تو وہ جواب دے (لبیک کہے)

تحقیق:۔ یدنوا: نصر سے قریب ہونا۔ استجاب: بمعنی دعوت قبول کرنا۔ آخر میں الف اشباعی، ماضی واحد مذکر غائب ہے، ''وترجو'' باب نصر سے بمعنی امید کرنا، بعض نسخوں میں ''او'' ہے جو کہ واؤ کے معنی میں ہے، ''مودة'' باب سمع کا مصدر ہے بمعنی دوستی۔

ترکیب:۔ أخوك ''مبتدا ہے، ''فیدنوالخ'' خبر ہے، اور ''أخوک'' ثانی، اول کیلئے تاکید ہے۔ ''دُعی'' شرط اور ''استجابا'' جواب ہے۔

إِذَا حَارَبْتَ حَارَبَ مَنْ تُعَادِي　　وَزَادَ سِلَاحُهُ مِنْكَ اقْتِرَابَا

ترجمہ:۔ جب تو اپنے دشمن سے جنگ کرے تو وہ (دوست) بھی تیرے ساتھ جنگ میں شریک ہو اور زیادہ کر دے اس کا اسلحہ تجھ سے قربت اور محبت کو۔ (یعنی حقیقت میں تمہارا بھائی وہ شخص ہے)

تحقیق:۔ حارب باب مفاعلہ سے محاربہ مصدر بمعنی ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی کرنا۔ ''تُعادی'' یہ بھی باب مفاعلہ سے عدو مادہ ہے بمعنی دشمنی۔

ترکیب:۔ من تعادی: یہ حاربت کا مفعول بہ ہے۔ ''تعادی'' میں ضمیر محذوف ''من'' کی طرف عائد ہے۔ ''حارب'' شرط کی جزا ہے۔

ترکیبی عبارت: اذا حاربت من تعادیہ حارب'' ہے۔ ''سِلَاحُه'' فاعل ہے۔ زاد کا۔

وَكُنْتُ إِذَا قَرِينِي جَاذَبَتْهُ　　حِبَالِي مَاتَ أَوْ تَبِعَ الْجِذَابَا

ترجمہ:۔ اور میں ایسا (قوی آدمی) تھا، جب میری رسیاں میرے ساتھی کو کھینچتی تھیں تو وہ مرجاتا تھا یا کھنچاؤ کی زد میں آجاتا تھا۔ (یعنی زمانہ شباب میں اگر کوئی مجھ کو اور میرے کسی دوست کو ایک رسی میں باندھ لیتا اور پھر ہمارے درمیان رسہ کشی ہوتی تو وہ ساتھی مرجاتا تھا یا مغلوب ولاچار ہوجاتا تھا۔)

تحقیق:۔ قرین جمع قُرناء بمعنی ساتھی۔ حبال: بمعنی رسیاں مفرد حبل ہے۔

ترکیب:۔ ''کنتُ'' کی خبر ''قویا'' محذوف ہے، ''قرینی الخ'' شرط ہے اور ''مات الخ'' جزاء ہے۔

فَإِنْ اَهْلِكْ فَذِي حَنَقٍ لَظَاهُ　　عَلَيَّ تَكَادُ تَلْتَهِبُ الْتِهَابَا

ترجمہ:۔ پس اگر میں ہلاک ہو جاؤں (تو حسرت زدہ ومظلوم ہو کر نہیں مرونگا) کیونکہ بہت سارے شدید غصہ والے کی آگ قریب ہے

کہ میرے خلاف شعلہ زن ہو جائے (تو مجھ کو جلا دے کیونکہ میں نے انہیں بہت ستایا اسلئے وہ میرے دشمن بن گئے۔)
تحقیق:۔ "حنق" کی جمع حِناق ہے بمعنی غصہ والا، شدت غضب، "لظا" لظی مادہ باب فتح سے معنی شعلہ، آگ، یہ اصل میں "لَظَیٰ" تھا یا متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یا الف سے بدل گئی، پھر آخر میں مفعول کی ضمیر آنے سے "لظاہ" ہو گیا۔
ترکیب:۔ "اھلک" شرط ہے اس لئے بجزوم ہے، جزاً محذوف ہے جو کہ "لا اھلک ملومًا محسورًا" ہے، "فذی الخ" میں فا رُبَّ کے معنی میں ہے، جواب رُبّ اگلا شعر ہے، بعض حضرات نے "فذی الخ" ہی کو جزا قرار دیا ہے۔ "التھابًا" مفعول مطلق ہے۔

مَخَضْتُ بِدَلْوِهٖ حَتّٰی تَحَسّٰی ذَنُوْبَ الشَّرِّ مَلْأً اَوْقُرَابَا

ترجمہ:۔ میں نے اس کے ڈول کو (شر سے بھرنے کیلئے) حرکت دی، یہانتک کہ دشمن نے شر کی بالٹی کو تھوڑا تھوڑا کر کے پیا (یعنی میرے خلاف دشمنی شروع کر دی)۔ اس حال میں وہ ڈول بھرا ہوا تھا یا بھرنے کے قریب تھا (یہاں "ڈول کو حرکت دینے" سے مراد ہلاکت کے اسباب تلاش کرنا ہے، یعنی دشمنوں نے میری ہلاکت چاہی اور میں نے ان کیلئے اسباب ہلاکت تلاش کئے، نتیجتاً میں کامیاب ہوا اور دشمن ہلاک ہوا۔ اب اگر میں مرتا ہوں تو ناکام نہیں مرونگا)
تحقیق:۔ ھذاالبیت موقوف علی قسم الاستعارة. مخضت من نصر و ضرب وفتح: معناه التحرک. تحسی من تفعل: الشرب قليلا قليلا . ذنوب الدلو العظيمة. "مِلأ" باب فتح سے بمعنی بھرنا، معنی میں مفعول کے ہے۔ "قُراب" بمعنی قریب ہونا بروزن فُعالٌ ہے۔
ترکیب:۔ "مخضتُ" جواب رُبّ ہے، "بدلوه" میں با زائد ہے اور ترکیب میں مفعول ہے۔ ملأ، اور قرابا" یہ دونوں ذنوب" سے حال ہیں۔

بِمِثْلِیْ فَاشْهَدِ النَّجْوٰی وَعَالِنْ بِیَ الْاَعْدَاءَ وَالْقَوْمَ الْغِضَابَا

ترجمہ:۔ اے مخاطب! اگر تو کسی مجلس مشاورت میں شریک ہونا چاہو تو مجھ جیسے (ذکی وفطین) آدمی کو مجلس مشاورت میں حاضر کر اور دشمنوں اور غضب ناک قوم میں میرا اعلان کر دے (کہ میرا نام سنتے ہی بھاگ جائیں گے، کیونکہ میں بہادر ہوں)
تحقیق:۔ النجوی بمعنی سرگوشی، عالن: بمعنی اعلان کرنا باب مفاعلہ سے امر حاضر کا صیغہ ہے۔ غضاب: غضب کی جمع ہے بمعنی غصہ والا۔ "الاعدا" عدو کی جمع ہے بمعنی دشمن۔
ترکیب:۔ "بمثلی" یہ "فاشہد" سے متعلق ہے، اصل عبارت "إن کنت تشهد النجویٰ فاشهدها بمثلی" ہے۔ یعنی شرط محذوف ہے "عالن" امر کا جواب امر "فیفروا" محذوف ہے۔

فَاِنَّ الْمُوْعِدِیَّ یَرَوْنَ دُوْنِیْ اُسُوْدَ خَفِیَّةَ الْغُلْبَ الرِّقَابَا

ترجمہ:۔ بے شک مجھے ڈرانے والے (دھمکیاں دینے والے) میرے پیچھے خفیہ نامی کچھار کے موٹی گردن والے شیر دیکھتے ہیں (یعنی وہ میرے عدم موجودگی میں میرا نام سنکر اتنے خوفزدہ رہتے ہیں گویا کہ انہیں شیر نظر آ گئے۔)

تحقیق:۔ خفیفۃ اسم للغابۃ غیرُ منصرفٍ للعلمیۃ والتانیث. غلب جمع اغلب: ای الغلیظ. رقاب جمع رقب کماھو ظاھر. "الموعدیّ" اسم فاعل جمع ہے، اصل میں "مُوْعدین" تھا، آخر میں یائے متکلم ہے، یائے متکلم کی طرف اضافت کی وجہ سے نون ساقط ہوگیا ہے۔ معنی ہوگا "الذین یوعدوننی" "یرون" اصل میں "یَرْأیُوْن" تھا، ہمزہ متحرک ماقبل میں حرف صحیح ساکن ہے اس لئے ہمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل را میں دیدی پھر تخفیف کی خاطر الف کو گرادیا گیا، اس کے بعد یا متحرک ماقبل مفتوح ہو گیا اس لئے یا کو الف سے بدل کر پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف گر گیا۔ "یرون" ہوگیا۔ "اُسُوْدٌ" اسَدٌ کی جمع ہے "اُسُدٌ" بھی جمع آتی ہے۔

کَأنَّ عَلٰی سَوَاعِدِهِنَّ وَرْسًا　　عَلَا لَوْنَ الْاَشَاجِعِ اَوْ خِضَابَا

ترجمہ:۔ (زیادہ شکار کرنے اور شیروں کے ہاتھ خون سے لت پت رہنے کی وجہ ہے) گویا کہ ان کے بازوؤں پر ورس کا رنگ ہے، جو ہتھیلی کی پشت کی رگوں کے رنگ پر غالب آ گیا ہے۔ یا سرخ خضاب لگایا گیا ہے۔

تحقیق:۔ ورس: ای نبات کالسمسم یصبغ بہ الثیاب. اشاجیع: جمع اشجع بمعنی عروق ظاھر الکف. خضابا: طیب من اللون تضبغ بہ النساء ایدیھن وغیرہ. "عَلَا" علو مادہ باب نصر سے بمعنی غالب آنا، ماضی کا صیغہ ہے۔

ترکیب:۔ "ورسا" یہ "کأنّ" کا اسم ہے، اور "خضابا" کا عطف "ورسا" پر ہے۔ "علا" یہ "ورسا" کی صفت ہے۔ اور "علی سواعدھن" یہ "کأنّ" کی خبر ہے۔ "سواعدھن" کی ضمیر "اسود" کی طرف لوٹ رہی ہے۔ یہاں شیر کی مدح کی جارہی ہے۔

وَقَالَ سُلْمِیُّ بْنُ رَبِیْعَةَ

تعارف و پس منظر:۔ یہ شاعر جاہلی ہے، دادا کا نام زبان بن عامر ہے، قبیلہ بنی اسید بن ضبہ سے تعلق ہے، واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے، کہ ایک مرتبہ شاعر غریب ہوگیا اور تنگ دستی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے بیوی ناراض ہوکر میکے چلی گئی، تو شاعر بیوی کی ناراضگی اور جدائی کا تاثر ان اشعار میں بیان کر رہا ہے:

حَلَّتْ تُمَاضِرُ غُرْبَةً فَاحْتَلَّتِ　　فَلْجًا وَاَهْلُکَ بِاللِّوٰی فَالْحِلَّتِ

ترجمہ:۔ تماضر (زوجہ شاعر) مقام غربہ میں اتر پڑی، پھر وہ مقام فلجا میں اتری (اور اسے وطن قرار دیا) حالانکہ اے نفس! (تیرا اہل خانہ) مقام لوی اور مقام حلہ میں مقیم ہیں۔ (مقام فلجا اور مقام لوئ میں طویل فاصلہ ہے، تو تمہاری ملاقات کیسے ہوگی!)

تحقیق:۔ حلت من نصر: نزلت، تماضر اسم مرأۃ الشاعر. غربۃ وفلجا ولوی والحلت اسم للمقام. "اھلک" کا خطاب شاعر کے نفس سے ہے۔

ترکیب:۔ "تُماضر" فاعل ہے "حلّت" کا "غربةً" مفعول فیہ ہے۔

وَکَأنَّ فِی الْعَیْنَیْنِ حَبَّ قَرَنْفُلٍ　　اَوْ سُنْبُلًا کُحِلَتْ بِهٖ فَانْهَلَّتِ

ترجمہ:۔ اور گویا کہ (تمہاری) دونوں آنکھوں میں لونگ یا سنبل کا دانہ ہے جس کا سرمہ ان آنکھوں میں لگایا ہے، چنانچہ وہ آنکھیں بہہ

پڑیں۔(یعنی پردیس کی جدائی کی وجہ سے آنکھیں اس طرح بہہ رہی ہیں گویا کسی نے لونگ کا دانہ یا خوشبودار گھاس سنبل کا تنکا ڈالدیا ہے)

تحقیق:۔قرنفل:لونگ۔سنبل جمعہٗ سنابل و سنبلات اسم لشجرة معروفة .کحلت ماضی مجهول من نصر الکحل .انهلت ای صبت العین. من نصر .چونکہ نفس الامر میں آنکھیں دو ہیں اس لئے ''عینین'' تثنیہ لایا گیا ہے۔چونکہ دونوں آنکھیں شیئ واحد ہے اس لئے ''کُحلتْ'' واحد مؤنث کا صیغہ لایا گیا ہے۔

ترکیب:۔''فی العینین ''خبر مقدم ہے''کانّ'' کی ''حبَّ الخ'' اسم کانّ ہے،''کُحلت به''صفت ہے''سنبلا'' کی۔ضمیر یا تو حبّ کی طرف لوٹ رہی ہے یا سنبل کی طرف۔کحلت''اور''انہلت''میں ضمیر''العینین'' کی طرف راجع ہے۔

زَعَمَتْ تُمَاضِرُ أَنَّنِیْ اِمَّا اَمُتْ یَسْدُدْ اُبَیْنُوْهَا الْاَصَاغِرُ خُلَّتِیْ

ترجمہ:۔تماضر نے یہ خیال کیا کہ بے شک اگر میں مرجاؤں تو اس کے چھوٹے بچے میری ضرورت (یا اس کی کمی کو) پورا کردیں گے۔ (لہٰذا بیوی کو میری ضرورت نہیں)

تحقیق:۔یسدد: من نصرای یخلف. خلتی ای حاجتیْ جمعها خلل و خلال، خلتی کی ضمیر متکلم ضمیر غائب کی جگہ میں ہے معنی میں خلّتها ہے۔ ''اُبینُوها'' یہ اصل میں ''اُبینُونَ'' تھا جو کہ ابنائی تصغیر ہے یعنی جمع کی تصغیر ہے کیونکہ ابنا ابن کی جمع ہے جس طرح اعمی کی تصغیر اعیم آتی ہے،اضافت کی وجہ سے نون ساقط ہوگیا ہے،ضمیر مجرور تماضر کی طرف لوٹ رہی ہے بمعنی بیٹے۔ ''زعمت'' باب فتح سے گمان کرنا اور باب نصر سے فساد پھیلانا کما فی قوله تعالیٰ ''الم تر الی الّذین یزعمون الایة'' ''اِمَّا اَمُتْ'' یہ اصل میں ''اِنْ ما اَمُتْ'' ہے، اِنْ شرطیہ ہے، ما زائدہ ہے۔ ''اَمُتْ'' اصل میں ''اَمُوْتُ'' تھا،واؤ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن ہے اس لئے واؤ کی حرکت ماقبل میں نقل کر کے اجتماع ساکنین کی وجہ سے واؤ کو گرادیا گیا ہے کیونکہ ان شرطیہ کی وجہ سے تاْ ساکن ہوگیا ہے۔اصاغر جمع صغیر.

ترکیب:۔''اَمُتْ''شرط ہے،''سدد الخ ''جزاْ ہے،''ابینُها الاصاغر ''مرکب توصیفی کے بعد فاعل ہے''یسدد'' کا۔''ابینوها''میں ضمیر مجرور''تماضر'' کی طرف راجع ہے۔

تَرِبَتْ یَدَاکِ وَهَلْ رَأَیْتِ لِقَوْمِهٖ مِثْلِیْ عَلٰی یُسْرِیْ وَحِیْنَ تَعِلَّتِیْ

ترجمہ:۔تیرے ہاتھ خاک آلود (تماضر سے خطاب ہے) ہوں کیا تو نے میری قوم یا اپنی قوم میں مجھ جیسا شخص دیکھا ہے! خواہ خوشحالی میں ہوں یا تنگدستی میں۔

تحقیق:۔تربت یداک. اذادعاعلیه اس کا لفظی معنی یہ ہے کہ تیرے ہاتھ میں مٹی ہو لیکن اصطلاح میں یہ جملہ عموماً فقر و فاقہ اور ناکامی و نامرادی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔''یداکِ''میں خطاب محترمہ کو ہے حالانکہ پہلے غائب کے صیغے تھے،اسے اصطلاح بلاغت میں التفات من الغیب الی الخطاب کہا جاتا ہے۔ ترب باب سمع سے ہے۔

تعلتی یہ باب تفعیل کا مصدر ہے،یہ لفظ عموماً تنگ دستی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔یعنی کسی کو بہلانا،پھسلانا یہاں مراد تنگی ہے۔

ترکیب:۔وهل رایت: میں واؤ استناف کیلئے ہے۔''لقومه'' کی ضمیر مجرور ضمیر متکلم یا ضمیر مخاطب کے قائم مقام ہے،امام اخفش کے نزدیک ایک ضمیر کی جگہ دوسری ضمیر لانا جائز ہے،یہ اصل میں ''لقومی''یا''لِقومک'' ہے۔''مثلی ''مفعول ہے''رأیت'' کا۔

رَجُلًا إِذَا مَا النَّائِبَاتُ غَشِيْنَهُ أَكْفَى لِمُعْضِلَةٍ وَإِنْ هِيَ جَلَّتْ

ترجمہ:۔(کیا تونے دیکھا!) ایسے آدمی کو جب مصائب اس کو ڈھانپ لیتی ہیں، تو سخت مصیبت کیلئے وہ مجھ سے زیادہ کفایت کرنے والا ہو اور اگر چہ وہ آفت بڑی ہی کیوں نہ ہو۔

تحقیق:۔معضلة باب افعال سے بمعنی: مشکل معاملہ، مصیبت۔جلت :ضرب سے جلالة : بڑا ہونا، عظیم القدر ہونا۔''اکفی منی'' میں ''منی'' کو حذف کر دیا ہے۔باب ضرب سے اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔''غَشِینَهُ'' باب سمع سے ماضی جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے۔ ''النائباتُ'' نائبةٌ کی جمع ہے بمعنی مصیبت۔

ترکیب:۔رجلا: پہلے شعر میں ''مثلی'' سے بدل ہے۔''ما النائباتُ الخ'' شرط ہے،''اکفی الخ'' جزا ہے۔''وان ھی'' میں اِنْ وصلیہ ہے۔

وَمُنَاخِ نَازِلَةٍ كَفَيْتُ وَفَارِسٍ نَهِلَتْ قَنَاتِي مِنْ مَطَاهُ وَعَلَّتْ

ترجمہ:۔اور بہت سے اترنے والے قافلے کے لئے، میں کافی ہوں (ان کی مہمان نوازی کیلئے) اور بہت سے شہسوار ہیں کہ جن کی پیٹھ سے میرا نیزہ نے پہلی بار اور دوسری بار سیراب ہوا (یعنی ان کے بہت سے آدمی کو قتل اور زخمی کر دیا)

تحقیق:۔مناخ: باب افعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی پڑاؤ ڈالنے والا، یہاں قافلة کے معنی میں ہے۔نازلة: ای قافلة نازلة. نهلت: سمع سے نہلا: بمعنی پہلی مرتبہ پینا۔علت (ن ض) دوسری بار پینا۔(لازم ومتعدی)۔مطا: اس کی جمع مطایا وامطأ ہے بمعنی پیٹھ، مادہ ''مطو'' ہے۔

ترکیب:۔ومناخ اور ''وفارس'' میں واؤ بمعنی رب ہے۔''کفیتُ'' کے بعد ضمیر ''ھا'' ہے جس کا مرجع ''قافلةٍ نازلةٍ'' ہے۔

وَإِذَا الْعَذَارَىٰ بِالدُّخَانِ تَقَنَّعَتْ وَاسْتَعْجَلَتْ نَصْبَ الْقُدُورِ فَمَلَّتْ

ترجمہ:۔اور جب پاکدامن عورتیں دھاؤں کو (قحط سالی میں) اوڑھنی بنالیتی ہیں، اور دیگیں (چولہے پر) چڑھانے میں جلدی کرتی ہیں ، پس وہ (اس سے پہلے) گوشت کو انگارے پر رکھدیتی ہیں (بھوننے کیلئے تا کہ جلدی کھاسکیں)

تحقیق:۔عذارىٰ: جمع عذراء ای المرأة الباكرة. خص العذارىٰ بالذكر لفرط حيائهن وشدةِ انقباضهن فهو كناية عن اشتداد الامر. القدور جمع قدر بمعنی ہانڈی، دیگچی۔ ملت: ای ادخال الشیء فی الجمرة. من نصر. ''تقنّعتْ'' باب تفعیل سے بمعنی اوڑھنی اوڑھنا۔ ''نصب'' بمعنی چڑھا، کھڑا کرنا۔ ''الدُّخان'' بمعنی دھواں۔

ترکیب:۔''العذارى الخ'' شرط ہے ''فملّت'' جزا ہے۔

دَارَتْ بِأَرْزَاقِ الْعُفَاةِ مَغَالِقٌ بِيَدَيَّ مِنْ قَمَعِ الْعِشَارِ الْجِلَّتِ

ترجمہ:۔(تو ایسے سخت وقت میں) مانگنے والوں کی خوراک کیلئے میرے ہاتھ میں دس ماہ کی بڑی گابھن اونٹنیوں کی کوہان سے تیر گھومتے ہیں (یعنی ایسے سخت زمانہ میں بھی میں ہاتھ غریبوں اور محتاجوں کی ضیافت دس ماہ کی بڑی گابھن اونٹنیوں سے کرتا ہوں جو انتہائی اعلیٰ درجہ کی سخاوت کی علامت ہے)

تحقیق:۔عفاة جمعه العافی ای السائل .مغالق جمع مغلق ای سهم القمر والميسر .قمع جمع قمعةٌ ای راس السنام

اولحم السنام .العشار جمع عشرأ وهوالتی مضت علی حملها عشرة اشهراو ثمانیة وهی احب النوق عندهم الجلت: جمع جلیل ای العظام .

ترکیب:۔ مغالق: دارت فعل کا فاعل ہے۔ اور بیدی: کا تعلق ''دارت'' سے ہے اور ''من قمع'' ''ارزاق'' کا بیان ہے۔ ''الجلّتِ'' صفت ہے ''العشار'' کی۔

وَلَقَدْرَأَبْتُ ثَأَى الْعَشِيْرَةِ بَيْنَهَا وَكَفَيْتُ جَانِيَهَا اللُّتَيَّا وَالَّتِي

ترجمہ:۔ خدا کی قسم میں نے قبیلہ کے درمیان فساد کی اصلاح کردی اور قبیلہ کے جرم و جنایت کرنے والے کے چھوٹے بڑے جرمانے ادا کرنے کے لئے کافی ہوں۔

تحقیق:۔ثأی من فتح :ای الفساد .اللتیایٰ : تصغیر التی. الغرامة الصغیرة. التی الغرامة الکبیرة. "جانی" باب ضرب سے بمعنی جنایت کرنا، "رابتُ" باب فتح سے ماضی واحد متکلم ہے بمعنی اصلاح کرنا۔ "ولقد" میں واؤ قسمیہ ہے۔ اصل میں یوں عبارت ہے "واللہِ لقد".

ترکیب:۔ اللتیا اور التی: یہ دونوں ''کفیت'' کیلئے مفعول بہ ہے۔

وَصَفَحْتُ عَنْ ذِیْ جَهْلِهَا وَرَفَدْتُهَا نُصْحِيْ وَلَمْ تُصِبِ الْعَشِيْرَةَ زَلَّتِیْ

ترجمہ:۔ میں نے قبیلہ کے جاہل سے اعراض کیا (اس کی غلطی معاف کردی) اور قبیلہ کو بھلائی و نیکی سے مالا مال کردیا اور میری غلطی و لغزش کا نقصان قبیلہ (والوں) کو نہیں پہنچا، (بلکہ میں نے اپنا نقصان خود برداشت کیا)

تحقیق:۔ رفدتہا: باب ضرب سے بمعنی عطا کرنا۔ دینا۔ زلة: بمعنی لغزش۔ زلل جمع ہے ''نُصح'' باب فتح سے بمعنی بھلائی، نصیحت، نصائح جمع ہے، ''صفحتُ'' باب فتح سے بمعنی اعراض کرنا۔

ترکیب:۔ ''زلتی'' فاعل ہے ''لم تُصب'' کا ''نصحی'' مفعول ثانی ہے ''رفدتُها'' کا۔

وَكَفَيْتُ مَوْلَایَ الْاَحَمَّ جَرِيْرَتِیْ وَحَبَسْتُ سَائِمَتِیْ عَلٰی ذِیْ الْخَلَّتِ

ترجمہ:۔ میں اپنے قریبی رشتہ داروں کی جنایت کے لئے کافی ہوں (یعنی ان کا جرمانہ بھی میں بھرتا ہوں یا میرا جرمانہ انہیں ادا کرنا نہیں پڑتا) اور میں نے اپنے اونٹ اور چوپائے حاجت مندوں کے لئے باندھ کے (وقف کر کے) رکھے ہیں تاکہ یہ لوگ ان چوپایوں سے اپنی ضرورت پوری کریں۔

تحقیق:۔ احم: گہرا دوست، مراد قریبی رشتہ دار، اسی سے حمیم دوست کو کہا جاتا ہے خلتی: بمعنی حاجت، فقیر خُلل اور اخلال جمع ہے۔

ترکیب:۔ ''الاحم'' صفت ہے ''مولای'' کی ''جریرتی'' مفعول ثانی ہے ''کفیتُ'' کا۔ ''مولیٰ'' کے متعدد معانی میں سے ایک معنی چچازاد بھائی کے بھی ہیں ''جریر'' بمعنی جنایت، جُرمانہ ''حبستُ'' بمعنی باندھ کر رکھنا باب ضرب سے ہے ''سائمہ'' بمعنی جانور، سوائم جمع ہے ''الخلت'' بمعنی حاجت مند، خُلل و اخلال جمع ہے۔

وَقَالَ أُبَيُّ بَنُ سُلْمِيٌّ

تعارف وپس منظر:۔ یہ شاعر جاہلی ہے، ابی بن سلمی بن ربیعہ بن عامر نام ہے، اس کا ذکر صرف یہاں آیا ہے، کل آٹھ اشعار ہیں:

وَخَيْـلٍ تَلافَيْــتُ رَيْـعَــانَهَــا بِـعِـجْـلِـزَةٍ جَـمْـزَى الْـمُـدَّخَـرُ

ترجمہ:۔ بہت سے گھوڑے (شہسوار) ایسے ہیں جن کی شروع صف کے نقصان (صف اول کے شہسوار شکست کھا رہے تھے) کی تلافی میں نے اپنے ایسے مضبوط گھوڑوں سے کی جن کی تیز رفتاری جمع شدہ تھی (یعنی یہ گھوڑے اسی کام کے لئے رکھے گئے تھے)

تحقیق:۔ تلافيت الجزاء والعوض :ريعان :اى اول الشىء .عجلزة اى الفرس القوى. جمزى:نوع من السير والمشى. ''المدخر'' اصل میں ''المذتخر'' تھا، ذخر مادہ ہے باب فتح سے، فائے افتعال ذال ہونے کی وجہ سے ذال کو دال سے تبدیل کیا گیا پھر تائے افتعال کو بھی دال سے بدل کر ادغام کر دیا گیا ہے، باب افتعال سے اسم مفعول ہے بمعنی ذخیرہ کیا گیا۔

ترکیب:۔ وخیل: میں واؤ بمعنی رُبّ ہے۔ اور ''ريعانها'' کی ضمیر خیل کی طرف لوٹ رہی ہے، خیل اسم جمع ہے اس لئے مونث کی ضمیر صحیح ہے۔ ''تلافيتُ'' صفت ہے ''خيل'' کی۔ ''جمزى المدخر'' صفت ہے ''بعجلزةٍ'' کی۔ ''جمزىٰ المدخر'' اضافت لفظی ہے اس لئے نکرہ کی صفت بن سکتی ہے۔

جَـمُـوْمِ الْـجِـرَاءِ إِذَا عُـوْقِبَـتْ وَإِنْ نُـوْزِقَـتْ بَـرَّزَتْ بِـالْـحُـضُـرِ

ترجمہ:۔ وہ گھوڑے مسلسل دوڑنے والے ہیں اگر انہیں دوسری بار بھی دوڑایا جائے، اور اگر انہیں پہلی مرتبہ دوڑایا جائے تو وہ بے حد زیادہ تیز دوڑتے ہیں۔

تحقیق:۔ جموم اى كثير الجراء اى السير .عُوقبت: اى اذا طلب من الفرس الجرى بعد الجرى. نوزقت :اى اذا طلب منه الجرى اول مرة. الحُضر العدو الشديد.

ترکیب:۔ بالحضر: میں باء تعدیہ کیلئے ہے۔ ''جموم الجرا'' صفت ہے ''عجلزةٍ'' کی اور اضافت لفظی ہے، ''اذا'' ظرف کے لئے ہے ''برّزت الخ'' جزا ہے۔

سَبُـوْحٍ إِذَا اعْـتَـرَضَـتْ فِـي الْـعِـنَـانِ مَـرُوْحٍ مُـلَـمْـلَـمَـةٍ كَـالْـحَـجَـرْ

ترجمہ:۔ وہ گھوڑے تیرنے والے ہیں جب وہ چلتے ہوئے لگام میں شرارت کرے (اور اگر سرکشی نہ کرے تو) ناز سے چلنے والے ہیں، پتھر کی طرح ٹھوس اور گھٹے بدن کے مالک ہیں۔

تحقیق:۔ سبوح: باب فتح سے بمعنی تیرنا۔ اعترضت: باب افتعال سے بمعنی شرارت کرنا اور سرکشی، ''مروح'' بروزن قبول باب سمع سے بمعنی اترانا ''مُلَمْلَمَة'' باب بعثر سے اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی ٹھوس بدن کا گھوڑا۔ ''العنان'' بمعنی لگام۔ اعنة جمع ہے۔

ترکیب:۔ ''سبوحٍ'' صفت ہے ''خیل'' (عجلزة) کی، ''ململمةٍ'' بھی صفت ہے اور مروح بھی صفت ہے۔

دُفِـعْـنَ عَـلَـى نَـعَـمٍ بِـالْـبَـرَاقِ مِـنْ حَيْـثُ افْـضَـى بِـهٖ ذُوْشَـمِـرْ

ترجمہ:۔ان گھوڑوں کو دوڑایا گیا ہے ان چوپایوں کے پیچھے جو مقام براق میں تھے (تا کہ انہیں پکڑا جا سکے) جہاں ذوشمر علاقہ ختم ہوتا ہے (مقام براق کی نہایت بتائی گئی ہے)

نوٹ:۔ یہ شعر اگر آخر میں ہوتا تو بہتر ہوتا کیونکہ فرس کے اوصاف اگلے شعر میں بھی مذکور ہیں۔

تحقیق:۔دفعن من فتح ای ترکن وطردن. براق قیل ہومعرکۃ وساحۃ وقیل موضع .افضی ای انتہی. ذوشمر،موضع.

ترکیب:۔بالبراق :کاتعلق ''دفعن'' سے ہے،اور ''دفعن'' میں ضمیر ''خیل'' کی طرف عائد ہے،اور ''بالبراق'' یہ ''کائن'' سے متعلق ہوکر ''نعم'' کی صفت ہے ''ذوشمر'' فاعل ہے ''افضی'' کا۔

فَلَوْطَارَ ذُوْحَافِرٍقَبْلَهَا لَطَارَتْ وَلٰكِنَّهُ لَمْ يَطِرْ

ترجمہ:۔اگر کھر والا جانور اُڑتا اس گھوڑے سے قبل تو یہ گھوڑا بھی اڑتا،لیکن کھر والا جانور اب تک اڑا نہیں (اس لئے ہمارا گھوڑا بھی اڑتا نہیں اگرچہ تیز بہت ہے)

تحقیق:۔حافر:الظلف،کھر والا جانور۔''طار'' باب ضرب سے بمعنی اڑنا۔

ترکیب:۔''طار الخ'' شرط ہے ''لطارت الخ'' جزاء ہے،''قبلها'' اور ''لطارت'' کی ضمیریں ''فرس'' کی طرف لوٹ رہی ہیں۔

فَمَاسَوْدَنِيْقٌ عَلٰى مَرْبَاءٍ خَفِيْفُ الْفُؤَادِحَدِيْدُالنَّظَرْ

ترجمہ:۔نہیں ہے وہ شاہین (جو ہمارے گھوڑے کا مقابلہ کرے تیز رفتاری میں) جو کسی اونچی جگہ پرتاک میں بیٹھا ہو،بیدار قلب ہو،تیزنظر ہو۔

تحقیق:۔سودنیق:شاہین.مرباء: الربوۃ .ای المکان المرتفع. اس کی جمع مرابئ ہے ''خفیف الفؤاد'' بمعنی ہلکا قلب یعنی تیز حس ''حدید النظر'' بمعنی تیز نظر۔

ترکیب:۔''فما'' مشبہ بلیس ہے ''سودنیق'' اس کا اسم ہے،خبر آگے آرہی ہے ''خفیف الفؤاد'' صفت اول ہے ''سودنیق'' کی اور ''حدید النظر'' صفت ثانی ہے۔

رَأٰى أَرْنَبًاسَنَحَتْ بِالْفَضَاءِ فَبَادَرَهَاوَلَجَاتِ الْخَمَرْ

ترجمہ:۔اس شاہین نے ایک خرگوش کو دیکھا جو کھلے میدان میں ظاہر ہوا تھا،پس وہ شاہین اس خرگوش سے سبقت کرے گھنی جھاڑی میں وہ خرگوش داخل ہونے سے قبل،(یعنی خرگوش جھاڑی میں داخل ہونے سے پہلے اسے اچک لے)

تحقیق:۔سنحت:من فتح ای ظہرت .ولجات جمع ولجۃ من ضرب ای دخلت .الخمر: درخت کا جھنڈ،گھنی جھاڑی ''ارنب'' بمعنی خرگوش جمع ارانب ہے۔

ترکیب:۔بادرها: میں ضمیر فاعل ''سودانیق'' کی طرف اور ''ها'' ضمیر ''ارنب'' کی طرف راجع ہے۔اور ''ولجات'' سے پہلے لفظ قبل محذوف ہے ''ای قبل ولجات الخمر''۔

بِأَسْرَعَ مِنْهَاوَلَامِنْزَعٌ يُقَمِّصُهُ رَكْضُهُ بِالْوَتَرْ

ترجمہ:۔ یہ شاہین اس گھوڑے سے زیادہ تیز نہیں ہے اور نہ وہ تیز (گھوڑے سے) زیادہ تیز ہے جس کو تیرانداز کا چلّہ کو حرکت دینا دور پھینک دے۔
تحقیق:۔منزع علی وزن منبر ای: سہم. یقمصہ من تفعیل: ای یبعدہ. رکضہ: من نصر الضرب بالرجل و ای حرکۃ الرامی . وتر: معنی وہ تسمہ یا وہ رسی جو کمان پر ہوتی ہے، جیسا کہ غلیل میں ہوتا ہے۔ چلّہ۔ جمع اوتار ہے۔
ترکیب:۔باسرع: خبر "ما" النافیہ . اور منہا" کی ضمیر "فرس" کی طرف راجع ھے . "رکضہ" فاعل ہے۔ "یقمصہ" کا "بالوتر" میں بأ آلہ پر داخل ہے۔

وَقَالَ زَيْدُالْفَوَارِسُ

زیدالفوارس کا سلسلہ نسب ضبہ بن اد بن طابخہ تک پہنچتا ہے، اس کا باپ ضرار بن عمرو ہے، اسے "ردیم" کے لقب سے پکارا جاتا ہے کیونکہ یہ جب بھی کسی جنگ میں شریک ہوتا تھا تو میدان جنگ میں ایک طرف اڑ بنا دیا کرتا تھا تا کہ دشمن بھاگ نہ سکیں اور جم کر لڑنے کا موقع ملے، یہ مشہور جنگ جنگ قوشین میں بھی شریک ہوا تھا اور اس کے ساتھ اس کے اٹھارہ بیٹوں نے بھی جنگ کی تھی۔ (دیوان حماسہ مطبوعہ مصر)

ایک مرتبہ شاعر، علقمہ بن مرہوب بنی ھاجر کا ایک آدمی، بنی صبح کا ایک آدمی اور حسان بن المنذر بن ضرار قبیلہ بنی طے کے، بنوجدیلہ کے ہاں گئے ہوئے تھے، اور بنوجدیلہ والے جبار قسم کے لوگ تھے، اسی وجہ سے شاعر اور علقمہ وہاں نہیں گئے اور واپس آ گئے، اور حسان وہاں بطور مہمان ٹھہر گیا، تو اوس بن حارثہ بن لام نے حسان سے پوچھا کہ واپس جانے والے کون ہیں؟ حسان نے کہا: زیدالفوارس اور علقمہ ہیں، تو اوس نے اپنا بیٹا قیس سے کہا کہ تم جا کر ان دونوں کو قیدی بنا کر لے آؤ، کیونکہ وہ ہم کو جبار سمجھ کر واپس ہو گئے ہیں، اور یہ جا کر شاعر اور علقمہ سے کہنے لگا، کہ تم لوگوں کو والد صاحب بلا رہے ہیں اگر نہیں جاؤ گے تو تم کو قیدی بنا کر لے جانے اور عورتوں کے پاس رکھنے کا حکم ہے (جو ذلت کی علامت ہے) شاعر نے یہ سنکر فوراً اس کو قتل کر دیا، اور ادھر علقمہ اور شاعر کے درمیان بھی ناچاقی ہو گئی ہے، اسلئے علقمہ ڈرنے لگا کہ کہیں شاعر اسکو بھی قتل نہ کر دے، جسکی وجہ سے وہ شاعر سے صلح کر رہا ہے، شاعر یہاں اسکو بیان کر رہا ہے، یہ شاعر جاہلی ہے اس کے کل چار ہی اشعار یہاں مذکور ہیں، اس کے علاوہ باب الحماسہ میں اس کا ذکر نہیں ہوا ہے:

تَـألّـى ابْـنُ اَوْسٍ حَـلْـفَـةً لَيَـرُدُّنِـىْ   عَـلَـى نِـسْـوَةٍ كَـأنَّهُـنَّ مَـفَـائِـدُ

ترجمہ:۔ ابن اوس نے قسم کھائی ہے (لات اور عزّیٰ کی) کہ وہ مجھے ضرور ان عورتوں کی طرف واپس لائے گا جو گویا کہ باندیاں ہیں (یعنی وہ مجھے اپنے گھر کی طرف لوٹائے گا جہاں باندیوں کی طرح آزاد سیاہ عورتیں ہیں)
تحقیق:۔ مفائد: جمع مفئدۃ ای الخشب الذی یحرک بہ التنور ،کنی بہ الھزال واسودااللون والاماء . "لیردنی" میں لام تاکید ہے۔
ترکیب:۔ حلفۃ: یہ "تألی" کیلئے مفعول مطلق من غیر لفظہ ہے۔ "لیردنی" میں لام تاکید کا ہے، اور یہ جواب قسم ہے۔

فَـصَـرْتُ لَـهُ مِـنْ صَـدْرِ شَوْلَةَ إنَّـمَـا   يُـنَـجِّـىْ مِـنَ الْـمَـوْتِ الْـكَـرِيْـمُ الْمُـنَـاجِدُ

ترجمہ:۔تو میں نے اس کے سامنے شولہ نامی گھوڑے کا سینہ روکا (تا کہ اس کا مقابلہ کروں) بے شک دلیر وشریف انسان اپنے نفس کو موت سے نجات دیتا ہے۔

تحقیق:۔قصرت: میں نے روکا۔ شولة: گھوڑے کا نام ہے۔ المناجد: باب مفاعلہ سے اسم فاعل ہے بمعنی بہادر، قوی۔ ینجی: تفعیل سے تنجیۃ بمعنی نجات دینا۔

ترکیب:۔"من صدری" میں "من" زائدہ ہے، اور "صدر" "قصرت" کیلئے مفعول بہ ہے۔ "الکریم المناجد" فاعل ہے "ینجی" کا۔

دَعَانِی ابْنُ مَرْهُوْبٍ عَلٰی شَنْءٍ بَیْنَنَا فَقُلْتُ لَهُ اِنَّ الرِّمَاحَ مَصَائِدُ

ترجمہ:۔(ابن اوس کے قتل پر علقمہ بھی مجھ سے ڈر گیا اور) علقمہ بن مرھوب نے مجھے صلح کی دعوت دی اس دشمنی کے باوجود جو ہمارے درمیان موجود تھی پس میں نے اس سے کہا (ڈرو نہیں اور فکر نہیں کرو) بے شک نیزے شکار گاہیں ہیں (اس سے شکار کیا جاتا ہے)

تحقیق:۔شنء: مصدر ہے بمعنی عداوت، بغض۔ شناء (ف) سے شنأ حسد وبغض کرنا۔ مصائد: اس کا مفرد مصیدۃ ہے بمعنی شکار گاہ۔

ترکیب:۔"فقلت" کا مقولہ "لاتخف ولا تحزن" محذوف ہے "ان الرماح" قائم مقام مقولہ ہے۔

وَقُلْتُ لَهُ کُنْ عَنْ شِمَالِیْ فَاِنَّنِیْ سَأَکْفِیْکَ اِنْ ذَادَ الْمَنِیَّةَ ذَائِدُ

ترجمہ:۔اور میں نے اس سے کہا کہ میرے بائیں طرف ہو جاؤ (یعنی دشمنوں کی صف میں آجا) پس بے شک میں عنقریب تیرے لئے کافی ہو جاؤں گا (تجھے قتل کر دوں گا) اگر کوئی دفع کر دے (یعنی تجھ سے موت کو کوئی ہٹا نہیں سکتا)

نوٹ:۔دائیں طرف عموماً معاونین ہوتے ہیں اور بائیں طرف دشمن، اس لئے بائیں طرف ہونے کو کہا گیا ہے۔

تحقیق:۔ذاد: نصر سے ذوداو ذیاداً بمعنی دفع کرنا، ہٹانا۔ "کن" باب نصر سے امر کا صیغہ ہے، "المنیة" بمعنی موت منایا جمع ہے۔

ترکیب:۔"ذائد" فاعل ہے "ذاد الخ" شرط ہے۔ "ساکفیک" جزاءً مقدم ہے۔

وَقَالَ الرَّقَادُبْنُ الْمُنْذِرِ بن ضرار بن عمرو الضبی

تعارف وپس منظر:۔یہ جاہلی شاعر ہے، اس کے کل نو اشعار یہاں مذکور ہیں:

لَقَدْ عَلِمَتْ عَوْذٌ وَبُهْثَةُ أَنَّنِیْ بِوَادِیْ حُمَامٍ لَاأُحَاوِلُ مَغْنَمَا

ترجمہ:۔خدا کی قسم قبیلہ عوذ اور قبیلہ بُھثہ نے جان لیا کہ میں وادی حمام میں مال غنیمت کا ارادہ نہیں رکھتا تھا (بلکہ انتقام کا ارادہ رکھتا تھا)

تحقیق:۔اُحاول: باب مفاعلہ سے محاولة: بمعنی ارادہ کرنا، کوشش کرنا۔ "عوذ" "بهثة" دونوں دو قبیلے کے نام ہیں "بوادی حمام" میں عام کی اضافت خاص کی طرف ہے جیسے "شجرةُ الاراک" ہے۔

ترکیب:۔"لقد" میں لام قسمیہ ہے "لااُحاول الخ" خبر ہے "انني" کی۔

وَلٰکِنَّ أَصْحَابِیَ الَّذِیْنَ لَقِیْتُهُمْ تَعَادَوْا سِرَاعًا وَاتَّقَوْا بِابْنِ اَزْنَمَا

ترجمہ:۔اورلیکن میرے وہ اصحاب (دشمن) جن سے میری ملاقات ہوئی (لڑائی ہوئی) وہ شکست کھا کرانتہائی تیزی سے بھاگنے لگے اور انہوں نے ابن ازنم کی وجہ سے اپنے نفس کو بچایا (یعنی ابن ازنم کے پاس جا کر پناہ لی)

تحقیق:۔تعادوا باب تفاعل سے ماضی جمع کا مذکر غائب کا صیغہ ہے،اصل میں''تَعَادَوُوا'' تھا،واؤ متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے واؤ کو الف سے بدل دیا گیا،پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو گرا دیا گیا۔بمعنی دوڑنا اور بھاگنا،مجرد میں باب نصر سے آتا ہے۔ ''اصحاب'' صاحب کی جمع ہے بمعنی دشمن،ساتھی،یہاں پہلا معنی مراد ہے،''سراعا'' باب مفاعلہ کا مصدر ہے۔بمعنی دوڑنا''ابن ازنما''میں الف اشباعی ہے اور یہ ایک بہادر کا نام ہے۔

ترکیب:۔سراعا:مفعول مطلق من غیر لفظہ ہے''تعادوا''کا مفعول''نفسہ''محذوف ہے۔

فَرَكَّبْتُ فِيْهِ إِذْعَرَفْتُ مَكَانَهُ بِمُنْقَطَعِ الطَّرْفَاءِ لَدْنًامُقَوَّمَا

ترجمہ:۔پس میں نے اپنا مضبوط لچکدار نیزہ ابن ازنم میں داخل کر دیا جب میں نے اس کی رہائش گاہ پہچان لی جو کہ جھاؤ کے درخت کی انتہاء پر واقع ہے۔

تحقیق:۔لدنا بمعنی لچکدار ہونا،یہاں لچکدار نیزہ مراد ہے۔الطرفاء:جھاؤ کا درخت۔''مقوما''بمعنی مضبوط،سیدھا۔

ترکیب:۔لدنا مقوما مرکب توصیفی کے بعد مفعول بہ ہے''رکبت''کا۔

وَلَوْأَنَّ رُمْحِيْ لَمْ يَخُنِّيْ انْكِسَارُهُ جَعَلْتُ لَهُ مِنْ صَالِحِ الْقَوْمِ تَوْأَمَا

ترجمہ:۔اور اگر میرے نیزے کا ٹوٹنا مجھ سے خیانت نہ کرتا (یعنی نیزہ نہ ٹوٹتا) تو میں قوم کے سردار میں سے (کسی اور سردار کو) اس کا جڑواں بناتا (یعنی کسی اور سردار کو بھی قتل کر دیتا،لیکن نیزہ ٹوٹنے سے ایک کو بھی قتل نہ کرسکا)

تحقیق:۔لم یخننی: خان: نصر سے خیانت کرنا۔صالح القوم سے مراد سردار ہے،تواما:بمعنی جڑواں جمع توائم ہے،مادہ''ت ء م''ہے۔''انکسار''باب انفعال کا مصدر ہے بمعنی ٹوٹ جانا۔

ترکیب:۔''ان رمحی الخ''شرط ہے،''انکسارہ''فاعل ہے''لم یخننی''کا''جعلتُ الخ''جزاء ہے یعنی جواب لو ہے۔ ''تواما''مفعول ہے''جعلتُ''کا۔

وَلَوْأَنَّ فِيْ يُمْنَى الْكَتِيْبَةِ شَدَّتِيْ إِذًاقَامَتِ الْعَوْجَاءُ تَبْعَثُ مَاتَمَا

ترجمہ:۔ (ابن ازنم نیزہ سے زخم خوردہ ہو کر لشکر میں گھس گیا) اور اگر میرا حملہ دائیں طرف کے لشکر (جہاں ابن زنم گھسا تھا) پر ہوتا (تو ابن ازنم مقتول ہو جاتا) اس وقت اس کی ٹیڑھی ماں کھڑی ہو جاتی جس حال میں وہ ماتم برپا کر رہی ہوتی۔

تحقیق:۔**شدتی** بمعنی :حملہ۔العوجاء: اعوج کی تانیث ہے بمعنی ٹیڑھا۔یہاں اس سے ابن ازنم کی ماں مراد ہے۔''تبعث''باب فتح سے بمعنی بھیجنا،برپا کرنا،ابھارنا''ماتم''ماتم جمع ہے بمعنی عورتوں کی جماعت۔

ترکیب:۔شدتی:یہ''أنّ''کا اسم ہے۔اور''فی یمنی''خبر ہے۔

وَقَالَ أَيْضًا:

درج ذیل اشعار کا شاعر بھی الرقاد بن المنذر ہے جس کا ذکر ابھی گزرا۔

إِذَا الْمُهْرَةُ الشَّقْرَاءُ أُدْرِكَ ظَهْرُهَا　　فَشَبَّ الْإِلٰهُ الْحَرْبَ بَيْنَ الْقَبَائِلِ

ترجمہ:۔ جب سرخ بچھیری کا پیٹھ سواری کے قابل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ قبائل کے درمیان جنگ کی آگ بھڑکا دے (تا کہ یہ آپس میں لڑے اور مرے)

تحقیق:۔ المهرة مؤنث المهر: ولدالفرس. الشقراء: الحمراء. ادرک ظهرها، كناية من قابلية الركبان. شب: بھڑکانا۔ باب ضرب سے ہے "القبائل" قبیلہ کی جمع ہے، یہاں قبیلہ بکر و نسبہ مراد ہیں۔

ترکیب:۔ "المهرة الشقرأ" مرکب توصیفی کے بعد مبتدأ ہے "ظهره" فاعل ہے "ادرک" کا پھر خبر ہے، مبتدأ و خبر ملکر شرط ہے، "فشبّ الخ" جزأ ہے۔

وَأَوْقَدَ نَارًا بَيْنَهُمْ بِضَرَامِهَا　　لَهَا وَهَجٌ لِلْمُصْطَلِيْ غَيْرُ طَائِلِ

ترجمہ:۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے درمیان ایسی آگ بھڑکا دے جو جلنے کے اسباب کے ساتھ متصف ہو (تا کہ آگ ختم ہی نہ ہو) ان اسباب آگ کی ایسی بھڑک اور شعلے ہوں جو آگ سینکنے والوں کے لئے مضر ہوں۔

تحقیق:۔ ضرام بکسر الضاد: اس کا مفرد ضرامة ہے، بمعنی بھڑک، جلن، وہ چھوٹی چھوٹی لکڑیاں اور تنکے وغیرہ جن سے آگ بھڑکائی جاتی ہے۔ غیر طائل معنی غیر مفید۔ وهج: آگ کی بھڑک۔ "مُصطلی" باب افتعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے، صلی مادہ باب سمع سے آتا ہے بمعنی آگ کے قریب بیٹھ کر ہاتھ پاؤں وغیرہ سینکنا۔ یہ اصل میں "مصتلی" تھا۔ فائے افتعال صاد ہونے کی وجہ سے تائے افتعال کو طا سے بدل دیا گیا ہے۔

ترکیب:۔ بضرامها: کا تعلق "اوقد" سے ہے اور "لها وهج" میں "لها" خبر مقدم اور "وهج" مبتدا مؤخر ہے، اور پورا جملہ "نارا" کی صفت ہے۔ "بضرامها" کو شبہ فعل محذوف "متلبسة" سے متعلق کر کے "نارا" کی صفت اول بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ "غیرُ طائل" حال ہے "وهجٌ" سے۔

إِذَا حَمَلَتْنِيْ وَالسِّلَاحَ مُشِيْحَةً　　إِلَى الرَّوْعِ لَمْ أُصْبِحْ عَلٰى سِلْمِ وَائِلِ

ترجمہ:۔ جب وہ گھوڑا مجھے اسلحوں سمیت چوکنا ہونے کی حالت میں اٹھائے گا جنگ کی طرف تو میں بکر بن وائل پر صلح کی نیت سے صبح نہیں کروں گا (بلکہ صلح کے بجائے لڑوں گا)

تحقیق:۔ السلاح: ہتھیار (مذکر و مؤنث) جمع اسلحہ ہے۔ مشیحة: اسم فاعل مؤنث از افعال کوشش کرنے والی، چوکنا اور محتاط رہنے والی۔ سلم: صلح۔ الروع: خوف، جنگ۔ "وائل" سے بکر بن وائل مراد ہے۔

ترکیب:۔ والسلاح: میں واؤ بمعنی مع ہے۔ مشیحة: یہ "حملتنی" کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔ "حملتنی الخ" شرط ہے "لم اصبح الخ" جزأ ہے۔

فِدًی لِفَتًی اَلْقٰی اِلَیَّ بِرَاسِهَا　　تِلَادِیْ وَاَهْلِیْ مِنْ صَدِیْقٍ وَّ جَامِلٍ

ترجمہ:۔قربان ہومیرا اقدیم مال یعنی اونٹ اور میرا اہل یعنی دوست اس نوجوان پر جس نے مجھے مذکورہ گھوڑا عطا کیا۔

تحقیق:۔تلاد: قدیم موروثی مال۔ جامل: یہ جمل کی اسم جمع ہے۔''القی'' باب سمع سے ملاقات کرنا اور باب افعال سے ڈالنا، یہاں بمعنی عطا کرنا''براسھا'' کی ضمیر''المھرۃ'' کی طرف لوٹ رہی ہے، راس سے کل (گھوڑا) مراد ہے۔ اور بأ زائد ہے اور ترکیب میں مفعول ہے۔

ترکیب:۔فدی'' خبر مقدم ہے۔اور''لِفتَی الخ'' مبتدامؤخر ہے۔''من صدیق''''اھلی'' کا بیان ہے اور''جامل'' بیان ہے ''تلادی'' کا۔

وَقَالَ شَمْعَلَةُ بْنُ الْأَخْضَرِ

تعارف وپس منظر:۔یہ شاعر جاہلی ہے، شمعلہ بن الاخضر بن ھبیرہ بن المنذر الضبی نام ہے، ایک مرتبہ بسطام بن قیس بنی ضبہ میں جاکر لوٹ مار کر کے کچھ اونٹ لیجا کر ذبح کرنے لگے اور جب منع کیا گیا تو پھر بھی نہ مانا تو بنوضبہ نے اس کا کام تمام کر دیا، بسطام بن قیس بنوشیبان کا سردار ہے۔ شاعر اس کو یہاں بیان کر رہا ہے کہ اس کو کس طرح قتل کیا اور کہاں کیا، کیونکہ شاعر کا تعلق بنی ضبہ سے ہے۔

وَيَوْمَ شَقِيْقَةِ الْحَسْنَيَيْنِ لَاقَتْ　　بَنُوْشَيْبَانَ اٰجَالًا قِصَارًا

ترجمہ:۔شقیقۃ الحسنین والے دن (یعنی بسطام کے قتل کے دن) بنوشیبان نے مختصر زندگی کے ساتھ (ہم سے) ملے (کیونکہ بنوشیبان کے سردار بسطام کو قتل کرنا گویا ان کی زندگی مختصر ہونی ہے)

تحقیق:۔قصار: اس کا مفرد قصیر ہے بمعنی مختصر،''مختصر اجل سے ملاقات'' قرب موت سے کنایہ ہے۔''اجال'' اجل کی جمع ہے بمعنی موت''لاقت'' باب مفاعلہ سے بمعنی ملاقات کرنا۔''شقیقۃ'' دو پہاڑوں کے درمیانی جگہ کا نام ہے، ان دو پہاڑوں میں سے ایک کا نام حسن اور دوسرے کا حسین ہے اس لئے''شقیقۃ الحسنین'' نام دیا گیا ہے۔

ترکیب:۔''یوم الخ'' ظرف ہے''لاقت'' کا''بنو شیبان'' فاعل ہے لاقت کا''اجالا قصارًا'' مرکب توصیفی ہے۔

شَكَكْنَا بِالرِّمَاحِ وَهُنَّ زُوْرٌ　　صِمَاخَيْ كَبْشِهِمْ حَتّٰى اِسْتَدَارَا

ترجمہ:۔ہم نے نیزوں سے ان کے سردار (بسطام) کے دونوں کان پرو دیئے یہاں تک وہ چکرا کر گر گیا جس حال میں گھوڑے بھی (ہیبت ناک صورتحال دیکھ کر) بھاگنے والے تھے۔

تحقیق:۔شککنا: ای نظمنا۔ شک نصر سے شک کرنا۔ صماخ: کان کا سوراخ، جمع صُمُخٌ، اصمخۃ ہے۔ مراد کان ہے۔ کبش: بمعنی سردار۔ استدار: گھومنا، چکرانا۔ باب استفعال سے ماضی واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے، اصل میں''اِسْتَدْوَرَ'' تھا، واؤ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن ہے اس لئے واؤ کی حرکت ماقبل میں نقل کر کے واؤ کو الف سے بدل دیا گیا۔''زورٌ'' کا واحد ازور ہے بمعنی

ٹیڑھا ہونا، منحرف ہونا۔

ترکیب:۔ صماحی کبشهم "یہ شککنا کا مفعول بہ ہے۔ اور ھن" کی ضمیر "خیل" کی طرف راجع ہے۔ اور جملہ حالیہ ہے۔

فَخَرَّ عَلَى الْأَلَاءَةِ لَمْ يُوَسَّدْ ۔۔۔ وَقَدْ كَانَ الدِّمَاءُ لَهُ خِمَارًا

ترجمہ:۔ پس وہ (بسطام) الاءۃ نامی درخت پر گر گیا جس حال میں اسے کوئی تکیہ بھی نہیں دیا گیا (سرزمین پر پڑا ہوا تھا) اور خون اس کی اوڑھنی بن گیا تھا (یعنی بہت زیادہ خون نکلا اور سر سُرخ ہو گیا)

تحقیق:۔ خر: (ن، ض) خرا: گرنا۔ ألألاءة: کھٹے ذائقہ والا ایک خوشنما درخت۔ اس کو "الألا، اور "الألاء" بھی کہتے ہیں۔ یہ "سحابۃ" کے وزن پر ہے "یوسّد" باب تفعیل سے بمعنی تکیہ بنانا "الدماء" دم کی جمع ہے بمعنی خون "خمار" بمعنی اوڑھنی، دوپٹہ۔

ترکیب:۔ "لم یوسّد" "خر" کی ضمیر فاعل سے حال واقع ہوا ہے۔

وَقَالَ حُسَيْلُ بْنُ سُجَيْحٍ الضبي

تعارف و پس منظر:۔ ایک مرتبہ بنو ضبہ بنو عامر پر غارت گری کر کے ان کے چند اونٹ لے گئے، تو بنو عامر نے اونٹ واپس کرنے کو کہا، جب انکار کیا تو پھر دونوں میں جنگ چھڑ گئی اور انکو پکڑ لیا۔ شاعر کا تعلق بنو ضبہ سے تھا تو وہ بنو عامر کے تیروں اور نیزوں کو روکا۔ اس کا تذکرہ کر کے کہتا ہے:

لَقَدْ عَلِمَ الْحَيُّ الْمُصَبَّحُ أَنَّنِي ۔۔۔ غَدَاةَ لَقِينَا بِالشُّرَيْفِ الْأَحَامِسَا

ترجمہ:۔ تحقیق اس قبیلہ نے جان لیا جس پر بوقت صبح حملہ کیا گیا کہ بلاشبہ میں نے جس دن ہماری لڑائی ہوئی حامس (بنو عامر) کے ساتھ مقام شریف میں۔

تحقیق:۔ الحی المصبح: وہ قبیلہ مراد ہے جس پر صبح کے وقت حملہ کیا گیا ہو۔ یعنی بنو عامر اگر مفعول کا صیغہ ہو تو ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے اور اگر "المصبح" اسم فاعل کا صیغہ ہو تو بوقت صبح حملہ کرنے والا قبیلہ ضبہ مراد ہوگا۔ "شریف" اگر تصغیر ہو تو اس کنویں کا نام ہے جو بنی نمیر بن عامر کا ہے اور اگر مکبر ہو تو اس کنویں کا نام ہے جو بنی کلاب بن ربیعہ بن عامر کا ہے۔ "الحامس" قبیلہ قریش، قبیلہ کنانہ، قبیلہ جدیلہ اور ان کی شاخوں کا لقب ہے، یہاں بنی عامر مراد ہے۔

ترکیب:۔ "أنني" "علم" کا مفعول بہ ہے، اور "أن" کی خبر اگلے شعر میں "جعلت" ہے۔ "الحیّ المصبح" مرکب توصیفی ہے، "الاحامسا" مفعول ہے "لقینا" کا۔

جَعَلْتُ لَبَانَ الْجَوْنِ لِلْقَوْمِ غَايَةً ۔۔۔ مِنَ الطَّعْنِ حَتَّى آضَ أَحْمَرَ وَارِسَا

ترجمہ:۔ (قوم نے جان لیا کہ) میں نے اپنے گھوڑے جون کا سینہ اپنی قوم (ضبہ) کی حفاظت کے لئے نیزوں کا ہدف بنا لیا حتی کہ وہ گھوڑا ورس میں رنگین ہو کر سرخ ہو گیا (یعنی خون سے سرخ ہو گیا)

تحقیق:۔ اض: فعل ناقص بمعنی صار باب ضرب سے ہے۔ الجون: گھوڑے کا نام ہے۔ لبان: سینہ۔ وارسا: ورس میں رنگا ہوا سرخ،

ورس: ایک قسم کی سرخ گھاس جس سے رنگائی کا کام لیتے ہیں۔ ''غیۃ'' بمعنی انتہاء، ہدف، نشانہ۔

وَأَرْهَبْتُ أُوْلَى الْقَوْمِ حَتَّى تَنَهْنَهُوْا كَمَا ذُدْتُ يَوْمَ الْوِرْدِ هِيْمًا خَوَامِسَا

ترجمہ:۔ اور میں نے قوم (بنو عامر) کی پہلی جماعت (جو لڑنے آئی تھی) کو ڈرایا یہاں تک کہ وہ (میری قوم کے ساتھ لڑنے سے) رک گئی اور میں نے انہیں اس طرح ہٹایا جیسا کہ میں نے پانی پینے کے پانچویں دن پانی پینے کے لئے آنے والے پیاسے اونٹوں کو ہٹایا۔

تحقیق:۔ تنهنهوا: ای امتنعوا من باب تدحرج وتسربل "ذُدتُ" من نصر ای دفعت. هيما جمع هيما الابل العطاش . خوامسا: الابل الذی یشرب الماء بعدار بعۃ ایام۔ ''اولی القوم'' بمعنی قوم کی پہلی جماعت۔

ترکیب:۔ ''کما ذدتُ'' سے قبل جملہ ''ذدتُهم'' محذوف ہے۔

بِمُطَّرِدٍ لَدْنٍ صِحَاحٍ كُعُوْبُهُ وَذِيْ رَوْنَقٍ عَضْبٍ يَقُدُّ الْقَوَانِسَا

ترجمہ:۔ اور میں نے انہیں ڈرایا لچکدار سیدھے نیزے سے، جن کے بند درست ہیں اور ایسی چمکدار تلوار سے جو خود (جنگی ٹوپی) کو لمبائی میں کاٹ دیتی ہے۔

تحقیق:۔ مطرد: سیدھا نیزہ۔ لدن: لچکدار۔ صحاح: درست، مفرد صحیح۔ کعوب: یہ جمع کعب کی: ہر ابھری ہوئی چیز۔ یہاں اس سے بند مراد ہے۔ یقد: نصر سے بمعنی لمبائی میں کاٹنا۔ القوانس: مفرد قونس ہے۔ سر کا بالائی حصہ، خود کی چوٹی، مادہ، ق، ن، س۔ ہے ''عضبٌ'' بمعنی تلوار۔

ترکیب:۔ بمطرد: یہ پہلے شعر میں "ارهبت" سے متعلق ہے۔ ''لدن'' صفت اول ہے ''مطردٍ'' کی اور ''صحاحٍ'' اپنے فاعل ''کعوبُه'' سے مل کر صفت ثانی ہے۔ ''ذی رونق'' صفت اول ہے ''سیفٍ'' محذوف کی، عضب بمعنی قاطع صفت ثانی اور ''یقد الخ'' صفت ثالث ہے۔

وَبَيْضَاءَ مِنْ نَسْجِ ابْنِ دَاوٗدَ نَثْرَةٍ تَخَيَّرْتُهَا يَوْمَ اللِّقَاءِ الْمَلَابِسَا

ترجمہ:۔ (اور میں نے ان کو ڈرا) ایسی صاف و چمکدار تنگ حلقوں والی مضبوط زرہ سے جو حضرت ابن داؤد (مراد سلیمان) کی بنی ہوئی تھی (یعنی بے حد بابرکت و مضبوط تھی) میں نے جنگ کے دن دیگر لباسوں میں سے اسی لباس کو اختیار کیا۔

نوٹ:۔ زرہ حضرت داؤد بناتے تھے لیکن نسبت حضرت سلیمان کی طرف کی گئی ہے پتہ چلا کہ فعل اب کی نسبت ابن کی طرف ہو سکتی ہے۔

تحقیق:۔ نثرة: ای ضیقة الحلقة. تخیرت من تفعل: ای اخترت. بیضاء: بمعنی سفید درع۔ نسج: بمعنی منسوج. ملابس جمع ملبس کی ہے، بمعنی لباس۔

ترکیب:۔ بیضاء: کا عطف پہلے شعر میں ''مطرد'' پر ہے۔ نثرة: ''درع'' کی صفت ثانیہ ہے۔ ''بیضاء'' کا موصوف ''درع'' محذوف ہے۔ ''الملابس'' منصوب بنزع الخافض ہے، اصل میں ''من الملابس'' تھا۔

وَحَرْمِيَّةٍ مَنْسُوْبَةٍ وَسَلَاجِمٍ خِفَافٍ تَرَى عَنْ حَدِّهَا السَّمَّ قَالِسَا

ترجمہ:۔ اور (میں نے ڈرایا ان کو) درخت حرم کی طرف منسوب حرمی کمانوں سے اور ایسے لمبے ہلکے تیروں سے جن کی دھاروں سے تو

زہر ابلتا ہوا دیکھے گا (یعنی زہر آلود تیر ہے)

تحقیق:۔ حرمية: الشجر الذی یتخذمنه القسی. سلاجم: جمع سِلجم، ای السهم الطویل. قالسا: الرمی و القذف من ضرب ''خِفاف'' خفیف کی جمع ہے بمعنی ہلکے لمبے تیر۔ ''السم'' بمعنی زہر۔ سین پر تینوں اعراب جائز ہیں جیسے مثلث الفأ کہا جاتا ہے۔

ترکیب:۔ وحرمية: کا عطف پہلے شعر میں ''بیضاء'' پر ہے۔ ''خفاف'' ''سلاجم'' کی صفت ہے۔ السم: ''تری'' کیلئے مفعول اول ہے۔ اور قالسا: مفعول ثانی ہے۔ قالسا ''السم'' کیلئے حال بھی بن سکتا ہے۔

فَمَازِلْتُ حَتّٰى جَنَّنِىَ اللَّيْلُ عَنْهُمْ   أُطَرِّفُ عَنِّىْ فَارِسًا ثُمَّ فَارِسًا

ترجمہ:۔ پس میں مسلسل (دوران جنگ) سواروں کو یکے بعد دیگرے اپنے سے دفع کرتا رہا حتی کہ رات (کی تاریکی) نے مجھے ان سے چھپالیا (اس لئے وہ مجھے قتل نہیں کر سکیں اور نا کام واپس ہو گئے)

تحقیق:۔ جننی اللیل: رات نے مجھے چھپالیا۔ جن (ن) جنونا: چھپانا۔ اُطرف: مصدر تطریف: بمعنی ایک طرف کر دینا۔ ''زِلتُ'' بروزن خفت ماضی واحد متکلم ہے بمعنی زائل ہونا اور دو نفی ملکر اثبات کا معنی پیدا ہوا ہے بمعنی مسلسل، باب سمع ونصر سے آتا ہے۔

ترکیب:۔ اُطرف: ''مازلت'' کی خبر ہے۔ ''فارسا الخ'' مفعول ہے ''اطرف'' کا۔

وَلَا يَحْمَدُ الْقَوْمُ الْكِرَامُ أَخَاهُمُ الْعَـ   ـتِيْدَ السَّلَاحَ عَنْهُمْ اَنْ يُّمَارِسَا

ترجمہ:۔ اور (میں نے دشمنوں کو اپنی قوم سے ہٹایا پھر بھی) معزز قوم اپنے اس بھائی کی تعریف نہیں کرتی جو جنگ کے لئے تیار و مسلح ہے۔ اس لئے کہ وہ ان کی طرف سے (دشمنوں کو ہٹانے کی) کوشش کرتا ہے (چونکہ یہ اپنا فریضہ انجام دیتا ہے اس لئے اس کی تعریف کی ضرورت نہیں ہے)

نوٹ:۔ اس شعر میں مدح وذم دونوں کا احتمال ہے، مدح والا ترجمہ اوپر کیا گیا ہے، اس صورت میں ''لایحمد'' نہی کے معنی میں ہوگا یعنی شریف قوم مدح نہ کرے اور مذمت کی صورت میں شاعر اپنی قوم کی مذمت بیان کر رہا ہے کہ میں نے قوم کے لئے بہادری سے لڑا پھر بھی یہ لوگ معزز ہونے کے باوجود میری تعریف نہیں کر رہے ہیں۔

تحقیق:۔ العتید: من کرم ای التام الهیأة۔ آمادہ، تیار، بھاری بھرکم جسم کا۔ السلاح: بہت اسلحہ والا، مسلح۔ ''یمارس'' باب مفاعلہ سے بمعنی مشق کرنا، کوشش کرنا اور مہارت پیدا کرنا۔

ترکیب:۔ ''عنہم'' یہ ''یمارس'' محذوف فعل سے متعلق ہے، جس کی تفسیر آگے ''اَن یمارسا'' ہے۔ ''عنہم'' کا متعلق ''اَن یمارسا'' سے نہیں ہوسکتا کیونکہ ان مصدر یہ فعل پر داخل ہونے کی وجہ سے یہ فعل ماقبل کے معمول پر عمل نہیں کر سکتا۔ ''العتید'' صفت اول ہے ''اخاھم'' کی اور ''السلاح'' صفت ثانی ہے۔

وَقَالَ مُحْرِزُبْنُ الْمُكَعْبِرِ الضَّبِّيُّ

یہ شاعر جاہلی ہے، جو یوم الکلاب میں حاضر تھا اور اس کے تین اشعار حماسہ میں ہیں۔

نَجّٰى ابْنَ نُعْمَانَ عَوْفًا مِنْ أَسِنَّتِنَا　　　إِيْغَالُهُ الرَّكْضَ لَمَّا شَالَتِ الْجِذَمُ

ترجمہ:۔ابن نعمان یعنی عوف شیبانی (جو کہ بنی نہد کا سردار ہے) کو ہمارے نیزوں (کی ہلاکت) سے اس کے تیز بھاگنے نے نجات دی ہے (موت سے) جب (ہمارے) کوڑے (ان پر پڑنے کے لئے) اٹھنے لگے۔

تحقیق:۔جِذم بکسر الجیم ای: السوط جمع جذمة. شلت: من نصر ای ارتفعت. ایغال من افعال و ضرب ای: الجدو السعی. الرکض: الهرب. ایڑ لگانا گھوڑے کو، باب نصر سے ہے۔

ترکیب:۔ایغاله" یہ "نجّی" کا فاعل ہے۔اور "ابن نعمان عوفا" مفعول بہ ہے۔اور اس کا اصل "عوف بن نعمان" ہے۔"عوفًا" بدل ہے "ابن نعمان" کا۔"الرکض" منصوب بنزع الخافض ہے، اصل میں "بالرکض" ہے۔

حَتّٰى اَتٰى عَلَمَ الدَّهْنَا يُوَاعِسُهٗ　　　وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّمَّانِ مَاجَشِمُوْا

ترجمہ:۔حتی کہ وہ (عوف بھاگتا ہوا) مقام دھنا کے پہاڑ تک آ کر اس کی ریت و نرم زمین میں چلنے لگا اور اللہ تعالیٰ بہت زیادہ جانتے ہیں کہ مقام صمان میں انہوں نے جو تکلیفیں اٹھائیں۔

تحقیق:۔علم: پہاڑ ہے، جمع أعلام ہے۔الدھنا: جگہ کا نام ہے۔جشموا: سمع سے جشما و جشامةً: مشقت سے کام کرنا۔ شقت برداشت کرنا۔یواعسه: مواعسةً: باب مفاعلہ سے بمعنی نرم ریت میں چلنا۔مجرد ضرب سے روندنا۔

ترکیب:۔جشموا: کی ضمیر عوف بن نعمان اور اس کے ساتھیوں کی طرف راجع ہے۔اس کے بعد ضمیر "ہ" محذوف ہے جو ما موصولہ کی طرف لوٹ رہی ہے "یواعسه" اصل میں "یواعس فیه" تھا، فی کو حذف کر دیا گیا ہے۔

حَتّٰى انْتَهَوْا لِمِيَاهِ الْجَوْفِ ظَاهِرَةً　　　مَالَمْ تَسِرْ قَبْلَهُمْ عَادٌ وَلَا إِرَمُ

ترجمہ:۔(وہ بھاگتے ہوئے) یہاں تک کہ مقام جوف کے چشموں تک بوقت دوپہر پہنچ گئے، ان سے قبل عاد اور ارم بھی (اس طرح تیزی سے یا اتنی دور تک) نہیں چلے تھے۔

تحقیق:۔اِنتھوا: الیه انتهاءً: پہنچنا۔نھی مادہ باب سمع و فتح دونوں سے آتا ہے بمعنی روکنا اور نھو مادہ باب نصر سے آتا ہے بمعنی رُک جانا، یہ اصل میں "اِنْتَهَـــوُوْا" تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے واؤ کو الف سے بدل کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف گرا دیا گیا ہے۔لمیاہ: میں لام بمعنی "اِلیٰ" ہے۔الجوف: وادی کا نام ہے۔ظاهرةً: ای بارزةً۔"لم تسر" سیر سے نکلا ہے، باب ضرب سے ہے، "عـاد ولا اِرَمٌ" سے پتہ چلتا ہے کہ عاد مستقل ایک قبیلہ کا نام اور ارم دوسرے قبیلے کا نام ہے جبکہ ابو ہلال کے مطابق دونوں ایک ہی ہیں۔اس لئے درمیان میں لفظ "لا" صحیح نہیں ہے۔

ترکیب:۔ظاهرةً: منصوب ہے یا ظرف ہونے کی وجہ سے یا "میاہ" سے حال واقع ہونے کی وجہ سے یا یہ منصوب بنزع الخافض ہے۔
"عادٌ الخ" فاعل ہے "لم تسر" کا۔

وَقَالَ عَامِرُ بْنُ شَقِيقٍ الضبی

یہ جاہلی شاعر ہے، بنوضبہ اور حبیب کے درمیان جنگ کا تذکرہ ہورہا ہے۔ اس کے کل چار اشعار ہیں:

اَلاحَلَّتْ هُنَيْدَةُ بَطْنَ قَوٍ   بِاَقْوَاعِ الْمَصَامَةِفَالْعُيُوْنَا

ترجمہ:۔ اے مخاطب سنیئے کہ ھنیدہ (سب سے پہلے) مقام قو کے اندر اتری پھر مقام مصامہ کی ہموار زمین میں پھر مقام عیون میں اتری۔

تحقیق:۔ اقواع: جمع قاع ای الارض السهلة۔ ہموار زمین۔ المصامة: جگہ کا نام ہے۔ ''العیون'' بحرین کی ایک جگہ کا نام ہے۔ ''بطن'' بمعنی پیٹ، داخل الشیئی، بطون جمع ہے۔ ''حلّت'' باب نصر سے بمعنی اترنا۔

ترکیب:۔ ''الا'' حرف تنبیہ مبتدا ہے ''حلّت الخ'' خبر ہے ''باقواع الخ'' اصل میں ''فباقواع الخ'' تھا، فا کو حذف کردیا گیا ہے۔

فَاِنَّكَ لَوْرَأَيْتِ وَلَنْ تَرَيْهِ   أَكُفَّ الْقَوْمِ تُخْرَقُ بِالْقُنِيْنَا

ترجمہ:۔ پس بے شک تو (اے ھنیدہ) اگر قوم کی ان ہتھیلیوں کو دیکھتی جنہیں نیزوں کے ذریعہ (دوران جنگ) سوراخ کئے گئے (تو تو ایک عظیم امر کو دیکھتی) حالانکہ تو ان ہتھیلیوں کو دیکھ نہیں سکتی (کیونکہ تو جنگ میں حاضر نہیں تھی)

تحقیق:۔ أکف: جمع کف ہے بمعنی ہتھیلی۔ قنینا: بمعنی نیزے، مفرد قناۃ ہے۔ تخرق: مضارع مجہول (ض، ن) خرقا: پھاڑنا۔

ترکیب:۔ لن تریه: جملہ معترضہ ہے۔ اس کے بعد جملہ ''لانک لم تشهدی المعارک'' محذوف ہے، اور ضمیر خرق (سوراخ) کی طرف لوٹ رہی ہے جو ''تخرق'' میں ہے جیسا کہ ''اعدلوا هو اقرب'' میں ہے۔ ''لو رایت'' کا جواب محذوف ہے۔ جولہ ''لرأیتِ امرًا هائلا'' ہے۔ پہلے غائب کا صیغہ تھا اور اب خطاب کا صیغہ ہے، اسے التفات من الغائب الی الخطاب کہا جاتا ہے۔ أکف القوم: ''رایت'' فعل کا مفعول بہ ہے۔ ''تُخرق الخ'' صفت ہے ''اکف القوم'' کی۔

بِذِیْ فِرْقَيْنِ يَوْمَ بَنُوْحُبَيْبٍ   نُيُوْبُهُمْ عَلَيْنَا يَحْرُقُوْنَا

ترجمہ:۔ (اگر تو سوراخ شدہ ہتھیلیوں کو دیکھتی) مقام ذو فرقین میں جس روز بنوحبیب ہمارے خلاف غصہ کرکے اپنے دانت پیس رہے تھے (تو تو ہیبتناک منظر دیکھتی)

تحقیق:۔ نیوب: دانت اس کا واحد ناب ہے۔ یحرقون: علیه نیابه بمعنی دانت پیسنا۔ باب نصر سے۔ ''ذی فرقین'' بکسر الفا وسکون المھملۃ بلاد اسد میں ایک جگہ کا نام ہے۔

ترکیب:۔ ''بذی فرقین'' پہلے شعر میں ''لو رایت'' سے متعلق ہے۔ یا ''تخرق'' سے متعلق ہے۔ ''نیوبھم'' ''یحرقون'' کا مفعول بہ مقدم ہے۔ ''لو رأیتِ'' محذوف کا جواب ''لرأیت امرا فضیعا'' محذوف ہے۔

كَفَاكِ الشَّأْئُ مِمَّنْ لَمْ تَرَيْهِ   وَرَجَّيْتِ الْعَوَاقِبَ لِلْبَنِيْنَا

ترجمہ:۔ اے ھنیدہ! تجھے اس شخص سے جدائی و دوری کافی ہے جس کو تو نے (جنگ میں) دیکھا نہیں (کیونکہ جنگ میں نہ ہونے کی وجہ

سے تم دیکھ بھی نہیں سکتی تھی) اور تو نے ہمارے بیٹوں کے حق میں اچھے انجام کی امید رکھی (کہ یہ لوگ بڑے ہو کر انتقام لیں گے)

تحقیق:۔ النای: باب فتح بمعنی دوری، جدائی۔ رجیت: ترجیۃ مصدر باب تفعیل سے بمعنی امید رکھنا۔ العواقب: بمعنی انجام۔ مفرد عاقبۃ ہے۔ "بنین" "ابن" کی جمع ہے بمعنی بیٹا۔

ترکیب:۔ "النأی" فاعل ہے "کفاک" کا۔

وَقَالَ أَبُوْ ثُمَامَةَ بن عازب

تعارف و پس منظر:۔ ایک مرتبہ بنوضبہ کے کنواں وشہر پر قبضہ جمانے کیلئے ایک قوم آئی تھی' شاعر بنوضبہ سے تعلق رکھتا ہے تو شاعر نے دفاع کیا اور قبضہ جمانے نہیں دیا اسی واقعہ کو یہاں فخر یہ طور پر بیان کر رہا ہے:

رددتُ لِضَبَّةَ أمْوَاهها وكادتْ بلادُهم تُسْتَلبُ

ترجمہ:۔ (میں نے ضبہ کی طرف سے دفاع کیا اور) بنوضبہ کو ان کے چشمے لوٹا دیئے اور (اگر میں دفاع نہ کرتا تو) قریب تھا کہ ان کا ملک چھین لیا جاتا (یعنی ملک دشمن کے قبضہ میں چلا جاتا یا ملک پانی نہ ہونے کی وجہ سے قحط سالی کا شکار ہو جاتا)

تحقیق:۔ تستلب: مضارع مجہول از افتعال استلب وسلب مجرد نصر سے سلبا: بمعنی زبردستی چھیننا۔ "امواہ" "ما" کی جمع الجمع ہے، میاہ ما کی جمع ہے "تستلب" میں معنی حقیقی ملک چھن جانا ہے اور معنی مجازی ملک قحط سالی کا شکار ہونا ہے۔

ترکیب:۔ "رددتُ" سے پہلے جملہ "دافعتُ عن ضبة" محذوف ہے "امواھها" کے بعد جملہ "ولو لا ذلک" محذوف ہے، "بلادهم" فاعل ہے "کادت" فعل مقاربہ کا۔

بِكَرِّ الْمَطِيِّ وَإتْبَاعِهِ وبالْكُورِ أرْكَبُهُ بالْقَتَبْ

ترجمہ:۔ (وہ چشمہ میں نے واپس کرایا دشمن کی) سواریوں کے خلاف مسلسل حملوں کے ذریعہ اور سواریوں کے پیچھے پڑنے کے ذریعہ (یعنی اپنی سواری کو دشمن کے پیچھے لگانے کے ذریعہ) اور ایسے کجاوے کے ذریعہ جس پر میں سوار ہوتا ہوں اور چھوٹے پالان کے ذریعہ۔

تحقیق:۔ الکور: کجاوہ اکوار جمع ہے۔ القتب۔ پالان، جمع اقتاب۔ الکر: نصر سے پلٹ کر حملہ کرنا۔ المطی: سواریاں۔ مفرد مطیۃ ہے۔

ترکیب:۔ "إتباعه" کی ضمیر "مطی" کی طرف راجع ہے۔ بکر، بالکور، اور بالقتب" یہ پہلے شعر میں "رددت" سے متعلق ہے۔

أخَاصِمُهُمْ مَرَّةً قَائِمًا وَأجْثُو إذا مَا جَثَوْا لِلرُّكَبْ

ترجمہ:۔ میں ان سے کبھی کھڑے ہو کر لڑتا (اگر وہ کھڑے ہو کر لڑے) اور کبھی گھٹنوں کے بل بیٹھ کر لڑتا جب وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کے لڑتے (یعنی جس انداز میں وہ لڑتے میں بھی اسی انداز سے لڑتا رہا)

تحقیق:۔ اجثوا۔ جثو مادہ ہے، باب نصر ہے، مضارع واحد متکلم کا صیغہ ہے، اسی سے "جثوا" ماضی جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے جو اصل میں "جثوُوا" تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے واؤ کو الف سے گرا دیا گیا بمعنی گھٹنوں کے بل بیٹھنا۔ رکب۔ جمع رکبۃ کی بمعنی گھٹنا۔

ترکیب:۔ ''مَرَّةً قائمًا'' کے بعد جملہ ''اذا قاموا'' شرط محذوف ہے اور ''اُخاصمهم الخ'' جزاءِ مقدم ہے ''واجثو'' کے بعد ''مرّةً'' محذوف ہے جو ماقبل کے ''مرّةً'' کے قرینے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے۔ ''واجثو'' جزاءِ مقدم ہے۔

وَإِنْ مَنْطِقٌ زَلَّ عَنْ صَاحِبِيْ　　تَعَقَّبْتُ اٰخَرَ ذَا مُعْتَقَبْ

ترجمہ:۔ اور اگر میرے ساتھی سے کوئی صحیح بات پھسل جاتی (یعنی غلط بات نکل جاتی) تو میں اس کی کوئی دوسری اچھی بات تلاش کر لیتا (تاکہ غلط بات نکلنے پر وہ شرمندہ نہ ہو)

تحقیق:۔ ذامعتقب: ای ذاشأن رفیع اوسید اومطلع. منطق: مصدر میمی ہے بمعنی نطق وگویائی۔ زل: ضرب سے زلا وزلولا۔ پھسلنا۔ ''تعقبت'' باب تفعل سے بمعنی تلاش کرنا، اسی سے معتقب باب افتعال سے مصدر میمی ہے بمعنی روکنا، ''ذا معتقب'' بمعنی ذی شان بات۔

ترکیب:۔ آخر: کا موصوف محذوف ہے، أی منطقا آخر. ''ذامعتقب'' صفت ثانیہ ہے۔ ''منطق'' کی صفت ''صائبٌ'' محذوف ہے جو کہ مبتدا ہے ''زل الخ'' خبر ہے پھر شرط ہے اور ''تعقبت الخ'' جزاء ہے۔

أَفِرُّ مِنَ الشَّرِّ فِيْ رِخْوِهِ　　فَكَيْفَ الْفِرَارُ إِذَا مَا اقْتَرَبْ

ترجمہ:۔ میں امن اور آسودگی کے زمانے میں شر (جنگ) سے بھاگتا ہوں لیکن جب شر (جنگ) قریب آ جائے تو بھاگنا کیسے ممکن ہوگا۔

تحقیق:۔ رخوة: بمعنى السهل ارادبه. وقت عدم اسباب الشر۔ باب کرم ہے ''افر'' باب ضرب سے مضارع واحد متکلم ہے بمعنی بھاگنا۔

ترکیب:۔ ''ما اقترب'' میں ما زائدہ ہے۔ ضمیر ''شر'' کی طرف راجع ہے۔

وَقَالَ أَبُوْ ثُمَامَةَ أَيْضًا

قُلْتُ لِمُحْرِزٍ لَمَّا الْتَقَيْنَا　　تَنَكَّبْ لَا يُقَطِّرْكَ الزِّحَامُ

ترجمہ:۔ جب ہماری لڑائی شروع ہوئی (دشمنوں سے) تو میں نے محرز سے کہا کہ کنارہ کش ہو جا (تو لڑ نہیں سکتا) ایسا نہ ہو کہ تجھے ہجوم گرا دے (یعنی ایسا نہ ہو کہ تم ہجوم اور ازدحام میں آ کر گر کر مر جاؤ)

تحقیق:۔ یقطر باب تفعیل سے: بمعنی یصرع ویسقط. تنکب: امر حاضر از باب تفعل بمعنی الگ ہونا۔ نکب عن الطریق سمع سے بمعنی راستہ سے ہٹنا۔ ''الزِّحام'' باب مفاعلہ کا مصدر ہے اور مجرد میں فتح سے بمعنی ہجوم، تنگی۔

ترکیب:۔ ''قلتُ لمحرز'' قول ہے ''تنکب الخ'' مقولہ ہے پھر جزاءِ مقدم ہے، ''لما التقينا'' شرط مؤخر ہے۔ ''الزحام'' فاعل ہے ''لایقطر'' کا۔

أَتَسْأَلُنِيْ السَّوِيَّةَ وَسْطَ زَيْدٍ　　أَلَا إِنَّ السَّوِيَّةَ أَنْ تُضَامُوْا

ترجمہ:۔ کیا تم مجھ سے برابری کا مطالبہ کرتے ہو (میری قوم اور اپنی قوم) بنو زید کے درمیان (جبکہ تمہاری قوم بزدل ہے) خبردار بے شک برابری یہ ہے کہ تم پر ظلم کیا جائے (تاکہ تم ہمارے تابع رہو)

تحقیق:۔السویة: العدل و الانصاف،مساوات، برابری جمع سوایا۔ تضاموا: ای تظلموا۔ من ضرب۔

ترکیب:۔"وسط زید" کے بعد جملہ "وقومی" محذوف ہے "ان تضاموا" خبر انّ ہے۔

فَجَارُکَ عِنْدَ بَیْتِکَ لَحْمُ ظَبْيٍ وَجَارِیْ عِنْدَ بَیْتِیْ لَایُرَامُ

ترجمہ:۔(تمہارے قبیلے اور میرے قبیلے کے درمیان فرق یہ ہے کہ) پس تمہارا پڑوس تمہارے گھر کے قریب ہرن کا گوشت ہے (جو چاہئے اٹھالے اور تمہارا خوف کوئی نہیں کرتا) اور میرے گھر کے قریب میرے پڑوس کا قصد بھی نہیں کیا جاسکتا (چہ جائے کہ اٹھائے، میرا اتنا خوف ہے دشمنوں پر)

تحقیق:۔لایرام :صیغہ مضارع مجہول، رامہ (ن) روماً: ارادہ کرنا۔"ظبی" بمعنی ہرن "جار" بمعنی پڑوسی، جیران جمع ہے۔

ترکیب:۔"فجارک" مبتدا اور "لحم ظبی" خبر ہے، "لایُرام" خبر ہے "جاری" کی۔

وَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَنَمَةَالضَّبِّيُّ

تعارف وپس منظر:۔ یہ شاعر مخضرمی ہے جو کہ جنگ قادسیہ میں شریک تھا، اس کے کل گیارہ اشعار ہیں:

أَبْلِغْ بَنِيْ الْحَارِثِ الْمَرْجُوَّنَصْرُهُمْ وَالدَّهْرُيُحْدِثُ بَعْدَ الْمِرَّةِ الْحَالَا

ترجمہ:۔اے مخاطب! بنوحارث (بن کعب بن وعلہ) جن کی مدد کی ہمیں امید تھی (لیکن انہوں نے ہماری مدد نہیں کی) کو یہ پیغام پہنچادو کہ زمانہ ایک حالت (قوت) کے بعد دوسری حالت (ضعف) پیدا کرتا ہے (یعنی زمانہ ہمیشہ یکساں نہیں رہتا)

تحقیق:۔المِرَّةُ: القوة. والحال جمع، مِرَر وأمرار. الحالا: الضعف الجملة اعتراض ۔"المرجو" بمعنی امید باب نصر ہے "یُحدث" باب افعال سے بمعنی پیدا کرنا۔

ترکیب:۔"ابلغ" کا مفعول "رسالتی" محذوف ہے "نصرُهم" نائب فاعل ہے "المرجو" کا۔"الحال" مفعول ہے۔

اِنَّاتَرَکْنَافَلَمْ نَأْخُذْبِهٖ بَدَلَا عِزًّا عَزِيْزًاوَاَعْمَامًاوَّأَخْوَالَا

ترجمہ:۔(پیغام یہ پہنچانا ہے کہ) ہم نے پکی عزت وشوکت اور چچا و ماموں چھوڑے (اور تمہاری مدد کی امید پر تمہارے پاس پناہ گزین ہوگئے لیکن) پس ہم ان کا کوئی بدل وہمسر نہیں کرسکے (کیونکہ تم نے ہمارا کچھ بھی تعاون نہیں کیا)

تحقیق:۔عزاً عزیزاً: مضبوط عزت۔عزا: مصدر ضرب سے عزا: عزیز ہونا، قوی ہونا۔عزیز: قوی، شریف جمع اعزة۔"اعمام" عم کی جمع ہے بمعنی چچا "اخوال" خال کی جمع ہے بمعنی ماموں "بدلا" بمعنی معاوضہ، ہمسر۔

ترکیب:۔اِناترکنا: پہلے شعر میں "أبلغ" کا مفعول ہے۔"ناخذبه" میں ضمیر مجرور "عزا، أعماما، إخوالا" کے مجموعہ کی طرف علی سبیل البدلیت راجع ہے اور یہ اضمار قبل الذکر جو کہ شعر میں جائز ہے "عز الخ" مفعول ہے "ترکنا" کا۔

قَدْکُنْتُ آخُذُحَقِّيْ غَيْرَمُهْتَضَمٍ وَسْطَ الرِّبَابِ إِذِالْوَادِيْ بِهِمْ سَالَا

ترجمہ:۔میں رباب کے درمیان ہوتے ہوئے بھی غیر مظلوم ہوکر اپنا حق مکمل لیتا تھا جبکہ وادی ان (رباب) سے بہہ پڑی تھی (یعنی یہ

لوگ کافی تعداد میں تھے پھر بھی میں نے اپنا حق پورا وصول کیا)

تحقیق:۔ مهتضم: صیغہ اسم مفعول از باب افتعال بمعنی مظلوم۔ سال: ضرب سے سیلاً بمعنی بہنا۔ سال الوادی بهم . وادی ان کے ساتھ بہہ گئی۔ رباب: عکل، تیم، ضبہ اور عدی چاروں قبیلوں کے مجموعہ کو''رباب'' کہتے ہیں۔ چونکہ ان قبائل نے ایک رب میں ہاتھ ڈال کر آپ میں تعاون کے معاہدے کئے تھے اس لئے انہیں رباب کہا جاتا ہے۔

ترکیب:۔''وسط الرباب''منصوب بنزع الخافض ہے، اصل میں''فِی وسط الرباب''تھا۔''سالا''کے آخر میں الف اشباعی ہے، صیغہ ماضی واحد مذکر غائب ہے۔

لَاتَجْعَلُوْنَا إِلٰی مَوْلًی یَحُلُّ بِنَا عَقْدَ الْحِزَامِ إِذَا مَا اللِّبْدُ مَالَا

ترجمہ:۔ ہمیں ایسے چچازاد بھائی کی طرف منسوب نہ کرو جو ہمارے تسمے کا گرہ کھول دیتا ہے (تاکہ ہم مزید کمزور ہو جائیں اور لوگ ہمیں بزدل سمجھیں، کیونکہ دوران جنگ تسمہ کا گرہ کھولنا بزدلی کی علامت ہے) جبکہ گھوڑے کا نمدہ ایک طرف جھک جائے (یہ گھوڑے اور شہسوار کی اضطرابی کیفیت کی علامت ہوتی ہے۔)

تحقیق:۔ حزام: جانور کا تنگ۔ سوت کا وہ تسمہ جس سے زین کستے ہیں، رسی جمع حُزُم ہے۔ لبد: اون کا بچھونا، نمدہ۔ (نمدہ اس اونی کپڑے کو کہتے ہیں۔ جو گھوڑے کی پیٹھ پر زین کے نیچے ڈالتے ہیں)، جمع لبود، ألباد ہے''عقد''بمعنی گرہ، عقود جمع ہے''مولی''بمعنی چچازاد بھائی، موالی جمع ہے۔''یحل''باب نصر سے بمعنی کھولنا، اترنا۔''مالا''کے آخر میں الف اشباعی ہے، ماضی واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے باب ضرب سے بمعنی مائل ہونا۔

ترکیب:۔ یحل بنا''میں''بنا''اور''ملتبسا''وغیرہ سے متعلق ہو کر''یحل''کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔''یحل الخ''صفت ہے''مولی''کی۔''مالا''کی ضمیر''لبد''کی طرف لوٹ رہی ہے۔

مَوْلًی مِنَ الْخَوْفِ یُدْعٰی وَهُوَ مُشْتَمِلٌ تَرٰی بِهِ عَنْ قِتَالِ الْقَوْمِ عُقَّالَا

ترجمہ:۔ وہ چچازاد بھائی جسے اگر جنگ کی طرف بلایا جائے تو وہ خوف کی چادر اوڑھ لیتا ہے (یعنی جنگ کا نام سن کر ڈرتا ہے) اے مخاطب! تو اس کے پاؤں میں ایسی بیماری دیکھو گے جو اسے دشمن قوم کو قتل کرنے سے روک رہی ہے۔

تحقیق:۔''مُشْتَمِلٌ''بمعنی چادر اوڑھنا، یہاں اسم فاعل مضارع کے معنی ہے۔ عُقَّال: پھوڑا۔ یا ایک بیماری جو گھوڑے کے پاؤں میں پیدا ہوتی ہے۔

ترکیب:۔ من الخوف''''مشتمل''کا مفعول ہے۔ اصل میں''رداء الخوف''ہے۔''مَوْلًی''پہلے شعر میں''مولی''سے بدل ہے، ''یدعی''سے پہلے''ان''حرف شرط محذوف ہے''وھو''میں واؤ بمعنی فا ہے جو کہ جزاء ہے، اصل عبارت یوں ہے''فھو یشتمل'' ''عُقَّالا''مفعول ہے''تری''کا۔''بہ''کی ضمیر''مولی''کی طرف لوٹ رہی ہے۔

وَقَالَ ابنُ عَنَمَةَ أَيضًا

مَا إِنْ تَرَى السَّيِّدُ زَيْدًا فِي نُفُوسِهِمُ　　كَمَا تَرَاهُ بَنُو كُوزٍ وَمَرْهُوبُ

ترجمہ:۔قبیلہ بنوسید قبیلہ زید (جس سے محرز کا تعلق ہے) کو اپنے دلوں میں محترم خیال نہیں کرتے جیسا کہ بنوکوز اور بنومرھوب (دونوں ضبہ کی شاخیں ہیں) بنوزید کو باعزت خیال کرتے ہیں، (شاعر کا تعلق قبیلہ سید سے ہے، بنوکوز وغیرہ تو بنوزید کی عزت کرتے ہیں لیکن شاعر کا قبیلہ سید بنوزید کو خاطر میں نہیں لاتا)

تحقیق:۔إن: زائدہ۔ما''نافیہ۔تری: تخیل وتفہیم۔''السید'' شاعر کے قبیلہ کا نام ہے۔

ترکیب:۔''زیدًا'' سے قبیلہ زید مراد ہے جو کہ''تری'' کا مفعول ہے اور''السید''فاعل ہے۔

إِنْ تَسْأَلُوا الْحَقَّ نُعْطِ الْحَقَّ سَائِلَهُ　　وَالدِّرْعُ مُحْقَبَةٌ وَالسَّيْفُ مَقْرُوبُ

ترجمہ:۔اگر تم حق (صلح) کا مطالبہ کرتے ہو تو ہم مطالبہ کرنے والوں کو حق (صلح) دیتے ہیں (یعنی صلح کرنے ہیں) جس حال میں زرہ تھیلی میں اور تلوار نیام میں ہوگی (یعنی جنگ بند ہو جائے گی)

تحقیق:۔مقروب: اسم مفعول بمعنی نیام میں داخل ہونا،''مـحـقـبة''باب افعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی تھیلی میں بند کر دینا ''الحق'' سے صلح مراد ہے جس طرح''باطل'' سے جنگ مراد لیا جاتا ہے۔

ترکیب:۔''نعط الخ''جزأ ہے اس لئے یأ گر گئی ہے''والدرع الخ''جملہ حالیہ ہے۔

وَإِنْ أَبَيْتُمْ فَإِنَّا مَعْشَرٌ أُنُفٌ　　لَا نَطْعَمُ الْخَسْفَ إِنَّ السَّمَّ مَشْرُوبُ

ترجمہ:۔اور اگر تم صلح سے انکار کرو تو ہم متکبر وخطرناک لوگ ہیں ہم ذلت کو چکھتے نہیں (یعنی ذلت برداشت نہیں کرتے) بے شک زہر پیا جا سکتا ہے (لیکن ذلت برداشت نہیں کی جا سکتی)

تحقیق:۔اُنُفٌ: جمع اَنِف مراده. المتكبر، یعنی خود دار ہونا، ناپسند کرنا. الخسف: مراده، الذلة. السَمّ: زہر۔ ''اَبَیتم''باب فتح سے بمعنی انکار کرنا۔

ترکیب:۔''فانا معشر الخ''جزأ ہے،''معشر انف''مرکب توصیفی ہے۔

فَازْجُرْ حِمَارَكَ لَا يَرْتَعْ بِرَوْضَتِنَا　　إِذًا يُرَدُّ وَقَيْدُ الْعَيْرِ مَكْرُوبُ

ترجمہ:۔اپنے گدھے (یعنی عرقوب نامی گھوڑا) کو روک دے، وہ ہمارے باغ میں نہ چرے (اگر چرا تو) اس وقت اسے واپس لوٹا دیا جائے گا جس حال میں گدھے کی رسی تنگ ہوگی (یعنی پاؤں کاٹ دیئے جائیں گے)

تحقیق:۔فازجر: فادفع. العیر: الحمار جمعه أعیار. مکروب: الضیق. یرد: ای یدفع۔''یرتع''باب فتح سے بمعنی چرنا ''قید'' کی جمع قیود ہے بمعنی رسّی''حـمـارک'' سے یہاں زید کا عرقوب نامی گھوڑا مراد ہے، بطور استہزأ اسے حمار سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہاں خطاب بھی زید سے ہے۔''قید الخ''کا مطلب پاؤں کاٹنا ہے۔

ترکیب:۔ ''اذا'' ''والا'' کے معنی ہے ''وقیذ العیر'' حال ہے ''یرد'' کی ضمیر سے۔

إِنْ تَدْعُ زَيْدُ بَنِي ذُهْلٍ لِمَغْضَبَةٍ ۔۔۔ نَغْضَبْ لِزُرْعَةَ إِنَّ الْفَضْلَ مَحْسُوبُ

ترجمہ:۔ اگر بنوزید غصہ کی جگہ (جنگ میں) بنوذھل کو بلائیں (تا کہ وہ ہم سے لڑیں) تو ہم بھی اپنے جدامجد زرعہ کی ناموس کی خاطر غضبناک ہوجائیں گے (یعنی لڑیں گے) بے شک فضل وشرف کا حساب ہوتا ہے (یعنی انسان باپ دادا کی عزت وفضیلت کی بقا کی خاطر لڑتا ہے)

تحقیق:۔ ''تدع'' دعو مادہ باب نصر سے ہے، ان شرطیہ کی وجہ سے واؤ گر گیا ہے ''مغضب'' بمعنی جائے غضب اسم ظرف ہے یعنی جنگ ''زرعه'' شاعر کے جدامجد کا نام ہے۔

ترکیب:۔ ''تدع الخ'' شرط ہے ''نغضب الخ'' جزا ہے۔

وَلَاتَكُونَنْ كَمَجْرَىٰ دَاحِسٍ لَكُمْ ۔۔۔ فِيْ غَطْفَانَ غَدَاةَ الشِّعْبِ عُرْقُوبُ

ترجمہ:۔ اور تمہارے لئے عرقوب نامی گھوڑا (یعنی اس کی رفتار) داحس نامی گھوڑے کی رفتار کی طرح (منحوس) نہیں ہونا چاہئے جیسا کہ داحس کی رفتار قبیلہ غطفان کے لئے وادی حیس میں بوقت صبح منحوس تھی۔

تحقیق:۔ داحس: وعرقوب: اسمان لفرس۔ الشعب: وادی، مراد اس سے شعب حیس ہے ''داحس'' قیس بن زھیر کا گھوڑا ہے ''غفطان'' قیس کے قبیلے کا نام ہے۔ ''غطف'' سے پہلے ''فی'' ''لام'' کے معنی میں ہے، داحس نامی گھوڑا اور غبرا نامی گھوڑے کے درمیان وادی حیس میں مقابلہ ہوا تھا جس میں داحس کی شکست ہوئی تھی جس سے دونوں قبائل میں طویل جنگ شروع ہوگئی تھی۔

ترکیب:۔ لکم: ''لاتکونن'' سے متعلق ہے، ''عرقوب'' اس کا اسم ہے اس سے پہلے مضاف محذوف ہے۔ یعنی ''جری عرقوب'' مضاف کو ''کمجری'' کے قرینے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے ''فی غطفا'' معنی میں ''لغطفان'' کے ہے جس کا تعلق ''کمجری داحسٍ'' سے ہے۔

وَقَالَ الْفَضْلُ بْنُ الْأَخْضَرِ

تعارف وپس منظر:۔ یہ اسلامی شاعر ہے، جو کہ شمعلہ بن الاخضر کا بھائی ہے، اس کا ذکر باب الحماسہ میں صرف یہاں ہوا ہے۔

أَلَا أَيُّهَا ذَا النَّابِحُ السَّيِّدَ إِنَّنِيْ ۔۔۔ عَلَىٰ نَأْيِهَا مُسْتَبْسِلٌ مِنْ وَرَائِهَا

ترجمہ:۔ اے بنوسید پر بھونکنے والے! (یعنی ان کی عیب جوئی کرنے والے) بے شک میں بنوسید سے دور (مکان کے اعتبار سے یا نسل کے اعتبار سے) ہونے کے باوجود ان کے لئے ہر طرف سے دفاع کرنے والا ہوں۔ (اس لئے بنوسید کے خلاف منصوبے مت بناؤ)

نوٹ:۔ بنوسید اور قبیلہ شاعر دونوں مالک بن بکر میں جمع ہوجاتے ہیں۔

تحقیق:۔ مستبسل اسم فاعل من استفعال ای: اظهار الشجاعة، بسل (ک) بسالةً. النابح: صوت الكلب۔ جمع نوابح۔

ترکیب:۔''ذا''حرف ندااور منادی کے درمیان فاصلہ ہے اور زائدہ ہے،''النابح''نے''السید''کو نصب دیا ہے،''مستبسلٌ''خبر ہے''اِنّنی''کی۔

دَعِ السَّیِّدَاِنَّ السَّیِّدَ کَانَتْ قَبِیْلَۃً تُقَاتِلُ یَوْمَ الرَّوْعِ دُوْنَ نِسَائِھَا

ترجمہ:۔قبیلہ سید کو چھوڑیئے، بے شک قبیلہ سید ایک ایسا قبیلہ ہے جو جنگ کے دن اپنی خواتین کی حفاظت کی خاطر لڑتا ہے۔

تحقیق:۔''دع''ودع مادہ باب فتح سے امر کا صیغہ ہے بمعنی چھوڑ دینا''یوم الروع''بمعنی یوم الحرب۔

ترکیب:۔''کانت الخ''اِنّ کی خبر ہے''تقاتِل الخ''''قبیلۃً''کی صفت ہے۔

عَلٰی ذَاکَ وَدُّوْااَنَّنِیْ فِیْ رَکِیَّۃٍ تُجَذُّ قُوٰی اَسْبَابِھَادُوْنَ مَائِھَا

ترجمہ:۔قبیلہ سید کے ساتھ میری اس مدد وحمایت کے باوجود وہ لوگ خواہش کرتے ہیں کہ میں ایک ایسے کنویں میں ہوں جس کی رسیوں کے بٹ اس کنویں کے پانی کے اوپر سے کاٹ دیئے جائیں، (تاکہ میں کنویں سے نہ نکل سکوں اور وہیں مرجاؤں، اس شعر میں قبیلہ سید کی شکایت ہے)

تحقیق:۔رکیۃ: جمع رکایا بمعنی کنواں۔قوی قوۃ کی جمع ہے بمعنی: رسی کا بٹ۔تجذ باب نصر سے بمعنی: کاٹنا۔اسباب: جمع سبب بمعنی رسی۔ اسبابہا: رسیاں۔

ترکیب:۔''تجذ الخ''صفت ہے''رکیۃٍ''کی۔''قوی الخ''فاعل ہے''تُجذُّ''کا۔

وَقَالَ سِنَانُ بْنُ الْفَحْلِ

قبیلہ طی کی شاخ ام الکہف سے تعلق ہے، جاہلی شاعر ہے۔اس کے کل پانچ اشعار باب الحماسہ میں مذکور ہیں: ایک چشمہ کے بارے میں قبیلہ حرم طیٔ کی شاخ ام الکہف اور قبیلہ نزارہ کی شاخ ھرم بن العشر اُ کے درمیان تنازعہ ہوا جس پر شاعر نے درج ذیل اشعار کہے۔

وَقَالُوْاقَدْ جُنِنْتَ فَقُلْتُ کَلَّا وَرَبِّیْ مَاجُنِنْتُ وَمَاانْتَشَیْتُ

ترجمہ:۔بنوھرم کہنے لگے اے شاعر! تو مجنون ہوگیا ہے (یا نشے میں ہو) میں نے کہا بالکل نہیں میرے رب کی قسم نہ میں پاگل ہوا اور نہ ہی نشے میں ہوں (اس لئے چشمہ کے متعلق میرے قبیلے ام الکہف اور میرا دعویٰ درست ہے)

تحقیق:۔انتشیت: صیغہ متکلم از باب افتعال، نشہ میں ہونا۔''جننت''باب نصر سے بمعنی مجنون ہونا۔

ترکیب:۔''قالوا''کی ضمیر الناس کی طرف یا بنوھرم کی طرف لوٹ رہی ہے۔''جُنِنتَ''کے بعد جملہ''او سکرتَ''محذوف ہے جسے جملہ''انتشیتُ''کے قرینے کی وجہ سے حذف کردیا گیا ہے''وربی''میں واؤ قسمیہ ہے''ما جننتُ الخ''جواب قسم ہے۔

وَلٰکِنِّیْ ظُلِمْتُ فَکِدْتُ اَبْکِیْ مِنَ الظُّلْمِ الْمُبَیِّنِ اَوْبَکَیْتُ

ترجمہ:۔(میں مجنون تو نہ ہوا) لیکن مجھ پر ظلم کیا گیا ہے (کہ چشمہ چھینا جارہا ہے) پس قریب تھا کہ میں اس کھلے ظلم کی وجہ سے رو پڑوں یا رو پڑا ہوں۔

تحقیق:۔''کِدتُ''بروزن''بِعتُ''فعل مقاربہ ہے''اَبکی''باب ضرب بمعنی رونا''المبین''باب تفعیل سے ہے، بمعنی واضح ہونا۔

فَـإِنَّ الْـمَـاءَ مَـاءُ أَبِـيْ وَجَـدِّيْ وَبِيْـرِيْ ذُوْحَـفَـرْتُ وَذُوْطَـوَيْـتُ

ترجمہ:۔پس بلاشبہ یہ پانی (جس کوتم چھیننا چاہتے ہو) میرے آباؤاجداد کا پانی ہے، اور یہ میرا کنواں ہے جس کی کھدائی میں نے کی اور منڈیریں میں نے بنائیں۔

تحقیق:۔ذو: بمعنی الذی'' ہے۔طویت: طوی البئر (ض) طیا: پتھروں سے کنویں کا من بنانا۔''بیر'' بمعنی کنواں، جملہ مشہور ہے ''مَنْ حَفَرَ بِیْرًا لِاخیه فقد وقع فیه'' ''حفر'' باب ضرب وسمع سے بمعنی کھودنا ''ذو'' کوالذی اسم موصول کے معنی میں استعمال کرنا بنی طی کی لغت کے مطابق ہے، یہ شعر اس کی دلیل ہے۔ذو مذکرو مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

ترکیب:۔''وبیری'' مبتدا محذوف ''ھذا'' کی خبر ہے ''حفرت الخ '' ذو اسم موصول کا صلہ ہے ''حفرت'' کے بعد ضمیر مفعول محذوف ہے جس کا مرجع اسم موصول ہے، اسی طرح ''ذو طویتُ'' میں بھی ہے۔

وَقَبْـلَکَ رُبَّ خَـصْـمٍ قَـدْتَـمَـالَـوْا عَـلَـيَّ فَـمَـاهَـلِـعْـتُ وَلَادَعَـوْتُ

ترجمہ:۔تجھ سے قبل بھی بہت سارے لڑنے والے میرے خلاف جمع ہوئے تھے (تاکہ کنواں چھین لیں لیکن) نہ میں نے جزع فزع کی اور نہ ہی کسی کو مدد کے لئے پکارا (بلکہ خود دفاع کیا اور غالب آ گیا۔)

تحقیق:۔خصم: جھگڑنے والا۔یہ مفرد وجمع دونوں طرح مستعمل ہیں۔تمالوا: علیه تمایلا: بمعنی جمع ہونا۔مادہ اس کا ''م،ی،ل'' ہے۔اصل میں ''تَـمَـايَـلُـوْا'' تھا۔الف ساکن کے بعد یائے مفتوح واقع ہونے کی وجہ سے یا کی حرکت لام میں دے کر یا کو حذف کردیا گیا، ''لا دعـوتُ'' میں فعل ماضی لا نافیہ داخل ہے جبکہ تکرار کے بغیر فعل ماضی پر لا نافیہ داخل نہیں ہوتا لیکن اشعار، اور دعاً میں اس کی اجازت ہے فلیراجع للتفصیل الی مقدمات علوم درسیہ۔

ترکیب:۔''قبلک'' ظرف ہے ''تمالوا'' کا، ''قدتمالوا الخ'' جواب رُبَّ ہے۔

وَلٰـكِـنِّـيْ نَـصَبْـتُ لَهُـمْ جَبِيْـنِـيْ وَأَلَّةَ فَـارِسٍ حَتّٰـى قَـرَيْـتُ

ترجمہ:۔اور لیکن میں نے ان (دشمنوں) کے سامنے اپنی پیشانی اور شہسوار کے جنگی آلات رکھ دیئے (یعنی لڑا اور دفاع کیا) حتی کہ میں نے ان کی خوب ضیافت کی (یعنی ان کی خبر لی اور پٹائی کی اس لئے وہ لوگ اس پر قبضہ نہ کرسکے)

تحقیق:۔قریت: ضیفت. او جمعت الماء فی الحوض یطلق علیهما۔

ترکیب:۔''جبین'' بمعنی پیشانی۔ألّة: (لام کی تشدید کے ساتھ) جنگی آلات، ہتھیار۔

وَقَالَ جَابِرُبْنُ حَرِیْشٍ

یہ شاعر جاہلی ہے قبیلہ طی سے تعلق ہے۔قبیلہ طی کو آل غوث نے اپنے علاقے سے نکال دیا تھا۔اور دونوں قبائل کے درمیان پندرہ سال تک جنگ اور کشمکش رہی، اس کا ذکر صرف یہاں آیا ہے۔

وَلَـقَـدْ أَرَانَـا یَـا سُـمَـيَّ بِـحَـائِـلٍ نَـرْعَـى الْـقُـرَىٰ فَـکَـامِـسًـا فَـالْأَصْـفَـرَا

ترجمہ:۔اے سمیہ! خدا کی قسم میں اپنی قوم کو مقام حائل، مقام قری، مقام کامس اور مقام اصفر میں دیکھ رہا ہوں (یادوں اور خوابوں میں) کہ ہم وہاں اونٹ چرا رہے ہیں۔

تحقیق:۔أرانا: اری صیغہ واحد متکلم مضارع اور ''نا'' ضمیر مفعول بہ ہے۔ای اری رهطی وقومی۔اس صیغہ میں فاعل ومفعول کبھی ذاتاً ایک ہوتے ہیں، حائل، القری، کامس، الاصفر، بلادطی میں مختلف جگہوں کا نام ہے۔سمی: سمیۃ: میں تاء کو ترخیماً حذف کردی۔نرعی: فتح سے رعیاً: چرانا۔

ترکیب:۔''لقد'' میں لام موطئہ قسمیہ ہے''بحائل، القری، فکامس، اور فالاصفر'' کا تعلق''ارانا'' سے ہے''نرعی'' کے بعد''فیها'' محذوف ہے۔

فَالْجِزْعِ بَيْنَ ضُبَاعَةٍ فَرِصَافَةٍ فَعُوَارِضٍ حُوَّ الْبَسَابِسِ مُقْفِرَا

ترجمہ:۔اور (اپنی قوم کو اونٹ چراتے ہوئے دیکھ رہا ہوں) مقام ضباعہ، مقام رصافہ اور مقام عوارض کے درمیان وادی کے موڑ پر، جس حال میں وہ زمینیں سرسبز شاداب اور (لوگوں سے) خالی ہیں (اگر وہاں اب تک ہم لوگ ہوتے تو کثرت آمد ورفت کی وجہ سے گھاس نہ اُگتی)

تحقیق:۔حو: جمع احوی، سبز ار۔بسابس: یہ جمع بسبس کی بمعنی زمین۔مقفرا: خالی جگہ۔جزع: وادی کا موڑ۔ضباعہ، رصافہ اور عوارض مقامات کے نام ہیں، عوارض میں حاتم طی کی قبر ہے۔

ترکیب:۔الجزع: کا عطف پہلے شعر میں''قری'' پر ہے جو''نرعی'' یا''ارانـــــا'' کیلئے مفعول ہے اس لئے منصوب ہے۔''حو'' اور ''مقفرا'' دونوں''الجزع'' سے حال مترادفہ ہیں۔

لَاأَرْضَ أَكْثَرُ مِنْكَ بَيْضَ نَعَامَةٍ وَمَذَانِبًا تَنْدَى وَرَوْضًا أَخْضَرَا

ترجمہ:۔(اے میرے وطن!) تجھ سے زیادہ اچھی اور کوئی زمین نہیں ہے شتر مرغ کے انڈوں کے اعتبار سے (جو کہ ہر جگہ نہیں ہوا کرتے) اور ایسے چشموں کے اعتبار سے جو ہمیشہ جاری رہتے ہیں اور سرسبز شاداب (مختلف النوع) باغات کے اعتبار سے (یہ سب نعمتیں ہر جگہ نہیں ہوا کرتیں)

تحقیق:۔مذانبا: جمع مذنب بمعنی پتلانالے،: تندی باب سمع سے بمعنی تر ہونا۔روضا: کیاری.منک: کا خطاب: مواضع ثلثة سے ہے۔

ترکیب:۔''بیض'' اور''مذانبا'' اور''روضا'' تینوں منصوب علی التمیز ہیں۔''ارض'' لائے نفی جنس کا اسم ہے اور''اکثر'' خبر ہے۔

وَمُعَيَّنًا يَحْمِي الصِّوَارَ كَأَنَّهُ مُتَخَمِّطٌ قَطِمٌ إِذَامَابَرْبَرَا

ترجمہ:۔اور (تجھ سے اچھی کوئی زمین نہیں) ایسی وحشی نیل گائے کے اعتبار سے جو نیل گایوں کی جماعت کی نگرانی وحفاظت کرتا ہے جب وہ آوازیں نکالتا ہے تو یوں لگتا ہے کہ وہ متکبر وغضبناک ہے۔

تحقیق:۔معینا: وحشی بیل (سمی بہ لکبر عینیہ) الصوار: وحشی گایوں کا ریوڑ، جمع صیران۔متخمط: بمعنی متکبر۔قطم: غضبناک، مست۔بربرا: از

بجز ۔بمعنی بک بک کرنا۔ بڑبڑانا، دھاڑنا۔ آخر میں الف اشباعی ہے۔

ترکیب:۔ معینا: کا عطف پہلے شعر میں بیض: پر ہے اور منصوب علی التمیز ہے۔''یحمی''صفت ہے''معینا'' کی''اذا الخ''شرط مؤخر ہے اور''کانّه الخ''جزاً مقدم ہے۔''متخمط قطم''مرکب توصیفی کے بعد خبر''اَنَّ'' ہے۔

إِذْ لَا تَخَافُ حُدُوْجُنَا قَذْفَ النَّوٰى قَبْلَ الْفَسَادِ إِقَامَةً وَتَدَيُّرًا

ترجمہ:۔ اور فساد (جنگ) سے قبل ہماری سواریاں اس بات سے ڈرتی نہیں تھیں کہ انہیں دوری، اقامت وسکونت کے اعتبار سے دور پھینک دے گی (جس چیز کا خوف نہ تھا وہی ہوا اور ہم گھر سے بے گھر ہو گئے)

تحقیق:۔ حدوج: اس کا مفرد، حِدج: ہودج کی طرح عورتوں کی ایک سواری۔ قذف: (ض) قذفا: پھینکنا، قے کرنا۔''النوی'' بمعنی دوری، نایٰ کی مادہ ہے۔''تدیر''باب تفعل کا مصدر ہے بمعنی رہائش اختیار کرنا اور گھر بنانا۔

ترکیب:۔ قذف''تخاف کا مفعول بہ اور''النوی'' کی طرف مضاف ہے اور یہ اضافۃ المصدر الی الفاعل ہے۔''اِقامۃ''اور''تدیرا''''قذف'' کیلئے مفعول بہ ہے۔ یا دونوں تمیز ہیں''قبل الفساد''لاتخاف'' کیلئے ظرف ہے۔

وَقَالَ إِيَّاسُ بْنُ مَالِكٍ

دادا کا نام عبداللہ بن خیبری الطائی ہے، اسلامی شاعر ہیں، تابعی ہیں، ان کے والد صحابی ہیں، ان کے بھائی مروان بن مالک ہیں، بعض نے درج شدہ اشعار کی نسبت مروان کی طرف کی ہے۔ یہاں پر''نجدہ بن عامر حروری'' کی شکست کو بیان کیا گیا ہے، جو عرب پر غارت گری کرتا تھا۔ حسب معمول بنو اسد و بنو طئی پر ڈاکہ ڈالنے کے بعد شاعر قبیلہ بنو معن پر سے گزرا اور ان پر نقب زنی کی تو وہ سب اسکے خلاف کھڑے ہو گئے اور اس کو شکست دی، حروری کے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا، اسی کا تذکرہ شاعر کر رہا ہے:

سَمَوْنَا إِلَى جَيْشِ الْحَرُوْرِيْ بَعْدَمَا تَنَاذَرَهُ أَعْرَابُهُمْ وَالْمُهَاجِرُ

ترجمہ:۔ ہم لوگ (مقابلہ کرنے کے لئے) نجدہ بن عامر حروری کے لشکر کی طرف بڑھے اس کے بعد کہ شہری اور گاؤں والے لوگ (اس کی شجاعت وبسالت سے) ایک دوسرے کو ڈراتے تھے۔

تحقیق:۔ سمونا: (ن) سموا، سماء: بلند ہونا۔ تناذر: از باب تفاعل: ایک دوسرے کو کسی شر سے ڈرانا۔ اَعراب: دیہاتی، دیہات میں رہنے والا، اسم جنس ہے۔ یہ عرب کی جمع نہیں ہے۔''المھاجر''بمعنی دیہات سے شہر کی طرف ہجرت کرنے والا''الحروری''میں حا اور راءِ اول مفتوح ہیں، حروراً ایک گاؤں کا نام ہے جہاں خوارج رہتے تھے۔

ترکیب:۔''اعرابھم الخ''فاعل ہے''تناذر''کا پھر پورا جملہ ظرف ہے''سمونا''کا۔

بِجَمْعٍ تَظَلُّ الْأُكْمُ سَاجِدَةً لَهُ وَأَعْلَامُ سَلْمٰى وَالْهِضَابُ النَّوَادِرُ

ترجمہ:۔ (اور ہم اس کی طرف بڑھے) ایسی جماعت کے ساتھ جس کے سامنے ٹیلے، سلمی کی چھوٹی پہاڑیاں اور متفرق ریت کے تودے سجدہ ریز ہو گئے (یعنی اس جماعت کے چلنے سے مذکورہ چیزیں مٹ گئیں)

تحقیق:۔اُکُــمٌ:جمع ہے اَکَمٌ کی،اوراَکَمٌ ،اَکَمَۃٌ ۔کی جمع ہے۔ٹیلہ،چھوٹی پہاڑی.أعــلام : مفرداس کاعَلَمٌ ہے۔بمعنی پہاڑ۔ھضاب:بمعنی ٹیلہ مفردھضبۃ ہے۔''تـظل ''فعل ناقص ہے،''سـلمی ''بلادطی میں ایک مشہور پہاڑ کانام ہے''النوادر ''نادرۃ کی جمع ہے بمعنی متفرق،جس طرح فائدہ کی جمع فوائد،قاعدۃ کی جمع قواعداورکاہلۃ کی جمع کواھل ہے۔

ترکیب:۔''بِـجـمـعٍ ''کاتعلق''سـمـونـا ''فعل محذوف سے ہے،پھریہ موصوف ہے''تـظـل الخ ''صفت ہے،''الاکم ''اعلام،الھضاب،تظل کااسم ہےاور''ساجدۃً لہ ''خبرتظل ہے،''الھضاب النوادر ''مرکب توصیفی ہے۔

فَـلَـمَّـااَدْرَکْـنَـاهُـمْ وَقَـدْقَـلَـصَـتْ بِهِـمْ إِلَـى الْـحَيِّ خُـوْصٌ کَـالْـحَـنِـيِّ ضَـوَامِـرُ

ترجمہ:۔پس جب ہم نے ان کو پالیا جس حال میں دھنسی ہوئی آنکھوں والی دبلی پتلی اونٹنیاجوکمان کی طرح ہیں ان کو قبیلے کی طرف لے جارہی تھیں۔

تحقیق:۔ادرکنا:جمع متکلم ہے ماضی ازافتعال مادہ درک ہے،بمعنی پانا،یہ اصل میں ''ادتـر کـنـا ''تھا،تائے افتعال کودال سے بدل کر دونوں دال میں ادغام کردیا گیا ہے۔''الـحـنـی ''حنیۃ کی جمع ہے بمعنی کمان،حاپرفتح ہے،اگربضم الحاہوتوحنوکی جمع ہے بمعنی ٹیڑھاہونا۔''ضوامر ''ضامرۃ کی جمع ہے بمعنی کمزورپتلااونٹ۔قلصت:(ض)قلوصاً۔اوپرچڑھنا۔خُوص:اس کامفرداُخوص:دھنسی ہوئی آنکھ والا۔خوص سمع سے خوصًا:آنکھ کادھنس جانا۔

ترکیب:۔وقدقلصت:''ادرکناہم''میں''ھم''سے حال ہے۔''خـوصٌ ''موصوف اور''ضـوامر ''صفت ہے پھریہ''قـلـصـت ''کا فاعل ہے۔جواب لَمَّا اگلاشعر ہے۔

أَنَـخْـنَـا إِلَيْـهِـمْ مِـثْـلَهُـنَّ وَزَادُنَـا جِيَـادُالسُّيُـوْفِ وَالـرِّمَـاحُ الْـخَـوَاطِـرُ

ترجمہ:۔توہم نے بھی ان کی طرف(مقابلے کے لئے)ان کے اونٹ کی طرح(دبلے پتلے جنگجواونٹ)بٹھائے جس حال میں ہمارا توشہ(جنگی سامان)عمدہ تلواریں اورمتحرک نیزے تھے۔

تحقیق:۔انخنا:إناخۃ:مصدرسے بٹھانا۔الخواطر:اس کامفردخاطرہے بمعنی گزرنے والا،حرکت کرنے والا۔

ترکیب:۔''وزادنا''''انخنا''کی ضمیرفاعل سے حال واقع ہواہے۔''زادُنا''کان محذوف کااسم ہے''مِثلھن ''مفعول ہے''انـخـنـا'' کا۔''انخنا الخ''جواب لَمَّا ہے۔

کِلاَثَـقَـلَيْـنَـا طَـامِـعٌ بِـغَـنِيْـمَـةٍ وَقَـدْ قَـدَّرَالـرَّحْـمٰـنُ مَـاهُـوَقَـادِرُ

ترجمہ:۔ہم میں سے ہر جماعت،مال غنیمت کی امید میں تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے وہی فیصلہ کیاجس پروہ قادرتھے(یعنی جرمزی کی شکست اورہماری کامیابی)

تحقیق:۔طامع:سمع سے طمع وامیدرکھنےوالا۔طمع فیہ،بہ طمعاوطماعا۔چاہنا،رغبت رکھنا۔

ترکیب:۔''کلا ثقلینا ''مبتداہے''طامع الخ ''خبرہے،مبتدااگرچہ لفظاً تثنیہ ہے لیکن مفہوم کے اعتبارسے مفردہے اس لئے خبر بصورت مفردلائی گئی ہے،''قادر''کے بعد''علیہ''محذوف ہے جس کامرجع ماموصولہ ہے۔

فَـلَـمْ أَرَيَـوْمًـاکَـانَ أَکْـثَـرَسَـالِبًـا وَمُسْـتَـلَـبًـاسِـرْبَـالَـهُ لَايُـنَـاکِـرُ

ترجمہ:۔ اور میں نے ایسا (لوٹ کھسوٹ کا) دن نہیں دیکھا جو چھیننے کے اعتبار سے اور جس کی قمیص چھینی گئی ہو اس مسلوب کے اعتبار سے بڑا دن تھا اور وہ مسلوب دفاع بھی نہیں کر پا رہا تھا۔

تحقیق:۔ سالبا: چھیننے والا۔ سلب (ن) سلبا: چھیننا۔ مستلبا۔ اسم مفعول از افتعال چھینا ہوا۔ ینا کر: منا کرۃً جنگ وقتال کرنا۔ یہاں بمعنی دفاع کرنا ''سربال'' کی جمع سرابیل ہے بمعنی قمیص، شلوار۔

ترکیب:۔ ''کان اُکثر'' ''یوما'' کی صفت ہے۔ ''سالبا'' اور ''مستلبا'' دونوں تمیز ہیں۔ سربالہٗ ''مستلبا'' کا نائب فاعل ہے، لاینا کر ''مستلبا'' کی صفت ہے۔ ''اکثر'' کان کی خبر ہے۔

وَأَكْثَرَ مِنَّا يَافِعًا يَبْتَغِي الْعُلٰى يُضَارِبُ قِرْنًا دَارِعًا وَهُوَ حَاسِرُ

ترجمہ:۔ (اور میں نے ایسا بڑا دن نہیں دیکھا) جو ہم میں سے ایسے جواں مرد کے اعتبار سے زیادہ اہم ہو جو جواں مرد بلندی کی تلاش میں رہتا ہے اور وہ زرہ پوش مدمقابل کو مارتا ہے جس حال میں وہ بغیر زرہ کے ہوتا ہے۔

تحقیق:۔ یافعا: قریب البلوغ نوجوان جمع اس کی یفعۃ ہے یفع (ف) یفوعا ویفعا: بمعنی چڑھنا، بلند ہونا۔ قرناً: ساتھی، ہمسر، ہم مرتبہ۔ جمع اُقران۔ ''دارعا'' بمعنی درع زیب تن کرنے والا یعنی زرہ پوش، حاسر: یعنی جس کی نہ زرہ ہو اور نہ خود، جس کے سر پر ٹوپی وغیرہ نہ ہو، جمع حسّر ہے۔ حسر (ن) حسوراً کھل جانا۔

ترکیب:۔ یضارب ''یافعا'' کی صفت ہے۔ ''واکثر منّا'' کا عطف ماقبل کی عبارت ''کان اکثر'' پر ہے یعنی یہ کان محذوف کی خبر ہے ''یبتغی العُلٰی'' صفت ہے ''یافعا'' کی ''وھو حاسر'' جملہ حالیہ ہے۔

فَمَا كَلَّتِ الْأَيْدِيْ وَلَا انْأَطَرَ الْقَنَا وَلَا عَثَرَتْ مِنَّا الْجُدُوْدُ الْعَوَاثِرُ

ترجمہ:۔ پس ہمارے ہاتھ (اب تک مارنے سے) بوجھل نہیں ہوئے اور نہ ہمارے نیزے (نیزہ بازی سے اب تک) مڑے ہیں اور نہ ہماری وہ قسمتیں اب تک پھسلی ہیں جو پھسلنے والی تھیں (بلکہ کامیابی ہمارے ساتھ ہے)

تحقیق:۔ کلت: (ض) کلولا: کلالۃ۔ تھکنا، کمزور ہونا۔ بوجھل ہونا۔ انأطر: باب انفعال سے واحد مذکر غائب ماضی، بمعنی مڑنا۔ اَطرہ (ن،ض) اَطراً موڑنا۔ ''فما'' میں ما نافیہ ہے ''الجدود'' جد کی جمع ہے بمعنی، بخت، قسمت۔ ''لاعثرت'' میں لا نافیہ فعل ماضی پر بلا تکرار داخل ہے جو کہ شعر میں جائز ہے، بمعنی پھسلنا۔ ''العواثر'' عاثرۃ کی جمع ہے بمعنی پھسلنا۔

ترکیب:۔ ''القنا'' فاعل ہے ''انأطر'' کا ''الجدود العواثر'' مرکب توصیفی کے بعد ''عثرت'' کا فاعل ہے۔

وَقَالَ الْأَحْزَمُ السِّنْبِسِيُّ

اس کا تعلق بنی لبید بن سنبس بن مُعاویہ بن جرول سے ہے، جاہلی شاعر ہے۔ ابو ہلال کے مطابق سنبس عمرو بن الغوث بن طی کی بیوی کا نام ہے۔ اس کے کل سات اشعار مذکور ہیں۔

أَلَا إِنَّ قُرْطًا عَلٰى آلَةٍ أَلَا إِنَّنِيْ كَيْدَهٗ مَا أَكِيْدُ

ترجمہ:۔ آگاہ ہو کہ بے شک قرط (اپنے مکروفریب کی وجہ سے) بری حالت میں ہے (لیکن میں بری حالت کا شکار نہیں ہوں گا کیونکہ) آگاہ ہو کہ بے شک میں اس جیسے مکروفریب نہیں کرتا۔

تحقیق:۔ آلۃ: بمعنی ای حالۃ۔ جمع آلٌ، آلات۔ مادہ أ، و، ل ہے۔ اکید مضارع واحد متکلم از ضرب بمعنی دھوکہ دینا۔ یہ اصل میں ''اَکْیِدُ'' تھا، یا متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن ہے اس لئے یا کی حرکت ماقبل میں دیدی گئی ہے۔ ''قرط'' قبیلہ سنبس کے ایک آدمی کا نام ہے۔

ترکیب:۔ ''الۃ'' کی صفت ''منکرۃ'' محذوف ہے، پھر یہ خبر انّ ہے، پورا جملہ خبر ہے ''الا'' حرف تنبیہ مبتداً کی۔ ما اکید'' میں ''ما'' نافیہ ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ ''ما'' زائدہ ہو۔

بَعِیْدُ الْوِلَاءِ بَعِیْدُ الْمَحَلِّ　　　مَنْ یَّنْأَ عَنْکَ فَذَاکَ السَّعِیْدُ

ترجمہ:۔ (اے قرط! بے شک تو) دوستی کے اعتبار سے بہت دور ہے (تیرے ساتھ دوستی نقصان دہ ہے) اور مقام ومرتبہ کے اعتبار سے بھی بہت دور ہے (تو گھٹیا انسان ہے) جو تجھ سے دور رہے گا وہی نیک بخت ہوگا۔

تحقیق:۔ بعید الولاء ای انک بعید الولاء وفیہ التفات من الغیبۃ الی الخطاب ''الولاء'' ولی مادہ ہے بمعنی دوستی، یہ باب مفاعلہ کا مصدر ہے بروزن قتال ''المحل'' بمعنی مقام ومرتبہ، اترنے کی جگہ، باب نصر سے ہے، ''ینأ'' میں ن أ ی مادہ ہے، باب فتح سے بمعنی دور ہونا، آخر میں یا شرط کی وجہ سے گرگئی ہے۔ کیونکہ ''مَنْ'' متضمن بمعنی الشرط ہے۔

ترکیب:۔ ''بعیدُ الولاء'' خبر ہے ''انک'' محذوف کی، یہی ترکیب ''بعید المحل'' کی بھی ہے، ''ینأ عنک'' شرط ہے اور ''فذاک الخ'' جزاء ہے۔

وَعِزُّ الْمَحَلِّ لَنَا بَائِنٌ　　　بَنَاہُ الإِلٰہُ وَمَجْدٌ تَلِیْدُ

ترجمہ:۔ اور ہمارے لئے مرتبہ ومقام کی وہ عزت وشرافت واضح ہے (جو سب کو معلوم ہے) جس کو اللہ تعالیٰ نے (ہمارے لئے) بنایا ہے، اور (ہمارے لئے) قدیم بزرگی بھی ہے (جو کسی پر بھی مخفی نہیں ہے۔)

تحقیق:۔ تلید: میراثی مال، قدیم، تلد نصر سے تلودا: بمعنی پرانا ہونا۔ بائن: واضح، بان (ض) بیانا۔ واضح ہونا۔ ''بنا'' باب ضرب سے بمعنی بنانا، بنیاد رکھنا، ''مجد'' باب کرم سے بمعنی بزرگی۔

ترکیب:۔ ''وعز المحل الخ'' جملہ اسمیہ ہے پھر موصوف ہے ''بناہ الالٰہ'' صفت ہے۔ ''مجدٌ تلیدٌ'' مرکب توصیفی کے مبتداً مؤخر ہے اور ''لنا'' خبر مقدم محذوف ہے۔

وَمَأْثُرَۃُ الْمَجْدِ کَانَتْ لَنَا　　　وَأَوْرَثَنَاھَا أَبُوْنَا لَبِیْدُ

ترجمہ:۔ اور (قدیم زمانہ سے) موروثی بزرگی ہمارے ساتھ خاص ہے کیونکہ ہمارے والد (جدامجد) لبید نے ہمیں اس کا وارث بنایا ہے۔

تحقیق:۔ مأثرۃ: الفضل والشرافۃ والجمع مآثر. وسمیت المکارم مأثر لانہ یاثرھا الآخر عن الاول. ''لنا'' میں لام اختصاص کے لئے ہے۔

ترکیب:۔ لبید: ''ابونا'' سے بدل ہے۔

لَنَا بَاحَةٌ ضَبِسٌ نَابُهَا يَهُونُ عَلَى حَامِيَيْهَا الْوَعِيدُ

ترجمہ:۔ ہمارا ایک میدان (جبال طی میں) ہے جس کا دانت (سردار) تیز ہے، اس میدان کے دو محافظوں (سلمی اور آجا پہاڑ یا تلوار اور نیزے) پر دشمنوں کی دھمکی آسان ہے (یعنی ان پہاڑوں کو عبور کر کے ہم پر حملہ کرنا مشکل ہے)

تحقیق:۔ باحۃ: بمعنی صحن، کھلی جگہ جمع بوح ہے۔ ضبس: بروزن کتف صفت مشبہ ہے بمعنی سخت مزاج۔ ضبس باب سمع سے ضبسًا: بمعنی بدخلق ہونا، حریص و بخیل ہونا۔ ''ناب'' بمعنی دانت، انیاب جمع ہے یہاں سردار مراد ہے۔ ''یھون'' باب نصر سے بمعنی آسان ہونا ''حَامِیَیْھَا'' تثنیہ کا صیغہ ہے باب ضرب سے بمعنی دو محافظ۔ ''الوعید'' میں الف لام عوض مضاف الیہ کے ہیں ''ای وعیدُ الاعدا''۔

ترکیب:۔ ''نابھا'' یہ ''ضبس'' کا فاعل ہے، ''ضبس نابھا'' ''باحۃ'' کی صفت ہے۔ اور یہ صفت بحال متعلق موصوف کی قبیل سے ہے۔ ''الوعیدُ'' فاعل ہے ''یھون'' کا ''لنا'' خبر مقدم اور ''باحۃ الخ'' مبتدأ مؤخر ہے۔

بِهَا قُضُبٌ هِنْدُوَانِيَّةٌ وَعِيصٌ تَزَاءَرُ فِيهِ الْأُسُودُ

ترجمہ:۔ اس میدان میں ہندی تلواریں ہیں (جو تیز ہیں اور دشمنوں کے خلاف چلتی ہیں) اور (اس میں) گھنے جنگلات ہیں جس میں شیر خطرناک آوازیں نکالتے ہیں۔

تحقیق:۔ قُضُب: تیز تلواریں، مفرد، قضیب ہے۔ ھندوانیۃ: ہندوستان کی بنی ہوئی تلواریں۔ عِیص: درختوں کے اُگنے کی جگہ، گنجان درخت، اصل۔ جمع اعیاص، عیاصان۔ تزاءر: از تفاعل اصل میں تتزاءر تھا، تخفیف کی خاطر ایک تا کو حذف کر دیا گیا ہے، باب فتح سے بمعنی شیر کا چنگھاڑنا۔ ''اسود'' اسد کی جمع ہے بمعنی شیر۔

ترکیب:۔ ''بھا'' بمعنی فیھا خبر مقدم ہے اور ''قضب ھندوانیۃ'' مرکب توصیفی کے بعد مبتدأ مؤخر ہے ''الاسود'' فاعل ہے ''تزاءر'' کا۔

ثَمَانُونَ أَلْفًا وَلَمْ أُحْصِهِمْ وَقَدْ بَلَغَتْ رَجْمَهَا أَوْ تَزِيدُ

ترجمہ:۔ وہ لوگ (ہمارے لڑنے والے) اسی ہزار ہیں اور میں نے ان کی گنتی نہیں کی ہے، (تاہم) تحقیق یہ گنتی (میرے) اندازے تک پہنچے گی، یا اس سے زیادہ ہوگی (لیکن تعداد کم نہیں ہوگی)

تحقیق:۔ أحصھم: إحصاء: شمار کرنا۔ رجم (ن) رجمًا اندازہ لگانا۔

ترکیب:۔ ''بلغت: کی ضمیر ''ثمانون'' کی طرف راجع ہے اور ''رجمھا'' ''بلغت'' کا مفعول ہے۔ اور ضمیر مجرور ''ثمانون'' کی طرف راجع ہے۔ ''ثمانون'' سے پہلے ''ھم'' مبتدأ محذوف ہے۔

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمَعْنِيُّ

بنی معن الحرویہ سے تعلق ہے، اسلامی شاعر ہے، الرقس لقب ہے۔

قَدْ قَارَعَتْ مَعْنٌ قِرَاعًا صُلْبًا قِرَاعَ قَوْمٍ يُحْسِنُونَ الضَّرْبَا

ترجمہ:۔ بنو معن نے سخت ترین جنگ لڑی ہے ان حضرات کی لڑائی کی طرح جو بہتر انداز میں لڑنا اور مارنا جانتے ہیں۔

تحقیق:۔قارعت: مقارعۃ مصدر باب مفاعلہ سے ایک دوسرے کوتلوار سے مارنا،سخت لڑائی لڑنا۔صُلباً: سخت طاقتور،جمع اصلب واصلاب ہے۔

ترکیب:۔قراع قوم: یہ"قراعاصلبا" سے بدل ہے۔بعض نے کہا کہ یہ مضوب بنزع الخافض ہے،اصل عبارت یوں ہے،"کَقِرَاعِ الخ"

تَرَیٰ مَعَ الرَّوْعِ الْغُلَامَ الشَّطْبَا إِذَا أَحَسَّ وَجَعًا أَوْ كَرْبَا

ترجمہ:۔اے مخاطب! تو خوف اور گھبراہٹ (جنگ) کے وقت ان کے ہر طویل غلام (جنگجو) کو دیکھے گا کہ جب وہ درد یا پریشانی محسوس کرے (جواب آگے ہے)

تحقیق:۔الشطب: لمبا خوب صورت قد وقامت والا۔احس: اِحساساً محسوس کرنا۔وجعا: درد۔کربا: شدت۔مع الروع: ای عندالتروع۔یعنی گھبراہٹ کے وقت۔

ترکیب:۔"الغلام الشطبا" مرکب توصیفی کے بعد"تریٰ" کا مفعول اول ہے اور"اذا احس الخ" مفعول ثانی ہے۔"اذا احس الخ" شرط ہے اور جزا اگلے شعر میں"دنا الخ" ہے۔

دَنَا فَمَا يَزْدَادُ إِلَّا قُرْبَا تَمَرُّسَ الْجَرْبَاءِ لَاقَتْ جُرْبَا

ترجمہ:۔تو وہ اس درد سے مزید قریب آجاتا ہے(اسے دور کرنے کی کوشش نہیں کرتا تاکہ لڑنا نہ پڑے)پس یہ درد مزید قربت میں اضافہ کرے گا(یعنی وہ بتکلف بیمار بنا رہے گا) جس طرح خارشی اونٹ دوسرے خارشی اونٹ سے مل کر خارشی جسم رگڑتا ہے۔

تحقیق:۔الجرباء: خارشی اونٹنی،مذکر۔جُربا: خارشی اونٹ اجرب واحد ہے۔"دنا" باب نصر سے قریب ہونا،اس کے بعد"منہ" محذوف ہے"لاقت" باب مفاعلہ سے ماضی واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے اصل میں"لَاقَیَتْ" تھا،یاً متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یاً کو الف سے بدل کر اجتماع ساکنین کی بنا پر حذف کر دیا گیا ہے۔تمرس: بالشیء: کھجانا،رگڑنا۔

ترکیب:۔"دنا" پہلے شعر میں"اذا" کا جواب ہے۔"تمرس" منصوب بنزع الخافض ہے ای"کتمرس الجرباء" کاف کو حذف کر دیا۔اور یہ فعل محذوف کیلئے مفعول مطلق بھی بن سکتا ہے۔

وَقَالَ عُبَيْدُ بْنُ مَاوِيَّةَ

اسلامی شاعر ہے،ماں کا نام ماویہ بنت ارقم الطائی ہے،یہ ماں کی نسبت سے مشہور ہے۔عرف میں"بن ماویہ" کے نام سے ہی مشہور ہے۔

أَلَا حَيِّ لَيْلَى وَأَطْلَالَهَا وَرَمْلَةَ رَيَّا وَأَجْبَالَهَا

ترجمہ:۔اے مخاطب! لیلیٰ،اور لیلیٰ کے کھنڈرات اور رملہ ریا(جہاں محبوبہ کسی زمانہ میں رہائش پذیر تھی) اور اس کے پہاڑوں کو(میری طرف سے) سلام کہہ دیجئے۔انسان کو جب کسی سے محبت ہوتی ہے تو اس کے متعلقین سے بھی محبت ہو جاتی ہے۔

تحقیق:۔حی: صیغہ امر حاضر مذکر ہے،یعنی آپ سلام کریں۔تحیۃ: تفعیل سے سلام کرنا۔یہ بھی احتمال ہے کہ"حی" قوم کے معنی میں ہو،اس صورت میں یہ فعل محذوف کا مفعول ہوگا۔أطلال: اس کا مفرد: طلل: ہے بمعنی کھنڈر،ویران مکان کا نشان۔رَملۃ: ریت کا ایک حصہ۔رملۃ ریا: جگہ کا نام ہے۔"اجبال" جبل کی جمع ہے بمعنی پہاڑ۔

وَأَنْعِمْ بِمَا أَرْسَلْتُ بَالَهَا　　　وَنَالَ التَّحِيَّةَ مَنْ نَالَهَا

ترجمہ:۔اے مخاطب! تو لیلی کے دل کو خوش کر (ہمارا سلام پہنچا کر) اس چیز کے عوض میں جو اس نے (ہماری طرف) بھیجا ہے (یعنی پیغام محبت) اور سلام تو اس نے پایا جس نے خود لیلی کو پایا (یعنی نفس سلام میں وہ لذت نہیں جو خود لیلی میں ہے)

تحقیق:۔أنعم: صیغہ امر حاضر۔ إنعاما: مصدر ہے بمعنی خوش کرنا۔ بال: دل، حال۔ اور ''بما'' میں باء عوض کیلئے ہے، اور ما'' مصدر یہ ہے۔ ''نال'' باب سمع سے بمعنی پانا۔

ترکیب:۔''بالها'' کی ضمیر منصوب ''لیلی'' کی طرف عائد ہے۔ ''بالها'' مفعول ہے ''انعم'' کا ''نال التحيه'' خبر مقدم ہے اور ''من الخ'' مبتدأ مؤخر ہے۔

فَإِنِّي لَذُو مِرَّةٍ مُرَّةٍ　　　إِذَا رَكِبَتْ حَالَةٌ حَالَهَا

ترجمہ:۔اور بے شک میں ایسی طاقت والا ہوں جو کڑوی ہے جب ایک حالت دوسری حالت پر سوار ہو جائے (یعنی مصائب و شدائد کا ہجوم ہو جائے پھر بھی مقابلہ کرتا ہوں)

تحقیق:۔مِرّۃ: بمعنی قوت، جمع مرر، أمرار ہے۔ مُرّۃ: کڑوا، جمع مرائر ہے۔ مِرّۃ ومُرّۃ: تلخ قوت، کڑوی طاقت۔

ترکیب:۔''لَذُو مِرَّةٍ'' موصوف ہے اور ''مُرَّةٍ'' اس کی صفت ہے، چونکہ لفظ ''ذو'' اسماً متوغلۃ الابہام میں شامل ہے اس لئے اضافت کے باوجود نکرہ ہے۔ ''حالها'' کی ضمیر ''حالة'' کی طرف راجع ہے۔ اور یہ اضافت ادنی ملابست کی بنیاد پر ہے۔

أُقَدِّمُ بِالزَّجْرِ قَبْلَ الْوَعِيدِ　　　لِتَنْهَى الْقَبَائِلُ جُهَّالَهَا

ترجمہ:۔میں (مار پٹائی کی) دھمکی اور وعید سے قبل (دشمنوں کے سامنے زبانی طور پر) تنبیہ پیش کرتا ہوں تا کہ قبیلے والے اپنے جاہلوں کو (مجھ سے مڈبھیڑ ہونے سے) روک دیں۔

تحقیق:۔أقدم: تقديماً: پیش کرنا، آگے کرنا۔ بالزجر: جھڑکی، زجرہ (ن) زجراً: منع کرنا، جھڑکنا۔ ''الوعید'' میں الف لام عوض مضاف الیہ کے ہیں بمعنی وعید القتل والضرب ''جُهّال'' جاہل کی جمع ہے بمعنی نادان۔

ترکیب:۔''بالزّجر'' میں باء میں زائدہ ہے، اور یہ ''أقدم'' کیلئے مفعول بہ ہے۔

وَقَافِيَةٍ مِثْلِ حَدِّ السِّنَانِ　　　تَبْقَى وَيَذْهَبُ مَنْ قَالَهَا

ترجمہ:۔اور (میرے) بہت سے اشعار جو (مخالفین کے لئے) نیزوں کی دھار کی طرح ہیں، (ایک عرصہ تک) باقی رہیں گے اور ان کا قائل (خود شاعر) چلا جائے گا۔ (یعنی مر جائے گا)

تحقیق:۔''قافِيَةٍ'' کی جمع قوافی ہے بمعنی ہر شعر و بیت کا آخری کلمہ و حصہ ایک طرح کا ہونا، یہاں شعر مراد ہے، ''حد'' بمعنی تیز ''تبقی'' باب ضرب و سمع سے بمعنی باقی رہنا۔

ترکیب:۔''وقافِيَةٍ'' میں واؤ بمعنی رُبّ ہے، ''قافية'' موصوف ہے ''مثل حد السنان'' صفت اول اور ''تبقی'' صفت ثانی ہے۔ لفظ ''مثل'' اسماً متوغلۃ الابہام میں شامل ہونے کی وجہ سے اضافت کے باوجود نکرہ ہے۔ ''من قالها'' فاعل ہے ''يَذْهَبُ'' کا۔ (جواب رُبّ اگلا شعر ہے)

تَجَوَّدْتُ فِيْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ قِرَاهَا وَتِسْعِيْنَ أَمْثَالَهَا

ترجمہ:۔ میں نے ایک ہی مجلس میں ان اشعار کی ضیافت بہترین انداز میں کی (یعنی مذکورہ اشعار ایک ہی مجلس میں کہے) اوران کی طرح مزید نوے اشعار کہے۔

تحقیق:۔ تجوّدت: از تفعل، تجوّد في العمل: عمدگی سے کام کرنا۔ قِری: ضیافت، ضیافت کا کھانا۔ قریٰ از ضرب: مہمان نوازی کرنا۔

ترکیب:۔ ''تجودت'' کا قری: ترکیب میں مفعول بہ واقع ہوا ہے۔ ''وتسعین'' کا عطف ''قراھا'' پر ہے۔

وَقَالَ جَابِرُبْنُ رَالَانَ السنبسی

تعارف وپس منظر:۔ یہ شاعر جاہلی ہے اس کا ذکر باب الحماسہ میں دو دفعہ ہوا ہے، اول صفحہ ۴۰ پر دوم صفحہ ۱۰۳ پر۔

لَمَّا رَأَتْ مَعْشَرًا قَلَّتْ حَمُوْلَتُهُمْ قَالَتْ سُعَادُ أَهٰذَا مَالُكُمْ بَجَلا

ترجمہ:۔ جب سعاد نے ایک ایسے قبیلہ کو دیکھا جس کے بوجھ بردار والے اونٹ کم تھے تو سعاد کہنے لگی کہ کیا فقط تمہارا یہی سامان ہے۔

تحقیق:۔ بجلا: ای حسب. یعنی کافی فقط۔ حمولۃ: اونٹ جس پر سامان لدا ہوا ہو۔ بار برداری کا جانور۔ قلت: ضرب سے قلّۃ: کم ہونا ''معشر'' معاشر جمع ہے بمعنی قبیلہ ''سعادُ'' علمیت اور تانیث کی بنا پر غیر منصرف ہے، ''بجلا'' اصل میں مبنی علی السکون ہے لیکن ضرورت شعری کی بنا پر فتح دیا گیا ہے، ''رأت'' اور ''قالت'' دونوں ''سعاد'' کو عامل بنانے کے سلسلے میں تنازع کر رہے ہیں، کونسا فعل عمل دے گا اس میں بصریین اور کوفیین کا اختلاف ہے جونسا فعل عمل دے سکے گا دوسرے فعل میں ضمیر ہوگی۔

ترکیب:۔ ''معشرًا'' موصوف ہے ''قلّت حمولتهم'' صفت ہے، جملہ بحکم نکرہ ہوتا ہے، پھر رأت کا مفعول ہے۔ ھذا مبتدا، ''مالکم'' خبر ہے۔

إِمَّا تَرَى مَالَنَا أَضْحٰى بِهٖ خَلَلٌ فَقَدْ يَكُوْنُ قَدِيْمًا يَرْتُقُ الْخَلَلا

ترجمہ:۔ اگر سعاد ہمارے مال کو دیکھتی ہے کہ اس میں کمی ہوئی ہے (تو یہ ہمارے لئے نقص وعیب کی بات نہیں ہے کیونکہ) پس زمانہ قدیم سے وہ مال نقصان وکمی کو پورا کرتا آرہا ہے (یعنی ہم ضرورت مندوں کو مال دیتے ہیں اس لئے مال میں کمی واقع ہوتی ہے)

تحقیق:۔ ''إمَّا'' اصل میں ''إنْ مَا'' تھا، ''إنْ'' شرطیہ اور ''ما'' زائدہ ہے۔ خلل: دو چیزوں کے درمیان خالی جگہ، جمع خلال۔ یرتق: (ن،ض) رتقا: بند کرنا۔

ترکیب:۔ أضحیٰ بہ'' ''مالنا'' سے حال ہے۔ ''تری الخ'' شرط ہے ''فقد یکون الخ'' جزا ہے۔

قَدْ يَعْلَمُ الْقَوْمُ إِنَّا يَوْمَ نَجْدَتِهِمْ لَانَتَّقِيْ بِالْكَمِيِّ الْحَارِدِ الْأَسَلا

ترجمہ:۔ تحقیق ہماری قوم جانتی ہے کہ ہم ان کی سختی کے دن مضبوط بہادر آدمی کی وجہ سے (ان کی آڑ میں ہو کر دشمنوں کے) نیزوں سے بچتے نہیں ہیں (بلکہ آگے بڑھ کر مقابلہ کرتے ہیں)۔

تحقیق:۔ نجدۃ: بہادری، گھبراہٹ، سختی، جمع نجدات۔ الحادر: غضب ناک ہونا۔ حرد (س) حردا: غضبناک ہونا۔ أسلا: نیزہ۔ ''الکمی''

بمعنی بہادر آدمی۔

ترکیب:۔ انا یوم: یعلم کا مفعول ہے۔ ''الأ سلا'' ''لاتقی'' کا مفعول ہے۔ اور ''الکمی الحارد'' مرکب توصیفی ہے۔

لٰکِنْ تَرىٰ رَجُلًا فِیْ اِثْرِهٖ رَجُلٌ . قَدْ غَادَرَا رَجُلًا بِالْقَاعِ مُنْجَدِلًا

ترجمہ:۔ لیکن سعاد (ہم میں سے) ایک آدمی کے پیچھے دوسرے آدمی کو دیکھے گی جس حال میں دونوں نے (دشمن کے) آدمی کو میدان میں بچھڑا ہوا چھوڑا ہے۔

تحقیق:۔ اِثر: پیچھے، نشان، جمع آثار۔ القاع: چٹیل میدان، جمع اَقوع، قیعان۔ جدالة: زمین۔ مُنجدل: زمین پر بچھڑنے والا، گرنے والا۔ مادہ ''ج، د، ل'' ہے۔

ترکیب:۔ ''فی اثرہٖ'' خبر مقدم اور ''رجلٌ'' مبتدا موخر ہے پھر پورا جملہ ''رجلًا'' کی صفت ہے ''قد غادرا الخ'' جملہ حالیہ ہے ''منجدلا'' صفت ہے ''رجلًا'' کی۔

وَقَالَ قَبِيْصَةُ بْنُ النَّصْرَانِي

قبیلہ طی کی شاخ جرمی سے تعلق ہے، سلسلۂ نسب یوں ہے، قبیصہ بن الاسود بن عمار بن الجرین الجرمی الطائی ہے، جاہلی شاعر ہے، شاہ کسریٰ نے حیرہ کے گورنر نعمان کو قتل کروا کے قبیصہ کو گورنر بنا دیا تھا۔

اس نے اس جنگ میں شرکت کی تھی جو قبیلہ غوث اور قبیلہ طئی کی شاخ جدیلہ کے درمیان ہوئی تھی، شاعر درج ذیل اشعار میں اسی جنگ کا نقشہ پیش کر رہا ہے، بعض حضرات کا کہنا ہے کہ درج ذیل اشعار کا شاعر ابو ایاس بن قبیصہ ہے جو کسریٰ کی طرف سے حیرہ کا آخری گورنر تھا جو نعمان بن منذر کے بعد مقرر ہوا تھا۔ (دیوان حماسہ مطبوعہ مصری)

لَمْ اَرَ خَیْلًا مِثْلَهَا یَوْمَ اَدْرَکَتْ . بَنِیْ شَمْجیٰ خَلْفَ اللُّهَیْمِ عَلٰی ظَهْرٖ

ترجمہ:۔ میں نے روئے زمین پر اپنے شہسواروں جیسے (جنگجو) شہسوار نہیں دیکھے جس دن انہوں نے لُھیم پہاڑ کے پیچھے بنی شمجی کو پایا (اور خوب جنگ کی)

تحقیق:۔ اللُّهیم: ایک پہاڑ کا نام ہے۔ اور ''ظہر'' سے مراد ''ظہر الارض'' ہے۔

ترکیب:۔ ''علی ظهر'' ''لم ار'' سے متعلق ہے۔ اگر ''ظہر'' سے ظہر فرس' مراد ہو تو اس وقت یہ ''بنی شمجی'' سے حال ہوگا۔ ای راکبین علی ظهر الفرس ''مثلها'' کی ضمیر ''خیلًا'' کی طرف لوٹ رہی ہے اور یہ ترکیب میں ''خیلًا'' کی صفت ہے اور اضافت کے باوجود نکرہ ہے کیونکہ لفظ مثل اسماء متوغلة الابہام میں شامل ہے۔ ''ادرکت'' کی ضمیر ''خیلًا'' کی طرف لوٹ رہی ہے۔

اَبَرَّ بِاَیْمَانٍ وَاَجْرَءَ مُقْدَمًا وَاَنْقَضَ مِنَّا لِلَّذِیْ کَانَ مِنْ وَتْرٖ

ترجمہ:۔ (اور ایسے شہسواروں کو نہیں دیکھا) جو ہم سے زیادہ اپنی قسموں کو پورا کرنے والے ہوں اور (دشمنوں کی طرف) آگے بڑھنے میں زیادہ جری ہوں اور زیادہ کینہ ختم کرنے والے اور انتقام لینے والے ہوں۔

تحقیق:۔أبرّ:اسم تفضیل برّ بالیمین ۔قسم پوری کرنا۔وتر(بکسرالواؤوفتحہا)کینہ،انتقام لینا۔أجرء:اسم تفضیل جرء(ک)جُرأۃً،جَراءۃً۔ بمعنی دلیروجرأت کرنا۔"مقدما"باب افعال سے بمعنی آگے بڑھنا۔"انقض"باب نصر سے اسم تفضیل ہے بمعنی توڑنا،ختم کرنا۔

ترکیب:۔"أبرّ""أجرء""انقض"پہلے شعر میں"خیلا"سے بدل ہیں۔اور"لم ار"کیلئے مفعول ثانی بھی بن سکتے ہیں۔

عَشِيَّةَ قَطَّعْنَا قَرَائِنَ بَيْنَنَا ۔۔۔ بِأَسْيَافِنَا وَالشَّاهِدُونَ بَنُو بَدْرِ

ترجمہ:۔(میں نے ایسے شہسواروں کونہیں دیکھا)اس شام میں جب ہم نے اپنی تلواروں کے ذریعے آپس کے تعلقات ختم کئے(خوب لڑے)اور جس حال میں بنوبدر(اس کے)گواہ ہیں۔

تحقیق:۔عشیۃ:شام،جمع عشایا ہے،"قرائن"قرینۃ کی جمع ہے بمعنی تعلقات،رشتہ داری۔

ترکیب:۔عشیۃ:یہ پہلے شعر میں"یوم"سے بدل ہے۔"والشاھدون"خبرمقدم اور"بنو بدر"مبتدا موخر ہے،چونکہ مبتدا وخبر دونوں معرفہ ہیں اس لئے درمیان میں ضمیر فاصلہ"ھم"محذوف ہے پھر پورا جملہ حال ہے۔

فَأَصْبَحْتُ قَدْ حَلَّتْ يَمِينِي وَأَدْرَكْتُ ۔۔۔ بَنُو ثُعَلٍ تَبْلِي وَرَاجَعَنِي شِعْرِي

ترجمہ:۔پس میری قسم(دشمنوں سے بدلہ لینے کی)پوری ہوگئی اور(چچازاد بھائیوں)بنوثعل نے میرا بدلہ پالیا(یعنی لے لیا)اور میرا شعر میرے پاس واپس آگیا(میں نے دوبارہ اشعار کہنا شروع کردیا ورنہ اپنی عادت کے مطابق بدلہ لینے تک نہ اشعار کہتا اور نہ ہی عیش وعشرت میں مبتلا ہوتا۔)

تحقیق:۔تبل:دشمنی،بدلہ جمع:تبول۔تبل(ن)تبلا:بدلہ لینا۔"أصبحتُ"فعل بمعنی صرتُ کے ہے"حل"باب ضرب سے حلال ہونا،پورا ہونا اور نصر سے بمعنی اترنا"راجعنی"کا فاعل یاتو"شعری"ہے یا ضمیر مستتر ہے جو"تبلی"کی طرف لوٹ رہی ہے۔دوسری صورت میں مفہوم اسی کے حساب سے ہوگا۔

وَقَالَ أَدْهَمُ بْنُ أَبِيّ الزَّعْرَاءِ

سلسلۂ نسب یوں ہے سوید بن مسعود المعنی الطائی،اسلامی شاعر ہیں۔مروان بن حکم کے دور(مدت حکومت 64ھ/684ءتا65ھ/685ء)میں گزرے۔ قبیلہ معن کے ایک آدمی(معدان بن عبید)نے بنوبدر کے ایک لڑکی سے شادی کی ہے،ایک مرتبہ بنی معن وبدر کے نوجوانوں کے درمیان شراب نوشی کی مجلس منعقد ہوئی اس کے بعد بنومعن کے غلام الطائی نے بنوبدر کے ایک نوجوان کو مارڈالا، اور بنوبدر نے کہا کہ قاتل ہمارے حوالہ کرو۔انہوں نے انکار کردیا،یہاں تک کہ یہ خبر مروان تک پہنچ گئی،تو مروان نے ایک لشکر بھیجا جس میں قبیلہ اسد وقیس وغیرہ کے آدمی بھی شامل تھے،تاکہ"الطائی"کو پکڑلے۔اور قبیلہ معن نے بھی ایک لشکر جمع کرکے ان سے مقابلہ کیا جس کا یہاں تذکرہ ہے۔

قَدْ صَبَّحَتْ مَعْنٌ بِجَمْعٍ ذِي لَجَبٍ ۔۔۔ قَيْسًا وَعِبْدَانَهُمْ بِالْمُنْتَهَبِ

ترجمہ:۔تحقیق بنومعن نے صبح کے وقت مقام منتہب میں قبیلہ قیس اور اس کے متبعین پر ایسی جماعت کے ساتھ حملہ کردیا جوشور وشغب والی ہے۔

تحقیق:۔ صبّحت: تصبیحا: وصبح (ف) صبحا: صبح کے وقت حملہ کرنا۔ لجب: بمعنی شور وغوغا۔ عبدان: (بکسر العین وضمها) مفردہ: عبد۔ یہاں اس سے مراد متبعین ہیں۔ ''المنتهب'' جگہ کا نام ہے۔

ترکیب:۔ ''ذی لجب'' صفت ہے ''جمعٍ'' کی ''ذی لجب'' اضافت کے باوجود نکرہ ہے کیونکہ ذو اسماً متوغلة الابہام میں شامل ہے۔

وَأَسَــدًا بِــغَـــارَةٍ ذَاتِ حَــدَبٍ رَجْــرَاجَةٍ لَــمْ تَكُ مِــمَّــا يُــؤْتَشَبُ

ترجمہ:۔ اور (بنومعن نے صبح کے وقت) بنو اسد پر بھی ایسے غارت گروں کے ساتھ حملہ کیا جو متکبر اور متحرک تھے جن میں سے کوئی بھی مخلوط النسل نہیں تھا۔

تحقیق:۔ حدب: زمین کی اونچی جگہ، کنایۃً تکبر کو بھی حدب کہہ دیتے ہیں۔ رجراجة: بمعنی مضطرب ہونا، حرکت کرنا۔ یوتشب: مضارع مجہول از افتعال بمعنی مل جانا۔ وأشب (س) أشبا: بمعنی گنجان ہونا۔ یہاں مخلوط النسل مراد ہے۔ یہ اصل میں ''یُأْتشب'' تھا، ضمہ کے بعد ھمزہ ساکن واقع ہونے کی وجہ سے ہمزہ کو واؤ سے بدل دیا گیا ہے۔ ''غارةٍ'' بمعنی غارت گیری کرنا۔ یہاں غارت گر مراد ہے۔

ترکیب:۔ ''واسدًا'' کا عطف ''قیسًا'' پر ہے، ''غارةٍ'' موصوف ہے، ''ذات حدب'' صفت اول اور ''رجراجةٍ'' صفت ثانی ہے۔

إِلَّا صَــمِيْــمًــا عَــرَبًــا إِلَــى عَــرَبٍ تَــبْــكِــي عَــوَالِيْهِــمْ إِذَا لَــمْ تُــخْــتَضَــبْ

مِنْ ثُغَرِ اللَّبَّاتِ يَوْمًا وَالْحُجُبْ

ترجمہ:۔ مگر وہ خالص عربی تھا، خالص عرب کی طرف منسوب تھا (عرب لوگ بہادر ہوتے ہیں) ان کے نیزے روتے ہیں جب انہیں (نیزوں کو) کسی دن رنگین نہ کیے جائیں حلق اور جھلی کے خون سے۔

تحقیق:۔ صمیم: بمعنی خالص، اس میں مفرد، جمع، دونوں برابر ہیں۔ عوالی: یہ جمع ہے ''عالیة'' کی بمعنی نیزے کا اوپر کا حصہ، نیزہ۔ ثغر: اس کا مفرد ''ثُغرةٌ'' ہے بمعنی ہنسلی کی ہڈیوں کے درمیان کا گڑھا۔ اللبات: اس کا مفرد لبّةٌ ہے۔ بمعنی گلے میں ہار ڈالنے کی جگہ۔ ثغر اللبات: سے حلق مراد ہے۔ الحجب: اس کا مفرد حجابٌ ہے بمعنی پردہ، سینہ اور پیٹ کے درمیان حائل ہونے والی جھلی۔

ترکیب:۔ ''اِلّا صمیما عربًا'' مرکب توصیفی کے بعد مستثنیٰ منقطع ہے ''اِلّا'' کے بعد ''کانوا'' محذوف ہے ''الی عرب'' کا تعلق ''منسوبین'' محذوف سے ہے۔ ''تبکی عوالیهم'' جزاء مقدم ہے اور ''اذا لم الخ'' شرط مؤخر ہے۔

وَقَالَ الْبُرْجُ بْنُ مُسْهِرِ الطَّائِيُّ

تعارف و پس منظر:۔ شاعر اسلامی ہے، شاعر ایک مرتبہ کسی مجلس میں نشہ کی حالت میں مست تھا، اس حالت میں اپنے چچا ابو جابر کی بیوی کے ساتھ کچھ بدتمیزی کی (بوسہ لیا)، بعد میں جب معلوم ہوا تو نادم ہو کر چچا کے پاس معذرت کرنے آیا، چچا نے کہا کہ یہ معذرت اس بات کی دلیل ہے کہ تو ہوش میں تھا ورنہ تجھے اپنی بدتمیزی کا کس طرح علم ہوا؟ لہذا اسکے بعد میں نہ تم سے بات کروں گا نہ تمہارے ساتھ رہوں گا اور نہ تمہارے ساتھ جنگ میں شریک ہوں گا۔ مذکورہ اشعار میں اس کا شکوہ اور گلہ ہے:......

إِلَــى الــلّــهِ أَشْــكُــو مِــنْ خَــلِيْــلٍ أَوَدُّهُ ثَلَاثَ خِلَالٍ كُــلُّــهَــا لِــيَ غَــائِــضُ

ترجمہ:۔ میں اپنے اس دوست (چچا) کی شکایت اللہ سے کرتا ہوں جس کو میں پسند کرتا ہوں۔ تین خصلتوں کی (یعنی چچا کی تین خصلتوں کی شکایت اللہ سے ہے) جو سب کے سب میرے لئے پریشان کن ہیں۔

تحقیق:۔ خلال: اس کا مفرد خُلۃ ہے بمعنی خصلت و عادت۔ غایض: اسم فاعل ہے، غاض (ض) غیضا۔ بمعنی کم ہونا، کم کرنا۔ (لازم ومتعدی) ''اشکو'' باب نصر سے بمعنی شکایت کرنا ''خلیل'' بمعنی دوست اخلاء جمع ہے ''اود'' باب سمع سے مضارع واحد متکلم ہے بمعنی محبت کرنا، پسند کرنا۔

ترکیب:۔ ''الی اللّٰہ'' کا تعلق ''اشکو'' سے ہے ''اوده'' صفت ہے ''خلیل'' کی ''ثلاث خلال'' مفعول ہے ''اشکو'' کا۔

فَمِنْهُنَّ أَلَّاتَجْمَعَ الدَّهْرَتَلْعَةٌ بُيُوتًالَنَايَاتَلْعَ سَيْلُكِ غَامِضُ

ترجمہ:۔ ان تین خصلتوں میں سے ایک یہ ہے کہ پوری زندگی کوئی ٹیلہ ہمارے گھروں کو جمع نہ کرے (یعنی ہم ایک گھر میں کبھی نہ رہیں) اے ٹیلہ تیرا سیل رواں ختم ہونے والا ہے (یعنی تیری رونق ختم ہو جائے گی کیونکہ ہم نہیں ہوں گے)

تحقیق:۔ تلعۃ: ٹیلہ۔ غامض: غمض (ن) غموضا: چھپ جانا۔ نیچے چلا جانا کہ نظر نہ آئے۔ ''الّا'' اصل میں ''ان لا'' تھا۔ ''ان'' ناصبہ ہے۔ ''یاتلع'' منادی مرخم ہے، اصل میں ''یاتلعۃ'' تھا۔

ترکیب:۔ ''تلعۃ'' فاعل ہے ''تجمع'' کا ''بیوتا'' مفعول ہے اور ''غامض'' خبر ہے۔ ''الّا'' میں اگر ان ناصبہ ہے تو منصوب ہوگا اور اگر مخففہ ہے تو مرفوع ہوگا۔

وَمِنْهُنَّ أَلَّاأَسْتَطِيعَ كَلَامَهُ وَلَاوُدَّهُ حَتّٰى يَزُولَ عُوَارِضُ

ترجمہ:۔ اور ان تین خصلتوں میں سے دوسری خصلت یہ ہے کہ میں اس کے ساتھ گفتگو کی قدرت نہیں رکھوں گا اور نہ ہی محبت پر قدرت رکھوں گا حتی کہ عُوارض پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائے (جس طرح پہاڑ کا انتقال محال ہے اسی طرح اس کے ساتھ گفتگو اور محبت بھی محال ہے)

تحقیق:۔ ''الّا'' اصل میں ان لا تھا، ان اگر ناصبہ ہے تو فعل منصوب ہوگا اور اگر مخففہ ہے تو فعل مرفوع ہوگا ''عُوارض'' ایک پہاڑ کا نام ہے۔

ترکیب:۔ ''منھن'' خبر مقدم اور ''الّا الخ'' مبتدأ مؤخر ہے ''عُوارض'' فاعل ہے ''یزول'' کا۔

وَمِنْهُنَّ أَلَّايَجْمَعَ الْغَزْوُبَيْنَنَا وَفِي الْغَزْوِمَايَلْقَى الْعَدُوُّالْمُبَاغِضُ

ترجمہ:۔ ان تین خصلتوں مین تیسری خصلت یہ ہے کہ کوئی بھی معرکہ ہمیں جمع نہیں کرے حالانکہ معرکہ میں بغض رکھنے والا دشمن بھی مل لیتا ہے۔

تحقیق:۔ ''غزوۃ'' بمعنی معرکہ، جنگ، غزوات جمع ہے، اصطلاح میں غزوہ اس جنگ کو کہا جاتا ہے جس میں حضورؐ نے شرکت کی ہو، یہاں مطلق جنگ مراد ہے۔ ''العدو'' بمعنی دشمن، اعدأ جمع ہے ''المباغض'' باب مفاعلہ سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی کینہ پرور۔

ترکیب:۔ ''مایلقیٰ'' میں ''ما'' زائدہ ہے اور ''العدو'' ''یلقیٰ'' کا فاعل ہے۔

وَيَتْرُكُ ذَاالْبَأْوِالشَّدِيدِكَأَنَّهُ مِنَ الذُّلِّ وَالْبَغْضَاءِ شَهْبَاءُ مَاخِضُ

ترجمہ:۔ اور معرکہ سخت متکبر کو بھی اس طرح کر کے چھوڑتا ہے گویا کہ وہ ذلت وخفت کی وجہ سے درد زہ میں مبتلا چت کبری اونٹنی ہے (اونٹنی

دردزہ پرکم صبر کرتی ہے)

تحقیق:۔ لبأ و: مصدر بأی (ن) بأوا۔ بأی (ف) بأیا: فخر کرنا، تکبر کرنا۔ شھباء: یہ أشھب کی مؤنث ہے۔ چت کبری اونٹنی۔ شھب سمع سے شھبا، شھبۃ۔ سیاہی ملی ہوئی سفید رنگ والا ہونا۔ ماخض: دردزہ میں مبتلا جانور، جمع مخض، مواخض ہے، ''البغضا'' بمعنی بغض اور کینہ۔ مخفت۔

ترکیب:۔ ''یترک'' کی ضمیر ''الغزو'' کی طرف لوٹ رہی ہے، ''شھبا ماخض'' خبر ''کانّہ'' کی ہے۔

فَسَائِلْ هَدَاكَ اللّٰهُ اَیُّ بَنِیْ اَبٍ مِنَ النَّاسِ یَسْعٰی سَعْیَنَا وَیُقَارِضُ

ترجمہ:۔ اے چچا! پوچھیئے تو سہی اللہ آپ کو ہدایت دے کہ لوگوں میں سے کس باپ کے بیٹے ہماری جیسی محنت اور بدلہ لے سکتے ہیں۔

تحقیق:۔ یقارض: مقارضۃ: بدلہ دینا، مضاربت کرنا، مقابلہ کرنا۔ ''سائل'' اسم فاعل ''سل'' امر کے معنی میں ہے۔

ترکیب:۔ ''سائل'' کا مفعول ''الناس'' محذوف ہے ''ایُّ الخ'' مبتدأ ہے اور ''یسعی الخ'' خبر ہے ''سعینا'' مفعول مطلق ہے۔

نُقَارِضُکَ الْاَمْوَالَ وَالْوُدَّ بَیْنَنَا کَاَنَّ الْقُلُوْبَ رَاضَهَا لَکَ رَائِضُ

ترجمہ:۔ ہم تجھے مال اور آپس کی محبت کا اس طرح بدلہ دیتے ہیں گویا کہ ہمارے دلوں کو کسی مسخر کرنے والے نے تیرے لئے مسخر کر دیا ہے (اس کے باوجود تو قطع تعلق کرنا چاہتا ہے)

تحقیق:۔ راض: (ن) روضا، ریاضا۔ تابع بنا دینا، سدھانا۔ رائض: سدھانے والا۔ جمع راضۃ: رُوّاض: ''نقارض'' باب مفاعلہ سے بمعنی بدلہ دینا، معاملہ کرنا ''القلوب'' میں الف لام عوض مضاف الیہ کے ہیں، اصل میں ''قلوبنا'' تھا۔ راض، فعل ماضی کا صیغہ ہے۔

ترکیب:۔ ''رائض'' فاعل ہے ''راضھا'' کا پھر ''کان'' کی خبر ہے۔

کَفٰی بِالْقُبُوْرِ صَارِمًا لَوْ رَعَیْتَهٗ وَلٰکِنَّ مَا اَعْلَنْتَ بَادٍ وَخَافِضُ

ترجمہ:۔ قبر۔ (موت یا دخول فی القبر) کافی ہے قطع تعلق کے اعتبار سے (یعنی موت ویسے بھی تعلقات اور محبت کو ختم کر دیتی ہے) کاش اگر آپ اس کا انتظار کرتے (موت سے قبل قطع تعلق نہ کرتے) لیکن آپ نے جن تین خصلتوں کا اعلان کیا ہے ان کا شر ظاہر ہے اور وہ مجھے اپنی قوم میں پست کرنے والی ہیں۔

تحقیق:۔ صارما: کاٹنے والا۔ صرم (ض) صرما، کاٹنا، قطع تعلق کرنا۔ باد: اسم فاعل بمعنی ظاہر۔ ''خافض'' بمعنی پست کرنا۔

ترکیب:۔ ''بالقبور'' میں باء زائدہ ہے اور یہ ''کفی'' فعل کا فاعل ہے اور ''صارما'' تمیز ہے۔ کبھی کبھار فاعل پر با زائدہ آجاتا ہے جیسا کہ ''کفی باللہ'' میں ہے ''القبور'' سے یہاں یا تو موت مراد ہے یا دخول فی القبر مراد ہے ''لو'' تمنا کے لئے ہے ''بادٍ'' کا فاعل ''شرہ'' محذوف ہے اور ''خافض'' کے بعد ''فی القوم'' محذوف ہے۔

وَقَالَ قَبِیْصَةُ بْنُ النَّصْرَانِیِّ

صحیح قول کے مطابق درج شدہ اشعار عمرو بن عدی الاعرج کے ہیں۔ قبیصہ کا تعارف ماقبل میں آچکا ہے۔ یہ شاعر جاہلی ہے، جنگ

سے فرار کی معذرت بیان کر رہا ہے کہ مجھے میرا گھوڑا جنگ سے اٹھا کر لے گیا ہے، حالانکہ میں جنگ میں شرکت چاہتا تھا۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْوَرْدَ عَرَّدَ صَدْرُهُ وَحَادَ عَنِ الدَّعْوٰى وَضَوْءِ الْبَوَارِقِ

ترجمہ:۔اے مخاطب! کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ بلاشبہ (میرے) وردنامی گھوڑے کا سینہ (لڑائی سے) پھر گیا ہے اور اس نے دعویٰ (جم کر لڑائی کرنے کا دعویٰ) اور چمکدار تلواروں کی چمک سے اعراض کیا ہے (جس سے مجھے بھی بھاگنا پڑا)

تحقیق:۔''الورد'' گھوڑے کا نام ہے، ''عَرّد'' باب تفعیل سے بمعنی پھر جانا، مڑ جانا ''حاد'' باب ضرب سے بمعنی اعرض کرنا ''ضوء'' بمعنی چمک، روشنی، اضواء جمع ہے ''بوارق'' بارقۃ کی جمع ہے بمعنی چمکدار تلوار۔

ترکیب:۔''صدرہ'' فاعل ہے ''عرّد'' کا ''حاد'' کی ضمیر ''الورد'' کی طرف لوٹ رہی ہے۔

وَأَخْرَجَنِیْ مِنْ فِتْيَةٍ لَمْ أُرِدْ لَهُمْ فِرَاقًا وَهُمْ فِیْ مَأْزِقٍ مُتَضَائِقِ

ترجمہ:۔اور اس گھوڑے نے مجھے ایسے نوجوانوں (مقتول بھائی) سے نکالا جن سے میں جدا ہونا نہیں چاہتا تھا جس حال میں وہ لڑائی کی تنگ جگہ میں تھے۔

تحقیق:۔فتیۃ: نوجوان اس کا واحد فتی ہے ''مأزق'' بمعنی لڑائی کی تنگ جگہ ''متضائق'' بمعنی بہت زیادہ تنگ۔

ترکیب:۔''وھم الخ'' حال ہے ''لھم'' کی ضمیر سے ''لم ارد الخ'' صفت ہے ''فتیۃ'' کی۔

وَعَضَّ عَلٰی فَأْسِ اللِّجَامِ وَعَزَّنِیْ عَلٰی أَمْرِهٖ إِذْ رَدَّ أَهْلُ الْحَقَائِقِ

ترجمہ:۔اور اس نے (بھاگنے کے لئے) لگام کی کڑی کاٹی اور اپنے (بھاگنے کے) معاملے میں میرے اوپر غالب آگیا (اس لئے میں اسے جنگ کی طرف موڑ نہیں سکا) جبکہ شہسوار حضرات (اپنے گھوڑوں کو جنگ کی طرف) لوٹا رہے تھے۔

تحقیق:۔عض: سمع سے عضاً: دانتوں سے کاٹنا۔فأس اللجام: لگام کا وہ لوہا جو گھوڑے کے منہ میں ہوتا ہے، جمع فُؤوس۔عزّنی: نصر سے عزاً۔غالب آنا۔''اھل الحقائق'' سے بہادر اور شہسوار مراد ہیں۔

ترکیب:۔''علی فاس'' میں علی زائدہ ہے اور ''فاس الخ'' مفعول ہے ''عضّ'' کا۔

فَقُلْتُ لَهٗ لَمَّا بَلَوْتُ بَلَاءَهٗ وَأَنّٰى بِمُتْعٍ مِنْ خَلِیْلٍ مُفَارِقِ

ترجمہ:۔پس میں نے اس گھوڑے سے کہا جب میں اس کی آزمائش کی انتہاء تک پہنچ گیا (کہ کہاں بھاگ رہے ہو) اب میں کس طرح جدا ہونے والے دوست سے نفع حاصل کر سکتا ہوں۔

تحقیق:۔متع: مصدر فائدہ اُٹھانا۔باب فتح سے آتا ہے۔''بلوت'' باب نصر سے ماضی واحد متکلم کا صیغہ ہے بمعنی آزمائش۔

ترکیب:۔''انّی'' حرف استفہام مبتدا ہے، جس کے اوپر حرف عطف داخل ہے اور یہ کثیر الاستعمال ہے ''بمتع'' فعل محذوف سے متعلق ہو کر خبر ہے، پھر پورا جملہ مقولہ ہے ''انّی'' سے قبل جملہ ''این تذھب'' محذوف نکالنا بھی صحیح ہے۔''فقلتُ'' قول اور جزء مقدم ہے۔

أُحَدِّثُ مَنْ لَاقَيْتُ يَوْمًا بَلَاءَهٗ وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ أَنَّنِیْ غَيْرُ صَادِقِ

ترجمہ:۔جس دن بھی کسی سے ملتا ہوں تو اسے گھوڑے کی آزمائش و سرکشی بتاتا ہوں (تاکہ لوگ مجھے بزدل نہ سمجھیں لیکن) وہ سمجھتے ہیں کہ

میں اپنے قول میں جھوٹا ہوں (کیونکہ اچھی نسل کا گھوڑا بھاگ نہیں سکتا)

تحقیق:۔''لاقیتُ''میں لقی مادہ ہے باب مفاعلہ سے بمعنی ملنا اور مجرد میں سمع سے آتا ہے۔

ترکیب:۔من لاقیت:''اُحدث'' کا مفعول اول اور بلاءہ''مفعول ثانی ہے۔اور''وھم'' یہ''من'' کا حال ہے۔''غیرُ صادق''خبر ہے۔

وَقَالَ أَيْضًا

هَاجِرَتِي يَابِنْتَ آلِ سَعْدِ أَأَنْ حَلَبْتُ لِقْحَةً لِلْوَرْدِ

ترجمہ:۔اے سعد کی بیٹی! کیا تو مجھ سے علیحدگی چاہتی ہے (اس وجہ سے) کہ میں نے ورد نامی گھوڑے کے لئے دودھ دینے والی اونٹنی سے دودھ دوھا ہے (اور اہل وعیال کو دودھ نہیں دیا۔)

تحقیق:۔حلبت:(ن،ض)حلبا:دودھ دوہنا۔لقحہ:دودھ دینے والی اونٹنی،جمع لقح ولقاح۔آتی ہے۔''ھاجرۃ''بمعنی علیحدگی،جدائی ''ورد''گھوڑے کا نام ہے۔

ترکیب:۔''أأن''میں ہمزہ استفہامیہ اپنی جگہ پر نہیں ہے،ہمزہ شعر کے شروع میں ہونا چاہئے یعنی''أ ھاجرتی''ھاجرتی'' ''أنت''محذوف کیلئے خبر ہے۔عبارت یوں ہوگی''اانت ھاجرتی''''أن حلبت''بتاویل مصدر ہوکر''ھاجرتی''کیلئے مفعول لہ ہے۔''ال''زائدہ ہے۔

جَهِلْتِ مِنْ عِنَانِهِ الْمُمْتَدِّ وَنَظَرِي فِي عِطْفِهِ الْأَلَدِّ

ترجمہ:۔اے سعد کی بیٹی! تو اس کی لمبی گردن سے ناواقف ہے (لمبی گردن والا گھوڑا جنگجو ہوتا ہے اس لئے) میری نظر اس کی اس جانب ہے جو جنگجو ہے۔

تحقیق:۔عنان:لگام جمع أعنۃ ہے۔عطف:جانب،پہلو،جمع اعطاف ہے۔ألد:اسم تفضیل زیادہ جھگڑالو۔لدن(ن)لدا۔سخت جھگڑا کرنا۔''الممتد''بمعنی طویل۔

ترکیب:۔''الممتد''صفت ہے''عنانِہ''کی''الالد''صفت ہے''عطفہ''کی۔

إِذَا جِيَادُ الْخَيْلِ جَاءَتْ تَرْدِي مَمْلُوءَةً مِنْ غَضَبٍ وَحَرْدِ

ترجمہ:۔(میری نظر ورد نامی گھوڑے پر اس لئے ہے کہ) جب عمدہ گھوڑے (میدان جنگ میں) آئیں گے جس حال میں وہ تیزی سے بھاگ رہے ہوں گے اور شدید غصے سے بھرے ہوں گے (اس وقت ورد نامی گھوڑا کام دے گا)

تحقیق:۔تردی:ضرب سے ردیا،ردیانا۔تیز چلنا۔حرد:بمعنی غصہ،حرد علیہ سمع سے حردا:غضبناک ہونا۔''مملوءۃ''باب نصر سے بمعنی بھرا ہوا ہونا۔

ترکیب:۔''إذا جیاد''پہلے شعر میں''نظری''کیلئے ظرف ہے''تردی''جاءت''کی ضمیر سے حال ہے۔''مملوءۃ''۔''تردی''کی ضمیر سے حال ہے۔

وَقَالَ أَيْضًا

لَعَمْرُ أَبِيكَ لَا يَنْفَكُّ مِنَّا أَخُو ثِقَةٍ يُعَاشُ بِهِ مَتِينُ

ترجمہ:۔اے مخاطب! تیرے باپ کی عمر کی قسم ہے، (ہم شریف اور سردار لوگ ہیں) ہم میں ہمیشہ ایسا با اعتماد آدمی رہے گا جس کے زیر سایہ قوی شخص کی زندگی گزاری جاسکے (کمزور آدمی تو بطریق اولی زندگی گزارے گا)

تحقیق:۔أخو ثقة: صاحب اعتماد۔ وثق حسب سے ثقة: اعتماد کرنا۔ متین: مضبوط۔ متن کرم سے متانة: مضبوط ہونا۔ ''یُعاش'' باب ضرب سے بمعنی زندگی گزارنا ''لاینفک''، فعل ناقص ہے بمعنی ہمیشہ ہمیشہ۔

ترکیب:۔''لعمر ابیک'' مبتدأ ہے، خبر ''قسمی'' محذوف ہے ''لاینفک'' جواب قسم ہے ''اخو ثقة'' فاعل ہے ''لاینفک'' کا، ''یعاش به متین'' ''اخو ثقة'' کی صفت ہے۔

مُـفِيْـدٌ مُهْـلِكٌ وَلِـزَازُ خَـصْـمٍ عَـلَـى الْـمِيْـزَانِ ذُوْ زِنَةٍ رَزِيْـنُ

ترجمہ:۔وہ با اعتماد شخص (اپنی برادری کے لئے) سود مند (دشمنوں کے لئے) خطرناک اور مد مقابل کے پیچھے پڑا رہنے والا، ترازو میں بھاری اور باوقار ہے۔

تحقیق:۔لزاز: بمعنی مد مقابل کے ساتھ چمٹے رہنے والا۔ سخت جھگڑا کرنے والا۔ لزّ (ن) لزا، لزازا: ملنا چپک جانا، ملانا، لازم کرنا۔ رزین: بمعنی باوقار۔ رزن (ک) رزانة: صاحب وقار ہونا۔ ذو زنة: وزن والا۔ وزن (ض) زنة: بھاری اور وزن والا ہونا۔

ترکیب:۔''مفیدٌ الخ'' مبتدأ محذوف ''هو'' کی خبر ہے، ''مفیدٌ'' کے بعد ''للقوم'' اور ''مهلكٌ'' کے بعد ''للاعدا'' محذوف ہے، یہاں ایک مبتدا پانچ خبریں ہیں، یا ہر خبر سے قبل ''هو'' مبتدأ محذوف ہے۔

يَـزِيْـدُ نَبَـالَةً عَـنْ كُـلِّ شَـيْءٍ وَنَـافِـلَةً وَبَـعْـضُ الْـقَـوْمِ دُوْنُ

ترجمہ:۔وہ آدمی شرافت وفضیلت کے اعتبار سے ہر چیز (شخص) سے آگے رہتا ہے حالانکہ بعض قوم بے وقوف ہے۔

تحقیق:۔نبالة: بمعنی فضیلت وشرافت۔ نبل (ک) نبالةً: صاحب فضل ہونا۔ نافلة: بمعنی عطیہ، استحقاق اور حصہ سے زیادہ۔ ''دون'' بمعنی ناقص، بے وقوف، احمق۔

ترکیب:۔''نبالة'' ''نافلة'' ''یزید'' سے تمیز ہے۔

وَقَالَ خُفَّافُ بْنُ نُدْبَةَ

سلسلۂ نسب یوں ہے، خفاف بن عمیر بن الحارث السلمی ہے، ندبہ ماں کا نام ہے، ندبہ کا سلسلہ نسب یہ ہے، ندبہ بنت امان بن شیطان، یہ مخضرمی شاعر ہیں اور صحابی ہیں، فتح مکہ (8ھ/629ء) کے وقت بنی سلیم کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ شفاف بن ندبہ (بفتح النون) کا سلسلۂ نسب یوں ہے، خفاف بن عمیر بن الحارث بن الشرید بن ریاح، ندبہ ماں کا نام ہے، کنیت ابو خراشہ ہے، سلسلۂ نسب سلیم بن منصور تک پہنچتا ہے، یہ جلیل القدر صحابی ہیں، فتح مکہ میں حضورؐ کے ساتھ تھے اور ان کے ہاتھ میں بنی سلیم کا جھنڈا تھا اور غزوۂ حنین وطائف میں بھی شریک ہوئے، انہوں نے زمانۂ جاہلیت اور اسلام دونوں کو پایا ہے اس لئے مخضرمی شاعر ہیں۔

یہ قبیلہ قیس کے زبردست شاعر ہیں اور مشہور شاعرہ حضرت خنساءؓ کے چچازاد بھائی ہیں، رنگ کے اعتبار سے کالے تھے۔ ابن سلام نے انہیں شہسواروں کے طبقہ خامسہ میں شامل کیا ہے، یہ مالک بن نویرہ، صخر بن عمرو اور معاویہ بن عمر کے ہم پلّہ تھے۔ یہ اور عباس بن مرداس کے درمیان زمانۂ جاہلیت میں نوک جوک جاری تھی، اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک مرتبہ شاعر بنی سلیم کی جماعت میں تھے اور بنی سلیم کے لوگوں سے کہا کہ عباس بن مرداس ہمارے عباس بن انس کے مرتبہ تک پہنچنا چاہتا ہے لیکن وہ چار برے خصلتوں کی وجہ سے اس مرتبہ تک پہنچ نہیں سکتا، اس پر عباس بن مرداس کے ایک جوان نے پوچھا کہ وہ کونسی چار خصلتیں ہیں؟ شاعر نے جواب دیا: (الف) یہ بزدل ہے، اپنے گھوڑے کے ذریعے موت کے منہ سے بھی بھاگنے کی کوشش کرتا ہے یعنی جنگ سے فرار اختیار کرتا ہے۔ (ب) عرب قیدیوں کی اہانت کرتا ہے۔ (ج) قیدیوں کو قتل کرتا ہے۔ (د) کمزوروں اور ضعیفوں کو تنگ کرتا ہے۔ یہ باتیں اس نوجوان نے عباس بن مرداس کو بتا دیں اس پر ان دونوں کے آپس میں کشیدگی شروع ہوگئی، اسی تناظر میں شاعر نے درج ذیل اشعار کہے۔

أَعَبَّاسُ إِنَّ الَّذِيْ بَيْنَنَا أَبٰى أَنْ يُجَاوِزَهُ أَرْبَعُ

ترجمہ:۔ اے عباس بن مرداس! بے شک وہ چار خصلتیں جو ہمارے درمیان موجود دشمنی کو دور کرتی ہیں، ان چار خصلتوں کو عبور کرنے سے اس (شاعر) نے انکار کردیا ہے۔

تحقیق:۔ وفی ہذا الشعر قلب۔ والاصل فیہ ابی ان یجاوز ہو اربع خصال کما فی الشرح۔ "اِنّ" کے بعد یہ عبارت محذوف ہے "الحرمات الاربع التی تمنع الشرّ" عباس سے عباس بن مرداس مراد ہے۔ شروع میں ہمزہ ندا کے لئے ہے۔

ترکیب:۔ اَربع: فاعل نہیں بلکہ مفعول بہ ہے۔ اصل عبارت ہے یہ "ابی ای یجاوز ھو اربع" "ھو" "یجاوز" کا فاعل ہے اور "اربع" مفعول بہ ہے۔

عَلَائِقُ مِنْ حَسَبٍ دَاخِلٍ مَعَ الْإِلِّ وَالنَّسَبُ الْأَرْفَعُ

ترجمہ:۔ (ان چار خصلتوں میں سے تین یہ ہیں کہ) (الف) داخلی نسب کے تعلقات۔ (ب) عہد و پیمان کے ساتھ اور (ج) اعلیٰ وارفع نسب (یہ تینوں خصلتیں آپس کی عداوت کو روکتی ہیں)

تحقیق:۔ علائق: اس کا مفرد علاقۃ ہے معنی محبت، تعلق، دوستی۔ اِلّ: قرابت ورشتہ داری۔ عہد و پیمان۔

ترکیب:۔ "علائق الخ" مبتدا محذوف "احدھا" کی خبر ہے۔ "من حسب" میں من بیانیہ ہے۔ "والنسب الارفع" مرکب توصیفی کے بعد "ثالثھا" مبتدا محذوف کی خبر ہے، یا "علائق" پر عطف ہے۔

وَإِنَّ ثَنِيَّةَ رَأْسِ الْهِجَاءِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ لَا تُطْلَعُ

ترجمہ:۔ اور (چوتھی خصلت یہ ہے کہ) بے شک میرے اور تیرے درمیان مذمت کی بلند گھاٹی واقع ہے جس پر چڑھا نہیں جا سکتا۔ (دونوں نے ایک دوسرے کی مذمت وہجو نہ کرنے کا معاہدہ کیا ہے)

تحقیق:۔ ثنیۃ: گھاٹی، جمع ثنایا: الھجاء: مصدر ھجا (ن) ھجوا، ھجأ۔ برائی اور عیوب بیان کرنا۔ "راس" بمعنی سر، روس جمع ہے، یہاں بلندی مراد ہے "لا تطلع" بمعنی نکلنا، چڑھنا۔

ترکیب:۔ ثنیۃ "اِن" کا اسم ہے "بینی وبینک" خبر اول اور "لاتطلع" خبر ثانی ہے، اور "بینی وبینک" کا تعلق "واقعۃ" یا

''حائلة''محذوف سے ہے۔

وَأَبْغِضْ إِلَىَّ بِإِتْيَانِهَا إِذَاأَنَا لَمْ اٰتِهَااُدْفَعُ

ترجمہ:۔اس ہجو کی گھاٹی پر چڑھنا (ایک دوسرے کی مذمت کرنا) میرے نزدیک کتنا ناپسندیدہ ہے جب میں (بخوشی) اس گھاٹی پر چڑھتا نہیں (بلکہ) مجھے مجبوراً چڑھایا جاتا ہے (یعنی لوگ مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں ہجو کروں)

تحقیق:۔ابغض: صیغہ تعجب ہے "إتیانها" میں ضمیر "ثنیة" کی طرف راجع ہے۔''ادفع'' مجھول ومعروف دونوں ہو سکتے ہیں، اوپر مجہول کا ترجمہ کیا گیا ہے، اگر معروف ہو تو مضارع واحد متکلم کا صیغہ ہوگا، مفہوم یہ ہوگا کہ جب میں اس گھاٹی کی طرف آتا ہوں تو اپنے نفس کو ہجو گوئی سے دور رکھتا ہوں۔

وَقَالَ مَعْبَدُبْنُ عَلْقَمَةَ

یہ مخضرمی شاعر ہے۔

غُيِّبْتُ عَنْ قَتْلِ الْحُتَاتِ وَلَيْتَنِىْ شَهِدْتُ حُتَاتًاحِيْنَ ضُرِّجَ بِالدَّمِ

ترجمہ:۔حُتات کے قتل کے وقت مجھے (حیلوں بہانوں سے) غیب کر دیا گیا (تاکہ میں اس کا دفاع نہ کرسکوں) کاش میں اس وقت حاضر ہوتا جب اسے خون میں لت پت کیا جارہا تھا۔

تحقیق:۔غیبت: واحد متکلم کا صیغہ ماضی مجہول، غیب تفعیل سے دور کرنا۔ضرج: تفعیل سے مصدر تضریجاً۔بمعنی لت پت کرنا۔ پھاڑنا۔ نصر سے بھی یہی معنی ہے۔''حُتات''مقتول کا نام ہے۔

ترکیب:۔''شهدتُ الخ''خبر ہے''لیتنی'' کی۔''حُتاتا''مفعول ہے''شهدتُ'' کا۔

وَفِى الْكَفِّ مِنِّىْ صَارِمٌ ذُوْحَقِيْقَةٍ مَتٰى مَايُقَدَّمُ فِى الضَّرِيْبَةِ يُقْدِمِ

ترجمہ:۔(کاش میں اس وقت وہاں حاضر ہوتا) جس حال میں میری ہتھیلی میں ایسی کاٹنے والی تلوار ہوتی جو کاٹنے میں سچی ہوتی، جب مارنے میں اسے آگے بڑھائی جاتی تو وہ آگے بڑھ جاتی (اور دشمن کے ٹکڑے کر دیتی)

تحقیق:۔ذو حقیقة: سچی تلوار۔حقیقۃ: حق وسچ۔یقدم :اقدام سے ماخوذ ہے۔''الضریبة''بروزن الرمیۃ۔

ترکیب:۔''وفی الکف'' میں واو حالیہ ہے۔''صارمٌ''موصوف اور''ذو حقیقةٍ''صفت ہے''متی ما''میں ما زائد ہے''متی'' شرطیہ ہے''یُقْدِم''جزاء ہے۔

فَيَعْلَمَ حَيَّامَالِكٍ وَلَفِيْفُهَا بِأَنْ لَسْتُ عَنْ قَتْلِ الْحُتَاتِ بِمُحْرِمِ

ترجمہ:۔(اگر میں وہاں حاضر ہوتا) تو مالک کے دونوں قبیلے (بنی ثمامہ بن مالک اور بنی طریف بن مالک) اور ان کے متبعین جان لیتے کہ میں حتات کے قتل کو حرمت والا نہیں سمجھتا (مجھے تو خوانخواہ غیب اور اغواء کئے گئے)

تحقیق:۔لفیف : مختلف قسم کے لوگوں کی جماعت، جس میں شریف، رذیل، کمزور اور طاقتور سب ہی طرح کے افراد ہوں۔''لفیف

"القوم" قوم کے متبعین، جمع: الفاف ہے۔ "فیعلم" میں فا کے بعد ان مقدر فعل مضارع نصب ہے "حیّا" اصل میں "حیان" تھا، اضافت کی وجہ سے نون ساقط ہوگئی۔ "محرم" بمعنی اشھر حج میں داخل ہونا، یہاں کنایۃً مقدس سمجھنا مراد ہے۔
ترکیب:۔ "فیعلم" ماقبل شعر میں موجود "لیتنی" کا جواب ہے "حیا الخ" فاعل ہے "فیعلم" کا "بمحرم" خبر "لست" ہے اور با زائدہ ہے۔

فَقُلْ لِزُهَيْرٍ إِنْ شَتَمْتَ سَرَاتَنَا فَلَسْنَا بِشَتَّامِيْنَ لِلْمُتَشَتِّمِ

ترجمہ:۔ اے مخاطب! آپ زہیر سے کہہ دیجئے کہ اگر تم ہمارے بڑوں کو گالی دو گے تو ہم گالی دینے والے کو گالی دینے والے نہیں ہیں (گالی کا جواب گالی سے دینا شرافت کے خلاف ہے)
تحقیق:۔ "شتمت" باب ضرب سے بمعنی گالی دینا "سرات" بمعنی سردار۔
ترکیب:۔ "شتمتَ الخ" شرط ہے اور "فلسنا الخ" جزا ہے۔

وَلٰكِنَّنَا نَأْبَى الظَّلَامَ وَنَعْتَصِيْ بِكُلِّ رَقِيْقِ الشَّفْرَتَيْنِ مُصَمِّمِ

ترجمہ:۔ اور لیکن ہم ظلم و ذلت (کو قبول کرنے) سے انکار کرتے ہیں اور (بوقت ظلم و ذلت) ہم لاٹھی کی طرح پکڑتے ہیں ہر ایسی دو دھاری تلوار کو جو کاٹنے والی ہوتی ہے۔ (یعنی دشمنوں پر لاٹھی کی طرح تلوار چلاتے ہیں)
تحقیق:۔ نعتصی: اعتصاءً: لاٹھی بنانا، لاٹھی پر ٹیک لگانا۔ شفرتین: یہ شفرۃ کا تثنیہ ہے، جمع شفر و شفار: تلور کی دھار، نیزہ کے پھل کا پہلو۔ مصمم: کاٹنے والا، کر گزرنے والا۔ رقیق الشفرتین: دو دھاری تلوار۔

وَتَجْهَلُ أَيْدِيْنَا وَيَحْلُمُ رَأْيُنَا وَنَشْتِمُ بِالْأَفْعَالِ لَا بِالتَّكَلُّمِ

ترجمہ:۔ اور (بوقت قتال) ہمارے ہاتھ جاہل ہوتے ہیں (بے پرواہی سے کاٹتے ہیں) اور ہماری رائے بردوبار ہوتی ہے (یعنی صحیح منصوبہ بندی سے جنگ کی جاتی ہے) اور ہم زبان کے بجائے افعال (قتال) سے گالی دیتے ہیں (یعنی گفتار کے بجائے کردار کے غازی ہیں)
تحقیق:۔ جہالت کی نسبت ایدی کی طرف اور حلم کی نسبت رائے کی طرف نسبت مجازی ہے۔
ترکیب:۔ "ایدینا" فاعل ہے "تجهل" کا اور "رأینا" فاعل ہے "یحلم" کا۔

وَإِنَّ التَّمَادِيَ فِي الَّذِيْ كَانَ بَيْنَنَا بِكَفَّيْكَ فَاسْتَأْخِرْ لَهُ أَوْتَقَدَّمِ

ترجمہ:۔ ہمارے درمیان موجود عداوت و دشمنی میں ڈٹا رہنا (یا دشمنی ختم کرنا) تمہاری دونوں ہتھیلیوں (قبضۂ قدرت) میں ہے، پس چاہو اس دشمنی سے پیچھے ہٹ جاؤ (دشمنی ختم کردو) یا اس میں آگے بڑھو (مزید دشمنی کرو پھر اپنا انجام دیکھو)
تحقیق:۔ التمادی: ای امد اللجام او مدۃ مدیدہ۔ التمادی: مصدر از تفاعل: تمادی فیہ: دیر تک رہنا، اصرار کرنا۔ ڈٹا رہنا۔ "الذی" سے بغض و عداوت کی طرف اشارہ ہے۔
ترکیب:۔ "بکفیک" شبہ فعل محذوف سے متعلق ہو کر "ان" کی خبر ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ لُصُوصِ طَيٍّ

ابو ہلال کے مطابق شاعر کا نام شبیب بن عمرو بن کریب الطائی ہے، اسلامی شاعر ہیں، حضرت علیؓ کے دور (مدت حکومت ذوالحجہ 35ھ/مئی 656ء تا رمضان 40ھ/ دسمبر 660ء) میں تھے اور چوری کیا کرتے تھے۔ تو آپؓ نے حضرت شمیط کے دولڑکے اس کے تعاقب میں روانہ کیے، جب اس نے ان دونوں کو دیکھا تو فرار ہوتے ہوئے یہ اشعار کہے: ''لُصوص ''لص کی جمع ہے بمعنی چور۔

وَلَمَّا أنْ رَأَيْتُ ابْنَيْ شُمَيْطٍ　　　بِسِكَّةِ طَيِّءٍ وَالْبَابُ دُوْنِيْ

ترجمہ:۔ اور جب میں نے طی کی گلی میں شمیط کے دو بیٹوں کو (میری طرف بڑھتے ہوئے) دیکھا جس حال میں میرے پیچھے (شہر کا) دروازہ بند ہونے والا تھا۔

تحقیق:۔ سکۃ: جمع سکک گلی، سڑک۔

ترکیب:۔ ''ان'' زائدہ ہے اور ''لما'' شرطیہ ہے جواب شرط اگلا شعر ہے۔ ''والباب دونی ''جملہ حالیہ ہے۔

تَجَلَّلْتُ الْعَصَا وَعَلِمْتُ أنِّيْ　　　رَهِيْنٌ مُخَيَّسٍ إنْ أَدْرَكُوْنِيْ

ترجمہ:۔ تو میں جل کی طرح (جلدی سے) عصا نامی گھوڑے پر سوار ہو گیا (تا کہ بھاگ نکلوں) اور مجھے معلوم تھا کہ اگر یہ لوگ (شمیط کے دونوں بیٹے) مجھے پالیں (گرفتار کرلیں) تو میں مخیس نامی جیل (جسے حضرت علیؓ نے پکی اینٹوں سے بنایا تھا) میں محبوس ہو جاؤں گا۔

تحقیق:۔ تجللت: تجلل الفرس: گھوڑے کو جھول ڈالنا۔ عصا: گھوڑے کا نام۔ رھین: محبوس، قیدی۔ مخیس: جیل کا نام ہے۔ جسے حضرت علیؓ نے پکی اینٹوں سے بنایا ہے ''ادرکوا'' کی ضمیر جمع شمیط کے دونوں بیٹوں کی طرف راجع ہے، تثنیہ کی طرف جمع کی ضمیر راجع کرنا ادباً وشعراً کی عادت میں داخل ہے۔

ترکیب:۔ ''وعلمتُ الخ'' جزأ مقدم ہے ''ادرکونی'' شرط مؤخر ہے ''رھین الخ'' انّی کی خبر ہے۔

وَلَوْ أَنِّيْ لَبِثْتُ لَهُمْ قَلِيْلًا　　　لَجَرُّوْنِيْ إِلَى شَيْخٍ بَطِيْنٍ

ترجمہ:۔ اور اگر میں تھوڑی دیر بھی ان کے لئے رُک جاتا (بھاگنے میں تاخیر کرتا) تو یہ لوگ ضرور مجھے کھینچ کر عظیم البطن شیخ (حضرت علیؓ) کے پاس لے جاتے۔

تحقیق:۔ بطین: پیٹو، عظیم البطن، یہ حضرت علیؓ کا لقب ہے۔ لقب به لکثرة معلوماته وعلومه. ''لبث'' باب سمع سے بمعنی ٹھہر جانا ''جرّ'' بروزن ذبّ باب نصر سے بمعنی کھینچنا۔

ترکیب:۔ ''انّی الخ'' شرط ہے ''لجرونی الخ'' جزأ ہے ''شیخ بطینٍ'' مرکب توصیفی ہے۔

شَدِيْدٍ مَجَامِعِ الْكَتِفَيْنِ بَاقٍ　　　عَلَى الْحَدَثَانِ مُخْتَلِفِ الشُّئُوْنِ

ترجمہ:۔ وہ (عظیم البطن شخص حضرت علیؓ) شانوں کے مضبوط جوڑ والا ہے (مصائب ومکارہ کو برداشت کرنے والا ہے) حوادثات زمانے پر ثابت قدم رہنے والا ہے (تغیر زمانہ کے باوجود اپنے صحیح موقف پر ڈٹا رہنے والا ہے) اور مختلف احوال والا ہے (یعنی عبادت،

ریاضیت اور جہاد وغیرہ مختلف النوع کارنامے سرانجام دینے والا ہے۔)

تحقیق:۔ ''مجامع'' اس کا مفرد مجمع ہے یعنی جمع ہونے کی جگہ، جوڑ۔ شئوون: اس کا مفرد شأن: ہے بمعنی مختلف النوع احوال ''حدثان'' بمعنی حوادثات زمانہ ''کتف'' واحد کتفین تثنیہ ہے بمعنی شانے۔

ترکیب:۔ شدید: ''باق'' ''مختلف'' یہ تینوں پہلے شعر میں لفظ ''شیخ بطین'' کی صفات ہیں۔

وَقَالَ حُرَيْثُ بْنُ عَنَّابٍ

تعارف و پس منظر:۔ ایک مرتبہ قریش کے ایک آدمی نے شاعر پر حملہ کر دیا، اور اس بات کا الزام لگایا کہ اس نے میرے اونٹ چورا کر خیبر میں فروخت کر دیا، اس پر انہوں نے حجت بھی قائم کی، یہاں تک کہ شاعر کو مدینہ کے جیل خانہ میں قید کر ڈالا پھر شاعر نے اپنی قوم بنو نبہان سے مدد طلب کی مگر انہوں نے کچھ نہ کیا، پھر کچھ دن بعد قبیلہ بنی بحتر بن عتود کے کچھ لوگ مدینہ آئے اور اس کے احوال سنکر تاوان کے بدلہ میں شاعر کو رہائی دلا دی، تو شاعر اپنے قبیلہ کی مذمت اور قبیلہ ''بحتر'' کی تعریف کر رہا ہے کیونکہ بحتر نے اس کی مدد کی اور اس کی قوم نے اس کو بے سہارا چھوڑ دیا تھا۔

لَمَّا رَأَيْتُ الْعَبْدَ نَبْهَانَ تَارِكِي بِلَمَّاعَةٍ فِيْهَا الْحَوَادِثُ تَخْطُرُ

ترجمہ:۔ جب میں نے غلام یعنی بن نبہان کو دیکھا کہ وہ مجھے ایسے چمکتے سراب میں (بے یار و مددگار) چھوڑنے والے ہیں جہاں حوادث زمانہ منڈلاتے رہتے ہیں۔ (جواب لَمَّا اگلا شعر ہے)

تحقیق:۔ لَمَّاعۃ: صحرا، جس میں سراب چمکتا ہو۔ ''تخطر'' باب ضرب و نصر سے بمعنی حرکت کرنا، منڈلانا۔

ترکیب:۔ ''نبہان'' ''العبد'' کا بیان ہے۔ ''فیھا'' کا تعلق ''تخطر'' سے ہے ''رأیتُ الخ'' شرط ہے، جزاً اگلا شعر ہے۔

نُصِرْتُ بِمَنْصُوْرٍ وَبِابْنَيْ مُعَرِّضٍ وَسَعْدٍ وَجَبَّارٍ بَلِ اللّٰهُ يَنْصُرُ

ترجمہ:۔ تو میری مدد کی گئی منصور بن ولید، معرض کے دو بیٹوں (حصین بن معرض اور سلامہ بن معرض) اور سعد بن عمرو و جبار بن انیف کے ذریعے، بلکہ درحقیقت مدد اللہ کرتا ہے (یہ لوگ وسیلے ہیں)

ترکیب:۔ یہ شعر پہلے شعر میں ''لما'' کا جواب ہے۔

وَاللّٰهُ أَعْطَانِي الْمَوَدَّةَ مِنْهُمْ وَثَبَّتَ سَاقِي بَعْدَ مَا كِدْتُ أَعْثُرُ

ترجمہ:۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ساتھ مجھے محبت کی دولت عطا کی اور میرے پاؤں کو ثابت قدم رکھا اس کے بعد کہ میں پھسلنے کے قریب تھا (کیونکہ شاعر نے ایک خاتون کی خاطر بنی ثعل اور بنی بحتر کی ہجو کی تھی جس کی تفصیل باب الھجاء میں ہے)

تحقیق:۔ اعثر: نصر سے عثرا بمعنی پھسلنا۔ ''کدتُ'' فعل مقاربہ ہے۔

إِذَا رَكِبَ النَّاسُ الطَّرِيْقَ رَأَيْتَهُمْ لَهُمْ قَائِدٌ أَعْمٰى وَآخَرُ مُبْصِرُ

ترجمہ:۔ جب یہ لوگ سفر کرنے کے لئے راستے پر سوار ہوتے ہیں یعنی چل پڑتے ہیں تو آپ ان کو دیکھیں گے کہ ان کا ایک قائد اندھا

(رات) اور دوسرا قائد بینا (دن) ہوتا ہے (یعنی لیل ونہار سفر کرتے ہیں۔)

نوٹ:۔ اس شعر میں مدح ومذمت دونوں کا احتمال ہے، اگر مدح ہے تو مددگاروں کے لئے ہے اور اگر مذمت ہے تو مدد نہ کرنے والوں کے لئے ہے۔

تحقیق:۔"رکب" باب سمع سے سوارنا، یہاں بمعنی سفر شروع کرنا "طریق" بمعنی راستہ، طرق جمع ہے۔

ترکیب:۔"رکب الخ" شرط ہے "رایتھم الخ" جزاء ہے۔

لَهُمْ مَنْطِقَانِ يَفْرَقُ النَّاسُ مِنْهُمَا وَلَحْنَانِ مَعْرُوفٌ وَآخَرُ مُنْكَرٌ

ترجمہ:۔ان کی دوقسم کی گویائی ہیں (شعرونثر) جن دونوں سے لوگ ڈرتے ہیں (کیونکہ ان کی خطابت اعلی اور اشعار فصاحت سے بھرپور ہیں) اور ان کے دوقسم کے لہجے ہیں، ایک میٹھا اور دوسرا کڑوا ہے۔

تحقیق:۔یفرق: سمع سے فرقاً معنی ڈرنا۔ لحنان : لحن کا تثنیہ ہے، بمعنی لہجہ۔

ترکیب:۔"لھم" خبر مقدم ہے اور "منطقان" مبتدأ مؤخر ہے "معروف" مبتدأ محذوف (احدھا) کی خبر ہے۔

لِكُلِّ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ رِبَاعَةٌ وَخَيْرُهُمْ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ بُحْتُرُ

ترجمہ:۔بنی عمرو بن عوف کے ہر شخص کے لئے سرداری (مناسب) ہے، اور خیر وشر میں ان میں بہتر (سردار) بحتر ہے۔

تحقیق:۔رباعۃ: اچھی حالت، سرداری۔اس کے اصل معنی ہیں مال غنیمت سے ربع لینا۔ چونکہ زمانہ جاہلیت میں سردار اکثر مال غنیمت سے ربع کا حصہ لیتے تھے، اسلئے سرداری کیلئے "رباعۃ" استعمال کیا جاتا ہے۔

ترکیب:۔"لِکل الخ" خبر مقدم ہے "رباعۃٌ" مبتدأ مؤخر ہے "خیرھم" مبتدأ اور "بحتر" خبر ہے۔

وَقَالَ أَبَانُ بْنُ عَبْدَةَ

تعارف وپس منظر:۔ یہ اسلامی شاعر ہیں قبیلہ یعرب بن قحطان سے تعلق ہے، دادا کا نام عیاد بن مسعود الطائی ہے، اسلامی شاعر ہیں، صحیح قول کے مطابق درج شدہ اشعار حریث بن عناب کے ہیں۔ایک مرتبہ شاعر نے بنواسد پر حملہ کرکے کچھ اونٹ لے لئے اور سلطان وقت شاعر اس کو اس سلسلے میں طلب کیا، مگر شاعر وہاں سے بھاگ نکلے اور طی کے دو پہاڑوں میں پناہ گزین ہوگئے، یہاں تک تاوان ادا کرنے کے بعد شاعر واپس آئے جس کو یہاں بیان کررہے ہیں۔ان کے کل پانچ اشعار ہیں، یہاں کے علاوہ ان کا ذکر اور کہیں نہیں آیا ہے:

إِذَا الدِّينُ أَوْدَىٰ بِالْفَسَادِ فَقُلْ لَهُ يَدَعْنَا وَرَأْسًا مِنْ مَعَدٍّ نُصَادِمُهُ

ترجمہ:۔ جب فساد (جنگ یا امراء) کی وجہ سے دین (دین اسلام، اطاعت امیر) ہلاک ہوجائے تو آپ اس (امیر) سے کہہ دیجئے کہ ہم اور قبیلہ معد کے سرداروں کو آزاد چھوڑ دیجئے تاکہ ہم آپس میں لڑیں۔

تحقیق:۔أودی: إیداءً: ہلاک ہونا۔اودیٰ بہ۔ ہلاک کرنا، یا لے جانا۔رأساً: ہر شئے کی بلندی، سردار، جمع رؤس۔نصادم: مصادمۃً:

مقابلہ کرنا، دفاع کرنا۔ صدم (ض) صدماً: مارنا۔ ''الدین'' سے یا تو دین اسلام مراد ہے یا اطاعت امیر مراد ہے، ''الفساد'' سے یا تو جنگ مراد ہے یا فساد امراً مراد ہے۔

''یدعنا'' میں ودع مادہ ہے، باب فتح سے بمعنی چھوڑ دینا، اس سے قبل لام امر محذوف ہے اس لئے مجزوم ہے یا جواب امر ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔

ترکیب:۔ ''لہ'' میں ضمیر ''ہ'' ''امیر'' کی طرف عائد ہے۔ ''یدعنا'' جواب امر ہے ''فقل'' امر اور جواب امر سے مل کر جزاء ہے۔ ''نُصادمُہ'' میں اگر میم ساکن ہو تو لام امر محذوف ہے جو تعلیل کے معنی میں ہے یا ترکیب میں حال ہے۔

بِبِيْضٍ خِفَافٍ مُرْهَفَاتٍ قَوَاطِعٍ لِدَاوُدَ فِيْهَا اَثْـرُهٗ وَخَوَاتِمُهٗ

ترجمہ:۔ (ہم ان سے مقابلہ کریں گے) ایسی تلواروں کے ذریعہ جو چمکدار ہوں، ہلکی ہوں، تیز ہوں اور کاٹنے والی ہوں جس حال میں ان میں حضرت داؤدؑ کے نشان اور مہر ہو (یعنی قدیم تلوار ہو اور چلانے وکاٹنے میں ہلکی اور تیز ہو)۔

تحقیق:۔ خفاف: اس کا مفرد خفیف ہے بمعنی: ہلکا۔ مُرھفات: اس کا مفرد: مُرھفۃ ہے بمعنی: تیز باریک دھاروالی۔ رھف (ف) رھفاً: باریک اور تیز کرنا۔ سمع سے باریک اور لطیف ہونا۔ خواتم: اس کا واحد خاتم ہے بمعنی: انگوٹھی، یہاں اس سے انگوٹھی کی مہریں مراد ہیں۔

ترکیب:۔ ''ببیض'' پہلے شعر میں ''نصادمہ'' سے متعلق ہے۔ ''لداوٗد فیھا'' یہ ''ثابت'' سے متعلق ہو کر خبر مقدم اور ''أثرہ وخواتمہ'' مبتدا مؤخر ہے۔ پھر حال ہے ''خفاف، مرھفات اور قواطع، تینوں ''ببیض'' کی صفات ہیں۔

وَزُرْقٍ كَسَتْهَا رِيْشَهَا مَضْرَحِيَّةٌ أَثِيْثٌ خَوَافِي رِيْشِهَا وَ قَوَادِمُهٗ

ترجمہ:۔ اور (ہم لڑیں گے ان سے) ایسے نیلگوں تیروں کے ذریعہ جن کو لمبے پروالے شکرے نے اپنے پر پہنائے ہوں جس حال میں اس (پرندے) کے موٹے اور باریک (دونوں قسم کے) پر گھنے ہوں (یعنی پروالے تیروں سے مقابلہ کریں گے)

تحقیق:۔ زُرق: اس کا واحد. أزرق ہے: بمعنی نیلگوں، مراد نیلگوں تیر ہیں۔ مضـرحیۃ: بمعنی لمبے پروالا شکرہ، شاہین، مادہ (ض ر ح)۔ أثیـث: معنی زیادہ، گھنا۔ جمع إثاث ہے۔ خوافی: جمع خافیۃ۔ پرندوں کے بازوؤں کے نیچے چھپے ہوئے باریک بال وریش ۔ یا پوشیدہ چیز۔ قوادم: اس کا مفرد قادمۃ ہے: بمعنی بازوؤں کے اگلے پر اور ریش جو بڑے ہوتے ہیں۔

ترکیب:۔ ''وزرق'' مجرور ہے ''ببیض'' پر اس کا عطف ہے ''ریشھا'' یہ ''کست'' کا مفعول بہ اور ''مضرحیۃ'' فاعل ہے، ''ریشھا'' میں ضمیر ''مضرحیۃ'' کی طرف راجع ہے جو فاعل ہونے کی وجہ سے رتبتاً مقدم ہے اس لئے مطلقاً اضمار قبل الذکر لازم نہیں آیا۔ ''أثیث'' خبر مقدم اور ''خوافی ریشھا وقوادمہ'' مبتدا مؤخر ہے۔ پھر حال ہے۔

بِجَيْشٍ تَضِلُّ الْبُلْقُ فِيْ حُجُرَاتِهٖ بِيَثْرِبَ أُخْرَاهُ وَبِالشَّامِ قَادِمُهٗ

ترجمہ:۔ (اور ہم لڑیں گے ان سے) ایسے لشکر جرار کے ذریعہ جس کے اطراف واکناف میں چت کبرے گھوڑے بھی غائب ہو جاتے ہیں (حالانکہ نمایاں رنگ کی وجہ سے یہ گھوڑے دور سے نظر آنے چاہئیں) اور اس لشکر کا پچھلا حصہ مدینہ میں اور اگلا حصہ شام میں ہے (بہت بڑا لشکر ہے)۔

تحقیق:۔ تھل: فیہ (ض) ضلا ضلالۃً: غائب ہونا، چھپ جانا۔ ''یثرب'' بالشامدینہ منورہ کا نام ہے اور بالتاً یمامہ میں ایک جگہ ہے ۔غیر منصرف ہے۔ البُلق: جمع ہے، اس کا مفرد، أبلق: ہے بمعنی چت کبرا۔ مراد چت کبرے گھوڑے ہیں۔ حجرات: اس کا واحد حجرۃ ہے بمعنی کمرہ، کنارہ۔

ترکیب:۔ ''بجیش'' کا عطف ہے ''ببیض'' پر ہے اور حرف جار کو لوٹایا گیا ہے، یا اس سے قبل ''نصادم'' فعل محذوف ہے، ''تضلّ الخ'' صفت ہے ''جیشٍ'' کی ''بیثرب'' شبہ فعل محذوف سے متعلق ہو کر خبر مقدم ہے اور ''اخراہ'' مبتدأ مؤخر ہے۔

اِذَا نَحْنُ سِرْنَا بَيْنَ شَرْقٍ وَمَغْرِبٍ تَحَرَّكَ يَقْظَانُ التُّرَابِ وَنَائِمُهُ

ترجمہ:۔ جب ہم مشرق و مغرب کے درمیان چلتے ہیں تو بیدار زمین (آباد علاقے) اور سونے والی زمین (غیر آباد علاقے) لرزتی ہے (ہمارا لشکر ہمیشہ حرکت میں رہتا ہے)۔

تحقیق:۔ یقظان التراب: سے مراد آباد زمین، اور ''نائمہ'' سے غیر آباد زمین مراد ہے۔ ''سرنا'' بروزن بعنا، باب ضرب سے جمع متکلم کا صیغہ ہے، سیر مادہ ہے۔

ترکیب:۔ ''نحن الخ'' شرط ہے اور ''تحرّک الخ'' جزاء ہے، ''سرنا الخ'' خبر ہے۔

وَقَالَ الْكَرَوَّسُ بْنُ زَيْدٍ

تعارف و پس منظر:۔ یہ اسلامی شاعر ہیں، دادا کا نام اخزم الطائی ہے، یزید بن معاویہ کے دور میں گزرا ہے۔ ان کا ذکر صرف یہاں ہوا ہے، ان کے کل تین اشعار یہاں مذکور ہیں:

رَأَتْنِيْ وَمِنْ لِبْسِيْ الْمَشِيْبُ فَأَمْلَتْ غَنَائِيْ فَكُوْنِيْ آمِلًا خَيْرَ آمِلِ

ترجمہ:۔ قبیلہ معقل نے مجھے اس حال میں دیکھا ہے کہ میرا لباس بڑھاپا ہو گیا ہے (یعنی بڑھاپا لباس کی طرح پورے جسم میں سرایت کر گیا ہے) پس میری حاجت و کفایت (اس قبیلہ کے ساتھ) وابستہ ہو گئی ہے، اے قبیلہ والو! تم لوگ میرے لئے بہترین امیدوار بن جاؤ (تا کہ اچھی زندگی بسر ہو)

تحقیق:۔ لِبس: بمعنی لباس، جو چیز پہنی جائے، جمع لُبوس ہے۔ لبس (س) لبسا: پہننا۔ باب ضرب سے خلط ملط کرنا، ''کونی'' باب نصر سے امر کا صیغہ ہے، قبیلہ معقل سے خطاب ہے ''املا'' اصل میں ''املۃ'' تھا، تائے تانیث کو حذف کر دینا جائز ہے۔ آمل: امید رکھنے والا۔ الغناء: کافی ہونا۔

ترکیب:۔ ''رأتنی'' فعل میں جو ضمیر ہے وہ ''قبیلۃ'' کی طرف راجع ہے۔ ''ومن لبسی'' میں ''من'' زائد ہے اور مبتدا ہے ''المشیبُ'' خبر ہے ''غنائی'' فاعل ہے ''املت'' کا۔

لَئِنْ فَرِحَتْ بِيْ مَعْقِلٌ عِنْدَ شَيْبَتِيْ لَقَدْ فَرِحَتْ بِيْ بَيْنَ أَيْدِي الْقَوَابِلِ

ترجمہ:۔ اگر قبیلہ معقل میرے بڑھاپے کے وقت مجھ سے خوش ہے (کیونکہ بڑھاپے کی وجہ سے مجھے تجربہ حاصل ہے تو اسے خوش ہونے

کا حق حاصل ہے کیونکہ) وہ تو مجھ سے اس وقت بھی خوش تھے جب میں دائیوں کے ہاتھوں میں تھا۔

تحقیق:۔ القوابل: یہ جمع ہے قابلة: کی بمعنی دائی۔ ''لئن فرحت '' میں لام قسمیہ ہے، اور ''فرحت'' باب سمع سے بمعنی خوش ہونا، ''لقد'' میں لام جواب قسم کے لئے ہے۔ ''معقل'' سے قبیلہ معقل مراد ہے۔

ترکیب:۔ ''فرحت الخ'' شرط اور قسم ہے جبکہ ''لقد الخ'' جواب قسم اور جزا ہے ''بین الخ'' ظرف ہے فعل محذوف ''کُنتُ'' کا۔

أَهَلَّ بِـهِ لَـمَّـا اسْتَهَلَّ بِصَوْتِهِ حِسَانُ الْوُجُوْهِ لَيِّنَاتُ الْأَنَامِلِ

ترجمہ:۔ جب اس (شاعر نے ولادت کے بعد) نے اپنی آواز بلند کی تو حسن و جمال والی اور نرم پوروں والی خواتین نے بھی اس ولادت پر خوشی کی آواز نکالی (کیونکہ شاعر کے چہرے پر قیادت و سیادت کے آثار نمایاں تھے)

تحقیق:۔ یعنی لما ولدت فرفعت الصوت بالبکاء بحسب عادات الاولاد فرفعت ایضاً النساء الحسان لانها علمت ان هذاالولد یکون سید ایوما و علامة سیدتی ظاهرة فی وجهی. أهلّ: إهلالاً: افعال سے نعرہ لگانا، آواز بلند کرنا. هلّ (ن) هلاً: ظاہر ہونا۔ خوش ہونا۔ ''لیّن'' بمعنی نرم و نازک، ''انامل'' انملة کی جمع ہے بمعنی پورے، اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ خواتین خادمائیں نہیں ہیں تاکہ پورے سخت ہوں بلکہ شہزادیاں ہیں۔ ''به'' اور ''بصوته'' کی ضمیر شاعر کی طرف لوٹ رہی ہے، اس شعر میں التفات من التکلم الی الغائب ہے جو فصاحت کا ایک حصہ ہے۔

ترکیب:۔ ''حسان الوجوه'' یہ ''أهلّ'' کا فاعل ہے۔ چونکہ فعل اور فاعل کے درمیان فصل ہے اس لئے فعل کو مذکر لانا بھی جائز ہے ''استهل الخ'' شرط ہے اور ''اهل الخ'' جزا ہے۔

وَقَالَ قَوَّالُ الطَّائِيُّ

تعارف و پس منظر:۔ مروان بن حکم نے زکوٰۃ (عشر) کی وصول یابی کیلئے ایک آدمی (عاشر) کو قبیلہ طئی کے پاس بھیجا۔ جس نے وہاں جاکر عشر طلب کیا لیکن طی نے انکار کیا، قبیلہ طئی کا سردار معدان بن عبید الطائی تھا اور شاعر کا تعلق بھی اسی قبیلہ سے ہے جس نے عباسی دور بھی پایا ہے، شاعر اسی کا تذکرہ کر رہا ہے:۔

فَقُوْلَا لِهٰذَا الْمَرْءِ ذُوْ جَاءَ سَاعِيًا هَلُمَّ فَإِنَّ الْمَشْرَفِيَّ الْفَرَائِضُ

ترجمہ:۔ اے میرے دونوں یارو! اس آدمی سے کہہ دیجئے جو ہمارے پاس عاشر (عشر اور صدقہ لینے کے لئے) بنکر آیا ہے، آؤ (اور مشرفی تلوار اصول کرو) پس بیشک مشرفی تلوار ہی زکوٰۃ اور عشر ہے (ہم عشر کے بجائے مشرفی تلوار دیا کرتے ہیں)

تحقیق:۔ ذو بمعنی ''الذی'' در لغت بنی طے۔ ساعی: اس کی جمع سُعَاة آتی ہے بمعنی ڈاکیہ، عاشر، زکوٰۃ وصول کرنا۔ سرکاری کارندہ۔ الفرائض: اس کا مفرد ''فریضة'' ہے۔ یہاں وہ جانور اور مال مراد ہیں جن کو بطور زکوٰۃ وصول کیا جاتا ہے۔ ''هَلُمَّ'' اسم فعل ہے بمعنی امر کے ہے یعنی آؤ۔

ترکیب:۔ ''ذو الخ'' صفت ہے ''المرأ'' کی، ''ساعیا'' حال ہے، ''هَلُمَّ الخ'' مقولہ ہے ''هَلُمَّ'' امر ہے اور جواب امر

''خذالسیف'' محذوف ہے''فانّ الخ'' قائم مقام جواب امر ہے۔

وَإِنَّ لَنَا حُمْضًا مِنَ الْمَوْتِ مُنْقَعًا ۔۔۔ وَإِنَّکَ مُخْتَلٌّ فَهَلْ أَنْتَ حَامِضُ

ترجمہ:۔اور(اس سے کہہ دیجئے کہ) بیشک ہمارے لئے تو موت کی کڑواہٹ بھی ثابت ہے (جس کا ذائقہ ہم چکھتے رہتے ہیں) اور بیشک تو تو میٹھی گھاس کھانے والا ہو، کیا تو کڑوی گھاس (موت کا ذائقہ) کھالے گا (ہاں جس طرح اونٹ میٹھی گھاس کھا کھا کر ذائقہ تبدیل کرنے کے لئے کڑوی گھاس کھالیتا ہے تو بھی اس طرح کر، موت کے لئے تیار ہوجا)۔

تحقیق:۔حـمـضـا: کڑوا اور نمکین پودا، جمع حـمـوض ہے، ازنصر۔کھٹا اور کڑوا ہونا۔ منقعا: ثابت وقائم۔نقع (ف) نقعا، نقوعاً جمع ہونا، ثابت ہونا۔مختل: میٹھا چارہ کھانے والا۔

ترکیب:۔''حمضا منقعا'' موصوف وصفت مل کر''انّ'' کا اسم ہے اور''لنا'' خبر مقدم ہے۔

أَظُنُّکَ دُوْنَ الْمَالِ ذُوْ جِئْتَ تَبْتَغِيْ ۔۔۔ سَتَلْقَاکَ بِيْضٌ لِلنُّفُوْسِ قَوَابِضُ

ترجمہ:۔تمہارے بارے میں میرا گمان ہے کہ اس مال کے سامنے جس کی تلاش میں تو آیا ہے ایسی تلواریں تم سے ملیں گی جو جانوں کو قبض کرنے والی ہیں۔

تحقیق:۔ذو: بمعنی الذی ہے۔دون: بمعنی اُمام ہے۔''تبتغی ''بغی مادہ باب افتعال سے بمعنی تلاش کرنا''ستلقا'' میں لقی مادہ ہے باب سمع سے بمعنی ملنا اور ملاقات کرنا''بیض'' ابیض کی جمع ہے بمعنی تلوار''قوابض'' قابضۃ کی جمع ہے بمعنی قبض کرنا۔

ترکیب:۔''ستلقاک'' یہ جملہ ہوکر''اظن'' کا مفعول ثانی ہے، ذو جئت''''المال'' کی صفت ہے،''تبتغی'' یہ''جئت'' کی ضمیر فاعل سے حال ہے، اور''دون المال'' ظرف ہے''اظنک'' کا، یہ''جئت'' اور''تبتغی'' کا ظرف نہیں بن سکتا کیونکہ یہ دونوں ذو (بمعنی الذی) کا صلہ ہے اور صلہ موصول کے ماقبل کے لئے عامل نہیں بن سکتا۔''قـوابـض'' صفت ہے''بیـض'' کی پھر فاعل ہے ''ستلقاک'' کا۔

وَقَالَ وَضَّاحُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ

تعارف وپس منظر:۔ یہ اسلامی شاعر ہیں، سلسلۂ نسب یوں ہے، عبدالرحمن بن اسماعیل بن کلال الخولانی ۔قبیلہ حمیر بن سبا کی شاخ خولان سے تعلق ہے، اسلامی شاعر ہیں۔ وضّاح بن اسماعیل کا اصل نام عبدالرحمٰن بن اسماعیل ہے، وضّاح (بمعنی خوبصورت) لقب ہے، یہ اسلامی شاعر ہیں ان کے والد اسماعیل آل حمیر سے تھا، جب والد کا انتقال ہوا اس وقت شاعر بچہ تھا، ان کی والدہ نے ایک ایرانی سے شادی کی جس کی پرورش میں یہ بڑے ہوئے، جب یہ حد جوانی تک پہنچے تو آل حمیر آئے اور اپنے بیٹے کا مطالبہ کیا، اور قاضی نے آل حمیر کے حق میں فیصلہ دیا اور بوقت فیصلہ قاضی نے کہا کہ ماشاءاللہ لڑکا بہت خوبصورت ہے۔''اِذْهَبْ فَأَنْتَ وَضَّاحُ الْيَمَنْ'' یعنی بیٹے جاؤ تم تو یمن کے حسین ترین انسان ہو۔اس وقت سے شاعر کا لقب وضّاح مشہور ہوگیا ہے۔عرب کے کچھ حضرات ایسے تھے جو بے حد خوبصورت تھے اس لئے جب یہ لوگ بازار میں جاتے تھے تو نقاب پہن کر جاتے تھے تاکہ کسی کی نظر بد نہ پڑ جائے، جیسے

شاعر، المقنع الکندی اورابوزبید الطائی۔ چونکہ دور ولید بن عبدالملک (دورحکومت ۸۶ھ/۷۰۵ء تا ۹۶ھ/۷۱۴ء) کا تھا اور قاضی نے بھی صحیح فیصلہ دیا تھا اس لئے شاعر بادشاہ ولید بن عبدالملک کی تعریف وتوصیف کررہا ہے۔

شاعر ان اشعار کے ذریعہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کی تعریف کرر ہے ہیں اور ان کا ذکر صرف یہاں ہوا ہے، ان کے کل اشعار چھ ہیں:

صَبَا قَلْبِیْ وَمَالَ اِلَیْکِ مَیْلا وَأَرْقَنِیْ خَیَالُکِ یَا اُثَیْلا

ترجمہ:۔ اے محبوبہ اثیلا! میرا دل (تجھ سے ملنے کے لئے) فریفتہ ہے اور تیری طرف مائل ہے اور تیرے خیال (آنے) نے مجھے دبلا کر دیا ہے (بار بار تیری یاد آرہی ہے اور ستارہی ہے)۔

تحقیق:۔ صبا: الیہ (ن) صبواً: مشتاق ہونا۔ اَرقنی: افعال سے۔ إرقاقاً: پتلا کرنا۔ ورق (ض) رِقۃً: پتلا ہونا۔ ''مال'' باب ضرب سے بمعنی مائل ہونا ''اثیلا'' شاعر کی محبوبہ کا نام ہے اور آخر میں الف اشباعی ہے ''خیال'' مذکر ومؤنث دونوں استعمال ہوتا ہے۔

ترکیب:۔ ''میلا'' مفعول مطلق ہے ''خیالک'' فاعل ہے ''ارقنی'' کا۔

یَمَانِیَّۃٌ تُلِمُّ بِنَا فَتُبْدِیْ دَقِیْقَ مَحَاسِنٍ وَتُکِنُّ غَیْلا

ترجمہ:۔ (وہ محبوبہ) یمنی ہے جو (خواب وخیال میں) ہمارے پاس آتی ہے اور باریک حسن و جمال (آنکھ، ناک، دانت اور منہ کی خوبصورتی) کو ظاہر کرتی ہے اور بڑی خوبصورتی (ران اور اندرونی جسم کے حسن و جمال) کو چھپاتی ہے۔

تحقیق:۔ تلم: بہ إلماماً: بمعنی نازل ہونا، اترنا۔ تکن: إکناناً، وکن ضرب سے کنوناً۔ بمعنی چھپانا، چھننا۔ لازم ومتعدی دونوں طرح مستعمل ہے۔ غَیلاً: موٹا، گھنا۔ جمع غُیُول، اغیال ہے۔ دقیق محاسن: سے باریک حسن مراد ہے، جیسے آنکھ، ناک اور لب رُخسار وغیرہ۔

ترکیب:۔ ''یمانیۃ'' یہ ''ھی'' مبتداء محذوف کی خبر ہے۔ ''تلم الخ'' صفت ہے ''یمانیۃ'' کی۔

ذَرِیْنِیْ مَا أَمِمْنَ بَنَاتَ نَعْشٍ مِنَ الطَّیْفِ الَّذِیْ یَنْتَابُ لَیْلا

ترجمہ:۔ اے اثیلا مجھے چھوڑ دیجئے اس خیال سے جو رات کو بار بار آرہا ہے جب تک گھوڑے ستاروں (جو ملک شام کی جہت میں ہیں) کا ارادہ کریں (یعنی گھوڑے شام کی طرف رواں دواں ہیں، ایسی صورت میں تمہارا خیال آنا شام کا سفر ملتوی کر کے یمن واپس آنا ہے)

تحقیق:۔ ذری: امر حاضر معروف مؤنث سمع سے وذراً: بمعنی چھوڑنا۔ اس مادہ سے معنی میں مضارع اور امر کے علاوہ کوئی دوسرا صیغہ مستعمل نہیں۔ اَممن: صیغہ جمع مؤنث غائب۔ امّ الشیء (ن) أمًّا: ارادہ کرنا۔ بنات نعش: سات ستارے جو قطب شمالی کی جہت میں عرب سے شام کی طرف میں واقع ہیں۔ طیف: کی جمع أطیاف آتی ہے بمعنی خیال۔ ینتاب: انتیاباً: بمعنی نوبنوبت بنوبت آنا۔

ترکیب:۔ ''ما اممن'' میں ضمیر فاعل ''خیل'' کی طرف عائد ہے لفظ خیل، دار اور محبوبہ کی طرف ضمیر لوٹانے کے لئے انکا ذکر ماقبل میں ہونا ضروری نہیں ہے ''الذی الخ'' صفت ہے ''الطیف'' کی اور ''ما'' بمعنی ''مادام'' ہے۔

وَلٰکِنْ إِنْ أَرَدْتِ فَهَیِّجِیْنَا إِذَا رَمَقَتْ بِأَعْیُنِهَا سُهَیْلا

ترجمہ:۔ اور لیکن اگر تو چاہے تو ہمیں اس وقت ابھاریئے (بار بار خیال میں آکر) جب گھوڑے اپنی آنکھوں سے سہیل ستاروں کو دیکھ لیں (جو یمن میں ہیں یعنی ملک شام سے جب ہم یمن کی طرف سفر کریں تو خیال میں آنا ورنہ نہیں تاکہ سفر ملتوی نہ کرنا پڑے)

تحقیق:۔ رمقت: نصر سے رمقاً: دیکھنا، گھورنا۔ ''هيجي'' باب تفعیل سے امر واحد مؤنث ہے بمعنی برانگیختہ کرنا اور ابھارنا ''سهيلا'' ان ستاروں کا نام ہے جو یمن کی جہت میں ہیں۔

ترکیب:۔ ''فهيجينا'' جزا ہے اور ''اذا الخ'' ظرف ہے۔

فَاِنَّکِ لَوْرَأَيتِ الْخَيلَ تَعْدُوْ عَوَابِسَ يَتَّخِذْنَ النَّقْعَ ذَيْلَا

ترجمہ:۔ اگر تو ان گھوڑوں کو دیکھ لے جو بیحد تیزی سے دوڑ رہے ہوں جس حال میں وہ ترش رو ہوں (زیادہ سفر کی وجہ سے) اور انہوں نے غبار کو دامن بنالیا ہو (یعنی سفر کی وجہ سے گرد وغبار پورے جسم خصوصاً پاؤں میں لگ گئے ہوں، جواب لو اگلا شعر ہے)

تحقیق:۔ عوابس: اس کا مفرد عابس ہے بمعنی ترش رو۔ نقع: غبار جمع نقاع آتی ہے۔ ذیل: دامن جمع اَذیال ہے۔ ''تعدو'' باب نصر سے عدو مادہ بمعنی دوڑنا، تجاوز کرنا ''يتّخذن'' میں اخذ مادہ ہے باب افتعال سے بمعنی بنالینا، اصل میں ''يأتخذن'' تھا، الف کو تا سے بدل کر تاءکو تاء میں ادغام کردیا گیا ہے، مضارع جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے۔

ترکیب:۔ ''تعدو'' صفت ہے ''الخيل'' کی، ''عوابس'' حال اول اور ''يتخذن'' حال ثانی ہے، یہ دونوں حال مترادفہ بھی ہوسکتے ہیں اور حال متداخلہ بھی، ذوالحال ''تعدو'' میں موجود ضمیر فاعل ہے۔ ''رأيت الخ'' شرط ہے اور جواب لو اگلا شعر ہے۔

رَأَيتِ عَلٰى مُتُوْنِ الْخَيلِ جِنًّا تُفِيدُ مُغَانِمًا وَتُفِيتُ نَيْلَا

ترجمہ:۔ تو گھوڑوں کی پشتوں پر جن دیکھے گی (جو تیز رفتاری اور دلیری میں جنات کی طرح ہے) جو مال غنیمت کا فائدہ پہنچاتے ہیں (دوستوں کو) اور (دشمنوں کے) مقاصد کو ملیامیٹ کردیتے ہیں۔

تحقیق:۔ مغانم: اس کا مفرد مغنم ہے۔ بمعنی مال غنیمت۔ تفیت: از باب افعال مصدر اِفاتۃ: فوت کرنا۔ ختم کردینا۔ نیلاً: مقصد۔ نال (س) نیلاً: پانا۔ ''متون'' بمعنی پیٹھ، متن واحد ہے۔

ترکیب:۔ ''رأيتِ الخ'' جواب لو ہے، ''تُفيد الخ'' صفت ہے ''جِنًّا'' کی۔

وَقَالَ آخَرُ

لَا قُوَّتِيْ قُوَّةُ الرَّاعِيْ قَلَائِصَهٗ يَأْوِيْ فَيَأْوِيْ اِلَيهِ الْكَلْبُ وَالرُّبَعُ

ترجمہ:۔ میری طاقت اس چرواہے کی طاقت کی طرح نہیں ہے جو اونٹوں کو چراتا ہے اور اس کے پاس کتا اور اونٹ کا بچہ بھی پناہ لیتا ہے (چونکہ میں چرواہا نہیں ہوں بلکہ سیدزادہ ہوں اس لئے کتے اور اونٹ کے بچے میرے ساتھ نہیں ہوں گے)

تحقیق:۔ قلائص: اس کا مفرد قلوص ہے: بمعنی جوان اونٹ۔ رُبع: اونٹنی کا بچہ جو ابتدائی موسم ربیع (بہار) میں پیدا ہو۔ جمع رباع وارباع ہے، ''يأوى'' باب ضرب سے بمعنی پناہ لینا، ''الراعى'' بمعنی چرواہا، رعاۃ جمع ہے۔

ترکیب:۔ ''قلائصه'' مفعول ہے ''الراعى'' کا ''يأوى الخ'' جملہ حالیہ ہے۔

وَلَا الْعَسِيفِ الَّذِيْ يَشْتَدُّ عُقْبَتَهٗ حَتّٰى يَبِيتَ وَبَاقِيْ نَعْلِهٖ قِطَعُ

ترجمہ:۔اور نہ میری قوت اس مزدور کی قوت کی طرح ہے جو (دوران مزدوری) تیز بھاگتا ہوا گھاٹی عبور کر لیتا ہے حتی کہ وہ اس طرح رات گزارتا ہے جس حال میں اس کے جوتے کے کچھ ٹکڑے باقی رہ جاتے ہیں (یعنی محنت ومشقت میں جوتے بھی پھٹ جاتے ہیں، میں اس طرح کا مزدور نہیں ہوں بلکہ شہزادہ ہوں)

تحقیق:۔العسیف: کم درجے کا مزدور، جمع عسفاء، عسفة۔ یشتد: اشتداداً: تیز دوڑنا۔ عقبة: گھاٹی۔ ''قِطَع'' قطعة کی جمع ہے بمعنی ٹکڑے۔

ترکیب:۔''عقبة'' ''یشتد'' کیلئے ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور ''وباقی نعله'' ''یبیت'' کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔''قطع'' خبر ہے ''باقی'' کی ''الّذی یشتد الخ'' صفت ہے ''العسیف'' کی۔''ولاالعسیف'' کا عطف ''لاقوتی'' پر ہے، اصل عبارت یوں ہے ''لاقوتی قوةُ العسیف''۔

لَایَحْمِلُ الْعَبْدُ فِیْنَا فَوْقَ طَاقَتِهٖ　　وَنَحْنُ نَحْمِلُ مَالَا تَحْمِلُ الْقَلَعُ

ترجمہ:۔اور ہمارا کوئی بھی غلام اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں اٹھاتا (کیونکہ ہم ظالم بن کر اسے اس کا مکلف نہیں بناتے) اور ہم وہ بوجھ بھی اٹھالیتے ہیں جو قلع (پتھر یا پہاڑ) بھی نہیں اٹھا پاتے۔

تحقیق:۔قلع: اس چھوٹے پتھر کو کہتے ہیں جو کسی چٹان یا بڑے پتھر کے نیچے ہو، اس بڑے پتھر کا پورا بوجھ اس چھوٹے پتھر پر ہوتا ہے، مقصد یہ ہے کہ ہم ''قلع'' سے بھی زیادہ متحمل ہیں۔اور ''قلع'' ''قلعة'' کی جمع بھی ہوسکتی ہے، اور قلعة ٹیلہ کو کہتے ہیں۔

ترکیب:۔''مالا تحمل الخ'' ''نحمل'' کا مفعول بہ ہے، ''لاتحمل'' میں ضمیر مفعول محذوف ہے، جو ''ما'' کی طرف راجع ہے۔ای لاتحمله۔''القلعُ'' فاعل ہے۔

مِنَّا الْأَنَاةُ وَبَعْضُ الْقَوْمِ یَحْسَبُنَا　　أَنَّا بِطَاءٌ وَفِیْ إِبْطَائِنَا سَرَعُ

ترجمہ:۔ہم میں بردباری ہے (کیونکہ ہم بہ بعد غور وفکر کے بعد ہی کسی کام کو شروع کرتے ہیں جس میں تاخیر ہوتی ہے اس لئے) اور بعض لوگ ہمارے بارے میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم سست لوگ ہیں حالانکہ ہماری (ظاہری) سستی میں بھی تیزی ہے (کیونکہ ہمارا کام تیر بہدف ثابت ہوتا ہے)

تحقیق:۔أناة: حلم اور بردباری، جمع أنوات ہے، مادہ (ء، ن، ی) ہے۔بطاء: بمعنی، کاہلی وسستی، اس کا مفرد ''بطیء'' ہے۔''مِنَّا'' بمعنی ''فینا'' ہے۔

ترکیب:۔''فینا'' خبر مقدم اور ''الأناةُ'' مبتدا مؤخر ہے ''وفی ابطأنا الخ'' جملہ حالیہ ہے۔

وَقَالَ عَمْرُو بْنُ مِخْلَاةَ الْكِلَابِیُّ

تعارف وپس منظر:۔یہ اسلامی شاعر ہیں، عمرو بن مخلاة الکلابی اسلامی شاعر ہیں جو درج ذیل اشعار میں جنگ مرج راهط کا تذکرہ کر رہے ہیں جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب ۶۰ھ/۶۷۹ء میں عبداللہ بن زبیرؓ نے خلافت کا اعلان کیا تو قبیلہ قیس اور یمن کے لوگوں

نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی جو بعد میں "الزبیریۃ" کے لقب سے مشہور ہوئے، جن میں الضحاک، ہمام بن قبیصہ نمیری، قیس بن ثور بن معن سلمی، زیاد بن عمرو بن محرز اشجعی، عمرو بن معاویہ عقیلی، بشر بن یزید المری اور ثابت بن خویلد الجلی وغیرہ سرفہرست تھے۔ اور جن حضرات نے مروان بن حکم کے ہاتھ پر بیعت کی ان میں بنی کلب وغسں قابل ذکر ہیں۔ اور ان لوگوں کے قائد راہط نامی شخص تھا جس کا تعلق قبیلہ قضاعہ سے ہے۔

ان دونوں جماعتوں کے درمیان ۶۴ھ/۶۸۳ء میں سخت ترین جنگ ہوئی جس میں قبیلہ قیس کے ایک ہزار اور یمن کے ایک ہزار تین سو آدمی مارے گئے چونکہ یہ جنگ مرج نامی جگہ میں راہط کی قیادت میں لڑی گئی اور مروانیوں کو کامیابی ملی اس لئے یہ جنگ ''حرب مرج راہط'' کے نام سے مشہور ہوئی، شاعر اس جنگ کا نقشہ پیش کر رہے ہیں۔ مروان بن حکم کے زمانہ میں ایک مرتبہ مروان کے لشکر اور عبداللہ بن زبیرؓ کے لشکر سے مڈبھیڑ ہوئی جس میں مروان کے لشکر کو شکست ہوئی، جس کو شاعر یہاں بیان کر رہے ہیں۔ ان کا ذکر صرف یہاں ہوا ہے، ان کے کل اشعار یہاں چھ ہیں:

وَيَوْمٍ تَرَى الرَّايَاتِ فِيْهِ كَأَنَّهَا حَوَائِمُ طَيْرٍ مُسْتَدِيْرٌ وَّوَاقِعُ

ترجمہ:۔ اور بہت سے دن ایسے ہیں جن میں تو جھنڈوں کو دیکھے گا گویا کہ وہ جھنڈے پیاسے چکر کاٹنے والے پرندے ہیں جو (جن میں سے بعض) گھوم رہے ہیں اور (بعض) گر رہے ہیں (اس طرح بعض لڑنے والے پرندوں کی طرح جھنڈے لئے چکر کاٹ رہے ہیں اور بعض زخمی ہو کر گر رہے ہیں)

تحقیق:۔ رایات: جھنڈے، اس کا مفرد ''رایۃ'' ہے۔ حوائم: اس کا مفرد ''حائم وحائمۃ'' ہے۔ بمعنی پیاسا، چکر کاٹنے والا۔ حام: (ن) سے حوما: پیاسا ہونا۔

مستدیر: بمعنی گھومنے والا۔

ترکیب:۔ ''ویوم'' میں 'واؤ' بمعنی 'رب' ہے اور ''مستدیر وواقع'' دونوں ''حوائم طیر'' سے بدل ہے۔ ''کانها الخ'' مفعول ثانی ہے ''تری'' کا یا حال ہے۔

أَصَابَتْ رِمَاحُ الْقَوْمِ بِشْرًا وَّ ثَابِتًا وَحَزْنًا وَكُلٌّ لِلْعَشِيْرَةِ فَاجِعُ

ترجمہ:۔ قوم کے نیزوں نے بشر، ثابت اور حزن کو مصیبت پہنچائی ہے اور ان تینوں میں سے ہر ایک قبیلے کے لئے باعث تکلیف ہے (کیونکہ ہر ایک سردار ہے، سردار کی تکلیف قوم کی تکلیف ہے۔)

تحقیق:۔ فاجع: بڑا غم۔ فجع: (ف) فجعا: سخت تکلیف پہنچانا، مصیبت زدہ بنانا۔ ''عشیرۃ'' بمعنی قبیلہ، ثابت، بشر اور حزن مروان بن حکم کے لشکر میں موجود تین سرداروں کا نام ہے۔

ترکیب:۔ ''کلٌّ'' میں تنوین عوض مضاف الیہ کے ہے، اصل میں ''کل منهم'' تھا، ترکیب میں مبتدا ہے اور ''فاجع'' خبر ہے۔

طَعَنَّا زِيَادًا فِيْ إِسْتِهِ وَهُوَ مُدْبِرٌ وَثَوْرًا أَصَابَتْهُ السُّيُوْفُ الْقَوَاطِعُ

ترجمہ:۔ ہم نے زیاد بن عمرو عقیلی کی سرین میں نیزہ مارا جس حال میں وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ رہا تھا اور ثور بن معن سلمی کو کاٹنے والی تلوار

نے پالیا۔

تحقیق:۔ ''طعنا'' باب فتح سے بمعنی نیزہ مارنا ''است'' بمعنی سرین ''مدبر'' باب افعال سے بمعنی پیٹھ پھیر کر بھاگنا ''قواطع'' قاطعة کی جمع ہے بمعنی کاٹنا۔

ترکیب:۔ ''وھو مدبر'' جملہ حالیہ ہے ''وثورًا'' سے پہلے فعل ''اصابت'' محذوف ہے، چونکہ اس فعل کی تفسیر بعد میں آرہی ہے اس لئے اسے حذف کردیا گیا ہے، اس کو نحو کی اصطلاح میں ''مااُضمر عامله علی شریطة التفسیر'' کہا جاتا ہے۔ ''السیوف القواطع'' مرکب توصیفی ہے۔

وَأَدْرَکَ هَمَّامًا بأَبْیَضَ صَارِمٍ فَتًی مِنْ بَنِیْ عَمْرٍو طُوَالٌ مُشَایِعُ

ترجمہ:۔ اور پالیا ہمام بن قبیصہ نمری کو (یعنی قتل کردیا) کاٹنے والی سفید تلوار لیکر بنی عمرو کے ایک ایسے نوجوان نے جو طویل القامت اور (دشمنوں کا) تعاقب کرنے والے ہیں۔

تحقیق:۔ اَبیض صارم: سفید کاٹنے والی تیز تلوار۔ طُوال: یہ طویل کا مبالغہ ہے جیسے غراب، خفاف اور کبار ہیں۔ مُشایع: اسم فاعل بمعنی پیچھے آنے والا اور تعاقب کرنے والا۔ اسم مفعول بھی ہوسکتا ہے، بمعنی متبوع۔ ''ابیض'' غیر منصرف ہے اس لئے کسرہ نہیں آیا۔ ''فتی'' بمعنی نوجوان، فِتیان جمع ہے۔

ترکیب:۔ ''من بنی عمرو'' یہ ''ثابت'' سے متعلق ہوکر ''فتی'' کی صفت اولیٰ ہے، طُوال، اور مشایع صفت ثانیہ اور ثالثہ ہے۔

وَقَدْ شَهِدَالصَّفَّیْنِ عَمْرُو بنُ مُحرِزٍ فَضَاقَ عَلَیْهِ الْمَرْجُ وَالْمَرْجُ وَاسِعُ

ترجمہ:۔ اور عمرو بن محرز (جنگ کی) دو صفوں (مروان بن حکم والی صف اور عبداللہ بن زبیر والی صف) میں حاضر ہوا لیکن میدان جنگ اس پر تنگ ہوگیا (شکست کھانے کی وجہ سے) حالانکہ وہ میدان بڑا وسیع ہے۔

تحقیق:۔ ''الصفین'' صف کا تثنیہ ہے ''ضاق'' باب ضرب سے بمعنی تنگ ہونا، ''المرج'' بمعنی میدان جنگ۔

ترکیب:۔ ''والمرج واسع'' جملہ حالیہ ہے۔

فَمَنْ یَّکُ قَدْ لَاقٰی مِنَ الْمَرْجِ غِبْطَةً فَکَانَ لِقَیْسٍ فِیْهِ خَاصٍ وَجَادِعُ

ترجمہ:۔ پس جو شخص مقام مرج (میدان جنگ) میں خوشی پائی ہو (سو وہ اس کا مستحق ہے البتہ) ال قیس کے لئے اس میں خصی کرنے والے اور ناک کان کاٹنے والے بہادر تھے (یعنی ال قیس میدان جنگ میں شکست کھا کر ذلیل ہوگئے تھے۔)

تحقیق:۔ غبطة: خوشی، رشک یعنی جو نعمت دوسروں کے پاس ہے وہ مجھے بھی ملے اور حسد کہتے ہیں کہ دوسروں کی نعمت زائل ہوجائے مجھے ملے یا نہ ملے۔ خاصٍ: اسم فاعل اصل میں خاصی ہے یعنی خصی کرنے والا۔ خصی (ض) سے خصیا، خصاء: خصی کرنا۔ جادع: ناک کاٹنے والا، جدع فتح سے جدعاً: ناک کاٹنا۔

ترکیب:۔ ''خاصٍ و جادع'' یہ کان کا اسم ہے، اور ''لقیس'' یہ ثابتًا'' سے متعلق ہوکر ''کان'' کی خبر ہے اور ''فیه'' کان سے متعلق ہے۔ ''یک الخ'' شرط ہے، جزا ''فھو جدیر به'' محذوف ہے۔

وَقَالَ زُفَرُبْنُ الْحَارِثِ

تعارف وپس منظر:۔ یہ اسلامی شاعر ہیں، ان کا ذکر اس سے قبل اصل کتاب کے صفحہ نمبر ۲۷ پر بھی گزر رہا ہے: معاویہ بن ابی سفیان نے جب اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ بنا دیا تو بہت سے قبائل نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انکار کر دیا، ان قبائل میں قبیلہ قیس بھی تھا، اس قبیلہ کا کہنا تھا کہ یزید کی ماں میسون بنت مالک بن بجدل کلبی ہے جس کی زندگی ناگفتہ بہ ہے اس لئے ہم ابن الکلبیہ (یزید) کو نہیں مانتے، بس یہاں سے بنی امیہ اور آل قیس کے درمیان منافرت کی ابتدا ہوئی جو عرصہ دراز تک رہی، یزید کے انتقال کے بعد یزید کا بیٹا معاویہ خلیفہ بنا اور معاویہ بن یزید کی ماں کا تعلق بھی قبیلہ کلبی سے تھا اور حسان بن مالک بجدل اس کا ماموں تھا اور یہ لوگ اپنی حکومت کے استحکام کی خاطر عبداللہ بن زبیرؓ (جو خلافت کے داعی بن کر خلافت قائم کر چکے تھے) کو قتل کرنا چاہتے تھے جو قبیلہ قیس کو پسند نہیں تھا اس لئے قبیلہ قیس کے ایک شاعر زفر بن الحارث نے عبداللہ بن زبیر کی منقبت وحمایت اور ابن بجدل کی مذمت میں درج ذیل اشعار کہے:

أَفِي اللّٰهِ أَمَّا بَجْدَلٌ وَابْنُ بَجْدَلِ ۔۔۔ فَيَحْيٰى وَأَمَّا ابْنُ الزُّبَيْرِ فَيُقْتَلُ

ترجمہ:۔ کیا اللہ کے حکم میں ہے یہ بات کہ بجدل (حسان بن مالک کا دادا) اور ابن بجدل (حسان بن مالک بن بجدل) زندہ رہیں اور عبداللہ بن زبیرؓ کو قتل کر دیا جائے (یعنی یہ اللہ کا حکم نہیں ہے)

تحقیق:۔ أفي اللّٰه: أي: أفي حكم اللّٰه، ومرضیٰ حكمه ۔ کیا اللہ کے حکم میں سے یہ بات ہے؟ ہمزہ استفہام انکار کیلئے ہے۔ ''أمّا'' حروف ابتدا میں سے ہے جو معنی شرط وجزا کو متضمن ہوتا ہے۔

ترکیب:۔ ہمزہ استفہامیہ مبتدا ہے ''في اللّٰه'' شبہ فعل محذوف سے متعلق ہو کر خبر مقدم ہے اور ''أمّا الخ'' مبتدا موخر ہے پھر پورا جملہ خبر ہے۔

كَذَبْتُمْ وَبَيْتِ اللّٰهِ لَاتَقْتُلُوْنَهُ ۔۔۔ وَلَمَّا يَكُنْ يَوْمٌ أَغَرُّ مُحَجَّلُ

ترجمہ:۔ تم نے (دعویٰ قتل عبداللہ بن زبیر کے بارے میں) جھوٹ بولا ہے، بیت اللہ کی قسم تم اسے (اس وقت تک) قتل نہیں کر سکتے جب تک ایک مشہور اور واضح دن نہ ہو (جس میں گھمسان کی جنگ ہو اور عبداللہ لڑتے ہوئے شہید ہو جائے)

تحقیق:۔ محجل: بمعنی گھوڑے کی ٹانگوں کی روشنی۔ اغرّ: سفید، شریف، جمع غُرٌّ. غرّ (س) غرارةً: چمکنا، روشن ہونا۔ محجل ادمن الفرس: ٹانگوں میں سفیدی والا گھوڑا۔ لمّا یکن: أي لم یکن۔

ترکیب:۔ ''وبیت اللّٰه'' میں واؤ قسمیہ ہے، ''یکن'' کان تامہ ہے ''یومٌ الخ'' مرکب توصیفی ہے۔

وَلَمَّا يَكُنْ لِلْمَشْرَفِيَّةِ فَوْقَكُمْ ۔۔۔ شُعَاعٌ كَقَرْنِ الشَّمْسِ حِيْنَ تَرَجَّلُ

ترجمہ:۔ اور (تم عبداللہ بن زبیر کو کیسے قتل کر سکتے ہو جبکہ) تمہارے سروں کے اوپر اب تک مشرفی تلواروں کی روشنی نہیں چمکی (یعنی تمہاری کھوپڑی میں تلوار نہیں پڑی) آفتاب کے کنارے کی طرح جب وہ بلند ہو۔

تحقیق :۔ ترجل: اصل میں تترجل تھا، ایک تاء کو حذف کر دیا گیا۔ رجل (س) رجلا: ٹانگ کا بڑھ جانا، پیدل چلنا۔ قرن الشمس : سورج کا کنارہ۔ ''لَمَّا'' لم کے معنی میں ہے۔

ترکیب :۔ ''شعاعٌ'' اسم ہے ''یکن'' کا۔ ''ترجل'' کی ضمیر ''شمس'' کی طرف لوٹ رہی ہے۔

وَقَالَ حَسَّانُ بْنُ الْجَعْدِ

تعارف و پس منظر :۔ شاعر، عبداللہ بن حازم کے پاس گیا اور ان کے جوار میں رہنے لگا لیکن اس کی اتنی خاطر و مدارت نہیں کی گئی جتنی کی اس کو توقع تھی، اسی کے بارے میں کہتا ہے:......

أَبْلِغْ بَنِي حَازِمٍ أَنِّي مُفَارِقُهُمْ وَقَائِلٌ لِجِمَالِي غُدْوَةً بِينِي

ترجمہ :۔ اے مخاطب! بنی حازم کو میرا یہ پیغام پہنچا دیجئے کہ بیشک میں ان سے الگ ہونے والا ہوں اور صبح کے وقت اپنے اونٹوں سے کہنے والا ہوں کہ (اس علاقہ سے) جدائی اختیار کر لو۔

تحقیق :۔ جمال: اونٹ اس کا مفرد جمل ہے۔ غدوۃ: فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان کا وقت، جمع غدا۔ بِيني: صیغہ امر حاضر مؤنث۔ بان (ض) بینا، جدا ہونا۔

ترکیب :۔ ''أنّي الخ'' جواب امر ہے، ''بيني'' مقولہ ہے ''قائلٌ'' کا۔

إِنِّيْ امْرُؤٌ غَرِضٌ مِنْ كُلِّ مَنْزِلَةٍ لَاشِدَّتِي تُبْتَغَى فِيهَا وَلَالِينِي

ترجمہ :۔ بیشک میں ہر اس منزل سے مستغنی ہونے والا ہوں جہاں میری شدت (شر) اور نرمی (خیر) طلب نہ کی جائے، (یعنی جس علاقہ کے لوگ میری طرف توجہ نہ دیں وہاں سے میں چلا جاتا ہوں)

تحقیق :۔ غرضٌ: صیغہ صفت: اکتانے والا، غرض منہ (س) غرضا: اکتانا، تنگ دل ہونا۔ ''شدتی'' سے شر مراد ہے، ''لینی'' بمعنی نرمی، یہاں خیر مراد ہے ''تبتغی'' بمعنی طلب کرنا ''امرؤ'' کے عین کلمہ اور فا کلمہ دونوں میں ایک ہی طرح کے اعراب آتے ہیں۔ یہ اس کی خصوصیت ہے۔

ترکیب :۔ لاشدتی تبتغی فیھا ''منزلۃ'' کی صفت ہے۔ ''شدتی'' ''لا'' کا اسم ہے اور ''تبتغی فیھا'' اس کی خبر ہے اور ''لالینی'' کا عطف ''لاشدتی'' پر ہے۔ ''غرض'' صفت ہے ''امرؤ'' کی۔

وَقَالَ الْقَتَّالُ الْكِلَابِيُّ

تعارف و پس منظر :۔ یہ اسلامی شاعر ہیں، ان کا ذکر باب الحماسہ میں دو دفعہ آیا ہے، ایک صفحہ ۳۴ پر ہے، دوسرا یہاں صفحہ ''۱۱۱'' پر ہے:

إِذَا هَمَّ هَمًّا لَمْ يَرَ اللَّيْلَ غُمَّةً عَلَيْهِ وَلَمْ تَصْعُبْ عَلَيْهِ الْمَرَاكِبُ

ترجمہ :۔ جب وہ (کسی کام کا) ارادہ کرتا ہے پکا ارادہ تو وہ رات کو بھی پریشان کن نہیں سمجھتا (جبکہ تاریک رات میں سفر کرنا مشکل ہوتا ہے) اور اس پر سواریاں مشکل نہیں ہوتیں (بلکہ بے دھڑک کسی بھی سواری میں سوار ہو کر سفر شروع کر دیتا ہے)

تحقیق:۔غمۃ: غم اور پریشانی، جمع غُمَم ہے، اصل میں ''غمہ'' ایسے امر مبہم کو کہا جاتا ہے جس میں خیر وشر کا پہلو معلوم نہ ہو، ''تصعب'' باب کرم سے بمعنی مشکل ہونا ''مراکب'' مرکب کی جمع ہے بمعنی سواری۔

ترکیب:۔''هما'' مفعول مطلق ہے۔''لم یری الخ'' جزا ہے۔

قَرَى الْهَمَّ إِذْ ضَافَ الزَّمَاعُ فَأَصْبَحَتْ مَنَازِلُهُ تَعْتَسُّ فِيهَا الثَّعَالِبُ

ترجمہ:۔وہ ارادے کی مہمان نوازی کرتا ہے جب اسکا ارادہ مہمان بن جائے (یعنی ارادے کے مطابق وہ کام کر گزرتا ہے جس طرح مہمانوں کی خاطر تواضع کی جاتی ہے) پس اس کا گھر اس طرح (خالی) ہو جاتا ہے کہ اس میں لومڑیاں آتی جاتی رہتی ہیں۔

تحقیق:۔ قریٰ: (ض) قریٰ، قُریٰ: مہمان نوازی کرنا۔ضاف: (ض) ضیفاً: مہمان بننا۔ زماع: تیزی، پختہ ارادہ، کسی کام کو کرگزرنا۔زمع: (س) زَمعاً، زِماعاً: تیز ہونا، پختہ ارادہ کرنا۔فتح سے زَمعاناً: تیز چلنا۔تعتس: افتعال سے مجرد نصر سے مشکوک لوگوں کی تلاش میں رات کو چکر لگانا۔''ثعالب'' ثعلب کی جمع ہے بمعنی لومڑی، مکار جانور۔

ترکیب:۔''الھم''، ''قریٰ'' کا مفعول بہ ہے، اور ''الزماع'' ''ضاف'' کا فاعل ہے۔''اذ ضاف الخ'' مفعول ثانی ہے ''قری'' کا یا ظرف ہے ''الھم'' مفعول اول ہے۔

جَلِيدٌ كَرِيمٌ خِيمُهُ وَطِبَاعُهُ عَلٰى خَيْرِ مَا تُبْنٰى عَلَيْهِ الضَّرَائِبُ

ترجمہ:۔وہ قوی ہے، اس کی سرشت شریف ہے اور اس کی طبیعت اس بہترین چیز پر (پیدا کی گئی) ہے جس پر اچھی طبیعتوں کی بنیاد رکھی جاتی ہے (یعنی وہ نجیب الطرفین ہونے کے ساتھ سخی اور بہادر بھی ہے)

تحقیق:۔جلید باب کرم سے بمعنی: مضبوط۔خیم: طبعت، خصلت بکسر الخا ہے۔ضرائب: مفرد اس کا ضریبۃ ہے بمعنی: خصلت، عادت۔

ترکیب:۔''طباعہ'' مبتدا ہے اور ''علی خیر'' اس کی خبر ہے۔''خیمہ'' فاعل ہے ''کریمٌ'' کا ''جلیدٌ کریم'' مرکب توصیفی کے بعد مبتدا محذوف ''ھو'' کی خبر ہے۔

إِذَا جَاعَ لَمْ يَفْرَحْ بِأُكْلَةِ سَاعَةٍ وَلَمْ يَبْتَئِسْ مِنْ فَقْدِهَا وَهُوَ سَاغِبُ

ترجمہ:۔جب وہ بھوکا ہوتا ہے تو تھوڑے بہت عارضی کھانے پر خوش نہیں ہوتا (یعنی مالداری پر اتراتا نہیں ہے) اور کھانے کے نہ ہونے سے پریشان اور غمگین نہیں ہوتا جس حال میں وہ بھوکا ہے (یعنی فقر وفاقہ پر جزع فزع نہیں کرتا بلکہ صبر کرتا ہے)

تحقیق:۔یبتئس: افتعال سے ابتئاساً: مایوس وغمگین ہونا۔مادہ ''ب،ء،س'' ہے۔ساغب: بھوکا۔سغب (ن) سغباً، سغوباً وسغب (س) سغباً: بھوکا ہونا۔''اکلۃ'' بفتح الھمزہ بمعنی ایک مرتبہ کا کھانا وبضم الھمزہ بمعنی لقمہ ''فقد'' باب کرم ونصر سے بمعنی گم ہو جانا ''جاع'' باب نصر سے بمعنی بھوکا ہونا۔

ترکیب:۔''لم یفرح الخ'' جزا ہے، ''وھو الخ'' جملہ حالیہ ہے۔

يَرَى أَنَّ بَعْدَ الْعُسْرِ يُسْرًا وَلَا يَرٰى إِذَا كَانَ يُسْرٌ أَنَّهُ الدَّهْرَ لَازِبُ

ترجمہ:۔وہ اعتقاد رکھتا ہے کہ بیشک پریشانی کے بعد خوشی ہوتی ہے (اس لئے وہ تنگی پر صبر کرتا ہے) اور وہ یہ خیال نہیں کرتا کہ جب آسانی

آجائے تو وہ پوری زندگی تک ہمیشہ رہے گی۔ (اس لئے وہ خوشحالی پر اتراتا نہیں ہے۔)

تحقیق:۔ لازب'' بمعنی ثابت ولازم۔لزوما: ثابت ہونا، چپک جانا۔

ترکیب:۔ ''کان یسراً'' میں ''کان'' تامہ ہے، ''أنہ الدھر'' پورا جملہ ''لا یری'' کا مفعول بہ ہے۔اور ''الدھر'' ''لازب'' کیلئے ظرف مقدم ہے۔''

وَقَالَ أَوْسُ بْنُ حَبْنَاءَ

تعارف وپس منظر:۔ ان کا ذکر صرف یہاں آیا ہے، یہ اسلامی شاعر ہیں اور قبیلہ تمیم سے تعلق ہے، ''حبناء'' شاعر کی ماں کا نام ہے۔

إِذَا الْمَرْءُ أَوْلَاکَ الْهَوَانَ فَأَوْلِهِ ۔۔۔ هَوَانًا وَإِنْ كَانَتْ قَرِيبًا أَوَاصِرُهُ

ترجمہ:۔ جب کوئی شخص تجھے ذلت میں مبتلا کرے تو تو بھی اسے ذلت میں مبتلا کر اگر چہ اس کی رشتہ داری قریب ہو (تا کہ برائی کا بدلہ برائی سے ہو جائے)

تحقیق:۔ اولاک ''یہ ایلاءً'': سے بمعنی قریب کرنا۔ یہاں عطاء کرنے کے معنی میں ہے۔ أو اصر: اس کا واحد ''آصرۃ'' بمعنی رشتہ تعلق۔ ''أَوْلِ'' باب افعال سے امر کا صیغہ ہے، آخر میں یا محذوف ہے۔ ''ھوانا'' باب نصر کا مصدر ہے بمعنی ذلت۔

ترکیب:۔ ''قریبًا'' خبر مقدم ہے ''کانت'' کی اور ''اواصرہ'' اسم مؤخر ہے، قاعدہ کے مطابق ''قریبۃ'' مؤنث کا صیغہ ہونا چاہیئے تھا لیکن مذکر بھی جائز ہے جیسا کہ آیت ''ان رحمۃ اللّٰہ قریبٌ'' میں ہے۔

فَإِنْ أَنْتَ لَمْ تَقْدِرْ عَلَى أَنْ تُهِينَهُ ۔۔۔ فَذَرْهُ إِلَى الْيَوْمِ الَّذِي أَنْتَ قَادِرُهُ

ترجمہ:۔ بس اگر تو اس کو ذلیل کرنے پر قادر نہ ہو تو پھر اسے اس دن کے لئے چھوڑ دو جس دن تو اس (کو ذلیل کرنے) پر قادر ہوگا۔

تحقیق:۔ ''تُھین'' باب افعال سے بمعنی اہانت کرنا ''ذر'' باب ضرب سے امر کا صیغہ ہے، وذر مادہ ہے ''قادرہ'' اصل میں ''قادر فیہ'' ہے، حرف جار کو حذف کر کے ضمیر کو ملادی گئی ہے۔

ترکیب:۔ ''فذرہ الخ'' جزاً ہے۔

وَقَارِبْ إِذَا مَا لَمْ تَكُنْ لَكَ حِيلَةٌ ۔۔۔ وَصَمِّمْ إِذَا أَيْقَنْتَ أَنَّكَ عَاقِرُهُ

ترجمہ:۔ اگر (اس کو مارنے کا) تمہارے پاس کوئی تدبیر نہ ہو تو (تدریجاً) اس کے قریب ہوتا جا (تا کہ قریب جا کر مار سکو) جب تمہیں یہ یقین ہو جائے کہ تو اس کا پاؤں کاٹ سکتا ہے تو اپنے ارادے پر ثابت قدم رہو (یعنی اس کو قتل کر دو)

تحقیق:۔ صمم: تصمیماً: پختہ ارادہ کرنا، ارادہ میں ثابت قدم رہنا۔ باب تفعیل سے امر کا صیغہ ہے، ''مالم تکن'' میں ''ما'' زائدہ ہے ''حیلۃٌ'' کی جمع حیل ہے بمعنی تدبیر۔ عاقر: ٹانگیں کاٹنے والا۔ عقر (ض) عقرًا: ٹانگ کاٹنا، جانور کے کھر کاٹنا۔

ترکیب:۔ ''وقارب'' جزاً مقدم ہے ''تکن'' کان تامہ ہے ''صمم'' جزاً مقدم ہے۔

وَقَالَ آخَرُ

إِنِّي إِذَامَاالْقَوْمُ كَانُوا انْجِيَهْ　　وَاضْطَرَبَ الْقَوْمُ اضْطِرَابَ الْأَرْشِيَهْ

ترجمہ:۔ بیشک میں (خبر اگلا شعر ہے) جب قوم سرگوشی کرنے لگے (سخت مصیبت آنے کی وجہ سے) اور قوم ڈول کی رسیوں کی طرح متذبذب اور متزلزل ہو (سب کسی ایک رائے پر جمع نہ ہو۔)

تحقیق:۔ انجیۃ: اس کا مفرد نجی ہے جو مفرد اور جمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے بمعنی سرگوشی کرنے والا۔ ارشیۃ: اس کا واحد رشاء بمعنی رسی۔

ترکیب:۔ ''ماالقوم'' میں ''ما'' زائدہ ہے ''انجیه'' خبر ہے ''کانوا'' کی ''اضطراب الارشیة'' مفعول مطلق ہے۔

وَشُدَّ فَوْقَ بَعْضِهِمْ بِالْأَرْوِيَهْ　　هُنَاكَ أَوْصِيْنِيْ وَلَا تُوْصِيْ بِيَهْ

ترجمہ:۔ اور بعض لوگوں کو رسیوں سے باندھ دیا گیا ہو (سواری سے تاکہ گر نہ پڑے) اس ہو کے عالم میں مجھے (ان کمزوروں کو بچانے کی) وصیت کر اور (انہیں) میرے بارے میں وصیت نہ کر (کہ وہ مجھے بچائیں کیونکہ مجھے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔)

تحقیق:۔ ارویۃ: اس کا مفرد رِواء ہے: بمعنی رسی۔ اوصینی بہ فلانا ایصاء: سفارش کرنا۔ اوصیٰ الیہ: وصیت کرنا۔ ''شُدَّ'' باب نصر سے ماضی مجہول ہے بمعنی باندھنا۔

ترکیب:۔ ''لاتوصی بیہ'' اصل میں ''لاتوصی بی'' ہے ''بی'' کے آخر میں ہاء سکتہ بڑھادی گئی ہے اس لئے یاء پر فتح دیا گیا ہے۔ ''لاتوصی'' کا مفعول ''هم'' محذوف ہے۔ ''اوصینی الخ'' ماقبل شعر میں موجود ''انّی'' کی خبر ہے ''فوق الخ'' نائب فاعل ہے ''شُد'' کا، چونکہ لفظ فوق بین کی طرح لازم النصب ہے اس لئے رفع نہیں آئے گا۔

وَقَالَ الْمُتَلَمِّسُ

تعارف و پس منظر:۔ یہ جاہلی شاعر ہے جس کے قبیلہ اور قبیلہ بنو بکر بن وائل کے درمیان جنگ چھڑ گئی، جس میں بہت سارے لوگ طرفین کے مارے گئے اور اس میں منذر بن نعمان لخمی نے بھی بنو بکر کی مدد کی، اس سلسلے میں شاعر اپنی قوم کو بکر بن وائل و منذر کے خلاف ابھار رہا ہے۔

شاعر کا نام جریر بن عبدالمسیح بن عبداللہ ہے، جاہلی شاعر ہے۔ المتلمس لقب ہے، اصل نام جریر بن عبدالمسیح یا بقول تبریزی جریر بن عبدالعزیٰ ہے، شاعر کا سلسلۂ نسب قبیلہ ضبیعہ بن ربیعہ بن نزار تک پہنچتا ہے، مشہور شاعر طرفہ بن العبد متلمس کا بھانجہ ہے جو عموماً متلمس کی ہجو بیان کرتا تھا۔ ابن سلام نے شاعر متلمس کو شعراء جاہلیت کے طبقہ سابعہ میں شمار کیا ہے جیسے سلامہ بن جندل، الحصین بن الحمام اور المسیب بن علس وغیرہ ہیں جو مقلین اور طبقہ سابعہ میں شامل ہیں۔

شاعر کے قبیلے قبیلہ ضبیعہ بن ربیعہ اور بکر بن وائل کے درمیان جنگ ہوئی تھی جس میں حلیف ہونے کے باوجود بنی ذھل بن ثعلبہ بن عکابہ نے قبیلہ ضبیعہ کے ساتھ تعاون نہیں کیا جبکہ حلیف نہ ہونے کے باوجود نعمان منذر لخمی نے بکر بن وائل کی مدد کی، شاعر اسی جنگ کا

تذکرہ کر رہا ہے۔

شاعر کا ذکر صرف حماسہ میں یہاں آیا ہے، جبکہ اس کا تذکرہ مقامات وغیرہ میں بڑی تفصیل سے آیا ہے۔ شاعر کا نام جریر بن عبد المسیح ہے، چونکہ شاعر نے درج ذیل اشعار میں سے ایک مصرع میں لفظ ''المتلمس'' استعمال کیا ہے اس لئے یہ لقب پڑ گیا ہے۔

اَلَمْ تَرىٰ اَنَّ الْمَرْءَ رَهْنُ مَنِيَّةٍ صَرِيْعًا لِعَافِي الطَّيْرِ أَوْسَوْفَ يُرْمَسُ

ترجمہ:۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ بیشک انسان موت کی مرہون منت ہے (یعنی مرنا یقینی ہے، اب موت کی دو صورتیں ہیں) جس حال میں وہ گوشت کھانے والے پرندوں کے لئے (میدان جنگ میں) پڑا ہوا ہوگا (جو عزت کی موت ہے) یا (طبعی موت مرے گا اور) اسے عنقریب قبر میں دفن کیا جائے گا (جو ذلت کی موت ہے)

تحقیق:۔ عافی: بخشنے والا، گھاس پانی تلاش کرنے والا۔ جمع عفاة ہے۔ یُرمس: مضارع مجہول (ن) رمساً: دفن کرنا۔ ''ترى'' یہاں تعلم کے معنی میں ہے ''صریع'' باب فتح سے بمعنی پچھاڑا ہوا ہونا ''منیة'' بمعنی موت، منایا جمع ہے، ''رھن'' باب سمع وفتح سے بمعنی گروی رکھنا۔ یہاں مصدر مفعول کے معنی میں ہے۔

ترکیب:۔ ''رھنُ'' خبر انّ ہے ''صریعًا'' حال ہے ''المرأ'' سے۔

فَلا تَقْبَلَنْ ضَيْمًا مَخَافَةَ مِيْتَةٍ وَمُوْتَنْ بِهَا حُرًّا وَجِلْدُكَ أَمْلَسُ

ترجمہ:۔ پس تو موت کے خوف سے ظلم کو قبول نہ کر (بلکہ مقابلہ کر) اور شرافت کی موت مر (یعنی مقابلہ کر کے مر) جس حال میں تیری کھال (وجود۔ جسم) پاک صاف ہو (یعنی شرمندگی اور ذلت کا داغ نہ ہو)

تحقیق:۔ املس۔ ملس (س) ملسا، نرم وچکنا ہونا۔ ''لاتقبلن'' میں نون موکد خفیفہ ہے ''مِتیة'' بکسر المیم بمعنی ایک قسم کی موت، خاص قسم کی موت، بفتح المیم بمعنی مردہ، باب نصر وسمع ہے۔ ''مُوتن'' موت سے امر کا صیغہ ہے، آخر میں نون موکد خفیفہ ہے۔ ''جلد'' بکسر الجیم بمعنی کھال، چمڑی وبفتح الجیم بمعنی کوڑے، جلود جمع ہے۔

ترکیب:۔ ''حرأ'' ''موتن'' کی ضمیر سے حال اول اور ''وجلدک الخ'' حال ثانی ہے۔ ''مخافةَ'' مفعول لہ ہے۔ ''بھا'' کی ضمیر ''میتةِ'' کی طرف لوٹ رہی ہے۔

فَمِنْ طَلَبِ الْأَوْتَارِ مَاحَزَّ أَنْفَهُ قَصِيْرٌ وَخَاضَ الْمَوْتَ بِالسَّيْفِ بَيْهَسُ

ترجمہ:۔ اور (جذیمہ بادشاہ کے) انتقام وقصاص کی طلب کی وجہ سے ہی تو قصیر (جو جذیمہ کا دوست تھا) نے اپنی ناک کاٹی (تاکہ اس حیلہ سے انتقام لیا جا سکے) اور بیہس (جو بنی فزارہ کا آدمی ہے) تلوار لیکر موت میں جا گھسا۔

نوٹ:۔ اس مصرع میں دو واقعات کی طرف اشارہ ہے (ا) جذیمة الابرش نامی بادشاہ نے شہزادی زباً سے زبردستی نکاح کیا اور زباً نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جذیمہ کو قتل کر کے حکومت پر قبضہ کر لیا، لیکن جذیمہ کے دوست ومصاحب قصیر نے جذیمہ کا انتقام اور قصاص لینے کے لئے اپنی ناک کاٹی اور مظلوم بنکر زباً کے پاس پہنچ گیا اور اسے یہ باور کرایا کہ جذیمہ کے وارثین نے مجھے آپ کا حمایتی قرار دیکر مثلہ کیا ہے، اس پر زباً نے اسے اپنے خادمین میں شامل کر لیا، چند دنوں کے بعد قصیر نے زباً کو قتل کر دیا، یہ واقعہ اول کا خلاصہ

ہے۔(۲) دوسرا واقعہ یہ ہے کہ بیہس بنی فزارہ کا ایک احمق آدمی ہے جس کا لقب نعامہ ہے، جب دشمنوں نے اس کے سات بھائیوں کو قتل کر دیا تو وہ قمیص کو شلوار کی جگہ اور شلوار کو قمیص کی جگہ پہننے لگا اور ننگی تلوار ہاتھ میں لئے علاقے میں گھومنے لگا، جب لوگوں نے پوچھا تو اس نے جواب دیا

اَلْبَسُ لِكُلِّ حَالَةٍ لَبُوْسَهَا ÷ اِمَّا نَعِيْمُهَا وَاِمَّا بُوْسُهَا

یعنی میں حالات کے مطابق لباس زیب تن کرتا ہوں، چونکہ ابھی مصیبت کا دور ہے اس لئے لباس بھی الٹا پہنا اور ننگی تلوار سے ہر شخص کو قتل کروں گا۔اس پر قوم نے اس کی مدد کی اور وہ بھائیوں کا قصاص لینے میں کامیاب ہو گیا۔

تحقیق:۔اَوْتار: اس کا مفرد ''وتر'' ہے بمعنی قصاص، انتقام۔حزّ: (ن) حزاً: کاٹنا۔''خاض'' باب نصر سے بمعنی داخل ہونا، گھسنا۔

ترکیب:۔''ماحز'' میں ''ما'' زائدہ ہے یا مصدریہ ہے۔''قصیر'' فاعل ہے۔''بیہس'' فاعل ہے ''خاض'' کا۔

نَعَامَةٌ لَمَّا صَرَّعَ الْقَوْمُ رَهْطَهُ تَبَيَّنَ فِيْ أَثْوَابِهِ كَيْفَ يَلْبَسُ

ترجمہ:۔(وہ بیہس) نعامہ ہے، جب اس کی جماعت (سات بھائیوں) کو قوم نے قتل کر دیا تو وہ کس طرح لباس میں ظاہر ہوا؟ (یعنی شلوار کی جگہ قمیص اور قمیص کی جگہ شلوار پہن کر ظاہر ہوا)

تحقیق:۔صرّع: باب تفعیل سے تصریعا: بمعنی پچھاڑنا، مارڈالنا۔

ترکیب:۔''نعامة: پہلے شعر میں موجود ''بیہس'' سے بدل یا عطف بیان ہے۔

وَمَا النَّاسُ إِلَّا مَا رَأَوْا وَتَحَدَّثُوْا وَمَا الْعَجْزُ إِلَّا أَنْ يُّضَامُوْا فَيَجْلِسُوْا

ترجمہ:۔اور لوگ اعتبار نہیں کرتے (کسی فعل کا) مگر وہ جس کو وہ دیکھ لیں اور اس میں گفتگو کریں (یعنی گفتار کے بجائے کردار کا غازی بنا) عجز اور بے بسی اس کے علاوہ نہیں ہے کہ ان پر ظلم کیا جائے اور وہ بیٹھے رہیں (اینٹ کا جواب پتھر سے نہ دیں)

تحقیق:۔''وما الناس'' میں ''ما'' نافیہ ہے اور اس کے بعد فعل ''یحزم'' محذوف ہے،''العجز'' باب سمع سے بمعنی بے بسی، ''یضاموا'' باب نصر سے بمعنی ظلم کرنا۔

ترکیب:۔''الناسُ'' کے بعد ''فعلاً'' محذوف ہے جو کہ مستثنیٰ منہ ہے ''راوا'' کے بعد ضمیر مفعول محذوف ہے جس کا مرجع ماموصولہ ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْجَوْنَ أَصْبَحَ رَاسِيًا تُطِيْفُ بِهِ الْأَيَّامُ مَا يَتَأَيَّسُ

ترجمہ:۔کیا تو نے جون (یمامہ میں ایک قلعہ ہے) کو نہیں دیکھا جو اب تک ثابت وقائم ہے حالانکہ حوادث زمانہ اس پر آئے ہیں، پھر بھی وہ تابع نہیں بنا (نہ ہی ختم ہو گیا)۔

تحقیق:۔راسیا: رسو مادہ باب نصر سے ہے، اصل میں ''راسوا'' تھا، واؤ کسرہ کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے یاء سے بدل دیا گیا ہے، بمعنی قائم وثابت۔تطیف بہ: أطاف بالشیء: نازل ہونا، احاطہ کر لینا۔مادہ (ط،و،ف) ہے۔یتأیس: از تفعل: تابع ہونا، نرم ہونا۔أیس: (س) أیسا، إیاسا: ناامید ہونا۔''الجون'' یمامہ میں ایک قلعہ کا نام ہے جسے اہل یمامہ نے تبع اصغر کے حملے سے بچاؤ کے لئے تعمیر کیا تھا ''الایام'' حوادث زمانہ مراد ہے۔

ترکیب:۔ ''تطیف'' یا صفت ہے ''راسیًا'' کی، یا خبر ثانی ہے ''اصبح'' کی یا حال ہے۔

عَصٰی تُبَّعًا أَیَّامَ أُهْلِكَتِ الْقُرٰی　　یُطَانُ عَلَیْهِ بِالصَّفِیْحِ وَیُكْلَسُ

ترجمہ:۔ اس (جون نامی قلعہ) نے بادشاہ تبع اصغر کی نافرمانی کی (کہ وہ اسے فتح نہیں کرسکا) جب کہ بہت سی بستیاں برباد کردی گئیں (لیکن یمامہ محفوظ رہا) جس حال میں جون نامی قلعہ پر سفید پتھر لگایا گیا تھا اور چونا لیپا گیا تھا۔

تحقیق:۔ یطان: یجعل، معناه فی الحقیقة. حسن عمل الطین. یطان: طان (ن) طَیناً: گارے سے لیپنا۔ صفیح: سفید، چکنا پتھر۔ یکلس: مضارع مجہول کلس (ض) کلساً: چونے یا گچ سے لیپنا، چونا لگانا۔ ''عــصــی'' باب ضرب سے بمعنی نافرمانی کرنا، ''القری'' قریۃ کی جمع ہے بمعنی بستی، ''تبع'' نامی کئی بادشاہ گزرے ہیں، یہاں تبع اصغر مراد ہے، مزید تفصیل کے لئے راقم الحروف کی کتاب ''تاریخ العرب والقدس'' ملاحظہ ہو۔

ترکیب:۔ ''بالصفیح'' نائب فاعل ہے ''یُطان'' کا باءً حرف جر تعدیہ کے لئے ہے ''یُطان الخ'' جملہ حالیہ ہے۔

هَـلُـمَّ إِلَیْهَـا قَدْ أُثِیْرَتْ زُرُوْعُهَا　　وَعَـادَتْ عَـلَیْهَـا الْمَنْجَنُوْنُ تَكَدَّسُ

ترجمہ:۔ اے نعمان! تو یمامہ کی طرف آ (تاکہ تمہیں اپنے کئے کی سزا ملے) تحقیق یمامہ کے کھیت درست کئے گئے ہیں، اور ایسے رہٹ نے اس پر احسان (پانی ڈالا ہے) کیا ہے جو مسلسل چلتا ہے (یعنی یہاں کے لوگ تم سے مقابلہ کے لئے مستعد ہیں)

تحقیق:۔ اُثیرت: ماضی مجہول باب افعال سے ہے: أثار الارض: زمین کو زراعت کیلئے درست کرنا۔ المنجنون: رہٹ۔ تکدس: ایک دوسرے کے اوپر ہونا۔ کدس: (ض) کدساً: دفع کرنا۔ مسلسل چلنا ''زروع'' زرع کی جمع ہے بمعنی کھیت۔ عادت: عاد (ن) عوداً: لوٹنا۔ عاد (ض) عیادۃً: عیادت کرنا۔ بصلہ باؤ علی بمعنی نیکی کرنا۔

ترکیب:۔ ''تکدس'' یہ ''المنجنون'' سے حال واقع ہے۔ یا صفت ہے، صفت کی صورت میں ''المنجنون'' میں الف عہد ذہنی ہوگا۔

وَذَاكَ أَوَانُ الْعِـرْضِ حَیٌّ ذُبَابُهُ　　زَنَـابِیْـرُهُ وَالْأَزْرَقُ الْـمُتَلَمِّسُ

ترجمہ:۔ اور یہ مقام عرض کو دیکھنے کا زمانہ ہے کیونکہ اس کی مکھیاں یعنی بھڑیں اور خوشبو تلاش کرنے والی نیلی تتلیاں زندہ (نشاط میں) ہیں۔

نوٹ:۔ شاعر نے چونکہ اس مصرع میں لفظ ''المتلمس'' استعمال کیا ہے اس لئے شاعر کا لقب بھی یہ لفظ ہوگیا ہے۔

تحقیق:۔ ''زنابیر'' اس کا مفرد ''زنبور'' ہے بمعنی بھڑ، الازرق: نیلی تتلی۔ المتلمس: لفظی معنی ہے تلاش کرنے والا: یہ ایک مشہور شاعر جاہلی کا لقب ہے، اصل نام جریر بن عبد المسیح ہے۔ عرض: یہ یمامہ میں ایک وادی کا نام ہے۔ ''ذباب'' بمعنی مکھی۔

ترکیب:۔ ''زنابیر'' بدل ہے ''ذبابۃ'' سے ''حيٌّ'' خبر مقدم اور ''زنـابیـره الخ'' مبتدأ مؤخر ہے۔ ''الازرق الـمتـلمس'' مرکب توصیفی ہے۔

یَـكُـوْنُ نَـذِیْـرٌ مِّنْ وَّرَائِـیْ جُنَّةً　　وَیَـنْـصُـرُنِـیْ مِنْهُمْ جُلَيٌّ وَأَحْمَسُ

ترجمہ:۔ (اے نعمان! اگر تو یمامہ آئے) تو بنو نذیر میرے آگے سے ڈھال ہوں گے (یعنی مدد کریں گے) اور ان میں سے بنی جلی واحمس میری مدد کریں گے۔

تحقیق:۔جنۃ: ڈھال، پردہ، جمع جنن ہے۔''نـذیـر'' جلی اوراحمس قبیلہ بحیلہ کی شاخیں ہیں'' ورأ'' بمعنی پیچھے یہاں آگے کے معنی میں ہے۔

ترکیب:۔''یکونُ'' سے نیا جملہ شروع ہورہا ہے، اگر یہ جواب امر (ھلم) ہوتا تو یکن ہونا چاہئیے تھا''جنۃ'' خبر ہے''یکون'' کی۔

وَجَمْعَ بَنِیْ قُرَّانَ فَاعْرِضْ عَلَیْهِمْ فَاِنْ یَّقْبَلُوْاهَاتَاالَّتِیْ نَحْنُ نُوْبَسُ

ترجمہ:۔اے نعمان! تو (گفتگو کے لئے) بنی قران کی جماعت (جو ہمارے اپنے بندے ہیں) کے پاس آ اور اپنا مسئلہ (یمامہ پر قبضہ کرنے کا) ان کے سامنے پیش کر، پس اگر وہ اسے قبول کریں جس پر ہمیں مجبور کیا جارہا ہے (تو ہم بھی قبول کرلیں گے)

تحقیق:۔ھاتا: اسم اشارہ مؤنث قریب کے لئے ہے، یہ لوگ شروع میں ''ھا'' حرف تنبیہ داخل کرتے ہیں۔نوبس: اَبس (ض) اَبساً، بدسلوکی سے پیش آنا، ڈرانا، ملامت کرنا، یہاں مجبور کرنا مراد ہے۔''قرّان'' بروزن''رُمّان'' یمامہ کی ایک جگہ کا نام ہے، علمیت اور عجمہ کی بنا پر غیر منصرف ہے۔

ترکیب:۔''وجمع بنی قران'' فعل محذوف''ائت'' کی وجہ سے منصوب ہے، اور''فإن یقبلوا'' شرط ہے اور جواب شرط محذوف ہے ''نقبل''۔''التی'' میں الف لام عوض مضاف الیہ میں ہیں، اصل عبارت یوں ہے''ھٰذہٖ التی نحن نکرہ علیھا''''فاعرض'' جواب امر ہے۔

فَاِنْ یَّقْبَلُوْابِالْوُدِّ نَقْبَلْ بِمِثْلِهٖ وَاِلَّا فَاِنَّا نَحْنُ آبٰی وَاَشْمَسُ

ترجمہ:۔پس اگر وہ (یمامہ پر تمہارے قبضہ کرنے کو) خوشی کے ساتھ قبول کرلیں تو ہم بھی اسی طرح (خوشی سے) قبول کرلیں گے (کیونکہ وہ ہمارے بڑے ہیں) ورنہ (اگر وہ قبول نہ کریں بلکہ انکار کریں) ہم بہت زیادہ انکار کرنے والے ہیں (تمہیں قطعاً قبضہ کرنے نہیں دیں گے)

تحقیق:۔ آبیٰ: (ف) اَبیٰ اِباءً: انکار کرنا۔اسم تفضیل ہے بہت زیادہ انکار کرنے والا۔اَشمس :صیغہ تفضیل: شمس (ن) شُموساً، شماساً: انکار کرنا۔''ود'' باب سمع سے بمعنی محبت، خوشی۔''اِلّا'' حرف استثناء نہیں ہے بلکہ''اِنْ'' شرطیہ اور لازائدہ دونوں ملے ہیں۔

ترکیب:۔''فإن یقبلوا'' پہلے شعر میں''إن یقبلوا'' سے بدل ہے،''نقبل'' جزا ہے۔

وَاِنْ یَّکُ عَنَّافِیْ حُبَیِّبَ تَثَاقُلُ فَقَدْ کَانَ مِنَّامِقْنَبٌ مَایُعَرِّسُ

ترجمہ:۔اور اگر بنی حبیّب (کے دلوں میں) ہماری طرف سے کوئی بوجھ ہو (کہ وہ ہمارا تعاون نہ کریں تو کوئی پرواہ نہیں کیونکہ) تحقیق ہماری طرف سے مقنب نامی لشکر (جو لگ بھگ تین سو افراد پر مشتمل ہوتا ہے) ہے جو آخری رات میں بھی آرام کے لئے پڑاؤ نہیں ڈالتا (جبکہ عام دستور آخری رات پڑاؤ ڈالنے کا ہے)

تحقیق:۔مقنب: گھوڑواں کی جماعت، جمع مقانب، مادہ''ق،ن،ب'' ہے۔یعرس: تفعیل سے تعریساً: آخر شب میں آرام کیلئے اترنا۔''تثاقل'' باب تفاعل سے بمعنی بوجھ۔ثلاثی مجرد میں باب کرم سے آتا ہے۔

ترکیب:۔''تثاقل'' اسم ہے''یک'' کا''مقنب'' اسم ہے''کان'' کا''مایعرس'' میں ما زائدہ ہے اور''یعرس'' صفت ہے''مقنب'' کی۔

وَقَالَ سَعْدُبْنُ نَاشِبِ

تعارف وپس منظر:۔ یہ اسلامی شاعر ہیں، باب الحماسہ میں ان کا ذکر تین جگہ پر آیا ہے، ایک صفحہ ۱، اور دو دفعہ صفحہ ۱۱۴، پر آیا ہے۔

تُـفَـنِّـدُنِیْ فِیْمَا تَرٰی مِنْ شَرَاسَتِیْ وَشِـدَّةِ نَفْسِیْ أُمُّ سَعْدٍ وَمَا تَدْرِیْ

ترجمہ:۔ میری سخت طبیعت اور ناموافق مزاج کو دیکھ کر ام سعد مجھے ضعیف العقل اور پاگل قرار دیتی ہے (جبکہ میں عقلمند و ہوشمند ہوں) اور وہ (میری حقیقی طبعیت کو) جانتی نہیں۔

تحقیق:۔ تُـفـنـدنی: مصدر تفنید ا: تفعیل سے، ملامت کرنا، خطا کار ٹھہرانا، ضعیف العقل بنانا۔ فند (س) فنداً: کھوسٹ ہونا، بڑھاپے کی وجہ سے ضعیف العقل ہونا۔ شراستی: بدخلقی، شرس (س) شراسۃً: بدخلق ہونا۔ شدت نفسی: میرے نفس کی سختی، سخت مزاجی۔

ترکیب:۔ ''اُمّ سعد'' ''تفند'' کا فاعل ہے ''من شراستی'' یہ ''ما'' کا بیان ہے۔ ''تری'' کے بعد ضمیر مفعول ''ہ'' محذوف ہے جس کا مرجع ماموصولہ ہے۔ ''ماتدری'' میں ''ما'' نافیہ ہے۔

فَـقُلْتُ لَهَاإِنَّ الْكَرِيْمَ وَإِنْ حَلَا لَيُـلْفٰى عَلٰى حَالٍ أَمَرَّمِنَ الصَّبْرِ

ترجمہ:۔ پس میں نے اس سے کہا کہ بیشک شریف انسان اگر چہ میٹھا (حسن اخلاق) ہوتا ہے (تاہم کبھی کبھار) اسے ایسی حالت میں بھی پایا جاتا ہے کہ وہ صبر (یا ایلوے) سے بھی زیادہ کڑوا (یعنی بداخلاق) ہوتا ہے۔ (ورنہ اسے اپنی عزت و ناموس کی حفاظت بچانی مشکل ہو جائے گی)

تحقیق:۔ حلا: (ن) حلواً: میٹھا ہونا۔ یلفیٰ: مضارع مجہول باب افعال سے بمعنی پانا۔ اَلـصَّـبِـرُ: اس کا واحد صَبِـرَةٌ ہے، ایلوا، جمع **صُبُورٌ** ہے۔ یہاں ضرورت شعری کی بنا پر باَ کو ساکن دیا گیا ہے، صبر کا لغوی معنی بھی مراد لیا جاتا ہے یعنی ''**صبر علی المعصیۃ صبر علی العبادۃ، صبر علی الاطاعۃ**'' ''اَمرّ'' ''مُرٌّ'' بضم المیم سے مشتق ہے بمعنی کڑوا، تلخ، اسم تفضیل ہے، اور اگر مرور سے مشتق ہو تو بمعنی گزرنا۔

ترکیب:۔ ''ان الکریم الخ'' مقولہ ہے ''وان'' وصلیہ ہے ''لیُلفی الخ'' ''اِنّ'' کی خبر ہے ''اَمَرَّ الخ'' مفعول ثانی ہے ''لیُلفی'' کا۔

وَفِي اللِّيْنِ ضُعْفٌ وَالشَّرَاسَةِ هَيْبَةٌ وَمَنْ لَّمْ يُهَبْ يُحْمَلْ عَلٰى مَرْكَبٍ وَعْرٍ

ترجمہ:۔ اور (طبیعت کی) نرمی میں کمزوری ہے (کہ لوگ نرم طبیعت سے فائدہ اٹھاتے ہیں) اور سخت مزاجی میں ہیبت ہے (کہ لوگ ڈر کے مارے غلط فائدہ نہیں اُٹھاتے) اور جس سے ڈرا نہیں جاتا اسے ناموافق سواری میں سوار کیا جاتا ہے (اس لئے بعض دفعہ سخت مزاجی سے کام لینا پڑتا ہے)

تحقیق:۔ وعر: صیغہ صفت ہے بمعنی سخت، مشکل۔ وعر: (ض) وعراً: سخت اور مشکل ہونا۔ ''لیـــــن'' باب ضرب کا مصدر ہے بمعنی نرمی ''ضُعف'' بضم الضاد بمعنی کمزوری باب کرم ہے وبکسر الضاد بمعنی دوگنا ''یُھب'' باب سمع سے بمعنی رعب، ہیبت۔

ترکیب:۔ ''فی اللین'' خبر مقدم اور ''ضعف'' مبتدأ موخر ہے، ''والشّراسۃِ'' کا عطف ''فی اللین'' پر ہے اس لئے مجرور ہے،

اصطلاح میں کہاجاتا ہے''في الدارِ زيدٌ والحجرةِ عمروٌ '' اوراگر''الشراسة'' کومرفوع پڑھاجائے تو مبتدا ہوگا،تبریزی کے مطابق''الشراسةِ'' کا عطف''في اللين ''پرکرنے سے عاملین پرعطف لازم آئے گا جوکہ غلط ہے اس لئے اسے عطف الجملة علی الجملہ قراردیاجائے''لم يهب ''شرط ہے''يُحمل الخ ''جزاہے''مرکب وعر ''مرکب توصیفی ہے۔

وَمَابِيْ عَلٰي مَنْ لَانَ لِيْ مِنْ فَظَاظَةٍ　　وَلٰكِنَّنِيْ فَظٌّ أَبِيٌّ عَلَى الْقَسْرِ

ترجمہ:۔اورمیری ترش روئی وسخت مزاجی اس شخص کے لئے نہیں ہوتی جومیرے ساتھ نرمی اورخوش اخلاقی کا برتاؤ کرے،لیکن میں ترش روو بدمزاج، جابروقاہر کے لئے ہوتاہوں۔

تحقیق:۔فظٌّ :بدمزاج جیسے لو کنت فظا غليظ القلب .أبي :صیغۂ صفت سخت انکارکرنے والا۔القسر :مصدر بمعنی مجبوری، زبردستی۔قسر (ض) قسراً: مجبورکرنا۔''فظ ''اور''القسر '' دونوں مصدر ہیں اورمعنی میں اسم فاعل کے ہیں جیسے''زيد عدل '' ہے۔

ترکیب:۔''مابي ''میں''ما''نافیہ ہےاورترکیب میں خبرمقدم ہے''من فظاظةٍ''میں''من ''زائدہ ہےاورمبتدأمؤخر ہے۔

أُقِيْمُ صَغَا ذِي الْمَيْلِ حَتّٰى أَرُدَّهُ　　وَأَخْطِمُهُ حَتّٰى يَعُوْدَ إِلَى الْقَدْرِ

ترجمہ:۔میں کج اداشخص کی کجی کودرست کردیتاہوں یہاں تک اسے اپنی اصلی حالت (درستگی) پرلوٹادیتاہوں اوراس (کج اداشخص) کی ناک میں نکیل ڈال دیتاہوں یہاں تک کہ وہ اپنے اصل مقام ومنزلت کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

تحقیق:۔صغی:کجی، میلان۔صغی (س) صغیً: مائل ہونا۔ذی المیل:کجی والا۔أخطم: (ض) خطما:نکیل ڈالنا۔أقیم : أصلح: یعنی میں اصلاح کرتاہوں۔''المیل ''باب ضرب سے بمعنی مائل ہونا''القدر ''بمعنی مرتبہ۔

ترکیب:۔''صغا الخ ''مفعول ہے''أقيم ''کا۔

فَإِنْ تَعْذُلِيْنِيْ تَعْذُلِيْ بِيْ مُرَزَّءً　　كَرِيْمَ نَثَا الْإِعْسَارِ مُشْتَرَكَ الْيُسْرِ

ترجمہ:۔(اے ام سعد مذکورہ اوصاف کے باوجود) اگرتو میری ملامت کرے گی تو تو ایک ایسے شریف انسان کی ملامت کرے گی جس کی فاقہ مستی وتنگدستی کی خبراچھی ہے (کیونکہ وہ تنگدستی میں بھی کسی سے مانگتانہیں ہے) اوراس کی مالداری مشترک ہے (یعنی اگراس کے پاس مال آجائے تووہ سب کودیتاہے)۔

تحقیق:۔مرزّاءٌ:علی وزن معظمٌ ،شریف وفیاض۔جمع مرزءون۔نثا:خبر، مادہ''ن،ث،و''ہے۔اس کااطلاق خیروشردونوں پرہوتاہےجبکہ ثنا کااطلاق صرف خیرپرہوتاہے''اعسار''عسرکی جمع ہے بمعنی تنگدستی،''تعذلي بي ''میں باتجرید کے لئے ہے جیساکہ کہاجاتاہے''لقيتُ به اسدًا''باب نصرسے بمعنی ملامت کرنا۔

ترکیب:۔''تعذلي بي الخ ''جزاہے''كريم الخ ''صفت اول ہے''مرزءً''کی اور''مشترکَ اليسرِ ''صفت ثانی ہے۔

إِذَاهَمَّ أَلْقٰي بَيْنَ عَيْنَيْهِ عَزْمَهُ　　وَصَمَّ تَصْمِيْمَ السُّرَيْجِيِّ ذِي الْأَثْرِ

ترجمہ:۔جب وہ (کسی کام کا) عزم بالجزم کرلیتاہےتواپناعزم اپنی آنکھوں کے سامنے ڈال دیتاہے (یعنی اپنے ارادےاورمقاصد کوپیش نظر رکھتاہے) اوربہراہوجاتاہے چمکدارسریجی تلوارکی طرح (یعنی سریجی تلوارکی طرح کسی کی بات سنے بغیراپناکام تیزی سے کرگزرتاہے)

تحقیق:۔ صمّم: باب تفعیل سے بمعنی کسی کام کو کر گزرنا۔ اُثر: تلوار کا جوہر، یا تلوار کی چمک جمع اُثور ہے۔ ذی الأثر: آبدار، چمک دار۔ السریجی: یہ سُریج کی طرف منسوب ہے، یہ ایک آدمی تھا، جو عمدہ تلواریں بناتا تھا۔ ''عزم'' بمعنی ارادہ، عزائم جمع ہے ''ھم'' باب نصر سے بمعنی ارادہ کرنا ''القی'' باب افعال سے بمعنی ڈالنا اور باب سمع سے بمعنی ملاقات کرنا۔

ترکیب:۔ ''القی الخ'' جزا ہے ''تصمیم الخ'' مفعول مطلق ہے یا منصوب بنزع الخافض ہے، اصل میں یوں تھا ''کتصمیم السریجی'' کاف حرف جار کو حذف کر کے نصب دیا گیا ہے۔

وَقَالَ اَیْضاً

تعارف و پس منظر:۔ شاعر سعد بن ناشب بلال بن ابی بردہ خارجی کو اطاعت امیر سے روگردانی اور دائرۂ اسلام سے خروج پر مخاطب بنا کر لعن طعن کر رہا ہے۔

لَا تُوْعِدَنَّا یَا بَلَالُ فَإِنَّنَا　.　وَإِنْ نَحْنُ لَمْ نَشْقُقْ عَصَا الدِّیْنِ أَحْرَارُ

ترجمہ:۔ اے بلال ہمیں (برے انجام کی) دھمکیاں نہ دو پس بیشک اگر چہ ہم نے دین اسلام کی لاٹھی کو پھاڑا نہیں (یعنی امام برحق کے خلاف بغاوت نہیں کی) تاہم ہم آزاد لوگ ہیں (خلاف شرع امور میں امیر کی اطاعت نہیں کریں گے)

تحقیق:۔ شق العصا: اس نے لاٹھی پھاڑ دی، نافرمانی کیلئے بطور کنایہ استعمال ہوتا ہے۔ ''لا توعدنا'' باب افعال سے ہے، نون موکدہ خفیفہ لاحق ہے اور آخر میں نا مفعول کے لئے ہے ''احرار'' حر کی جمع ہے بمعنی آزاد۔ ''نشق'' باب نصر سے بمعنی پھاڑنا۔

ترکیب:۔ ''أحرار'' ''إننا'' کی خبر ہے۔

وَإِنَّ لَنَا إِمَّا خَشِیْنَاکَ مَذْهَبًا　　إِلٰی حَیْثُ لَا نَخْشَاکَ وَالدَّهْرُ أَطْوَارُ

ترجمہ:۔ (بالفرض) اگر ہم تجھ سے ڈر بھی جائیں تو بھی بیشک ہمارے لئے بھاگنے کی ایسی جگہ ہے جہاں ہم تجھ سے بے خوف ہوں گے (کیونکہ وہاں تک تمہاری رسائی نہیں ہوگی) اور زمانہ کی مختلف حالتیں ہیں (کبھی ہم غالب اور کبھی تم غالب)

تحقیق:۔ أطوار: اس کا مفرد طور ہے۔ اندازہ، ہیئت، حال، باری۔ ''قال اللہ تعالیٰ: وقد خلقکم اطوارا'' ''مذهب'' باب فتح سے ہے بمعنی چلنے کی جگہ، مذاہب جمع ہے۔

ترکیب:۔ ''مذهباً'' ''إنّ لنا'' کی خبر ہے، اور ''إمّا'' اصل میں ''إنْ ما'' ہے، اور ''إنْ'' شرطیہ اور ما زائدہ ہے۔ ''اطوار'' سے پہلے ''ذو'' محذوف ہے ''وان لنا الخ'' قائم مقام جزا مقدم ہے۔

فَلَا تَحْمِلَنَّا بَعْدَ سَمْعٍ وَطَاعَةٍ　　عَلٰی غَایَةٍ فِیْهَا الشِّقَاقُ أَوِ الْعَارُ

ترجمہ:۔ اطاعت امیر (خوارج) کے بعد ہمیں اس انجام پر نہ ابھار جس میں نافرمانی اور عار ہوتی ہے (یعنی جنگ پر نہ ابھار جس میں شرمندگی ہوگی)

تحقیق:۔ الشقاق: بمعنی بغاوت، نافرمانی۔ شق (ن) شقا: پھاڑنا ٹکڑا کرنا۔ ''سمع وطاعة'' کا معنی اطاعت امیر کے ہے ''غایة'' کی

جمع ''غايات'' ہے بمعنی انتہاء، انجام۔

ترکیب:۔ ''فیھا'' خبر مقدم اور ''الشقاق الخ'' مبتدأ مؤخر ہے پھر ''غایۃ'' کی صفت ہے۔

فَإنَّا إذَا مَا الْحَرْبُ أَلْقَتْ قِنَاعَهَا بِهَا حِينَ يَجْفُوهَا بَنُوهَا لَأَبْرَارُ

ترجمہ:۔ جب جنگ اپنی چادر اتار پھینکے (یعنی گھمسان کی جنگ شروع ہو جائے) جنگ والے جنگ سے اعراض کرنے لگیں اس وقت ہم اطاعت گزار ہوں گے (یعنی امیر کی اطاعت کرتے ہوئے خوب جم کر لڑیں گے)

تحقیق:۔ ''بھا'' متعلق بلابرار .یجفوا ای یفارق.یجفوا: (ن) جفاء :اعراض کرنا۔ ''قناع'' بمعنی چادر، اوڑھنی ''بنوھا'' بمعنی جنگ کے بیٹے یعنی جنگجو۔

ترکیب:۔ ''أبرار'' ''إنا'' کی خبر ہے۔ شروع میں لام تاکید ہے ''بنوھا'' فاعل ہے ''یجفوھا'' کا۔

وَلَسْنَا بِمُحْتَلِّينَ دَارَ هَضِيمَةٍ مَخَافَةَ مَوْتٍ إنْ بِنَا نَبَتِ الدَّارُ

ترجمہ:۔ اور ہم اترنے والے نہیں ہیں ذلت کے مکان میں موت کے ڈر سے جبکہ گھر بھی ہمارا موافق نہ ہو (بلکہ ہم ذلت کے مکان سے نکل کر عزت کے گھر چلے جائیں گے)

تحقیق:۔ محتلین :اترنے والے، احتل :احتلالاً: اترنا، قبضہ کرنا۔ نبت: (ن) نبواً: ناموافق ہونا۔ ''ھضیمۃ'' باب کرم سے بمعنی ذلت ''إن'' بمعنی ''اذالم'' کے ہے۔

ترکیب:۔ ''محتلین'' خبر ہے ''لسنا'' کی، شروع میں با زائدہ ہے ''مخافۃ الخ'' مفعول لہ ہے، ''الدار'' فاعل ہے ''نبت'' کا۔

وَقَالَ قُرَّادُ بْنُ عَبَّادٍ

تعارف و پس منظر:۔ یہ اسلامی شاعر ہیں ان کا تذکرہ باب الحماسہ میں صرف یہاں آیا ہے۔ دادا کا نام محرز بن خالد التمیمی ہے۔ موجودہ نسخہ میں قراد بن عباد مکتوب ہے جبکہ یہ غلط ہے، صحیح قراد بن العیار بن کرز بن خالد ہے، بنی رزام سے تعلق ہے، قراد کا باپ عرب کے بڑے لوگوں میں سے ایک ہے جبکہ خود شاعر اسلامی ہیں۔

إذَا الْمَرْءُ لَمْ تَغْضَبْ لَهُ حِينَ يَغْضَبُ فَوَارِسُ إنْ قِيلَ ارْكَبُوا الْمَوْتَ يَرْكَبُوا

ترجمہ:۔ جب آدمی کو (دشمنوں کے خلاف) غصہ آجائے اس وقت اس کے لئے اگر وہ شہسوار غضبناک نہ ہوں (حالانکہ یہ غضب کا وقت ہے جبکہ وہ عام حالات میں بھی) جب انہیں کہا جائے کہ موت پر سوار ہو جاؤ تو وہ موت پر سوار ہو جاتے ہیں۔

تحقیق:۔ ''فوارس'' فارس کی جمع ہے بمعنی شہسوار ''یغضب'' باب سمع سے بمعنی غضبناک ہونا۔

ترکیب:۔ ''فوارس'' ''تغضب'' کا فاعل ہے اور ''إن قیل'' جملہ شرطیہ ہے۔ ''یرکبوا'' جزا ہے ''إن'' شرطیہ کی۔ ''حین'' کا تعلق ''اذا المرأ'' سے ہے۔

وَلَمْ يَحْبُهُ بِالنَّصْرِ قَوْمٌ أَعِزَّةٌ مَقَاحِيمُ فِي الْأَمْرِ الَّذِي يُتَهَيَّبُ

ترجمہ:۔اور ایسی قوم اس کی مدد نہ کرنے جو زبردست ہے اور ایسے خطرناک معاملے میں گھسنے والی ہے جس سے خوف کیا جاتا ہے (تاہم مدد نہیں کررہی ہے)۔

تحقیق:۔لم یحبه: اصل میں ''یحبو'' ہے، واؤ حرف علت، لم جازمہ کی وجہ سے گر گیا۔حبا(ن) حبوا: عطا کرنا۔مقاحیم: اس کا مفرد مقحام ہے بمعنی شدائد میں بے خطر کود پڑنے والا۔اور یہ قاحم کا اسم مبالغہ ہے۔الامر الذی یتھیب: وہ معاملہ جس سے ڈرا جائے۔''اعزة'' عزیز کی جمع ہے بمعنی زبردست، طاقتور۔

ترکیب:۔''أعزة''''قوم'' کی صفت اولیٰ''مقاحیم''صفت ثانیہ ہے۔''یتھیب'' کے بعد''منه''محذوف ہے جس کا مرجع''الّذی'' اسم موصول ہے۔

تَهَضَّمَهُ أَدْنَى الْعَدُوِّ وَلَمْ يَزَلْ وَإِنْ كَانَ عِضًّا بِالظُّلَامَةِ يُضْرَبُ

ترجمہ:۔تو اس صورت میں معمولی دشمن بھی اسے ریزہ ریزہ کردے گا اور اسے مسلسل مارا جائے گا اگرچہ وہ (نفس الامر میں) مضبوط اور سخت طبیعت کا ہو۔

تحقیق:۔عِضًّا: قوی، شدید اور تندخو مرد۔ظلامة: ظلم، جو چیز ظلماً لی جائے۔''تھضّم''باب تفعل سے ماضی کا صیغہ ہے بمعنی توڑ دینا، ''أدنیٰ''بمعنی معمولی۔

ترکیب:۔''یضرب''یہ''لم یزل'' کی خبر ہے۔أی''ولم یزل یضرب بالظلامة وإن کان عضًّا۔''تھضّمه''جزا ہے شروع مصرع میں موجود''اذا المرأ'' کی''ادنی الخ''فاعل ہے''تھضّمه'' کا۔

فَآخِ لِحَالِ السِّلْمِ مَنْ شِئْتَ وَاعْلَمَنْ بِأَنَّ سِوَى مَوْلَاكَ فِي الْحَرْبِ أَجْنَبُ

ترجمہ:۔پس (مذکورہ بدترین حالت سے بچنے کے لئے) امن اور صلح کے زمانے میں جس کو چاہو بھائی بنالو (تاکہ وہ زمانۂ جنگ میں کام آئے، یاد رکھیئے گا کہ) جان لو بیشک جنگ میں تیرے رشتہ داروں کے علاوہ بقیہ سب اجنبی ہوتے ہیں (اس لئے رشتہ داروں کو ہی بھائی بنالو)۔

تحقیق:۔آخِ: صیغہ امر حاضر، آخی: از مفاعله مؤاخاة: بھائی چارہ قائم کرنا۔السلم بمعنی صلح، أجنب: بمعنی اجنبی۔''اعلمن'' باب سمع سے امر حاضر کا صیغہ ہے، آخر میں نون خفیفہ ہے۔

ترکیب:۔''مَن شئت''مفعول ہے''آخ'' کا''لحال''میں میں لام بمعنی فی کے ہے،''اجنب''خبر''اِنّ'' ہے۔

وَمَوْلَاكَ مَوْلَاكَ الَّذِي إِنْ دَعَوْتَهُ أَجَابَكَ طَوْعًا وَالدِّمَاءُ تُصَبَّبُ

ترجمہ:۔(ہر رشتہ دار قابل مواخات نہیں ہے جان لو کہ) اور آپ کا صحیح رشتہ دار وہ ہے کہ جب آپ اس کو کسی مصیبت میں پکاریں تو وہ بخوشی لبیک کہے (فوراً مدد کے لئے حاضر ہوجائے) جس حال میں قتل کے بعد خون گرایا جارہا ہو۔

تحقیق:۔تصبب: مضارع مجہول از باب تفعیل: صبّب: تصبیبًا۔گرانا، بہانا اور''تصبب''باب تفعل سے مضارع مؤنث کا صیغہ بھی ہوسکتا ہے۔اس وقت ترجمہ معروف کا ہوگا''الدماء''دم کی جمع ہے بمعنی خون۔

ترکیب:۔ ''مولاک'' ثانی تاکید ہے''اجابک'' جزا ہے''والدماء الخ'' جملہ حالیہ ہے۔

فَلا تَخذُلِ الْمَوْلٰی وَاِنْ کَانَ ظَالِمًا فَاِنَّ بِهٖ تُثْاٰیُ الْاُمُوْرُ وَتُرْاَبُ

ترجمہ:۔ پس (اپنے باوفا) رشتہ دار کو کبھی نہیں چھوڑ و اگر چہ وہ ظالم ہو (آپ کا حق دبا تا ہو) پس بیشک ایسے باوفا رشتہ دار کی وجہ سے بہت سے امور فاسد اور درست کئے جاتے ہیں۔

تحقیق:۔ تثای: مضارع مجہول کا صیغہ، ثای (ف) ثایًا: پھاڑنا، فاسد کرنا۔ تراب: مجہول رأب (ف) رأبًا: درست کرنا، مرمت کرنا۔

''فان'' کے بعد ضمیر شان محذوف ہے''تخذل'' باب نصر سے بمعنی چھوڑ دینا۔''المولی'' میں الف لام عہد خارجی کا ہے جس سے مذکورہ باوفا رشتہ دار کی طرف اشارہ ہے۔

ترکیب:۔ ''وان'' وصلیہ ہے۔

وَقَالَ زَاهِرُ اَبُوْ كِرَّامٍ التَّمِيْمِيُّ

تعارف وپس منظر:۔ اصل نام زاھر ابو کدام ہے جبکہ کتاب میں ابوکرام لکھا ہوا ہے، تیم بہت بڑے شہسوار تھے، یہاں شاعر تیم یشکری کے قتل کا تذکرہ کر رہے ہیں جس میں اپنی تعریف بھی آجائے گی، کیونکہ بہادر آدمی کا قتل بڑی بہادری ہے، تیم یشکری کو شاعر نے قتل کیا تھا۔ ان کا ذکر صرف یہاں آیا ہے، پہلا لفظ''للہ'' سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شاعر اسلامی ہیں۔

لِلّٰهِ تَيْمٌ اَیُّ رُمْحِ طِرَادِ لَاقَى الْحِمَامُ بِهٖ وَنَصْلِ جِلَادِ

ترجمہ:۔ تیم کی بھلائی اللہ ہی کے لئے کہ تیم کیا ہی (بہترین انداز میں) دفع کرنے والا نیزہ اور قتال کی تلوار (جم کر لڑنے والا) تھا، جس سے موت نے ملاقات کی (یعنی وہ مقتول ہو گئے)۔

تحقیق:۔ طراد باب مفاعلہ کا مصدر ہے بمعنی دفع کرنا۔ نصل: چاقو کا پھل، تلوار، جمع نصال ہے: جلاد: قتال۔

ترکیب:۔ ''بہ'' کی ضمیر''تیم'' کی طرف راجع ہے، اور یہ''لاقی'' کیلئے مفعول بہ ہے، باء مفعول پر داخل ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ ''بہ''''طراد'' سے متعلق ہو اور''الحمام''''لاقی'' کیلئے مفعول بہ ہو، اور''لاقی'' میں ضمیر فاعل کو''تیم'' کی طرف راجع کیا جائے۔''ای رمح الخ'' مبتدا محذوف''ھو'' کی خبر ہے''ونصل جلاد'' کا عطف''ای رمح الخ'' پر ہے، اس میں تیم کو نیزہ اور تلوار قرار دینا بطور مبالغہ ہے۔ جیسے''زید عدل'' میں ہے۔

وَمِحَشِّ حَرْبٍ مُقْدِمٍ مُتَعَرِّضٍ لِلْمَوْتِ غَيْرِ مُعَرِّدٍ حَيَّادِ

ترجمہ:۔ اور وہ (تیم) کس طرح جنگ کی آگ بھڑکانے والا، (جنگ میں) آگے بڑھنے والا، موت کا سامنا کرنے والا تھا، (وہ جنگ سے) بھاگنے والا، (دوستوں سے) منہ موڑنے والا نہیں تھا۔

تحقیق:۔ معرد وحیاد: معنهما ای الانحراف ومعرد صيغة اسم فاعل من تفعيل وحَيَّاد مبالغة من حاد اذا مال والمراد به نفي الفعل۔ محش: بروزن مفعل: بمعنی بھڑکانے کا آلہ۔ حش: (ن) حشًا: سلگانا، بھڑکانا۔ یہاں اسم فاعل کے معنی میں ہے۔

ترکیب:۔ ''ومحش'' کا عطف پہلے شعر میں''رمح'' پر ہے۔ یا واؤ بمعنی''رُبّ'' کے ہے، اس صورت مستقل جملہ ہوگا، یہ سب تیم کی

صفات عالیہ ہیں۔

کَـالـلَّيْـثِ لَايَثْنِيْـهِ عَنْ إِقْدَامِهِ　　خَوْفُ الـرَّدٰى وَقَـعَـاقِـعُ الْإِيْعَادِ

ترجمہ:۔ تیم شیر کی طرح تھا جس کو جنگ میں اقدام کرنے سے ہلاکت کا خوف اور دشمنوں کی آوازیں (دھمکیاں) پھیر نہیں سکتی تھیں۔

تحقیق:۔ وقعاقع: ای صوت السلاح۔ الردیٰ: بمعنی ہلاکت، قعاقع: اس کا مفرد قعقعۃ ہے بمعنی جھنکار، کڑکڑاہٹ۔ آواز۔ ''یثنیـه'' باب ضرب سے بمعنی موڑنا، پھیرنا ''الایعاد'' باب افعال کا مصدر ہے بمعنی دھمکی دینا، یہاں مصدر اسم فاعل کے معنی میں ہے۔

ترکیب:۔ ''خوف الخ'' فاعل ہے ''لایثنیه'' کا۔

مُـذِلٌّ بِـمُهْـجَتِـهِ إِذَامَـا كَـذَّبَـتْ　　خَوْفَ الْـمَنِيَّةِ نَجْـدَةُ الْأَنْجَادِ

ترجمہ:۔ وہ (تیم) اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والا تھا جبکہ بہادروں کی طاقت بھی موت کے خوف سے گھبراتی تھی۔

تحقیق:۔ نجدۃ بمعنی قوت، طاقت، ''انـجـاد'' نجید کی جمع ہے بمعنی بہادر، طاقتور۔ ای شدۃ الشداء کذبت ای تأخرت۔ مُذِلٌّ: خرچ کرنے والا۔ مھجۃ: نفس۔ ''منیۃ'' بمعنی موت، جمع منایا ہے۔

ترکیب:۔ ''خوف المنیۃ'' ''کذبت'' فعل کیلئے مفعول لہ ہے۔ اور ''نجدۃ'' ''کذبت'' فعل کا فاعل ہے۔ ''بـمـهـجـتـه'' مفعول ہے ''مذل'' کا باء زائدہ ہے۔

سَـاقَيْتُـهُ كَـأْسَ الـرَّدٰى بِـأَسِنَّةٍ　　ذُلُـقٍ مُـؤَلَّـلَةِ الشِّـفَـارِ حِـدَادِ

ترجمہ:۔ میں نے اس (تیم) کو ہلاکت (موت) کا جام پلا دیا ایسے نیزوں سے جو صیقل شدہ، تیز دھاروالے، باریک تھے۔

تحقیق:۔ ذلق جمع ذلیق: ای الحدید الصیقل. مؤللۃ: ای الدقائق و محددۃ النصال. حداد: جمع حدید. شفار: ای الحد و الطرف ''اسنۃ'' بمعنی نیزہ واحد سنان ہے ''کأس'' بمعنی جام۔

ترکیب:۔ ''ذلق'' صفت اول ہے ''اسنۃ'' کی ''مؤللۃ الشفار'' صفت ثانی اور ''حداد'' صفت ثالث ہے۔

فَـطَـعَـنْتُهُ وَالْخَيْلُ فِيْ رَهَجِ الْوَغٰى　　نَـجْلَاءَ تَـنْـضَـحُ مِثْلَ لَوْنِ الْجَادِيْ

ترجمہ:۔ پس میں نے (دوران جنگ) اس کو ایسا وسیع زخم لگا دیا جس سے زعفرانی رنگ جیسا خون گرنے لگا جس حال میں گھوڑے جنگ کے غبار میں تھے۔

تحقیق:۔ رهج: ای الغبار. نجلاء: ای طعنته واسعۃ. الجادی: الزعفران. تنضح: (ض، ف) نضحا: ٹپکنا، چھڑکنا۔ ''الوغی'' بمعنی جنگ ''رهج'' بمعنی غبار، گرد۔

ترکیب:۔ ''نجلاء'' ''طعنۃ'' محذوف کی صفت ہے، اور ''تنضح'' اس کی صفت ثانیہ ہے۔ ''تـنـضـح'' کے بعد ''منها'' محذوف ہے، ''والخیل الخ'' جملہ حالیہ ہے۔

فَـكَـأَنَّـمَـا كَـانَـتْ يَدِيْ مِنْ حَتْفِهِ　　لَـمَّـا انْثَنَيْـتُ لَـهُ عَـلٰى مِيْعَادِ

ترجمہ:۔ گویا کہ میرا ہاتھ اس کی موت کے متعینہ وقت پر (پہنچا) تھا جب میں اس کی طرف مڑا (قتل کرنے کے لئے)۔

تحقیق:۔ حتف: بمعنی موت۔ ''انثنیت'' باب انفعال سے بمعنی موڑنا، متوجہ ہونا ''میعاد'' بمعنی وقت موعود۔
ترکیب:۔ ''علی میعاد'' کا تعلق ''حتف'' سے ہے۔

فَهَوٰی وَجَائِشُهَا يَفُوْرُ بِمُزْبِدٍ مِنْ جَوْفِهِ مُتَتَابِعِ الْإِزْبَادِ

ترجمہ:۔ پس وہ گر گیا جس حال میں زخم کا جوش مارنے والا خون اس کے پیٹ سے جوش مارتا ہوا نکل رہا تھا (اور وہ) مسلسل جھاگ بنا رہا تھا۔
تحقیق:۔ جائش: جوش مارنے والا خون مراد ہے، جاش (ن) جیشا و جوشا: جوش مارنا۔ یفور: (ن) فوراً، فوراناً: جوش مارنا۔ مزبد: ''زبد'' سے مشتق ہے، بمعنی جھاگ۔ ''ھوی'' باب ضرب سے گرنا اور باب سمع سے عشق کرنا ''جوف'' بمعنی پیٹ ''ازباد'' زبد کی جمع ہے بمعنی جھاگ۔
ترکیب:۔ ''جائشھا'' کی ضمیر ''طعنۃ'' کی طرف لوٹ رہی ہے اور یہ جملہ حالیہ ہے ''الازباد'' مفعول ہے ''متتابع'' کا۔

وَقَالَ عَمْرُو الْقَنَا

تعارف و پس منظر:۔ یہ اسلامی شاعر ہیں، خوارج کے بہتر شہسواروں میں سے ہیں، ان کا تذکرہ صرف یہاں آیا ہے، ان کے کل تین اشعار ہیں:

اَلْقَائِلِيْنَ إِذَا هُمْ بِالْقَنَا خَرَجُوْا مِنْ غَمْرَةِ الْمَوْتِ فِيْ حَوْمَاتِهَا عُوْدُوْا

ترجمہ:۔ (میں ان شہسواروں کی تعریف کرتا ہوں) جو جب اپنے نیزوں کی بدولت (لڑتے ہوئے) موت کی سختی سے نکل آتے ہیں تو (اپنے نفس سے یا ساتھیوں سے) کہتے ہیں کہ دوبارہ شدت موت و ہجوم (جنگ) میں لوٹو (اور لڑو)۔
تحقیق:۔ حوماتھا: اس کا مفرد حومۃ ہے بمعنی پانی کا بڑا حصہ۔ حومۃ الموت: موت کا ہجوم۔ ''غمرۃ'' بمعنی موت کی سختی، غمرات جمع ہے ''القائلین'' اسم فاعل مضارع کے معنی ہے ''عودوا'' باب نصر سے امر جمع کا صیغہ ہے۔
ترکیب:۔ ''القائلین'' سے پہلے ''امدح'' فعل محذوف ہے، ''عودوا'' مقولہ ہے اور ''القائلین'' کا مفعول ہے۔

عَادُوْا فَعَادُوْا كِرَامًا لَا تَنَابِلَةً عِنْدَ اللِّقَاءِ وَلَا رُعْشٌ رَعَادِيْدُ

ترجمہ:۔ جب وہ (معرکہ کی طرف) لوٹیں تو شہسواروں کی طرح لوٹیں یہ لوگ بوقت جنگ پست قد (بزدل) اور (موت کے ڈر سے) ہاتھ کانپنے والے اور دل دھڑکنے والے نہیں ہیں (بلکہ بہادروں کی طرح لڑتے ہیں)۔
تحقیق:۔ تنابلۃ جمع تنبال ای قصار. رُعش: جمع ارعش ای من بہ الرعش. رعادید جمع رعدید وھو الذی لا یتما سک ضعفا و جبنا۔
ترکیب:۔ ''عادوا'' سے پہلے ''اذا'' حرف شرط محذوف ہے ''لا تنبالۃ'' مبتدا محذوف ''ھم'' کی خبر ہے، ''لا رُعشٌ الخ'' بھی ''ھم'' مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ ''فعادوا'' جزا ہے۔

لَا قَوْمَ أَكْرَمُ مِنْهُمْ يَوْمَ قَالَ لَهُمْ مُحَرِّضُ الْمَوْتِ عَنْ أَحْسَابِكُمْ ذُوْدُوْا

ترجمہ:۔ کوئی بھی قوم ان سے بڑھ کر شریف النسب نہیں ہے اس دن جس دن موت پر ابھارنے والا ان سے کہے کہ (نیزہ بازی اور قتال کے ذریعہ) اپنے حسب ونسب سے (بزدلی اور شرمندگی کو) دور کرو (تو یہ جنگ میں کود پڑتے ہیں)۔

تحقیق:۔ ''مـحرّض'' باب تفعیل سے اسم فاعل ہے بمعنی ابھارنے والا ''ذودوا'' باب نصر سے امر جمع حاضر کا صیغہ ہے بمعنی دفع کرنا، دور کرنا۔

ترکیب:۔ ''محرّضُ الموت'' فاعل ہے ''قال'' کا ''قومٌ'' لائے نفی جنس کا اسم ہے ''اکرمُ'' لائے نفی جنس کی خبر ہے۔

وَقَالَ الْفَرَزْدَقُ

ولادت وحالات زندگی

الفرزدق 19ھ/ 641ء کو بصرہ میں پیدا ہوا، بقول سریثی 659ء میں پیدا ہوا۔ بعض نے سن ولادت 12ھ/ 633ء اور تاریخ وفات 110ھ/ 706ء لکھی ہے۔ (تاریخ الادب العربی ص:120) الفرزدق لقب ہے، نام ہمام بن غالب بن صعصعہ ہے، سلسلۂ نسب زید بن مناۃ بن تمیم تک پہنچتا ہے، کنیت ابوفراس ہے، یہ شاعر جریر اور الاخطل کی طرح شعراۓ اسلامی کے طبقہ اولی میں شامل ہیں۔

بصرہ ان دنوں عرب کا متمدن شہر تھا اس لیے وہاں پرورش پانے کے سبب عجمیت اور لحن سے محفوظ رہا۔ اس کا باپ اسے شعر کی روایت اور شعر نظم کرنے کی تعلیم دینے لگا۔ یہاں تک کہ اس کی طبیعت شعروشاعری کے لیے موزوں اور زبان رواں ہوگئی، جنگ جمل (۳۶ھ/ اکتوبر ۶۵۶ء) کے بعد جب کہ یہ ابھی نوعمر ہی تھا اس کا والد اس کی عمدہ شاعری پر فخر کرنے کے لیے اسے حضرت علی کرم کی خدمت میں لے گیا۔ تو حضرت علی کرم نے فرمایا: یہ کون ہے: وہ کہنے لگا: میرا فرزند ہے اور عنقریب نامی شاعر بننے والا ہے: یہ سن کر حضرت علی کرم نے فرمایا: اسے قرآن پڑھاؤ وہ اس کے لئے بہتر رہے گا، فرزدق کے دل پر ان الفاظ کا گہرا اثر ہوا۔ یہاں تک کہ بڑھاپے تک قائم رہا۔

اس نے ایک دن اپنے آپ کو بیڑی میں جکڑ لیا اور قسم کھائی کہ جب تک قرآن حفظ نہ کرلوں گا ان کو اپنے پاؤں سے نہ اتاروں گا چنانچہ اس نے واقعی اس وقت تک بیڑی نہ کھولی جب تک قرآن پاک حفظ نہ کرلیا۔ بعدازاں وہ کوفہ وبصرہ کے والیوں اور حاکموں سے ملا کبھی ان کی مدح کرتا کبھی ہجو۔ ایک اس کو قید کردیتا تو دوسرے سے بھاگ جاتا۔ اسی اثناء میں خلفاء بنی امیہ کی مدح کرتا رہا اور ان سے انعامات حاصل کرتا رہا۔ بالخصوص عبدالملک اور اس کے بعد اس کی اولاد کی مدح کرتا رہا۔ ابھی جوان ہی تھا کہ اس نے بصرہ کے ایک شریف خاندان بنو نہشل کی ایسی ہجو کی کہ خلیفہ نے اسے جلاوطن کردیا اور یہ بھاگ کر مدینہ آ گیا۔ اور ایک مدت تک وہاں عیاشی میں ڈوبا رہا۔ وہاں سے دوبارہ جلاوطن کردیا گیا۔ ان کے اشعار دیوان الحماسہ ص:۱۱۶ پر ہیں۔

یونس کا کہنا ہے کہ فرزدق کو جریر پر فضیلت وفوقیت حاصل ہے ''لولا الفرزدق لذهب شعراء العرب'' یعنی اگر فرزدق نہ ہوتے تو عرب کے اشعار نسیًا منسیا ہوجاتے، ابوعمرو بن العلاء کا کہنا ہے کہ فرزدق اور شاعر رابہ کے علاوہ جس نے گاؤں میں زندگی گزاری اس کی زبان میں فساد آ گیا، ایک مرتبہ حجاج بن یوسف نے قتیبہ بن مسلم سے پوچھا کہ جاہلیت کے بڑے شاعر کون ہیں اور اسلام کے بڑے شاعر کون ہیں؟

قتیبہ نے جواب دیا کہ شعراءِ جاہلیت میں ''اشعر الشعراء'' امرؤ القیس ہے، اس کے بعد طرفہ بن العبد ہے، اسلام میں مفاخر وفضائل کے اعتبار سے ''اشعر الشعراء'' فرزدق ہیں، ہجو بیان کرنے کے اعتبار سے ''جریر'' ہیں، اور اوصاف بیان کرنے کے اعتبار سے ''اخطل'' ہیں۔ (دیوان حماسہ مطبوعہ مصر)

شکل وصورت اور وجہ تسمیہ لقب

یہ بڑا بدصورت اور قبیح المنظر تھا۔ اسی وجہ سے اسے فرزدق کہنے لگے، فرزدق کے لغوی معانی یہ ہیں: روٹی جو تنور میں گر پڑے۔ روٹی کے ٹکڑے۔ گوندھتے ہوئے آٹے کے پیڑے۔ اس کی واحد فرزدقہ اور اس کی تصغیر فریزق یا فریزد ہے جس کی جمع فرازق یا فرازد ہوتی ہے۔ (فی هامش مختصر المعانی ان الفرزدق جمع فرزدقة وهی القطعة من العجین لقب به همام بن غالب الشاعر المشهور تقطع و جهه بالجدر و قطعا کقطع العجین، والفرزدق علی سفر جل (ص:۲۰)

فرزدق کی حاضر جوابی

ایک مرتبہ شاعر فرزدق نے خلیفہ سلیمان بن عبد الملک کی تعریف میں ایک قصیدہ کہا اور دوران شعر گوئی چند ناشائستہ اور نازیبا الفاظ بھی کہے، اس پر خلیفہ نے کہا کہ تمہارے اقرار کے مطابق تمہارے اوپر حد آ گئی، فرزدق نے فوراً جواب دیا کہ قرآن نے میری حد ساقط کردی ہے اور آیت یہ ہے: ''والشعراء یتبعهم الغاوٗن'' (سورۂ شعراء، آیت: 225۔ اور شاعروں کی بات پر چلیں وہی جو بے راہ ہیں۔) آیت سن کر خلیفہ ہنس پڑا اور معاف کردیا۔ (کشکول بہائی، ص:394)

مناقضات جریر وفرزدق

اخطل کے ساتھ تو اس کے دوستانہ مراسم تھے مگر جریر کا جانی دشمن تھا۔ فرزدق اور جریر کے درمیان معرکہ آرائی ہونے کا سبب یہ تھا کہ جریر بعیث نامی شاعر کی مذمت کیا کرتا تھا کیونکہ بعیث نے جریر کے خلاف ایک دوسرے شاعر غسان کی مدد کی تھی جریر اور بعیث میں باہمی ہجو کا مقابلہ ابھی پورے زوروں پر بھی نہ ہونے پایا تھا کہ فرزدق کو فن شعر گوئی میں جریر پر حسد ہوا اور اس نے جریر کے حریف بعیث کی حمایت کرنا شروع کردی۔ اس پر جریر برہم ہوگیا اور اس نے فرزدق کی ہجو کہہ ڈالی۔ فرزدق نے بھی اس کا جواب دیا۔ یہ منافست ہجو گوئی تک محدود نہ رہی بلکہ نوبت گالی گلوچ تک پہنچ گئی۔

فرزدق خاندان کے لحاظ سے عالی اور بلند تھا اور اس کے آباء واجداد اور زمانہ جاہلیہ اور اسلام میں سردار تھے۔ اس کے مقابلہ میں جریر کے آباء اجداد حقیر اور معمولی درجہ کے تھے۔ اس وجہ سے فرزدق پر اس کی ہجو زیادہ آسان ہوگئی۔ اور اس نے جریر کے خلاف اسی (80) شاعروں کو ہجو گوئی کے لیے کھڑا دیا۔ ان دونوں کے مخاصمہ میں عوام دو حصوں میں تقسیم ہوگئے۔ ہر جماعت کسی ایک کی حمایت کرتی تھی۔ فرزدق کے حامیوں میں سے ایک شخص نے تو چار ہزار درہم اور ایک گھوڑا اس شخص کیلئے انعام مقرر کردیا۔ جو فرزدق کو جریر پر فضیلت وترجیح دے۔ جریر اور فرزدق کی باہمی ہجو کا سلسلہ دس سال تک جاری رہا۔

اخلاق وکردار؟

فرزدق بہت بدکار۔ خبیث الباطن، فحش کلام وعریاں ہجو گو، دینداری میں کمزور اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے والا تھا۔ اپنی

خاندانی شرافت اور موروثی عزت کی آڑ میں اپنے تمام رذائل وفضائل سے کام لے کر اس نے جریر کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ لیکن پھر بھی نہ اسے شکست دے سکا نہ ناکام بنا سکا۔

آخری عمر میں اس نے حسن بصری کے ہاتھ پر توبہ کر لی اور پاک دامن عورتوں پر الزام تھوپنے اور لوگوں کی عزتیں نوچنے سے رک گیا اور زہدانہ زندگی بسر کرنے لگا۔ الغرض اس کا خاتمہ نیک ہوا۔

مذہب وحمایت اولاد علی کرم

یہ شیعہ مسلمان تھا۔ بنوامیہ کے آستانہ پر حاضر ہونے سے پہلے بھی اس کے باطن میں شیعیت تھی۔ مگر اسے ظاہر نہ ہونے دیا۔ جب اس نے آخری عمر میں اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا کہ لوگ علی بن حسین بن علی جو امام زین العابدین کے نام سے مشہور تھے کے اجلال واکرام کے سبب بیت اللہ کا طواف کرنے کیلئے ان کے راستہ سے ہٹ رہے ہیں تو اپنے شیعہ ہونے کا اعلان کر دیا حتی کہ ہشام کے سامنے بھی جو ولی عہد تھا اس کے اظہار سے نہ چوکا۔ ہشام نے تجاہل سے کام لیتے ہوئے جب کہا: وہ کون ہے؟ تو فرزدق کو اس کا یہ سوال بہت برا لگا اور اس کے جواب میں اپنا میمیہ قصیدہ کہہ دیا جس کا مطلع یہ ہے:

هٰذَا الَّذِیْ تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْأَتَهٗ　　وَالْبَیْتُ یَعْرِفُهٗ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمُ

(یہ وہ شخصیت ہے جس کے پیروں کی چاپ کو سرزمین بطحاء (وادیٔ مکہ مکرمہ) پہچانتی ہے اور خانہ کعبہ۔ حرم اور غیر حرم سب مقامات ان کو جانتے ہیں)

اس قصیدہ میں اس نے امام زین العابدینؒ کا تعارف اور ہشام کے سوال پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ یہ قصیدہ سن کر ہشام نے اس کو قید کر دیا۔ پھر جب اس نے اس کی ہجو کہہ دی تو ہشام نے اسے رہا کر دیا۔ واقعہ کربلا کا اس پر بہت اثر ہوا۔ چنانچہ اس نے اپنے معاصرین کو اپنے اشعار کے ساتھ قصاص لینے پر اکسایا۔ باپ کا احترام کرنے کے علاوہ اولاد علی کرم کی مدافعت وحمایت میں اس نے جو چند کارنامے انجام دیئے وہی اس کے لیے قابل تعریف ہیں۔ اور ان سے اس کے اخلاص، صداقت اور جرأت کا پتہ بھی ملتا ہے۔

شادی، وفات

فرزدق نے اپنی چچازاد بہن نوار سے جو نہایت شکیلہ وجمیلہ تھی فریب سے شادی کر لی۔ جبکہ اس کی شادی کسی اور سے ہونے والی تھی۔ مگر نوار کو اس سے ازحد نفرت تھی۔ چنانچہ دونوں میاں بیوی میں ہمیشہ جھگڑا وفساد ہوتا رہتا تھا۔ ایک دن شراب کے نشہ میں فرزدق نے جناب حسن بصری کے سامنے نوار کو طلاق دے دی۔ دوسرے دن جب ہوش آیا تو اپنے کیے پر بہت نادم ہوا اور چند شعر کہے جو کتاب الکامل للمبرد میں منقول ہیں۔ ان میں سے پہلا شعر یہ ہے:

نَدِمْتُ نَدَامَةَ الْكُسَعِیِّ لَمَّا　　غَدَتْ مِنِّیْ مُطَلَّقَةً نَوَارُ

(جب نوار مجھ سے طلاق یافتہ ہوگئی تو میں کسعی کی طرح پشیمان ہوا) فرزدق 110ھ/728ء کو بصرہ میں جان بحق ہوا، حسن بصری، ابن سیرین اور جریر بھی اسی سال میں فوت ہوئے۔

شاعری

اس کی شاعری میں فخر کا عنصر غالب ہے۔ اس کے الفاظ پرشوکت اور اسلوب شاندار ہے۔ غریب کلمات کا دلدادہ ہے، عربوں کے

مشہور واقعات اور انساب کا بھی ذکر کرتا ہے، تراکیب واسالیب کا تنوع اور معانی دقیقہ اس کا خاص امتیاز ہیں۔ جاہلی طرز پر شعر کہتا ہے، اہل لغت نے اس کے اشعار پر بہت پسندیدگی کا اظہار کیا ہے، کہا جاتا ہے" لو لا شعر الفرزدق لذهب ثلث اللغةِ" فرزدق کے شعر نہ ہوتے تو ایک تہائی لغت ضائع ہو جاتا۔ فرزدق بڑا فخر گو اور اپنے آباء واجداد کے مآثر شمار کرنے سے باز نہ رہتا۔ حتیٰ کہ خلفاءؒ کی مدح کرتے ہوئے بھی اپنے اسلاف کے اوصاف کا ذکر کرنے سے باز نہ رہتا۔ بعض خلفاء نے تو یہ کہہ کر اس کو انعام سے محروم کر دیا کہ: اس کا صلہ اپنے بڑوں ہی سے طلب کرو۔ ایک دفعہ سلیمان بن عبدالملک نے فرزدق سے کچھ اشعار سننا چاہا تو اس نے فخر کرتے ہوئے کہا:

اِذَا اسْتَوْ ضَحُوْا نَارًا يَقُوْلُوْنَ لَيْتَهَا وَقَدْ خَصِرَتْ اَيْدِيْهِمْ نَارَ غَالِبِ

جب لوگوں کے ہاتھ ٹھنڈے ہو چکے ہوں اور آگ کو دیکھیں تو کہتے ہیں کہ کاش یہ غالب (فرزدق کے باپ) کی آگ ہو۔

یہ سن کر سلیمان کو غصہ آ گیا۔ اس کے بعد نصیب نے شعر سنائے تو سلیمان نے اپنے غلام سے کہا کہ نصیب کو پانچ سو درہم دے دو اور فرزدق سے کہو کہ اپنے باپ کی آگ پر چلا جائے ۔ آخر میں حجاج کی سخت گیری سے ناراض ہو کر اس کی ہجو بھی کہی جو حماسہ ابوتمام میں شامل ہے۔

تمام خوبیوں کے باوجود فرزدق خود چاہتا تھا کہ اسے جریر کی رقت ونزاکت مل جائے کیونکہ وہ فحش کار ہے اور جریر کو اس کی درشتی وصلابت مل جائے کیونکہ وہ پاک باز ہے۔ اس کی یہ آرزو اخطل کے اس فیصلہ کی تائید کرتی ہے کہ" فرزدق چٹان میں سے شعر تراشتا ہے اور جریر دریا سے چلو بھر کر نکالتا ہے"۔

فرزدق ہجو گوئی میں بڑا سخت وصف کرنے میں جدت طراز۔ مدح میں درمیانہ اور مرثیہ گوئی میں اچھا نہیں ہے۔ اجادت، فخر، عبارت پرشکوہ، غریب الفاظ کی کثرت۔ فخریہ اشعار میں نسب کا تذکرہ۔ ہجو میں فحاشی کا استعمال اس کی شاعری کے خاص پہلو ہیں۔

نمونہ کلام

فرزدق کے چند مقبول عام اشعار ملاحظہ ہوں:

فَيَا عَجَبًا حَتّٰى كُلَيْبٌ تَسُبُّنِىْ كَاَنَّ اَبَاهَا نَهْشَلٌ وَ مُجَاشِعُ

(تعجب ہے کہ بنوکلیب بھی مجھے گالی دیتے ہیں۔ جیسے کہ ان کا باپ نہشل یا مجاشع ہے، یہ دونوں دارم تمیمی کے بیٹے ہیں جو فرزدق کے اجداد سے ہیں)

وَكُنَّا اِذَا الْجَبَّارُ صَعَّرَ خَدَّهٗ ضَرَبْنَاهُ حَتّٰى تَسْتَقِيْمَ الْاَخَادِعُ

(اور ہمارے سامنے جب بھی کوئی متکبر منہ موڑتا تو ہم اسے مارتے۔ حتیٰ کہ اس کی رگ رگ سیدھی ہو جاتی)۔

قَوَارِصُ تَاْتِيْنِىْ وَ تَحْتَقِرُوْنَهَا وَقَدْ يَمْلَاءُ الْقَطْرُ الْاِنَاءَ فَيُفْعِمِ

(میرے پاس نہایت ہی تکلیف دہ کلمات آتے ہیں۔ اور تم ان کو حقیر سمجھتے ہو حالانکہ ایک ایک قطرہ سے برتن بھر جاتا ہے اور چھلکنے لگتا ہے۔)

اَحْلَامُنَا تَزِنُ الْجِبَالَ رِزَانَةً وَ تَخَالُنَا جِنًّا اِذَا مَا نَجْهَلِ

(ہماری عقلیں سنجیدگی اور وقار میں پہاڑوں کے برابر ہیں اور ہم جہالت پر آئیں تو تم ہمیں جن اور دیو خیال کرو گے)

تَرىٰ كُلَّ مَظْلُوْمٍ اِلَيْنَا فِرَارُهٗ وَ يَهْرُبُ مِنَّا جَهْدَهٗ كُلُّ ظَالِمِ

(تم دیکھو گے کہ ہر مظلوم بھاگ کر ہمارے پاس پناہ لیتا ہے۔اور ہر ظالم اپنی امکانی کوشش سے ہم سے دور بھاگتا ہے)

جس قصیدہ سے فرزوق نے امام زین العابدین علی بن حسین بن علی کی مدح کی اور جس کے چند شعروں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ کسی اور کے ہیں۔ان میں سے چند عمدہ اشعار ذیل میں ملاحظہ ہوں:

هٰذَا الَّذِیْ تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْأَتَهُ وَالْبَیْتُ یَعْرِفُهُ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمُ
هٰذَا ابْنُ خَیْرِ عِبَادِ اللّٰهِ کُلِّهِمُ هٰذَا التَّقِیُّ النَّقِیُّ الطَّاهِرُ الْعَلَمُ
وَلَیْسَ قَوْلُکَ مَنْ هٰذَا؟ بِضَائِرِهِ اَلْعُرْبُ تَعْرِفُ مَنْ اَنْکَرْتَ وَالْعَجَمُ
اِذَا رَأَتْهُ قُرَیْشٌ قَالَ قَائِلُهَا اِلٰی مَکَارِمِ هٰذَا یَنْتَهِی الْکَرَمُ
یُغْضِیْ حَیَاءً وَ یُغْضٰی مِنْ مَهَابَتِهٖ فَلَا یُکَلَّمُ اِلَّاحِیْنَ یَبْتَسِمُ
بِکَفِّهٖ خَیْزَرَانٌ رِیْحُهَا عَبِقٌ مِنْ کَفِّ اَرْوَعَ فِیْ عِرْنِیْنِهٖ شَمَمُ
یَکَادُ یُمْسِکُهٗ عِرْفَانَ رَاحَتِهٖ رُکْنُ الْحَطِیْمِ اِذَا مَا جَاءَ یَسْتَلِمُ
یَنْشَقُّ ثَوْبُ الدُّجٰی عَنْ نُوْرِ غُرَّتِهٖ کَالشَّمْسِ تَنْجَابُ عَنْ اِشْرَاقِهَا الظُّلَمُ
مِنْ مَعْشَرٍ حُبُّهُمْ دِیْنٌ وَ بُغْضُهُمْ کُفْرٌ وَقُرْبُهُمْ مَنْجیً وَمُعْتَصَمُ
اِنْ عُدَّ اَهْلُ التُّقٰی کَانُوْا اَئِمَّتَهُمْ اَوْقِیْلَ مَنْ خَیْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ قِیْلَ هُمُ

(یہ وہ شخصیت ہے جس کے پیروں کی چاپ سے سرزمین بطحاء (مکہ مکرمہ کی وادی) آگاہ ہے، اسے بیت اللہ اور حرم کے لوگ سب جانتے ہیں۔یہ تمام مخلوق سے بہتر کی اولاد ہے۔اور پرہیزگار۔تمام عیوب سے پاک اور مشہور شخصیت ہے۔اے ہشام تیرا من ھذا (یہ کون ہے) کہنا اس کی شان میں نقص کا سبب نہیں بن سکتا کیونکہ جس شخصیت کے متعلق تو ناواقفی کا اظہار کرتا ہے اس کو تمام عرب وعجم جانتے ہیں۔

جب قریش اس کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ تمام خوبیاں اس پر بس ہیں۔وہ اپنی نگاہ نیچی رکھتا ہے اور اس کی ہیبت کے سامنے تمام کی نگاہیں جھک جاتی ہیں، تبسم کے اوقات کے علاوہ کسی کو اس سے تاب سخن نہیں۔اس کے ہاتھ میں چھڑی ہے جس کی خوشبو ایسے خوبصورت سردار کی ہتھیلی سے مہک رہی ہے جس کی ناک میں بلندی ہے۔جب وہ رکن حطیم کو چومنے کے لیے آتا ہے تو یوں لگتا ہے گویا وہ پتھر اس کی ہتھیلی کے خوشبودار ہونے کی وجہ سے اس کو روک لے گا۔اندھیرے کی چادر اس کے چہرے کے نور سے اس طرح پھٹ جاتی ہے جیسے سورج کے نکلنے سے تاریکیاں کھل جاتی ہیں۔اس کا تعلق ایسے گروہ کے ساتھ ہے جن کی محبت عین ایمان ہے۔اور ان سے بغض رکھنا کفر ہے اور جن کا قرب باعث نجات وحفاظت ہے۔اگر اہل تقوی کا شمار کیا جائے تو وہ ان کے امام ہیں اور اگر کہا جائے کہ روئے زمین پر سب سے بہتر کون ہے؟ تو کہا جائے گا کہ یہی لوگ (سب سے بہتر ہیں۔) فخر میں کہتا ہے:

اِذَا اغْبَرَّ اٰفَاقُ السَّمَآءِ وَکَشَّفَتْ بُیُوْتًا وَرَاءَ الْحَیِّ نَکْبَاءُ حَرْجَفُ
وَاَصْبَحَ مُبْیَضُّ الصَّقِیْعِ کَاَنَّهٗ عَلٰی سَرَوَاتِ النِّیْبِ قُطْنٌ مُنَدَّفُ

تَرٰى جَارَنَا فِيْنَا بِخَيْرٍ وَاِنْ جَنٰى فَلَا هُوَ مِمَّا يَنْطِفُ الْجَارُ يَنْطِفُ

(قحط سال میں) جب آسمان کے کنارے گرد آلود ہو جائیں۔ قحط کے زمانہ کی تند و تیز آندھیاں اور ٹھنڈی ہوائیں قبیلوں کے خیموں کی چھتیں اڑادیں۔ سفید پالا اونٹوں کی پیٹھوں پر دھنکی ہوئی روئی کی طرح معلوم ہونے لگے۔ تو تم ہمارے ہمسائے کو خواہ وہ جرم ہی کرے ۔ ہم میں خوش حال پاؤ گے اور اس پر کوئی تہمت نہیں لگائی جائے گی جیسی کہ عموماً پڑوسیوں پر لگائی جاتی ہے) ہجو میں کہتا ہے:

وَلَوْ تُرْمٰى بِلُؤْمِ بَنِىْ كُلَيْبٍ نُجُوْمُ اللَّيْلِ مَا وَضَحَتْ لِسَارِ

وَلَوْ يُرْمٰى بِلُؤْمِهِمْ نَهَارٌ لَدَنَّسَ لُؤْمُهُمْ وَضَحَ النَّهَارِ

وَمَا يَغْدُوْ عَزِيْزُ بَنِىْ كُلَيْبٍ لِيَطْلُبَ حَاجَةً اِلَّا بِجَارِ

(اگر بنی کلیب کی ملامت رات کے وقت چمکتے ہوئے ستاروں پر ڈال دی جائے تو کسی مسافر کو نظر نہ آئیں۔ اگر ان کی ملامت دن پر ڈال دی جائے تو وہ اسی کی روشنی کو میلا کچیلا کر دے۔ اور بنو کلیب کا معزز آدمی بھی کسی حاجت کو بغیر پڑوسی کے طلب نہیں کر سکتا) آدمی تو آدمی فرزدق ابلیس کی ہجو کرنے سے بھی نہ چوکا۔ جس قصیدہ میں اس نے ابلیس کی ہجو کی ہے اس میں سے تین شعر ملاحظہ ہوں:

عَلٰى قَسَمٍ لَا اَشْتُمُ الدَّهْرَ مُسْلِمًا وَلَا خَارِجًا مِنْ فِىَّ سُوْءُ كَلَامٖ

اَطَعْتُكَ يَا اِبْلِيْسُ سَبْعِيْنَ حِجَّةً فَلَمَّا انْتَهٰى شَيْبِىْ وَتَمَّ تَمَامِىْ

فَرَرْتُ اِلٰى رَبِّىْ وَاَيْقَنْتُ اَنَّنِىْ مُلَاقٍ لِاَيَّامِ الْمَنُوْنِ حِمَامِىْ

(میں اس قسم پر قائم ہوں کہ میں کبھی کسی مسلمان کو برا بھلا نہیں کہوں گا۔ نہ ہی بدکلامی کروں گا اے ابلیس میں نے ستر سال تمہاری فرمانبرداری کی۔ جب میرا بڑھاپا انتہا کو پہنچ گیا اور مکمل ہو گیا۔ میں اپنے رب کی طرف دوڑا اور مجھے یقین ہو گیا کہ میں موت سے دوچار ہونے والا ہوں۔)

شاعر اپنی بیوی کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے:

فَقُلْتُ عَسٰى اَنْ تُبْصِرِيْنِىْ كَاَنَّمَا بَنِىَّ حَوَالَىَّ الْاُسُوْدُ الْحَوَارِدُ

میں نے کہا دیکھے گی تو مجھ کو اس حال میں کہ گویا میرے لڑکے میرے ارد گرد غضبناک شیر ہیں۔

شاعر فرزدق اپنی منقبت کے متعلق کہتا ہے:

اَنَا الذَّائِدُ الْحَامِىْ الذِّمَارِ وَاِنَّمَا يُدَافِعُ عَنْ اَحْسَابِهِمْ اَنَا اَوْ مِثْلِىْ

میں ہی (نسب و قوم کی) مدافعت کرنے والا ہوں اور میں ہی وفا عہد کرنے والا ہوں، اور ان کے احساب سے مدافعت میں یا مجھ جیسا ہی کر سکتا ہے۔

اِنْ تُنْصِفُوْا نَا يَالَ مَرْوَانَ نَقْتَرِبْ اِلَيْكُمْ وَاِلَّا فَأْذَنُوْا بِبِعَادِ

ترجمہ:۔ اے ال مروان! اگر تم ہمارے ساتھ انصاف کا معاملہ کرو گے تو ہم (پڑوسی بن کر) تمہارے قریب رہیں گے (اور تمہاری اطاعت

کریں گے) ورنہ (ہماری) علیحدگی پر مطلع ہو جاؤ (ہم ظلم پر صبر نہیں کریں گے)۔

تحقیق:۔فاذنوا: أذن به(س)إذناً: جاننا،أذن له في الشيء : اجازت دینا۔''بِعاد'' بروزن قتال باب مفاعلہ کا مصدر ہے، بمعنی دوری اختیار کرنا''یال''اصل میں''یا ال''تھا،ضرورت شعری کی بنا پر ہمزہ کو حذف کر دیا گیا ہے۔

ترکیب:۔''نقترب''جزاء ہے''بعاد''مفعول ہے''فاذنوا''کا۔

فَـاِنَّ لَـنَـا عَـنْـكُمْ مَزَاحًـا وَّمَذْهَـبًـا بِعِيْـسٍ اِلٰـي رِيْـحِ الْـفَلَاةِ صَوَادِ

ترجمہ:۔پس بیشک تم سے دور ہونے اور الگ ہونے کی جگہ ہمارے لئے ہے ایسے سفید اونٹوں کے ذریعہ (سفر کرتے ہوئے) جو بیابان کی ہوا کی طرف پیاسے (اور چلنے کے مشتاق) ہیں (جس طرح ان اونٹوں کو پانی محبوب ہے اسی طرح صحرا میں چلنا بھی محبوب ہے)۔

تحقیق:۔عیس: اس کا مفرد اَعیس وعَیساء ہے بمعنی بھورے رنگ کا اونٹ جس میں سُرخی اور سفیدی مخلوط ہوتی ہے۔الفلاۃ: جنگل۔ صواد:اصل میں''صوادی''تھا،یاء کو حذف کر دیا،اس کا مفرد صادیۃ ہے بمعنی پیاس والی۔صدی (س) صدیً: پیاسا ہونا۔مزاحا: دور رہنے کی جگہ۔زاح عنہ (ض) زیحًا: دور ہونا۔

ترکیب:۔''عنکم''''مزاحا''سے متعلق ہے،''الٰی ریح''''صواد''سے متعلق ہے جو اشتیاق کے معنی کو متضمن ہے۔''لنا''خبر مقدم ہے''ان''کی''مزاحا ومذهبا''اسم مؤخر ہے۔

مُخَيَّسَةٍ بُـزْلٍ تَـخَـايَـلُ فِي الْبُرٰى سَـوَارٍ عَـلٰـي طُوْلِ الْـفَلَاةِ غَوَادِ

ترجمہ:۔وہ تابع فرمان جوان اونٹ ہیں (سفر کے شوق میں) نکیلوں میں مستی کرتے ہیں، صبح وشام وسیع وعریض جنگلوں میں سفر کرنے والے ہیں۔

تحقیق:۔مخیسۃ: صیغہ اسم مفعول از تفعیل بمعنی ذلیل کی ہوئی، تابعدار۔خَیَّسَہٗ: سُدھانا، ذلیل کرنا۔بُزل: اس کا مفرد بازل ہے، اس اونٹ کو کہا جاتا ہے جس کی عمر نو سال ہو اور دانت نکل آئے ہوں، بمعنی جوان اونٹ۔البُریٰ: اس کا مفرد''بُرۃ''ہے بمعنی وہ نکیل جو اونٹ وغیرہ کی ناک میں ڈالتے ہیں، حلقہ۔مادہ (ب،ر،ی) ہے، سوار: اس کا واحد''ساریۃ''ہے، بمعنی شام کو چلنے والا۔غواد: اس کا مفرد غادیۃ ہے بمعنی صبح کو چلنے والا۔تخایل: اصل میں تتخایلُ ہے: بمعنی متکبرانہ چال چلنا، اکڑنا۔

ترکیب:۔''مخیسۃ''''بُزل''وغیرہ پہلے شعر میں''عیس''کی صفت ہے۔اسی طرح''تخایل، سوار، غواد''بھی صفات ہیں۔

وَفِي الْاَرْضِ عَنْ ذِي الْجَوْرِ مَنْاًي وَمَذْهَبٌ وَ كُـلُّ بِلَادٍ اُوْطِـنَـتْ كَبِلَادِيْ

ترجمہ:۔اور زمین میں ظالم و جابر سے دور ہونے اور چلے جانے کی (کافی) جگہ ہے اور ہر وہ علاقہ جس کو وطن بنالیا جائے وہ اپنے علاقے کی طرح ہے۔

تحقیق:۔منأی: دور جانے کی جگہ۔اس کا مادہ (ن،ء،ی) ہے۔باب فتح ہے''الجور''بمعنی ظلم''ذی الجور''بمعنی ظالم۔

ترکیب:۔''في الارض''خبر مقدم ہے''منأ ومذهب''مبتدأ مؤخر ہے''اوطنت''صفت ہے''بلادِ''کی۔

وَمَـاذَا عَسَـي الْـحَجَّاجُ يَبْلُغُ جَهْدَهٗ اِذَا نَـحْـنُ خَـلَّـفْـنَـا حَـفِيْـرَ زِيَـادِ

ترجمہ:۔اور کیا یہ قریب بھی ہے کہ حجاج بن یوسف اپنے جدوجہد (مجھے پکڑنے میں) تک پہنچ جائے جبکہ ہم زیاد بن امیہ کی نہر کو پیچھے چھوڑ دیں (بالکل نہیں کیونکہ حجاج کی حکومت نہر زیاد تک ہے)۔

تحقیق:۔حفیر: بمعنی نہر، اور "حفیر زیاد" وہ جگہ ہے جہاں تک حجاج بن یوسف کی حکومت تھی، اس سے آگے نہیں تھی۔ "ماذا" میں "ما" استفہامیہ انکاری ہے "عسی" فعل مقارب ہے۔

ترکیب:۔"الحجاج" فاعل ہے "عسی" کا "یبلغ الخ" خبر ہے "عسی" کی "اذا" ظرفیہ ہے۔

فَبِاسْتِ أَبِي الْحَجَّاجِ وَاسْتِ عَجُوْزِهٖ عُتَيِّدَ بَهْمٍ تَرْتَعِيْ بِوِهَادِ

ترجمہ:۔نہر زیاد عبور کرنے کے بعد بھی اگر وہ ہمارا پیچھا کرے تو ہم حجاج کے باپ اور اس کی بوڑھی (اماں) کے سرین میں بکری کا ایسا بچہ دیں گے (گھسا دیں گے) جو گھاس والی زمین میں چرتا ہو (یعنی موٹا تازہ ہو، یہ مصرع حجاج کی مذمت پر کافی شافی ہے)۔

تحقیق:۔عتید عتود کی تصغیر ہے بمعنی بکری کا ایک سالہ بچہ۔ اور "بھم" (یعنی ہاء ساکن اور فتحہ کے ساتھ) بمعنی بکری کے بچے۔ وھاد: اس کا مفرد "وھدۃ" ہے بمعنی پست زمین، گڑھا۔ "است" بمعنی سرین "اُسۃ" جمع ہے "عجوز" بڑھیاں۔

ترکیب:۔"فباست" سے پہلے "نجعل" فعل محذوف ہے، آگے "عتید" اسی فعل کا مفعول ہے "عتید بَھْمٍ" موصوف اور "ترتعی" صفت ہے۔ "عتید" کی اضافت "بھم" کی طرف ادنی ملابست کی وجہ سے ہے کیونکہ دونوں کا مفہوم تقریبا ایک ہی ہے۔ اس لئے یہ نکرہ کے حکم میں ہے، اور آگے صفت جملہ بھی بحکم نکرہ ہے۔

فَلَوْلَا بَنُوْ مَرْوَانَ كَانَ ابْنُ يُوْسُفَ كَمَا كَانَ عَبْدًا مِّنْ عَبِيْدِ إِيَادِ

ترجمہ:۔پس اگر بنو مروان (عبدالملک بن مروان) نہ ہوتے (عبدالملک اس کو گورنر نہ بناتا) تو ابن یوسف (حجاج اب بھی) ایاد کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوتا جیسا کہ پہلے غلام تھا (اور ذلت کی زندگی گزار رہا تھا)۔

تحقیق:۔حجاج بن یوسف کا تعلق ثقیف سے ہے، یہ قبیلہ ایاد کا غلام تھا لہٰذا حجاج بھی ایاد کے غلاموں میں سے تھا لیکن عبدالملک بن مروان نے اسے گورنر بنا کر سلطنت تک پہنچا دیا۔

ترکیب:۔"عبدًا الخ" کان اول کی خبر ہے پھر "لولا" کا جواب ہے۔

زَمَانَ هُوَ الْعَبْدُ الْمُقِرُّ بِذِلَّةٍ يُرَاوِحُ صِبْيَانَ الْقُرٰى وَيُغَادِيْ

ترجمہ:۔کسی زمانہ میں وہ غلام تھا، وہ ایسا غلام جو اپنی ذلت کا اعتراف و اقرار کرنے والا تھا، صبح شام علاقے کے بچوں کے پاس (پڑھانے کے لئے) جایا کرتا تھا (گھر گھر جا کر بچوں کو پڑھانا شریفوں کا کام نہیں ہے بلکہ غلاموں اور ذلیلوں کا کام ہے، امام مالک کا فرمان ہے "من کانت له حاجة فليحضر في مجلسي" حجاج بھی طائف میں بچوں کو پڑھاتا تھا، اب حاکم بن بیٹھا ہے۔

تحقیق:۔یراوح: بمعنی شام کو جانا۔ اور "یغادی" صبح کے وقت جانا۔ "صبیان" صبی کی جمع ہے بمعنی بچہ "القری" قریۃ کی جمع ہے بمعنی بستی "ذلۃ" بکسر الذال وضمھا بمعنی ذلت۔

ترکیب:۔"زمان" "کان" محذوف کیلئے ظرف ہے۔ "المقر" صفت ہے "العبد" کی "یُراوح" صفت ثانی ہے، دونوں صفتیں جملہ ہونے کی وجہ سے بحکم نکرہ ہیں، "العبد" موصوف اگرچہ معرفہ ہے لیکن یہاں نکرہ فرض کیا گیا ہے۔

وَقَالَ آخرُ

قَدْعَلِمَ الْمُسْتَاخِرُوْنَ فِي الْوَهَلِ إِذَا السُّيُوفُ عُرِّيَتْ مِنَ الْخِلَلِ

ترجمہ:۔ تحقیق جنگ میں پیچھے رہنے والوں نے جان لیا ہے جبکہ تلواروں کو نیاموں سے نکال لی گئیں۔

إِنَّ الْفِرَارَ لَايَزِيْدُ فِي الْاَجَلِ

ترجمہ:۔ ''بے شک فرار اپنی مدت عمر کونہیں بڑھاتا ہے۔''

تحقیق:۔ الوھل: بمعنی جنگ، خوف، ڈر۔ اور ''الخلل'' اس کا مفرد ''خِلّة'' ہے بمعنی نیام۔ ''عُرّیت'' باب تفعیل سے ہے بمعنی تلوار کو نیام سے نکالنا۔

ترکیب:۔ ''اِنّ الفرار الخ'' مفعول ہے ''علم'' کا۔

وَقَالَ شُبَيْلُ الْفَزَارِيُّ

تعارف وپس منظر:۔ ان کا ذکر حماسہ میں یہاں آیا ہے، بھتیجے شاعر پر ہر دم احسان کرتے تھے اور بوقت مصیبت مدد کرتے تھے، اس کے باوجود شاعر نے بھتیجوں کو قتل کردیا جس پر اظہار افسوس کررہا ہے۔

أَيَالَهْفِي عَلٰى مَنْ كُنْتُ اَدْعُو فَيَكْفِيْنِي وَسَاعِدُهُ الشَّدِيْدُ

ترجمہ:۔ ہائے افسوس اس شخص پر جس کو میں جب (بوقت مصیبت) بلاتا تھا تو وہ میرے لئے کافی ہوتا تھا (یعنی میرا دفاع کرتا تھا، تاہم میں نے اسے قتل کردیا) جس حال میں اس کا بازو مضبوط تھا۔

تحقیق:۔ ''ایا'' حرف ندا بعید کے لئے ہے ''لهف'' بمعنی افسوس ''ادعو'' کے بعد مفعول کی ضمیر محذوف ہے جس کا مرجع ''من'' موصولہ ہے ''ساعد'' بمعنی بازو ''سواعد'' جمع ہے۔

ترکیب:۔ ''وساعدہ الخ'' جملہ حالیہ ہے۔

وَمَا مِنْ ذِلَّةٍ غُلِبُوْا وَلٰكِنْ كَذَاكَ الْاُسْدُ تَفْرِسُهَا الْاُسُوْدُ

ترجمہ:۔ اور کسی ذلت وضعف کی وجہ سے وہ (بھتیجے) مغلوب نہیں ہوئے لیکن ایسے ہی شیر شیروں کو چیر پھاڑ دیتے ہیں (یعنی میں اور وہ دونوں شیر ہیں، میں نے انہیں قتل کردیا)۔

تحقیق:۔ تفرس: (ض) فرسًا: گردن توڑنا، شکار کرنا، پھاڑنا۔ ''اُسد'' بضمتین اَسَد بفتحتین کی جمع ہے بمعنی شیر۔

ترکیب:۔ ''غلبوا'' کی ضمیر پہلے شعر میں ''من'' کی طرف راجع ہے، جو لفظاً مفرد اور معنیً جمع ہے۔

فَلَوْ لَا اَنَّهُمْ سَبَقَتْ اِلَيْهِمْ سَوَابِقُ نَبْلِنَا وَهُمْ بَعِيْدُ

ترجمہ:۔ پس اگر ہمارے پہلے والے تیر ان کو پہلے نہ پہنچتے جس حال میں وہ دور تھے (جواب لولا اگلا شعر ہے)۔

تحقیق:۔ ''بعید'' مفرد وجمع دونوں طرح مستعمل ہے، اسلئے جمع کی خبر ہے۔ ''نبل'' اسم جمع ہے بمعنی تیر ''سوابق'' سابق کی جمع ہے بمعنی

پہلے پہنچنے والے تیر۔

ترکیب:۔ ''انهم الخ'' شرط ہے ''لولا'' کا جواب اگلا شعر ہے ''وهم بعيدٌ'' جملہ اسمیہ حالیہ ہے۔

لَحَا سَوْنَا حِيَاضَ الْمَوْتِ حَتّٰى تَطَايَرَ مِنْ جَوَانِبِنَا شَرِيْدُ

ترجمہ:۔ تو وہ (بھتیجے) ضرور موت کے حوض (کے پانی) پلا دیتے، یہاں تک ہمارے اطراف واجسام سے متفرق ٹکڑے (جسم کے) اڑتے (لیکن ہم نے انہیں موقع نہیں دیا)۔

تحقیق:۔ حاسونا: جمع مذکر غائب ہے، محاساة: از مفاعلہ، پلانا۔ حسا (ن) حسوا: تھوڑا تھوڑا پینا۔ یہ اصل میں ''حَاسَوُوْا'' تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے واؤ کو الف سے بدل دیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو گرا دیا گیا، شروع میں لام تاکید ہے اور آخر میں ''نا'' مفعول کی ضمیر ہے۔ ''حياض'' حوض کی جمع ہے۔ شرید: متفرق، یہاں جسم کے متفرق ٹکڑے مراد ہیں۔

ترکیب:۔ ''حياض'' کی اضافت ''الموت'' کی طرف توسعۃً ہے، یہاں ''ما'' محذوف ہے، اصل عبارت یوں ہے ''ما حياض الموت'' ''ما'' کا اعراب حیاض میں دے کر ما کو حذف کر دیا گیا ہے۔ اسے اصطلاح میں منصوب بنزع الخافض کہتے ہیں۔ ''لحا سونا الخ'' ماقبل شعر میں موجود ''لولا'' کا جواب ہے۔

وَقَالَ قَطَرِيُّ بْنُ الْفُجَاءَةِ

تعارف وپس منظر:۔ یہ اسلامی شاعر ہیں، تفصیلی واقعہ اس سے قبل گزر چکا ہے، ان کا ذکر باب الحماسہ میں تین دفعہ ہوا ہے، ایک ص: ۲۰ پر، دوم ۲۴ پر، سوم ۱۱۷ پر ہے۔

أَلَا أَيُّهَا الْبَاغِي الْبِرَازَ تَقَرَّبَنْ أُسَاقِكَ بِالْمَوْتِ الذُّعَافَ الْمُقَشَّبَا

ترجمہ:۔ اے مبارزت اور قتال کے طلبگار (میرے) قریب آ (تاکہ) میں تمہیں موت کا وہ سم قاتل پلا دوں جسے زہر سے خلط ملط کیا گیا ہو (یعنی دوگنا زہر ہے)۔

تحقیق:۔ الباغی باب ضرب سے بمعنی طلب کرنے والا۔ الذعاف: فوراً ہلاک کرنے والا زہر۔ المقشب: کسی فاسد چیز یا زہر کے ساتھ مخلوط، غیر خالص ہونا۔ قشب: فاسد چیز کے ساتھ ملانا، مخلوط کرنا۔ البراز: باب مفاعلہ کا مصدر ہے بمعنی مقابلہ، قتال۔

ترکیب:۔ ''البراز'' مفعول ہے ''الباغي'' کا ''بالموت'' میں باتجرید کے لئے ''الذعاف'' صفت اول ہے ''الموت'' کی اور ''المقشبا'' صفت ثانی ہے۔ ''بالموت'' اگرچہ لفظاً مجرور ہے لیکن محلاً منصوب ہے اس لئے صفات میں محل کا اعتبار کیا گیا ہے۔

فَمَا فِيْ تَسَاقِي الْمَوْتِ فِي الْحَرْبِ سُبَّةٌ عَلٰى شَارِبِيْهِ فَاسْقِنِيْ مِنْهُ وَاشْرَبَا

ترجمہ:۔ لڑائی میں ایک دوسرے کو موت کا پیالہ پلانے میں پینے والوں پر عیب نہیں ہے (کیونکہ جنگ میں ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے) لہٰذا تو مجھے بھی موت کا پیالہ پلا (اگر پلا سکو) اور خود بھی پی۔

تحقیق:۔ شاربیہ: اصل میں ''شاربين'' تھا، اضافت کی وجہ سے نون جمع کو گرا دیا۔ ''تساقی'' باب تفاعل کا مصدر ہے، آخر میں یا ہونے کی وجہ

سے یا کے ماقبل ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا گیا ہے۔ ''سبة'' باب نصر کا مصدر ہے بمعنی گالی، نقص، عیب ''اشربا'' امر واحد حاضر کا صیغہ ہے باب سمع سے، آخر میں الف نون خفیفہ کے عوض میں ہے اصل میں ''اشربن'' تھا، یا واقعۃً تثنیہ کا صیغہ ہے جیسا کہ اہل عرب، تثنیہ کے ساتھ خطاب کرتے ہیں۔

ترکیب:۔ ''في تساقي الخ'' ما (مشبہ بلیس) کی خبر مقدم ہے ''سبة'' اسم مؤخر ہے۔ ''فاسقني منه'' کے بعد جملہ ''ان قدرت عليه'' محذوف ہے، یہ اس کی جزا ہے۔

وَقَالَ دَرَّاجٌ وَكَانَ قَدْطُعِنَ

تعارف وپس منظر:۔ ان کا ذکر صرف یہاں آیا ہے، ان کے کل ڈھائی اشعار مذکور ہیں:

شُدِّيْ عَلَيَّ الْعَصْبَ أُمَّ كَهْمَسْ　　　وَلَا تَهَلَّكِ أَذْرُعٌ وَأَرْؤُسْ

ترجمہ:۔ اے ام کھمس! (اپنی زوجہ کو خطاب ہے) میرے (زخم) پر پٹی باندھ دے، اور تجھے خوفزدہ نہ کریں ایسے بازو اور ایسے سر۔

تحقیق:۔ أذرع: اس کا مفرد ''ذراع'' ہے۔ لاتهلك: هاله (ن) هولاً: ڈرنا، ڈرانا۔ یہ نہی غائب مؤنث کا صیغہ ہے، جو اصل میں ''لا تَهُوْلُ'' تھا۔ ''ارؤس'' رأس کی جمع ہے بمعنی سر۔

ترکیب:۔ ''ام كهمس'' سے پہلے یا حرف ندا محذوف ہے اس لئے منصوب ہے۔ ''اذرع الخ'' فاعل ہے ''لا تهلك'' کا۔

مُقَطَّعَاتٌ وَرِقَابٌ خُنَّسْ　　　فَإِنَّمَا نَحْنُ غَدَاةَ الْأَنْحُسْ

ترجمہ:۔ جو کٹے ہوئے ہیں، اور ٹوٹے ہوئے گردنیں (بھی تمہیں خوفزدہ نہ کریں)، بیشک ہم امور منکرہ کی صبح۔

تحقیق:۔ خُنَّس: یہ جمع ہے خانس کی بمعنی پیچھے ہونے والا، سکڑنے والا۔ خنس (ن، ض) خنساً: پیچھے ہونا، علیحدہ ہونا، سکڑنا۔ أنحس: اس کا مفرد نحس ہے بمعنی نامبارک، منحوس۔ یہاں منحوس امور مراد ہیں۔

ترکیب:۔ ''مقطعات'' یہ پہلے شعر میں ''أذرع وأروس'' کی صفت ہے۔ ''رقاب خنس'' مرکب توصیفی کے بعد ''لاتهلك'' کا فاعل ہے۔

هِيْمٌ بِهِيْمٍ طُلِيَتْ تَمَرَّسْ

ترجمہ:۔ (ہم) خارشی پیاسے اونٹ کی طرح ہیں جن پر خارش کا روغن لگایا گیا ہوتا کہ وہ دوسرے خارشی اونٹ سے اپنا بدن رگڑیں (ہم بھی خارشی اونٹ کی طرح زخمی ہونے کے باوجود لڑتے ہیں)۔

تحقیق:۔ هيم: بمعنی پیاسے اونٹ، یہاں خارشی اونٹ مراد ہیں۔ طليت: جس پر طلاء اور روغن لگایا گیا ہو۔ تمرس: بمعنی رگڑنا۔ ''بهيم'' یہ ''تمرس'' سے متعلق ہے، اصل عبارت یوں ہے۔ فإنما نحن هيم تمرس بهيم طليت.

وَقَالَ الْأَرْقَطُ بْنُ رَعْبَلٍ

تعارف وپس منظر:۔ اصل نام عمرو بن رعبل بن کلیب ہے، بعض نے کہا کہ قبیلہ تمیم سے تعلق ہے اور بعض نے کہا کہ قبیلہ مازن سے تعلق ہے، الارقط لقب ہے۔ ایک مرتبہ شاعر اور اس کے بیٹے کی ملاقات کچھ چوروں سے ہوگئی، اور انہوں نے چوروں کو قتل کر دیا جس کو

شاعر یہاں ذکر کررہا ہے، ان کا ذکر صرف یہاں ہے اور کل تین اشعار مذکور ہیں:

إِنِّيْ وَنَجْمًا يَوْمَ أَبْرَقِ مَازِنٍ عَلٰى كَثْرَةِ الْأَيْدِيْ لَمُؤْتَسِيَانِ

ترجمہ:۔ تحقیق میں اور نجم (شاعر کا بیٹا) دونوں قبیلہ مازن تمیم کے سخت میدان جنگ میں (بوقت مقابلہ) ایک دوسرے کی غمخواری و ہمدردی کرتے رہے جس حال میں دشمنوں (چوروں) کی کثرت تھی۔

تحقیق:۔ ابرق: سخت زمین جس میں ریت گارا پتھر ہو، اس کی جمع اُبارق ہے۔ مؤتسیان: اسم فاعل تثنیہ از افتعال، ائتسیٰ وآسیٰ مؤاساۃ: ہمدردی کرنا، مادہ (ء، س، ی) ہے، اور ''کثرۃ الایدی'' سے دشمنوں کی کثرت مراد ہے۔

ترکیب:۔ ''لَمُؤْتسیان'' خبر ہے ''اِنِّی'' کی ''علی کثرۃ الایدی'' حال ہے۔

يَلُوْذُ أَمَامِيْ لَوْذَةً بِلَبَانِهٖ وَتُرْهِبُ عَنَّا نَبْعَةٌ وَيَمَانِ

ترجمہ:۔ اور میرا بیٹا نجم میرے سامنے (میرے) گھوڑے کے سینے کے ساتھ پناہ لیتا رہا پناہ لینا (کیونکہ وہ پیدل تھا) اور (ہماری) کمان (جو درخت نبعہ کی بنی ہوئی تھی) اور یمنی تلوار ہماری طرف سے (دشمنوں کو) ڈراتی رہی (یعنی اول مرحلہ میں ہماری تلواروں کی رسائی چوروں تک نہیں ہوئی تھی)۔

تحقیق:۔ لوذۃ: ایک مرتبہ پناہ لینا۔ نبعہ: کمان جو درخت نبعہ کی بنی ہوئی ہو۔ لبان: سینہ۔ ''یمان'' بمعنی یمنی تلوار۔

ترکیب:۔ ''یلوذ'' میں ضمیر مستتر ہے جس کا مرجع نجم ہے وہ ضمیر فاعل ہے ''لوذۃً'' مفعول مطلق للمرۃ ہے ''لبانہ'' کی ضمیر فرس کی طرف لوٹ رہی ہے، اس کا ذکر اگرچہ ماقبل میں نہیں ہوا پھر بھی جائز ہے ''نبعۃٌ الخ'' فاعل ہے ''ترھب'' کا۔

وَنَغْشٰى فَنُغْشٰى ثُمَّ نُرْمٰى فَنَرْتَمِيْ وَنَضْرِبُ ضَرْبًا لَيْسَ فِيْهِ تَوَانِ

ترجمہ:۔ اور ہم (دشمنوں پر) حملہ کرتے اور ہم پر بھی (دشمنوں کی طرف سے) حملہ کیا جاتا، پھر (ہم پر) تیر برسائے جاتے اور ہم بھی تیر مارتے اور ہم (ان پر) ایسی زبردست ضرب لگاتے رہے جس میں کمزوری اور سستی نہیں ہے (جس سے وہ ہلاک ہوگئے)۔

تحقیق:۔ توانی: مصدر از تفاعل بمعنی سستی، کوتاہی کرنا۔ ونی (ض) ونیاً: سست ہونا، کمزور ہونا۔ ضرورت شعر کی وجہ سے آخر سے یاً کو گرادیا گیا ''نغشی'' باب سمع سے بمعنی چھاجانا، یہاں حملہ کرنا مراد ہے۔

ترکیب:۔ ''ضربًا'' موصوف اور ''لیس الخ'' صفت ہے پھر مفعول مطلق ہے۔

وَقَالَ وَدَّاکُ بْنُ ثُمَيْلٍ

تعارف وپس منظر:۔ یہ شاعر جاہلی ہے، اس کا ذکر باب الحماسہ میں دو دفعہ آیا ہے، اول ص:۲۳ پر، دوم ص:۱۱۸ پر، کل اشعار چھ ہیں:

نَفْسِيْ فِدَاءُ لِبَنِيْ مَازِنٍ مِنْ شُمُسٍ فِي الْحَرْبِ أَبْطَالِ

ترجمہ:۔ میری جان فدا ہو بنی مازن پر جو لڑائی میں (دشمنوں کو) باز رکھنے والے بہادر ہیں۔

تحقیق:۔ شموس بضمتین جمع شمس من شمس الفرس اذا منع ظفرہ عن الرکوب۔ ''ابطال'' بطل کی جمع ہے بمعنی بہادر، چونکہ بہادر آدمی اپنے زخم

اورخون کو باطل قرار دے کر لڑتا ہے اس لئے اسے بطل کہا جاتا ہے۔
ترکیب:۔"من شموس" میں "من" بیانیہ ہے، "شموس" "بنی مازن" کی صفت اول اور "ابطال" صفت ثانی ہے۔

هِيـمٌ إلَـى الْـمَوْتِ إذَا خُيِّـرُوْا   بَيْـنَ تِبَـاعَـاتٍ وَتَـقْـتَـال

ترجمہ:۔وہ (بنی مازن) موت کے پیاسے (اور مشتاق) ہیں جب انہیں ادائے جرمانہ اور قتال میں اختیار دیا جائے (تو تاوان کے بجائے قتال کو اختیار کرتے ہیں)۔
تحقیق:۔هیم: پیاسے۔تباعات: یہ جمع ہے تباعۃ کی بمعنی تاوان۔
ترکیب:۔"هیمٌ" مبتدا محذوف "هم" کی خبر ہے "اذا" ظرفیہ ہے۔

حَـمَـوْا حِـمَـاهُـمْ وَسَـمَا بَيْتُهُمْ   فِيْ بَـاذِخَـاتِ الشَّرَفِ الْعَالِيْ

ترجمہ:۔انہوں نے اپنی چراگاہ کی حفاظت کی (دشمنوں سے) اور ان کا گھر بلند پہاڑ کی بلندی پر ہے (یعنی لوگوں کے درمیان ان کی خوب شہرت ہوئی)۔
تحقیق:۔باذخات: جمع ہے "باذخ" کی بمعنی بلند پہاڑ۔"حموا" باب نصر سے ہے، اصل میں "حَمَوُوا" تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے واؤ کو الف سے بدلا پھر اجتماع ساکنین کی بناپر الف کو گرادیا گیا "حِما" بکسر الحا بمعنی چراگاہ "سما" باب نصر سے بمعنی بلند ہونا۔
ترکیب:۔"بیتهم" فاعل ہے "سما" کا۔

وَقَالَ سَوَارُ بْنُ الْمُضَرَّب

تعارف و پس منظر:۔یہ اسلامی شاعر ہیں جن کا ذکر دو دفعہ ہوا ہے، ایک صفحہ ۲۴ پر، دوم صفحہ ۱۱۸ پر ہے، بعد والی جگہ میں صرف "سوار" کے نام سے موسوم ہے:

أَجَنُوْبُ إِنَّكِ لَوْرَأَيْتِ فَوَارِسِيْ   بِـالسِّـيِّ حِيْـنَ تَبَـادَرُ الْأَشْـرَارُ

ترجمہ:۔اے جنوب (اپنی اہلیہ کا نام ہے) بیشک اگر تو مقام "سِـی" میں میرے سواروں کو دیکھتی جس وقت کمزور لوگ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہے۔(تو تم امر منکر دیکھتیں)
تحقیق:۔السِّی: جگہ کا نام ہے، بعض نسخوں میں "سِیف" ہے بمعنی دریا کا کنارہ۔الاشرار: اس کا مفرد، شریر: ہے، یہاں اس سے کمزور لوگ مراد ہیں "جنوب" شاعر کی بیوی کا نام ہے، "تبادر" بمعنی ایک دوسرے سے آگے بڑھنا، اصل میں "تتبادر" تھا، ایک تا کو حذف کر دیا گیا "أ" حرف ندا قریب کے لئے ہے۔
ترکیب:۔"لو رأیت" کا جواب "لَرَأَيْتِ امرًا فظيعًا" محذوف ہے۔

سَعَةَ الطَّرِيْقِ مَخَافَةَ اَنْ يُوْسَرُوْا   وَالْخَيْـلُ تَتْبَعُهُمْ وَهُمْ فُرَّارُ

ترجمہ:۔کشادہ راہ ہونے کے باوجود اس خوف سے کہ انہیں قیدی بنالئے جائیں گے اور گھوڑے ان کے پیچھے تھے جس حال میں وہ بھاگ رہے تھے۔

تحقیق:۔سعۃ باب سمع کا مصدر ہے بمعنی کشادہ ''یوسروا'' میں اسر مادہ ہے باب ضرب سے بمعنی قیدی بنانا، ''فرّار'' ''صرّاف'' کے وزن پر فرار کی جمع ہے۔

ترکیب:۔''سعۃ'' منصوب بنزع الخافض ہے، اصل میں ''بسعةِ الطريق'' تھا، با کو حذف کرکے نصب دیا گیا ہے، ''أن يُوسروا'' مخافۃ کا مضاف الیہ ہے ''وهم فرّار'' جملہ حالیہ ہے۔

يَدْعُونَ سَوَّارًا إِذَا احْمَرَّ الْقَنَا وَلِكُلِّ يَوْمٍ كَرِيهَةٍ سَوَّارُ

ترجمہ:۔وہ لوگ (اپنے قبیلے کے لوگ) سوار (شاعر) کو پکارتے ہیں (مدد کے لئے) جب نیزے (خون سے) سرخ ہو جاتے ہیں اور ہر جنگ والے دن کے لئے سوار ہی ہوتا ہے (جو مدد کرتا ہے)۔

تحقیق:۔''یوم كريهة'' بمعنی ناپسندیدہ دن یعنی جنگ والا دن۔

ترکیب:۔''لِكل الخ'' خبر مقدم اور ''سوار'' مبتدأ مؤخر ہے۔

وَقَالَ أَخُو حُزَابَةَ أَوِ ابْنُ حُزَابَةَ

تعارف وپس منظر:۔صحیح قول کے مطابق درج شدہ اشعار ابوحزابہ کے ہیں جس کا نام ولید بن حنفیہ ہے، جو قبیلہ تمیم کی شاخ بنی ربیعہ سے تعلق ہے۔اسلامی شاعر ہیں۔

مَنْ كَانَ أَقْحَمَ أَوْ خَامَتْ حَقِيقَتُهُ عِنْدَ الْحِفَاظِ فَلَمْ يَقْدِمْ عَلَى الْقُحَمِ

ترجمہ:۔جو شخص (اپنے نفس کو) مصیبت میں ڈال دیتا ہو یا اس کا نفس (عزت کی) حفاظت کے وقت پیچھے ہٹتا ہو اور وہ مصائب وشدائد میں اقدام نہ کرتا ہو۔

تحقیق:۔ اُقحم :اسم تفضیل بمعنی شدائد میں بے خطر کودنا، اپنے نفس کو مصیبت میں ڈالنا۔ خامت: عنہ (ض) خیماً: اعراض کرنا، مؤخر ہونا۔القحم :اس کا مفرد قحمۃ ہے بمعنی مشکل معاملہ، قحط۔حقیقۃ: سے مراد نفس یا طبیعت ہے۔''حفاظ'' باب مفاعلہ کا مصدر ہے۔

ترکیب:۔''اقحم'' کا مفعول ''نفسہ'' محذوف ہے۔

فَعُقْبَةُ بْنُ زُهَيْرٍ يَوْمَ نَازَلَهُ جَمْعٌ مِنَ التُّرْكِ لَمْ يُحْجِمْ وَلَمْ يَخِمِ

ترجمہ:۔پس عقبہ بن زہیر نہ (جنگ میں) اقدام سے عاجز ہوا اور نہ ہی (جنگ سے) پیچھے ہٹا جس دن ترک جماعت نے اس سے جنگ کی ہے۔

تحقیق:۔یحجم :احجم عنہ :بمعنی عاجز ہونا، ڈر کر باز رہنا، پیچھے ہٹنا۔لم یخم :(ض) خیماً :اعراض کرنا، پیچھے ہٹنا۔''نازل'' باب مفاعلہ سے بمعنی جنگ کرنا، لڑنا۔

ترکیب:۔''فعقبة الخ'' مبتدأ ہے ''لم يحجم الخ'' خبر ہے ''جمعٌ'' فاعل ہے ''نازله'' کا۔

مُشَمِّرٌ لِلْمَنَايَا عَنْ شَوَاهُ إِذَا مَا الْوَغْدُ أَسْبَلَ ثَوْبَيْهِ عَلَى الْقَدَمِ

ترجمہ:۔ وہ (عقبہ) موت (سے مقابلہ) کے لئے اپنے جسم سے (کپڑوں کو) سمیٹنے والا ہے (یعنی موت سے مقابلہ کے لئے تیار رہتا ہے) جب کمزور لوگ (موت کے خوف سے) اپنے دونوں کپڑوں کو قدم پر لٹکا دیں۔

تحقیق:۔ شوی: اطراف جسم، اعضاء، کھال کا ظاہری حصہ، اس کا مفرد "شواۃ" ہے۔ الوغد: احمق، رذیل، ضعیف الجسم جمع أوغاد، وِغدان ہے۔ مشمر: پائچے اور آستین چڑھانے والا۔ کپڑے سمیٹنے والا۔ "منایا" منیۃ کی جمع ہے بمعنی موت" اسبل" باب افعال سے بمعنی کپڑا لٹکانا۔

ترکیب:۔ "مشمر" مبتدا محذوف "ھو" کی خبر ہے، اس کا مفعول "اثوابہ" محذوف ہے "ماالوغد" میں ما زائدہ ہے یا ما اذا کے معنی میں ہے۔

خَاضَ الرَّدٰى وَالْعِدَا قُدُمًا بِمُنْصُلِهِ وَالْخَيْلُ تَعْلُكُ مِثْنَى الْمَوْتِ بِاللُّجُمِ

ترجمہ:۔ وہ (عقبہ) اپنی تلوار کے ساتھ آگے بڑھتا ہوا دشمنوں اور ہلاکت میں جا گھسا جس حال میں گھوڑے لگاموں کے ساتھ موت کے لوہے کو چبا رہے تھے (یعنی گھوڑوں پر موت کا خوف سوار تھا)۔

تحقیق:۔ الردیٰ باب سمع سے بمعنی ہلاکت۔ العدا اسم جمع ہے بمعنی دشمن۔ منصل: تلوار جمع مناصل ہے۔ تعلک: (ن) عَلْکًا: چبانا۔ "مثنی" بمعنی لپیٹ، موڑ، لگام میں لگا ہوا ٹیڑھا لوہا۔ لُجُم: اس کا مفرد لجام ہے بمعنی لگام۔ قُدمًا: آگے بڑھنے والا بہادر۔

ترکیب:۔ "خاض" کی ضمیر سے حال ہونے کی وجہ سے "قُدمًا" منصوب ہے۔ "والخیل الخ" جملہ حالیہ ہے۔

وَهُمْ مِئُوْنَ أُلُوْفًا وَهُوَ فِيْ نَفَرٍ شُمِّ الْعَرَانِيْنِ ضَرَّابِيْنَ لِلْبُهَمِ

ترجمہ:۔ اور وہ (ترک افواج) لاکھوں تھے اور وہ (عقبہ) ایسے افراد میں تھا جو بلند ناک والے (باعزت لوگ اور) بہادروں کو بہت زیادہ مارنے والے تھے۔

تحقیق:۔ شمّ: اس کا مفرد اَشم ہے بمعنی اونچی ناک والا۔ عرانین: اس کا مفرد عرنین ہے بمعنی ناک۔ بُھم: اس کا مفرد بُھمۃ ہے بمعنی بہادر، سخت مشکل کا کام، پتھر کی چٹان۔ "ضرّابین" ضراب کی جمع ہے بمعنی بہت مارنے والے "الوف" الف کی جمع ہے بمعنی ہزار "نفر" بمعنی جماعت۔

ترکیب:۔ "الوفًا" تمیز ہے "نفرٍ" موصوف ہے "شم العرانین" صفت اول اور "ضرّابین" صفت ثانی ہے، چونکہ "شم العرانین" اضافت لفظی ہے اس لئے اضافت کے باوجود نکرہ ہے اور نکرہ موصوف کی صفت بننا صحیح ہے، یہی حال "ضرّابین" کا بھی ہے۔

وَقَالَ اَوْسُ بْنُ ثَعْلَبَةَ

تعارف و پس منظر:۔ دادا کا نام زفر بن حارث البکری التیمی ہے، مخضرمی شاعر ہے۔ ان کا ذکر باب الحماسہ میں یہاں آیا ہے، ان کے کل شعر دو ہیں:

جَذَّامُ حَبْلِ الْهَوٰی مَاضٍ إذَا جَعَلَتْ هَوَاجِسُ الْهَمِّ بَعْدَ النَّوْمِ تَعْتَكِرُ

ترجمہ:۔ جب رنج وغم کے وسوسے نیند کے بعد (میری طرف) متوجہ ہوتے ہیں تو میں (ان کی پروا کئے بغیر) خواہشات (نفسانی) کی رسی کو کاٹنے والا ہوں اور (جس کام کا ارادہ کرتا ہوں اسے) کرگزرنے والا ہوں۔

تحقیق:۔ جذام: صیغہ صفت: معنی کاٹنے والا۔ جذم (ض) جذما: کاٹنا۔ ھواجس: اس کا مفرد ''ھاجس'' ہے بمعنی وسوسہ، خیال۔ تعتکر: اعتکار: لوٹنا۔ متوجہ ہونا۔ ''ماضٍ'' باب ضرب سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی کرگزرنا۔

ترکیب:۔ ''جذّامُ الخ'' مبتدا محذوف ''انا'' خبر ہے۔

وَمَا تَجَهَّمَنِیْ لَیْلٌ وَلَا بَلَدٌ وَلَا تَكَاءَدَنِیْ عَنْ حَاجَتِیْ سَفَرٌ

ترجمہ:۔ اور کوئی رات اور کوئی شہر میرے لئے ناپسندیدہ نہیں ہوتا (کیونکہ ہر شہر اور رات میں میں نفع حاصل کرتا ہوں اور مصائب کا مقابلہ کرتا ہوں) اور کوئی سفر مجھے اپنی حاجت وضرورت (کو پوری کرنے) سے روک نہیں سکتا (یعنی ہر سفر میں اپنی حاجت پوری کر لیتا ہوں)۔

تحقیق:۔ تجہم باب تفعیل سے، وجہم (ف) جہما: ترش روئی سے پیش آنا۔ (ک) جھمۃ: ترش رو ہونا۔ یہاں باب تفعل سے ہے، تکاء دنی: الامر: دشوار ہونا۔ کاد: (ف) کاَدا: شکستہ دل وغمگین ہونا۔ یہاں باب تفاعل سے ہے، تبریزی کے مطابق یہاں قلب ہوا ہے جس طرح ''تجھمنی'' میں قلب ہوا ہے۔ پھر صیغہ ماضی پر بغیر تکرار کے لائے نافیہ کا دخول ہوا ہے جس کی تفصیل الگ عنوان کے تحت ہے۔

ترکیب:۔ ''تکاءد'' کے صلہ میں ''عن'' استعمال کیا اس لئے یہاں یہ معنی ''منع'' کو متضمن ہے۔ ''سفر'' فاعل ہے ''لا تکاء دنی'' کا۔

وَقَالَ آخَرُ

تعارف وپس منظر:۔ بنو مازن اور بنو عجل کے درمیان جنگ ہوئی جس میں بنو عجل شکست کھا گئے اور اسکے کافی لوگ قتل ہوئے، اس وجہ سے وہ لوگ کافی غصے میں تھے، پھر بنو عجل نے بنو مازن کے ایک پڑوسی (شعبہ) کو قتل کرڈالا، تاکہ اپنے غصے ٹھنڈے ہوں، مگر بنو مازن نے اسکے بدلے میں بنو عجل کے ایک آدمی (اغلب) کو قتل کردیا شاعر اسی پر غم وغصے کا اظہار کررہا ہے: لگتا ہے کہ شاعر کا تعلق بنی مازن سے تھا۔

أَقُوْلُ وَسَيْفِیْ فِیْ مَفَارِقِ أَغْلَبَ وَقَدْ خَرَّ كَالْجِذْعِ السَّحُوْقِ الْمُشَذَّبِ

ترجمہ:۔ میں کہتا ہوں جس حال میں میری تلوار اغلب (بنو عجل کا ایک آدمی) کے سر پر پڑی ہے اور وہ گر گیا چھانٹے گئے لمبے درخت کھجور کے تنے کی طرح۔

تحقیق:۔ مفارق: اس کا واحد مفرق ہے أی موضع الفرق من الرأس: مانگ۔ الجذع: کھجور کا تنہ۔ السّحوق: لمبا۔ المشذب اسم مفعول از باب تفعیل بمعنی چھانٹا ہوا۔ جس کی زائد شاخین کاٹ دی گئی ہوں۔ خرّ: گرنا بروزن فرّ ماضی از باب نصر۔

ترکیب:۔ ''وسیفی الخ'' جملہ حالیہ ہے ''السحوق'' صفت اول ہے ''الجذع'' کی اور ''المشذب'' صفت ثانی ہے۔ ''اقول'' کا مقولہ اگلا شعر ہے۔

بِكَ الْوَجْبَةُ الْعُظْمٰى أَنَاخَتْ وَلَمْ تُنِخْ بِشُعْبَةَ فَابْعُدْ مِنْ صَرِيْعٍ مُلَحَّبِ

ترجمہ:۔ بڑی موت نے تیرے اوپر ڈیرہ ڈال دیا ہے (کہ تو میدان میں گر گیا ہے) اور شعبہ (بنی مازن کا پڑوسی) پر موت نے ڈیرہ نہیں ڈالا (کہ اب تک وہ گرا نہیں) پس (اے مخاطب!) تو پچھاڑے ہوئے ذلیل (اغلب) سے دور ہو جا۔ (یہاں پر "ابعد" کا خطاب بھی اغلب سے ہے اور میدان میں گرا ہوا بھی اغلب ہی ہے، یہ جملہ بددعائیہ ہے. کیونکہ اغلب نے شعبہ کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی یا ارادہ کیا تھا جس پر ناکامی ہوئی تھی۔)

تحقیق:۔ الوجبۃ: مرۃ من الوجوب بمعنی السقوط التام، ومنہ وجبت الشمس اذا غربت واراد بہ الموت۔ مُلَحَّب: ذلیل یا زخمی۔ باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے "اناخت" باب افعال سے بمعنی اونٹ کو بٹھانا، ڈیرہ ڈالنا۔

ترکیب:۔ "بک" "اناخت" سے متعلق ہے اور "من صریع" میں "من" "فابعد" کی ضمیر کا بیان ہے۔ اور پورا شعر پہلے شعر میں "اقول" کا مقولہ ہے۔ "ملحب" صفت ہے "صریع" کی۔

سَقَاهُ الرَّدٰى سَيْفٌ إِذَا سُلَّ أَوْمَضَتْ إِلَيْهِ ثَنَايَا الْمَوْتِ مِنْ كُلِّ مَرْقَبِ

ترجمہ:۔ اغلب کو ایک ایسی تلوار نے موت کا پیالہ پلایا جب اس کو نیام سے نکالی جاتی ہے تو ننگی تلوار کی وجہ سے موت کے دانت ہر انتظار گاہ سے چمکتے ہیں (یعنی ننگی تلوار دیکھ کر موت خوش ہوتی ہے کہ اب اموات کی کثرت ہوگی۔)

تحقیق:۔ سُلَّ: صیغہ مجہول از باب نصر بمعنی تلوار کو نیام سے نکالنا۔ اومضت: ای اومض البرق: چمکنا۔ باب افعال ہے۔ ثنایا: اس کا مفرد ثنیۃ ہے بمعنی دانت۔ مرقب: گھات، انتظار گاہ۔ مراقب جمع ہے۔ "سقا" باب ضرب سے بمعنی پلانا۔

ترکیب:۔ "سیفٌ" موصوف ہے "اذا سل الخ" صفت ہے پھر "سقاہ" کا فاعل ہے "ثنایا الموت" فاعل ہے "اومضت" کا۔

فَيَا عِجْلُ عِجْلَ الْقَاتِلِيْنَ بِذَحْلِهِمْ غَرِيْبًا لَدَيْنَا مِنْ قَبَائِلِ يَحْصُبِ

ترجمہ:۔ اے بنی عجل! یعنی اپنے انتقام اور قصاص کے عوض ایک ایسے مسافر کو قتل کرنے والو! جو ہمارے پاس مقیم تھا اور قبائل یحصب سے اس کا تعلق تھا (وہ مسافر شعبہ ہے)

تحقیق:۔ ذحل: انتقام وقصاص جمع ذحول ہے "غریب" بمعنی مسافر باب کرم سے ہے. غربا جمع ہے "قبائل" "قبیلۃ" کی جمع ہے، چونکہ یہ صیغہ منتہی الجمع کے وزن پر ہے مساجد کی طرح اس لئے غیر منصرف ہے۔

ترکیب:۔ یہاں دوسرا "عجل" پہلے "عجل" کی تاکید ہے۔ کیونکہ عجل اور قاتلین دونوں شیئی واحد ہے "غریبًا" موصوف ہے "لدینا" ثاویا شبہ فعل محذوف سے متعلق ہو کر صفت اول ہے اور "من قبائل یحصب" کا ئنا شبہ فعل محذوف سے متعلق ہو کر صفت ثانی ہے۔

جَنَيْتُمْ وَجُرْتُمْ إِذْ أَخَذْتُمْ بِحَقِّكُمْ غَرِيْبًا زَعَمْتُمْ مُرْمِلًا غَيْرَ مُذْنِبِ

ترجمہ:۔ تم نے (اپنے نفس پر) جرم کیا ہے اور ظلم کیا ہے (ایک مسافر کو مار کر) جبکہ تم نے اپنا حق (قصاص) ایک ایسے مسافر سے لیا ہے جس کو تم نے بے یار و مددگار سمجھا ہے (اور) وہ بے قصور تھا۔

تحقیق:۔ مُرمل: بے سروسامان: جرتم: (ن) جوراً ظلم کرنا۔ جور مادہ ہے، "قُلتم" کے وزن پر ہے۔ "زعمتم" باب فتح سے بمعنی گمان

کرنا اور باب نصر سے فساد پھیلانا۔

ترکیب:۔ "جنیتم" کے بعد "فی انفسکم" اور "جرتم" کے بعد "عن سبیل الحق و العدل" محذوف ہے "غریبًا" موصوف ہے "زعمتم مو ملا" صفت اول اور "غیر مذنب" صفت ثانی ہے، مؤخر الذکر جملہ اضافت کے باوجود نکرہ ہے کیونکہ لفظ "غیر" اسمائ متوغلۃ الابہام میں شامل ہے۔

وَمَا قَتْلُ جَارٍ غَائِبٍ عَنْ نَصِيْرِهٖ　　لِطَالِبِ أَوْتَارٍ بِمَسْلَكِ مَطْلَبِ

ترجمہ:۔ اور ایک ایسے پڑوسی کا قتل جو اپنے مددگار سے دور ہو قصاص کے طلبگار کا صحیح مسلک و مطلب نہیں ہے۔

تحقیق:۔ أوتار: اس کا مفرد وتر ہے بمعنی قصاص۔ "بمسلک" میں بأ زائدہ ہے، باب نصر سے اسم ظرف کا صیغہ ہے بمعنی چلنے کا راستہ "جار" بمعنی پڑوسی جیران جمع ہے۔

ترکیب:۔ "قتلُ الخ" اسم ما (مشبہ بلیس) ہے، "بمسلک الخ" خبر "ما" ہے، "غائبٍ الخ" صفت ہے "جارٍ" کی۔

فَلَمْ تُدْرِكُوْا ذَحْلًا وَلَمْ تَلْهَبُوْا بِمَا　　فَعَلْتُمْ بَنِيْ عِجْلٍ إِلٰى وَجْهِ مَذْهَبِ

ترجمہ:۔ اے بنی عجل! تم تو اپنا قصاص نہیں پا سکے (کیونکہ تم نے ایک بے قصور کو قتل کیا ہے) جو کچھ تم نے کیا ہے وہ کر کے تم صحیح راہ پر نہیں چلے ہو۔

تحقیق:۔ "ذحل" بمعنی قصاص، ذحول جمع ہے "بنی عجل" سے پہلے یا حرف ندا محذوف ہے "فعلتم" کی ضمیر مفعول محذوف ہے جو ما موصولہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔

ترکیب:۔ "ذحلًا" مفعول ہے۔

وَلٰكِنَّكُمْ خِفْتُمْ أَسِنَّةَ مَازِنٍ　　فَنَكَّبْتُمْ عَنْهَا إِلٰى غَيْرِ مَنْكَبِ

ترجمہ:۔ اور لیکن تم بنی مازن کے نیزوں سے گھبرا گئے، اس لئے تم ان نیزوں سے غلط جگہ (پڑوسی کا قتل) کی طرف پھر گئے۔

تحقیق:۔ "خِفتم" بروزن "بِعتم" باب سمع سے ہے، "اسنة" سنان کی جمع ہے بمعنی نیزہ "نکبتم" باب تفعیل سے بمعنی منحرف ہونا، پھر جانا، "غیر منکب" بمعنی غلط جگہ۔

ترکیب:۔ "فنکبتم" میں فا تعلیلیہ ہے۔

وَقَدْ ذُقْتُمُوْنَا مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ　　وَعِلْمُ بَيَانِ الْمَرْءِ عِنْدَ الْمُجَرِّبِ

ترجمہ:۔ اور تم کئی دفعہ ہمارا تجربہ کر چکے ہو (ہر دفعہ کی لڑائی میں تمہیں شکست ہوئی ہے) انسان کے بیان کا علم تجربہ کار شخص کے پاس ہوتا ہے (چونکہ تم نے ہم سے لڑ کر تجربہ کیا ہے اس لئے ہماری طاقت و قوت کا حال بھی تم بتا سکو گے۔)

تحقیق:۔ "ذقتمونا" ذوق مادہ ہے، باب نصر ہے، آخر میں نا مفعول کا ہے جس کی وجہ سے الف جمع ساقط ہو گیا ہے، بمعنی جھکنا، یہاں بمعنی تجربہ کرنا "مرّة" کی جمع مرّات ہے بمعنی ایک مرتبہ۔

ترکیب:۔ "عندالمجرب" خبر ہے۔

وَقَالَ بَغْثَرُبْنُ لَقِيطِ الاَسَدِیُّ

تعارف وپس منظر:۔ یہ شاعر جاہلی ہے اس کے کل دو شعر یہاں موجود ہیں:

أَمَّا حَكِيمٌ فَالْتَمَسْتُ دِمَاغَهُ وَمَقِيلَ هَامَتِهِ بِحَدِّ الْمُنْصُلِ

ترجمہ:۔ جہاں تک حکیم (ایک آدمی کا نام ہے) کا تعلق ہے، سو میں نے تلوار کی تیزی (دھار) سے اس کا دماغ اور اس کے سر کی خوابگاہ کو تلاش کیا ہے (پس میں نے اس کو پالیا اور قتل کر دیا)۔

تحقیق:۔ مقیل: اسم ظرف ہے بمعنی نیند کی جگہ۔ قال (ض) قیلولۃ: سونا۔ ''ھامۃ'' بمعنی کھوپڑی، ہر چیز کا سر ''المنصل'' بمعنی تلوار ''حد'' بمعنی تیزی، دھار۔

ترکیب:۔ ''أمّا'' شرط وجزا کے مفہوم کو متضمن ہے ''فالتمست'' قائم مقام جزا ہے ''ومقیل ھامته'' کا عطف ''دماغه'' پر عطف الشئ علی نفسہ ہے، کیونکہ دونوں کے مصداق اور مفہوم ایک ہیں اگرچہ لفظی فرق ہے، یا عطف البعض علی الکل ہے۔

وَإِذَا حُمِلْتُ عَلَى الْكَرِيهَةِ لَمْ أَقُلْ بَعْدَ الْعَزِيمَةِ لَيْتَنِي لَمْ أَفْعَلِ

ترجمہ:۔ جب مجھے جنگ پر مجبور کیا جائے تو (جنگ کا) عزم بالجزم کر لینے کے بعد کبھی میں نے (بطور افسوس) یہ نہیں کہا کہ کاش میں ایسا نہ کرتا (تو اپنا یا دوسروں کا نقصان نہ ہوتا۔)

تحقیق:۔ ''حملت'' باب ضرب سے بمعنی بوجھ اٹھانا، مجبور کرنا ''الکریھة'' جنگ کا نام ہے ''العزیمة'' بمعنی پختہ ارادہ، عزائم جمع ہے۔

ترکیب:۔ ''حُملتُ الخ'' شرط ہے ''لم اقل الخ'' جزا ہے ''لیتنی الخ'' مقولہ ہے۔

وَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ نُمَیْرٍ

تعارف وپس منظر:۔ شاعر کا نام عامر بن صعصعہ ہے۔ تعلق بنی نمیر سے ہے جو قبیلہ جناب بن کعب کی شاخ وبطن ہے، البتہ شاعر کی ماں کا تعلق قبیلہ ال عمرو بن کلاب سے ہے۔ شاعر یہاں اپنا نسب نامہ اور منقبت وشجاعت کو بیان کر رہا ہے۔

أَنَا ابْنُ الرَّابِعِينَ مِنْ آلِ عَمْرٍو وَفُرْسَانِ الْمَنَابِرِ مِنْ جَنَابِ

ترجمہ:۔ میں (مال غنیمت کا) ربع لینے والوں یعنی قبیلہ ال عمرو (بن کلاب) اور قبیلہ جناب (بن کعب) کے منبر کے شہسواروں کا بیٹا ہوں۔

تحقیق:۔ الرابعین: اس کا واحد ''رابع'' ہے بمعنی مال غنیمت کا چوتھائی حصہ وصول کرنے والا، زمانہ جاہلیت میں قبیلے کا سردار مال غنیمت کا چوتھائی حصہ وصول کرتا تھا، اسلام نے پانچواں حصہ ضروری قرار دیا ہے، اس لئے رابع سے سردار مراد ہے اور فرسان المنابر سے واعظین وخطباء مراد ہے۔ ''فرسان'' فارس کی جمع ہے بمعنی شہسوار ''منابر'' منبر کی جمع ہے ''جناب'' قبیلہ کا نام ہے۔

ترکیب:۔ ''الرابعین'' مبین اور ''من ال عمرو'' بیان ہے۔

نُعَرِّضُ لِلطِّعَانِ إِذَا الْتَقَيْنَا وُجُوهًا لَا تُعَرَّضُ لِلسِّبَابِ

ترجمہ:۔ جب ہم لڑتے ہیں تو نیزہ بازی کے لئے ایسے چہروں کو بھی پیش کرتے ہیں جنہیں سب وشتم کے لئے پیش نہیں کیا جاتا۔

تحقیق:۔''التقینا'' باب افتعال سے بمعنی قتال کرنا''وجوہ'' بمعنی چہرہ وجہ واحد ہے''سباب'' سب کی جمع ہے بمعنی گالم گلوچ۔

ترکیب:۔''نعرّض'' جزاً مقدم ہے''اذا التقینا'' شرط مؤخر ہے''لاتعرض الخ'' صفت ہے''وجوھا'' کی پھر مفعول ہے ''نعرض'' کا۔

فَـآبَـائِـیْ سَـرَاۃُ بَنِیْ نُمَیْرٍ وَأَخْـوَالِـیْ سَـرَاۃُ بَنِیْ کِلَابٍ

ترجمہ:۔پس میرے آباؤاجداد قبیلہ بنی نمیر کے سردار ہیں اور میرے ماموں قبیلہ بنی کلاب کے سردار ہیں (اس لئے میں نجیب الطرفین ہوں)

تحقیق:۔''آبا'' اب کی جمع ہے بمعنی باپ دادا''سراۃ'' سری کی جمع ہے بمعنی سردار''اخوال'' خال کی جمع ہے بمعنی ماموں۔

ترکیب:۔''سراۃُ بنی نمیر'' خبر ہے۔

وَقَالَ الْهُذْلُوْلُ

تعارف وپس منظر:۔سلسلۂ نسب یہ ہے،الھزلول بن کعب العنبری، جاہلی شاعر ہے۔شاعر نے ایک مرتبہ بنی بہدل کی ایک لڑکی سے شادی کی،اس دوران ایک دن شاعر مہمانوں کیلئے آٹا پیس رہا تھا اور بیوی نے یہ دیکھ کر سینہ میں ہاتھ مارا اور بطور استہزاً کہا کہ یہ میرا شوہر ہے جو آٹا پیس رہا ہے،گویا آٹا پیسنا نوکروں کا کام ہے،شاعر نے اس کا جواب درج ذیل اشعار سے دیا ہے۔شاعر کے والد کا نام کعب العنبری ہے،شاعر کا ذکر باب الحماسہ میں صرف یہاں آیا ہے،ان کے کل آٹھ اشعار مذکور ہیں:البتہ امام مبردؒ نے اپنی کتاب ''الکامل'' میں ان اشعار کی نسبت ایک دیہاتی سعدی کی طرف کی ہے اور پس منظر یہی لکھا ہے۔

تَـقُوْلُ وَصَکَّتْ نَحْرَهَا بِیَمِیْنِهَا أَبَـعْلِیْ هٰذَا بِالرَّحَا الْمُتَقَاعِسُ

ترجمہ:۔میری اہلیہ کہتی ہے جس حال میں اس نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے سینے پر مارا کہ کیا یہی میرا خاوند ہے؟ جو (آٹا پیسنے کے لئے) چکی کی وجہ سے جھکا ہوا ہے۔(چکی سے آٹا پیسنا تو غلاموں اور خادموں کا کام ہے لہٰذا مجھ جیسی شہزادی کا اس کے نکاح میں ہونا بری بات ہے۔)

تحقیق:۔صکّت:(ن)صکاً:زور سے مارنا،طمانچہ مارنا۔بعل:شوہر۔الرحا:چکی۔المتقاعس:کبڑا،جھکا ہوا۔''ھذا'' اسم اشارہ تحقیر کے لئے ہے۔

ترکیب:۔''وصکّت الخ'' جملہ حالیہ ہے''ابعلی ھذا'' میں ہمزہ استفہام برائے تعجب مبتدأ ہے''ھذا'' اسم اشارہ ہے ''بعلی'' موصوف ہے،''بالرحا'' کا تعلق''المتقاعس'' سے ہے اور یہ صفت ہے،موصوف وصفت مل کر خبر ہے،''المتقاعس'' کے الف لام چونکہ اسم فاعل پر داخل ہیں اس لئے''الّذی'' کے معنی میں ہیں لہٰذا بعض نحویین کے نزدیک صلہ کا معمول مقدم نہیں ہوسکتا،البتہ ''المتقاعس'' کو اسم تام قرار دیا جائے تو مفعول مقدم ہوسکتا ہے۔

فَقُلْتُ لَهَا لَاتَعْجَلِیْ وَتَبَیَّنِیْ فَعَالِیْ إِذَا الْتَفَّتْ عَلَیَّ الْفَوَارِسُ

ترجمہ:۔پس میں نے اس سے کہا کہ جلدی نہ کرو (میری مذمت اور نفرت میں بلکہ) اور میری اچھی کارکردگی کو جان لو جب میرے اوپر

شہسوارٹوٹ پڑتے ہیں (تو میں کس طرح مقابلہ کرتا ہوں)

تحقیق:۔تبین: جاننا، ظاہر ہونا۔ باب تفعل سے امر واحد مؤنث ہے "فَـعَـال" فعل کی جمع ہے جس طرح افعال جمع آتی ہے بمعنی کام، کارکردگی۔

ترکیب:۔"لاتعجلی" مقولہ ہے "فعالی" مفعول ہے "تبینی" کا۔

أَلَسْتُ أَرُدُّالْقِرْنَ يَرْكَبُ رَدْعَهُ　　وَفِيهِ سِنَانٌ ذُوْغِرَارَيْنِ نَائِسُ

ترجمہ:۔کیا میں مدمقابل کو (مار مار کر) واپس نہیں لوٹتا جس حال میں وہ اپنے دفاع پر سوار ہوتا ہے (یعنی دفاع کرتا رہتا ہے) اور اس میں دودھاری لچکدار نیزہ ہوتا ہے (اس کے باوجود میں اسے شکست دیتا ہوں)

تحقیق:۔الـقِـرن بمعنی مقابل وہمسر۔غرار: دھار۔ذوغرارین: دودھاری والا۔نائس: لچکدار، جھولنے والا۔ناس (ن) نوساً: جھولنا۔ "ردع" بمعنی دفاع "سِنان" بمعنی نیزہ، اسنۃ جمع ہے۔

ترکیب:۔"الست" میں ہمزہ استفہام برائے تقریر ہے "یرکب ردعہ" جملہ حالیہ ہے "فیه" خبر مقدم ہے "ذو غرارین" صفت اول ہے "سنانٌ" کی اور "نائس" صفت ثانی ہے، چونکہ لفظ "ذو" اسماً متوغلۃ الابہام میں شامل ہے اس لئے اضافت کے باوجود نکرہ ہے۔

وَأَحْتَمِلُ الْأَوْقَ الثَّقِيلَ وَأَمْتَرِیْ　　خُلُوْفَ الْمَنَايَا حِيْنَ فَرَّالْمُغَامِسُ

ترجمہ:۔اور میں بھاری بوجھ برداشت کرتا ہوں (یعنی دیات، جرمانہ اور مہمان نوازی کا بوجھ) اور میں موت کے تھنوں سے دودھ نکالتا ہوں (یعنی بے پرواہ ہو کر موت کو گلے لگاتا ہوں) جس وقت شدائد ومصائب میں داخل ہونے والا بھی بھاگ جاتا ہے (لیکن میں نہیں بھاگتا)

تحقیق:۔الاوق: بوجھ، سخت۔اُمتری: امتراء: دودھ نکالنا۔خُلُوف: اس کا واحد خِلف ہے اونٹنی کا تھن۔"الـمـغامس" بمعنی وہ شخص جو شدائد میں گھستا ہے۔

ترکیب:۔"الاوق الثقیل" مرکب توصیفی کے بعد مفعول ہے "احتمل" کا۔

وَأَقْرِی الْهُمُوْمَ الطَّارِقَاتِ حَزَامَةً　　إِذَاكَثُرَتْ لِلطَّارِقَاتِ الْوَسَاوِسُ

ترجمہ:۔اور میں رات کو نازل ہونے والی پریشانیوں کی مہمان نوازی (مقابلہ) عقلمندی وبیدار مغزی سے کرتا ہوں، (بالکل جزع فزع نہیں کرتا) جبکہ رات کو آنے والی پریشانیوں کی وجہ سے (دل ودماغ میں) وسوسے زیادہ ہونے لگیں (لیکن میں ان وسوسوں کی طرف دھیان بھی نہیں دیتا)

تحقیق:۔أقـری: (ض) قِـرىً: ضیافت کرنا۔الطارقات: اس کا مفرد طارقۃ بمعنی رات کو آنے والی۔حزامۃ: احتیاط وہوشیاری۔ "رساوس" وسوسۃ کی جمع ہے۔

ترکیب:۔"الطارقات" صفت ہے "الهموم" کی "الوساوس" فاعل ہے "کثرت" کا۔

إِذَاخَامَ أَقْوَامٌ تَقَحَّمْتُ غَمْرَةً　　يَهَابُ حُمَيَّاهَاالْأَلَدُّالْمُدَاعِسُ

ترجمہ:۔جب قومیں (جنگ سے) پیچھے ہٹ جاتی ہیں (بزدلی کی وجہ سے) تو میں (بلاتامل وفکر) ایسے گہرے پانی (گھمسان کی

جنگ) میں کود پڑتا ہوں جس کی شدت سے سخت جھگڑالو نیزہ باز بھی خوف کھاتا ہے (لیکن میں ڈرتا نہیں)

تحقیق:۔ خام: (ض) خیماً: پیچھے ہٹنا۔ خَمِیًّا: شدت و تکلیف۔ المداعس: نیزہ باز۔ ''اَلْاَلَدُّ'' بمعنی سخت جھگڑالو' یھاب'' باب سمع سے بمعنی ڈرنا، ھوب مادہ ہے۔ ''غمرۃً'' بمعنی گہرا پانی، غمرات جمع ہے، یہاں سخت ترین جنگ مراد ہے۔

ترکیب:۔ ''یھاب الخ'' صفت ہے ''غمرۃً'' کی، جملہ بحکم نکرہ ہے، ''الالد المداعس'' مرکب توصیفی کے بعد فاعل ہے ''یھاب'' کا۔

لَعَمْرُ أَبِیْکَ الْخَیْرِ إِنِّیْ لَخَادِمٌ لِضَیْفِیْ وَإِنِّیْ إِنْ رَکِبْتُ لَفَارِسُ

ترجمہ:۔ تیرے اچھے باپ کی عمر کی قسم بیشک میں اپنے مہمان کا خادم ہوں (مہمان نوازی اچھی صفت ہے اس لئے اس پر طعنہ نہ دو) اور بیشک میں جب سوار ہوتا ہوں تو ضرور میں شہسوار ہوں (جم کر لڑتا ہوں)

تحقیق:۔ ''خادم'' کی جمع خدام ہے ''ضیف'' کی جمع اضیاف ہے بمعنی مہمان۔

ترکیب:۔ ''انی لخادم الخ'' جواب قسم ہے ''لفارس'' اِنّی ثانی کی خبر ہے۔

وَإِنِّیْ لَأَشْرِیْ الْحَمْدَ أَبْغِیْ رَبَاحَهُ وَأَتْرُکُ قِرْنِیْ وَهُوَ خَزْیَانُ نَاعِسُ

ترجمہ:۔ اور بیشک میں (مہمانوں سے) تعریف خریدتا ہوں اور اس کا نفع (ذکر جمیل) چاہتا ہوں اور (مہمان نوازی میں) اپنے مد مقابل کو پیچھے چھوڑ دیتا ہوں جس حال میں وہ رسوا اور اونگھنے والا ہوتا ہے۔

تحقیق:۔ ''ابغی'' باب ضرب سے بمعنی طلب کرنا ''خزیان'' باب سمع سے ہے بمعنی رسوائی۔

ترکیب:۔ ''ابغی'' پر واؤ عاطفہ محذوف ہے ''وھو خزیان الخ'' جملہ حالیہ ہے۔

وَقَالَتْ کَنْزَةُ أُمُّ شَمْلَةَ بْنِ بُرْدِ الْمِنْقَرِیُّ

تعارف و پس منظر:۔ شاعرہ کی ماں ال قیس کی باندی تھی، اسلامی شاعرہ ہیں۔ کنزہ بنی منقر کی باندی تھی جسے بردہ نے خرید کر ام ولد بنالیا، اس سے شملہ اور سہم دو بیٹے پیدا ہوئے، ایک مرتبہ شملہ کا بھائی سہم کو سنان بن محسر نے قتل کر دیا اور شملہ اس پر دیت لینے کیلئے راضی ہونے لگا تو اس کی ماں اس کو قصاص پر ابھار رہی ہیں، ان کا ذکر یہاں دو دفعہ آیا ہے، کل ان کے چار اشعار ہیں:

إِنْ یَکُ ظَنِّیْ صَادِقًا وَهُوَ صَادِقِیْ بِشَمْلَةَ یَحْبِسْهُمْ بِهَا مَحْبِسًا أَزْلَا

ترجمہ:۔ اگر شملہ بن بردہ کے بارے میں میرا گمان سچا ہے اور وہ گمان میرے لئے سچا ہی ہوگا تو وہ جنگ میں دشمنوں کو یقیناً سخت جیل خانہ میں بند کرے گا (ہاں اگر وہ بزدل ہے تو دیت پر راضی ہوگا)

تحقیق:۔ مَحْبِس کی جمع محابس ہے بمعنی قید خانہ۔ اَزْل: تنگی سختی۔ ازل: (ض) ازلا: تنگی و سختی میں پڑنا۔ ''بھا'' کی ضمیر ''حرب'' کی طرف لوٹ رہی ہے ''الحرب'' کی طرف ضمیر لوٹانے کے لئے اس کا ذکر پہلے ہونا ضروری نہیں ہے جیسے لفظ دار، فرس اور محبوبہ وغیرہ ہیں۔

ترکیب:۔ ''بشملۃ'' کا تعلق ظنی سے ہے۔ ''وھو صادقی'' جملہ معترضہ ہے، ''صادقی'' اصل میں ''صادق لی'' تھا، لام کو حذف کر کے یا کو ملا دیا گیا ''یحبسھم'' جزا ہے۔

فَيَاشَمْلَ شَمِّرْ وَاطْلُبِ الْقَوْمَ بِالَّذِیْ أُصِبْتَ وَلَا تَقْبَلْ قِصَاصًا وَلَا عَقْلًا

ترجمہ:۔ پس اے شملہ! (جنگ کے واسطے) کپڑے سمیٹ (یعنی تیاری کر) اور قوم (قاتل) کو تلاش کر اس چیز (بھائی کا قتل) کے عوض میں جو تجھے پہنچائی گئی ہے اور قصاص قبول نہ کر (کیونکہ یہ برابری والی بات ہے) اور دیت بھی قبول نہ کر (کیونکہ یہ ضعف و کمزوری کی علامت ہے)

تحقیق:۔ ''یاشمل'' اصل میں ''یاشملة'' تھا، تا کو حذف کر دیا گیا ہے جس کو منادی مرخم کہا جاتا ہے ''شمّر'' باب تفعیل سے امر کا صیغہ ہے بمعنی کپڑے سمیٹنا، جدو جہد کرنا ''عقلا'' بمعنی دیت۔

ترکیب:۔ ''اصبت'' کے بعد ''بہ'' محذوف ہے، کیونکہ جب صلہ جملہ ہو تو اس میں ایک ایسی ضمیر ہونی چاہیئے جو اسم موصول کی طرف لوٹ رہی ہو۔

وَقَالَتْ أَيْضًا

لَهْفِی عَلَی الْقَوْمِ الَّذِیْنَ تَجَمَّعُوْا بِذِی السِّیْدِ لَمْ یَلْقَوْا عَلِیًّا وَلَا عَمْرًا

ترجمہ:۔ مجھے افسوس اس قوم پر ہے جو مقام ذو سید میں جمع ہوئی ہے جس حال میں انہوں نے حضرت علیؓ سے ملاقات کی اور نہ حضرت عمرؓ سے (اگر ان دونوں میں سے کسی ایک سے ملاقات ہوتی تو یہ لوگ راہ راست پر آجاتے)

تحقیق:۔ ''لهف'' بمعنی افسوس، لھوف جمع ہے ''ذی سید'' جگہ کا نام ہے۔

ترکیب:۔ ''لم یلقوا'' جملہ حالیہ ہے، اگر فعل مضارع منفی حال بنے تو واؤ لانے کی ضرورت نہیں ہے یا یہاں واؤ عاطفہ محذوف ہے۔

فَإِنْ یَّکُ ظَنِّیْ صَادِقًا وَهُوَ صَادِقِیْ بِشَمْلَةَ یَحْبِسْهُمْ بِهَا مَحْبِسًا وَعْرًا

ترجمہ:۔ یہی شعر ماقبل میں بھی آیا ہے، ترجمہ وہاں ملاحظہ کریں۔ تحقیق بھی ماقبل میں ملاحظہ کریں۔

ترکیب:۔ ''بھا'' کی ضمیر ''حرب'' کی طرف راجع ہے۔

وَقَالَ شُبْرُمَةُ بْنُ الطُّفَيْلِ

تعارف و پس منظر:۔ دادا کا نام حسان بن المنذر بن ضرار الضبی ہے، اسلامی شاعر ہیں، دولت عباسیہ (مدت حکومت 132ھ/750ء تا 656ھ/1258ء) میں گزرے۔ ان کا ذکر صرف یہاں آیا ہے، کل چار اشعار ہیں:

لَعَمْرِیْ لَرِیْمٌ عِنْدَ بَابِ ابْنِ مُحْرِزٍ أَغَنُّ عَلَیْهِ الْیَارَقَانِ مَشُوْفُ

ترجمہ:۔ میری زندگی کی قسم یقیناً ابن محرز (یعنی مسلم بن محرز) کے دروازے میں ایسی خوبصورت عورت (کھڑی) ہو، جو گنگنانے والی ہو، صاف ستھری ہو جس حال میں اس کے پاس دو کنگن ہوں (خبر اگلا شعر ہے) نوٹ:۔ مسلم بن محرز مردوں کو غنا کی تعلیم دیتا تھا اور لڑکیوں کو پڑھاتا تھا اس لئے بن محرز کا ذکر ہوا ہے۔

تحقیق:۔ ریم: سفید خالص ہرن، یہاں اس سے خوبصورت عورت مراد ہے۔ مقولہ مشہور ہے ''اَنَّ زیدٌ کریمٍ'' یعنی زید ہرن کی طرح

رویا۔ أُغن: گنگنانے والا۔ یہ ہرن کی صفات میں سے ہے اسلئے کہ اس کی آواز میں غنہ ہوتا ہے۔ الیارقان: یہ یارق کا تثنیہ ہے بمعنی کنگن، یہ اصل میں فارسی لفظ ''یارہ'' سے بدل کر آیا ہے۔ مشوف: صاف۔

ترکیب:۔ لریم: میں لام ابتدائیہ ہے۔ أُغن ''ریم'' کی صفت اول ہے اور مشوف صفت ثانی ہے، مشوف اگرچہ مفہوم کے اعتبار سے ''الیارقان'' کی صفت ہونی چاہئے تھی لیکن چونکہ تثنیہ نہیں بلکہ مفرد ہے اس لئے ''ریم'' کی صفت ہے۔ اور ''علیہ الیارقان'' ''ریم'' سے حال ہے۔

أَحَبُّ إِلَيْكُمْ مِنْ بُيُوتٍ عِمَادُهَا ۔۔۔ سُيُوفٌ وَأَرْمَاحٌ لَهُنَّ حَفِيفُ

ترجمہ:۔ (مذکورہ عورت) تمہیں زیادہ پسند ہے ایسے مکانات سے جن کے ستون ایسی تلواریں اور ایسے نیزے ہوں جن میں جھنکار ہو (یعنی لڑنے والے لوگ میدان جنگ میں بوقت ضرورت تلواریں اور نیزے گاڑ کے عارضی مکانات بنا لیتے ہیں اور تم عیش و مستی میں پڑ کر بزدل ہو گئے ہو۔)

تحقیق:۔ ''عماد'' بمعنی ستون ''حفیف'' بمعنی آواز، جھنکار۔

ترکیب:۔ ''عمادُھا الخ'' صفت ہے ''بیوتٍ'' کی۔ ''لھن حفیف'' صفت ہے ''سیوف وارماح'' کی پھر خبر ہے مبتدأ (عمادُھا) کی۔ پورا مصرع خبر ہے ماقبل شعر میں موجود مبتدأ (لریم) کی۔

أَقُولُ لِفِتْيَانٍ ضِرَارٌ أَبُوهُمْ ۔۔۔ وَنَحْنُ بِصَحْرَاءِ الطِّعَانِ وُقُوفُ

ترجمہ:۔ میں نے کہا ایسے جوانوں سے جن کا باپ ضرار ہے جس حال میں ہم نیزہ بازی کے میدان (جنگ شروع ہونے کے انتظار) میں کھڑے تھے۔ (مقولہ اگلا شعر ہے)

تحقیق:۔ ''فتیان'' فتی کی جمع ہے بمعنی نوجوان ''وقوف'' واقف کی جمع ہے بمعنی کھڑا ہونا۔

ترکیب:۔ ''فتیان'' موصوف ہے ''ضرار ابوھم'' صفت ہے ''ونحن الخ'' جملہ حالیہ ہے ''وقوف'' خبر ہے۔

أَقِيمُوا صُدُورَ الْخَيْلِ إِنَّ نُفُوسَكُمْ ۔۔۔ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَالَهُنَّ خُلُوفُ

ترجمہ:۔ درست کر دو گھوڑے کے سینے (دشمنوں کی طرف اور جنگ کے لئے نکلو) بیشک تمہارے نفوس ایک ایسے مقررہ دن تک مقدر ہیں جس سے وہ آگے پیچھے نہیں ہو سکتے۔

تحقیق:۔ المیقات: یستعمل فی الزمان والمکان، والمراد الوقت المحدود لانقضاء النفوس ''صدور'' صدر کی جمع ہے بمعنی سینہ ''خلوف'' بروزن فعول باب نصر کا مصدر ہے، چونکہ یہ من قبیل الاضداد ہے اس لئے بمعنی آگے پیچھے ہونا جس طرح ''بیع'' کا معنی خرید و فروخت کا ہے۔

ترکیب:۔ لمیقات: یہ ''مقدرۃ'' محذوف سے متعلق ہے اور یہ پورا شعر پہلے شعر میں ''اقول'' کا مقولہ ہے۔ ''مالھن'' میں ''ما'' نافیہ ہے اور ''یومٍ'' کی صفت ہے۔

وَقَالَ قَبِيْصَةُ بْنُ جَابِرٍ

تعارف وپس منظر:۔ یہ شاعر مخضرمی ہے، اس نے زمانۂ جاہلیت واسلام دونوں پایا ہے، عہد امیر معاویہ میں ایک مرتبہ یہ معاویہ کے پاس تھا اور کوفہ کے گورنر ولید بن عقبہ بن ابی معیط بھی مجلس میں حاضر تھا، چونکہ شاعر ولید پر تنقید کرتا تھا اس لئے معاویہ نے شاعر سے ولید کے متعلق پوچھا تو شاعر نے جواب دیا کہ یہ شروع میں صحیح تھا، اب گورنر بننے کے بعد ظالموں کی صف میں شامل ہوگیا۔ اس کے کل چھ اشعار ہیں: اور اس کا ذکر صرف یہاں آیا ہے:

بَنِيَّي هَيْضَمٍ هَوَجَدْتُمَانِيْ بَطِيًّا بِالْمُحَاوَلَةِ احْتِيَالِيْ

ترجمہ:۔ اے ہیضم کے دونوں صاحبزادو! کیا تم نے مجھے یعنی میری تدبیر کو جدوجہد میں کمزور اور سست پایا ہے؟ (بالکل نہیں، میری تدبیر تو تیر بہدف ثابت ہوتی ہے۔)

تحقیق:۔ هوجدتمانی: اصل میں ''اوجدتمانی'' ہے، ہمزہ استفہامیہ کو ہاء سے بدل دیا۔ محاولة: ارادہ، حیلہ۔ ''بطیا'' باب کرم سے بمعنی ست۔

ترکیب:۔ ''احتیالی'' ''وجدتمانی'' کی ضمیر متکلم سے بدل ہے۔ پھر ''وجدتمانی'' کا مفعول اول ہے ''بطیا'' مفعول ثانی ہے ''احتیالی'' میں مصدر کی اضافت مفعول کی طرف ہے یا فاعل کی طرف۔

وَعَاجَمْتُ الْأُمُوْرَ وَعَاجَمَتْنِيْ كَأَنِّيْ كُنْتُ فِي الْأُمَمِ الْخَوَالِيْ

ترجمہ:۔ اور میں نے بہت سے امور کو جانچا (جس سے بےحد تجربہ ہوا) اور ان امور نے بھی مجھے جانچا (یہاں تک کہ میں حقائق اور اشیاء پر مطلع ہوگیا) گویا کہ میں عہد گزشتہ کی امتوں میں بھی رہا ہوں (یعنی میری طویل عمر ہے)

تحقیق:۔ عاجمت: معاجمة: پرکھنا، تجربہ کرنا۔ اصل میں ''العجم'' دانت سے گٹھلی توڑنے کو کہا جاتا ہے، بعد میں یہ لفظ تجربہ، امتحان اور آزمائش کے لئے استعمال ہونے لگا ''امم'' امة کی جمع ہے بمعنی قوم، امت۔ الخوالی: اس کا واحد خالیة: ہے بمعنی گذر ہوئی۔

ترکیب:۔ ''الامم الخوالی'' مرکب توصیفی ہے۔

فَلَسْنَا مِنْ بَنِيْ جَدَّاءَ بِكْرٍ وَلٰكِنَّا بَنُوْ جَدِّ النِّقَالِ

ترجمہ:۔ سو ہم کٹے ہوئے پستان والی (یا چھوٹے پستان جس کا دودھ کم ہو والی) صرف ایک بچہ جننے والی عورت کی اولاد نہیں ہیں (تاکہ ہم تعداد میں کم ہوں) بلکہ ہم تو کثیر الاولاد بانصیب مرد کے بیٹے ہیں (اس لئے ہماری تعداد بہت زیادہ ہے)

تحقیق:۔ جدّاء: جس کے پستان کٹے ہوئے ہوں۔ بکر بمعنی وہ عورت جس نے ایک بچہ جنا ہو۔ جدّ: بڑے نصیب والا مرد۔ نقال: جس کے بچے مکرر اور بہت ہوں۔ بعض نے کہا کہ ''جدّاء'' وہ عورت ہے جس کے پستان چھوٹے ہوں اور دودھ کم ہو ''جدّاء بکر'' سے کمزور جنگ مراد ہے ''نقال'' جدال کو کہا جاتا ہے، ''جدّ نقال'' سے گھمسان کی جنگ مراد ہے۔

ترکیب:۔ ''من بنی جدّاء الخ'' خبر ہے ''لسنا'' کی اور ''من'' زائدہ ہے۔

تَفَرّٰى بَيْضُهَا عَنَّا فَكُنَّا بَنِي الْأَجْلَادِ مِنْهَا وَالرِّمَالِ

ترجمہ:۔ ہماری (کثرت کی) وجہ سے اس زمین (جہاں ہماری ولادت ہوئی) کا انڈا (حصہ زمین) پھٹ گیا ہے، پس ہم اس زمین کے مضبوط ٹکڑے اور نرم ٹکڑے (یعنی ہر جگہ) کے مالک ہیں۔

تحقیق:۔ تفریٰ: از باب تفعل بمعنی پھٹ جانا۔ الاجلاد: اس کا واحد جلد ہے بمعنی سخت اور ٹھوس زمین۔ رمال: اس کا واحد ''رمل'' ہے بمعنی ریت۔ ''بیض'' بمعنی انڈا، یہاں سطح زمین مراد ہے ''بیضھا'' کی ضمیر ارض کی طرف لوٹ رہی ہے، ارض کا ذکر اگرچہ ماقبل میں نہیں ہے تاہم ضمیر لوٹانا جائز ہے۔ یہ اس کی خصوصیت ہے۔

ترکیب:۔ ''بنی الاجداد الخ'' خبر ہے ''کُنّا'' کی۔

لَنَا الْحِصْنَانِ مِنْ أَجَا وَسَلْمٰی   وَشَرْقِيَّاهُمَا غَيْرَ انْتِحَالِ

ترجمہ:۔ آجا و سلمیٰ (دونوں پہاڑوں) میں ہمارے دو قلعے ہیں اور ان دونوں پہاڑوں کے مشرقی حصے بھی ہمارے ہیں، یہ قول جھوٹا نہیں ہے۔

تحقیق:۔ انتحال باب افتعال کا مصدر ہے بمعنی جھوٹ ''حِصنان'' بکسر الحاء حِصن کا تثنیہ ہے بمعنی قلعہ، حصون جمع ہے ''اجا و سلمی'' دو پہاڑوں کا نام ہے جن کا پس منظر ماقبل میں آچکا ہے۔

ترکیب:۔ ''لنا'' خبر مقدم ہے ''الحصنان الخ'' مبتدا مؤخر ہے ''من اجا'' میں ''من'' بمعنی ''فی'' کے ہے، ''شرقیاھما'' مبتدأ ہے، خبر ''لنا'' محذوف ہے ''غیر انتحال'' مصدر مؤکد ہے اس لئے نصب ہے یعنی یہ فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے ''غیر شکٍ'' ''حقا''۔

وَتَيْمَاءُ الَّتِيْ مِنْ عَهْدِ عَادٍ   حَمَيْنَاهَا بِأَطْرَافِ الْعَوَالِيْ

ترجمہ:۔ اور تیماء نامی قلعہ بھی ہمارا ہے جس کی حفاظت ہم نے زمانہ قدیم سے نیزوں کے اطراف سے کی ہے (اور اب بھی کریں گے)

تحقیق:۔ ''تیماء'' قلعہ کا نام ہے ''عھد عاد'' سے زمانہ قدیم مراد ہے ''من'' بمعنی مذ کے ہے ''العوالی'' ''عالیہ'' کی جمع ہے بمعنی بلندی، نیزوں کے اطراف۔

ترکیب:۔ ''تیما'' کی خبر ''لنا'' محذوف ہے۔

وَقَالَ سَالِمُ بْنُ وَابِصَةَ

تعارف وپس منظر:۔ شاعر کے دادا کا نام معبد بن عتبہ الاسدی ہے، ان کے والد صحابی ہیں، ابو سالم کنیت ہے۔ یہ اسلامی شاعر ہیں جن کا ذکر صرف یہاں آیا ہے اور تابعین میں سے ہیں جبکہ انکے والد محترم جلیل القدر صحابی ہیں۔ باب الحماسہ ص: ۱۲۳، کتاب الادب ص: ۱۹۸ اور کتاب الادب ص: ۲۰۲ کے تحت دیے گئے اشعار اسی کے ہیں۔ ان کے یہاں کل چار اشعار ہیں:

يَا أَيُّهَا الْمُتَحَلِّيْ غَيْرَ شِيْمَتِهِ   وَمَنْ سَجِيَّتُهُ الْإِكْثَارُ وَالْمَلَقُ

ترجمہ:۔ اے وہ شخص جو اپنی فطرت و عادت کے خلاف مزین ہونے والا اور اے وہ شخص جس کی سرشت زیادہ بولنا اور تملق کرنا ہے۔

تحقیق:۔ المَلَق: خوشامدی اور چاپلوسی کرنا۔ ''المتحلی'' میں الف لام ''الّذی'' کے معنی میں ہیں، بمعنی مزین و آراستہ ہونا ''شیمة''

بکسر الشین بمعنی عادت، طبیعت، شیم جمع ہے ''سجیتہ'' بمعنی سرشت، فطرت، سجایا جمع ہے۔

ترکیب:۔ ''ومن سجیتہٗ'' میں اگر من موصولہ ہے تو ''سجیتہ'' مرفوع ہوگا اور اگر من جارہ ہے تو مجرور ہوگا، پہلی صورت میں مبتدا اور دوسری صورت میں خبر مقدم ہوگی۔

عَلَیْکَ بِالْقَصْدِ فِیْمَا اَنْتَ فَاعِلُهٗ　　　اِنَّ التَّخَلُّقَ یَأْتِیْ دُوْنَهُ الْخُلُقُ

ترجمہ:۔ تو اس کام میں اعتدال اور میانہ روی کو لازم پکڑ جسے تو کرنے والا ہے (کیونکہ مقولہ مشہور ہے ''خیر الامور اوسطھا'' ''الاقتصاد نصف المعیشۃ'') بیشک مصنوعی اخلاق سے پہلے کبھی اصلی اخلاق آ جاتے ہیں (اس صورت میں ندامت ہوگی)۔

تحقیق:۔ التخلق: بمعنی بتکلف کوئی عادت اپنانا۔ یا کوئی اخلاق اختیار کرنا۔ ''علیک'' اسم فعل ہے بمعنی ''الزم'' کے ہے، ''القصد'' بمعنی میانہ روی اختیار کرنا، ''الخلق'' بضمتین بمعنی فطری اخلاق وعادات۔

ترکیب:۔ ''بالقصد'' فاعل ہے ''علیک'' بمعنی ''الزم'' کا۔

وَمَوْقِفٍ مِثْلِ حَدِّ السَّیْفِ قُمْتُ بِهٖ　　　أَحْمِی الذِّمَارَ وَتَرْمِیْنِیْ بِهِ الْحَدَقُ

ترجمہ:۔ تلوار کی دھار و تیزی کی طرح بہت سی (مشکل) جگہیں ہیں جہاں میں (ثابت قدمی سے) کھڑا رہا جس حال میں میں اپنی عفت وعزت کی حفاظت کرتا رہا اور بطور تعجب لوگوں کی آنکھیں اس قیام کی وجہ سے مجھے گھورتی رہیں۔

تحقیق:۔ الحدق: آنکھیں، اس کا مفرد حدقۃ ہے۔ الذمار: بمعنی عزت۔ الف لام عوض مضاف الیہ کے ہیں، اصل میں ''ذماری'' تھا ''موقف'' کی جمع موافق ہے بمعنی ٹھہرنے کی جگہ، ''احمی'' باب ضرب سے بمعنی حفاظت کرنا۔

ترکیب:۔ ''وموقف'' میں ''واؤ'' بمعنی ''رب'' ہے۔ ''ترمینی بہ'' کی ضمیر قیام کی طرف لوٹ رہی ہے جو ''قمتُ'' میں ہے جیسے ''اعدلوا ھو اقرب'' میں ہے۔ ''الحدق'' فاعل ہے ''ترمینی'' کا۔

فَمَا زَلِقْتُ وَلَا أَبْدَیْتُ فَاحِشَةً　　　اِذَا الرِّجَالُ عَلٰی أَمْثَالِهَا زَلِقُوْا

ترجمہ:۔ پس (اس مشکل ترین جگہ سے) نہ میں پھسلا اور نہ کوئی پریشانی و بے اطمینانی ظاہر کی جبکہ لوگ (عموماً) اس جیسی مشکل جگہ سے پھسل جاتے ہیں (کیونکہ اس مشکل جگہ میں جم کر رہنا مشکل ہوتا ہے)۔

تحقیق:۔ زلقت: (س) زلقاً: پھسلنا۔ ''فاحشۃً'' بمعنی برائی، جمع فواحش ہے، یہاں پریشانی واضطراب مراد ہے، ''علی امثالھا'' میں ''علی'' بمعنی ''من'' ہے، اور ضمیر مجرور موقف بتاویل بقعہ لوٹ رہی ہے۔ ''فما زلقتُ'' کے بعد ''منہ'' محذوف ہے جس کا مرجع موقف ہے۔ ''لا ابدیتُ'' میں فعل ماضی پر لا بغیر تکرار کے داخل ہوا ہے۔

ترکیب:۔ ''الرجال'' مبتدا اور ''علی امثالھا الخ'' خبر ہے۔

وَقَالَ عَامِرُ بْنُ الطُّفَیْلِ

تعارف وپس منظر:۔ یہ اسلامی شاعر ہیں جن کا ذکر باب الحماسہ میں دو دفعہ ہوا ہے، اول ص: ۲۷ پر، دوم صفحہ ۱۲۳ پر ہے:

قَضَى اللّٰهُ فِيْ بَعْضِ الْمَكَارِهِ لِلْفَتٰى بِرُشْدٍ وَفِيْ بَعْضِ الْهَوٰى مَا يُحَاذِرُ

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ (اپنی حکمت و مصلحت کے تحت) بعض ناپسندیدہ امور میں انسان کے لئے رشد و ہدایت کا فیصلہ فرما دیتے ہیں اور انسان کے بعض محبوب امور میں اس چیز کا فیصلہ کر دیتے ہیں جس سے وہ ڈرتا ہے (جیسے آیت ''کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم الایہ'' ہے۔)

تحقیق:۔ ''مکارہ'' مکرہۃ کی جمع ہے بمعنی ناپسندیدہ امور ''رشد'' باب کرم سے ہے بمعنی ہدایت۔ ''مایحاذر'' کے بعد ''منہ'' محذوف ہے جس کا مرجع ما موصولہ ہے۔

ترکیب:۔ ''برشدٍ'' مفعول ہے ''قضی'' کا، با زائدہ ہے ''مایحاذر'' بھی مفعول ہے ''قضی'' کا مقدر کا۔

أَلَمْ تَعْلَمِيْ أَنِّيْ إِذَا الْإِلْفُ قَادَنِيْ إِلَى الْجَوْرِ لَا أَنْقَادُ وَالْإِلْفُ جَائِرُ

ترجمہ:۔ کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ بیشک مجھے جب دوست ظلم و زیادتی کی طرف کھینچتے ہیں تو میں اس کی پیروی نہیں کرتا جس حال میں دوست ظالم و جابر ہے۔

تحقیق:۔ الإلف: محبت والفت کرنے والا۔ از باب سمع ''قادنی'' از باب نصر بمعنی کھینچنا، ''الجور'' باب نصر کا مصدر ہے بمعنی ظلم ''جائر'' بمعنی ظالم۔

ترکیب:۔ ''والالف جائر'' جملہ حالیہ ہے۔

وَقَالَ مُجَمِّعُ بْنُ هِلَالٍ

تعارف و پس منظر:۔ یہ شاعر جاہلی ہیں، دادا کا نام خالد بن بکر بن وائل ہے، ان کے جد امجد خالد بن مالک ہیں جن کا تعلق بنی تیم اللہ بن ثعلبہ سے ہے، ابوحاتم نے شاعر کو معمرین میں شمار کیا ہے اور کہا کہ ایک سو نو سال کی عمر میں وفات پائی ہے اور کئی جنگوں میں حصہ لیا ہے لیکن کسی بھی جنگ میں مال غنیمت نہیں ملا، ایک دفعہ وہ کسی جنگ سے واپس آ رہا تھا کہ بنی تمیم کے چشمے کے قریب قبیلہ مجاشع کے کچھ لوگوں کو دیکھا اور ان میں سے بہتوں کو قتل کر دیا اور بہتوں کو قیدی بنا لیا، اس پر شاعر نے درج ذیل اشعار کہے۔ شاعر کا ذکر صرف یہاں آیا ہے اور کل دس اشعار ہیں:

إِنْ أَكُ مَا شَيْخًا كَبِيْرًا فَطَالَمَا عَمِرْتُ وَلٰكِنْ لَا أَرَى الْعُمْرَ يَنْفَعُ

ترجمہ:۔ اگر میں شیخ الفانی بن گیا ہوں (تو کوئی ذلت اور فخر کی بات نہیں ہے) کیونکہ میں طویل العمر تو ہوں لیکن میں اس طول عمر کو فائدہ مند نہیں سمجھتا (کیونکہ آخر انجام کمزوری، پیرانہ سالی اور جدائی ہے۔)

تحقیق:۔ ''ماشیخا'' میں ''ما'' زائدہ ہے۔ ''فطالما'' امام سیبویہ کے نزدیک طال فعل ہے اور ''ما'' مصدریہ ہے جو کہ حرف ہے، اس صورت میں ''ما'' کو ''طال'' سے الگ لکھا جائے گا، دوسرے حضرات کے نزدیک یہ ماَ کافہ ہے جس نے فعل کے عمل کو روک دیا ہے، اس صورت میں دونوں کو ملا کر لکھا جائے گا۔ ''العمر'' میں الف لام عوض مضاف کے ہیں، اصل عبارت یوں ہے ''طول العمر'' یا

''اتصال العمر'' ''اک'' سے نون شرط ہونے کی وجہ سے گر گیا ہے۔

ترکیب:۔''اک الخ'' شرط ہے''فطالما الخ'' جزا ہے۔

مَضَتْ مِائَةٌ مِنْ مَوْلِدِیْ فَنَضَوْتُهَا   وَخَمْسٌ تِبَاعٌ بَعْدَ ذَاکَ وَ اَرْبَعُ

ترجمہ:۔میری ولادت سے (اب تک) سوسال گزر گئے پس میں نے انہیں (سوسال کو لباس کی طرح) اتار دیا (یعنی گزار دیا) اس (سو سال) کے بعد اور پانچ سال اور (مزید) چار سال (گزر گئے، کل ایک سو نو سال ہو گئے)

تحقیق:۔نضوت: (ن) نضوًا: کھینچنا، نکالنا، یہاں طے کرنا اور گذار دینا مراد ہے۔

ترکیب:۔''خمسٌ تِباعٌ'' مرکب توصیفی ہے، تباع بمعنی تابعۃ کے ہے، پھر مضت کا فاعل ہے۔'' تباعٌ'' بمعنی پیچھے۔

وَخَیلٍ کَأَسْرَابِ الْقَطَاقَدْ وَزَعْتُهَا   لَهَا سَبَلٌ فِیْهِ الْمَنِیَّةُ تَلْمَعُ

ترجمہ:۔بہت سے شہسوار قطا پرندے کی جماعتوں کی طرح ہیں جنہیں میں نے ترتیب دی ہے (تاکہ وہ منظم رہیں) جس حال میں ان شہسواروں میں ایسی بارش (کثرت) تھی جس میں موت چمکتی ہے (یعنی مسلسل بارش کی طرح شہسواروں کی جماعت تھی اس لئے پاؤں میں الجھ کر گرنے اور مرنے کا خطرہ تھا جس طرح ہجوم میں ہوتا ہے)

تحقیق:۔أسراب: اس کا مفرد سرب ہے بمعنی پرندہ کی جماعت۔سبل: بارش۔وزعت: (ف) وزعاً: صفوں کو ترتیب دینا۔''القطا'' پرندہ کا نام ہے۔

ترکیب:۔''لها سَبَلٌ الخ'' جملہ حالیہ ہے''فيه المنية الخ'' صفت ہے''سَبَلٌ'' کی۔

شَهِدْتُ وَغُنْمٍ قَدْحَوَیْتُ وَلَذَّةٍ   أَتَیْتُ وَمَاذَالْعَیْشُ إِلَّاالتَّمَتُّعُ

ترجمہ:۔میں ان (مذکورہ اشیاء و جماعت) کے پاس حاضر ہوا (اور انہیں غور سے دیکھا) اور بہت سی غنیمتیں میں نے جمع کیں اور بہت سی لذتیں بھی حاصل کیں (پھر پتہ چلا کہ) اور زندگی تو (عارضی) نفع کا نام ہے۔

تحقیق:۔''غنم'' غنیمۃ کی جمع ہے''لذة'' کی جمع لذات ہے''اتیتُ'' کے بعد''بها'' محذوف ہے جس کا مرجع''لذة'' ہے''اتیتُ'' بصلہ باً بمعنی حاصل کرنا۔''شهدتُ'' کے بعد''عندها'' محذوف ہے۔''حویتُ'' باب ضرب سے بمعنی جمع کرنا۔ضمیر مفعول محذوف ہے۔

ترکیب:۔''اِلَّا التمتع'' مستثنیٰ مفرغ ہے اس لئے مرفوع ہے۔

وَعَاثِرَةٍ یَوْمَ الْهَیْمَارَأَیْتُهَا   وَقَدْ ضَمَّهَا مِنْ دَاخِلِ الْقَلْبِ مَجْزَعُ

ترجمہ:۔اور بہت سی ایسی پھسلنے والی عورتیں تھیں جنگ''ھیما'' میں جن کو میں نے دیکھا جس حال میں اندرون دل کے جزع وخوف نے انہیں آلیا تھا (یعنی وہ جنگ کی ہولناکی اور گرنے کی وجہ سے خوفزدہ تھیں)

تحقیق:۔ضمها مجزع: ان پر خوف وغم غالب آ گیا تھا۔طاری تھا۔باب نصر سے بمعنی ملنا، ملانا''یوم الهیما'' یوم الحرب مراد ہے۔ مجزع: مصدر میمی ہے، بمعنی جزع۔

ترکیب:۔''یوم الخ'' ظرف ہے''عاثرةٍ'' کی''وقد الخ'' جملہ حالیہ ہے''مجزع'' فاعل ہے''ضمّها'' کا۔

لَهَا غَلَلٌ فِي الصَّدْرِ لَيْسَ بِبَارِحٍ شَجًى نَشِبٌ وَالْعَيْنُ بِالْمَاءِ تَدْمَعُ

ترجمہ:۔ان (عورتوں) کے سینوں میں پیاس اور حرارت قلب یعنی حلق میں پھنسی ہوئی ہڈی (کی طرح) تھی جو ختم نہیں ہو رہی تھی اور آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔

تحقیق:۔غلل:بمعنی پیاس،سوزش۔بارح بمعنی زائل۔شجی:حلق میں اٹکنے والی ہڈی وغیرہ۔نشب:صیغہ صفت:چمٹنے اور پھنسنے والی۔ نشب (س) نشباً:چمٹنا،پھنسنا۔

ترکیب:۔"لها فی الصدر" خبر مقدم ہے"غللٌ" مبدل منہ ہے اور"شجا نشب" مرکب توصیفی کے بعد بدل ہے پھر مبتدأ مؤخر ہے"لیس" کی ضمیر"غلل" کی طرف لوٹ رہی ہے جو اسم لیس ہے اور"ببارح" خبر لیس ہے،باء زائدہ ہے۔

تَقُوْلُ وَقَدْ أَفْرَدْتُهَا مِنْ حَلِيْلِهَا تَعَسْتَ كَمَا أَتْعَسْتَنِيْ يَامُجَمِّعُ

ترجمہ:۔ایک خاتون کہہ رہی تھی جس حال میں میں نے اسے اپنے خاوند سے الگ کر دیا تھا (یعنی شوہر کو قتل کر دیا تھا) اے مجمع تو برباد ہو جا جس طرح تو نے مجھے (یعنی میرے شوہر کو) برباد و ہلاک کیا ہے۔

تحقیق:۔حلیل:شوہر۔شوہر کو حلیل اور بیوی کو حلیلہ کہا جاتا ہے،یہ لفظ یا تو حِلّ (حلال) سے مأخوذ ہے،کیونکہ میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے حلال ہیں،یا حلول (بمعنی نزول) سے مأخوذ ہے کیونکہ میاں بیوی ایک دوسرے میں نازل اور ضم ہوتا ہے یا حَلّ سے ماخوذ ہے کیونکہ میاں بیوی ایک دوسرے کا ازار کھولتا ہے۔تعست:(ف) تعسًا:ہلاک ہونا۔أتعس:ہلاک کرنا۔

ترکیب:۔"وقد الخ" جملہ حالیہ ہے"تعست الخ" مقولہ ہے۔

فَقُلْتُ لَهَا بَلْ تَعْسَ أُمِّ مُجَاشِعٍ وَقَوْمِكَ حَتّٰى خَدُّكِ الْيَوْمَ أَضْرَعُ

ترجمہ:۔پس میں نے اس خاتون سے کہا کہ بلکہ ام مجاشع اور تیری قوم کی ہلاکت ہو یہاں تک آج تیرا چہرہ بھی ذلیل و تابع ہے۔

تحقیق:۔أضرع:اسم تفضیل بمعنی ضارع:ذلیل۔ضرع (ف،ک) ضراعۃً:کمزور و ذلیل ہونا"خد" کی جمع خدود ہے بمعنی رخسار،چہرہ۔

ترکیب:۔"تعس" فعل مقدر کی وجہ سے منصوب ہے،"تعس" کی اضافت"ام مجاشع" کی طرف اضافۃ المصدر الی الفاعل ہے۔

عَبَأْتُ لَهُ رُمْحًا طَوِيْلًا وَأَلَّةً كَأَنْ قَبَسٌ يُعْلٰى بِهَا حِيْنَ تُشْرَعُ

ترجمہ:۔(میں نے اس خاتون کو اس کے شوہر سے اس لئے جدا کیا کہ) میں نے اس (شوہر) کے لئے ایک لمبا نیزہ اور ایک اسلحہ تیار کیا تھا،جب اس اسلحہ کو حرکت دی جاتی تو (یوں معلوم ہوتا) گویا کہ اس اسلحہ کے ساتھ اگ کا شعلہ بلند کیا گیا (کیونکہ وہ اسلحہ چمکدار تھا،اسے بلند کرنے سے آگ کا شعلہ معلوم ہوتا تھا)۔

تحقیق:۔عبأت:(ف) عبئًا:تیار کرنا۔ألۃ:بمعنی ہتھیار۔قبس:شعلہ۔چنگاری۔تشرع:صیغہ مضارع مجہول۔شرع الرمح:نیزہ کو حرکت دینا۔

ترکیب:۔"قبسٌ" میں تینوں اعراب کی گنجائش ہے،مرفوع کی صورت میں عبارت یوں ہوگی"کَأَنَّها قبسٌ" منصوب کی صورت میں "کَأَنْ قبسًا" ہوگی،بعض نحویین کے نزدیک"کَأَنْ" مخففہ بھی مثقلہ کی طرح عمل کرتا ہے،مجرور کی صورت میں کاف حرف جار اور ان

زائدہ ہوگا۔

وَكَايِنْ تَرَكْتُ مِنْ كَرِيمَةِ مَعْشَرٍ عَلَيْهَا الْخُمُوشُ ذَاتَ حُزْنٍ تَفَجَّعُ

ترجمہ:۔اور میں نے قبیلہ کی بہت سی شریف خواتین کو اس طرح چھوڑا کہ ان کے رخساروں پر زخم تھے اور وہ پریشان والی و دردمند تھیں (کیونکہ جنگ میں ان کے قبیلے پر قیامت ٹوٹی ہے)

تحقیق:۔الخُمُوش: اس کا مفرد خَمْشٌ ہے بمعنی زخم و خراش۔ کأین بکسر الیا ایک مستقل لغت ہے، جبکہ مشہور تشدید یا کے ساتھ ہے، یہاں بمعنی کم من کریمۃ معشر۔

ترکیب:۔''یہ پورا جملہ ''ترکت'' فعل کیلئے مفعول واقع ہے۔

وَقَالَ الْأَخْنَسُ بْنُ شِهَابِ التَّغْلَبِيُّ

تعارف و پس منظر:۔یہ جاہلی شاعر ہے، اس کا ذکر باب الحماسہ میں ایک دفعہ صرف صفحہ ۱۲۵ پر آیا ہے۔

فَمَنْ يَكُ اَمْسٰى فِيْ بِلَادِ مُقَامَةٍ يُسَائِلُ أَطْلَالًا بِهَا لَا تُجَاوِبُ

ترجمہ:۔جو شخص بوقت شام رہائشی علاقوں (جواب کھنڈرات میں تبدیل ہو گئے) میں چلا جائے اور اس کے کھنڈرات سے (گذشتہ احوال) پوچھے تو وہ کھنڈرات جواب نہیں دے سکیں گے۔

تحقیق:۔أطلال: طلل کی جمع ہے بمعنی کھنڈرات۔مقامۃ: اقامت و رہائش، جائے قیام۔''بلاد'' بلد کی جمع ہے بمعنی علاقہ، شہر۔

ترکیب:۔''بھا'' میں ضمیر ''بلاد'' کی طرف راجع ہے۔''یسائل الخ'' خبر ہے ''امسی'' کی۔

فَلِابْنَةِ حِطَّانَ بْنِ قَيْسٍ مَنَازِلٌ كَمَا نَمَّقَ الْعُنْوَانَ فِي الرَّقِّ كَاتِبُ

ترجمہ:۔(وہاں) حطان بن قیس کی صاحبزادی کے مکانات بھی ہیں (جواب کھنڈرات میں تبدیل ہو گئے، وہ مکانات ایسے ہو گئے) جیسے کسی لکھنے والے نے ہرن کی باریک جھلی میں عنوان لکھ دیا ہو (جس کے صرف نشانات نظر آتے ہیں۔)

تحقیق:۔نمق: لکھنا۔العنوان: جمع عنوانات اور عناوین ہے بمعنی سرنامہ۔الرق: ہرن کی کھال۔

ترکیب:۔''فلابنۃ الخ'' خبر مقدم اور ''منازل'' مبتدا مؤخر ہے۔

تُمَشِّيْ بِهَا حُوْلُ النَّعَامِ كَأَنَّهَا إِمَاءٌ تُزَجِّي بِالْعَشِيِّ حَوَاطِبُ

ترجمہ:۔اب وہاں موٹے شتر مرغ (آزادانہ طور پر) چلتے ہیں (کیونکہ منازل خالی ہیں) گویا کہ وہ شتر مرغ ایسی باندیاں ہیں جو (جنگل میں) لکڑیاں جمع کرتی ہیں اور شام کو (گھروں کی طرف) لائی جاتی ہیں۔(باندی کے سر پر بوجھ ہونے سے موٹی نظر آتی ہے اور وہ آرام سے چلتی ہے، اسی طرح شتر مرغ ان منازل میں چلتے ہیں۔)

تحقیق:۔حُول: اس کا مفرد ''حائل'' ہے بمعنی شتر مرغ کی وہ مادہ جو کبھی حاملہ نہ ہوئی ہو جو اکثر موٹی ہوتی ہے۔حواطب: اس کا واحد ''حاطبۃ'' ہے بمعنی لکڑیاں جمع کرنے والی لونڈی۔''حول النعام'' میں اضافت الخاص الی العام ہے۔''تمشی'' باب تفعیل سے واحد مؤنث ہے۔

ترکیب:۔ ''حواطب'' صفت اول ہے ''اماء'' کی ''تزجي بالعشي'' صفت ثانی ہے۔ پھر ''كانّها'' کی خبر ہے۔

وَقَفْتُ بِهَا أَبْكِيْ وَأُشْعَرُ سُخْنَةً كَمَا اعْتَادَ مَحْمُوْمًا بِخَيْبَرَ صَالِبُ

ترجمہ:۔ میں ان منازل میں رک گیا اور رونے لگا، اور میرے جسم میں آتش محبت ملا دی گئی ہے، جیسا کہ بخار زدہ کو خیبر کے صالب نامی بخار کی عادت پڑی ہو۔

تحقیق:۔ سخنة: بکسر السین وضمھا بمعنی آتش عشق حرارت، سوزش۔ محموما: بخار زدہ۔ صالب: ایک خاص قسم کا بخار ہے، جو اکثر خیبر میں ہوتا ہے۔ ''اُشْعَرُ'' باب افعال سے مضارع مجہول واحد متکلم ہے بمعنی متفرق کرنا، ملانا، جدا کرنا۔ ''اعتاد'' اصل میں ''اِعْتَوَدَ'' تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے واؤ کو الف سے بدل دیا گیا، باب افتعال سے ماضی کا صیغہ ہے۔

ترکیب:۔ ''اُشْعَرُ'' کی ضمیر نائب فاعل ہے اور ''سُخْنةً'' مفعول ہے۔

خَلِيْلَيَّ عُوْجَا مِنْ نَجَاءِ شِمِلَّةٍ عَلَيْهَا فَتًى كَالسَّيْفِ أَرْوَعُ شَاحِبُ

ترجمہ:۔ اے میرے دو ساتھیو! تم تیز چلنے والی اونٹنی سے اترو (کیونکہ) جس حال میں اس اونٹنی پر ایسا نوجوان (خود شاعر) سوار ہے جو تلوار کی طرح (کاٹنے والا)، ہوشمند و عقلمند اور (کثرت اسفار کی وجہ سے) متغیر اللون ہے۔

تحقیق:۔ خليليّ: تثنیہ منادی ہے، مفرد خلیل اور جمع اخلاً ہے اے میرے دو دوستوں! عوجا: باب نصر از تثنیہ ہے بمعنی تم دونوں اترو، کھڑے ہو جاؤ۔ عاج: (ن) عوجا۔ کھڑا ہونا، اترنا۔ نجاء: تیزی۔ شملة: بکسر شين و تشديد اللام بمعنی تیز رفتار اونٹنی۔ أروع: خوبصورت اور بیدار مغز۔ شاحب: جس کا رنگ بدلا ہوا ہو۔

ترکیب:۔ ''خليلي'' سے قبل یا حرف ندا محذوف ہے، ''عليها'' خبر مقدم ''فتًى'' مبتدأ ہے پھر جملہ حالیہ ہے ''كالسيف'' صفت اول ہے ''فتًى'' کی ''اروع'' صفت ثانی اور ''شاحب'' صفت ثالث ہے۔

خَلِيْلَايَ هَوْجَاءُ النَّجَاءِ شِمِلَّةٌ وَذُوْشُطَبٍ لَايَجْتَوِيْهِ الْمُصَاحِبُ

ترجمہ:۔ میرے دو دوست ہیں، ایک ایسی اونٹنی ہے جو بہترین تیز چلنے والی ہے، دوسرا ایسی دو دھاری تلوار ہے جس کو اس کا مالک پسند کرتا ہے۔

تحقیق:۔ هوجاء: ایسی اونٹنی جس کی چال میں ہلکا پن اور تیزی ہو۔ شطب: اس کا واحد شُطبة ہے بمعنی تلوار کے پھل کی دھاری۔ يجتوى: اجتواء: ناپسند سمجھنا۔ ''لايجتويه'' بمعنی پسند کرنا، کیونکہ نفی نفی مل کر اثبات کا مفہوم ہوا ہے ''ذو شطب'' میں اضافت کے باوجود نکرہ ہے کیونکہ ذو اسماً متوغلة الابہام میں شامل ہے۔

ترکیب:۔ ''هوجا النجا'' صفت مقدم اور ''شملة'' موصوف مؤخر ہے، دونوں مل کر بدل ہے ''خليلاى'' سے یا ''احدها'' مبتدأ محذوف کی خبر ہے۔ ''ذو شطب'' موصوف اور ''لايجتويه الخ'' صفت ہے، دونوں مل کر بدل ہے یا ''ثانيهما'' مبتدأ محذوف کی خبر ہے۔

وَقَدْ عِشْتُ دَهْرًا وَالْغُوَاةُ صَحَابَتِيْ أُولٰئِكَ خُلَصَائِيَ الَّذِيْنَ أُصَاحِبُ

ترجمہ:۔ میں نے کچھ عرصہ اس حال میں گزارا، جس حال میں میرے ساتھی گمراہ قسم کے لوگ تھے۔ اور یہی میرے مخلص دوست تھے جنکی میں نے صحبت اختیار کی ہے۔

تحقیق:۔الغواۃ: اس کا مفرد غاو ہے بمعنی گمراہ، یہاں اس سے لاابالی قسم کے لوگ مراد ہیں۔ خُلصان: مصدر ہے جیسے کُفران، مراد خالص دوست ہیں۔مصدر کا اطلاق مفرد وجمع دونوں پر ہوتا ہے۔یہاں جمع مراد ہے کیونکہ ''اولٰئک'' اسم اشارہ جمع ہے۔''صحابتی'' مصدر ہے، مراد اصحاب ہے، ''عِشتُ'' بروزن ''بِعتُ'' باب ضرب سے ماضی واحد متکلم کا صیغہ ہے۔

ترکیب:۔''والغواۃُ صحابتی'' جملہ حالیہ ہے، ''اولٰئک خلصانی'' اسم اشارہ اور مشار الیہ مل کر مبتدا اور ''الّذین الخ'' خبر ہے، ''أصاحِبُ'' کی ضمیر مفعول ''ھم'' محذوف ہے۔

قَرِینَۃَ مَنْ أَسْفٰی وَقُلِّدَ حَبْلُہٗ وَحَاذَرَ جَرَّاہُ الصَّدِیقُ الْاَقَارِبُ

ترجمہ:۔اور میں نے ایک عرصہ اس طرح گذارا کہ جس حال میں میرے ساتھی بے وقوف تھے، جس کی رسی آزاد تھی (یعنی وہ اصول و ضوابط کے پابند نہیں تھے) اور اس کے جرم سے دوست رشتہ دار ڈرتے تھے، (کیونکہ وہ بہت شریر تھے)

تحقیق:۔قرینۃ: ساتھی، اس میں تاء اسمیت کی ہے تانیث کی نہیں۔أسفیٰ: پرلے درجے کا بے وقوف۔جرّاہُ: جریمتہ.قُلّد حبلہ یعنی اس کی رسی اس کے کاندھے پر ڈال دی گئی تھی اور وہ آزاد تھا۔''جرّا'' بمعنی جرم''الصدیق'' بمعنی دوست، یہ مفرد وجمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

ترکیب:۔''قرینۃ'' پہلے شعر میں ''عشت'' کی ضمیر متکلم سے حال واقع ہوا ہے۔اصل عبارت یوں ہے ''قرینتی مَن اسفی'' ''قرینتی'' مبتدا ہے ''من اسفی'' خبر ہے، مبتدأ سے یائے متکلم کو حذف کردیا گیا ہے۔''الصدیق'' موصوف اور ''الاقارب'' صفت ہے۔پھر فاعل ہے ''حاذر'' کا۔

فَأَدَّیتُ عَنِّیْ مَااسْتَعَرْتُ مِنَ الصِّبَا وَلِلْمَالِ عِنْدِیْ الْیَوْمَ رَاعٍ وَکَاسِبُ

ترجمہ:۔پس میں نے دور کردی اپنے نفس سے وہ چیزیں جو لڑکپن وبچپن سے بطور مستعار لی ہوئی ہیں (یعنی لہولعب، کھیل کود، عشق بازی، اسراف وغیرہ کیونکہ تجربہ کے بعد اب پتہ چلا کہ یہ چیزیں نقصان دہ ہیں) اور مال کیلئے میرے پاس آج نگران اور مال کمانے والا موجود ہے۔(لہذا میں اب اس مال کی حفاظت کرتا ہوں اور کماتا ہوں۔)

تحقیق:۔فأدیتُ عنی: أتیٰ بعن لیشیرَ إلیٰ أنہ ادّیٰ حقاً وجب علیہ ومعنی أدیت عنی.الصّبا: بمعنی اپنے نفس سے ہٹادیا، دور کردیا، چھوڑ دیا ''استعرتُ'' کا مفعول ضمیر ''ہ'' محذوف ہے جس کا مرجع ''ما'' موصولہ ہے۔''الصبا'' بمعنی لڑکپن وبانکپن ''راع'' بمعنی نگران، محافظ، باب نصر سے اسم فاعل کا صیغہ ہے ''کاسب'' باب ضرب سے اسم فاعل ہے بمعنی کمانے والا۔''عنّی'' بمعنی ''عن نفسی'' ہے۔

ترکیب:۔''مااستعرتُ من الصبا'' مفعول ہے ''اَدّیت'' کا ''وللمال الخ'' خبر مقدم ہے اور ''راع الخ'' مبتدأ موخر ہے۔

تَرٰی رَائِدَاتِ الْخَیْلِ حَوْلَ بُیُوْتِنَا کَمِعْزَی الْحِجَازِ أَعْوَزَتْھَا الزَّرَائِبُ

ترجمہ:۔اے مخاطب! تو دیکھے گا کہ آنے والے گھوڑے کو ہمارے گھر کے اردگرد جیسا کہ حجاز کی بکریاں ہوں کہ جن کیلئے (کثرت کی وجہ سے) باڑے تنگ ہوگئے (یعنی اسی طرح ہمارے گھوڑے کی بھی کثرت ہے)

تحقیق:۔رائدات الخیل: آنے جانے والے گھوڑے۔راد (ن) رودًا: آنا جانا۔معزیٰ: بکری۔أعوزتھا: ضاقت

علیھا. الزرائب: اس کا مفرد "زربیة" بمعنی باڑہ۔

ترکیب:۔ "الزرائب" فاعل ہے "اعوزتھا" کا۔

لِکُلِّ أُنَاسٍ مِنْ مَّعَدٍّ عِمَارَةٍ عُرُوْضٌ اِلَیْهَا یَلْجَئُوْنَ وَجَانِبُ

ترجمہ:۔ قبیلہ معد بن عدنان کے ہر فرد یعنی شاخ کے لئے ایسے پہاڑی راستے وگھاٹی ہے، جس میں وہ پناہ لیتے ہیں تاکہ مدد کا انتظار کیا جاسکے۔

تحقیق:۔ عمارة: قبیلہ کی شاخ، یہ "أناس" سے بدل ہے۔ عروض: گھاٹی۔ پہاڑی راستہ، "أناس" ناس کی جمع ہے۔

ترکیب:۔ "لکل اناس الخ" خبر مقدم ہے "عروض" موصوف اپنی صفت "الیھا الخ" سے مل کر مبتدا مؤخر ہے "وجانب" کا عطف "عروض" پر ہے۔

وَنَحْنُ أُنَاسٌ لَاحِجَازَ بَارْضِنَا مَعَ الْغَیْثِ مَا نُلْفِیْ وَمَنْ هُوَغَالِبُ

ترجمہ:۔ اور ہم ایسے لوگ ہیں کہ جن کی زمین حجاز میں نہیں پائی جاتی (یعنی ہماری زمین حجاز سے جداگانہ ہے) اور ہم بارش (یعنی گھاس) اور غالب لوگوں کے ساتھ بھی پائے نہیں جاتے (یعنی ہم بانجھ زمین کو زرخیز اور غالب لوگوں کو ہٹا کر دم لیتے ہیں)

تحقیق:۔ "الغیث" بمعنی بارش، یہاں گھاس مراد ہے۔

ترکیب:۔ "ومن" میں "واؤ" بمعنی "مع" کے ہے۔ "لاحجاز بارضنا" اصل میں یوں تھا "لا توجد ارضنا فی الحجاز" "الحجاز" منصوب بنزع الخافض ہے "لا" کے بعد فعل "توجد" محذوف ہے "بارضنا" نائب فاعل ہے اور باء زائدہ ہے۔ "نلفی" باب افعال سے بمعنی پانا۔

فَیُغْبَقْنَ أَحْلَابًا وَّیُصْبَحْنَ مِثْلَهَا فَهُنَّ مِنَ التَّعْدَاءِ قُبٌّ شَوَازِبُ

ترجمہ:۔ پس ہمارے گھوڑوں کو شام اور صبح دودھ پلایا جاتا ہے اور وہ (گھوڑے) دوڑنے کی وجہ سے باریک کمر اور چھریرے بدن والے ہیں۔

تحقیق:۔ یغبقن: مضارع مجہول: غبقهٔ، (ن، ض) غبقًا: شام کو پلانا۔ یصبحن: مضارع مجہول: صبحه (ف) صبحًا: صبح کو پینا۔ غبوق: شام کو اور "صبوح" صبح کو پی جانے والی چیز کو کہتے ہیں۔ تعداء: دوڑ۔ قبٌّ: اس کا مفرد اقب ہے بمعنی باریک کمر، پتلے پیٹ والا۔ شوازب: اس کا مفرد شازب ہے بمعنی دبلا۔ "احلاب" حلب کی جمع ہے بمعنی دودھ۔

ترکیب:۔ "احلابا" مفعول ثانی ہے "یغبقن" کا "مثلھا" بھی مفعول ثانی ہے "یصبحن" کا۔

فَوَارِسُهَا مِنْ تَغْلِبَ ابْنَةِ وَائِلٍ حُمَاةٌ کُمَاةٌ لَیْسَ فِیْهِمْ أَشَائِبُ

ترجمہ:۔ ان گھوڑوں کے شہسوار بنو تغلب بنت وائل سے ہی تعلق رکھتے ہیں جو محافظ اور مسلح بہادر ہیں جن میں کوئی دوغلہ (مخلوط النسل) نہیں ہیں، (بلکہ وہ سب خالص النسل کے لوگ ہیں۔)

تحقیق:۔ حماة حامی کی جمع ہے بمعنی حمایت کرنے والے۔ أشائب: اس کا مفرد أشابة ہے بضم الھمزہ "کُماة" کمی کی جمع ہے بمعنی بہادر۔

ترکیب:۔ "من تغلب الخ" خبر ہے "فوارسھا" کی "حُماةٌ" مبتدا محذوف "ھم" کی خبر ہے۔

هُمْ یَضْرِبُوْنَ الْکَبْشَ یَبْرُقُ بَیْضُهٗ عَلٰی وَجْهِهٖ مِنَ الدِّمَاءِ سَبَائِبُ

ترجمہ:۔وہ لوگ ایسے سردار پرحملہ کرتے ہیں، جنگی خَود چمکتی ہے جس حال میں اس کے چہرے پرخون کی نالیاں بنجاتی ہیں (کیونکہ جب سر سے خون زیادہ بہتا ہے تو چہرے سے گذرتے ہوئے لکریں بنجاتی ہیں)۔

تحقیق:۔الکبش:سردار۔سبائب:اس کا مفرد سبیبة ہے بمعنیٰ باریک پردہ، راستہ۔''بیض''بیضة کی جمع ہے بمعنی جنگی ٹوپی، ''یبرق''باب نصر سے بمعنی چمکنا۔

ترکیب:۔''یبرق بیضه''حال ہے''علی وجهه الخ''بھی حال ہے۔

وَ إِنْ قَصُرَتْ أَسْيَافُنَا كَانَ وَصْلُهَا خُطَانَا إِلٰى أَعْدَائِنَا فَنُضَارِبُ

ترجمہ:۔اور اگر ہماری تلواریں چھوٹی ہوتی ہیں (یعنی دشمنوں تک نہیں پہنچ سکتی ہوں) تو ہمارے قدم ان تلواروں کو ہمارے دشمن تک پہنچا دیتے ہیں، پھر ہم (ان کی گردنیں) مارتے ہیں۔

تحقیق:۔وصل:جوڑ، پیوند۔خطانا:قدم۔''خُطا''خُطوة کی جمع ہے بمعنی قدم''قصرت''باب کرم سے بمعنی چھوٹا ہونا۔

ترکیب:۔''قصرت الخ''شرط ہے''کان الخ''جزاء ہے''خطانا''خبر کان ہے۔

فَلِلّٰهِ قَوْمٌ مِثْلُ قَوْمِيْ عِصَابَةً إِذَا اجْتَمَعَتْ عِنْدَ الْمُلُوْكِ الْعَصَائِبُ

ترجمہ:۔پس اللہ ہی کے لئے بھلائی ہے کہ وہ قوم کیسی خوش قسمت ہیں! جو ہماری قوم کی طرح ہوں باعتبار جماعت ولشکر کے جبکہ کسی بادشاہ کے سامنے وہ جماعتیں جمع ہو جائیں۔(کیونکہ اس وقت ان کا فخر ظاہر ہوتا ہے۔)

تحقیق:۔عصابة:بمعنی جماعت اس کی جمع عصائب آتی ہے۔

ترکیب:۔''عصابةً''تمیز ہے''العصائب''فاعل ہے''اجتمعت''کا۔الف لام عہد خارجی ہیں۔

أَرٰى كُلَّ قَوْمٍ قَارَبُوْا قَيْدَ فَحْلِهِمْ وَنَحْنُ خَلَعْنَا قَيْدَهُ فَهُوَ سَارِبُ

ترجمہ:۔میں دیکھتا ہوں ہر اس قوم کو جنہوں نے اپنے سردار (سانڈ) کی بیڑی تنگ کر رکھی ہے اور ہم نے اپنے سانڈ کی بیڑی کی رسی کو اتار دی ہے (چنانچہ وہ جہاں چاہتے ہیں، چلے جاتے ہیں۔)

تحقیق:۔قاربوا:سے تنگ کرنا مراد ہے۔قید:قیود جمع ہے بمعنی رسی۔فحل:فحول جمع ہے بمعنی سانڈ، نوجوان بیل۔''سارب''بمعنی چلنا، جانا، از باب نصر۔

ترکیب:۔''قاربوا الخ''صفت ہے''قوم''کی پھر مفعول ہے''اری''کا۔چونکہ لفظ کل اسماً متوغلة الا بہام میں شامل ہے اس لئے اضافت کے باوجود نکرہ ہے۔

وَقَالَ الْعُدَيْلُ بْنُ الْفَرْخِ الْعَجْلِيُّ

تعارف وپس منظر:۔دادا کا نام معن العجلی ہے، اسلامی شاعر ہیں، شاعر کی ایک بہن ثمانیہ نے اپنے چچازاد بھائی سے محبت کی شادی کرلی۔جس پر لڑائی شروع ہوگئی، درج شدہ اشعار میں اس کا تذکرہ ہے، دوسرے قول کے مطابق درج شدہ اشعار ابی الدخیل کے ہیں جو

اس نے عمر بن ھبیرہ کے سامنے پڑھے۔ ان کا ذکر حماسہ میں صرف یہاں ہی آیا ہے، شاعر کے کل نو یا آٹھ بھائی تھے، یہ شاعر اسلامی بنی امیہ کے عہد میں گزرے، العباس لقب ہے اور ابی النجم العجلی سے تعلق ہے۔ شاعر نے ایک دفعہ حجاج بن یوسف کی مذمت وہجو میں کچھ اشعار کہے اور پھر بھاگ کر روم کے بادشاہ قیصر کے پاس پناہ لی، حجاج نے قیصر کے پاس خط لکھا کہ یا تو عدیل کو بھیج دو یا حملہ کے لئے اتنا بڑا لشکر بھیج رہا ہوں جس کا اگلا حصہ تمہارے پاس اور پچھلا حصہ میرے پاس ہوگا، اس دھمکی آمیز خط کے بعد قیصر نے شاعر کو واپس روانہ کر دیا، جب شاعر حجاج کے سامنے آیا تو حجاج نے پوچھا کہ کیا تو نے ہی درج ذیل اشعار میری مذمت میں کہے:

ودون یدالحجاج من ان تنالنی ☆ بساط بایدی الناعجات عریض

مهامه اشباه کان سرابها ☆ مُلاء بایدی الغانیات رحیض

شاعر نے جواب دیا کہ میں نے تو آپ کے حق میں یہ اشعار کہے:

فلو کنت فی سلمی اجاوشعابها ☆ لکان لحجاج عَلَیّ دلیل

خلیل امیرالمؤمنین وسیفه ☆ لکل امام مصطفی وظلیل

بنی قبة الاسلام حتی کانما ☆ لدی الناس من بعدالضلال

اس کے بعد حجاج نے شاعر کو معاف کر دیا۔ ابوریاش کا کہنا ہے کہ حماسہ میں مذکور اشعار عدیل کے نہیں ہیں بلکہ ابی الاخیل العجلی کے ہیں، ابوالاخیل العجلی اسلامی شاعر ہیں اور بنی امیہ کے دور میں گزرا ہے، ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ ایک مرتبہ ابوالاخیل بنی امیہ کے آخری دور میں عمرو بن ابی ہبیرہ الغزاری کے پاس گئے اور اندر جانے کی اجازت طلب کی، عمرو نے کہا کہ میں خود جا کر اسے اجازت دوں گا، یہ کہہ کر بادشاہ خود گئے اور اجازت دے کر اپنے بستر پر بٹھایا پھر فرمائش کی کہ اشعار سنائے، اس فرمائش پر ابوالاخیل نے درج ذیل سنائے، عمرو نے شاعر کو لباس وخلعت فاخرہ کے ساتھ تیس ہزار درہم بھی عطا کئے۔

أَلاَيَا اِسْلَمِيْ ذَاتَ الدَّمَالِيْجِ وَ الْعِقْدِ وَذَاتَ الثَّنَايَاالْغُرِّ وَالْفَاحِمِ الْجَعْدِ

ترجمہ:۔ آگاہ ہوا ے محترمہ! تم سلامت رہو، اے باز وبند والی اور ہار والی اور چمکیلے دانت والی اور سیاہ خم دار زلفوں والی۔ (خبر بعد میں آئے گی)

تحقیق:۔ دمالیج: اس کا مفرد دملوج ہے بمعنی باز وبند۔ عقد بکسر العین بمعنی ہار، جمع عقود ہے ثنایا: اس کا واحد ثنیة ہے بمعنی سامنے کے اوپر نیچے والے چار دانت۔ غُر: اس کا واحد أغر ہے بمعنی خوبصورت، سفید۔ فاحم: بہت سیاہ، مراد سیاہ بال۔ کرم سے فحومةً، فحوماً: سیاہ ہونا۔ جعد: گھنگریالا۔ جعد (ک) جعودًا، جعادةً: بالوں کا گھنگریالا ہونا۔ ''اِسْلَمی'' باب سمع سے امر واحد مؤنث حاضر ہے ''ألا'' حرف تنبیہ ہے ''یا'' حرف ندا کے بعد منادی ''ھذہ'' ہے۔

ترکیب:۔ ''ذات الدمالیج'' سے پہلے بھی حرف ندا ''یا'' محذوف ہے، یا یہ ''اذکر'' فعل محذوف کا مفعول ہے ''و ذات الثنایا'' میں لفظ ''ذات'' کو دوبارہ ذکر کیا ہے تاکہ عظمت شان میں اضافہ ہو، اس مصرع کی خبر آگے آرہی ہے۔

وَذَاتَ اللِّثَاتِ الْحُمِّ وَالْعَارِضِ الَّذِیْ بِهٖ أَبْرَقَتْ عَمْدًا بِأَبْيَضَ كَا لشُّهْدِ

ترجمہ:۔اوراے کالے مسوڑھوں والی اوران دانتوں والی جن کو محترمہ نے قصداوعمداً چمکایا ہے جس حال میں وہ دانت شہد کی طرح میٹھا سفید آب دین سے متلبس ہیں۔(تمہیں سلامتی ہو)

تحقیق:۔لثات:اس کا مفرد لثة ہے بمعنی مسوڑھے۔حُمٌّ:اس کا مفرد أحمٌّ ہے بمعنی سیاہ،عارض: آگے کے دانت،جمع عواریض ہے.أبرقت:إبراقا باب افعال سے بمعنی چمکنا،یہاں باء سے متعدی ہے۔شهد: وہ شہد جس کو موم سے الگ نہ کیا گیا ہو،جمع شُهاد ہے۔

ترکیب:۔''ذات الخ'' سے قبل حرف ندا''یا''محذوف ہے''الحم''صفت ہے''اللثاث'' کی''ابرقت'' کی ضمیر فاعل محترمہ کی طرف لوٹ رہی ہے''بابیض''حال کی جگہ میں ہے۔

كَأَنَّ ثَنَايَاهَا اغْتَبَقْنَ مُدَامَةً ، ثَوَتْ حِجَجًا فِي رَأْسِ ذِي قُنَّةٍ فَرْدِ

ترجمہ:۔گویا اس کے دانتوں نے ایسی پرانی شراب پی ہے جو کئی سالوں تک ایسی چوٹی والے پہاڑ کی چوٹی میں رہی ہے جو(پہاڑ دیگر پہاڑوں سے)منفرد ہے۔(جس سے شراب میں نشہ زیادہ آ گیا ہے)

تحقیق:۔إغتبقن: إغتباقا: بمعنی شام کو شراب پینا۔ثوت:(ض)ثواءً،ثُوِیًّا: بمعنی ٹھہرنا،روکنا۔حِجَجٌ:اس کا واحد حِجَّةٌ ہے،سال مراد ہے۔قنة: پہاڑ کی چوٹی۔جمع قِنان آتی ہے۔''مُدامة''بمعی پرانی شراب۔

ترکیب:۔''اغتبقن الخ''خبر ہے''کأنّ'' کی۔''ثوت الخ''صفت ہے''مُدَامةً'' کی''ذی قنةٍ''موصوف اور''فرد''صفت ہے۔

جَرَىٰ بِفِرَاقِ الْعَامِرِيَّةِ غُدْوَةً شَوَاحِجُ سُوْدٌ مَا تُعِيْدُ وَمَا تُبْدِيْ

ترجمہ:۔محترمہ عامریہ کی جدائی کی وجہ سے کالے کوے صبح کے وقت اڑے حالانکہ وہ کوے(جانے والے کو)لوٹا سکتے ہیں اور نہ اسے ختم کر سکتے ہیں۔(عربوں کا نظریہ تھا کہ صبح کے وقت کوے کا اڑنا فراق اور جدائی کی اطلاع ہے)

تحقیق:۔شواحج:اس کا واحد شاحج ہے بمعنی کوّا۔شحج الغراب:(ف)شحيجا: زور سے چلانا۔سود:اس کا مفرد''اسود'' ہے،سیاہ۔''جرى''باب ضرب سے جاری ہونا،یہاں اڑنا مراد ہے۔

ترکیب:۔''شواحج سودٌ''مرکب توصیفی کے بعد فاعل ہے''جرى'' کا۔''ما تعید الخ''جملہ حالیہ ہے،مفعول''شیئا''یا ''الذاهب''محذوف ہے۔

لَعَمْرِيْ لَقَدْ مَرَّتْ بِيَ الطَّيْرُ اٰنِفًا بِمَا لَمْ يَكُنْ إِذْ مَرَّتِ الطَّيْرُ مِنْ بُدِّ

ترجمہ:۔میری عمر کی قسم! ابھی میرے اوپر سے پرندے گزرے ہیں اس چیز(جدائی)کی اطلاع دیتے ہوئے جس کا وقوع یقینی ہے(کیونکہ پرندے کا اڑنا جدائی کی اطلاع ہے)اس لئے کہ وہ پرندے گزر گئے ہیں۔

تحقیق:۔''بُدٌّ''بمعنی لامحالہ،چارۂ کار''الطير''بمعنی پرندہ،جمع طیور ہے۔

ترکیب:۔''لعمری''مبتدأ ہے،خبر''قسمی''محذوف ہے''لقد الخ''جواب قسم ہے''من بد''اسم ہے''لم یکن'' کا،من زائدہ ہے،اصل عبارت یوں ہے''لم یکن بد من قوعه''چونکہ نفی نفی مل کر اثبات کا معنی ہوتا ہے اس لئے متن میں اثبات والا ترجمہ کیا گیا

ہے"بما" کا تعلق"مطلعةً" یا"متلبسة" سے ہے۔

ظَلِلْتُ اُسَاقِي الْمَوْتَ إِخْوَتِيَ الْأُلٰي أَبُوْهُمْ أَبِيْ عِنْدَ الْمَزَاحَةِ وَالْجِدِّ

ترجمہ:۔ میں اپنے ان بھائیوں کو موت (کا پیالہ) پلا رہا ہوں جن کا باپ میرا باپ ہے مذاق اور سنجیدگی کے وقت (یعنی اپنوں کو قتل کررہا ہوں)

تحقیق:۔الألی: یہ اسم موصول ہے اور جمع مذکر کیلئے آتا ہے۔المزاحة: مذاق۔مزح (ف) مزحًا: مذاق کرنا۔الجدّ: سنجیدگی وبفتح الجیم بمعنی بخت"ظلت" فعل ناقص ہے"اخوتی" اخ کی جمع ہے۔

ترکیب:۔"اُساقی الخ" مفعول ہے"ظللت" کا"الموت" مفعول اول ہے"اساقی" کا اور"اخوتی الخ" مفعول ثانی ہے "ابوهم" مبتدا اور"ابی" خبر ہے، چونکہ مبتدا وخبر دونوں معرفہ ہیں اس لئے حصر کا معنی ہوگا، البتہ قاعدہ کے مطابق درمیان میں ضمیر فاصلہ ہونے چاہئے تھی جو ضرورت شعری کے تحت نہیں ہے، یا محذوف ہے، عبارت یوں ہے"ابوهم هو ابی"۔

كِلَانَا يُنَادِيْ يَا نِزَارُ وَبَيْنَنَا قَنًا مِنْ قَنَا الْخَطِّيِّ اَوْمِنْ قَنَا الْهِنْدِ

ترجمہ:۔ ہم میں سے ہر فریق (بوقت مدد) یا نزار کہہ کر آواز لگاتا ہے (کیونکہ دونوں فریقوں کا تعلق قبیلہ عجل سے ہے جو کہ قبیلہ نزار کی شاخ ہے) جس حال میں (دوران جنگ) ہمارے درمیان خطی اور ہندی نیزے چل رہے تھے۔

تحقیق:۔نزار: چونکہ ان سب کا دادا ہے اسلئے دونوں فریق اس کو آواز دے رہے ہیں۔کلانا: لفظ"کلا" معنًی تثنیہ اور لفظًا مفرد ہے، اسلئے اس کی طرف تثنیہ اور مفرد دونوں کی ضمیر لوٹائی جاسکتی ہے۔

ترکیب:۔"وبیننا قنًا" سے پہلے"کان" محذوف ہے اور یہ جملہ حالیہ ہے۔

قُرُوْمٌ تَسَامٰى مِنْ نِزَارٍ عَلَيْهِمْ مُضَاعَفَةٌ مِنْ نَسْجِ دَاوُدَ وَالسُّغْدِ

ترجمہ:۔ ہم قبیلۂ نزار کے ایسے سردار ہیں جو اونچے مرتبے والے ہیں۔جس حال میں ان پر حضرت داؤدؑ اور سغد نامی علاقے کی بنی ہوئی زرہیں ہیں۔

تحقیق:۔قروم: اس کا واحد قرم ہے بمعنی سردار، وہ سانڈ جس کو کام کاج سے فارغ رکھا جائے۔تسامی: بلند، عالی قدر۔یہ اصل میں "تتسامی" تھا، باب تفاعل سے مضارع واحد مؤنث غائب ہے، ایک تا کو حذف کر دیا گیا ہے۔مُضاعفة: دوہرے حلقوں اور کڑیوں والی زرہیں۔ سُغد: زرہ بنانے والے آدمی کا نام ہے، لیکن بقول تبریزیؒ یہ شہر کا نام ہے۔ جہاں زرہیں بنائی جاتی تھیں۔

ترکیب:۔"قرومٌ الخ" مبتدا محذوف"نحن" کی خبر ہے"تسامی الخ" صفت ہے"قرومٌ" کی"علیهم" خبر مقدم اور "مُضاعفةٌ" مبتدا مؤخر ہے پھر حال ہے۔

إِذَا مَا حَمَلْنَا حَمْلَةً مَثَلُوْا لَنَا بِمُرْهَفَةٍ تَذْرِيْ السَّوَاعِدَ مِنْ صُعْدٍ

ترجمہ:۔ جب ہم (ان پر) حملہ کرتے ہیں تو وہ ہمارے سامنے کھڑے ہوتے ہیں ایسی تیز تلوار لے کر جو بازوؤں کو اوپر سے (اڑا) کاٹ دیتی ہے۔

تحقیق:۔مثلوا: (ن) مثولاً: کسی کے سامنے سیدھا کھڑا ہونا۔مُرهفة: تیز تلوار۔تذری: (ض) ذریًا بمعنی جدا کردینا،

کاشًا۔ السواعد: اس کا مفرد ساعد ہے بمعنی بازو۔ صُعُد: بلندی۔ صعد (س) صعوداً: بلند ہونا، چڑھنا۔ اصل میں یہ بضمتین ہے، ضرورت شعر کے تحت عین کلمہ کو ساکن کردیا گیا ہے۔ ''ماحملنا'' میں ''ما'' زائدہ ہے اور اس کے بعد ''علیھم'' محذوف ہے۔

ترکیب:۔ ''حملۃ'' مفعول مطلق ہے ''تذری الخ'' صفت ہے ''بمرھفۃٍ'' کی۔

وَإِنْ نَحْنُ نَازَلْنَاهُمْ بِصَوَارِمٍ رَدَوْا فِيْ سَرَابِيْلِ الْحَدِيْدِ كَمَا نَرْدِيْ

ترجمہ:۔ اور اگر ہم ان کا مقابلہ کریں کاٹنے والی تلواروں کے ساتھ تو وہ لوہے کی قمیصوں میں ملبوس ہوکر تیزی سے (ہماری طرف) بڑھتے ہیں جیسا کہ ہم تیزی سے (ان کی طرف) بڑھتے ہیں۔

تحقیق:۔ صوارم: کاٹنے والی تلواریں۔ اس کا مفرد ''صارم'' ہے۔ ردوا: (ض) ردیا: ردیانا: تیز جانا، دوڑنا۔ ''نازلنا'' باب مفاعلہ سے بمعنی مقابلہ کرنا، دعوت مبارزت دینا ''سرابیل'' سربال کی جمع ہے بمعنی شلوار، قمیص۔

ترکیب:۔ ''رَدَوْا الخ'' جزاء ہے۔

كَفٰى حَزَنًا أَنْ لَا أَزَالَ أَرَى الْقَنَا تَمُجُّ نَجِيْعًا مِنْ ذِرَاعِيْ وَمِنْ عَضُدِيْ

ترجمہ:۔ بطور رنج وغم میرے لئے کافی ہے کہ میں مسلسل ایسے نیزوں کو دیکھ رہا ہوں جو ایسے تازہ خون بہار ہے ہیں جو میرے بازو اور ہاتھ کے ہیں (یعنی ان کے بازوؤں اور ہاتھوں سے خون نکلنا گویا میرے بازو سے نکلنا ہے کیونکہ وہ میرے بھائی ہیں)

تحقیق:۔ تمجُّ: (ن) مجًّا: بمعنی خون نکالنا، بہانا، کلی کرنا، منہ سے پھینکنا۔ نجیع: پیٹ کا خون، تازہ خون۔

ترکیب:۔ ''حَزَنًا'' تمیز ہے ''ان لا ازال'' فاعل ہے ''کفی'' کا، ''القنا'' موصوف ہے، الف لام عہد ذہنی ہیں ''تمج الخ'' صفت ہے، ''نجیعًا'' موصوف ہے ''من الخ'' کائنًا محذوف سے متعلق ہوکر صفت ہے۔

لَعَمْرِيْ لَئِنْ رُمْتُ الْخُرُوْجَ عَلَيْهِمْ بِقَيْسٍ عَلٰى قَيْسٍ وَعَوْفٍ عَلٰى سَعْدِ

ترجمہ:۔ میری عمر کی قسم! اگر میں ان پر خروج (مقابلے) کا ارادہ کروں قیس کے ساتھ قیس کے خلاف اور عوف کے ساتھ سعد کے خلاف (جزاء آگے ہے)

تحقیق:۔ رُمتُ: (ن) روما: قصد کرنا۔ رمیا: (ض) تیر پھینکنا۔ قیس، عوف اور سعد تینوں آل نزار کی شاخیں ہیں۔

ترکیب:۔ ''لعمری'' کی خبر ''قسمی'' محذوف ہے ''رُمتُ الخ'' شرط ہے، جزاء آگے آرہی ہے۔

وَضَيَّعْتُ عَمْرًا وَالرِّبَابَ وَدَارِمًا وَعَمْرَو بْنَ أُدٍّ كَيْفَ أَصْبِرُ عَنْ أُدِّ

ترجمہ:۔ اور اگر (قتل کرکے) ضائع کروں عمرو اور رباب اور دارم اور عمرو بن اد کو (اور) اد (کے قتل) پر کس طرح صبر کرسکتا ہوں۔ (چونکہ اد سے شاعر کو محبت زیادہ تھی اس لئے اس کا ذکر الگ طور پر بھی کیا ہے۔)

ترکیب:۔ ''وضیعتُ'' سے قبل یا تو ان شرطیہ محذوف ہے یا ماقبل پر عطف ہے، جزاء بعد میں آرہی ہے۔

لَكُنْتُ كَمُهْرِيْقِ الَّذِيْ فِيْ سِقَائِهِ لِرَقْرَاقِ آلٍ فَوْقَ رَابِيَةٍ صَلْدِ

ترجمہ:۔ (اگر میں مذکورہ کام کروں) تو میں ضرور اس شخص کی طرح ہوں گا جو مضبوط بلند ٹیلے کے اوپر سراب کی حرکت (وچمک) کی وجہ

سے اپنے مشکیزے کے پانی بہادے (پھر پانی بھی نہ ملے، کیونکہ سراب میں پانی نہیں ملا کرتا)

تحقیق:۔ مھریق: بہانے والا۔ یہ لفظ اراق یریق باب افعال سے ہے، روق مادہ ہے، ہمزہ کو ہا سے تبدیل کر کے ھراق بھی پڑھا جاتا ہے، پھر کبھی ھا اور ھمزہ دونوں کے ساتھ بھی پڑھا جاتا ہے، کہا جاتا ہے اھراق یھریق، اس صورت میں ہمزہ زائدہ ہوگا۔ یہاں بھی ھا ہمزہ سے بدل کر آیا ہے، اگرچہ باب افعال کے اسم فاعل میں ہمزہ ساقط ہو جاتا ہے لیکن یہاں ھا ساقط نہیں ہو، قاف سے پہلے یا واؤ سے بدل کر آیا ہے، اسم فاعل واحد کا صیغہ ہے بمعنی پانی بہانے والا (بذل المجھود ج:۱ص:۱۶۲)۔ سقاء: چمڑے کی مشک، جس میں دودھ اور پانی رکھا جاتا ہے۔ جمع أسقية ہے: رقراق: بمعنی چمک، حرکت۔ آل: سراب۔ رابية: ٹیلہ جمع رواب۔ صلد: ٹھوس، چکنا، جمع أصلاد۔

ترکیب:۔ ''لکنتُ الخ'' جزا ہے ''لئن'' کی جو ماقبل میں ہے، لام تاکید ہے۔

كَمُرْضِعَةٍ أَوْلَادَ أُخْرىٰ وَضَيَّعَتْ بَنِيْ بَطْنِهَا هٰذَا الضَّلَالُ عَنِ الْقَصْدِ

ترجمہ:۔ (اگر مذکورہ کام کروں تو میں) یا میں اس دودھ پلانے والی خاتون کی طرح ہوں گا جو دوسری عورت کی اولاد کو دودھ پلائے اور اپنی اولاد کو (دودھ پلائے بغیر بھوکا رکھ کر) ضائع کردے، جو کہ کھلی گمراہی اور حد تجاوز ہے حد اعتدال (اور صراط مستقیم) سے۔

تحقیق:۔ القصد: اعتدال۔ ''بنی بطن'' بمعنی اپنے بچے۔

ترکیب:۔ ''کمرضعة'' کا عطف ''کمھریق'' پر ہے ''اولادَ الخ'' مفعول ہے ''مرضعةٍ'' کا ''اخرىٰ'' صفت ہے موصوف محذوف ''امرأةٍ'' کی ''هٰذا'' مبتدا ''الضلال الخ'' خبر ہے، چونکہ دونوں معرفہ میں اس لئے حصر کا مفہوم بھی ہوگا اور درمیان میں ضمیر فصل بھی ہوگی، عبارت یوں ہے ''هٰذا هو الضلال''۔

فَأُوْصِيْكُمَا يَا ابْنَيْ نِزَارٍ فَتَابِعَا وَصِيَّةَ مُفْضِي النُّصْحِ وَالصِّدْقِ وَالْوُدِّ

ترجمہ:۔ اے قبیلہ نزار کے بیٹو! (مضر اور ربیعہ) میں تم دونوں کو وصیت کرتا ہوں لہٰذا تم دونوں خیرخواہی، سچائی اور خالص دوستی پہنچانے والے کی وصیت کی اتباع کرو (وصیت آگے ہے)

تحقیق:۔ مفضي: پہنچنے اور پہنچانے والا۔ أفضىٰ: إفضاء: پہنچنا۔ بصلہ الی پہنچانا، افعال سے۔ ''فتابعا'' باب مفاعلہ سے امر تثنیہ ہے بمعنی اتباع کرنا ''الود'' باب سمع کا مصدر ہے بمعنی محبت، دوستی۔

ترکیب:۔ ''وصيةَ الخ'' مفعول ہے ''فتابعا'' کا، ''مفضي'' کی اضافت مفعول کی طرف ہے اور ''مفضي'' کے بعد ''اليکم'' محذوف ہے۔

فَلَا تَعْلَمَنَّ الْحَرْبُ فِيْ الْهَامِ هَامَتِيْ وَلَا تَرْمِيَا بِالنَّبْلِ وَيْحَكُمَا بَعْدِيْ

ترجمہ:۔ پس بالکل جنگ نہ جانے (واقع نہ ہو) کھوپڑی یعنی میری کھوپڑی میں (یعنی میرے سامنے تم آپس میں لڑو نہیں) اور میرے بعد بھی تم آپس میں تیر اندازی نہیں کرو (اگر کرو گے تو) تمہاری ہلاکت ہو۔

تحقیق:۔ هامة: کھوپڑی جمع هام: ۔ ویح: کلمہ ترحم بھی ہے اور ''ویل'' کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اس میں رفع ونصب دونوں جائز ہیں۔

''لاتعلمن'' یہاں وقوع کے معنی میں ہے۔
ترکیب:۔''الحربُ'' فاعل ہے ''فلاتعلمن'' کا۔''الهام'' مبدل منہ اور ''هامتی'' بدل ہے ''الهام'' اگرچہ لفظاً جمع ہے لیکن الف لام جنسی داخل ہونے سے مفرد کے حکم میں ہوگیا ہے۔

أَمَا تَرْهَبَانِ النَّارَ فِيْ اِبْنَيْ أَبِيْكُمَا　　وَلَاتَرْجُوَانِ اللّٰهَ فِيْ جَنَّةِ الْخُلْدِ

ترجمہ:۔کیا تم اپنے باپ کے دو بیٹوں کے بارے میں آگ (نار جہنم) سے ڈرتے نہیں (یعنی اس طرح قتل وقتال دخول جہنم کا سبب ہے) کیا تم دونوں دائمی جنت میں اللہ سے ملاقات کی امید نہیں رکھتے (اگر رکھتے ہو تو قتل وقتال نہ کرو)
تحقیق:۔ترهبان: (س) رهبًا و رهبةً: ڈرنا۔''اما'' میں ہمزہ استفہامیہ اور ما نافیہ ہے ''ابنی'' ابن کا تثنیہ ہے۔''النار'' میں الف لام عوض مضاف الیہ کے ہیں ''ای نار جهنم''۔
ترکیب:۔''اللّٰه'' منصوب بنزع الخافض ہے، اصل میں ''لِقاءَ اللّٰه'' ہے جو کہ مفعول ہے ''لاترجوان'' کا۔

فَمَا تُرْبُ أَثْرَى لَوْجَمَعْتَ تُرَابَهَا　　بِأَكْثَرَ مِنْ اِبْنَيْ نِزَارٍ عَلَى الْعَدِّ

ترجمہ:۔اے مخاطب! اگر تو زمین کی مٹی کو بھی جمع کرے تو وہ (مٹی) تعداد میں نزار کے بیٹوں سے زیادہ نہیں ہوگی (یعنی مٹی کم اور نزار کے بیٹے زیادہ ہوں گے)
تحقیق:۔علی العد: بھیتعداد میں، یہ موضع حال میں ہے۔أثری: زمین۔
ترکیب:۔''تربُ الخ'' ما (مشبہ بلیس) کا اسم ہے ''باکثر الخ'' خبر ہے۔

هُمَا كَنَفَا الْأَرْضِ اللَّذَالَوْتَزَعْزَعَا　　تَزَعْزَعَ مَابَيْنَ الْجَنُوْبِ اِلَى السَّدِّ

ترجمہ:۔وہ دونوں (مضر و ربیعہ) زمین کے ایسے دو کنارے ہیں اگر یہ دونوں (مضر و ربیعہ) حرکت میں آجائیں تو جنوب سے سد (شمال) تک کا علاقہ حرکت میں آئے گا (یعنی ان دونوں کے افراد کثیر تعداد میں ہیں اور جنوب سے شمال تک رہائش پذیر ہیں)۔
تحقیق:۔کنفا: اصل میں کنفان ہے، نون تثنیہ اضافت کی وجہ سے گرگیا۔اس کا مفرد کنف ہے، بمعنی کنارا، حصہ۔تزعزعا: حرکت کرنا۔السّد: سے ''شمال'' مراد ہے۔جہاں سد سکندری بنا ہوا ہے۔''اَلَّذَا'' اصل میں ''اَلَّذان'' تھا، ضرورت شعری کی وجہ سے نون تثنیہ کو حذف کردیا گیا ہے۔
ترکیب:۔''مابین الجنوب الخ'' فاعل ہے ''تزعزع'' کا پھر جزا ہے۔

وَاِنِّيْ وَاِنْ عَادَيْتُهُمْ وَجَفَوْتُهُمْ　　لَتَأْلَمُ مِمَّا عَضَّ أَكْبَادَهُمْ كَبِدِيْ

ترجمہ:۔اور بے شک میں نے اگرچہ ان (بھائیوں) سے عداوت کا معاملہ کیا اور ان (بھائیوں) پر ظلم کیا تاہم میرا دل غمزدہ اور المناک ہے اس چیز (جنگ) کی وجہ سے جس میں میرے دل نے ان (بھائیوں) کے دلوں کو چبایا (قتل) ہے۔
تحقیق:۔عادیت: معاداة: باب مفاعلہ سے بمعنی دشمنی کرنا۔جفوت: (ن) جفاءً: ظلم کرنا۔تألم: (س) ألمًا: درد ہونا۔عض: (س) عضًّا: دانت سے کاٹنا۔''اکباد'' کبد کی جمع ہے بمعنی جگر، دل۔

ترکیب:۔ ''کبدیٰ''''تـالـم''کا فاعل ہے۔''لتـالـم الخ ''خبر ہے''انـی '' کی''وان ''وصیلہ ہے، تینوں ضمیریں بھائیوں کی طرف لوٹ رہی ہیں۔

فَإِنَّ أَبِيْ عِنْدَالْحِفَاظِ أَبُوْهُمْ وَخَالُهُمْ خَالِيْ وَجَدُّهُمْ جَدِّيْ

ترجمہ:۔پس بے شک حسب ونسب اور عزت کی حفاظت وحمایت کے وقت میرا باپ ان کا باپ، ان کا ماموں میرا ماموں اور میرا دادا ان کا دادا ہے(ہم سب ایک ہی خاندان کے لوگ ہیں)

تحقیق:۔''حفاظ ''بمعنی حفاظت وحمایت، باب مفاعلہ کا مصدر ہے۔

ترکیب:۔''فانّ ''فاتعلیلیہ ہے،''ابوھم الخ ''خبر ہے''انّ '' کی۔

رِمَاحُهُمْ فِي الطُّوْلِ مِثْلُ رِمَاحِنَا وَهُمْ مِثْلُنَا قَدَّالسُّيُوْرِ مِنَ الْجِلْدِ

ترجمہ:۔ان کے نیزے ہمارے نیزے کی طرح ہیں لمبائی میں اور وہ(فضائل وشمائل اور عادات واخلاق میں بالکل)ہمارے طرح ہیں جیسے ایک چمڑے سے برابر دو ٹکڑے کاٹے ہوں۔

تحقیق:۔قدٌّ:(ن)قداً:لمبائی میں کاٹنا۔اسی سے مقولہ مشہور ہے''قَدْ مَتْنِيْ زَيْدٌ فی المحراب فنقض الوضوء ''یعنی زید نے محراب میں میرے پیٹھ کو کاٹا جس سے وضو ٹوٹ گیا ہے۔سیور:اس کا مفرد سیرٌ ہے، بمعنی چمڑے کا ٹکڑا، تسمہ۔''جـلـد ''بمعنی چمڑا، کھال، جلود جمع ہے۔

ترکیب:۔''قدالسیور ''فعل محذوف کیلئے مفعول مطلق ہے۔''مثلُ رماحنا ''خبر ہے۔

وَقَالَتْ عَاتِكَةُ بِنْتِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ

تعارف وپس منظر:۔عاتکہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف، بعض نے کہا کہ یہ مسلمان ہوگئی تھیں جبکہ محمد بن اسحاقؒ کا کہنا ہے کہ حضورؐ کی پھوپھیوں میں حضرت صفیہؓ کے علاوہ کوئی اور پھوپھی مسلمان نہیں ہوئی تھیں، عاتکہ ابی امیہ بن المغیرہ المخزمی کے حرم میں تھیں، ابی امیہ ام سلمہؓ زوجۃ النبیؐ کے والد محترم ہیں، محترمہ عاتکہ معرکۂ بدر میں شریک تھیں جس کا ذکر کتب سیر وتواریخ میں مفصلاً ہے۔ حضورؐ کی بعثت سے قبل قبیلہ قریش اور قیس کے درمیان سخت ترین جنگ ہوئی تھی جو عرف میں''حرب الفجار''کے نام سے مشہور ہے، یہ جنگ مسلسل چار سال تک جاری تھی، ان چار سالوں میں پانچ یادگار جنگیں ہوئی تھیں جو الگ الگ نام سے مشہور ہیں(الف)یوم نخلۃ (ب)یوم سمطہ(ج)یوم العبتلاً(د)یوم عقاظ(ہ)یوم الحریرۃ۔ان پانچ جنگوں میں سے حضورؐ نے آخری جنگ میں شرکت کی اور قریش کو قیس پر غلبہ حاصل ہوا، محترمہ عاتکہ اسی جنگ عقاظ کا ذکر درج ذیل اشعار میں کر رہی ہیں۔باب الحماسہ میں صرف یہاں ان کا تذکرہ ہے۔

سَائِلْ بِنَافِيْ قَوْمِنَا وَلْيَكْفِ مِنْ شَرٍّ سَمَاعُهُ

ترجمہ:۔اے مخاطب ہمارے بارے میں ہماری قوم(قریش)میں آ کر پوچھ(ہم کیسے بہادر لوگ ہیں)اور تمہیں شر(جنگ کے احوال)کا سن لینا ہی کافی ہے(کیونکہ عین جنگ کا دیکھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے)

تحقیق:۔لیکف: امر غائب. از کفی (ض) کفایةً: کافی ہونا۔شرّ: سے لڑائی مراد ہے۔شرور جمع ہے۔

ترکیب:۔"ولیکف" کے بعد"کاف خطاب "مفعول محذوف ہے"سماعه"فاعل ہے"لیکف" کا پھر پورا جملہ جملۂ معترضہ ہے۔"سائل" کا مفعول اگلا شعر ہے۔

قَیْسًا وَمَا جَمَعُوا لَنَا فِیْ مَجْمَعٍ بَاقٍ شَنَاعُهُ

ترجمہ:۔(پوچھ ہمارے بارے میں) قبیلہ قیس بن عیلان سے اور ان لوگوں سے جن کو قیس نے ہمارے لئے (ہم سے لڑنے کے لئے) ایک ایسے مجمع میں جمع کیا جس کی قباحت وشناعت (ہمیشہ) باقی رہے گی۔(قبیلہ ہوازن بھی قیس کے ساتھ تھا)

تحقیق:۔"مجمع" کی جمع مجامع ہے بمعنی بڑی جماعت"شناع"باب فتح سے بمعنی قباحت۔

ترکیب:۔"قیسًا""سائل"کا مفعول بہ ہے،اور"وما جمعوا"کا عطف "قیسا" پر ہے۔"جمعوا"کی ضمیر"قیسًا"کی طرف لوٹ رہی ہے اور مفعول کی ضمیر"هم"محذوف ہے جس کا مرجع"ما"موصولہ ہے۔"مجمع باق"مرکب توصیفی کے بعد خبر مقدم اور"شناعه"مبتدأ مؤخر ہے پھر مجرور ہے۔"مجمع" کی صفت ثانی اگلا مصرع ہے۔

فِیْهِ السَّنَوَّرُ وَالْقَنَا وَالْكَبْشُ مُلْتَمِعٌ قِنَاعُهُ

ترجمہ:۔اس (مجمع) میں آلات حرب اور نیزے تھے جس حال میں سردار کی جنگی ٹوپی چمک رہی تھی۔

تحقیق:۔سنوّر: ایک ہتھیار، زرہ کی مانند چمڑے کا بنا ہوا لباس۔ملتمع: چمکدار۔قِناع: وہ چیز جس سے چہرہ چھپایا جائے،جمع أقنعة ہے، یہاں اس سے خود مراد ہے،"الکبش" بمعنی سردار۔

ترکیب:۔"فيه"خبر مقدم اور"السنور الخ "مبتدأ موخر ہے پھر پورا جملہ"مجمع" کی دوسری صفت ہے"والكبش الخ"جملہ حالیہ ہے"قناعه"فاعل ہے"ملتمع" کا۔

بِعُكَاظَ یُعْشِیْ النَّاظِرِیْنَ اِذَا هُمْ لَمَحُوْا شُعَاعُهُ

ترجمہ:۔(وہ مجمع) عکاظ میں ہے اور اس (جنگی ٹوپی، خود) کی شعاعیں دیکھنے والوں کی نظروں کو ماند کر دیتی ہیں جب وہ (شعاعوں کو) دیکھتے ہیں۔

تحقیق:۔"عکاظ" زمانۂ جاہلیت کا ایک مشہور بازار ہے جو نخلہ اور طائف کے درمیان لگتا تھا، دس میل کے رقبے پر پھیلا ہوا ہوتا تھا اور اول ذوالقعدہ سے بیس دن تک لوگ وہاں ہوتے تھے اور فخر ومباہات کے اشعار پڑتے تھے۔"یعشی"باب افعال سے بمعنی آنکھوں کو خیرہ کرنا، ثلاثی مجرد میں باب نصر سے آتا ہے"لمحوا"باب فتح سے بمعنی دیکھنا۔"عکاظ"تانیث اور علمیت کی بنا پر غیر منصرف ہے۔

ترکیب:۔"بعكاظ" کا تعلق"ملتمع" سے ہے"شعاعه"میں"یعشی"اور"لمحوا"تنازع کر رہے ہیں، بصریین کے قول کے مطابق یہ فعل اول کا فاعل ہے اور فعل ثانی میں ضمیر محذوف ہے جو کہ مفعول ہے۔

فِیْهِ قَتَلْنَا مَالِكًا قَسْرًا وَأَسْلَمَهُ رَعَاعُهُ

ترجمہ:۔اسی (مجمع یا عکاظ) میں ہم نے جبراً وقہراً مالک بن جعفر کو قتل کیا ہے جس حال میں اس کو اس کے کمینہ دوستوں نے (بے یارو

مددگار) چھوڑ دیا ہے۔(مالک کا لشکر غلاموں، خادموں اور مخلوط النسل لوگوں پر مشتمل تھا اس لئے دوستوں نے اس کی مدد نہیں کی اور وہ مارا گیا)

تحقیق:۔قسرا: زبردستی۔قسر (ض) قسراً: زبردستی کرنا۔رُعاع: (بضم الراء وفتحها) معنی گھٹیا قسم کے لوگ، اس کا مفرد ''رُعاعة'' ہے (بفتح الراء وضمها) ''اسلم'' باب افعال سے بمعنی اطاعت کرنا، چھوڑ دینا، یہاں دوسرا معنی مراد ہے ''فيه'' کی ضمیر ''مجمع'' کی طرف لوٹ رہی ہے۔

ترکیب:۔''قسرًا'' تمیز ہے ''رعاعه'' فاعل ہے ''اسلمه'' کا۔

وَمُجَدَّلاً غَادَرْنَهُ بِالْقَاعِ تَنْهَسُهُ ضِبَاعُهُ

ترجمہ:۔اور گھوڑوں نے اس (مالک بن جعفر) کو چٹیل میدان میں گرا ہوا چھوڑ دیا ہے جس حال میں اس (میدان) کے بجّو اس کو نوچ رہے تھے۔

تحقیق:۔مجدلا: زمین پر گرایا ہوا شخص۔قاع: ہموار اور چٹیل زمین، جمع قیعان ہے: تنهس: (ف) نهساً: گوشت کو نوچنا۔''ضباع'' بمعنی بجّو، کفتار، کافیہ اور شرح جامی کی عبارت مشہور ہے ''وَحَضَاجِرُ عَلَمًا للضبع'' ضبع بفتح الضاد وسکون البا وضمہا ہے، ہندی میں بجّو اور فارسی میں کفتار کہتے ہیں، یہ ایک درندہ ہے جو قبروں سے مردوں کو نکال کر کھاتا ہے، مؤنث کے لئے ضبع اور مذکر کے لئے ضبعان کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں، مؤنث کی کنیت یہ ہے ام عامر، ام القبور، ام نوفل اور ام بشر۔مذکر کی کنیت یہ ہے ابو عامر، ابو کلد اور ابو الهبير۔ (حاشیہ شرح جامی)

ترکیب:۔''مجدلا'' ما اضمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر ہے، اس سے پہلے ''غادرن'' فعل محذوف ہے جسے آگے آنے والی تفسیر کی بنیاد پر حذف کر دیا گیا ہے۔''غادرن'' کی ضمیر ''خيل'' کی طرف لوٹ رہی ہے، اگرچہ ''خيل'' کا ذکر صراحۃً ماقبل میں نہیں ہوا تاہم اس کی طرف ضمیر لوٹانا جائز ہے، یہ اس کی خصوصیت ہے ''تنهسه الخ'' جملہ حالیہ ہے۔

وَقَالَ عَبْدُالْقَيْسِ بْن خُفَافِ الْبُرْجُمِي

تعارف و پس منظر:۔آل حنظلہ بن مالک تمیمی سے تعلق ہے، یہ اور مرۃ بن سعید السعدی دونوں عمرو بن ہند کی ہجو کرتے تھے۔یہ شاعر جاہلی ہے، ''البرجمی'' البراجم کی طرف منسوب ہے اور براجم کا تعلق حنظلہ بن مالک سے ہے، شاعر اور شاعر کی قوم کے ذمہ خون بہا ادا کرنا تھا لیکن ادا نہیں ہو رہا تھا۔اس لئے اس سلسلہ میں شاعر حاتم طائی کے پاس پہنچا اور کہا کہ میرے اموال اور اولاد رکھ لیں، میرے ساتھ خون بہا کی ادائیگی کے سلسلے میں تعاون کریں، حاتم طائی نے کہا کہ اپنے مال واہل وعیال اپنے پاس رکھو اور سو اونٹ لے جاؤ، اگر کم پڑیں تو پھر دوبارہ لے جانا، اس پر شاعر سو اونٹ لے کر واپس ہوا۔اس کا ذکر صرف یہاں آیا ہے، کل سات اشعار ہیں:

صَحَوْتُ وَزَايَلَنِي بَاطِلِي لَعَمْرُ أَبِيكَ زِيَالاً طَوِيْلاً

ترجمہ:۔اے مخاطب تیرے باپ کی عمر کی قسم! اب میں (تاریکی و گمراہی سے) ہوش میں آ گیا ہوں اور میرے لہو ولعب نے مجھے بہت دور کر دیا (اب لڑکپن و بچپن کا زمانہ لوٹ کر نہیں آ سکتا)

تحقیق:۔ زایل: باب مفاعلہ سے بمعنی جدا کرنا، دور کرنا اور جدا ہونا۔ صحوتُ: (ن) صحوا: ہوش میں آنا۔ ''زیالا'' باب مفاعلہ کا مصدر ہے۔ ''باطل'' سے لڑکپن و بانکپن کے کھیل کود اور لہو ولعب مراد ہے۔

ترکیب:۔ ''لعمر ابیک'' کے بعد ''قسمی'' محذوف ہے جو کہ خبر ہے، ''باطلی'' فاعل ہے ''زایلنی'' کا ''زیالًا طویلًا'' مرکب توصیفی کے بعد مفعول مطلق ہے۔

فَـأَصْبَـحْـتُ لَانَـزِقًـا بِـالْـلِّـحَاءِ وَلَا لِـلُّـحُـوْمِ صَـدِيْـقِـيْ أَكُوْلَا

ترجمہ:۔ پس اب میں اس طرح ہو گیا کہ (دوستوں کو) گالیاں دینے میں جلد بازی نہیں کرتا (بلکہ حلیم الطبع ہو گیا) اور نہ ہی اپنے دوست کا گوشت کھاتا ہوں (یعنی کسی کی غیبت بھی نہیں کرتا، کیونکہ غیبت بری چیز ہے)

تحقیق:۔ نـزقـا: بـروزن كتف: نـزق (س) نـزقاً: حماقت کی بناء پر جلد بازی کرنا۔ لـحـاء: لڑنا، جھگڑنا، گالی گلوچ کرنا۔ از مفاعلہ۔ اکول: بہت زیادہ کھانے والا۔

ترکیب:۔ ''نزقًا'' فعل محذوف ''انزق'' کا مفعول مطلق ہے ''للحوم'' سے پہلے فعل ''اكل'' محذوف ہے ''اكولا'' اس کا مفعول مطلق ہے۔

وَلَا سَـابِـقِـيْ كَـاشِـحٌ نَـازِحٌ بِـذَحْـلٍ إِذَا مَا طَلَبْتُ الذُّحُوْلَا

ترجمہ:۔ اور دور رہنے والا دشمن انتقام میں مجھ سے سبقت نہیں کر سکتا جب میں انتقام طلب کروں (قریب والا دشمن تو بطریق اولی سبقت نہیں کر سکے گا، میں ہر دشمن سے اپنا انتقام لے سکتا ہوں)

تحقیق:۔ کاشح: دشمنی کرنے والا۔ نازح: دور ہونے والا۔ نزح (ض، ف) نزحًا، نزوحا: دور ہونا۔ ذحل: کینہ، انتقام۔ ذحول جمع ہے۔

ترکیب:۔ ''بـذحل'' ''سـابـقی'' سے متعلق ہے۔ ''كـاشِحٌ نازِحٌ'' مرکب توصیفی کے بعد ''لا'' (مشبہ بلیس) کا اسم ہے اور ''سابقی'' خبر ہے۔

وَأَصْبَـحْـتُ اَعْـدَدْتُ لِـلنَّـائِبَـا تِ عِـرْضًـا بَـرِيًّـا وَعَضْبًا صَقِيْلَا

ترجمہ:۔ اور میں اس طرح ہو گیا کہ آنے والے مصائب کے لئے صاف ستھری عفت (جس کی حفاظت ضروری ہے) اور صیقل شدہ تلوار تیار کر کے رکھی ہے۔ (جب کوئی مصیبت آتی ہے تو بیٹھا نہیں رہتا بلکہ اپنے نسب و عزت کی حفاظت کرتا ہوں اور تلوار سے مقابلہ کرتا ہوں)

تحقیق:۔ نائبات: مصائب اس کا مفرد نائبۃ ہے۔ عرض بکسر العین بمعنی عزت۔ عضبًا: بمعنی تیز کاٹنے والی تلوار۔

ترکیب:۔ ''عرضًا بریا'' مرکب توصیفی ہے، ''عضبا صقیلًا'' مرکب توصیفی ہے پھر مفعول ہے ''اعددتُ'' کا۔

وَوَقْـعَ لِسَـانٍ كَـحَـدِّ السِّـنَـانِ وَرُمْـحًـا طَـوِيْـلَ الْقَنَاةِ عَسُوْلَا

ترجمہ:۔ اور (تیار کیا ہے میں نے) نیزے کی دھار کی طرح زبان کا ایقاع (یعنی حجت بازی میں سبقت کرنے والی زبان) اور ایسا نیزہ جو لمبے بانس والا لچکدار ہے۔

تحقیق:۔ عَسُولاً: صیغہ صفت بمعنی لچکدار۔ عسل (ض) عسلاً، عسولاً: نرم لچکدار ہونے کی وجہ سے حرکت کرنا۔ قناة: نیزہ یا نیزہ کی

لکڑی۔ ’’وقع‘‘ ایقاع کے معنی میں ہے۔

ترکیب:۔ ’’ووقع لسان‘‘ کا عطف پہلے شعر میں ’’عضبًا‘‘ پر ہے جو ’’أعددت‘‘ کا مفعول بہ ہے۔ ’’رُمحًا‘‘ کا عطف ’’وقع‘‘ پر ہے۔ ’’طویل القناۃ‘‘ صفت اول ہے ’’رمحًا‘‘ کی اور ’’عسولا‘‘ صفت ثانی ہے، ’’طویل القناۃ‘‘ اضافت لفظی ہے اس لئے نکرہ کے حکم میں ہے۔

وَسَابِغَةً مِنْ جِيَادِ الدُّرُوْ　　ع تَسْمَعُ لِلسَّيْفِ فِيْهَا صَلِيْلًا

ترجمہ:۔ اور (تیار کی ہے میں نے) بہترین زرہوں میں سے ایسی کامل زرہ جس میں تو تلوار (پڑنے) کی آواز سنیئے گا (یعنی تلوار پڑنے سے وہ زرہ کٹتی نہیں ہے بلکہ صرف آواز نکلتی ہے)

تحقیق:۔ سابغة: لمبی اور کامل وکشادہ زرہ۔ صلیلاً: جھنکار، آواز۔ صلّ: (ض) صلیلاً: جھنکار ہونا۔ ’’جیاد‘‘ بمعنی عمدہ، بہترین۔

ترکیب:۔ ’’سابغة: بھی ’’أعددت‘‘ کا مفعول بہ ہے۔ ’’تسمع الخ‘‘ صفت ہے ’’سابغةً‘‘ کی۔

كَمَتْنِ الْغَدِيْرِ زَهَتْهُ الدَّبُوْرُ　　يَجُرُّ الْمُدَجَّجُ مِنْهَا فُضُوْلًا

ترجمہ:۔ (وہ زرہ کشادہ ہونے میں) سطح تالاب کی طرح ہے جب اسے دبور نامی ہوا حرکت دے (تو اس میں باریک لکیریں بنتی ہیں، اسی طرح اس زرہ میں بھی باریک دھاریاں نظر آتی ہیں) اور زرہ پوش اس کے اضافی حصّوں کو کھینچتا ہے (کیونکہ زرہ لمبی اور کشادہ ہے)

تحقیق:۔ متن: پشت، ہر چیز کی سطح، جمع متون ہے. غدیر: تالاب، نہر۔ جمع غدران ہے. زھت: (ن) زَھوا، زُھُواً: ہوا کا گھاس کو حرکت دینا۔ مدجج: اسم مفعول از تفعیل بمعنی پوری طرح سے ہتھیار بند۔ دجج: فلان: ہتھیار بند کرنا۔ مادہ (د، ج، ج) ہے۔ الدبور: پچھوا ہوا، جو مغرب سمت سے چلتی ہے۔ فضولا: سے زرہ کے زائد حصے مراد ہیں۔

ترکیب:۔ ’’منھا‘‘ کی ضمیر ’’سابغة‘‘ کی طرف راجع ہے۔ ’’کمتن الغدیر الخ‘‘ مبتدا محذوف ’’ھی‘‘ کی خبر ہے۔ ’’زھتہ‘‘ سے پہلے ’’اذا‘‘ حرف شرط محذوف ہے ’’جزاء‘‘ ’’فیصیر متموجا خفیفا‘‘ محذوف ہے۔

وَقَالَتْ إمْرَأَةٌ مِنْ بَنِيْ عَامِرٍ

وَحَرْبٍ يَضِجُّ الْقَوْمُ مِنْ نَفَيَانِهَا　　ضَجِيْجَ الْجَمَالِ الْجِلَّةِ الدَّابِرَاتِ

ترجمہ:۔ اور بہت سی ایسی جنگیں ہیں جن کی چھینٹوں (شعلوں) سے قوم چیختی ہے جس طرح زخمی پیٹھ والے بڑے اونٹ (بوجھ لاتے ہوئے) چیختے ہیں۔

تحقیق:۔ یضج: (ض) ضجاً: چیخنا۔ نفیان: چھینٹا، آگ کے شعلے. نفیٰ (ض) نفیانا: اُڑانا، بکھیرنا۔ الجلّة: بکسر الجیم بمعنی بڑا، یہ مفرد، جمع، مذکر اور مؤنث سب کے لئے استعمال ہوتا ہے، ’’الجمال‘‘ بمعنی اونٹ، جمل واحد ہے۔ دابرات: اس کا واحد دبرۃ ہے۔ جس کی پیٹھ زخمی ہو۔

ترکیب:۔ ’’وحرب‘‘ میں ’’واؤ‘‘ بمعنی ’’رب‘‘ کے ہے۔ ’’یضج الخ‘‘ صفت ہے ’’حربٍ‘‘ کی ’’ضجیج الجمال‘‘ مفعول مطلق ہے، ’’الجلة‘‘ صفت اول ہے ’’الجمال‘‘ کی اور ’’الدّابرات‘‘ صفت ثانی ہے۔

سَيَتْرُكُهَا قَوْمٌ وَيَصْلٰى بِحَرِّهَا بَنُوْنِسْوَةٍ لِلثُّكْلِ مُصْطَبِرَاتِ

ترجمہ:۔عنقریب اس (جنگ) کو (کمزور) قوم چھوڑ دے گی (کیونکہ ایسی جنگ ہر ایک کے بس میں نہیں ہے) اور اس (جنگ) کی شدت میں ایسی عورتوں کے بیٹے داخل ہوں گے جو بچوں کی گمشدگی (مقتول ہونے) پر صبر کرنے والی ہیں۔

تحقیق:۔یصلی: (س) صلی، صِلِیّ: داخل ہونا۔ثُکْل: مصدر، ثکل (س) ثُکلاً: بچہ گم کرنا۔مصطبرات: اس کا مفرد مصطبرۃ ہے بمعنی صبر کرنے والی۔''حرّ'' بمعنی شدت، گرمی، ''نسوۃ'' جمع ہے ''امرأۃ'' کی من غیر لفظہ، جس طرح ''نساء'' بھی جمع آتی ہے من غیر لفظہ۔

ترکیب:۔''قوم'' کی صفت ''ضعیف'' محذوف ہے، ''مصطبرات'' صفت ہے ''نسوۃ'' کی۔

فَإِنْ يَكُ ظَنِّيْ صَادِقًا وَهُوَصَادِقِيْ بِكُمْ وَبِأَحْلَامٍ لَّكُمْ صَفِرَاتِ

ترجمہ:۔پس اگر میرا گمان تمہارے بارے میں اور تمہاری عقلوں کے بارے میں (کہ تم لوگ ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے) سچا ہو جس حال میں وہ میرے لئے سچا ہی ہوگا (جزا آگے ہے)

تحقیق:۔أحلام: اس کا واحد: حِلْمٌ ہے معنی عقل۔صفرات: اس کا مفرد صفرۃ ہے بمعنی خالی۔صفر (س) صَفْراً: خالی ہونا۔اور ضرب سے سیٹی بجانا۔''ظن'' کی جمع ظنون ہے بمعنی گمان۔

ترکیب:۔''بکم وبأحلام''، ''ظنی'' سے متعلق ہے اور ''صفرات''، ''أحلام'' کی صفت ہے۔''فإن یک'' شرط ہے اور جزاء اگلا شعر ہے۔''صادقاً'' خبر ہے ''یک'' کی، ''وھو صادقی'' جملہ حالیہ ہے، ''صادقی'' اصل میں ''صادق لی'' ہے۔

تُعِدْ فِيكُمْ جَزْرَالْجَزُوْرِرِمَاحُنَا وَيُمْسِكْنَ بِالْأَكْبَادِ مُنْكَسِرَاتِ

ترجمہ:۔تو ہمارے نیزے تم میں اونٹوں کے ذبح (یعنی اونٹوں کی طرح تمہیں بھی ذبح کیا جائے گا) کو لوٹائیں گے اور یہ نیزے تمہارے دلوں میں پیوست رہیں گے جس حال میں وہ ٹوٹے ہوئے ہوں گے (ان کو نکالنا بھی مشکل ہوگا)

تحقیق:۔جزر: مصدر (ن) جزراً: کاٹنا، ذبح کرنا۔جزور: اونٹ جو ذبح کے قابل ہو، جمع جزایر، جُزُر ہے۔أکباد: جگر مفرد ''کبد'' ہے۔''تُعد'' مضارع باب افعال سے ہے بمعنی لوٹانا، ''منکسرات'' منکسرۃ کی جمع ہے بمعنی ٹوٹنا۔

ترکیب:۔''جزر الجزور''، ''تعد'' کا مفعول بہ ہے اور ''رماحنا'' اس کا فاعل ہے۔''منکسرات''، ''یمسکن'' کی ضمیر سے حال ہے۔پورا مصرع جزا ہے ''فان یک'' شرط کی۔

وَقَالَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ

امیہ بن ابی الصلت کا نام عبداللہ بن ربیعہ بن عوف بن امیہ ہے، قبیلہ ثقیف سے تعلق ہے، اس نے زمانۂ جاہلیت واسلام دونوں کو پایا ہے حتیٰ کہ اہل بدر کا مرثیہ بھی کہا ہے، اصمعی کا کہنا ہے کہ اس کے اشعار میں آخرت کی باتیں زیادہ پائی جاتی ہیں جبکہ عنترہ کے اشعار میں جنگ کی باتیں پائی جاتی ہیں۔اس کے بعض اشعار کی تحسین حضورؐ نے بھی فرمائی ہے، چونکہ اس نے سابقہ کتابوں کا مطالعہ کیا تھا اس

لئے ارادہ کرلیا تھا کہ اسلام قبول کرلیا جائے، اسی نیت سے ایک مرتبہ وہ بدر آیا اور اپنے اموال سمیٹنے لگا، بعض حضرات نے پوچھا کہ اے ابو عثمان کس چیز کا ارادہ ہے، جواب دیا مسلمان ہونے کا، اس پر اسے کہا گیا کہ بدر کے اس کنوئیں کو دیکھو جس میں شیبہ اور ربیعہ وغیرہ کے سر ہیں جو غزوۂ بدر میں مارے گئے تھے، یہ سن کر شاعر نے اپنی اونٹنی کی ناک کاٹ دی اور اپنے کپڑے پھاڑ دیئے پھر روتا ہوا طائف چلا گیا اور وہیں حالت کفر میں مرا۔

شاعر ابوتمام نے اگرچہ درج شدہ اشعار (باب الحماسۃ ص:۱۳۰ پر) کی نسبت امیہ بن ابی الصلت کی طرف کی ہے لیکن یہ نسبت غلط ہے بلکہ یہ اشعار ابن عبدالاعلی یا ابوالعباس الاعمی کے ہیں۔ (دیوان حماسہ مطبوعہ مصر)

بعض مؤرخین نے امیہ بن ابی الصلت کو نصرانی اور بعض نے یہودی قرار دیا ہے، ابوسفیان کا کہنا ہے کہ امیہ حضورؐ کی حقانیت و صداقت کو جانتا تھا تاہم اس نے اسلام قبول نہیں کیا، میں نے عدم قبول اسلام کی وجہ پوچھی تو امیہ نے جواب دیا کہ مجھے قبیلہ ثقیف کی عورتوں کے اس طعنہ سے شرم آتی ہے کہ میں عبدمناف کے ایک بچے (حضورؐ) کا غلام بن گیا، ابوالفرج اصفہانی نے لکھا ہے کہ امیہ نے بوقت موت کہا کہ مجھے پتہ تھا کہ محمدؐ کا مذہب سچا ہے لیکن شک نے مجھے دائرۂ اسلام میں داخل ہونے سے روکا، الفاکہی اور ابن مندہ نے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ امیہ بن ابی الصلت کی بیٹی فارعۃ نے حضورؐ کو امیہ کے اشعار سنائے، حضورؐ نے فرمایا کہ اس کے اشعار نے اسلام لایا لیکن اس کا دل کافر رہا، بعض نے کہا کہ امیہ کا انتقال ۲ھ/۶۲۳ء یا ۸ھ/۶۲۹ء میں یا ۹ھ/۶۳۰ء میں ہوا۔ (فتح الباری ج:۷، ص:۱۹۴)

حضورؐ امیہ بن ابی الصلت کے اشعار بہت پسند فرماتے تھے، شرید بن سوید ثقفیؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے مجھے امیہ کے اشعار سنانے کی فرمائش کی میں نے سو شعر سنائے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضورؐ گھر میں داخل ہوتے تو کبھی یہ شعر پڑھتے ''وَیَاْتِیْکَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدْ'' یعنی تم نے جس کو زادراہ دے کر نہیں بھیجا وہ خبریں لے کر آئے گا، اس کا پہلا مصرعہ یہ ہے ''سَتُبْدِیْ لَکَ الْاَیَّامُ مَا کُنْتَ جَاھِلًا'' یعنی جس چیز سے تم ناواقف ہو زمانہ تمہارے لئے وہی ظاہر کرے گا، بعض نے کہا کہ یہ شعر امیہ کا ہے البتہ کتاب سبعہ معلقہ میں یہ شعر طرفہ کے قصیدہ میں ہے اور امام بخاریؒ نے اپنے کتاب ''ادب المفرد'' میں اس شعر کی نسبت عبداللہ بن رواحہ کی طرف کی ہے۔ امیہ نے دین ابراہیم علیہ السلام کے متعلق یہ شعر کہا:

کُلُّ دِیْنٍ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عِنْدَاللّٰہِ ۔۔۔ اِلَّا دِیْنَ الْحَنِیْفِیَّۃِ زُوْرٌ

یعنی قیامت کے دن ابراہیمی دین کے علاوہ ہر دین باطل ٹھہرے گا، مرض الموت میں کہا ''لَبَّیْکُمَا لَبَّیْکُمَا! ھَاَنَذَا لَدَیْکُمَا لَا مَالٌ یُفْدِیْنِیْ، وَلَا عَشِیْرَۃٌ تُنْجِیْنِیْ! اِنْ تَغْفِرِ اللّٰھُمَّ تَغْفِرْ جَمًّا، وَ اَیُّ عَبْدٍ لَکَ لَا اَلَمَّا''

اے موت میں حاضر ہوں، کوئی مال نہیں ہے جو میرا فدیہ ہو جائے اور نہ ہی کوئی قبیلہ مجھے موت سے بچا سکتا ہے، اے اللہ کامل مغفرت فرما، ہر بندے کو آپ کے پاس آنا ہے۔ اس کے بعد یہ قصیدہ پڑھا:

کُلُّ عَیْشٍ وَ اِنْ تَطَاوَلَ دَھْرًا ۔۔۔ مُنْتَھٰی اَمْرِہٖ اِلٰی اَنْ یَزُوْلَا

لَیْتَنِیْ کُنْتُ قَبْلَ مَا قَدْ بَدَالِیْ ۔۔۔ فِیْ رُئُوْسِ الْجِبَالِ اَرْعَی الْوُعُوْلَا

اجْعَلِ الموتَ نَصْبَ عَیْنَیْکَ وَاحْذَرْ ۔۔۔ غَوْلَۃَ الدَّھْرِ اِنَّ لِلدَّھْرِ غَوْلَا

ہر مستی ختم ہو جائے گی اگر چہ زمانہ دراز بھی ہو جائے، کاش اس موت کی سختی سے قبل میں اونچے پہاڑ کی چوٹی میں پناہ گزین ہو جاتا (یعنی اللہ کی پناہ میں آ جاتا) اے مخاطب ہر وقت موت کو سامنے خیال کر اور زمانے کی مصیبت سے ڈر، بیشک زمانہ میں چیخ و پکار اور رونا دھونا ہے۔ اس کا ایک عمدہ قصیدہ ہے جس کے چند مصرعے یہ ہیں:

الحمدُ لِلّٰہِ مُمسَانا وَ مُصبَحنا — بِالحَمدِ صَبَّحنا رَبّی وَ مَسَّانا

رَبُّ الحَنِيفَةِ لَم تَنفُدُ خزَائِنُهُ — مَملُوءَ ةً، طَبَّقَ الآ فاق سلطانا

آلا نبِیٌّ لَنا مِنّا فَيُخبِرُنا — مابعدَ غَايَتِنا من رأسِ محيانا

وقَدْ عَلِمْنَا لَوْ اَنَّ العِلمَ يَنفَعُنَا — اَنْ سَوْفَ يَلْحَقُ اُخرانا بِاُوْلَانا

یعنی صبح شام اللہ کی تعریف وحمد ہے، اے اللہ ہمیں صبح وشام حمد بیان کرنے کی توفیق دے، رب ابراہیمؑ کا خزانہ ہمیشہ پر رہتا ہے اور وہ ساری کائنات کا شہنشاہ ہے، ہمارے ایک نبی ہیں جو مقصد زندگی پر آگاہ کرتے ہیں، کاش ہمارا علم ہمیں نفع دیتا (تو مسلمان ہو کر جنتی بن جاتا) عنقریب یہاں کے باشندے بھی قبر میں اپنے گزرے ہوئے حضرات سے ملیں گے۔

پس منظر:۔ شاعر اپنے بیٹے کی نافرمانی پر بڑے دردناک اشعار کہہ رہے ہیں، ان کے کل نو اشعار ہیں: قرطبیؒ نے اپنی اسناد متصل کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ میرے باپ نے میرا مال لے لیا ہے، آپؐ نے فرمایا کہ اپنے والد کو بلا کر لاؤ، اسی وقت جبرئیلؑ تشریف لائے اور حضورؐ سے کہا کہ جب اس کا باپ آ جائے تو آپ اس سے پوچھیں کہ وہ کلمات کیا ہیں جو اس نے دل میں کہے ہیں خود اس کے کانوں نے بھی ان کو نہیں سنا، جب یہ شخص اپنے والد کو لے کر پہنچا تو آپ نے والد سے کہا کہ کیا بات ہے آپ کا بیٹا آپ کی شکایت کرتا ہے کیا آپ چاہتے ہیں اس کا مال چھین لیں، والد نے عرض کیا کہ آپ اسی سے یہ سوال فرمائیں کہ میں اس کی پھوپھی، خالہ یا اپنے نفس کے سوا کہاں خرچ کرتا ہوں، رسولؐ نے فرمایا کہ بس حقیقت معلوم ہو گئی، اس کے بعد اس کے والد سے حضورؐ نے دریافت کیا کہ وہ کلمات کیا ہیں جن کو ابھی تک خود تمہارے کانوں نے بھی نہیں سنا، اس نے کہا کہ جو بات کسی نے نہیں سنی اس کی آپ کو اطلاع ہو گئی جو ایک معجزہ ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ میں نے چند اشعار دل میں کہے تھے جن کو میرے کانوں نے بھی نہیں سنا، آپؐ نے فرمایا کہ وہ ہمیں سناؤ اس وقت اس نے درج ذیل اشعار سنائے۔ اشعار سننے کے بعد حضورؐ نے بیٹے سے کہا "انت و مالک لابیک" اسی ترتیب کے ساتھ یہ اشعار روح المعانی ج ۸ ص ۸۳ پر ہیں، البتہ یہاں دوسرے شعر میں "اذا ليلة نابتك بالشكو لم ابت بشكواك الخ" ہے جبکہ روح المعانی میں یہ عبارت ہے "اذا ليلة ضاقتك بالسقم لم ابت لسقمك الخ" ہے۔ یہی پس منظر و اشعار معارف القرآن ج ۵ ص ۴۵۶ پر بھی ہیں لیکن یہاں اشعار میں تھوڑی بہت تبدیلی ہے، مثلاً پہلے شعر میں یہاں "وعُلتك يافعا" ہے جبکہ معارف القرآن میں "ومُنتك يافعا" ہے، ساتویں شعر میں یہاں "كما الجار المحاور" ہے جبکہ معارف القرآن میں "كمالجار المصاقب" ہے۔ آخری دونوں اشعار معارف القران میں نہیں ہیں، جبکہ معارف القران میں آخری جو شعر ہے وہ روح المعانی اور حماسہ میں نہیں ہے وہ یہ ہے:

فَاَوْلَيْتَنِي حَقَّ الْجِوَارِ وَلَمْ تَكُنْ — عَلَيَّ بمَالِ دُونَ مالك تبخلُ

تفسیر روح المعانی، معارف القرآن اور تفسیر قرطبی میں ان اشعار کے شاعر کا نام ذکر نہیں کیا گیا جبکہ بعض نے کہا کہ یہ عبدالاعلی کے اشعار ہیں، بعض نے کہا کہ یہ ابوالعباس اعمی کے اشعار ہیں لیکن یہاں حماسہ میں ان کی نسبت امیہ بن ابی الصلت کی طرف کی گئی ہے۔ (حاشیہ قرطبی) اب حماسہ کے اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

غَذَوْتُکَ مَوْلُوْدًا وَعُلْتُکَ یَافِعًا تُعَلُّ بِمَا اُدْنِیْ اِلَیْکَ وَتُنْهَلُ

ترجمہ:۔ تجھے میں نے کھلایا جس حال میں تو چھوٹا بچہ تھا اور تمہاری کفالت کی جس حال میں تو تڑپے جوانی میں مست تھا اور تجھے پہلی اور دوسری بار پلایا جاتا تھا اس چیز سے جو میں تیرے قریب لاتا تھا۔

تحقیق:۔ غذوت: (ن) غذواً: کھلانا، غذا دینا۔ عُلتُ: علی وزن قلت، عولًا: ضرورت پوری کرنا، کفالت کرنا۔ یافع: نوجوان لڑکا جمع یفعة، یفاع ہے۔ تعل: (ض) علاً وعللاً: دوسری بار پینا، پلانا۔ (لازم ومتعدی) تُنهل: از افعال إنهالاً: پہلی بار سیراب کرنا۔ نهل: (س) نهلاً: پہلی بار سیراب ہونا۔ ''ادنی'' دنو سے نکلا ہے، باب افعال سے واحد متکلم ہے بمعنی قریب کرنا۔

ترکیب:۔ مولوداً: ''غذوتک'' کی ضمیر سے حال ہے اور ''یافعا'' ''علتک'' کی ضمیر سے حال ہے۔

إِذَا لَیْلَةٌ نَابَتْکَ بِالشَّکْوِ لَمْ أَبِتْ بِشَکْوَاکَ إِلَّا سَاهِرًا أَتَمَلْمَلُ

ترجمہ:۔ جب کوئی رات بیماری کے ساتھ تیرے پاس آتی تو تیری بیماری کی وجہ سے میں رات نہیں گزارتا تھا مگر بیدار ہو کر بے چینی اور اضطرابی کیفیت میں۔

تحقیق:۔ نابت: (ن) نوبا ونوبة۔ پیش آنا۔ الشکو: بیماری وشکایت۔ شکا (ن) شکوا: بیماری لاحق ہونا۔ لم ابت: بات (ض) بیتوتةً: رات گزارنا۔ أتململ: تململاً: بے چین ہونا۔ ''ساهر'' باب سمع سے بمعنی بیدار رہنا۔

ترکیب:۔ ''بالشکو'' میں با تعدیہ کے لئے بھی صحیح ہے اور مصاحبت کے لئے بھی درست ہے۔

کَأَنِّیْ أَنَا الْمَطْرُوْقُ دُوْنَکَ بِالَّذِیْ طُرِقْتَ بِهٖ دُوْنِیْ وَعَیْنِیْ تَهْمُلُ

ترجمہ:۔ (بے چینی اور شدت اضطراب کی کیفیت یہ تھی کہ) گویا کہ مصیبت زدہ میں ہوں تو نہیں اس مصیبت کی وجہ سے جو تجھے لاحق ہوئی تھی نہ کہ مجھے (تاہم پریشان میں ہوں) اور میری آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔

تحقیق:۔ المطروق: مصیبت زدہ، مارا ہوا۔ طرق (ن) طرقاً: کوٹنا، مارنا۔ تهمل: (ن، ض) هملا، هملانا۔ آنسو جاری ہونا۔ ''عین'' بمعنی آنکھ، اعین جمع ہے۔

ترکیب:۔ ''انا الخ'' خبر ہے ''کانی'' کی۔

تَخَافُ الرَّدٰی نَفْسِیْ عَلَیْکَ وَأَنَّهَا لَتَعْلَمُ أَنَّ الْمَوْتَ حَتْمٌ مُؤَجَّلُ

ترجمہ:۔ اور میرا نفس تیری ہلاکت پر خوفزدہ رہتا جس حال میں وہ جانتا ہے کہ بیشک موت یقینی ہے (اور اس کی) مدت مقرر ومتعین ہے۔

تحقیق:۔ الردیٰ: ہلاکت، ردی (س) ردیً: ہلاک ہونا۔ حتم: واجب اور ضروری، حتم: (ض) حتماً: واجب کرنا۔ مؤجل: مقرر کردہ۔ أجل: تأجیلاً: مقرر کرنا۔

ترکیب:۔''نفسی''فاعل ہے''تخاف''کا''وانها الخ''جملہ حالیہ ہے۔''حتم''کے بعد واؤ عاطفہ محذوف ہے۔

فَلَمَّا بَلَغتَ السِّنَّ وَالغَايَةَ الَّتِيْ ۔ إِلَيهَا مَدٰى مَا كُنتُ فِيكَ أُؤَمِّلُ

ترجمہ:۔پس جب تو اس عمر اور اس انتہا (مکمل جوانی) تک پہنچ گیا جہاں تک (پہنچنے کی) میں تیرے بارے میں امید کرتا تھا (جزا اگلا شعر ہے)

تحقیق:۔غاية: انتہاء، حد، جمع غائی وغایات ہے۔سِنٌّ: عمر جمع أسنان: مدٰی: انتہاء۔أؤمِّلُ: تأميلاً: امید کرنا۔

ترکیب:۔''بلغتَ الخ''شرط ہے، جزا اگلا شعر ہے''الغاية''موصوف ہے''التی الخ''صفت ہے''الغاية''میں الف لام عہد ذہنی ہے جو نکرہ کے حکم میں ہے۔

جَعَلتَ جَزَائِيْ مِنكَ جَبْهًا وَغِلْظَةً ۔ كَأَنَّكَ أَنتَ الْمُنعِمُ الْمُتَفَضِّلُ

ترجمہ:۔اب تو مجھے میرا بدلہ (کئے ہوئے احسانات کا) ناپسندیدہ شکل اور سختی سے دے رہا ہے گویا کہ تو ہی (مجھ پر) احسان اور فضل کرنے والا ہے۔

تحقیق:۔جبهًا: ترش روئی۔جبه: (ف) جبهاً: ترش روئی سے پیش آنا۔ملتے وقت شکل تبدیل کر لینا، غلظة: (ض. ک) غِلْظَةً: سختی سے پیش آنا۔متفضل: احسان کرنے والا۔

ترکیب:۔''جزائی''مفعول اول ہے''جعلتَ''کا اور''جبهًا وغلظة''مفعول ثانی ہے''المنعمُ''خبر اول اور''المتفضل''خبر ثانی ہے''انت''مبتدأ ہے۔

فَلَيتَكَ إِذْ لَمْ تَرْعَ حَقَّ أُبُوَّتِيْ ۔ فَعَلتَ كَمَا الْجَارُ الْمُجَاوِرُ يَفعَلُ

ترجمہ:۔کاش جب تو میرے حق ابوت کی رعایت نہ کر سکا تو (کم از کم) ایسا سلوک کرتا جیسا ایک قریبی پڑوسی (دوسرے پڑوسی کے ساتھ) کرتا ہے۔

تحقیق:۔لم ترع: واحد مذکر حاضر۔رعی: رعاية: رعایت وحفاظت کرنا۔''الجار''بمعنی پڑوسی جیران جمع ہے''المجاور''بمعنی قریب رہنے والا۔

ترکیب:۔''فعلتَ الخ''لیت کی خبر ہے''اذ''ظرفیہ ہے''الجارُ المجاورُ''فاعل مقدم ہے''یفعل''کا۔

وَسَمَّيْتَنِيْ بِاسْمِ الْمُفَنَّدِ رَأْيُهُ ۔ وَفِيْ رَأْيِكَ التَّفْنِيْدُ لَوْ كُنتَ تَعقِلُ

ترجمہ:۔اور تو نے مجھے اس نام سے موسوم کیا جس کی عقل کمزور ہوتی ہے (یعنی ضعیف العقل) حالانکہ تیری رائے وعقل میں کمزوری ہے (نہ کہ میری عقل میں) کاش تو اس کو سمجھتا (تو میرا نام ضعیف العقل نہ رکھتا)

تحقیق:۔سُمّیت: مصدر تسمية: نام رکھنا۔مفند: ضعیف العقل.تفعیل سے ضعیف العقل قرار دینا۔

ترکیب:۔''رأيُه''نائب فاعل ہے''المفند''کا''وفی الخ''خبر مقدم اور''التفنید''مبتدأ مؤخر ہے پھر جملہ حالیہ ہے۔''لو''بمعنی لیت ہے، اور اگر لو شرطیہ ہے تو جزا''لما سميتني به''محذوف ہے۔

تَـرَاهُ مُعِـدًّا لِـلْـخِلافِ كَـأَنَّـهُ بِـرَدٍّ عَـلىٰ اَهْلِ الصَّوَابِ مُوَكَّلُ

ترجمہ:۔اے مخاطب! تواس (نافرمان بیٹے) کو (ہمیشہ باپ سے) اختلاف (اور حجت بازی) کے لئے تیار پائے گا گویا کہ اسے اہل حق (والدین) کی تردید کے لئے (من جانب اللہ) مقرر کیا گیا ہے۔

تحقیق:۔معدٌّ:اسم فاعل از أعدَّ. إعداداً: تیار کرنا۔الصواب: درست۔موکل: مقرر۔''خلاف'' باب مفاعلہ کا مصدر ہے بمعنی ضد، ہٹ دھرمی،اس کے مقابلے میں''اختلاف'' ہے یعنی دلائل کی بنیاد پر اپنے موقف پڑ ڈٹے رہنا،اس لئے مقولہ مشہور ہے''اختلاف العلماً رحمة'' نہ کہ''خلاف العلماً رحمة''۔

ترکیب:۔''معدًا''مفعول ثانی ہے''تراہ'' کا''موکل''خبر ہے''کانہ'' کی۔

وَقَالَ اِمْرَأَةٌمِنْ بَنِيْ هِزَانَ فِيْ اِبْنٍ لَهَا عَقَّهَا

تعارف وپس منظر:۔شاعرہ کا نام ام ثواب ہے،ھزان کا تعلق قبیلہ عنزہ کی شاخ ابن صباح بن ربیعہ سے ہے۔یہاں بھی شاعرہ اپنے بیٹے کی نافرمانی پر مرثیہ کہہ رہی ہیں۔ان کے کل چھ اشعار ہیں:......

رَبَّيْتُهُ وَهُوَمِثْلُ الْفَرْخِ اَعْظَمُهُ أُمُّ الطَّعَامِ تَرىٰ فِيْ جِلْدِهِ زَغَبَا

ترجمہ:۔میں نے اس (نافرمان لڑکے) کو پالا جس حال میں وہ ایسے چوزے کی مانند تھا جس کا بڑا حصہ معدہ تھا (یعنی صرف کھاتا تھا، اگر تو اسے اس وقت دیکھتا) تو اس کی کھال میں رواں (چھوٹے ہلکے بال) دیکھتا۔

تحقیق:۔ربیتُهٗ: باب تفعیل سے بمعنی پرورش کرنا۔فرخ: چوزہ، پرندہ کا بچہ، جمع افراخ. أمّ الطعام: معدہ۔زغبًا: اس کا مفرد زغبة ہے: بالوں یا پروں کے روئیں۔چھوٹے ہلکے بال۔

ترکیب:۔''اعظمہ ام الطعام ''صفت ہے''الفرخ'' کی، چونکہ لفظ مثل اسماً متوغلۃ الابہام میں شامل ہے اس لئے اضافت کے باوجود نکرہ ہے''وھو الخ''جملہ حالیہ ہے''تریٰ الخ''شرط محذوف''اِنْ تراہ فی الصغر'' کی جزأ ہے۔

حَتّٰى إِذَا آضَ كَـالْفُحَّالِ شَذَّبَهُ أَبَّـارُهُ وَنَـفىٰ عَـنْ مَتْنِهِ الْكَرَبَا

ترجمہ:۔حتیٰ کہ جب وہ (نافرمان لڑکا) اس ترکھجور کی طرح (موٹا تازہ) ہو گیا جس کی شاخوں کو اس کے مالی نے کاٹ دیا ہو اور اس کی پیٹھ (تنے) سے موٹی جڑ دور کر دی ہو (جواب آگے ہے)

تحقیق:۔آض: بمعنی صار (ض) أیضـا: بدل جانا، ہو جانا۔فحال: نر کھجور کا درخت، جمع فحاحیل ہے: شذب: تشذیباً: وشذب (ض) شذباً: کانٹ چھانٹ کرنا۔''نفی''باب ضرب سے بمعنی دور کر دینا نفی کر دینا''الکرب''ٹہنی کی موٹی جڑ''اَبّار'' بمعنی نخل تابیر کرنے والا، باغ کی حفاظت کرنے والا، مالی، مصلح، یہ معنی میں اسم فاعل کے ہے۔

ترکیب:۔''شذ بہ الخ''صفت ہے''الفحال'' کی،''الفحال''میں الف لام عہد ذہنی ہے۔پھر پورا جملہ شرط ہے، جزأ اگلا شعر ہے۔

أَنْشَـأَ يُـمَـزِّقُ أَثْـوَابِيْ يُـؤَدِّبُنِيْ أَبَـعْـدَشَيْبِيْ عِنْدِيْ يَبْتَغِي الْاَدَبَا

ترجمہ:۔اب وہ میرے کپڑے پھاڑنے لگا یعنی مجھے ادب سکھانے لگا (میری توہین کرنے لگا) کیا وہ میرے بڑھاپے کے بعد بھی مجھ سے ادب چاہتا ہے (جوکہ ناممکن ہے)

تحقیق:۔أنشاء: إنشاء: شروع کرنا۔یمزّق: تمزیقاً ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔شیب: بمعنی بالوں کی سفیدی، بڑھاپا۔''یمزق'' باب تفعیل سے بمعنی پھاڑنا''اثواب''ثوب کی جمع ہے بمعنی کپڑا۔

ترکیب:۔''یؤدبنی''بدل ہے''یمزق اثوانی''سے''أبعد''میں ہمزہ استفہام انکاری ہے۔

إِنِّيْ لَأُبْصِرُ فِيْ تَرْجِيْلِ لِمَّتِهِ وَخَطِّ لِحْيَتِهِ فِيْ خَدِّهِ عَجَبَا

ترجمہ:۔بیشک میں اس کے مجتمع بال کو کنگھی کرنے میں اور اس کے چہرے پر داڑھی کے خط میں ایک عجیب چیز دیکھتی ہوں (یعنی یہ پہلے چھوٹا بچہ تھا اور اب جوان ہوگیا)

تحقیق:۔ترجیل باب تفعیل سے بمعنی بال دھونا۔کنگھی کرنا۔لِمّة: بالوں کی زلف جو کانوں کی لو سے متجاوز ہو، جمع لِمَمٌ ہے۔خطٌّ: لکیر جمع خطوط آتی ہے۔''خد''بمعنی چہرہ، رخسار، جمع خدود ہے۔

ترکیب:۔''لمته''مفعول ہے''ترجیل''کا۔''عجبا''مفعول ہے''لابصر''کا۔

قَالَتْ لَهُ عِرْسُهُ يَوْمًا لِتُسْمِعَنِيْ مَهْلًا فَإِنَّ لَنَا فِيْ أُمِّنَا أَرَبَا

ترجمہ:۔اس کی بیوی ایک دن اس سے کہنے لگی مجھے سنانے کے لئے (نہ کہ شوہر کو نافرمانی سے روکنے کے لئے) رُک جاؤ (اس ظلم سے) پس بے شک ہماری ماں کی تو ہمیں ضرورت ہے (کیونکہ اس کے تجربوں سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے)

تحقیق:۔عِرس: بیوی جمع أعراس آتی ہے، مهلاً: اسم فعل بمعنی أمهِلْ. أرب: حاجت۔

ترکیب:۔یہاں''مهلاً''''قالت''کا مقولہ ہے۔''مهلا''سے پہلے''امهل''فعل محذوف ہے''اربا''اِنَّ کا اسم مؤخر ہے اور''لنا الخ''خبر مقدم ہے۔

وَلَوْ رَأَتْنِيْ فِيْ نَارٍ مُسَعَّرَةٍ ثُمَّ اسْتَطَاعَتْ لَزَادَتْ فَوْقَهَا حَطَبًا

ترجمہ:۔اور اگر وہ (اس کی بیوی) مجھے جلتی ہوئی آگ میں دیکھ لے اور اسے قدرت ہو تو وہ اس آگ کے اوپر مزید لکڑیاں ڈال دے۔

تحقیق:۔مسعرةٌ: بھڑکائی ہوئی۔سعّر تسعیراً: آگ بھڑکانا۔حطب: ایندھن، لکڑی۔زادت: (ض) زیادةً: زیادہ کرنا۔

ترکیب:۔''لزادت الخ''جزا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ السُّلَيْمَانِيُّ

تعارف وپس منظر:۔یہ اسلامی شاعر ہیں جنہیں یمن کے گورنر ابراہیم بن عربیؒ نے گرفتار کر کے حاکم مدینہ کے پاس بھیجدیا، جب وہ مقام''سلع''کے قریب پہنچا تو اسے بھاگنے کا موقعہ ملا، جس کے ضائع ہونے پر وہ افسوس کر کے یہ اشعار کہہ رہے ہیں:......

لَعَمْرُكَ إِنِّيْ يَوْمَ سَلْعٍ لَلَائِمٌ لِنَفْسِيْ وَلٰكِنْ مَا يَرُدُّ التَّلَوُّمُ

ترجمہ:۔اے مخاطب تیری عمر کی قسم! بے شک میں سلع کے دن (جب مجھے بھاگنے کا موقع ملا تھا پھر بھی نہیں بھاگا تھا) اپنے نفس پر ملامت کرنے والا ہوں لیکن ملامت کسی چیز کو لوٹا نہیں سکتی (یعنی ملامت سے دوبارہ موقع ہاتھ نہیں آئے گا)

تحقیق:۔''یوم سلع''میں اضافت تعریف کے لئے ہے، سلع ایک جگہ کا نام ہے جہاں شاعر کو بھاگنے کا موقع ملا تھا۔

ترکیب:۔''لَلائم''میں لام تاکید کا ہے اور یہ''انی'' کی خبر ہے''التلوم''فاعل ہے''مایرد'' کا۔

أَأَمْكَنْتُ مِنْ نَفْسِيْ عَدُوِّيْ ضَلَّةً ۔۔۔ أَلَهْفِيْ عَلٰى مَافَاتَ لَوْكُنْتُ أَعْلَمُ

ترجمہ:۔کیا میں نے غلطی سے اپنے دشمن کو اپنے اوپر قدرت دی تھی (کہ اسے گرفتاری کا موقع دیا) ہائے افسوس فوت شدہ چیز پر، کاش میں (اپنے سوءِ انجام کو) جانتا (تو بھاگتا اور نادم ہونا نہ پڑتا)

تحقیق:۔''امکنت'' باب افعال سے بمعنی قدرت دینا''ضلة'' بمعنی گمراہی، غلطی۔

ترکیب:۔''ضلة'' یہ مفعول لہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے یا حال ہے''ضالة'' کے معنی میں ہے۔اور''ألهفي''میں ہمزہ نداء کیلئے ہے۔''أي يالهفي''۔''لو کنت''میں لو تمناً کے لئے اور اگر شرط کے لئے ہو تو جزاً''ففرت و ما تندمت''محذوف ہے،''اعلم'' کا مفعول''سوء عاقبته'' بھی محذوف ہے۔

لَوَاَنَّ صُدُوْرَالْاَمْرِيَبْدُوْنَ لِلْفَتٰى ۔۔۔ كَـأَعْقَـابِـهٖ لَـمْ تُـلْفِهٖ يَتَنَدَّمُ

ترجمہ:۔اگر جوان کے لئے معاملہ کے شروع (کے مسببات ومؤدیات) ظاہر ہو جائے جس طرح (یہ مسببات) بعد میں ظہر ہوتے ہیں تو کبھی اس کو نہیں پائے گا کہ وہ شرمندگی ظاہر کررہا ہو۔(سوء انجام کا علم شروع کے بجائے بعد میں ہوتا ہے)

تحقیق:۔صدور:اس کا مفرد''صدر''ہے،صدر الشيء أي اولـه.أعقاب:اس کا مفرد عُقب ہے بمعنی ہر چیز کا آخری حصہ،انجام۔''یبدون''مضارع جمع مؤنث غائب ہے باب نصر سے''تلف''باب افعال سے ہے بمعنی پانا۔

ترکیب:۔''یبدون الخ''خبر ہے''اَنَّ'' کی''لم تلفه الخ''جزاً ہے''کاعقابه''اصل میں یوں ہے''کما تظهر له عند اعجازه''۔

لَعَمْرِيْ لَقَدْكَانَتْ فِجَاجٌ عَرِيْضَةٌ ۔۔۔ وَلَيْـلٌ سَخَامِيُّ الْجَنَاحَيْنِ أَدْهَمُ

ترجمہ:۔میری عمر کی قسم! (میرے لئے) راستے کشادہ تھے اور دو بازوؤں والی سخت اندھیری رات تھی (یعنی رات کے شروع و آخر میں خوب تاریکی تھی، آرام سے بھاگ سکتا تھا)

تحقیق:۔فـجـاج:اس کا واحد فَجٌّ بمعنی کشادہ راستہ، دو پہاڑوں کے درمیان کا راستہ۔سـخـامـيٌّ:سیاہ۔أدهـم: بہت سیاہ۔اور''کانت''اس شعر میں تامہ ہے۔

ترکیب:۔''سخامی الجناحین''صفت اول ہے''لیل'' کی اور''ادهم''صفت ثانی ہے۔

إِذَالْاَرْضُ لَمْ تَجْهَلْ عَلَيَّ فُرُوْجُهَا ۔۔۔ وَإِذْلِيْ عَنْ دَارِ الْهَوَانِ مُرَاغَمُ

ترجمہ:۔(راستے کشادہ تھے اور رات تاریک تھی) جبکہ زمین کی گلیاں بھی میرے لئے ناواقف نہیں تھیں (میں گلی کوچوں سے بھی واقف ہوں) اور مکان ذلت سے بھاگنے کی بھی جگہ میرے لئے تھی (تاہم حماقت سے بھاگا نہیں)

تحقیق:۔ فُروج: اس کا واحد فرج ہے معنی راستہ، گھاٹی۔ مُراغم: اسم ظرف واسم مفعول، بھاگنے کی جگہ۔ کما فی القرآن: مراغما کثیرا: "دار الھوان" بمعنی ذلت کا گھر۔

ترکیب:۔ "اذا الخ" ظرف ہے "کانت" کے لئے جو ماقبل میں ہے "لی" خبر مقدم اور "مراغم" مبتدأ مؤخر ہے۔

فَلَوْشِئْتُ إِذْ بالْأمرِ يُسْرٌ لَقَلَّصَتْ بِرَحْلِيْ فَتْلاءُ الذِّرَاعَيْنِ عَيْهَمُ

ترجمہ:۔ پس اگر میں چاہتا (بھاگنا) جبکہ بھاگنے کا معاملہ (میرے لئے) آسان تھا تو میری ایسی اونٹنی تیز لے جاتی جو دو بازوؤں والی (اور) بے حد تیز رفتار ہے۔

تحقیق:۔ قلصت: تفعیل سے تقلیصًا: تیز دوڑنا۔ فتلاء: أفتل کی مؤنث ہے، بمعنی بعید پہلوؤں والا ہونا اور سمع سے بھی یہی معنی ہے۔ عیھم: تیز رفتار اونٹنی۔

ترکیب:۔ "شئتُ" کا مفعول "الفرار" محذوف ہے پھر یہ شرط ہے "اذ بالامر یسرٌ" جملہ معترضہ ہے "الامر" میں الف لام عوض مضاف الیہ کے ہیں "ای امر الفرار" "رحلی" میں باء زائدہ ہے جو کہ فاعل پر داخل ہے جس طرح "کفی باللّٰہِ وکیلا" میں ہے "فتلاء الذراعین" صفت اول ہے "رحلی" کی اور "عیھم" صفت ثانی ہے۔

عَلَيْهَا دَلِيْلٌ بِالْفَلَاةِ نَهَارَهُ وَبِاللَّيْلِ لَايُخْطِئُ لَهَاالْقَصْدَ مَنْسِمُ

ترجمہ:۔ (اگر شاعر بھاگ نکلتا تو) اونٹنی کے اوپر جنگل میں راستے پہچاننے والا ایسا راہبر (خود شاعر) سوار ہوتا جو اپنے دن میں بھی راستہ بھولتا نہیں اور رات میں راہ راست سے بھٹکتا نہیں جس حال میں اس کی اونٹنی کے بھی پاؤں ہیں (یعنی اونٹنی بھی تھکتی نہیں)

تحقیق:۔ دلیل: رہبر، راستہ بتانے والا۔ فلاۃ: جنگل، جمع اس کی فلاً، فلوات ہیں۔ القصد: سیدھا راستہ۔ منسم: اونٹ کے کھر کا کنارہ۔

ترکیب:۔ "نھار" کی ضمیر "دلیل" کی طرف راجع ہے اور یہ فعل محذوف "ولایضل" کیلئے ظرف ہے۔ "علیھا" خبر مقدم ہے "دلیلٌ الخ" مبتدأ مؤخر ہے "نھارَہ" بمعنی "لا یضلّ نھارَہ" صفت ہے "دلیلٌ" کی۔ "القصدَ" مفعول ہے "لا یخطی" کی ضمیر فاعل "دلیل" کی طرف لوٹ رہی ہے "لھا" خبر مقدم اور "منسم" مبتدأ مؤخر ہے پھر جملہ حالیہ ہے۔

وَقَالَ آخَرُ

أَعْدَدْتُ بَيْضَاءَ لِلْحُرُوْبِ وَمَصْـ قُوْلَ الْغِرَارَيْنِ يَفْصِمُ الْحَلَقَا

ترجمہ:۔ میں نے تیار کیا ہے جنگوں کے لئے سفید زرہ اور صیقل شدہ دودھاری ایسا نیزہ جو زرہوں کو توڑ دیتا ہے۔

تحقیق:۔ غرارین: یہ "غرار" کا تثنیہ ہے۔ تلوار کی دھار۔ یفصم: (ض) فصمًا: بمعنی توڑنا، کاٹنا۔ حلق: اس کا مفرد حلقۃ ہے بمعنی زرہ۔ بیضاء: سے سفید زرہ مراد ہے۔

ترکیب:۔ "بیضا" موصوف محذوف "درعًا" کی صفت ہے "مصقول الغرارین" موصوف اور "یفصم الخ" صفت ہے،

''مصقول الغرارين'' اضافت لفظی کی وجہ سے بحکم نکرہ ہے۔

وَفَـارِجًـا نَبْعَةً وَمِلْأَجَـفِيْـ رِمِنْ نِصَـالِ تَـخَـالُهَـاوَرَقًـا

ترجمہ:۔(اور میں نے تیار کی ہے) چلہ اور دستہ میں فاصلہ والی ایسی کمان جو درخت نبعہ کی بنی ہوئی ہے اور ایسے نیزوں سے بھرا ہوا تیرکش جس (نیزوں) کو تو (باریک ہونے میں) ورق (پتہ) خیال کرے گا۔

تحقیق:۔فـارجـاً: وہ کمان جس کے چلہ اور دستہ میں فاصلہ زیادہ ہو۔فـرج: (ض) فـرجـا: دور ہونا۔علیحدہ ہونا۔جـفـيـر: ترکش۔
نـصـال: اس کا مفرد'' نـصـل'' ہے معنی تلوار، پھل۔یہاں تیر مُراد ہیں۔تـخـال: (س) خیلا: گمان کرنا۔''ورق'' بمعنی درخت کا پتہ، اوراق جمع ہے۔

ترکیب:۔''نبعة'' میں تاء وحدت کی ہے اور یہ ''فارجا'' کی صفت ہے، اور ''نبعة'' مضاف الیہ بھی بن سکتا ہے، تب عبارت ہوگی ''فارج نبعة'' اور یہ پہلے شعر میں ''أعددت'' کا مفعول بہ ہے، ''تخالها'' ''نصال'' کی صفت ہے۔''من نصال'' میں من بیانیہ ہے۔

وَأَرِيْـحِيًّـا عَـضْبًـا وَذَاخُصَـلٍ مُـخْلَـوْلِقَ الْـمَتْـنِ سَابِقًا تَئِقًا

ترجمہ:۔(اور میں نے تیار کی ہے) ایسی تلوار جو اریحا کی طرف منسوب ہے اور ایسا گھوڑا جو گچھو والا (یعنی بال کے گچھے بنے ہوئے ہیں) چکنی پیٹھ والا (یعنی پیٹھ میں بال نہیں ہیں) بھاگنے والا اور نشاط والا ہے۔

تحقیق:۔أريـحيًّـا: بہت زیادہ فعال اور تیار۔یا یہ ''أريـحـا'' کی طرف منسوب ہے جو فلسطین کا ایک شہر ہے، جہاں عمدہ تلواریں بنتی تھیں۔خُصل: اس کا مفرد خصلة ہے بالوں کا گچھا۔مخلولق: اسم فاعل ہے بمعنی چکنا ہونے والا۔إخلولق: إخليلاقا: چکنا ہونا۔
تنقا: صفت مشبہ ہے، خوشی سے بھرا ہوا، ہشاش۔تئق: (س) تأقاً: خوشی سے بھرا ہوا ہونا۔

ترکیب:۔''أريحًا'' ''ذاخُصل'' پہلے شعر میں ''أعددت'' کا مفعول بہ ہے۔''''اريحيا'' صفت مقدم اور ''عضبا'' موصوف مؤخر ہے،''وذاخصل'' موصوف محذوف ''فرسًا'' کی صفت اول، ''مـخلولق المتن'' صفت ثانی ''سـابقًا'' صفت ثالث اور ''تـنقًا'' صفت رابع ہے۔

يَـمْلَأُ عَيْـنَيْـكَ بِـالْـفِنَاءِ وَيُرْضِـ يُـكَ عِـقَـابًـا اِنْ شِـئْتَ اَوْنَزَقًا

ترجمہ:۔جب وہ گھوڑا صحن پر کھڑا ہو جائے تو وہ (اپنے حسن جمال سے) تیری دونوں آنکھوں کو پھیر دے گا اور تجھے خوش کر دے گا پہلی دوڑ کے اعتبار سے یا دوسری دوڑ کے اعتبار سے اگر تو چاہے (دوڑانے کو)۔

تحقیق:۔فـنـاء: صحن، جمع أفنيةٌ ہے۔عـقـاب: اس کا مفرد عـقـب ہے ایک بار دوڑنے کے بعد دوسری بار دوڑنا۔نـزقـاً: پہلی بار دوڑنا۔نزق: (ض) نزقاً: گھوڑے کا اچھلنا۔

ترکیب:۔''يملاء'' ''فرسًا'' محذوف کی صفت خامس ہے اور ''ويرضيک الخ'' صفت سادس ہے ''بالفنا'' سے پہلے ''اذاقام'' شرط محذوف ہے ''يملاء الخ'' جزاً مقدم ہے۔''عقابا او نزقًا'' دونوں تمیز ہیں۔

وَقَالَ قَتَادَةُ بْنُ مَسْلَمَةَ

تعارف وپس منظر:۔ جاہلی شاعر ہے، سلسلۂ نسب یوں ہے۔ قتادہ بن مسلمہ حنفی بن یربوع بن ثعلبہ حنفی ۔ بنی حنفیہ سے تعلق ہے، اس کا بیٹا محرز بن قتادہ صحابی ہیں۔ جائے قیام یمامہ میں ہے، اسی شاعر نے حارث بن ظالم المری کو پناہ دی تھی جب وہ خالد بن جعفر بن کلاب کو قتل کر کے شاعر سے پناہ طلب کی تھی اور خالد کے قتل سے مشہور جنگ ہوئی تھی جسے عرف میں ''یوم رحرحاز'' کہا جاتا ہے۔ البتہ شاعر یہاں اس جنگ کا تذکرہ کر رہا ہے جو بنی تمیم اور حنیفہ کے درمیان ہوئی ہے جسے عرف میں ''یوم ملھم'' کہا جاتا ہے۔ ملھم اور رحرحاز جگہوں کے نام ہیں۔ اس جنگ میں حنیفہ کو شکست ہوئی اور شاعر زخمی ہوا، اس شکست پر بیوی نے طعنہ دیا اسی کو خطاب کر کے کہہ رہا ہے، کل بارہ اشعار ہیں:......

بَكَرَتْ عَلَيَّ مِنَ السَّفَاهِ تَلُوْمُنِيْ ۔۔۔ سَفَهًا تُعَجِّزُ بَعْلَهَا وَتَلُوْمُ

ترجمہ:۔ صبح صبح محترمہ (اہلیہ) اپنی بے وقوفی کی وجہ سے میرے پاس آئی اور حماقت سے مجھے ملامت کرنے لگی، یعنی وہ اپنے شوہر کو عاجز قرار دیتی رہی اور ملامت کرتی رہی۔

تحقیق:۔ بکرت: (ن) بُکوراً: علیہ ،الیہ: صبح کے وقت آنا۔ تعجز: تعجیزاً: عجز کی طرف منسوب کرنا۔ بعل: شوہر۔ ''سفھا'' باب کرم سے بمعنی حماقت۔

ترکیب:۔ ''سَفَهًا'' مفعول لہ ہے ''تعجز الخ'' بدل ہے ''تلومنی سفھا'' سے۔

لَمَّا رَأَتْنِيْ قَدْ رُزِيْتُ فَوَارِسِيْ ۔۔۔ وَبَدَتْ بِجِسْمِيْ نَهْكَةٌ وَ كُلُوْمُ

ترجمہ:۔ (محترمہ ملامت کرتے ہوئے صبح اس وقت آئی) جب اس نے مجھے دیکھا کہ مجھے مصیبت پہنچائی گئی، میرے گھوڑوں (کو قتل کر کے) اور میرے بدن میں کمزوری اور زخم ظاہر ہو گئے۔

تحقیق:۔ رزیت: ماضی مجہول واحد متکلم (ف) رُزئاً: مصیبت آنا۔ نهكة: ضعف و کمزوری۔ نھک: (ف) نھکاً، نھاکۃً: دبلا کرنا۔ کُلُوم: زخم، اس کا مفرد کَلْمٌ ہے۔ ''بدت'' بد و مادہ باب نصر سے بمعنی ظاہر ہونا۔

ترکیب:۔ ''لما الخ'' ظرف ہے ''بکرت'' کا۔ ''نھکۃ و کلوم'' فاعل ہے ''بدت'' کا۔

مَا كُنْتُ أَوَّلَ مَنْ أَصَابَ بِنَكْبَةٍ ۔۔۔ دَهْرٌ وَحَيٌّ بَاسِلُوْنَ صَمِيْمُ

ترجمہ:۔ (میں نے محترمہ کو جواب دیا کہ) میں وہ پہلا فرد نہیں ہوں جس کو زمانے نے اور ایسے قبیلے نے جو بہادر ہو اور خالص النسب ہو مصیبت پہنچائی ہو۔ (یعنی مجھ سے پہلے بھی لوگ شکست کھاتے رہے اور زخمی ہوتے رہے، یہ عار والی بات نہیں ہے)

تحقیق:۔ نکبۃ: مصیبت، جمع نکبات ہے. باسلون: بہادر۔ بسل (ک) بسالۃً۔ بہادر ہونا۔ صمیم: خالص، اس میں واحد جمع دونوں برابر ہیں، یہاں بنو تمیم مراد ہیں۔

ترکیب:۔ ''دھر و حی'' یہ دونوں ''اصاب'' فعل کا فاعل ہے۔ ''باسلون'' صفت اول ہے ''حیٌّ'' کی اور ''صمیم'' صفت ثانی

ہے۔''أوّل الخ''خبر ہے''کنتُ''کی۔

قَاتَلْتُهُمْ حَتّٰی تَکَافَأَ جَمْعُهُمْ   وَالْخَيْلُ فِيْ سَبَلِ الدِّمَاءِ تَعُوْمُ

ترجمہ:۔ میں ان سے لڑتا رہا حتی کہ ان کی جمعیت برابر ہوگئی (خلط ملط ہوگئی، شکست کھا گئی) اور ان کے گھوڑے خون کے سیلاب میں تیرنے لگے۔

تحقیق:۔تکافأ: از تفاعل، ایک جیسا ہو جانا۔سبل: بہنے والی بارش، یہاں مراد سیلاب ہے۔تعوم: (ن) عوماً: تیرنا''الدماء''دم کی جمع ہے بمعنی خون۔

ترکیب:۔''تعوم''کی ضمیر''الخیل''کی طرف لوٹ رہی ہے۔

إِذْ تَتَّقِيْ بِسَرَاةِ آلِ مُقَاعِسٍ   حَدَّ الْأَسِنَّةِ وَالسُّيُوْفِ تَمِيْمُ

ترجمہ:۔(جب ان کے گھوڑے خون میں تیرنے لگے) اس وقت بنو تمیم آل مقاعس کے سرداروں کی پناہ میں (آکر) ہمارے نیزوں اور تلواروں کی دھار سے بچنے لگے۔

تحقیق:۔''سراۃ''بمعنی سردار''اسنة''سنان کی جمع ہے بمعنی نیزہ۔

ترکیب:۔''تمیم''یہ''تتقی فعل کا فاعل ہے، اور''حدالاسنة الخ''اس کا مفعول بہ ہے۔''اذ تتقی الخ''ظرف ہے''تعوم''کا۔

لَمْ أَلْقَ قَبْلَهُمْ فَوَارِسَ مِثْلَهُمْ   أَحْمٰی وَهُنَّ هَوَازِمٌ وَهَزِيْمُ

ترجمہ:۔ میں ان سے قبل ایسے شہسواروں سے لڑا نہیں جو ان کے مثل ہوں اور (اپنی عزت وعفت کی) حفاظت کرنے والے ہوں، جس حال میں گھوڑے شکست دے رہے تھے اور شکست کھا رہے تھے۔ (یعنی بنی تمیم اور آل مقاعس بے حد مضبوط اور جنگجو ہیں)

تحقیق:۔ھوازم: اس کا مفرد''ھازم''ہے معنی شکست دینے والا۔ھزم (ض) ھزیمةً: شکست دینا۔کمافی الحدیث: اکثروا ذکرھازم اللذات۔''ھزیم''بمعنی شکست کھانا''احمی''بمعنی حفاظت کرنا۔

ترکیب:۔''أحمی''صیغہ اسم تفضیل ہے،''منھم''اس کے بعد محذوف ہے، أی''أحمٰی منھم''۔''مثلھم''صفت اول ہے''فوارس''کی اور''احمی''صفت ثانی ہے''وھن الخ''جملہ حالیہ ہے۔

لَمَّا الْتَقَی الصَّفَّانِ وَاخْتَلَفَ الْقَنَا   وَالْخَيْلُ فِيْ نَقْعِ الْعَجَاجِ أَزُوْمُ

ترجمہ:۔ جب دونوں صفیں مل گئیں اور نیزے چلنے لگے اور گھوڑے گرد وغبار میں (غصہ میں) دانت پیسنے لگے (جواب آگے ہے)

تحقیق:۔نقع: غبار۔عجاج: اسکا مفرد عجاجةٌ ہے بمعنی رواں، کم غبار۔أزوم: مصدر أزم: (ض) أزماً دانت سے کاٹنا۔اختلف: اختلافاً: بمعنی آنا جانا۔

ترکیب:۔''لما الخ''شرط ہے''جزا''آگے آرہی ہے،''ازوم''خبر ہے۔''نقع العجاج''میں اضافة الشیٔ لنفسہ ہے، یا نقع سے زیادہ غبار اور''العجاج''سے کم غبار مراد ہے، یوں لفظاً ومعنیً فرق ہو جائے گا۔

فِي النَّقْعِ سَاهِمَةُ الْوُجُوْهِ عَوَابِسٌ   وَبِهِنَّ مِنْ دَعْسِ الرِّمَاحِ كُلُوْمُ

ترجمہ:۔ ان (گھوڑوں) کے چہرے غبار میں کالے یعنی ترش رو تھے اور شدید نیزہ بازی کی وجہ سے ان کو زخم لگے تھے۔

تحقیق:۔ ساهمةٌ: اسم فاعل، سهم (ف) سُهُومًا: لاغری یا پریشانی کی وجہ سے رنگ متغیر ہونا۔ دعسٌ: مصدر دعس (ض) دعسًا: نیزہ مارنا۔ ''كلوم'' کلم کی جمع ہے بمعنی زخم۔

ترکیب:۔ ''في النقع'' خبر مقدم ہے ''ساهمة الخ'' مبتدأ مؤخر ہے ''عوابس'' بیان (یا بدل) ہے ''ساهمة الوجوه'' کا۔ ''بهن الخ'' خبر مقدم اور ''كلوم'' مبتدأ مؤخر ہے۔

تَيَمَّمْتُ كَبْشَهُمْ بِطَعْنَةِ فَيْصَلٍ ‌ ‌ ‌ ‌ فَهَوٰى لِحُرِّ الْوَجْهِ وَهُوَ دَمِيْمُ

ترجمہ:۔ (اس وقت) میں نے ان کے سردار کا ارادہ کیا (قتل کرنے کا) ایک فیصلہ کن نیزہ بازی سے (چنانچہ نیزہ مار دیا) پس وہ منہ کے بل گر پڑا جس حال میں وہ ذلیل (یا خون آلود) تھا۔

تحقیق:۔ تيممت: تيممًا: باب تفعل سے بمعنی قصد کرنا۔ فيصل: فیصلہ کن وار، جمع فياصل آتی ہے۔ دميم: ذلیل، جمع دمام ہے۔ حُرٌّ: قال التبريزيؒ: والحرمن كل شيء خالصه. ''كبش'' بمعنی سردار۔ ''هوٰى'' باب ضرب سے گرنا اور باب سمع سے عشق ومحبت کرنا، یہاں باب ضرب سے ہے۔

ترکیب:۔ ''فيصل'' کو موصوف محذوف ''رجل'' کی صفت قرار دی جائے تو بھی مفہوم درست ہوگا۔ ''وهو دميم'' جملہ حالیہ ہے۔

وَمَعِيْ أُسُوْدٌ مِنْ حَنِيْفَةَ فِي الْوَغٰى ‌ ‌ ‌ ‌ لِلْبِيْضِ فَوْقَ رُؤُسِهِمْ تَسْوِيْمُ

ترجمہ:۔ جس حال میں میرے ساتھ اس جنگ میں بنو حنیفہ کے ایسے شیر (شہسوار) تھے جن کے سروں پر خودوں کے نشان تھے (زیادہ جنگی ٹوپی سر پر رکھنے اور کثرت سے جنگ کرنے کی وجہ سے سر کے بال اُڑ گئے تھے)

تحقیق:۔ بيض: بيضة کی جمع ہے بمعنی خود (لوہے کی ٹوپی) تسويم: نشان لگانا۔ یہاں نشان مراد ہے۔ ''الوغى'' جنگ کا نام ہے، الف لام عہد خارجی ہے۔ ''اسد'' بضمتین اسد کی جمع ہے بمعنی شیر۔

ترکیب:۔ ''معي'' خبر مقدم ہے ''اسود الخ'' موصوف ''للبيض الخ'' صفت ہے پھر مبتدأ مؤخر ہے۔ پورا شعر ''تيممت'' کی ضمیر متکلم سے حال واقع ہے۔

قَوْمٌ إِذَا لَبِسُوا الْحَدِيْدَ كَأَنَّهُمْ ‌ ‌ ‌ ‌ فِي الْبِيْضِ وَالْحَلَقِ الدِّلَاصِ نُجُوْمُ

ترجمہ:۔ وہ ایسی قوم ہیں جب وہ لوہا (جنگی ٹوپی اور زرہیں) پہنتے ہیں تو گویا کہ وہ خودوں اور چمکدار کشادہ زرہوں میں ستارے ہیں۔

تحقیق:۔ حلق: اس کا مفرد حَلْقَةٌ ہے معنی زرہ۔ دلاص: اس کا مفرد دلصٌ ہے بمعنی کشادہ ونرم وچمکدار۔ دلص (ن) دليصًا: چمکنا، نرم ہونا۔ ''نجوم'' نجم کی جمع ہے بمعنی ستارے۔

ترکیب:۔ ''قوم'' خبر ہے اور مبتداء ''هم'' محذوف ہے یا بدل ہے ''تيممتُ'' سے، ''نجومُ'' خبر ہے ''كانهم الخ'' جواب ہے ''اذا لبسوا'' کا، پھر ''قومٌ'' کی صفت ہے۔

فَلَئِنْ بَقِيْتُ لَأَرْحَلَنَّ بِغَزْوَةٍ ‌ ‌ ‌ ‌ تَحْوِي الْغَنَائِمَ أَوْ يَمُوْتُ كَرِيْمُ

ترجمہ:۔قسم ہے کہ اگر میں زندہ رہا تو ضرور ایسی جنگ کے لئے کوچ کروں گا جو مال غنیمت کو جمع کرے یا شریف انسان (خود شاعر) مرجائے۔

تحقیق:۔تحوی: (ض) حوایۃً: جمع کرنا۔"أو" یہ "إلیٰ اَن" کے معنی میں ہے یا اصلی معنی ہے،"غزوۃ" بمعنی جنگ،غزوات جمع ہے،اس شعر میں متکلم سے غائب کی طرف التفات ہے۔"فلئن" میں لام قسمیہ ہے۔

ترکیب:۔"لئن بقیتُ" شرط ہے"لارحلن الخ" جزاًاور جواب قسم ہے"تحوی الخ" صفت ہے"بغزوۃٍ" کی۔

وَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ یَشْکُرَ فیما کان بنیهم وبین بنی ذهل

تعارف وپس منظر:۔بنی یشکر اور بنی ذہل کے درمیان جنگ ہوئی تھی جس کا تذکرہ بنی یشکر کا ایک شاعر کررہا ہے۔

أَلاأَبْـلِـغْ بَـنِـیْ ذُهْـلٍ رَسُـوْلًا　　　وَخُـصَّ إِلٰـی سَـرَاةِبَنِی الْبُطَاحِ

ترجمہ:۔آگاہ ہو!اے مخاطب بنی ذہل بن ثعلبہ کو اور خاص طور پر بنی بطاح (یعنی مالک بن عامر) کے سرداروں کو (میرا) یہ پیغام پہنچا دے (پیغام آگے ہے)

تحقیق:۔"رسول" بمعنی قاصد، یہاں رسالۃ کے معنی میں ہے بمعنی پیغام۔"خص" معنی میں خصوصاً کے ہے۔

ترکیب:۔"رسولا" مفعول ثانی ہے"ابلغ" کا۔

بِـأَنَّـا قَـدْ قَـتَـلْـنَـا بِـالْـمُـثَـنّٰـی　　　عَـبِـیْـدَةَ مِـنْـکُمْ وَأَبَاالْجُلَاحِ

ترجمہ:۔(پیغام یہ ہے کہ) بے شک ہم نے مثنی (جو بنی یشکر کا آدمی تھا اور بنو ذھل نے اسے قتل کردیا تھا) کے بدلے تم سے عبیدہ اور ابوالجلاح (دو) کو قتل کیا۔

تحقیق:۔"بأنا" میں "باء" زائدہ ہے۔

ترکیب:۔"بانا الخ" بدل ہے"رسولا" سے"عبیدۃ الخ" مفعول ہے"قتلنا" کا۔

فَـإِنْ تَـرْضَـوْا فَـإِنَّـا قَـدْ رَضِـیْـنَـا　　　وَإِنْ تَـأْبَـوْا فَـأَطْرَافُ الرِّمَـاحِ

ترجمہ:۔پس اگر تم راضی ہو (ایک کے بدلے دو کے قتل پر) تو ہم بھی راضی ہیں (آگے کارروائی نہیں کریں گے) اور اگر تم انکار کرو (یعنی لڑنا چاہو) تو پھر نیزوں کے اطراف ہیں (یعنی جنگ ہوگی)

تحقیق:۔"تَـرْضَوْا" اصل میں "تَـرْضَیُوْا" تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یاء کو الف سے بدلا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرادیا گیا۔باب سمع ہے۔"رماح" رمح کی جمع ہے بمعنی نیزہ۔

ترکیب:۔"فانا الخ" جزاء ہے،"فاطراف الخ" بھی جزاء ہے۔

مُـقَـوَّمَـةٌ وَبِـیْـضٌ مُـرْهَـفَـاتٌ　　　تُـتِـرُّ جَـمَـاجِـمًـا وَبَـنَـانَ رَاحِ

ترجمہ:۔وہ (نیزے) سیدھے کئے گئے ہیں اور ایسی تلواریں ہیں جو تیز ہیں، سروں اور ہاتھ کے جوڑوں و پوروں کو کاٹ دیتی ہیں۔

تحقیق:۔مقومۃٌ: سیدھے کئے گئے۔قوّم: تقویما: سیدھا کرنا۔بیض: تلوار،سفید۔واحد أبیض ہے۔ مُرهفات: تیز تلوار۔تترُّ:

مضارع، أَتَرّإترارأ: کاٹ دینا۔ جماجم: اس کا مفرد جُمْجُمَةٌ: ہے بمعنی کھوپڑی۔ بنان: پورے، اس کا واحد بنانۃ ہے۔ راحٌ: ہتھیلی، اس کا واحد "راحۃ" ہے۔

ترکیب:۔ "مُقومةٌ" یہ "ھی" مبتداء محذوف کی خبر ہے۔ "مرھفاتٌ" صفت اول ہے "بیضٌ" کی، "تتر" صفت ثانی ہے، "جماجما الخ" مفعول ہے "تترٌ" کا۔

وَقَالَ جُرَيْبَةُ بْنُ الْأُشَيْمِ الافقعسی

تعارف وپس منظر:۔ اسلامی شاعر ہیں، قبیلہ فقعس سے تعلق ہے، بعض نے کہا کہ درج شدہ اشعار سبرة بن عمرو الفقعسی کے ہیں جبکہ بعض نے محصف بن معبد کا نام لیا ہے۔ شاعر کے جد امجد عمرو بن وہب ہیں جو بنی فقعس بن طریف کا ایک فرد ہے۔ ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ بنوضبیعہ بن بنی عجل کے دو آدمی، "سلہب" اور "ابوسلہب" بکر بن وائل پر غارت گری کی نیت سے نکلے، راستہ میں بنوفقعس سے ملاقات ہوئی، وہ بھی اس ارادہ سے نکلے تھے، دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی، بنوفقعس کے "فروہ بن مرثد" نامی ایک شخص نے "ابوسلہب" پر حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دیا اور خود بھی اس کے نیزے کی ضرب سے مرگیا۔ اس جنگ میں فقعس غالب رہے۔ اور یہ اشعار اسی پس منظر کو بیان کر رہے ہیں:......

فِدًى لِفَوَارِسِيْ الْمُعْلَمِـــ　　يْنَ تَحْتَ الْعَجَاجَةِ خَالِيْ وَعَمْ

ترجمہ:۔ میرے ماموں اور چچا قربان ہوں میرے ان سواروں (گھوڑوں) پر جن پر (عمدگی) کے نشان لگائے گئے ہیں جس حال میں وہ (گھوڑے جنگ کے) غبار میں ہیں۔

تحقیق:۔ مُعلمین: اس کا واحد مُعلمٌ ہے باب افعال سے بمعنی نشان زدہ۔ العجاجةُ: غبار، دھواں "فوارس" فارس کی جمع ہے بمعنی شہسوار، سوار۔

ترکیب:۔ "خالیّ وعمیٌّ" یہ مبتداء مؤخر ہے اور "فدیً" خبر مقدم ہے۔ چونکہ "فدًی" مصدر ہے اس لئے تثنیہ لانے کی ضرورت نہیں ہے "لان المصدریذ کرو یؤنث، یفردو ویجمع" البتہ تبریزیؒ نے "فدًی" کو مبتدا اور "خالی وعم" کو خبر قرار دیا ہے، چونکہ اس صورت میں نکرہ کو مبتدا بنانا لازم آتا ہے اس لئے یہ ترکیب نامناسب ہے۔ "المعلمین" صفت ہے "لفوارسی" کی "تحت العجاجه" مبتدأ محذوف "ھم" کی خبر ہے پھر یہ جملہ حالیہ ہے۔

هُمُ كَشَفُوْا غَيْبَةَ الْغَائِبِيْنَ　　مِنَ الْعَارِ أَوْجُهُهُمْ كَالْحُمَمِ

ترجمہ:۔ ان سواروں نے غائبین (مرنے والے اپنے اسلاف) کی غیوبت (کے رنج وغم) کو دور کر دیا (کیونکہ اب یہ لوگ ان کے قائم مقام بن گئے) جس حال میں ان کے چہرے شرم کے خوف سے کوئلے کی مانند سیاہ تھے (ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ اسلاف کے لئے باعث عار بنے)

نوٹ:۔ بعض نسخوں میں "عیبة العائبین" ہے، اس صورت میں مفہوم یہ ہوگا کہ ان سواروں نے عیب نکالنے والوں (یعنی دشمنوں) کا عیب ظاہر کر دیا، یعنی اپنا انتقام لے کر دشمنوں کی برائی وبزدلی ظاہر کر دی ہے۔

تحقیق:۔حُمم: اس کا مفرد "حمّة" ہے بمعنی کوئلہ، راکھ۔ اوجه: اس کا واحد "وجه" ہے بمعنی چہرہ۔ غائبین: سے مراد شاعر کے مرنے والے اسلاف ہیں۔ "کشفوا" بمعنی کھول دینا، دور کر دینا۔

ترکیب:۔ "اوجههم الخ" جملہ حالیہ ہے۔

إِذَاالْخَيْلُ صَاحَتْ صِيَاحَ النُّسُوْرِ حَزَزْنَا شَرَاسِيْفَهَا بِالْجِذَمْ

ترجمہ:۔جب (میدان جنگ میں) گھوڑے کرگسوں کی طرح (چھوٹی) آواز نکال رہے تھے (ناک میں غبار داخل ہونے اور خوف کی وجہ سے) تو ہم نے ان کی پسلیاں کوڑوں سے توڑ دیں (تاکہ وہ اقدام جنگ کریں)۔

تحقیق:۔صاحت: (ض) صیاحا: چیخنا، چلانا۔ النُّسور: اس کا واحد نسر ہے بمعنی گدھ، کرگس۔ حززنا: (ن) حزًّا: کاٹنا۔ شراسیف: اس کا مفرد شُرسُوف ہے: پیٹ کی جانب پسلیوں کا کنارہ۔ الجِذام: اس کا واحد جِذمَةٌ ہے بمعنی ٹکڑا، کوڑا، چابک۔

ترکیب:۔ "صیاحَ النسور" مفعول مطلق للنوع ہے، "حززنا" جزا ہے۔

إِذَاالدَّهْرُ عَضَّتْكَ أَنْيَابُهُ لَدَى الشَّرِّ فَأْزِمْ بِهِ مَاأَزَمْ

ترجمہ:۔جب مصیبت کے وقت زمانہ کے دانت تجھے کاٹیں (یعنی مصیبت پر زمانہ مصیبت لائے) تو تو بھی اس (زمانہ) کو کاٹ جب تک کہ وہ کاٹیں (یعنی زمانے کا ڈٹ کر مقابلہ کر، بزدلی نہ دکھا)۔

تحقیق:۔فأزم: امر حاضر "فاء" جزائیہ، أزم (ض) أزماً: دانت سے کاٹنا۔ "عضّ" بمعنی کاٹنا۔ "انیاب" ناب کی جمع ہے بمعنی دانت۔

ترکیب:۔ "انیابه" فاعل ہے "عضتک" کا پھر پورا مصرع شرط ہے "فازم الخ" جزا ہے۔

وَلَا تُلْفَ فِيْ شَرِّهٖ هَائِبًا كَأَنَّكَ فِيْهِ مُسِرُّ السَّقَمْ

ترجمہ:۔اور زمانے کی مصیبت میں تجھے خوفزدہ نہ پایا جائے (بلکہ بہادر بن کر مصائب کا مقابلہ کر) گویا کہ تو مصیبت میں بیماری (مصیبت) کو چھپانے والا ہو (یعنی جس طرح بیمار زدہ آدمی علاج سے مایوس ہو کر بیماری سے ڈرتا بھی ہے اور اسے چھپاتا بھی ہے تو ایسا نہ کر)۔

تحقیق:۔مُسر: اسم فاعل ہے بمعنی چھپانے والا۔ السقم: بیماری، جمع أسقام ہے۔ "لا تُلف" باب افعال سے نہی مخاطب ہے بمعنی پانا۔

ترکیب:۔ "هائبا" حال ہے "السقم" مفعول ہے "مسر" کا پھر خبر ہے "کانک" کی۔

عَرَضْنَا نَزَالِ فَلَمْ يَنْزِلُوْا وَكَانَتْ نَزَالِ عَلَيْهِمْ أَطَمْ

ترجمہ:۔ہم نے (دشمنوں کے سامنے) نزال (یعنی آؤ جنگ کے لئے) پیش کیا، لیکن وہ (جنگ کے لئے) اترے نہیں اور نزال (مطالبۂ جنگ) ان پر بہت شاق تھا (کیونکہ وہ ہم سے ڈرتے تھے)۔

تحقیق:۔أطم: اسم تفضیل ہے بمعنی بڑا۔ طمّ (ن) طمًّا: بڑا ہونا۔ "نزال" اسم فعل بمعنی امر "انزل" کے ہے۔

ترکیب:۔ "اطم" خبر ہے "کانت" کی۔

وَقَدْ شَبَّهُوا الْعِيْرَ أَفْرَاسَنَا فَقَدْ وَجَدُوْا مِيْرَهَاذَاشَبَمْ

ترجمہ:۔اور تحقیق انہوں نے ہمارے گھوڑوں کو سامان لانے والے اونٹوں سے تشبیہ دی (یعنی انہوں نے ہمارے گھوڑوں کو سامان لانے والے اونٹ سمجھا) پس انہوں نے ان کے غلّے کو موت پایا (سامان لانے والے اونٹ سمجھ کر آئے اور قتل کئے گئے)۔

تحقیق:۔ العیر: قافلہ اونٹ، جمع عیرات آتی ہے۔ المیرُ: بفتح المیم بمعنی خوراک، مار (ض) میراً: اہل وعیال کیلئے نفقہ لانا۔ شبم: سردی کنایۃً اس سے موت بھی مراد لیتے ہیں۔ شبم (س) شَبَمًا: پانی کا ٹھنڈا ہونا۔

ترکیب:۔ ''العیر'' منصوب بنزع الخافض ہے، اصل میں ''بالعیر'' تھا باکو حذف کر کے نصب دے دیا گیا ہے۔

وَقَالَ شَقِيقُ بْنُ سُلَيْكِ الْاَسَدِيُّ

تعارف وپس منظر:۔ شاعر اسلامی ہیں، ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ ابوانس ضحاک بن خالد فہریؒ نے شاعر کو حکم دیا کہ وہ خوارزم کی طرف جانے والے لشکر میں شامل ہو جائے لیکن یہ کسی وجہ سے اس میں شامل نہ ہو سکے اور اپنی جگہ حطان بن خفاف الجرحی کو کچھ عوض دے کر روانہ کیا، جب ضحاک کو اس کا علم ہوا تو شاعر کو ڈانٹا کیونکہ ضحاک امیر تھے، تو ذیل کے اشعار میں شاعر اپنے امیر سے وفاداری اور لشکر میں شامل نہ ہونے کی وجہ وعذر بیان کر رہے ہیں:......

أَتَانِيْ عَنْ أَبِيْ أَنَسٍ وَعِيْدٌ　　فَسَلَّ تَغَيُّظُ الضَّحَاكِ جِسْمِيْ

ترجمہ:۔ میرے پاس ابوانس (ضحاک بن قیس) کی طرف سے وعیدائی ہے، پس ضحاک کے غیض وغضب نے تو میرے جسم کو پگلا دیا۔

تحقیق:۔ تغیظ: باب تفعل کا مصدر ہے بمعنی غضب ناک ہونا۔ غاظ: (ض) غیظًا: غصہ دلانا۔ سلّ: (ن) سلاً: آہستہ آہستہ نکالنا۔ یہاں پگلانا مراد ہے۔ ''جسم'' کی جمع اجسام ہے بمعنی بدن۔

ترکیب:۔ ''جسمی'' مفعول ہے ''سلّ'' کا اور ''تغیظ الخ'' فاعل ہے۔

وَلَمْ أَعْصِ الْاَمِيْرَ وَلَمْ أُرِبْهُ　　وَلَمْ أَسْبِقْ أَبَا أَنَسٍ بِوَغْمٍ

ترجمہ:۔ اور میں نے کبھی امیر کی نافرمانی نہیں کی اور نہ ہی اس میں عیب نکالا اور نہ ہی پہلے کبھی ابوانس سے کینہ رکھا۔

تحقیق:۔ لم أربه: راب (ض) ریبًا بمعنی عیب لگانا۔ شک میں ڈالنا اور باب افعال سے بمعنی تہمت لگانا اگر یہ باب افعال سے ہو تو بضم الھمزہ ہوگا ورنہ بفتح الھمزہ۔ دونوں صحیح ہیں، یہ اصل میں ''اَرْیِبْ'' تھا، یاً متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن ہونے کی وجہ سے یاً کی حرکت ماقبل میں دے کر یاً کو حذف کر دیا گیا اور آخر میں لم کی وجہ سے باً ساکن ہوگا۔ ''الامیر'' میں الف لام عہد خارجی ہیں۔ وغمٌ: کینہ، جمع اوغام ہے. وغمَّ علیہ (س) وغمًا: کینہ رکھنا۔

ترکیب:۔ ''الامیر'' کے بعد ''فی شیئی'' محذوف ہے، پھر مفعول ہے۔

وَلٰكِنَّ الْبُعُوْثَ جَنَتْ عَلَيْنَا　　فَصِرْنَا بَيْنَ تَطْوِيْحٍ وَغُرْمٍ

ترجمہ:۔ لیکن (جانے والے) لشکر (جس میں مجھے بھی شریک ہونا تھا) نے ہم پر زیادتی کی (کہ جنگ میں شریک ہونے کا مطالبہ کیا) اس لئے ہم گھر سے دور جانے اور تاوان بھرنے کے درمیان ہو گئے (بس ہم نے اپنی جگہ کسی کو عوض دے کر بھیج دیا)۔

تحقیق:۔البعوث:اس کا واحد"بعث" ہے بمعنی فوج، ہروہ جماعت جو کہیں بھیجی جائے۔جنت: (ض) جنایة: جرم کرنا، ظلم کرنا۔تطویح: تفعیل سے ضائع کرنا، پھینکنا، آوارہ پھرنا۔یہاں وطن سے دور جانا مراد ہے۔غُرم: تاوان۔"صرفنا" بروزن بعنا فعل ناقص ہے، ماضی جمع متکلم کا صیغہ ہے۔

ترکیب:۔"جنت علینا" خبر ہے "لکنّ" کی۔

وَخَافَتْ مِنْ جِبَالِ السُّغْدِ نَفْسِيْ وَخَافَتْ مِنْ جِبَالِ خُوَارَزْمِ

ترجمہ:۔اور میرا نفس سغد کے پہاڑوں (جو سمرقند کی طرف ہیں) سے ڈر گیا اور خوارزم کے پہاڑوں سے بھی ڈرا (کیونکہ وہاں سردیاں زیادہ ہوتی ہیں)۔

تحقیق:۔"السغد" شمالی جانب کے علاقے جو سمرقند کے ارد گرد ہیں "جبال" جبل کی جمع ہے بمعنی پہاڑ "خُوَارَزم" ایک علاقے کا نام ہے، کتاب میں "خُوَارِزْم" مکتوب ہے۔وزن شعر کی خاطر ایک رأ کا اضافہ کیا ہے۔

ترکیب:۔"نفسی" فاعل ہے "خافت" کا۔

فَقَارَعْتُ الْبُعُوْثَ وَقَارَعَتْنِيْ فَفَازَ بِضَجْعَةٍ فِي الْحَيِّ سَهْمِيْ

ترجمہ:۔(بالآخر قرعہ اندازی کا مشورہ ہوا) پس میں نے لشکر کے ساتھ اور لشکر نے میرے ساتھ قرعہ اندازی کی پس (قرعہ اندازی میں) میرا تیر کامیاب ہوگیا (یعنی تیر نکل آیا) قبیلہ میں رہ کر آرام کرنے کا (اس لئے میں جنگ میں نہیں گیا نہ کہ امیر کی دشمنی و نافرمانی کی وجہ سے)۔

تحقیق:۔قارعت: مقارعةً، قراعًا: باب مفاعلہ سے بمعنی باہم قرعہ اندازی کرنا۔ضجعةً: آرام وراحت. ضجع (ف) ضجعًا: پہلو کے بل لیٹنا۔

ترکیب:۔"سهمی" فاعل ہے "فاز" کا۔

وَأَعْطَيْتُ الْجِعَالَةَ مُسْتَمِيْتًا خَفِيْفَ الْحَاذِ مِنْ فِتْيَانِ جَرْمِ

ترجمہ:۔(اس قرعہ اندازی کے بعد) میں نے اجرت دی (جنگ میں شریک ہونے کے لئے) قبیلہ جرم کے نوجوانوں میں سے ایک ایسے نوجوان کو جو طالب موت ہے (یعنی وہ موت کی پروہ کئے بغیر بہادری سے جم کر لڑتا ہے اور) قوی و تیز ہے (جس کا نام حطان بن خفاف الجرحی ہے، اگر میں اپنی جگہ کسی اور کو اجرت دے کر نہ بھیجتا تو یقیناً میں نافرمان کھلاتا اور دھمکی و وعید کا مستحق ہوتا)۔

تحقیق:۔الجعالة بکسر الجیم بمعنی جنگ کرنے والے کا وظیفہ، جمع اس کی جفائلُ ہے۔مستمیتٌ: اصل میں "مُستَموِتٌ" تھا، واؤ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن ہے، اس لئے واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل میں دے دی گئی اور کسرہ کی مناسبت سے واؤ کو یأ سے بدل دیا گیا، بمعنی طالب موت یعنی جو لڑائیوں میں موت کی پرواہ نہ کرے، بہادر۔خفیف الحاذ: ہلکی پیٹھ والا، چُست، اس کا مادہ حوذ ہے، باب نصر سے بمعنی کھینچنا، حاذۃ واحد ہے اور جمع اَحاذ ہے بمعنی پیٹھ۔فتیان: نوجوان اس کا واحد فتًی ہے۔"جرم" ایک مشہور قبیلے کا نام ہے۔

ترکیب:۔"خفیف الحاذ" صفت ہے "مستمیتا" کی، چونکہ "خفیف الحاذ" میں اضافت لفظی ہے اس لئے بحکم نکرہ ہے اور نکرہ موصوف کی صفت بننا درست ہے، "من فتیان جرم" بیان ہے "مستمیتا" کا۔پھر مفعول ثانی ہے "اعطیتُ" کا۔

الحمدلله الَّذی بنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصالحاتُ وَبفَضْلِهٖ كَمُلَتْ التَّشريْحَاتُ وَالتَّوضِيْحَاتُ لِاَشْعَارِ بَابِ الْحَمَّاسَةِ مَعَ الترجمةِ بالْاُرْدِيَّةِ.

مُقَدِّمَةُ الْاَدَب وَ الْحَمَاسَة

ادب کی لغوی تحقیق

ادب: باب کرم: سے ادبا مصدر بمعنی اچھی تربیت والا ہونا یا شائستہ ہونا، صاحب ادب ہونا۔ صفت: ادیب، ادباء جمع ہے۔ اور باب ضرب: سے بمعنی دعوت کا کھانا تیار کرنا، ادبا و ایدابا مصدر ہے۔ باب تفعیل: سے بمعنی مہذب ہونا، اچھی تربیت پانا، ادب و تہذیب سیکھنا۔ (کمافی المنجد۔ ص:۵۰)

ادب کی اصطلاحی تعریف

چونکہ ادب کا دامن بہت وسیع وعریض ہے اس لئے اس کی اصطلاحی تعریف میں متعدد اقوال ہیں۔ ان میں سے چند پیش خدمت ہیں۔

(۱) **اَلْاَدَبُ اِسْمٌ لِکُلِّ رِیَاضَۃٍ مَحْمُوْدَۃٍ یَتَخَرَّجُ بِھَا الْاِنْسَانُ فِی فَضِیْلَۃٍ مِنَ الْفَضَائِلِ** ۔ (کمافی المغرب) یعنی ادب ہر اس اچھی تربیت اور عمدہ فن کا نام ہے جس کی وجہ سے انسان فضیلت ومنقبت کا مستحق قرار پاتا ہے۔ اس تعریف پر اعتراض یہ ہوتا ہے کہ یہ تعریف ادب کے علاوہ دوسرے علوم وفنون پر بھی صادق آتی ہے لہٰذا تعریف جامع ومانع نہ ہوئی۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ تعریف متقدمین کے نزدیک ہے، ان کے نزدیک تعریف کا من کل الوجوہ جامع مانع ہونا ضروری نہیں ہے۔

(۲) مکارم اخلاق کا نام ادب ہے۔ (کمافی فتح القدیر) **قال العلامہ مرتضی الزبیدی "الادبُ ملکۃٌ تعصِمُ عَمَّنْ قامتْ بہ عمَّا یشینہٗ و قیل ہو تَعَلُّمُ ریَاضۃِ النفس و محاسن الأخلاقِ"** وہ اخلاقی ملکہ جو انسان کو ہر ناشائستہ بات سے باز رکھے۔

(۳) ادب: کہتے ہیں کہ اٹھنے بیٹھنے میں سلیقہ ہو، عادات واخلاق درست ہوں، اور اوصاف حمیدہ وافعال حسنہ مجتمع ہوں۔ (کمافی بحرالجوہر)

(۴) علم ادب: وہ علم ہے جس کے ذریعہ بول چال اور تحریری غلطیوں ولغزشوں سے بچا جاسکے۔ (التعریفات ص:٦)

(۵) علم ادب: کسی زبان کی نثر ونظم کی وہ کتابیں جو کسی خاص علم سے تعلق رکھتی ہوں مگر ان کی زبان اعلیٰ ہو۔ (کمافی فیروز اللغات۔ ص:۹۱)

(٦) علم ادب: وہ علم ہے جس کے ذریعہ الفاظ وکتابت کی رہنمائی سے مافی الضمیر سمجھا جاسکے۔ (**کما فی ارشاد المقاصد للشیخ شمس الدین السخاوی رحمہ اللہ**)

(۷) ادب: کا اطلاق ہر قسم کے علوم وفنون کے مجموعے پر بھی ہوتا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے درج ذیل کتابیں ملاحظہ ہوں۔ لسان العرب ج ا۔ ص:۹۳۔ تاج العروس ج:ا۔ ص:۱۴۴، کشف الظنون ج:ا۔ ص:۵۷، مقدمہ تاریخ ابن خلدون ص:۵۵۳۔

آداب القاضی والدرس والبحث کا مطلب

واضح ہو کہ فقہاء کے قول: ''کتاب ادب القاضی'' میں ادب القاضی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ قاضی وہ کام کرے جو اس کے لئے مناسب اور شریعت کے موافق ہو، مثلاً عدل وانصاف سے فیصلہ کرنا، ظلم کو دور کرنا، نہ وہ جو اس کے لئے نامناسب ومضر ہو۔ (کمافی فتح القدیر وکتاب التعریفات ص:۶) ونیز ادب کا اطلاق کسی شخص کے قوانین پر بھی ہوتا ہے جیسے آداب الدرس، وآداب القاضی۔ (کمافی المنجد ص:۵۰)

قال العلامہ الجرجانی رحمہ اللّٰہ فی کتاب التعریفات اَنَّ آداب البحثِ صَنا عَةٌ نَظرِیَةٌ یَسْتَفِیْدُ مِنْھا الْاِنْسانُ کیفیة الْمُناظَرَةِ وَ شَرائِطَھا صِیانَةً لَہٗ عَنِ الْخَبْطِ فِی الْبَحْثِ وَاِلْزَامًا لِلْخَصْمِ وَاِفْحامَہ. (و کذافی قطب الکیلانی)

ادب کی تقسیمات

مختلف اعتبار سے ادب کی کئی تقسیمات ہوتی ہیں، سب سے پہلے ادب کی دو قسمیں ہیں: (الف) ادب نفسی (ب) ادب کسبی۔

ادب نفسی: جو من جانب اللہ ایک نعمت ہے، جس کو چاہتا ہے اپنے فضل وکرم سے عطاء کرتا ہے اور یہ ادب نفسی ان اچھے افعال میں سے ہے جو طبعی فضیلت وشرافت پر دلالت کرتا ہے۔

ادب کسبی: وہ ہے جس کو محنت ومشقت کے ساتھ اعضاء وجوارح کی مدد سے حاصل کیا جائے۔ پھر ادب کسبی کی بارہ قسمیں ہیں۔ جن میں سے آٹھ اصول ہیں: (۱) علم اللغات (۲) علم الصرف (۳) علم الاشتقاق (۴) علم النحو (۵) علم المعانی (۶) علم البیان (۷) علم العروض (۸) علم القوافی اور چار فروع ہیں: (۱) علم رسم الخط (۲) قرض الشعر (۳) الانشاء (۴) محاضرات (ملخص: از معجم الادباء للعلامۃ یاقوت حموی، ومفتاح العلوم از علامہ سکاکیؒ ومقدمہ مقامات حریری لشیخ الحدیث محمد ادریس کاندھلوی، ومقدمہ شرح مفتاح از علامہ جرجانیؒ)

ادب کی دوسری تقسیم

عموم خصوص کے اعتبار سے ادب کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ادب خاص: وہ ہے جس میں فنی مزاج اور فطری خصلت کا غلبہ ہو۔

(۲) ادب عام: وہ ہے جس میں علمی مزاج کا غلبہ ہو، چونکہ اس عام تعریف میں بہت سارے علوم وفنون شامل ہیں (مثلاً منطق، فلسفہ، مناظرہ، تاریخ وغیرہ) اس لئے اس پر ادب کا اطلاق توسعاً اور مجازاً کیا جاتا ہے، ورنہ درحقیقت لفظ ''ادب'' کا اطلاق پہلے معنی پر ہوتا ہے۔ (ملخص: از الادب العربی بین عرض ونقد از مولانا محمد رابع الحسنی الندوی)

ادب کی تیسری تقسیم

شکل وصورت اور طبیعت کے اعتبار سے ادب کی دو قسمیں ہیں:

(۱) نثر: اس کا اطلاق اس کلام پر ہوتا ہے جو منتشر ہو اور وزن وقافیہ سے خالی ہو۔

(۲) نظم: اس کا اطلاق اس کلام پر ہوتا ہے جو وزن اور قافیہ کے ساتھ متصف ہو۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ شکل وطبیعت کے اعتبار سے ادب کی چار قسمیں ہیں:

(۱) نثر: وہ کلام ہے جو ان صفات میں سے کسی صفت کے ساتھ متصف نہ ہو جو صفات شعر کے ساتھ خاص ہیں۔
(۲) شعر: وہ ہے جس میں شعر کے صفات خاصہ موجود ہوں۔
(۳) ایسا شعر جو خصائص شعریہ سے خالی ہو اور خواص نظم سے متصف ہو، اس کو نثر منظوم کہا جاتا ہے۔
(۴) ایسا نثر جس میں خصائص شعریہ کا احتمال ہو لیکن نظم کے قیودات وخواص سے خالی ہو، اس پر شعر کا اطلاق بھی ہوتا ہے۔ (الادب العربی بین عرض ونقد)

تدوین ادب کے مختلف مراحل

شروع زمانے میں لوگ ادب کو ادب کے نام سے نہیں پکارتے تھے بلکہ ''مقالہ'' اور ''کلام'' کے نام سے پکارتے تھے، اگر اس کا معنی ظاہر اور مراد واضح ہوتو اس پر لفظ ''بیان'' کا اطلاق کرتے تھے۔ اور اگر اس میں قافیہ اور وزن ہوتو اس پر لفظ شعر کا اطلاق کرتے تھے۔ اس کے بعد ادب کا استعمال دعوت کے کھانے اور اچھے کلام کے لئے ہونے لگا، جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں لفظ ''مَأْدَبَة'' کا استعمال انہیں معنوں پر ہوا۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں: ''اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ مَادَبَةُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ فَتَعَلَّمُوْا مِنْ مَادَبَتِهٖ''

لیکن اس کی اصل تاریخ بنوامیہ کے زمانے (۴۱ھ/۶۶۱ تا ۱۳۲ھ/۷۵۰ء) سے شروع ہوتی ہے۔ انہیں کے زمانے میں یہ لفظ شائع اور رائج ہو کر تعلیم وتربیت کے معنی میں استعمال ہوا۔ بنی امیہ کے زمانے میں اساتذہ کرام کی ایک ایسی جماعت تھی جو امراء وسلاطین کے لڑکوں کو تعلیم وتربیت دینے پر مامور تھی، اس جماعت اور اشعار کے راویوں اور تاریخی واقعات بیان کرنے والوں کو مؤدب کہا جاتا تھا۔
اور اس دور کے خطبوں اور تحریروں میں لفظ ''ادب'' کا ذکر ملتا ہے۔ جیسے زیاد بن امیہ اپنے خطبہ ''البتیراء'' میں کہتے ہیں: ''فَادْعُوا اللّٰهَ بِالصلاحِ لِاَئِمَّتِكُمْ فَاِنَّهم الْمُنْتَظِمُوْنَ الْمُؤَدِّبُوْنَ لَكُمْ اَمَا وَاللّٰهِ لَاُوَدِّبَنَّكُمْ غَيْرَ هٰذَاالْاَدَبِ اَوْ لَتستَقِيْمُنَّ'' یعنی تم خدا سے اپنے ائمہ کے لئے راستی اور خیر کی دعاء کرو، کیونکہ وہ تمہارا انتظام کرنے اور ادب سکھانے والے ہیں۔ بخدا تم کو اس طرز ادب کے سوا ادب سکھاؤں گا ورنہ تم اپنی روش درست کرلو، اس زمانہ (پہلی صدی ہجری) میں اکثر وبیشتر لفظ ''ادب'' کا اطلاق ان علوم پر ہوتا تھا جن کا مذہب اور دینیات سے کوئی تعلق نہ ہو، جیسے شاعری، کہانی، انساب، ایام عرب، اخبار واحوال، شرافت اور حسن اخلاق وغیرہ۔ اس کے بعد دوسری صدی ہجری کے نصف اول میں ''ادب'' کا مفہوم وسیع ہوگیا۔ اور اس کا اطلاق نثر، نظم، اخبار، لغت، نحو، صرف اور نقد پر ہونے لگا۔
اور چوتھی صدی ہجری میں لغت، نحو اور صرف ادب سے الگ ہوگئے۔ نقد، بلاغت اور بدیع ادب میں شامل رہے، اور پانچویں صدی ہجری کے اختتام تک اہم ادبی علوم نے مستقل علوم کی حیثیت اختیار کرلی، اور لفظ ادب کا اطلاق فنون، صنعت وحرفت اور غیر شرعی علوم پر نہیں رہا، لیکن عربی زبان کے علوم جیسے: علم المعانی والبیان، نحو وصرف اس میں شامل رہے۔ اس کے بعد لفظ ''ادب'' کا استعمال عمدہ نثر اور بہترین اشعار کے لئے ہونے لگا، اور اسی معنی میں اس کی شہرت ہوئی۔ (ملخص: از قرۃ العیون، والادب العربی بین عرض ونقد)

ادب کا موضوع اور غرض وغایت

اس میں چند اقوال ہیں: (۱) الفاظ وعبارات اور اشعار ہیں۔ (۲) مطالب وتقاریر ہیں۔ (۳) چونکہ درحقیقت ''علم ادب'' بارہ علوم

کے مجموعے کا نام ہے اس لئے اس کا موضوع متعین نہیں کیا جا سکتا اور یہی قول صحیح ہے۔ (ملخص: از مقدمہ حماسۃ لشیخ الادب رحمہ اللہ) قال ابن خلدون "هٰذا العلمُ لاموضوعَ له ينظر فى اثباتِ عوارضِهٖ أونفيها" (مقدمہ ابن خلدون ص: ۵۵۳)

ادب کی غرض وغایت اپنے مافی الضمیر کو صحیح اور مؤثر طریقہ سے ادا کرنا اور ذہن وزبان کو لفظی وتحریری غلطیوں سے بچانا اور عربی محاورات اور اس کے اسالیب کو سمجھنے کا ملکہ پیدا کرنا۔

ادب کی وجہ تسمیہ اور ضرورت

"ادب" کو ادب کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ادب کے لغوی معنی دعوت کے کھانے کے لئے بلانا ہیں، اور یہ علم ادب بھی لوگوں کو محامد اور صفات عالیہ کی طرف بلاتا ہے یا اس کے لغوی معنی اچھی تربیت والا یا شائستہ ہونا، اور اس کو پڑھنے والا بھی صاحب ادب اور شائستہ ہو جاتا ہے۔ (لسان العرب ج:۱،ص:۹۳)

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کو سمجھنے اور عربی وفقہی مضامین وباریکیوں پر مطلع ہونے کے لئے عرب کے محاورات وامثال اور عبارتوں کی نشیب وفراز کو سمجھنا ضروری ہے، اور یہ چیزیں علم ادب سے حاصل ہوتی ہیں۔ لہٰذا ادب کی ضرورت ہے تاکہ صحیح طریقے سے قرآن وحدیث کی سمجھ آجائے۔ قال ابن خلدون "وانما المقصود منه ثمرته وهى الاجارة فى فنّى المنظوم والمنثور علىٰ اساليب العرب و مناحيهم" (مقدمہ ص:۵۵۳)۔ اب ضرورت علم ادب کی چند مثالیں پیش کی جارہی ہیں:

(الف) ایک شخص آیت "والسارق والسارقة فاقطعوا ايديهما جزاءً ما كسبا نكالاً من الله" کے بعد "والله غفور رحيم" پڑھ رہا تھا، ایک دوسرے شخص نے فوراً کہا کہ یہ کسی جاہل کا کلام معلوم ہوتا ہے، کیونکہ "بما كَسَبَا" کے بعد "غفور رحيم" نامناسب ہے، جب قاری صاحب نے قرآن کھول کر دیکھا تو وہاں "والله عزيز حكيم" کا جملہ تھا۔ پہلے آدمی نے کہا کہ اب صحیح ہے۔

(ب) ایک اور آدمی نے جب آیت "اَتتخذو نناهزوًا" سنی تو کہا کہ یہ آیت تو فصاحت کے خلاف ہے کیونکہ "هزوًا" کا لفظ دیہاتی ہے، بالآخر یہ دونوں کسی بوڑھے کے پاس گئے اور اس بوڑھے نے دوران گفتگو "اتتخذو نناهزوا" کا جملہ بول دیا پتہ چلا کہ یہ فصاحت کے خلاف نہیں ہے۔

(ج) ایک اور آدمی نے جب آیت "اتدعون بعلا و تذرون احسن الخالقين" سنی تو کہا کہ یہ آیت فصاحت کے خلاف ہے، آیت یوں ہونی چاہئے تھی "اتدعون بعلاً و تدعون احسن الخالقين" پہلا جملہ "دعو" سے بمعنی پکارنا، دوسرا جملہ ودع سے بمعنی چھوڑنا۔ اس صورت میں صنعت تجنیس وقلب ہوتی، علامہ تفتازانیؒ فرماتے ہیں کہ ایک ادیب نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ "وذر" کا معنی قصداً او عمداً ترک کر دینا اور "ودع" کا معنی مطلقاً ترک کر دینا، اس فرق کی طرف اشارہ کرنے کے لئے "تذرون" کا جملہ استعمال کیا گیا ہے۔

(د) قرآن کی ایک آیت "ولاتقتلوا اولادكم خشية املاق" ہے، ایک اور آیت "ولا تقتلوا اولاد كم خشية من املاق" ہے۔ اول کے مخاطبین امراء اور ثانی کے مخاطبین فقراء ہیں۔ یہ لطیف فرق ادیب ہی محسوس کر سکتا ہے، اس لئے ادب کی ضرورت ہے۔

(ماخوذ از شرح متنبی مخطوطہ تالیف خطیب پاکستان حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی ص:3)

ادب کے ارکان اربعہ

اس فن کے اصول وارکان چار کتابوں میں جمع ہیں، جوفن ادب میں مہارت وبصیرت حاصل کرنا چاہتا ہے، اس کے لئے ان چار کتابوں کا مطالعہ اشدضروری ہے، اور یہ کتابیں بعد والی کتابوں کا ماخذ واصل ہیں: (۱) الکامل للمبرد (۲) ادب الکاتب لابن قتیبة (۳) کتاب النوادر لابی علی قالی (۴) البیان والتبیان للامام جاحظ (کما فی کشف الظنون لحاجی خلیفه چلپی، ترجمان العلوم، و مقدمه القصائد البنوریه للشیخ حبیب اللہ مختار رحمہ اللہ)

ادب اور لغت میں فرق

بعض حضرات لغت اورادب کوایک ہی چیز سمجھتے ہیں۔ایک کا اطلاق دوسرے پر کرلیتے ہیں، حالانکہ دونوں میں واضح فرق ہے، مثلاً ہر ادب پر لغت کا اطلاق ہوتا ہے، لیکن ہر لغت پر ادب کا اطلاق صحیح نہیں۔ (الادب العربی بین عرض ونقد)

نثر کی تعریف اوراس کی اقسام

جاننا چاہئے کہ کلام عرب کی دوقسمیں ہیں: (۱) نثر (۲) نظم، نثر: وہ کلام ہے جوکسی وزن وقافیہ کے ساتھ متصف نہ ہو۔ سب سے پہلے نثر کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) نثر علمی: جس کا دوسرا نام نثر عام ہے، نثر علمی وہ ہے، جوالقالہ، التاریخ، السیرہ، المناظرہ، التالیف، البحث وغیرہ پر مشتمل ہو۔

(۲) نثر ادبی: جس کا دوسرا نام نثر خاص ہے، شروع شروع میں نثر ادبی کا اطلاق صرف الرسالہ، الخطابہ، الامثال، الحکم، الاخبار (جوروایت کے ساتھ مشابہ ہو) پر ہوتا تھا، لیکن بعد میں اس میں وسعت پیدا ہوئی، اس لئے اب اس کا اطلاق مندرجہ ذیل امور پر ہوتا ہے، الوصف، الروایہ، القصہ، الرسالہ، الخطابہ، الخاطرہ، الامثال، الحکم، الاخبار۔

نثر ادبی کی دوقسمیں ہیں: (الف) وہ نثر جس کے فقروں میں قافیہ کا التزام کیا گیا ہو، اس کونثر مسجع بھی کہا جاتا ہے۔ (ب) وہ نثر جس کے فقروں میں قافیہ کا التزام نہ ہو، اس کونثر مرسل بھی کہا جاتا ہے۔ (ملخص: ازالادب العربی بین عرض ونقد)

شعر کی لغوی تحقیق واصطلاحی تعریف

شعر: لغت میں بمعنی جھنڈا، کلام موزوں، مقفی کے ہے، اوراصطلاحی تعریف یہ ہے۔ شعروہ کلام ہے جس کوقصداً وعمداً مقفی وموزوں بنایا گیا ہو۔ ابن خلدون لکھتے ہیں کہ شعر وہ بلیغ کلام ہے جواستعارہ اوراوصاف پرمبنی ہواوراس کوایسے اجزاء کے ساتھ جدا جدا کیا گیا ہو جو وزن وردی میں متفق ہوں، اوراس کا ہر جزء اپنے ماقبل ومابعد کے لحاظ سے اپنے اغراض ومقاصد میں مستقل ہواوراہل عرب کے مخصوص اسلوب پر جاری ہو۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ شعروہ فصیح بلیغ کلام ہے جوموزوں ومقفی ہواوراکثراوقات عجیب وغریب صورخیالیہ سے اس کی تعبیر کی جاتی ہو۔ (ملخص: از مقدمه دیوان حماسه لشیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ و مقدمه ابن خلدون، و مقدمه القصائدؒ البنوریه)

مناطقہ کی اصطلاح میں شعراس کلام کا نام ہے جوخیالی تصورات سے مرکب ہو، اوراس سے مقصد نفس کوترغیب یاترہیب دینا ہو،

جیسا کہ ان کے قول: ''شراب بہنے والا قیمتی پتھر ہے، اور شہد قے کی ہوئی چیز ہے'' پہلے جملہ سے مقصود ترغیب ہے اور دوسرے جملہ سے ترہیب مقصود ہے۔ (کمافی کتاب التعریفات ص: ۵۶)

علم عروض کی تعریف اور وجہ تسمیہ

عروض بفتح العین عرض کی جمع ہے، بمعنی سامان، پیش کرنا۔ علم نحو میں عرض انشاء کی ایک قسم ہے، یعنی کسی کو برانگیختہ کرنا اور امر محبوب کی طرف توجہ مبذول کرانا، مولانا عبدالعلی مدراسیؒ حاشیہ نحو میر میں لکھتے ہیں، عرض در حقیقت ور غلانیدن باشد و ور غلانیدن شخص نمی باشد مگر بآن چیز کہ متمنی و محبوب او بود۔ عرض کی مثال یہ ہے ''اَلا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا''

عَروض فن ادب و شعر میں ایک مخصوص اصطلاح کا نام ہے، جس کی تعریف یہ ہے ''هو علمٌ يُبحثُ فيه عَن اَوزانِ الشعرِ وما يُتصرَّفُ به فيها'' یعنی علم عروض اس علم کا نام ہے جس میں شعر کے اوزان اور ان اوزان کی تصرفات سے بحث کی جاتی ہے۔ (محيط الدائرة في علم العروض والقافية) بعض حضرات نے یہ تعریف کی ہے ''هو علمٌ يُبحثُ فيه عن احوالِ الشعرِ من الاركانِ والاوزانِ والبُحُورِ وما يُتصرَّفُ بها فيها من الزّحافِ والعِللِ وغيرذلك (المعروضات الكافية في معرفةِ علم العروضِ والقافيةِ الملقّبة بالعروض النظامي للشيخ العلامة ابو النصر رحمت علی خان ص ۳) '' یعنی علم عروض وہ علم ہے جس میں شعر کے احوال، ارکان، اوزان اور بحور سے بحث کی جاتی ہے اور ان کے ذریعہ زحاف اور علل وغیرہ کی صورت میں جو تصرفات واقع ہوتی ہیں ان سے بحث کی جاتی ہے۔

اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں متعدد اقوال ہیں، (الف) عرض کے معنی پیش کرنا، چونکہ اس علم میں شعر کو وزن کے سامنے پیش کیا جاتا ہے، اگر وہ شعر وزن کے مطابق ہے تو شعر صحیح، ورنہ شعر فاسد۔ (ب) عروض مکۃ المکرمہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، چونکہ یہ علم اللہ تعالیٰ نے امام خلیل بن احمد کے دل میں مکۃ المکرمہ میں الہام فرمایا، اس لیے بانی علم امام خلیل نے اس کا نام عروض رکھا ہے۔

(ج) یہ علم دوسرے علوم کی بنسبت ایک طرف میں ہے اور عروض کے معنی بھی طرف کے ہیں، اس لئے اسے علم عروض کہتے ہیں۔

(د) یہ علم وزن نکالنے کے اعتبار سے مشکل ہے اور عروض مشکل راستہ کو کہتے ہیں اسلئے اس کو علم عروض کہتے ہیں۔

غرض وغایت:......شعر کی غیر شعر سے تمیز کرنا اور صحیح و غیر صحیح شعر کو پہچاننا۔

موضوع:۔......عربی اشعار اس اعتبار سے کہ وہ مخصوص اوزان کیساتھ موزون ہیں۔

شعر کی تعریف کے فوائد قیود

علماء نے شعر کی تعریف یہ لکھی ہے ''الشعرُ هو كلامٌ يُقصدُ به الوزنُ والتقفيةُ'' یعنی شعر وہ کلام منظوم ہے جس میں وزن شعر اور قافیہ کا ارادہ کیا گیا ہو۔ شعر کی تعریف میں لفظ کلام ہے۔ اس سے وہ کلام نکل گیا جو سامع کو فائدہ نہ دے یا اس کا کوئی مفہوم نہ ہو، جیسے

وَجهُك يا عمرو فيه طُولٌ وفي وُجوهِ الكلابِ طُولٌ

والكلبُ يحمي عن الموالي ولستَ تحمي ولاتصولُ

اے عمرو تمہارے چہرے میں لمبائی ہے اور کتوں کے چہروں میں بھی لمبائی ہے، کتے تو اپنے مالک کی حفاظت کرتے ہیں اور تو نہ حفاظت کرتا ہے اور نہ ہی حملہ آور ہوتا ہے۔

جملہ ''یُقصد بہ الوزنُ'' سے وہ کلام موزوں واشعار نکل جائیں گے جن میں وزن اور قافیہ کا ارادہ نہ کیا گیا ہو اور خود بخود موزونیت پیدا ہوگئی ہو، جیسے بہت سی قرآنی آیتیں اور احادیث مبارکہ ہیں، اسی قسم کے کلام کو رمل اور رجز کہا جاتا ہے۔ جملہ ''التقفیة'' سے وہ کلام اشعار سے خارج ہو جائیں گے جن میں موزونیت تو ہے لیکن قافیہ نہیں، جیسے قاضی ابوبکر باقلانی کے یہ اشعار۔

رُبَّ أخ کنتُ بہ مغتبطًا ۔۔۔ اَشدُّ کفی بعُری صُحبتہٖ

تمسکًا منّی بالودِّ ولا ۔۔۔ اَحسَبُہ یزھَدُ فی ذی اَمَلِ

بعض ایسے بھائی جس کی صحبت کے متعلق میں اس طرح قابل رشک تھا جس طرح میری ہتھیلی کا چھاگل کو پکڑنا سخت قابل رشک ہے جس حال میں وہ میری محبت ومودت کو پکڑا ہوا تا، اس کے بارے میں میرا خیال بھی نہیں ہے کہ وہ امید والوں کے بارے میں بے رغبتی کرے گا۔ (یعنی جب میں نے امید کا اظہار کیا تو دوستی ختم ہوگئی۔)

شعر کی اقسام وارکان

یوں تو شعر کی بہت سی قسمیں ہیں تاہم کثیر الاستعمال اقسام چھ ہیں، جو یہ ہیں۔

(۱) القصیدة۔ جو کم از کم سات یا دس ابیات پر مشتمل ہو۔ (۲) القطعةُ۔ جو سات یا دس سے کم ابیات پر مشتمل ہو۔ (۳) الرُّباعِیَّةُ۔ جو دو ابیات یا چار اجزاء پر مشتمل ہو۔ (۴) المُخَمَّسُ۔ جو پانچ اجزاء پر مشتمل ہو، بایں طور پر کہ پہلے دو اجزاء ہوں اور بعد میں تین اجزاء ہوں۔ (۵) المُسَدَّسُ۔ جو چھ اجزاء پر مشتمل ہو۔ (۶) المُشَطَّرُ۔ جو دو دو اجزاء پر مشتمل ہو۔

شعر کم از کم دو مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے، جبکہ سبب کیلئے ایک مصرع بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور شعر جن اجزاء سے مرکب ہوتا ہے، ان کو تفاعیل کہتے ہیں۔ اور انہیں افاعیل اور ارکان بھی کہتے ہیں اور یہ اجزاء اسباب اوتاد اور فواصل (یا مواصل) سے مرکب ہوتے ہیں، کئی اجزاء جب کسی خاص وزن پر جمع ہو جاتے ہیں، تو انہیں شعر کہا جاتا ہے۔

بیت: بیت زیادہ سے زیادہ دو مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے، اور جب کئی اجزاء کسی خاص وزن پر جمع ہو جائیں تو انہیں بیت کہتے ہیں۔ سات بیتوں یا دس بیتوں سے کم اشعار کو قطعہ کہتے ہیں۔ اور اس سے زائد بیتوں کو قصیدہ کہتے ہیں۔

شعر کو بیت بھی کہا جاتا ہے، ہر بیت دو مساوی اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے، جن کو مصراعین کہا جاتا ہے، دونوں مصرعے تین تین حصوں پر مشتمل ہوتے ہیں، مصرعہ اول کے جزء اول کو صدر اور جزء ثانی کو عروض کہا جاتا ہے، صدر اور عروض کے درمیان حشو ہوتا ہے، مصرعہ ثانی کے جزء اول کو ابتداء اور جزء ثانی کو عجز کہا جاتا ہے، اور ان دونوں کے درمیان حشو ہوتا ہے۔ ان سب کو ارکان کہا جاتا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے درج ذیل کتابیں ملاحظہ ہوں۔ **المعروضات الكافية فى معرفة علم العروض والقافية الملقبة بالعروض النظامى للشيخ ابو النصر رحمت العلى خان، محيط الدائرة فى علم العَروض والقافية.**

واضح ہو کہ شعر کی دو قسمیں ہیں: (۱) شعر غنائی: جس کا دوسرا نام شعر وجدانی ہے۔ غنائی وہ ہے جس میں شاعر اپنے حالات زندگی اور

عادات واخلاق کا اظہار کرے، اور یہ شعر کبھی قصیدہ کی شکل میں ہوتا ہے، جس میں شجاعت، بہادری، فخر وریاء، تعریف وہجو، مرثیہ، نسیب اور موشحات واز جال کا بیان ہوتا ہے۔

(۲) شعر قصصی: جس کا دوسرا نام شعر تمثیلی ہے۔ شعر تمثیلی وہ ہے جس میں چیزوں کی تعریف کی گئی ہو، یا واقعات وحوادثات کا بیان علمی انداز اور قصے کے اسلوب سے کیا گیا ہو۔ (ملخص: از الادب العربی بین عرض ونقد)

علم ادب عربی میں عروض کی اہمیت

جس طرح ادب عربی میں ادب نثر ہے اسی طرح ادب نظم بھی ہے، اور ادب نظم چونکہ اشعار وابیات اور اسکے لواحقات پر مشتمل ہوتا ہے، اسلئے اس کیلئے وہی کتابیں مناسب تھیں جس کی مرکزی بحث ومباحثہ اشعار وابیات سے ہو، اسی حوالہ سے زمانہ قدیم سے ادب عربی نظم کے ساتھ ''علم عروض'' کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ اور فی زمانہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے بھی عربی درجہ سادسہ میں ''دیوان الحماسة'' کیساتھ فن عروض میں ''متن الکافی'' یا ''محیط الدائرہ'' اپنے نصاب میں شامل کیا ہے۔

اکابر سے یہ بات منقول ہے کہ عروض ایک طبعی علم ہے جو شخص ذوق سلیم رکھتا ہو اور شعر کہتا ہو وہ شعر خود بخود عروض کے موافق ہوجاتا ہے، مشہور ہے کہ آج تک کسی شخص نے عروض کی مدد سے کوئی شعر نہیں بنایا ہے۔ اور فن عروض میں جو چیز سب سے مشکل بتائی جاتی ہے وہ اشعار کی تقطیعات اور تفعیلات ہیں۔ اور عجیب اتفاق ہے کہ ''محیط الدائرہ'' اور ''متن الکافی'' دونوں میں اسی چیز کی کمی ہے۔ صاحب متن الکافی نے تو کہیں بھی کسی شعر کی تقطیع نہیں کی، اور صاحب محیط الدائرہ نے بھی اس کا زیادہ اہتمام نہیں کیا ہے، حالانکہ اس فن کی تعریف ہی یہی ہے کہ یہ ایک ایسا علم ہے جس سے عربی اشعار کا صحیح وزن غلط وزن سے ممتاز ہوجائے۔ اور تقریباً یہی اس فن کا موضوع بھی ہے۔ اور اکابر دیوبند میں شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحبؒ کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ انہوں نے اس فن کو سمجھا بھی ہے اور سمجھایا بھی۔ اس کے شاہد حماسہ کا عمدہ حاشیہ ہے۔

شعر کے لوازمات وملائمات

بحر: ......شعر کے وزن کو بحر کہتے ہیں، اور (بحر کے لغوی معنی سمندر کے ہیں) اشعار کے کل سولہ بحریں ہیں، جو متن الکافی میں ہیں اور ان سولہ اوزان ہی پر عربی اشعار کو تولا اور پرکھا جاتا ہے جس طرح علم صرف میں **فعل فعلا**، فعلوا وغیرہ ہیں۔ اور بحر کے اجزاء جن سے ملکر جیسے: **فعولن. مفاعیلن** بحر بنتی ہے، انہیں سبب، وتد اور فاصلہ کہتے ہیں۔ اجزاء کو **تفاعیل**، اور **تقطیع** کو **تفعیل** بھی کہتے ہیں۔ اور سولہ بحور میں کل اٹھائیس عروضات ہیں، اور کل ۶۷ ضربیں ہیں۔ اور عروض اور ضرب کیلئے ایک شعر:

لَوْ كُنْتَ تَعْلَمُ مَا اَقُوْلُ عَذَرْتَنِیْ   اَوْ كُنْتَ تَعْلَمُ مَا تَقُوْلُ عَذَلْتُكَا

اس شعر میں ''**عذرتنی**'' عروض ہے۔ اور ''**عذلتکا**'' ضرب ہے۔ (از مقدمہ عروض القوافی ملخصاً)

تقطیع: ......کے لغوی معنی کوشا۔ اصطلاح میں اس سے مراد شعر کے ٹکڑے کرکے انہیں بحر کے اجزاء کے مطابق کرنا، اور **تقطیع** میں کھڑا زبر، کھڑی زیر، الٹا پیش اور تنوین کو سبب خفیف مانتے ہیں، یعنی ایک متحرک اور ایک ساکن۔ اور تقطیع میں ان حروف کا اعتبار کیا جاتا

ہے، جو پڑھے جاتے ہیں خواہ لکھے نہ جائیں، جیسے تنوین، کھڑا زبر، زیر اور پیش میں نون، الف، یاء اور واؤ ساکن یہ مستقل حروف شمار ہوتے ہیں۔ تقطیع میں لفظ کے ٹکڑے کر دیئے جاتے ہیں خواہ وہ مہمل ہو جائے۔ (شرح متن الکافی: ۱۹)

فائدہ:...... ہر جز کیلئے وتد کا ہونا ضروری ہے اس کے ساتھ اسباب اور فواصل بھی آتے ہیں، اگر اجزاء میں وتد اسباب پر مقدم ہوں تو انہیں اصلیہ کہتے ہیں، اور ان کے علاوہ باقی اجزاء فرعیہ کہلاتے ہیں۔ اشعار میں اجزاء اصلیہ چار ہیں۔ ایک خماسی **فَعُوْلُنْ** (پانچ حرفی) اور تین سُباعی **مُفَاعِلُنْ**، **مُفَاعِلَتُنْ** اور **فَاعِلَاتُنْ** (سات حرفی) ہیں۔

قافیہ: ......وہ علم ہے جس کے ذریعہ شعر کے آخر کا حال، حرکت، سکون، لزوم، جواز، فصیح وقبیح کے اعتبار سے پہچانا جاتا ہے، اس کا موضوع ہے، شعر کا آخری جز عوارض کے اعتبار سے۔ واضع قافیہ:۔ علامہ مہلہل بن ربیعہ ہے۔ اور اس کا فائدہ قافیہ میں غلطی سے بچنا ہے۔ (شرح متن الکافی۔ ص: ۱۳۰)

قافیہ: شعر کے آخری حرف سے اس پہلے متحرک تک جو ساکن سے پہلے ہے یا ایسا ساکن جو آخری حرف اور اس متحرک کے درمیان میں ہے (یعنی شعر کے آخر میں دو ساکنوں کے درمیان کے متحرک حرف اور وہ متحرک حرف جو پہلے ساکن سے پہلے ہے ان سب کا مجموعہ کو قافیہ کہلاتا ہے، اور قافیہ کبھی کلمہ کا حصہ ہوتا ہے اور کبھی پورا کلمہ ہوتا ہے اور کبھی ایک پورا کلمہ اور دوسرے کلمہ کا حصہ ہوتا ہے، یا قافیہ دو کلموں پر مشتمل ہوتا ہے۔

قصیدہ: یہ اشعار کا ایسا مجموعہ ہے جس میں شاعر ایک خاص مضمون بیان کرتا ہے اور اشعار کے شروع میں عورتوں کی تعریف وغیرہ ہوتی ہے تاکہ اشعار پڑھنے کی رغبت ہو اور قصیدہ میں کم از کم آٹھ شعر ہونا ضروری ہے۔

غزل: یہ اشعار کی ایک قسم ہے اس کے لغوی معنی ہے عورتوں سے بات کرنا۔ اور اصطلاح میں وہ اشعار ہیں جن میں محبوب اور اس کا حلیہ، قد و قامت، شراب اور پیالہ وغیرہ کا ذکر ہو۔ غزل میں کم از کم تین شعر اور زیادہ سے زیادہ گیارہ اشعار ہوتے ہیں۔ بقول بعض علماء پچیس اشعار ہونے چاہئے، اور غزل میں پہلے شعر کا عروض وضرب کا برابر ہونا ضروری ہے، اور پہلے شعر کو مطلع اور دوسرے شعر حسن مطلع اور آخری شعر مقطع کہلاتے ہیں۔ اور **مقطع** میں شاعر اپنا تخلص ذکر کرتا ہے۔

تخلص: شعراء اکثر اپنے ناموں کے علاوہ ایک خاص نام مقرر کر لیتے ہیں اور اسی نام سے مشہور ہوتے ہیں، اور قصیدہ یا غزل کے آخری شعر میں اپنا ذکر اسی خاص نام سے کرتے ہیں، اسی کو تخلص کہتے ہیں، جیسے: سعدی، جامی، ذوق، غالب، اور میر وغیرہ۔

رباعی: یہ ایرانیوں کی ایجاد ہے اسے دو بیتی اور چار مصراع بھی کہتے ہیں۔ اور اسے رباعی اسلئے کہتے ہیں کہ اس میں چار مصرعہ ہوتے ہیں اور رُباعی کا پہلا، دوسرا اور چوتھا مصرعہ کا قافیہ ایک ہونا چاہئے، جبکہ تیسرا مصرعہ میں اختیار ہے چاہئے وہی ہو یا نہ ہو۔

مثنوی: یہ ایرانیوں کی ایجاد ہے یہ بھی قصیدہ کی طرح طویل ہوتی ہے اور کسی ایک خاص موضوع کو بیان کرتی ہے لیکن اس میں ہر شعر کا مستقل اعتبار ہوتا ہے اور ہر شعر کے دونوں مصرعہ کے آخری جزو میں قافیہ ہونا ضروری ہے اور مثنوی کے سات اوزان ہیں۔ (شرح متن الکافی)

قرآن پاک پر شعر کی تعریف صادق نہیں آتی

اساتذۂ فن نے شعر کی تعریف اصطلاحی یوں کی ہے: "**كَلَامٌ مَوْزُوْنٌ مُنَاسَبُ الْاَلْفَاظِ**" قصد موزونیت اگرچہ داخل صفت شعر

ہے لیکن وجود شعر میں اس کا دخل نہیں ہے، جو شعر بلا قصد منہ سے نکل جاتا ہے، اس کو فی البدیہ کہتے ہیں۔ اس صراحت کا نتیجہ یہ ہے کہ کلام موزون بلا قصد شعر ہے، لہٰذا قرآن پاک پر شعر کا اطلاق کیا جاسکتا ہے، اگر بر سبیل تنزل بھی لیا جائے کہ کلام موزون بلا قصد شعر نہیں ہے تب بھی یہ شبہ باقی رہتا ہے کہ قصد موزونیت نہ تھا تو قرآن پاک کی مقفی آیتوں اور احادیث کی عبارتوں میں یہ موزونیت کہاں سے آ گئی، تو لامحالہ یہ کہنا پڑے گا کہ قرآن پاک پر شعر کی تعریف صادق آتی ہے، اگر چہ وہاں موزونیت کا قصد نہ ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر شعر کی اصطلاحی تعریف یوں کی جائے: وہ کلام موزون جس کے ایراد میں موزونیت من حیث العرفی کا قصد کیا گیا ہو، تو قرآن کریم واحادیث مبارکہ کی مقفی آیتیں وعبارتیں اس تعریف سے نکل جائیں گی۔ احادیث تو اس لئے کہ ان میں موزونیت کا قصد ہی نہیں ہے، اور آیات اس لئے کہ ان میں موزونیت من حیث العرفی والشعریہ کا قصد نہیں ہے۔ (ملخص: از بوادر النوادر ۱/۳۸ بتغیرِ یسیر)

قرآن مجید کے بعض آیات اگر چہ مخصوص اوزان کے موافق ہیں لیکن وہ بھی شعر نہیں ہیں، کیونکہ قرآن، اشعار سے اعلیٰ کتاب ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کے شعر نہ ہونے کی خود نفی فرمائی ہے: **وما علمناه الشعر وماینبغی له** (اور ہم نے آپ ﷺ کو شعر نہیں سکھایا اور نہ وہ آپ کے شایان شان ہے) اور قرآن شعر نہ ہو کی وجہ یہ بھی ہے کہ قرآن میں وزن بالذات مقصود نہیں، یا جو آیات موزون ہیں وہ شعر کے قصد سے موزون نہیں ہیں بلکہ مطلق قصد سے موزون ہیں۔ (شرح متن کافی، ص:۴)

شعر قرآن وحدیث کی روشنی میں

جاننا چاہئے کہ علم ادب، منطق اور شعر وشاعری کی مثال تلوار واسلحہ ہے اگر تلوار واسلحہ خریدنے کا مقصد قتل ناحق اور رہزنی وغارت گری ہو تو خریدنا جائز نہیں ہے، اور اگر جہاد کی نیت ہو تو جائز ہے بلکہ مستحسن ہے۔ اس طرح ان مذکورہ علوم کی تعلیم کا مقصد اگر مجادلہ ومکابرہ اور دین اسلام کے مقرر کردہ اصول وضوابط کے رد وابطال اور عشق ومحبت کا ابھار ہو تو اس کا سیکھنا جائز نہیں ہے، اور انہی اشعار مذمومہ کے بارے میں مذمت آئی ہے:

(الف) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "**والشعراءُ یتبعهم الغاؤن، الایة**" ترجمہ: اور شاعروں کی بات پر چلیں وہی جو بے راہ ہیں، تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں سر مارتے پھرتے ہیں اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے۔

(ب) حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرج جا رہے تھے، کہ ایک شاعر نے شعر پڑھنا شروع کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ شیطان کو پکڑ و یا اس کو روکو کہ کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جانا زیادہ بہتر ہے اس سے کہ اس کا پیٹ شعر سے بھرے۔

(ج) بعض حضرات کا کہنا ہے کہ شاعر اگر بکواس (یعنی مذاق کی بات) کرے تو دوسروں کو ہنساتا ہے اور اگر کسی کو کسی کام کے لئے ابھارے تو جھوٹ بولتا ہے، پس شاعر کا کام جھوٹ بولنا اور ہنسانا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو ان دونوں عادتوں اور ہر ذلیل کاموں سے بری کر دیا ہے۔

(د) بعض اشعار مبالغہ اور جھوٹ پر مبنی ہوتے ہیں جیسے یہ شعر ہے۔

وَلَوْ تَفَلَتْ فِي الْبَحْرِ وَ الْبَحْرُ صَالِحٌ ۔۔۔ لَاَصْبَحَ مَاءُ الْبَحْرِ مِنْ رِيْقِهَا عَذْبًا

اگر محبوبہ نمکین دریا میں بھی تھوکے تو اس کے تھوک کی وجہ سے دریا کا نمکین پانی شہد کی طرح میٹھا ہوجائے گا۔

اور اگر مضامین اشعار ٹھیک ہوں اور نیت بھی درست ہو تو ان کا سیکھنا جائز ہے۔

(1) جیسے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے، کہ بعض بیان جادو بھرا ہوتا ہے اور بعض علم میں جہل ہوتا ہے اور بعض شعر حکمت سے پر ہوتا ہے۔

(2) ایک دوست دوسرے دوست سے ملنے گیا اور دونوں نے اشعار میں یوں گفتگو کی۔

قَالَ لِيْ اَلْمَحْبُوْبُ لَمَّا زُرْتُهُ ۔۔۔ مَنْ بِبَابِيْ؟ قُلْتُ بِالْبَابِ "أَنَا"

قَالَ لِيْ أَخْطَأْتَ تَعْرِيْفَ الْهَوٰى ۔۔۔ حِيْنَمَا فَرَّقْتَ فِيْهِ "بَيْنَنَا"

وَ مَضٰى عَامٌ فَسَمَا زُرْتُهُ ۔۔۔ أَطْرُقُ الْبَابَ عَلَيْهِ مُوْهِنًا

قَالَ مَنْ بِالْبَابِ؟ قُلْتُ انْظُرْ ۔۔۔ فَمَا ثَمَّ إِلَّا "أَنْتَ" بِالْبَابِ هُنَا

قَالَ لِيْ أَحْسَنْتَ تَعْرِيْفَ الْهَوٰى ۔۔۔ وَ عَرَفْتَ الْحُبَّ فَادْخُلْ يَا "أَنَا"

جب میں دوست سے ملنے گیا تو دوست نے کہا کہ دروازے میں کون ہے؟ تو میں نے جواب دیا دروازے میں ''انا'' (میں ہوں) ہے، دوست نے جواب سن کر مجھے کہا کہ تم نے عشق کی غلط تعریف کی ہے جبکہ تم نے جواب میں ہمارے درمیان تفریق کر ڈالی (کیونکہ 'انا' میں تو تو اکیلا ہے) ایک سال کے بعد دوبارہ میں دوست کے پاس پہنچا اور آہستہ سے دروازہ کھٹکھٹایا، دوست نے پوچھا کہ دروازے میں کون؟ میں نے جواب دیا کہ نکل کر دیکھ دروازے میں تم ہی ہو (یعنی میں اور تم ایک ہی چیز ہے، میرا ہونا تیرا ہونا ہے اور تیرا ہونا میرا ہونا ہے) دوست نے جواب دیا کہ تم نے عشق کی صحیح تعریف کی ہے اور تم نے محبت کو سمجھا ہے اے ''انا'' (میں) داخل ہوجا۔ یہ شعر گویا فارسی مصرعہ ''من تو شدم تو من شدی'' کا مصداق ہے۔

(3) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ حق تعالیٰ نے شعر کی بابت بڑی سخت وعید نازل فرمائی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن اپنی تلوار اور زبان ہر دو سے جہاد کرتا ہے، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ بے شک تم شعر کے ذریعہ مشرکین کو تیر سے بھی زیادہ مارتے ہو۔

(4) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شعر کا تذکرہ ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شعر ایک کلام ہے جو اچھا ہے سو وہ اچھا ہے اور جو برا ہے سو وہ برا ہے۔

(5) امام مسلم رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن الشرید کو امیہ بن الصلت کے اشعار سنانے کا حکم دیا، انہوں نے اشعار سنائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شعر کے بعد فرماتے اور سناؤ، یہاں تک کہ انہوں نے سو اشعار سنا دیئے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: (احیاء العلوم لحجۃ الاسلام امام غزالی ج: ۲ ص: ۳۹۸. ج: ۳ ص: ۱۴۶)

(6) روایت میں آتا ہے کہ خطباء و شعراء پر مشتمل بنو تمیم کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حسب عادت اس وفد کے خطباء نے فصیح و بلیغ خطبہ کہا اور شاعروں نے عمدہ اشعار پیش کئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس بن شماس سے فرمایا کہ وہ خطبہ کا جواب دیں، اور حسن بن ثابت رضی اللہ عنہ شاعروں کے جواب میں اشعار کہے، چنانچہ ان دونوں حضرات نے عمدہ خطبہ اور انتہائی فصیح و

بلیغ اشعار پیش کئے۔

(7) روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اچھے اشعار کی تعریف وتوصیف فرماتے تھے، لبیدؓ کے مندرجہ ذیل شعر کی تعریف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر فرمائی:

اَلا کُلُّ شَیءٍ مَاخَلَا اللّٰہ باطِلٌ وَ کُلُّ نَعِیمٍ لَا مُحَالَۃَ زائِلٌ

یعنی رب ذوالجلال کے علاوہ ہر چیز فنا ہو جائے گی اور ہر نعمت زائل ہو جائے گی۔

حضرت عثمان بن مضعون رضی اللہ عنہ نے جب یہ شعر سنا تو کہا کہ جنت زائل نہیں ہوگی، اس پر لبید رضی اللہ عنہ نے یہ شعر مزید کہا:

"سوی جنت الفردوسِ اَینَ نعِمَتُھا سیفنی و اَنَّ الموتَ لا بُدَّ نَازِلٌ

یعنی جنت الفردوس اور اس کی نعمت باقی رہے گی اور موت یقیناً آئے گی۔

(8) صحیح روایت میں آتا ہے کہ غزوۂ خندق (شوال المکرم 5ھ/فروری 627ء) کے موقع پر صحابہ کرامؓ حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے کے مطابق خندقیں کھودنے میں مصروف تھے اور حضورؐ درج ذیل رجز پڑھ رہے تھے۔

اَللّٰھُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اھْتَدَیْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

فَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا وَ ثَبِّتْ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا

اِنَّ الْاَعَادِیْ قَدْ بَغَوْا عَلَیْنَا اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَۃً اَبَیْنَا

ترجمہ: اے اللہ اگر آپ ہمیں ہدایت نہ دیتے تو نہ ہمیں صدقہ دینے کی توفیق ہوتی اور نہ نماز پڑھنے کی، اے اللہ ہمارے اوپر سکینہ (رحمت) نازل کر اور اگر ہماری مڈبھیڑ دشمنوں سے ہو جائے تو ہمیں ثابت قدم رکھ (اور جم کر لڑنے کی توفیق دے) بیشک دشمنان اسلام ہمارے خلاف بغاوت پر اتر چکے ہیں، جب وہ کسی فتنہ اور آزمائش (دین اسلام سے پھیر جانے) کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم اس کا انکار کرتے ہیں۔ (لہٰذا ہماری مدد کرنا)

(9) صحیحین میں حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ غزوۂ خندق کی صبح صحابہؓ کی طرف نکل پڑے اور دیکھا کہ سردی اور خندقیں کھودنے کی وجہ سے صحابہ کرام تھک گئے اور پریشانی میں مبتلا ہو گئے، اس وقت حضورؐ نے درج ذیل رجزیہ اشعار پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشَ الْاٰخِرَۃِ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُھَاجِرَۃِ

ترجمہ: دنیاوی زندگی کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اصل زندگی تو آخرت والی زندگی ہے، اے اللہ انصار اور مہاجرین کی مدد فرما۔

اس کے جواب میں صحابہ کرامؓ نے کہا۔

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَی الْجِھَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا

ترجمہ: ہم ہی نے محمدؐ کے ہاتھ پر بیعت اس بات پر کی ہے کہ جب تک زندگی رہے گی جہاد کرتے رہیں گے۔

(10) روایت کے مطابق کسی جنگ (غزوۂ موتہ بتاریخ 8ھ/629ء) میں حضورؐ کی انگلی مبارک پتھر لگنے سے خون آلود ہو گئی اور حضورؐ نے یہ رجزیہ شعر پڑھا۔

هَــلْ اَنْــتِ اِلَّا اِصْبَــعٌ دَمِيْــتِ وَفِــيْ سَبِيْــلِ الـلّٰــهِ مَــا لَــقِيْــتِ

اے انگلی تو صرف ایک انگلی ہی تو ہے جو خون آلود ہوگئی ہے (جو بڑی بات نہیں ہے) اور اللہ ہی کے راستے میں تو نے مصیبت جھیلی ہے۔ (جو قابل رشک ہے)

(11) ترمذی شریف میں جابر بن سمرةؓ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سینکڑوں مرتبہ حضورؐ کے مجلس میں مجھے آنا جانا ہوا اور میں نے صحابہؓ کو اشعار کے بارے میں مذاکرہ کرتے ہوئے دیکھا اور حضورؐ بسا اوقات تبسم بھی فرماتے تھے بلکہ حضورؐ تو مسجد نبوی میں حضرت حسان بن ثابتؓ کے لئے اشعار پڑھنے کے لئے منبر رکھوا دیا کرتے تھے اور حسان سے کہتے تھے: "اُهْجُهُمْ وَ رُوْحُ الْقُدُسِ مَعَکَ اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ لَا یَزَالُ یُؤَیِّدُکَ مَانَا فَحَتَ عَنْ رَسُوْلِهٖ" یعنی ان کی مذمت اور ہجو کہو اور جبرائیل علیہ السلام آپ کی مدد کریں گے، بیشک جبرائیل علیہ السلام اس وقت تک آپ کی مدد کریں گے جب تک آپ اللہ کے نبی کا دفاع کرتے رہیں گے۔

(12) شیخین میں حضرت ابوہریرةؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حسانؓ مسجد نبوی میں اشعار پڑھ رہے تھے اور حضرت عمرؓ کا ادھر سے گزر ہوا، حضرت عمرؓ نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا، اس پر حضرت حسانؓ نے فرمایا کہ میں اس ذات کی موجودگی میں مسجد نبوی میں اشعار پڑھتا تھا جو ذات آپ سے بہتر ہے، یعنی نبیؐ، پھر حضرت ابوہریرةؓ نے اس کی تصدیق کی۔

(13) ترمذی اور نسائی کی روایت ہے کہ جب حضورؐ عمرة القضأ (8ھ/630ء) کے سلسلے میں مکة المکرمہ تشریف لے گئے تو حضورؐ کے سامنے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

خَــلُّــوْا بَــنِــيْ الْــكُــفَّــارِ عَــنْ سَبِــيْــلِــهٖ اَلْــيَــوْمَ نَــضْــرِبُــكُــمْ عَــلٰــى تَــنْــزِيْــلِــهٖ

ضَــرْبًــا يُــزِيْــلُ الْهَــامَ عَــنْ مَــقِــيْــلِــهٖ وَيُــذْهِــلُ الْــخَــلِــيْــلَ عَــنْ خَــلِــيْــلِــهٖ

ترجمہ: اے کافروں حضورؐ کے راستے سے ہٹ جاؤ، آج ہم وحی ربانی کے مطابق تمہاری ایسی پٹائی کریں گے جو تمہارے دماغوں سے کھوپڑیاں ہٹا دے گی اور دوست کو دوست سے جدا کر دے گی۔

اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ کو ٹوکا اور حضورؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو یعنی پڑھنے دو۔

(14) صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرةؓ کی روایت ہے، حضورؐ نے فرمایا کہ تمہارے بھائی عبداللہ بن رواحہ کے اشعار اچھے ہوتے ہیں جیسے یہ اشعار ہیں:

اَتَــانَــا رَسُــوْلُ الــلّٰــهِ يَتْــلُــوْ كِتَــابَــهٗ اِذَا انْشَقَّ مَــعْــرُوْفٌ مِــنَ الْــفَــجْــرِ سَــاطِــعٌ

اَرَانَــا الْــهُــدٰى بَــعْــدَ الْــعَــمٰــى فَــقُــلُــوْبُــنَــا بِــهٖ مُــوْقِــنَــاتٌ اَنْ مَــا قَــالَ وَاقِــعٌ

يَبِــيْــتُ يُــجَــافِــيْ جَنْــبُــهٗ عَــنْ فِــرَاشِــهٖ اِذَا اسْتَــثْــقَــلَــتْ بِــالْــمُــشْــرِكِــيْــنَ الْــمَــضَــاجِــعُ

ترجمہ: ہمارے پاس اللہ کے نبی آئے جو قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں جبکہ صبح کا تڑکا خوب واضح اور روشن ہو گیا۔ اس نبی نے ہمیں ضلالت و بدعت کے بعد ہدایت اور نجات کا راستہ دکھایا، پس ہمارے دل اور قلب اس پر یقین کرنے والے ہیں کہ وہ نبی جو کہتے ہیں وہ یقیناً ہو کر رہتا ہے، وہ نبی اس طرح رات گزارتے ہیں کہ ان کے پہلو خوابگاہ سے الگ رہتے ہیں۔ (یعنی وہ رات کو نماز اور

مناجات میں مصروف رہتے ہیں) جبکہ مشرکین کے لئے خوابگاہیں بھاری ہوتی ہیں (یعنی وہ گدھوں کی طرح سوتے رہتے ہیں)۔

(15) مسلم کی روایت میں ہے کہ حضورؐ نے شاعر مالک بن عمیر اسلمی کو اجازت دی ہے کہ وہ اپنی بیوی اور سواری کی تشبیب میں اشعار کہے۔ (تکملہ فتح الملہم ج:4،ص:422، فتح الباری ج:1،ص:549)

پہلا شاعر اور اولین اشعار

سب سے پہلے شعر کس نے پڑھا، یہ تو معلوم نہیں۔

(1) حضرت آدم علیہ السلام کی طرف یہ شعر منسوب ہے:

"تَغَيَّرَتْ الْبِلَادُ وَمَنْ عَلَيْهَا فوجه الارضِ مُغْبَرٌّ قَبِيْحٌ

ترجمہ: بستی اور اس میں رہنے والے بدل چکے ہیں، پس زمین کا چہرہ گرد آلود بدنما ہے۔

(2) فرشتوں کی طرف یہ شعر منسوب ہے:

وَلَدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنوا لِلْخَرَابِ فَكُلُّكُمْ يَصِيْرُ الى التُّرَابِ

ترجمہ: یعنی انہوں نے موت کے لئے جنا اور ویران جگہ کے لئے بناء کی، پس تم میں سے ہر ایک (آخری انجام) مٹی کی طرف جائے گا۔ یہی شعر ابو العتاهیه نے بھی کہا ہے، لیکن وہاں "ولدوا" کے بجائے "لِدُوْا" اور "للخراب" کے بجائے "للحراب" ہے۔ اور "التراب" کی جگہ "ذهاب" ہے۔

(3) جنات کی طرف یہ شعر منسوب ہے:

اَلْخَيْرُ اَبْقٰى وَ اِنْ طَالَ الزمانُ بِه وَالشَّرُ اَخْبَثُ مَا اوعيتُ مِنْ زَادِ

ترجمہ: یعنی بھلائی زیادہ دیرپا ہے، اگرچہ اس کے ساتھ زمانہ طویل ہوجائے، اور برائی تیرے جمع کئے توشہ میں بدترین شئے ہے۔ (مقدمہ قصائد البنوریہ)۔

(4) بعض حضرات نے ملائکہ کی طرف یہ شعر منسوب کیا ہے۔

اِنَّ فِیْ الْجَنَّةِ نَهْرًا لِعَلِيٍّ وَ حُسينٍ وَ حَسَنٍ

یعنی جنت میں حضرت علیؓ و حسینؓ اور حسنؓ کے لئے مخصوص نہر ہے۔

(5) جنات کی طرف یہ شعر منسوب ہے۔

قَبْرُ حَرْبٍ بِمَكَانٍ قَفْرٍ لَيْسَ قُرْبَ قَبْرِ حَرْبٍ قَبْرٌ

یعنی حرب کی قبر چٹیل میدان میں ایک ایسی جگہ میں ہے جس کے قریب کوئی اور قبر نہیں ہے۔ (غایۃ التحقیق)

(6) معاویہ بن بکر نے جب قوم عاد کی عیش وعشرت دیکھی تو اپنی لونڈیوں کو چند اشعار سکھلائے جو انہوں نے مجلس عیش ونشاط میں گائے، یہ اشعار قدیم ترین عربی کا نمونہ ہیں، جن میں سے صرف چند اشعار درج کئے جارہے ہیں، یہ اشعار حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت پہلے حضرت ہود علیہ السلام کے زمانے کے ہیں۔

آلا یَـا قَیْـلُ وَیْـحکَ قُـمْ فِیْهِـمْ ... لَـعَـلَّ الـلّٰـهَ یُصْبِحُـنـا غَـمَـامًـا
فَیُسْـقِـیْ ارضَ عَـادٍ انَّ عَـادًا ... قَـدْ اَمْسـو الاَیَبِیْـنُـوْنَ الْـکَلامَـا
وَ اَنَّـه الْـفُـحْـسُ یَـاتِهِـمْ جِهَـاراً ... وَلَا یَـخْشٰـی لِـعَـادِی سِـهَـامًـا
وَاَنَّـکُـمْ هَـنَـا فِیْـمَـا اشْتَهَیْتُـمْ ... نِهَـارَکُـمْ وَلَیْـلَـکُـمْ تَـمَـامًـا

ترجمہ: اے سردار تمہارے حق میں افسوس ہے، ذرا ٹھہرو اور نرمی کرو شاید خدا ابر بھیج دے اور وہ زمین عاد کو سیراب کر دے، کیونکہ عاد کے لوگ اب ایسے ہو گئے ہیں کہ وہ اخلاق کے ساتھ بات بھی نہیں کرتے اور جنگل کے درندے ان کے پاس روز روشن میں آتے ہیں اور وہ عاد کے لوگوں کے تیروں سے نہیں ڈرتے، اور مقام افسوس ہے کہ تم اس جگہ اپنی مرضی کے مطابق رات دن عیش میں گزارتے ہو۔

(7) کروڑ پشتو ادب کا پہلا شاعر ہے جو 139ھ/756ء کو قندھار افغانستان کا حکمران بنا تھا (جنگ کراچی 23 جولائی 1997ء)

(8) ڈاکٹر جان گل کرارقست نے سب سے پہلے اردو نثر کو رواج دیا۔

(9) اردو کا پہلا شاعر امیر خسرو ہے (قواعد اردو جدید از مولانا محمد سلطان ذوق)

(10) جاہلی شاعر امرؤ القیس وہ پہلا عربی شاعر ہے جس نے تشبیب اور تشبیہ ایجاد کی اور اشعار میں استعمال کیا۔ تشبیب کی تفصیل راقم الحروف کی کتاب ''ادبا وشعراء'' میں ہے۔

(11) امام اخفش (ابو خطاب) وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہر بیت اور شعر کی تفسیر و تشریح لکھی (المزھر از علامہ جلال الدین سیوطیؒ)

(12) **پہلی نعت کی تحریر**: مخلوق میں باقاعدہ سب سے پہلی نعت حضورؐ کے چچا ابو طالب نے لکھی۔

(13) **شاعر دربار رسالتؐ**: کا اعزاز حضرت حسان بن ثابتؓ کو حاصل ہوا۔ (ماہنامہ آب حیات لاہور ستمبر 2006ء)

(14) **ھدی خوانی کی ایجاد**: مضر بن نزار بن معد بن عدنان وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہدی خوانی ایجاد کی۔ (عرب قبائل اور امام الانبیاء)

لَیْسَ هٰذَا قَوْلُ البشرِ

عرب کے لوگ شعر و شاعری اور فصاحت و بلاغت کے ماہر تھے، جب بھی کوئی بڑا شاعر اچھا شعر کہتا تو اسے خانہ کعبہ کی دیوار پر لٹکا دیتا اور چیلنج کرتا کہ کوئی اس طرح عمدہ شعر کہہ کر دکھادے، بسا اوقات ایک مصرعہ لکھ کر لٹکا دیا جاتا اور دوسرا مصرعہ لگانے کی پیشکش کی جاتی تو اس ماحول میں کسی نے قرآن کریم کی ایک چھوٹی سی سورت ''سورۂ کوثر'' کو قطعات کی شکل میں لکھ کر لٹکا دیا اور چوتھا قطعہ فٹ کرنے کا چیلنج کیا گیا، وہ سورت اس طرح لکھی گئی:

انـا اعـطیـنـاک الـکـوثـر ✿ فـصـل لـربـک وانـحـر

اِنّ شانئک هو الابتر

زمانۂ جاہلیت کے تمام شعراء نے کوشش کی کہ چوتھا قطعہ فٹ کر دیں لیکن نہیں کر سکے، یہی اعجاز قرآن کی ایک ادنیٰ مثال ہے، اس پر کسی نے چوتھا قطعہ یوں فٹ کیا ''لیس ھٰذا قولُ البشر'' یعنی یہ کسی انسان کا قول نہیں ہے بلکہ کلام الٰہی ہے اس لئے چوتھا قطعہ لگانا انسان کی طاقت و بس سے باہر ہے۔ (ارکانی)

شعراء دربار رسالتؐ وشعراء بد بخت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام شعراء مردوں میں سے ایک سو ساٹھ اور عورتوں میں سے بارہ عورتیں تھیں، لیکن جو شعراء کافروں کی مذمت وہجو اور اسلام ومسلمانوں کے دفاع کرتے تھے ان میں تین بہت مشہور ہیں:

(۱) حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ (۲) کعب بن مالک رضی اللہ عنہ (۳) اور عبداللہ بن رواحۃ رضی اللہ عنہ (مدارج النبوۃ بحوالہ روضۃ الاحباب) مذکورہ تینوں شعراؔ کی سوانح عمریاں الگ طور پر ہیں۔

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل شعراء بھی مشہور ومعروف اور مشاہیر صحابہ میں سے تھے۔

ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلبؓ، عباس بن مرداس سلمی رضی اللہ عنہ، عدی بن حاتم طی رضی اللہ عنہ، حمید بن نور الھلالی رضی اللہ عنہ، ایمن بن خزیمہ اسدی رضی اللہ عنہ، اعشی بن مازن رضی اللہ عنہ، اسود بن شریح رضی اللہ عنہ اور نابغہ جعد رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

جن شعراؔ نے حضورؐ کی مذمت اور ہجو میں اشعار کہے ان میں **عبداللہ بن الزِّبِعْرِیٰ، عمرو بن العاص، ضرار بن الخطاب اور ابو سفیان بن حارث** سرفہرست ہیں، البتہ ابوسفیانؓ نے اسلام قبول کرنے کے بعد حضورؐ کی مدح میں اشعار کہے۔

عرب کے سات بڑے شعراء۔

یوں تو عرب میں بہت سے شعراء اور فصیح وبلیغ خطباء پیدا ہوئے، لیکن سات شعراء ایسے ہیں جن کو امتیازی مقام حاصل ہے، اور ان کے اشعار بطور استدلال پیش کئے جاتے ہیں، ادباء کا کہنا ہے کہ عرب کے سب سے بڑے شعراء یہ سات ہیں، جن کے اشعار آج تک ہمارے سامنے کتاب ''سبع معلقات'' کی شکل میں موجود ہیں، وہ سات شعراء بالترتیب یہ ہیں:

اول: امراء القیس بن حجر بن عمرو کندی ہے۔ پہلا معلقہ اس کا ہے۔

دوم: طرفہ بن العبد البکری، دوسرا معلقہ اسی کا ہے، امراء القیس کے بعد شعراء عرب میں اس کے مثل نہ تھا۔

سوم: زہیر بن ابی سلمٰی ہے، اس کا اصل نام ربیعہ بن رباح ہے، تیسرا معلقہ اس کا ہے۔

چہارم: لبید بن ربیعہ عامری، چوتھا معلقہ اس کا ہے۔

پنجم: عمرو بن کلثوم تغلبی، پانچواں معلقہ اس کا ہے۔

ششم: عنترہ بن شداد عبسی، چھٹا معلقہ اسی کا ہے۔ جبکہ ساتواں معلقہ حارث بن حلزہ یشکری کا ہے، ان سات شعراؔ کی سوانح عمریاں بھی الگ طور پر ہیں۔

شاعر کی تعریف اور فرائض عرفیہ

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ابوخطاب امام اخفش نے سب سے پہلے اشعار کی تشریح کی اور ایک ایک مصرعہ وبیت کی تحقیق لکھی، حالانکہ اس سے پہلے لوگ ان چیزوں سے ناواقف تھے۔ (المزہر)

شاعر کو اس لئے شاعر کہا جاتا ہے کہ وہ ان (خیالی باتوں اور) چیزوں کا ادراک کر لیتا ہے جن کا ادراک دوسرا نہیں کرتا، کسی نے کیا

خوب کہا: **والشعراءُ امراءُ الکلامِ و سَلاطینُ الملامِ، یقصرون الممدودَ و یمدون المقصورَ و یقدمون و یؤخرون و یؤمون و یشیرون و یختلسون و یعیرون و یستعیرون.** یعنی شعراء باتوں کے بادشاہ اور ملامت گروں کے سلاطین ہوتے ہیں، طویل کو مختصر، مختصر کو طویل، مقدم کو مؤخر اور مؤخر کو مقدم کرنا ان کے فرائض میں شامل ہے' دوسروں کے کلام کو اختلاس کرنا اور مستعار لینا اور دینا ان کی عادت ثانیہ ہے۔

رجز کی لغوی تحقیق اور اصطلاحی تعریف

''رجز'' باب نصر ینصر، افتعال اور تفعل سے آتا ہے بمعنی رجز پڑھنا۔ ''الرجز'' شعر کے بحروں میں سے ایک بحر کا نام ہے۔ (کذافی المنجد ص:۲۷۱) اور لغت میں مندرجہ ذیل معنوں کے لئے استعمال ہوتا ہے: (۱) جنگ میں پڑھنے کے اشعار۔ (۲) وہ فخریہ اشعار جن میں سپاہی کی بہادری کی تعریف ہوتی ہے اور میدان جنگ میں پڑھے جاتے ہیں۔ (کذافی فیروز اللغات ص:۷۰۵) ''رجز'' کی اصطلاح تعریف یہ ہے: الرجز: ''**هی جُـمَلٌ تَوْقِفَةٌ مُتَسَاوِيَةٌ فِي الطولِ مُتَشَابِهَةٌ فِي الْفَوَاصِلِ**'' (**کما فی الادب العربی بین عرض و نقد ص: ۲۱**)

رجز کی ابتداء کس طرح ہوئی

جب عربوں میں غناء اور موسیقی کا مذاق بڑھا اور شعر عبادت گاہوں سے نکل کر صحراؤں اور بیابانوں میں پہنچا، دعاؤں کے علاوہ حدی خوانی کی خدمت بھی انجام دینے لگا، تو وزن وقافیہ مل جانے کی وجہ سے رجز کی شکل نمودار ہوگئی۔ قوی گمان یہی ہے کہ رجز کا وزن اونٹ کی چال اور اس کی حرکتوں سے اخذ کیا گیا ہے، اس لئے رجز کی تقطیع اور اونٹ کے قدموں کے پڑنے میں بہت زیادہ مناسبت ہے۔

عربوں کا خیال ہے کہ سب سے پہلے رجز کی ابتداء مضر بن نزار نے اس وقت کی جب اونٹ پر سے گرنے اور اپنے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹنے پر اس نے کہا تھا ''وایداہ'' (ہائے میرا ہاتھ، ہائے میرا ہاتھ) چونکہ اس کی آواز بہت اچھی تھی لہٰذا اونٹوں نے اسے بغور سنا اور تیز رفتاری سے چلنے لگے، چنانچہ حدی خوانی کے لئے انہوں نے اسی وزن کے راگ بنالئے اور اس کا نام ''رجز'' رکھ دیا، پھر سروں اور راگوں کے اختلاف کی وجہ سے متعدد اوزان پیدا ہوئے، چنانچہ فخر وشجاعت اور بہادری کے لئے الگ وزن بنا اور غزل کے لئے الگ، ترنم کے لئے الگ اور اسی طرح تمام دیگر اوزان وجود میں آئے۔ جنہیں خلیل احمد نے پندرہ کی تعداد میں شمار کیا ہے، ان میں سے ہر وزن کو بحر کہا جاتا ہے، اس کے بعد ''اخفش'' نے ان اوزان میں ایک بحر کا اضافہ کیا جس کا نام ''متدارک'' رکھا۔ (ملخص: از تاریخ ادب عربی تصنیف استاد احمد حسین زیات اردو ترجمہ: از عبدالرحمٰن طاہر ص:۷۵)

سجع کی لغوی تحقیق

لفظ ''سجع'' باب فتح یفتح سے آتا ہے بمعنی: مقفی کلام کہنا یا کبوتر کا کوکو کرنا۔ صیغہ صفت: ساجع وسجوع ہے۔ سجع وسواجع جمع ہے۔ ''السجعۃ، والاسجوعۃ بمعنی: مقفی کلام کا ایک ٹکڑا، اساجیع جمع ہے۔ (کمافی المنجد ص:۴۵۸) اور لغت میں مندرجہ ذیل معنوں کے لئے استعمال ہوتا ہے: (۱) خوش الحان پرندوں کی چہچہاہٹ۔ (۲) دو فقروں کے آخری الفاظ کا ہم قافیہ ہونا۔ (۳) ایسا موزوں فقرہ یا مصرعہ جس کے

کچھ ظاہری معنی بھی ہوں اوراس میں کسی شخص کا نام بھی آ جائے، جیسے محمد کالے، کے نام سجع ہے، ہر دم نام محمد کالے۔ (کمافی فیروز اللغات ص:۷۸۲)

اقسام سجع اور رواج سجع

واضح ہو کہ سجع کی تین قسمیں ہیں:

(۱) سجع مطرف: یعنی دولفظوں کے حرف ردی میں موافقت ہو مگر اعداد و وزن میں مخالفت ہو، جیسے: رمیم وامم، اظہار و بہار، عنوان و جان۔

(۲) سجع متوازن: یعنی دولفظوں کے وزن اور اعداد حروف میں موافقت ہو مگر ردی میں مخالفت ہو، جیسے: آفاق وآباد، مطلب و ربط۔

(۳) سجع متوازی: یعنی دولفظوں کے حرف ردی و وزن اور اعداد حروف میں موافقت ہو، جیسے: محی و مجری، قلم ونسم، وطن و چمن، بہار و نگار۔ (کذافی کتاب التعریفات ص:۵۱)

واضح ہو کہ زمانہ جاہلیت میں کاہنوں نے دیوتاؤں سے مناجات کرنے، حکیمانہ مقولوں کو محفوظ رکھنے، پہیلیوں میں جوابات دینے، سامعین کو محو حیرت کرنے کے لئے مسجع نثر اختیار کیا تھا، پھر وہ دعاؤں کے ذریعہ دیوتاؤں سے غیبی معلومات والہامات کے طالب ہوتے تھے اوران کے سربستہ رازوں کو مقفی جملوں کے ذریعہ عوام کو بتاتے اوراس عبارت کا نام سجع رکھتے۔ کیونکہ کبوتر کی آواز کی طرح اس میں بھی ایک ہم آہنگ نغمہ پیدا ہو جاتا تھا۔ (ملخص: از تاریخ ادب عربی ص:۴۷)

ادبی تاریخ کے مختلف زمانے

جاننا چاہئے کہ ادبی تاریخ تقریباً پانچ زمانوں میں تقسیم ہوتی ہے۔ جن کے مطابق عربی اور اسلامی اقوام میں سیاسی واجتماعی انقلابات رونما ہوئے، اور وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) زمانۂ جاہلیت، (۵۰۰ء تا ۶۲۲ء) یہ دور پانچویں صدی عیسوی کے وسط سے شروع ہوتا ہے، جب عدنانیوں نے یمنیوں سے خودمختاری حاصل کی اور ۶۲۲ء میں آغاز اسلام پر یہ زمانہ ختم ہو جاتا ہے۔ اسی دور کے شعرا ''میلہ عُکاظہ'' میں جمع ہو کر اشعار سناتے تھے جن کا کلام پسند کیا جاتا تھا اسے یا تو خانہ کعبہ کے دروازے پر لٹکا دیا جاتا تھا یا ویسے لوگ زبانی یاد کر لیتے تھے۔

(۲) از صدر اسلام تا عہد بنی امیہ (اھ/۶۲۲ء تا ۱۳۲ھ/۷۵۰ء) یہ دور اسلام کے آغاز سے شروع ہو کر ۱۳۲ھ/۷۵۰ء میں عباسی حکومت کے قیام پر ختم ہو جاتا ہے۔

(۳) دور عباسی: یہ دور عباسیوں کی حکومت کے قیام (۱۳۲ھ/۷۵۰ء) سے شروع ہو کر ۶۵۶ھ/۱۲۵۸ء میں بغداد تاتاریوں کے قبضہ میں جانے پر ختم ہوتا ہے۔

(۴) دور ترکی: بغداد تاتاریوں کے قبضہ میں جانے پر اس دور کی ابتداء ہوتی ہے اور ۱۲۲۰ھ/۱۷۹۸ء کے انقلابی تحریک کے شروع ہونے پر اس کی انتہاء ہوتی ہے۔

(۵) دور حاضر (۱۲۲۰ھ/۱۷۹۸ء تا الیوم) محمد علی پاشا کے مصر پر حاکم ہونے سے اس کی ابتداء ہوئی اور اب تک یہی دور جاری ہے۔ (کذافی تاریخ ادب عربی تصنیف استاد احمد حسن زیات)

مقامات نامی چند کتابیں

ادبأ وشعرأ نے مقامات کے نام سے بہت سی کتابیں لکھی ہیں جن کا اجمالی تعارف آ رہا ہے، ''المقام'' بفتح المیم کی جمع ''المقامات'' ہے بمعنی مجلس، سیادت، لوگوں کی جماعت، خطبہ وتقریر، پند ونصیحت، وہ باتیں جو لوگوں کے مجمع میں بیان کی جائیں، آخری مفہوم کے اعتبار سے مقامات کے نام سے متعدد کتابیں وجود میں آئیں۔ المُقام بضم المیم بمعنی اقامت، جائے اقامت اور زمانۂ اقامت۔ (المنجد عربی ص:664)

مقامات میں عموماً مؤلف ومصنف اپنی باتوں کی نسبت کسی اور کی طرف کرتے ہیں، گویا یہ ساری باتیں وہ کہہ رہے ہیں اور وہی بنیادی کردار ہوتے ہیں، پھر ان باتوں کو نقل کرنے والا کوئی اور ہوتا ہے جسے راوی کہا جاتا ہے جبکہ یہ دونوں حضرات نفس الامر کے اعتبار سے فرضی ہوتے ہیں۔ اب چند مقامات کا اجمالی تعارف پیش خدمت ہے۔ جبکہ اس کی ابتدا ابن فارس نے کی ہے پھر اس کے شاگرد علامہ ہمدانیؒ نے اسے پروان چڑھایا۔

(1) مقامات ہمدانی: یہ علامہ بدیع الزمان ہمدانیؒ متوفی 398ھ/ 1007ء کی ہے، 53 مقامات مطبوع اور دستیاب ہیں جبکہ کل مقامات کی تعداد چار سو ہے، اس میں نسبت ابوالفتح اسکندری کی طرف کی گئی ہے اور راوی عیسیٰ بن ہشام ہیں۔

(2) مقامات حریری: یہ علامہ ابو محمد قاسم بن علی محمد البصری، حریری مولود 446ھ/ 1054ء، متوفی 516ھ/ 1122ء کی ہے، کل مقامات کی تعداد پچاس ہے، جن میں سے دس فی الحال درس نظامی میں شامل ہیں۔

(3) مقامات سرقسطی: یہ علامہ السُّر قسطیہ ابن الأشتر کوفی متوفی 358ھ/ 968ء کی ہے، یہ پچاس مقامات پر مشتمل ہے۔ اس میں منذر بن حمام کی زبانی سائب بن تمام کا واقعہ بیان کیا ہے۔

(4) مقامات زمخشری: یہ علامہ جاراللہ زمخشریؒ متوفی 538ھ/1143ء کی ہے۔

(5) مقامات اعظم رازی: یہ علامہ احمد بن الأعظم الرازیؒ متوفی .... کی کتاب ہے، سن تالیف 630ھ/ 1232ء ہے اور تعداد مقامات 12 ہے، راوی القعقاع بن زنباع ہے۔

(6) المقامات المسیحیۃ: یہ علامہ ابوالعباس یحییٰ بن سعید ابن ماری نصرانی بطری الطبیب متوفی 586ھ/ 1190ء کی ہے۔

(7) المقامات الزینیۃ: یہ علامہ زین الدین بن صیقل الجزری متوفی 701ھ/ 1301ء کی ہے، مقامات کی تعداد پچاس ہے، نسبت ابونصر مصری کی طرف ہے اور راوی القاسم بن جریان دمشقی ہیں۔ ابونصر مصری سے کرتے ہیں۔

(8) مقامات سیوطیؒ: یہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ متوفی 911ھ/ 1505ء کی ہے۔ (تاریخ الادب العربی ص:293)

طبقاتِ شعرأ

علمأ وادبأ نے مختلف انداز میں شعرأ کے طبقات بیان کئے ہیں، بعض نے کہا کہ شعرأ کے چار طبقے ہیں: (الف) شعرأ جاہلیت (ب) شعرأ مخضر مین (ج) شعرأ متقدمین اسلام (د) شعرأ متاخرین اسلام۔ بعض نے شعرأ متقدمین اسلام کی جگہ شعرأ مخضرم الدولتین کا ذکر کیا

ہے۔البتہ راقم نے یہاں جس تقسیم کو اختیار کیا ہے وہ یہ ہے:

(1) شعراءِ جاہلیت: دورِ جاہلیت اعلان نبوت بتاریخ 9 ربیع الاول 41 میلادی/12 فروری 610ء بروز پیر کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے، لہٰذا اس سے قبل جو بھی شعراء گزرے وہ شعراء جاہلیت ہیں۔ جیسے امرؤالقیس، طرفہ بن العبد، زہیر بن ابی سلمہ، عمرو بن کلثوم تغلبی اور عنترہ بن شداد عبسی وغیرہ ہیں۔

(2) شعراءِ مخضرمین: یعنی وہ شعراء جنہوں نے زمانۂ جاہلیت و زمانۂ اسلام دونوں پایا ہو، چاہے انہوں نے اسلام قبول کیا ہو یا نہ، جیسے لبید بن ربیعہ عامری، امیہ بن ابی الصلت، عباس بن مرداس سلمی، معن بن اوس مزنی اور حسان بن ثابتؓ۔

(3) شعراءِ اسلامی: یعنی وہ شعراء جنہوں نے صرف اسلام کا دور پایا ہو، اسلامی دور کی ابتداء اعلان نبوت (12 فروری 610ء) سے ہوتی ہے۔یعنی ان شعراء کی ولادت 12 فروری 610ء کے بعد ہوئی ہو۔ جیسے الطرماح بن حکیم، عبداللہ بن ہمّام سلولی، الصلتان العبدی، کعب بن مالکؓ اور عمرو بن ابی ربیعہ وغیرہ۔

(4) شعراءِ اموی: یعنی وہ شعراء جو دولت امیہ (41ھ/ جون 661 تا 132ھ/750ء) میں گزرے، یعنی ولادت و وفات اس دور میں ہوئی۔ جیسے الحکم بن عبدل اسدی، المقنع الکندی، المتوکل لیثی، جریر بن عطیہ اور الاخطل وغیرہ ہیں۔

(5) شعراءِ عباسی: یعنی وہ شعراء جو دولت عباسیہ (132ھ/750ء تا 656ھ/1258ء) میں گزرے، یعنی ولادت و وفات اس دور میں ہوئی۔ جیسے مؤمل بن امیل المحاربی، بدیع الزمان ہمدانی، البحتری، ابونواس اور المتنبی وغیرہ ہیں۔

(6) شعراءِ مخضرم الدولتین: یعنی وہ شعراء جنہوں نے دولت امیہ و عباسیہ دونوں کو پایا ہو۔ جیسے بشار بن برد اور ابوعطاء سندی وغیرہ ہیں۔

(7) شعراءِ متاخرین اسلام: یعنی وہ شعراء جن کی ولادت و وفات یا صرف وفات دولت عباسیہ کے اختتام (656ھ/1258ء) کے بعد ہوئی ہو۔ جیسے فرزدق، صفی الدین حلی، اسماعیل صبری، محمود السامی البارودی اور حفنی ناصف وغیرہ ہیں۔

طبقات شعراء کی یہ تقسیم مذہب کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ زمانے کے اعتبار سے ہے، اسلامی شعراء کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ شعراء مسلمان تھے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ مذکورہ ذکر کردہ اسلامی دور میں گزرے ہیں قطع نظر مذہب کے۔ کما ذکرہ الشیخ جمیل احمد التھانویؒ فی کتابہ ''تراجم الحماسیین''۔

اشعر الشعراء کا تعین

شعراء کے ادوار (زمانۂ جاہلیت کے شعراء، مخضرمی شعراء اور اسلامی شعراء) میں بہت سے شعراء گزرے ہیں، جن میں ایک معتد بہ شعراء کی سوانحِ عمریاں راقم الحروف کی کتاب ''ادباء و شعراء'' اور ''مَطَرُ السَّمَآءِ شرح باب الحماسة'' میں ہیں لیکن ان شعراء میں ''اشعر الشعراء'' (سب سے بڑے شاعر) کون ہیں اس سلسلے میں چند اقوال پیش خدمت ہیں۔

(1) حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ عبداللہ بن عباسؓ سے فرمایا کہ ''اشعر الشعراء'' زہیر بن ابی سلمہ متوفی 609ء ہیں کیونکہ ان کے اشعار میں پیچیدگی نہیں ہوتی اور نہ ہی مدح اور ذم میں مبالغہ ہوتا ہے، جیسا کہ زہیر کا یہ شعر ہے:

وَلَوْ أَنَّ حَمْدًا يُخَلِّدُ النَّاسَ أَخْلَدُوْا ۔۔۔ وَلٰكِنَّ حَمْدَ النَّاسِ لَيْسَ بِمُخْلِدِ

یعنی تعریف اگر لوگوں کو ہمیشہ باقی رکھتی تو آج بہت سے افراد زندہ نظر آتے، لیکن لوگوں کی تعریف کسی کو بقائے دوام نہیں بخش سکتی۔

(2) کتاب نہج البلاغہ مؤلف الشریف الرضی میں حضرت علیؓ کا قول منقول ہے کہ عرب کا بڑا شاعر امرأو القیس ہے۔

(3) ایک مرتبہ حجاج بن یوسف نے قتیبہ سے پوچھا کہ جاہلیت کے بڑے شاعر کون ہیں اور اسلام میں کون؟ قتیبہ نے جواب دیا کہ شعرأ جاہلیت میں ''اشعر الشعرأ'' امرؤالقیس ہے، اس کے بعد طرفہ بن العبد ہے۔ اسلام میں مفاخر و فضائل کے اعتبار سے ''اشعر الشعرأ'' فرزدق ہیں، ہجو بیان کرنے کے اعتبار سے ''جریر'' ہیں اور اوصاف بیان کرنے کے اعتبار سے ''اخطل'' ہیں۔ (دیوان حماسہ طبع مصری)

(4) قیل ''اَشْعَرُ الشعرأ امروُ القیسِ اِذَارَکِبَ، و زُهیرٌ اِذَا رَغِبَ، والنَّابِغَةُ اِذَا رَهِبَ، وَالْاَعشٰی اِذا طَرِبَ'' یعنی امرؤالقیس اشعر الشعرأ ہے جب سوار ہو، زہیر بڑا شاعر ہے جب وہ راغب ہو، نابغہ بڑا شاعر ہے جب وہ خوفزدہ ہو اور اعشیٰ بھی بڑا شاعر ہے جب وہ جھومے۔

(5) ابودرید کا قول ہے کہ عربوں کا فیصلہ ہے کہ حسان بن ثابتؓ شہری شاعروں میں سب سے افضل ہیں، امام اصمعیؒ کا قول ہے کہ حسان فحول شعرأ میں سے ہیں۔ حطیہ کا کہنا ہے کہ حسان اشعر العرب ہیں۔

(6) امام جاحظ کا کہنا ہے کہ شاعر ابونواس سے زیادہ ماہر عربی لغات میں نے کسی کو نہیں دیکھا اور ابونواس شاعری میں بشار کا ہم پلہ ہے۔

(7) امام ثعالبیؒ کا کہنا ہے کہ موجودہ دور میں شاعر الشریف الرضی (ابوالحسن محمد بن الحسین) سے عمدہ اشعار پڑھنے والا اور بہترین مرثیہ کہنے والا پیدا ہی نہیں ہوا۔

(8) الصاحب بن عباد (اصل نام اسماعیل بن عبا بن العبد ہے، بنی بویہ کے سلطان عضد الدولہ کے وزیر تھے، اس لئے الصاحب لقب پڑ گیا ہے، مذہباً رافضی شیعہ تھے، بڑے پائیہ کے ادیب و شاعر، حکیم اور کاتب تھے۔) کا کہنا ہے ''بُدِئَ الشِّعْرُ بِمَلِکٍ وَ خُتِمَ بِمَلِکٍ'' یعنی شعر کی ابتدأ ایک بادشاہ صفت شاعر (امرؤالقیس) سے ہوئی اور انتہا بھی بادشاہ صفت شاعر ابوالفراس حمدانی پر ہوئی، یہ دونوں اشعار کے بادشاہ تھے۔

(9) حضرت امیر اس لئے جریر اشعر الناس ہے۔ (حاشیۃ المعلقات السبع للزّوزنی ص:75)

شعر کے اغراض و مقاصد

شعر کے چند اغراض و مقاصد پیش خدمت ہیں۔

(۱) النسیبُ وَ دَوَاعِیُہ: اس کو تشبیب بھی کہا جاتا ہے۔ (اس کی تفصیلی بحث آ رہی ہے انشاءاللہ)

(۲) الفخر: اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس و قوم کی تعریف و مدح بیان کرے اور اپنے اوصاف حمیدہ و افعال حسنہ و مکارم اخلاق اور اپنے حسب و نسب کی رفعت و عظمت اور اپنے قبیلے کی کثرت اور اپنی شجاعت و بہادری وغیرہ کا تذکرہ کرے بطور فخر و ریاء کے۔

(۳) المدح: کسی ذی شان انسان کے اچھے افعال اور حسن صورت و سیرت کے فضائل و مناقب کا تذکرہ کیا جائے، جیسے مداحین میں زہیر، نابغہ، اعشیٰ وغیرہ ہیں۔

(۴) الرثاء: میت کے فضائل و مناقب کا تذکرہ کیا جائے، اور میت پر پریشانی و غم اور افسوس کا اظہار کیا جائے، اور اس کو عظیم سانحہ و

مصیبت قرار دیا جائے، اور عرب لوگ مرثیئے میں بڑے بادشاہ کی موت اور ممالک کثیرہ وامم قویہ کی مثالیں بیان کرتے تھے۔

(۵) **الھجاء:** کسی انسان اور اس کی قوم وقبیلے کی مذمت کی جائے اور ان سے مکارم اخلاق وافعال حسنہ وغیرہ کی نفی کی جائے، پہلے زمانے میں شعراُ حضرات ہجو ومذمت میں مبالغہ نہیں کرتے تھے۔ لیکن بعد کے شاعروں نے ہجو میں مبالغہ سے کام لینا شروع کردیا، جیسے

"مَاانْصَفَ الْقَوْمُ ضَبَّةُ وَ اُمُّهُ طُرْطَبَّةُ"

(۶) **الاعتذار:** اپنی قوم وجان سے تہمت کو دور کیا جائے اور اپنی برات پر دلائل وبراہین پیش کئے جائیں۔

(۷) **الوصف:** کسی چیز کی حقیقی ونفس الامری حالت وہیئت کو اس طرح بیان کیا جائے کہ سامع کے ذہن میں وہ متحضر ہو جائے، گویا کہ سامع دیکھ رہا ہے۔ لیکن بعض حضرات اس میں بھی مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔

(۸) **الحکمة والمثل:** یعنی حکمت کی باتیں ہوں اور مثالوں کا تذکرہ ہو۔ (کمافی مقدمة القصائد البنوریہ)

تشبیب کی تحقیق اور اس کی اقسام

علامہ باجوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عرب کے اکثر شعراء کی یہ عادت چلی آرہی ہے کہ جب وہ قصائد مدحیہ کہنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کی ابتداء غزل سے کرتے ہیں، جس میں محبوبہ کے خدوخال اور اس کی حسن صورت وسیرت اور وصل وفراق کا تذکرہ ہوتا تھا، اور اس قسم کی غزل کو عرف میں تشبیب اور نسیب کہا جاتا ہے۔

"تشبیب" باب تفعیل کا مصدر ہے جس کے لغوی معنی ایسی غزل کہنا جس میں عشق ومعشوقہ اور عورتوں کے محاسن وصفات کا تذکرہ ہو، اور اس کی چار قسمیں ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں: (۱) پہلی قسم یہ ہے کہ اس میں عاشق اور محبّ کی صفات کا تذکرہ ہو: **کالشغف، والذبول، والحزن، والارق و غیر ذلک.** (۲) محبوبہ ومعشوقہ کی صفات کا تذکرہ ہو، جو عشق ومحبت کے اسباب ہیں، اسباب حسیہ ہوں جیسے: **"حُمْرَةُ الخدودِ وَ رَشَاقَةُ القدود و ما فی معناهما. یا اسباب معنویه هوں: کالجلاله والحیاء والوقار.**

(۳) اس میں ان چیزوں کا ذکر ہو، جن کا تعلق عاشق اور معشوقہ دونوں سے ہے، جیسے **هجر و فصل، وصل، وسلم و اعتذار و وفاء و اخلاف و نحو ذلک.**

(۴) اس میں ان چیزوں کا تذکرہ ہو جن کا تعلق چغلخور، رقیب اور ملامت گر سے ہے۔

متشببین کا ذکر

شعراء عرب اپنی عادت قدیمہ کے مطابق قصائد مدحیہ سے قبل تشبیب کو ذکر کرتے ہیں، مختلف شعراء مختلف معشوقوں اور رفیقوں سے تشبیب کرتے ہیں جیسے: امراء القیس اپنی چچازاد عنیزہ المسماۃ فاطمہ کے ساتھ تشبیب کرتے ہیں، اور طرفہ "خولہ" کے ساتھ، زہیر "ام ادنی" اور سلمہ کے ساتھ، لبید "نوار" کے ساتھ، عمرو بن کلثوم "ام عمرو" کے ساتھ۔ عنترہ، عبلہ اور مالک کی لڑکی کے ساتھ، حارث بن حلزہ "اسماء" کے ساتھ، کعب "سعاد" کے ساتھ، ذی الرمہ "می" کے ساتھ، قیس "لبنی" کے ساتھ، مجنون "لیلیٰ" کے ساتھ، جمیل "بثینہ" کے ساتھ، عرہ "عزہ" کے ساتھ، اور یہ دونوں بنی عذرہ کے ساتھ، فرزدق "نوار" کے ساتھ، ابونواس "نوار" کے ساتھ، بحتری "علوہ" کے ساتھ، مھیار الدیلمی "ام مالک" کے ساتھ، اوس بن حجر "امامہ کے ساتھ، علقمہ الفحل "لیلیٰ" کے ساتھ، نابغہ الذبیانی "امیمہ ومیہ وسعاد"

کے ساتھ حاتم طی ''ام عامر'' کے ساتھ اورنوار کے ساتھ تشبیب کرتے ہیں۔ (کمافی شرح جونفوری)

دیارمحبوبہ اور کھنڈراتِ معشوقہ کی حقیقت

شعراء جاہلیت اور عرب کے لوگ بدوی و دیہاتی اور خیمہ باش ہونے کی وجہ سے ان کا زیادہ تر گزارہ مویشی اور شکار کے گوشت پر ہوتا تھا، اس لئے ان کا بڑا سرمایہ شتر، دنبے، بکریاں، بھیڑ تھا۔ پس جہاں دانہ پانی کی وسعت ہوتی تھی وہاں پڑاؤ ڈالتے تھے، اسی طرح بہت سے قافلے مختلف اقوام کے ایک جگہ جمع ہوجاتے تھے اور ایک دوسرے سے حسن سلوک اور اچھے برتاؤ کا معاملہ ہوتا تھا، جس میں بتقضائے بشری نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں عشق و محبت کا تعلق ہوجاتا تھا چونکہ بسا اوقات عاشق ایک قوم کا ہوتا تو معشوقہ دوسری قوم کی ہوتی تھی، اور حالات کے مطابق وہاں سے کوچ اور سفر کرنا پڑتا تھا۔ مختلف اقوام مختلف جانب چلی جاتی تھیں اور فصل و فراق کا صدمہ ہوتا تھا۔

اور پھر جب ان عاشقوں کا گزران مقامات پر ہوتا اور اپنی معشوقہ کی نشانیاں اور کھنڈرات و علامات دیار دیکھتے تو لڑکپن کی محبت یاد آجاتی، اور پوراواقعہ سامنے آجاتا اور لذت وصال اور صدمہ فراق دل میں جاگزیں ہوجاتا تھا، توفی البدیہہ انہی کھنڈرات اور علامات دیار اور نشانیوں کو خطاب کر کے ایسے ایسے دلسوز اور حیرت انگیز اور تہلکہ مچادینے والے اشعار پڑھتے تھے کہ پتھر بھی پانی ہوجائے۔ جیسے مجنون کے یہ اشعار ہیں:

اَمُرُّ عَلَى الدِّيَارِ دِيَارِ لَيْلٰى   اُقَبِّلُ ذَاالْجِدَارَ وَذَا الْجِدَارَ

مَا حُبُّ الدِّيَارِ شَغَفْنَ قَلْبِى   وَلٰكِنْ حُبَّ مَنْ سَكَنَ الدِّيَارَ

ترجمہ: جب میں محبوبہ لیلیٰ کے در و دیوار اور کھنڈرات کے قریب سے گزرتا ہوں تو دیواروں کو بوسہ دیتا ہوں، دیوار کی محبت و فریفتگی میرے دل میں جاگزیں نہیں ہوئی، بلکہ اس کے مکین (لیلیٰ) کی محبت مجھے ستا رہی ہے۔

محبوبہ واقعی ہے یا فرضی

کبھی تو وصال محبوبہ و فراق یار اور دیار محبوبہ و کھنڈراتِ معشوقہ پر واقعی گذر ہوتا تھا تو شاعر اپنے ساتھ پیش آنے والے مناظر کو اشعار میں بیان کرتے تھے، لیکن کبھی ویسے ہی منظر کو فرضی طور پر سامنے لاکر کسی حسینہ کو اپنی محبوبہ فرض کر کے اشعار کہتے تھے۔

قصائد وابیات کی ترتیب

قصائد وابیات کی ترتیب کے چند طریقے ہیں: (۱) قافیہ: کے مطابق ترتیب دے جائیں جیسے: دیوان المتنبی ہے۔ (۲) ابیات: کے اغراض و مقاصد کے اعتبار سے ترتیب دے جائیں جیسے دیوان حماسہ ہے۔ (۳) سال اور تاریخ کے اعتبار سے ترتیب دے جائیں۔ (۴) کثرت استعمال اور قلت استعمال کے اعتبار سے ترتیب دی جائے۔

عرب کے چند مشہور بازار و میلے

عرب والے تجارتی اغراض کے لئے سال کے مختلف مہینوں میں مختلف مقامات پر میلے اور بازار لگاتے اور ایک بازار سے دوسرے بازار میں آمد و رفت کرتے تھے، جب بہت سے آدمی یکجا جمع ہوجاتے ہیں تو وہ آپس میں گفت و شنید، تبادلۂ خیالات اور شعر و شاعری کی

مجلسیں بھی قائم کرلیتے ہیں جن میں وہ اپنے اہم واقعات، بلند کارنامے اور حسب ونسب کی بڑائیاں بھی بیان کرتے تھے، عرب کے چند مشہور بازار یہ ہیں۔

(الف) عُکَاظ: یہ نخلہ اور طائف کے درمیان مکہ سے تین منزل کی مسافت پر شہر فتق کی طرف ایک بڑے میدان میں لگتا تھا۔ یہ میلہ اشہر حرم شروع ذوالقعدہ سے بیس دن تک مسلسل لگتا ہے، اس کی ابتدا 540ء میں ہوئی اور 129ھ/746ء کو ختم ہوگیا۔

(ب) مَجَنَّة: یہ مکہ سے کچھ میلوں پر نشیبی علاقہ میں ایک جگہ ہے۔ (ج) ذوالمجاز: یہ عرفات کے پیچھے منیٰ کی ایک جگہ ہے۔

(د) دومة الجندل. (ہ) سوق هجر. (و) سوق عمان. (ز) سوق مشقر. (ح) سوق ضمار. (ط) سوق شعر. (ی) سوق عدن. (ک) سوق صنعار. (ل) سوق حضر موت. (م) سوق حباته۔ (نیل الامانی ج:1 ص320 مختصر المعانی ص138)

علامہ ابوتمام اور دیوان حماسہ

نام، سن ولادت اور سلسلۂ نسب

نام حبیب، کنیت ابوتمام، والد کا نام اوس ہے، اور خاندانی تعلق قبیلہ بنوطئی سے ہے۔ سلسلہ نسب یوں ہے، ابوتمام حبیب بن اوس بن الحارث بن قیس بن الاشج بن یحییٰ بن مروان بن سعد بن کاہل بن عمر بن عدی بن عمرو بن یغوث بن طی۔ مصنف دمشق اور طبریہ کے درمیان بلاد "جیدور" کے مضافات میں بستی "جاسم" کے اندر دوسری صدی میں ۱۷۲ھ/ ۷۹۸ء، ۱۸۸ھ/ ۸۰۳ء، ۱۹۰ھ/ ۸۰۵ء، یا ۱۹۲ھ/ ۸۰۷ء میں پیدا ہوئے۔

دمشق کی طرف ہجرت اور شاعری میں شہرت

ان کے والد نصرانی اور جولاہا تھے، اسلئے ان کے والد اپنی بستی "جاسم" سے دمشق منتقل ہوگئے، بچپن میں یہ اپنے والد کے کام میں ہاتھ بٹاتا تھا، جب ذرا جوان ہوا تو مصر چلا گیا، اور فاتح مصر حضرت عمرو بن العاصؓ کی جامع مسجد میں پانی بھرنے کا کام کرنے لگے اور ساتھ ہی مسجد کے بڑے علماء سے علم حاصل کرتے اور ان کے اشعار اور شعراء کے مستقل دیوان بھی یاد کرتے تھے، اور ان کی نقلیں اتارنا شروع کردیا، جس کی وجہ سے خود بھی بڑے شاعر ہوئے، کہا جاتا ہے کہ ابوتمام کو قصائد اور مقاطع کے علاوہ چودہ ہزار ارجوز زبانی یاد تھے۔

اور یہیں سے ان کی شہرت بام عروج تک پہنچی، اور مدحیہ اشعار سنا کر امراء سے انعام واکرام حاصل کرنے لگے، ان کی شہرت نے وقت کے تمام شعراء کے نشیمن کو تہہ وبالا کردیا، بقول علامہ ابوالفرج اصفہانیؒ، "ابوتمام کی زندگی میں کسی شاعر کو ایک درہم بھی شاعری کے ذریعہ نہ مل سکا"۔

شاعر ابوتمام اور عبدالصمد کے درمیان تبادلۂ اشعار

ابوتمام نے بہت سے ممالک کا سفر کیا، امراء وخلفاء کی مدح کی، اور انعامات واکرامات حاصل کئے۔

وہ بصرہ گیا تو وہاں کے شاعر عبدالصمد بن المعذل اس کے آنے کی خبر سن کر گھبرا گیا کہ مبادا لوگ اس سے ہٹ کر ابوتمام کی طرف مائل ہوجائیں۔ اس نے اسے شہر میں داخل ہونے سے پہلے ہی یہ اشعار لکھ کر بھیج دیئے۔

اَنْـتَ بَيْـنَ اثْـنَتَيْـنِ تَبْـرُزُ لِلنَّا　　　سِ وَ كِـلْتَـا هُـمَـا بِوَجْهِ مُذَالِ

لَسْتَ تَنْفَکُّ رَاجِیًا لِوِصَالٍ مِنْ حَبِیْبٍ اَوْطَالِبًا لِنَوَالٍ
اَیُّ مَاءٍ یَبْقٰی لِوَجْھِکَ ھٰذَا بَیْنَ ذُلِّ الْھَوٰی وَذُلِّ السُّوَالِ

(تم اب دوصورتوں کے درمیان ہو۔لوگوں کے سامنے آ ؤیا نہ،مگر دونوں صورتوں میں لٹکے ہوئے منہ کو لئے پھرو گے۔تم نہ تو کسی دوست سے ملنے کی اُمید رکھ سکو گے نہ داد ودہش حاصل کرسکو گے۔آرزو اور سوال کی ذلت کے ساتھ تمہاری کیا آبرو باقی رہ جائے گی۔)

ابن معذل نے یہ اشعار لکھ کر ایک کاغذ فروش کے پاس بھیج دیئے جس کے پاس کہ یہ بیٹھا کرتے تھے۔اور اس سے کہا کہ یہ ابوتمام کو پہنچادینا۔جب ابوتمام آئے اور وہ اشعار پڑھے تو اس خط کو الٹایا اور یہ شعر لکھ دیئے:

أَفِیَّ تَنْظُمُ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْفَنَدِ وَاَنْتَ اَنْقَصُ مِنْ لَا شَیْءَ فِی الْعَدَدِ
اَشْرَجْتَ قَلْبَکَ مِنْ غَیْظٍ عَلٰی حَنَقٍ کَاَنَّھَا حَرَکَاتُ الرُّوْحِ فِی الْجَسَدِ
اَقْدَمْتَ وَیْلَکَ مِنْ ھَجْوِیْ عَلٰی خَطَرٍ کَالْعِیْرِ یَقْدُمُ مِنْ خَوْفٍ عَلَی الْاَسَدِ

کیا تو میرے بارے میں جھوٹ اور عاجزی کا اور باطل قول نظم کرتا ہے۔حالاں کہ گنتی وشمار کے لحاظ سے تو معدوم شے سے بھی کم تر ہے۔تو نے (غصہ سے) اپنے دل میں غیظ وغضب کی گرہ لگائی گویا کہ جسم میں یہ رُوح کی حرکات ہیں۔تیرا ناس ہو تو میری ہجو کر کے خطرے کی طرف بڑھا جیسے گورخر ڈر کے مارے شیر کی طرف بڑھتا ہے۔عبدالصمد آیا،پہلا شعر پڑھا تو کہا دنگے فساد (مناظرے) کا علم تو اُسے خوب ہے۔اُس نے تو معدوم پر کمی وزیادتی کو لازم کردیا۔دوسرا شعر پڑھا تو کہنے لگا،گرہ لگانا تو اوچھی طبیعت کے لوگوں کا کام ہے۔اور اس کی یہاں تو کوئی گنجائش نہیں۔مگر جب تیسرا شعر پڑھا تو اپنا ہونٹ کاٹنے لگا۔

ابودلف عجلی کی مدح اور حصول انعام

جب ابوتمام نے ابودلف العجلی کو اپنا مشہور قصیدہ بائیہ سنایا جس کا مطلع یہ ہے۔

عَلٰی مِثْلِھَا مِنْ اَرْبُعٍ وَمَلَاعِبَ اُذِیْلَتْ مَصُوْنَاتُ الدُّمُوْعِ السَّوَاکِبِ

(ایسے ہی گھروں اور میدانوں پر (بہنے والے اور) بچائے ہوئے آنسو بہائے جاتے ہیں)

تو اس نے اسے بہت پسند کیا اور اسے پچاس ہزار درہم عطا کئے،اور کہا: بخدا تمہارے شعروں کی نسبت یہ رقم بہت حقیر ہے۔پھر اس سے کہا: جس قصیدہ کے ساتھ تو نے محمد بن حُمید الطوسی کا مرثیہ کہا اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔تو ابوتمام نے کہا اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟ تو اس نے کہا: تمہارا وہ رائیہ قصیدہ جس کا مطلع یہ ہے:

کَذَا فَلْیَجِلَّ الْخَطْبُ وَلْیَفْدَحِ الدَّھْرُ فَلَیْسَ لِعَیْنٍ لَمْ یَفِضْ مَآءُ ھَا عُذْرُ

(ایسے ہی مصیبت کو بڑا ہونا اور زمانے کو ان مصائب کو گرانبار بنانا چاہیئے (یعنی یہ سانحہ تو عظیم مصیبت ہے) پس جس آنکھ سے (اس موت پر) آنسو نہ بہیں اُس کے لئے کوئی عذر نہیں۔)

العجلی نے مزید کہا: کاش تمہارے یہ شعر میرے بارے میں ہوتے! تو اُس نے کہا: میں تو امیر پر اپنی جان ومال سے قربان ہوں۔میں اب اُس کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔وہ کہنے لگا: جس کا مرثیہ اس شعر سے کیا جائے وہ مرتا نہیں۔

احمد بن معتصم کی مدح اور حصول انعام

جب اُس نے احمد بن معتصم کو اپنا سینیہ قصیدۂ مدحیہ سنایا جس کا مطلع یہ ہے:

مَا فِیْ وُقُوْفِکَ سَاعَةً مِنْ بَاْسِ   تُقْضِی ذِمَا مَالْاَرْبُعِ الْاَدْرَاسِ

(پرانے کھنڈرات کا حق ادا کرنے کے لئے ان پر گھڑی بھر ٹھہر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے) اسی قصیدہ میں اُس نے یہ شعر کہا:

اِقْدَامُ عَمْرٍ و فِیْ سَمَاحَةِ حَاتِمٍ   فِیْ حِلْمِ اَحْنَفَ فِیْ ذَکَاءِ اِیَاسِ

(اے ممدوح! تجھ میں عَمرو کی جرأت و پیش قدمی، حاتم کی سخاوت، احنف کی بُردباری اور ایاس کی ذکاوت ہے۔)

تو حاضرین میں سے ابو یوسف الکندی بول اٹھا: امیر تو اپنی خوبیوں میں ان لوگوں سے بالاتر ہے۔ تم نے تو اُسے عرب کے بدوؤں سے تشبیہ دے دی۔ اس پر ابو تمام نے اپنا سر جھکا لیا اور فی البدیہہ یہ اشعار کہہ دیئے:

لَا تُنْکِرُوْا ضَرْبِیْ لَهٗ مَنْ دُوْنَهٗ   مَثَلًا شُرُوْدًا فِی النَّدٰی وَالْبَاسِ

فَاللّٰهُ قَدْ ضَرَبَ الْاَقَلَّ لِنُوْرِهٖ   مَثَلًا مِنَ الْمِشْکٰوةِ وَالنِّبْرَاسِ

(میں نے ممدوح کی سخاوت و بہادری کے بارے میں جو کم درجہ کی شخصیتیں بطور مثال پیش کی ہیں، اُن پر بُرا نہ مناؤ کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کے لئے بہت کم درجہ کی مثال طاق اور چراغ کی پیش کی ہے۔)

کہا جاتا ہے کہ جب اس سے تحریر شدہ قصیدہ لیا گیا تو اس میں یہ دو اشعار نہ تھے۔ یہ دیکھ کر لوگوں کو انتہائی حیرت ہوئی، خود ابو یوسف الکندی نے خلیفہ سے سفارش کی کہ ابو تمام کا ہر مطالبہ پورا کر دیا جائے، کیونکہ اس کی فکر اس کے جسم کو اس طرح کھا جائے گی۔ جس طرح تیز تلوار کو اس کی نیام کھا جاتی ہے۔ لہٰذا یہ زیادہ عرصہ تک زندہ نہیں رہے گا۔ چنانچہ احمد بن معتصم نے اسے موصل کے محکمہ ڈاک کا سربراہ بنا دیا۔ ابنِ خلکان کی تحقیق اور ذاتی رائے یہ ہے کہ حسن بن وہب نے اسے موصل کے محکمہ ڈاک کا نگران بنایا، اور مذکورہ بالا قصہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہ قصہ تو احمد بن معتصم یا احمد بن مامون کے بارے میں ہے جن میں سے کوئی بھی خلیفہ نہ تھا۔ بہرحال ابو تمام اس عہدہ پر دو سال تک فائز رہ کر راہیِ مُلکِ عدم ہوا۔

محمد بن عبد الملک کی مدح اور حصول انعام

جب اس نے ایک عمدہ قصیدہ سے محمد بن الملک زیات کی مدح کی تو اس نے کہا: ''اے ابو تمام! تم اپنی شاعری میں جو الفاظ کے جواہر جڑتے ہو اور ان میں انوکھے معانی سے جو حُسن پیدا کرتے ہو وہ حسن و شوکت حسین دوشیزاؤں کے گلوں کے مرصّع ہاروں میں بھی نہیں ہوتی اور جو بڑے سے بڑا انعام تمہاری شاعری کے عوض تمہیں دیا جاتا ہے وہ بہرحال تمہاری شاعری سے کم تر ہی رہتا ہے۔''

ابو الفرج الاصبہانی اسے ''اَمِیْرُ الشُّعَرَاءِ'' کہتا ہے۔

طی کے تین بڑے اشخاص

علماء کا قول ہے کہ قبیلہ طی نے تین اشخاص پیدا کئے جن میں سے ہر ایک اپنی جگہ بے مثال تھا: حاتم الطائی سخاوت میں، داؤد بن

نصیر الطائی زُہد میں اور ابوتمام حبیب بن اوس الطائی شعر وشاعری میں۔ ابوالفرج الاصفہانی اسے "آمِیرُ الشُّعَراء" کہتا ہے۔ ابوتمام سے متعلق ایسی حکایات کثیر ہیں۔

تصانیف: ابوتمام نے مندرجہ ذیل کتب تصنیف کیں: (۱) کِتَابُ الْحَمَاسَةِ (۲) فُحُوْلُ الشُّعَراءِ، اس کتاب میں اس نے جاہلی، مخضرمی اور اسلامی شعراء میں سے ایک کثیر تعداد کا ذکر کیا ہے۔ (۳) کِتَابُ الْاِخْتِیَارَاتِ مِنْ شِعْرِ الشُّعَرَاءِ، (۴) اَلْوَحْشِیَاتُ، (یہ کتاب لمبے لمبے قصیدوں پر مشتمل ہے۔) (۵) نَقَائِضُ جَرِیْرٍ وَالْاَخْطَلِ، (۶) دِیْوَانُ شِعْرِہٖ.

مذھب: کہا جاتا ہے کہ ابوتمام مذہباً نصرانی تھا، مگر اس کے بیت الحرام کی قسم کھانے، نبی کریم کی عزت کرنے اور قرآن پاک کی تعظیم کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مسلمان تھا۔ مگر وہ مسلمان بھی ہو تو اس کا اسلام سطحی تھا۔ مسعودی اور مبرد نے اس پر قلتِ دین کے فتوے لگائے ہیں۔

نمونۂ کلام

(۱) ابوتمام نے حسن بن رجاء کی مدح کرتے ہوئے ایک قصیدہ کہا جس میں سے دو اشعار یہ ہیں:

لَا تُنْكِرِیْ عَطَلَ الْكَرِيْمِ مِنَ الْغِنیٰ ۔۔۔ فَالسَّيْلُ حَرْبٌ لِلْمَكَانِ الْعَالِیْ

وَ تَنْظُرِیْ خَبَبَ الرِّكَابِ يَنُصُّهَا ۔۔۔ مُحْیِ الْقَرِيْضِ اِلٰی مُمِيْتِ الْمَالِ

(تو شریف آدمی کے دولت سے خالی ہونے کو ناپسند نہ کر۔ کیونکہ سیلاب اونچے مقام سے لڑنے والا ہوتا ہے اور تو ان سواریوں کی تیز چال کا انتظار کر جنہیں شعر کو زندہ کرنے والا (خود شاعر) مال کو فنا کرنے والے کے پاس ہانکے جاتا ہے۔)

(۲) بادل کا وصف بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

سَحَابَةٌ صَادِقَةُ الْاَنْوَاءِ ۔۔۔ تَجُرُّ اَهْدَابًا عَلَی الْبَطْحَاءِ

تَجْمَعُ بَيْنَ الضِّحْكِ وَالْبُكَاءِ ۔۔۔ بَدَتْ بِنَارٍ وَ ثَنَتْ بِمَاءِ

(اے خوب بارش لانے والے بادل جو نالے یا وادی پر پلکیں ہانک لاتا ہے۔ ہنسی اور رونے کو یکجا کئے ہوتا ہے۔ آگ کو ظاہر کرتا ہے، اور پانی برساتا ہے۔ (۳) مدح میں کہتا ہے:

اِذَا حَرَّكَتْهُ هَزَّةُ الْمَجْدِ غَيَّرَتْ ۔۔۔ عَطَايَاهُ اَسْمَاءَ الْاَمَانِیِّ الْكَوَاذِبِ

يَرَی اَقْبَحَ الْاَشْيَاءِ اَوْبَةَ اٰمِلٍ ۔۔۔ كَسَتْهُ يَدُالْمَامُوْلِ حُلَّةَ خَائِبِ

وَاَحْسَنَ مِنْ نُوْرٍ تَفَتَّحَهُ الصَّبَا ۔۔۔ بَيَاضَ الْعَطَايَا فِیْ سَوَادِالْمَطَالِبِ

(جب اسے شرافت و کرامت کی لہر آتی ہے تو اس کی بخششیں جھوٹی آرزوؤں کے ناموں کو بدل دیتی ہیں۔ وہ سب سے زیادہ برا ایک ایسے امید رکھنے والے کی واپسی کو جانتا ہے جسے اس شخص نے جس سے امید وابستہ کی جائے ناکام آدمی کا لباس پہنا دیا ہو۔ اسے بخششوں کی وہ سفیدی جو سوالات کی تاریکی میں ہو جاتی (کو روشن کر دیتی) ہے بادِ صبا کی کھلائی ہوئی کلیوں سے زیادہ عزیز ہے۔)

(۴) اس کے دو شعر اور ملاحظہ کیجئے:

نَقِّلْ فُؤَادَكَ حَيْثُ شِئْتَ مِنَ الْهَوٰی ۔۔۔ مَا الْحُبُّ اِلَّا لِلْحَبِيْبِ الْاَوَّلِ

كَمْ مَنْزِلٍ فِی الْاَرْضِ یَأْلِفُهُ الْفَتیٰ وَحَنِیْنُهُ اَبَدًا لِاَوَّلِ مَنْزِلٖ

(عشق میں تو جہاں چاہے اپنے دل کو منتقل کرتا رہ۔ مگر (حقیقی) محبت تو پہلے محبوب سے ہی ہوتی ہے۔ انسان زمین میں (یوں تو) بہت سے مقامات پر آباد ہوتا ہے۔ مگر اس کا اصل، اشتیاق تو پہلی قیام گاہ (جائے ولادت وغیرہ) کے لئے ہوتا ہے۔)

(۵) اپنے ایک شاہکار قصیدے میں کہتا ہے:

غَدَتْ تَسْتَجِیْرُ الدَّمْعَ خَوْفَ نَوَی غَدٍ وَعَادَ قَتَادًا عِنْدَهَا کُلُّ مَرْقَدِ

وَاَنْقَذَهَا مِنْ غَمْرَةِ الْمَوْتِ اِنَّهُ صُدُوْدُ فِرَاقٍ لَا صُدُوْدُ تَعَمُّدِ

فَاَجْرَیٰ لَهَا الْاِشْفَاقُ دَمْعًا مُوَرَّدًا مِنَ الدَّمِ یَجْرِیْ فَوْقَ خَدٍّ مُوَرَّدِ

(اُس نے کل پیش آنے والے فراق کے خوف سے آنسوؤں کی پناہ لینا شروع کی۔ اور اس کا ہر بچھونا قتاد (ایک خاردار درخت کا نام) بن گیا۔ اور اسے موت کی سختی سے اس امر نے بچایا کہ یہ بے رُخی جدائی کی وجہ سے تھی نہ کہ عمدًا۔ پس اس خوف نے اُس کے آنسو خون سے سُرخ کر کے بہادیئے جو (اس کے) سُرخ گال پر نکلے۔)

نام کتاب اور سبب تالیف

تبریزی کا قول ہے کہ ابوتمام کے الحماسہ تالیف کرنے کا سبب یہ ہوا کہ وہ عبداللہ بن طاہر والیٔ خراسان کے پاس آیا۔ اور اس کی مدح کی، عبداللہ کی عادت یہ تھی کہ وہ کسی شاعر کو اس وقت تک انعام نہ دیا کرتا جب تک کہ اسے ابوالعمیثل اور ابوسعید الضریر پسند نہ کرتے۔ لہٰذا اس نے ان دونوں کا قصد کیا اور انہیں اپنا وہ قصیدہ سنایا جس کا مطلع یہ ہے:

هُنَّ عَوَادِیْ یُوْسُفَ وَ صَوَاحِبُهْ فَعَزْمًا فَقَدْ مَا اَدْرَکَ السُّئُوْلَ طَالِبُهْ

(وہ گھوڑے یوسف اور اس کی بیویوں کے ساتھ قتل غارت کرنے والے ہیں، پس پختہ ارادہ درکار ہے کیونکہ کسی طالب حاجت نے اپنی حاجت کو نہیں پایا۔)

جب انہوں نے یہ مطلع سنا تو اس سے اس پر نظر ثانی کرنے کو کہا۔ اس پر اُس نے انہیں مزید شعر سنائے جو انہیں پسند آئے، اور انہوں نے وہ قصیدہ عبداللہ کی خدمت میں پیش کیا اور اُسے ایک ہزار دینار دیئے۔ بعد ازاں وہ خراسان سے عراق لوٹا۔ جب ہمدان آیا تو ابوالوفاء بن سلمہ نے اس کی آمد کو غنیمت سمجھا۔ اسے اپنے ہاں ٹھہرایا اور خوب خاطر مدارات کی۔ اسی اثناء میں بہت برف باری ہوئی جس سے راستے بند ہو گئے۔ ابوتمام افسردہ ہوا۔ مگر ابوالوفاء کو مسرت ہوئی اور اس سے کہا: افسردہ مت ہوئیے اور آرام کیجئے۔ یہ برف ہٹنے میں تو وقت لگے گا۔ پھر اپنا ذخیرۂ کتب اس کے حوالے کیا اور کہا: اس کا مطالعہ کرتے رہئے۔

چنانچہ ابوتمام نے ان تمام شعراء کے کلام کو مطالعہ کر کے اشعار کے متعلق پانچ کتابیں تالیف کیں جن میں ''کتاب الحماسہ'' بھی ہے، اس میں شاعر نے مختلف اصناف کے پسندیدہ اشعار کو منتخب کر کے ایک جگہ جمع کر دیا، جس کا نام شروع میں ''دیوان ابی تمام'' رکھا گیا۔

دیوان حماسہ کی ترتیب نو اور اشاعت

یہ بے ترتیب مجموعہ ایک عرصہ تک بنوسلمہ کے پاس محفوظ رہا، بعد میں ابوبکر صول نامی ایک شخص نے دیوان حماسہ کو حروف کے اعتبار

سے مرتب کیا۔ اور زمانہ کے ستم ظرفی سے یہ کتاب گمنامی میں رہی، اس کے بعد اسے علی بن حمزہ اصبہانی نے انواع کے اعتبار سے مرتب کیا، اس کے بعد بھی یہ علمی خزانہ عرصۂ دراز تک ''آل سلمہ'' کے پاس رہا وہ کسی کو دیتے نہیں تھے یہاں تک کہ کافی عرصہ بعد یہ ''شعری انتخاب'' ابوالعواذل نامی شخص کے ہاتھ لگا، انہوں نے اس ''شعری انتخاب'' کو ہمدان سے اصفہان لے آیا، جب اصفہان والوں کو اس کتاب کا پتہ چلا تو وہ سب اس کے دلدادہ ہوگئے، یوں یہ کتاب دنیا کے سامنے آگئی، اور اسی شعری انتخاب کو لوگ ''حماسہ، یا دیوان حماسہ'' کہتے ہیں۔ اور اس کی شہرت اتنی ہوئی کہ چالیس کے قریب اس کی شروحات لکھی گئیں۔ اور یہ انتخاب اتنا پسند کیا گیا کہ بعض لوگوں نے کہا ''یہ انتخاب ابوتمام کی شاعری سے بھی اعلیٰ و فائق ہے''

ابوالفرج اصفہانی اور امام مبرد کا کہنا ہے کہ ابوتمام کے کافی اشعار ایسے ہیں جو دیوان حماسہ میں شامل نہیں کیے گئے، یہ کتاب پہلی مرتبہ مصر سے شائع ہوئی، پھر بیروت سے۔

ابواب کتاب الحماسہ

کتاب الحماسہ دس ابواب میں منقسم ہے، کوئی باب بڑا ہے کوئی چھوٹا، پہلے باب کا نام باب الحماسہ ہے جو تمام کتاب کا تقریباً ایک تہائی حصہ گھیرے ہوئے ہے۔ اسی کی وجہ سے کتاب کا نام کتاب الحماسہ ہے۔ باقی ابواب کے نام ترتیب وار یہ ہیں:

(۲) بَابُ الْمَرَاثِیْ (۳) بَابُ الْاَدَبِ (۴) بَابُ النَّسِیْبِ (۵) بَابُ الْهِجَاءِ (۶) بَابُ الْاَضْیَافِ وَالْمَدَائِحِ (۷) بَابُ الصِّفَاتِ وَمَا اخْتَارَمِنْهُ (۸) بَابُ السَّیْرِ وَالنُّعَاسِ (۹) بَابُ الْمُلَحِ (۱۰) بَابُ مَذَمَّةِ النِّسَاءِ۔

بحور کتاب الحماسہ

ابوالعلاء کا قول ہے کہ ابوتمام نے جو اشعار اس کتاب میں جمع کیے ہیں وہ مندرجہ ذیل بارہ بحور میں ہیں، (۱) اَلطَّوِیْلُ (۲) اَلْمَدِیْدُ (۳) اَلْبَسِیْطُ (۴) اَلْوَافِرُ (۵) اَلْکَامِلُ (۶) اَلْهَزَجُ (۷) اَلرَّجَزُ (۸) اَلرَّمَلُ (۹) اَلسَّرِیْعُ (۱۰) اَلْمُنْسَرِحُ (۱۱) اَلْخَفِیْفُ (۱۲) اَلْمُتَقَارِبُ۔ اور مندرجہ ذیل تین بحور کو چھوڑ دیا: (۱) اَلْمُضَارِعُ (۲) اَلْمُتَضَیَّفُ (۳) اَلْمُجْتَثُّ۔

اور تہتر (۷۳) ضروب میں سے اُنتیس ۲۹ ضروب شامل کی ہیں، اور پانچ قوافی میں سے مندرجہ ذیل چار قوافی شامل کیے ہیں: (۱) اَلْمُتَدَارِکُ (۲) اَلْمُتَرَاکِبُ (۳) اَلْمُتَوَاتِرُ (۴) اَلْمُتَرَادِفُ اور اَلْمُتَکَادِسُ کو چھوڑ دیا۔

ان کے علاوہ تین شاذ اوزان شامل کیے ہیں جن میں سے پہلا یہ قول۔

اِنَّ شِوَاءً وَ نَشْوَةً۔ وَ خَبَبَ الْبَازِلِ الْاَمُوْنِ ہے۔ دوسرا اَلسُّلَیْکُ یا اُمِّ تَابَّطَ شَرًّا کا قول۔

طَافَ یَبْغِیْ نَجْوَةً مِنْ هَلَاکٍ فَهَلَکْ

اور تیسرا اَلْمَخْزُوْمِیَّةُ کا قول۔

اِنْ تَسْأَلِیْ فَالْمَجْدُ غَیْرُ الْبَدِیْحِ قَدْ حَلَّ فِیْ تَیْمٍ وَّ مَخْزُوْمٍ

عنوانات باب الحماسہ

باب الحماسہ کے کل عنوانات (نام شعراء) ۲۶۲ ہیں جن میں مکررات (یعنی ایک شاعر کا نام کئی جگہوں پر ہے) ۵۲ ہیں، جن شعراء کا

نام مکرر آیا ہے ان شعرا کی تعداد ۳۶ ہے، اور جس عنوان میں کسی بھی شاعر کا نام نہیں ہے یعنی مبہم ہے ایسے عنوانات ۴۹ ہیں تو گویا صرف ۱۶۱ عنوانات ایسے ہیں جن میں شاعر کا نام مذکور ہے۔

وفات

کہا جاتا ہے کہ ابوتمام نے زندگی کی بمشکل چالیس بہاریں دیکھی تھیں کہ موصل میں ذوالقعدہ ۲۳۱ھ/ ۸۴۵ء یا جمادی الاولی ۲۲۸ھ/۸۴۲ء یا ۲۲۹ھ/۸۴۳ء یا محرم ۲۳۲ھ/ ۸۴۶ء (روایات مختلف ہیں) میں وفات پائی۔

البحتری کا قول ہے کہ ابو نهشل بن حُمَيد الطُوسي نے اس کی قبر پر ایک گنبد بنادیا۔ ابن خلکان کا بیان ہے کہ اس نے اس کی قبر موصل میں باب المید ان سے باہر ایک خندق کے کنارے دیکھی جس کے متعلق عام لوگ کہتے تھے کہ یہ شاعر تمام کی قبر ہے۔

بہت سے حضرات نے ابوتمام کے مرثیے میں اشعار کہے، شرف الدین ابوالمحاسن محمد بن عثنین نے کہا۔

سَقَى اللّٰهُ رُوْحَ الْغُوْ طِيِّيْنَ وَلَا ارْتُوْتَ مِنَ الْـمُـوْصِلِ الْـجَدْبَـا إِلَّا قُبُـوْرَهَا

حسن بن وهب نے کہا

فَجَمْعُ الْقَـرِيْـضِ بِخَـاتَمِ الشُّعَرَا وَ غَـدِيْـرُ رَوْضَتِهَـا حَبِيْـبُ الطَّـائِـیُ

مَـاتَـا مَـعًـا فَتَجَـاوَرَافِيْ حُفْـرَةٍ وَكَـذٰلِكَ كَـا نَـاقَبْـلُ فِي الْاحيـا

(1) ترجمہ: اللہ تعالیٰ غوطہ (میں موجود قبروں کی روحوں کو سیراب کرے اور موصل جدباً کے ارتوت کی قبروں کو بھی باران رحمت سے سیراب کرے۔ (2) اشعار کا جمع وعمدہ انتخاب تو خاتم الشعراً کا کام ہے اور حبیب الطائی تو اس باغ اشعار کا گہرا تالاب ہے، پس دونوں ایک ساتھ قبر میں چلے گئے جس طرح زندگی میں دونوں ایک ساتھ رہتے تھے۔

تسامحات ونوادراتِ حماسہ

مشہور مقولہ "يجوز في الشعر مالا يجوز في غيره" کے مطابق ظرف کی طرح شعر میں بھی کافی گنجائش ہوتی ہے، بعض امور عام حالات میں ناجائز ہونے کے باوجود ابیات واشعار میں جائز ہوتے ہیں اسے "ضرورت شعری" کا نام دیا جاتا ہے، اس قسم کے کچھ امور "باب الحماسہ" میں ہیں جنہیں تسامحات کا نام دیں یا نوادرات کا عنوان اختیار کریں یا ضرورت شعری سے تعبیر کریں۔

اشعار کی غلط نسبت

شاعر ابوتمام نے اپنی کتاب "حماسہ" کے باب الحماسہ میں بعض اشعار کی نسبت شاعر کی طرف غلط کی ہے یعنی اشعار کسی اور شاعر کے ہیں اور نسبت کسی اور شاعر کی طرف کردی گئی ہے، ممکن ہے کہ ایسا تسامحاً ہوا ہو یا اختلاف اقوال میں اپنے نزدیک صحیح کو راجح قرار دیا ہو، چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

(۱) ص:۳۲۔قال الفَرَّار السُّلمي ،شاعر کا نام حبّان يا حيّان بن الحكم ہے۔ الفرار لقب ہے، یہ لقب یزید بن الاخنس نے دیا ہے۔ (حاشیہ شیخ الادبؒ)

(۲)ص:۳۳۔قال الشداخ بن يعمر الكناني۔اس عنوان کے تحت درج شدہ اشعار''شداخ یعمر کنانی'' کے ہیں،(حاشیہ شیخ الادبؒ)

(۳)ص:۴۲۔قال ابنه مسور حين عرض عليه سعيد بن العاص الخ ۔درج شدہ اشعار ایک قول کے مطابق مسور بن زیادة کے چچا عبدالرحمٰن بن زید کے ہیں۔(حاشیہ شیخ الادبؒ)

(۴)ص:۵۱۔قال الاعرج المَعْنِيّ،درج شدہ اشعار شاعر''عمرو بن يثربي''کے ہیں۔(حاشیہ شیخ الادبؒ)

(۵) ص:۵۲۔قال ابو حنبل الطائي،درج شدہ اشعار شاعر''عامر بن جوین''کے ہیں نہ کہ ابوحنبل کے(حاشیہ شیخ الادبؒ)

(۶)ص:۵۳۔قال يزيد بن حمار السكوني يوم ذي قار،درج شدہ اشعار شاعر''عدی بن یزید بن حمار سکونی''کے ہیں۔(حاشیہ شیخ الادبؒ)

(۷)ص:۵۸۔قال يحيى بن منصور الحنفي،درج شدہ اشعار اسلامی شاعر''موسیٰ بن جابر الحنفی'' کے ہیں۔(حاشیہ شیخ الادبؒ)

(۸)ص:۵۹۔قال حسان بن نشبة العدوي،اس عنوان کے تحت درج شدہ اشعار شاعر''جساس بن نشبہ عدوی''کے ہیں(حاشیہ شیخ الادبؒ)

(۹)ص:۶۹۔قال بشامة بن حزن النهشلي،درج شدہ اشعار شاعر''بشامہ بن عذیر'' کے ہیں۔

(۱۰)ص:۱۰۳۔قال قبيصةُ بن النصراني،ایک قول کے مطابق درج شدہ اشعار ابوایاس بن قبیصہ کے ہیں۔(دیوان حماسہ مطبوعہ مصر)

(۱۱)ص:۱۱۵۔قال قُرَّادبن عَبَّاد، درج شده اشعار قُرَّاد بن العيار بن محرز بن خالد کے ہیں۔(حاشیہ شیخ الادبؒ)

(۱۲)ص:۱۱۹۔قال اخو حُزابة او ابن حُزابة درج شدہ اشعار ابن حزابہ کے ہیں۔

(۱۳)ص:۱۲۱۔قال الهذلول۔درج شدہ اشعار سعدی کے ہیں نہ کہ ہذلول بن کعب العنبری کے۔(الکامل للمبرد،حاشیہ شیخ الادبؒ)

(۱۴)ص:۱۲۶۔قال العُديل بن الفرخ العجلي (ويلقب بالعباس وهو من رهط ابي النجم العجلي) اس عنوان کے تحت درج شدہ اشعار''ابي الاخيل العجلي''کے ہیں۔(حاشیہ شیخ الادبؒ)

(۱۵)ص:۱۳۰۔قال اُمية بن ابي الصلت ۔درج شدہ اشعار ابن عبدالاعلی یا ابی العباس الاعمی کے ہیں۔(تفسیر قرطبی، دیوان حماسہ مطبوعہ مصر۔معارف القرآن تفسیر سورۂ بنی اسرائیل،تفسیر روح المعانی) یہ چند مثالیں بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں ورنہ اور بھی ہیں جو متعلقہ مقام پر راقم کی شرح''مَطَرُ السَّماء شرح باب الحماسہ''میں مذکور ہیں۔

شاعر کا عدم ذکر

شاعر ابوتمام نے اپنی تالیف''حماسہ'' کے باب الحماسہ میں بہت سے اشعار کے شاعر کا یا تو ذکر ہی نہیں کیا یا ایسا عنوان اختیار کیا جس سے شاعر کا پتہ نہیں چلتا،اگر گول مول عنوان کے بجائے شاعر کا نام لکھ دیا جاتا تو بہتر تھا، چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔اگر چہ اس قسم کے عنوانات باب الحماسہ میں ۴۹ ہیں۔

(۱)ص:۲۰۔قال بعض بني قيس بن ثعلبة

(۲)ص:۲۴۔قال بعض بني تيم الله بن ثعلبة، درج شدہ اشعار کا شاعر''علقمه بن شيبان''ہے جو زمانۂ جاہلیت میں منذر ذی القرنین کے عہد میں گزرا ہے،(حاشیہ شیخ الادبؒ)

(۳)ص:۲۸۔قال بعض بني بولان من طي

(۴) ص:۳۲۔قال بعض بنی اسد، درج شدہ اشعار معقل بن عامر کے ہیں۔

(۵) ص:۸۸۔قال بعض بنی جُهينة في وقعة كلب و فزاره، یہاں سنان بن جابر مراد ہے۔(حاشیہ شیخ الادبؒ)

(۶) ص:۳۰۔۴۷۔۴۷۔میں عنوان ''قال عنتره'' ہے، یہاں یہ وضاحت نہیں ہے کہ کونسا ''عنتره'' ہے، ایک عنترہ بن الاخرس ہے، جس کا ذکر ص:۳۸' پر ہے اور ایک عنترہ بن عمر العبسی ہے۔

فنی غلطی یا ضرورتِ شعری

باب الحماسہ میں بعض فنی اور ادبی غلطیاں بھی ہیں جنہیں ضرورت شعری یا نادر الوقوع اصطلاح کا نام بھی دیا جاسکتا ہے۔ بطور نمونہ چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

(۱) ص:۳۵۔''فاذا رميتُ يُصيبُني سهمي'' اس مصرع میں چونکہ ''يُصِيبني الخ'' جزاً واقع ہے اس لئے بحذف الیأ ''يُصِبْنِيْ'' ہونا چاہئے تھا۔

(۲) ص:۵۶۔''قال ابو النشناش'' اس عنوان کے تحت آٹھ اشعار مذکور ہیں، ان میں شعر ثالث اور آخری شعر میں لفظ ''ركائبه'' استعمال ہوا ہے جو کہ تکرار ہے ''ولا يخفي عليك ان في الابيات تكرار القافية عيبٌ عندالمتقدمين'' کمافی حاشیۃ شیخ الادبؒ۔

(۳) نکرہ مبتدأ۔نحوی قاعدہ کے مطابق مبتدا کا معرفہ ہونا ضروری ہے لیکن اگر تخصیص پائی جائے تو نکرہ بھی مبتدا بن سکتا ہے، لیکن باب الحماسہ میں نکرہ بغیرِ تخصیص کے مبتدأ واقع ہوا ہے جیسے ص:۱۳۴ پر یہ شعر ہے:

فِدىً لِفَوارِسِ المُعلمين تحت العجاجةِ خالي وعم

اس شعر میں ''فدیً'' نکرہ مبتدا ہے اور خبر ''خالي و عم'' ہے، اگر ''خالي و عم'' کو مبتدأ مؤخر قرار دے کر ''فِدیً'' کو خبر مقدم قرار دیا جائے تو اس صورت میں ''فدیً'' تثنیہ ہونا چاہئے تھا، ہاں اگر ''فدیً'' کو مصدر قرار دیا جائے تو تثنیہ ہونے کی ضرورت نہیں ہوگی یا اشعار میں جائز ہو۔

(۴) غیر ندأ میں منادی مرخم۔نحوی قاعدہ کے مطابق منادی میں ترخیم جائز ہے البتہ غیر ندأ میں ترخیم فصاحت کے خلاف ہے، لیکن باب الحماسہ ص:۵۸ پر غیر ندأ میں ترخیم ہوئی ہے جیسے یہ شعر ہے: ''لِحَارِ بن كعب لا لجرمٍ وراسب'' اس مصرع میں ''لحار'' اصل میں ''لِحَارث'' تھا۔

(۵) اضافۃ الشیئ الی نفسہٖ۔نحوی قانون کے مطابق مضاف و مضاف الیہ میں تغیر ضروری ہے اس لئے اضافة الشيئي الي نفسه خلاف فصاحت ہے لیکن باب الحماسہ ص:۱۳۳ پر اس مصرع میں اضافۃ الشیئ الی نفسہٖ ہے ''والخيلُ فِيْ نقعِ العجاجِ ازومُ'' لفظ ''نقع'' کی اضافت لفظ ''الحجاج'' کی طرف اضافة الشيئي الي نفسه ہے کیونکہ دونوں کے معنی غبار کے ہیں، ممکن ہے یہ جواب دیا جائے کہ یہاں لفظاً تغیر ہے یا ''نقع'' بمعنی زیادہ غبار اور ''العجاج'' بمعنی کم غبار مراد ہے، اس لئے اضافة الشيئي الي نفسه نہیں ہے۔

(۶) مبتدأ و خبر دونوں معرفہ۔نحوی قاعدہ کے مطابق اگر مبتدأ و خبر دونوں معرفہ ہوں تو درمیان میں ضمیر فصل لانا ضروری ہے تاکہ موصوف وصفت کا شبہ نہ ہو لیکن باب الحماسہ ص:۱۲۷، پر ایک شعر میں مبتدأ و خبر دونوں معرفہ ہیں اور ضمیر فصل نہیں ہے جیسے ''ابو هم ابي عند المزاحةِ والجِدِّ'' اس مصرع میں ''ابو هم'' مبتدأ اور ''ابي'' خبر ہے، اسی طرح ص:۱۲۸، پر یہ مصرع ہے ''بني بطنها هذا

الضلالُ عن القصد" اس مصرع میں "هذا" مبتدا اور "الضلال" خبر ہے، دونوں معرفہ ہیں تاہم ضمیر فصل نہیں ہے۔
ہاں اگر مبتدا محذوف ہو تو ضمیر فصل ضروری نہیں ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔ فَقَالَ ابو امامة "کلابُ النّارِ شرُّ قتلی" (طیبی ج:۷ص:۱۱۷) یہ اصل میں "هم کلابُ النار" ہے۔

(۷) خلاف قیاس تبدیلی۔ نحوی قاعدہ کے مطابق کسی حرف کو کسی حرف کے ساتھ قانون کے مطابق تبدیل کرنا جائز ہے لیکن باب الحماسہ ص:۱۲۳، پر ہمزہ استفہام کو خلاف قیاس "ها" سے تبدیل کر دیا گیا ہے، مصرع یہ ہے "بنیی هیضم هَوَ جَدْتمانی" یہ اصل میں "اَوجد تمانی" تھا، ہمزہ استفہام کو خلاف قیاس "ها" سے بدل دیا گیا ہے۔

(۸) تکرار اشعار۔ بلاوجہ ابیات و مصرع کا تکرار فصاحت کے خلاف ہے لیکن باب الحماسہ ص:۱۲۲، پر مصرع "اِن یک ظنّی صادقا و هو صادقی" مکرر ہے۔

(۹) عطف الشیئ علی نفسہ۔ نحوی قاعدہ کے مطابق معطوف اور معطوف علیہ میں تغیر ہونا ضروری ہے اس لئے عطف الشیئ علی نفسہ فصاحت کے خلاف ہے لیکن بابب الحماسہ ص:۱۲۰، پر ایک مصرع میں یہ عیب ہے "اَمَّا حکیمٌ فالتمستُ دماغهُ و مقیلَ هامته" میں جو مفہوم "دماغه" کا ہے وہی مفہوم "مقیل هامته" کا بھی ہے لہٰذا عطف الشیئ علی نفسہ ہے جو کہ فصاحت کے خلاف ہے۔

(۱۰) فارسی کو عربی بنانا۔ فارسی زبان سمیت کسی بھی زبان کے الفاظ کو بلاوجہ عربی بنالینا نامناسب ہے لیکن باب الحماسہ ص:۱۲۲، پر ایسا ہوا ہے جیسا کہ مصرع ہے "اَغنٌ علیه الیارقان مشوف" یارہ فارسی میں کنگن کو کہا جاتا ہے، "الیارقان" اسی کا تثنیہ ہے۔

(۱۱) ص:۳۲۔ "قال بعض بنی اسد" اس عنوان کے تحت پانچ اشعار ہیں، ان پانچ اشعار کا جو پس منظر حاشیہ شیخ الادبؒ میں مکتوب ہے وہ "مبنی علی التسامح" ہے۔

(۱۲) ذم اور مدح دونوں کا احتمال۔ باب الحماسہ میں کچھ اشعار ایسے بھی ہیں جن میں مدح اور ذم دونوں کا احتمال ہے جیسے ص:۱۷، پر یہ اشعار ہیں۔

اِنّی رأیتک تقضی الدَّین طالبه وقطرة الدم مکروهٌ تقاضیها

دونوں قسم کے ترجمے شرح ہذا (سطر السمآ شرح باب الحماسه) یا حاشیہ شیخ الادبؒ میں ملاحظہ کرلیں۔

(۱۳) غیر متعلقہ اشعار۔ باب حماسہ کا مطلب یہ ہے کہ اس میں وہ اشعار درج ہوں جن میں دلیری و بہادری کا ذکر ہو لیکن کچھ اشعار ایسے بھی ملتے ہیں جن میں صراحۃً و کنایۃً شجاعت و بسالت کا تذکرہ نہیں ہے لہٰذا انہیں اس باب میں شامل کرنا تسامح ہے جیسے ص:۵۳ پر عنوان "قال یزید بن حمار الخ" کے ماتحت چار اشعار اور عنوان "قال آخر" کے تحت دو اشعار ہیں، اسی طرح ص:۴۸، پر عنوان "قال آخر" کے تحت دو اشعار ہیں "لایمنعنک خفض العیش الخ" اور ص:۵۰ پر عنوان "قال آخر و هو اسحاق بن خلف" کے تحت پانچ اشعار ہیں۔ ان اشعار کا ذکر باب الحماسہ میں مبنی علی التسامح ہے۔ اسی طرح ص:۱۳۰ پر امیہ بن ابی الصلت کی طرف منسوب اشعار اور ص:۱۳۱ پر ایک خاتون کے اشعار ہیں۔

نوادراتِ حماسہ

(۱) **المنصفات**۔ شاعر عموماً اپنے شعر میں طرفداری یا مبالغہ آمیزی کا مظاہرہ کرتا ہے، صرف اپنے یا اپنے خاندان کی شجاعت و بسالت اور سخاوت کا تذکرہ کرتا ہے اور مد مقابل کے فضائل و مناقب کا یا تو تذکرہ کرتا ہی نہیں یا نفی میں تذکرہ کرتا ہے، لیکن بعض اشعار ایسے ہوتے ہیں جومبنی برحق ہوتے ہیں اور مد مقابل کا تذکرہ بھی صحیح انداز میں ہوتا ہے، اس قسم کے اشعار کو "المنصفات" کہا جاتا ہے، باب الحماسہ میں ایسے اشعار بھی ہیں جیسے ص:۷۷، پر شاعر عباس بن مرداس سلمی کے چار اشعار ہیں "فلم ارى مثل الحى حيًّا مصبّحا" الخ۔ اسی صفحہ پہ شاعر عبدالشارق بن عبدالعزیٰ کے پندرہ اشعار ہیں "ألا حُيِيتِ عنَّا ياۤرُدينا" الخ یہ سب اشعار منصفات میں داخل ہیں۔

(۲) **ماں کی طرف نسبت**۔ عموماً نسبت باپ کی طرف ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے عبداللہ بن ابوبکر کیونکہ نسل باپ کی طرف سے ہوتی ہے، باپ کے بجائے لڑکے کی نسبت ماں کی طرف کرنا بلاضرورت شدیدہ نامناسب ہے، لیکن باب الحماسہ میں متعدد ایسے شعرا ملتے ہیں جن کی نسبت ماں کی طرف کی گئی ہے، جیسے ص:۱۱۲، میں یہ عنوان ہے "قال اوس بن حبنا" حبنا ماں کا نام ہے، ص:۱۰۶، میں یہ عنوان ہے "قال خُفاف بن ندبه" ندبہ ماں کا نام ہے، اسی طرح "عمرو بن ھند" میں ھند ماں کا نام ہے۔ صحاح ستہ کی مشہور کتاب "ابن ماجہ" میں ایک قول کے مطابق ماجہ ماں کا نام ہے۔ "شُرحبِيل بن حسنة" میں "حسنة" ماں کا نام ہے۔ (ابوداؤد ج:1 ص 304) قاتل ابوجہل معوذ بن عفرأ میں "عفرأ" ماں کا نام ہے۔ (بذل المجہود ج:5 ص:15)

(۳) **مبتدأ سے حال**۔ عام طور پر ذوالحال فاعل یا مفعول ہوتا ہے لیکن کبھی کبھار دیگر مشتقات سے بھی حال واقع ہوتا ہے جس کی تفصیل راقم الحروف کی کتاب "مقدمات علوم درسیہ" میں ہے البتہ مبتدأ سے حال واقع ہونا نادرالوقوع ہے، مفصل، کافیہ اور شرح جامی کی عبارت "وَحَضَاجرُ علمًا للضبع" کے بارے میں محشین نے لکھا ہے کہ لفظ "علمًا" مبتدأ "حضاجرُ" سے حال واقع ہے، اسی طرح حماسہ میں بھی ہے مثلاً ص:۵۱، پر یہ مصرع ہے "اَنَا اَبُوْ بَرْزَةَ اذ جدَّالوهل" اس مصرع میں "ابو برزةَ" منصوب ہے جوکہ مبتدأ "انا" سے حال واقع ہے۔

(۴) **منصوب بنزع الخافض**۔ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جر دینے والے عامل (حرف جر وغیرہ) کو حذف کر کے مجرور کو منصوب پڑھنا ہے، اس اصطلاح کا استعمال بھی حماسہ میں ہوا ہے جیسے ص:۱۳۵ پر یہ مصرع ہے "وقد شبّهوا العيرَ افراسنا" یہاں "العيرَ" اصل میں "بالعيرِ" تھا۔

(۵) **بغیر عطف تعدد خبر**۔ عطف کے ساتھ تعدد خبر کی مثالیں تو بہت ملتی ہیں لیکن بغیر عطف کے تعدد خبر کی مثالیں کم ملتی ہیں، باب الحماسہ میں ہے، مثلاً ص:۱۳۱، پر یہ مصرع ہے "كانك انت المنعم المتفضّل" اس میں "المنعمُ" خبر اول اور "المتفضّل" خبر ثانی ہے اور درمیان میں حرف عطف نہیں ہے۔

(۶) **تعدد مبتدأ**۔ تعدد مبتدأ کی مثالیں بھی کم ملتی ہیں۔ بلکہ عام کتب نحو میں یہ قاعدہ بھی نہیں ملتا تاہم تعدد مبتدأ واقع ہے جس کی تفصیل کتاب "مقدمات علوم درسیہ" میں ہے، حماسہ میں بھی تعدد مبتدأ کی مثال ہے جیسے ص:۱۲۱ پر یہ مصرع ہے "اَبَعْلِىَ هٰذا بالرّحا المتقاعس" اس مصرع میں ہمزہ للتعجب مبتدأ اول اور "بعلى" مبتدأ ثانی ہے جبکہ "هٰذا" خبر ہے۔

(۷) فعل ماضی پر دخول لا۔ عام حالات میں فعل ماضی پر لا نافیہ کا دخول ممنوع ہے لیکن چند شرائط کے تحت جائز ہے جس کی تفصیل ''مقدمات علوم درسیہ'' میں ہے، حماسہ میں کئی جگہیں ایسی ہیں کہ جہاں فعل ماضی پر لا نافیہ بغیر تکرار کے داخل ہے جیسے (الف) ص:۱۱۹، پر یہ مصرع ہے۔ ''وَلَا تَكَاءَ دَنی عن حاجتی سفرُ'' (ب) ص:۱۲۳ پر یہ مصرع ہے ''فَمَا زلقتُ وَلَا ابدیتُ فاحشةً'' (ج) ص:۳۹ پر یہ مصرع ہے ''وَمَا منعت دارٌ ولا عزًّا هلُها.''

تکرار کے ساتھ فعل ماضی پر لا کا دخول حدیث میں ہوا ہے جیسے یہ حدیث ہے ''کیفَ اَغْرَمُ مَنْ لا شَرِبَ وَلا اَکَلَ وَلا نَطَقَ وَلا استَهَلَّ وَ مثلُ ذالک یُطَلُّ.'' (طیبی ج:۷. ص:۸۲) اور قرآن پاک میں آیت ''فلا صَدَّقَ وَلا صَلّٰی الخ'' ہے۔

(۸) تنازع فعلین۔ یہ ایک نحوی اصطلاح ہے، اس کی مثال بھی حماسہ میں ہے جیسے ص:۱۲۹، پر یہ مصرع ہے ''بعُکاظ یُعشنی الناظرین اذا هم لمحوا شعَاعه'' یہاں ''یُعشنی'' اور ''لمحوا'' دونوں ''شعاعه'' کو اپنا معمول بنانے کے لئے تنازع کر رہے ہیں۔

(۹) عاملین مختلفین پر عطف۔ یعنی عاملین مختلفین کے معمولین مختلفین پر عطف عام حالات میں خلاف فصاحت ہے لیکن اس قسم کی عبارت حماسہ میں ہے جیسے ص:۱۱۴، پر یہ مصرع ہے۔ ''وَ فِیُ اللینِ ضُعفٌ و الشراسةِ هیبةٌ'' اس میں ''الشراسةِ'' کا عطف اللین پر ہے جو کہ حرف جار کا معمول ہے اور ''هیبةٌ'' کا عطف ''ضُعفٌ'' پر ہے جس کا عامل ابتداء ہے۔ جیسے درج ذیل مثال میں ہے۔ ''فی الدارِ زیدٌ والحجرةِ عمرٌو''

(۱۱) اضمار قبل الذکر۔ یعنی ضمیر کا مرجع ماقبل میں صراحۃً مذکور نہ ہو بلکہ ذہن میں ہو یا فحوائے کلام سے مرجع سمجھ میں آ رہا ہو، عام حالت میں اضمار قبل الذکر ممنوع ہے، لیکن چند صورتوں میں جائز ہے جس کی تفصیل ''مقدمات علوم درسیہ'' میں ہے، حماسہ میں بھی اضمار قبل الذکر کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں، چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

(الف) ص:۴۲۔ پر یہ عنوان ہے ''قال ابنهُ مسور الخ'' ضمیر مسور کے والد ''زیادہ'' کی طرف لوٹ رہی ہے جو یہاں مذکور نہیں ہے۔ (ب) ص:۱۱۳۔ پر یہ مصرع ہے ''هَلُمَّ الیها قد اُثیرت زروعها'' اس میں ''الیها'' کی ضمیر یمامہ کی طرف لوٹ رہی ہے جو ماقبل میں صراحۃً مذکور نہیں ہے۔ (ج) ص:۱۲۲۔ پر یہ مصرع ہے، ''بشملةٍ یحبسهم بها محبسا ازلا'' ''بها'' کی ضمیر ''الحرب'' (جنگ) کی طرف لوٹ رہی ہے جو ماقبل میں مذکور نہیں ہے۔ (د) ص:۱۲۳۔ پر یہ مصرع ہے ''تفرّی بیضها عنّا فکُنّا'' اس مصرع میں ''بیضها'' کی ضمیر ''الارض'' (زمین) کی طرف لوٹ رہی ہے۔ جس کا ذکر ماقبل میں نہیں ہوا۔ (ہ) ص:۱۱۶۔ پر یہ مصرع ہے، ''فَهَوِیْ وجائشها یفور بمُزبد'' اس میں ''جائشها'' کی ضمیر ''الطعنة'' (زخم) کی طرف لوٹ رہی ہے۔ جس کا ذکر ماقبل میں صراحۃً نہیں ہے۔ (و) ص:۱۲۹۔ پر یہ مصرع ہے، ''ومجدٌ لاغادرنه'' اس میں ''غادرن'' کی ضمیر (فاعل) ''الخیل'' (گھوڑا) کی طرف لوٹ رہی ہے جو ماقبل میں مذکور نہیں ہے۔

(۱۱) اسماءٔ متوغلة الابهام۔ یعنی وہ اسماء جن میں ابہام زیادہ ہونے کی وجہ سے اضافت کے باوجود نکرہ رہتے ہیں، اس قسم کی مثالیں بھی حماسہ میں بہت ہیں، چند پیش خدمت ہیں، (الف) ص:۱۲۱، پر یہ مصرع ہے ''وفیه سِنَانٌ ذُو غِرَارین نائسُ'' یہاں لفظ ''ذو''

اضافت کے باوجود نکرہ ہے اس لئے ''سنان'' نکرہ کی صفت بنا صحیح ہے۔(ب)ص:۱۲۰ پر یہ مصرع ہے ''غریبًا زعمتم مُرملاً غیرَ مذنب'' یہاں ''لفظ'' ''غیر'' اضافت کے باوجود نکرہ ہے اس لئے ''غریباً'' نکرہ کی صفت بننا درست ہے۔

فہرست شروح وحواشی دیوان حماسہ

(۱) شرح دیوان حماسہ۔ ابو ہلال حسن بن عبداللہ عسکری۔۳۹۵ھ/۱۰۰۴ء۔

(۲) شرح دیوان حماسہ۔ ابوالمظفر محمد بن آدم ہروی۔

(۳) شرح دیوان حماسہ۔ ابوالفتح عثمان بن جنی۔۳۹۲ھ/۱۰۰۲ء

(۴) شرح دیوان حماسہ۔ ابوالقاسم زید بن علی فسوی۔۴۲۷ھ/۱۰۳۵ء۔

(۵) شرح دیوان حماسہ۔ ابوعبداللہ الخطیب اسکافی۔۴۲۱ھ/۱۰۳۰ء۔

(۶) الانیق (۶ جلد)۔ ابوالحسن علی بن اسماعیل بن سید لغوی۔۴۵۸ھ/۱۰۶۵ء۔

(۷) شرح دیوان حماسہ۔ ابوبکر محمد بن یحیٰی صولی۔۴۷۶ھ/۱۰۸۳ء۔

(۸) شرح دیوان حماسہ۔ ابوالفضل عبداللہ بن احمد میکالی۔۴۷۵ھ/۱۰۸۵ء۔

(۹) شرح دیوان حماسہ۔ عبداللہ بن ابراہیم۔۵۸۴ھ/۱۱۸۹ء۔

(۱۰) شرح دیوان حماسہ۔ حسن بن بشر آمدنی۔۳۴۵ھ/۹۳۶ء۔

(۱۱) شرح دیوان حماسہ۔ عبداللہ بن احمد سامانی۔۴۷۵ھ/۱۰۸۵ء۔

(۱۲) شرح دیوان حماسہ۔ ابراہیم بن محمد بن ملکوت اشبیلی۔۵۸۴ھ/۱۱۸۸ء۔

(۱۳) شرح دیوان حماسہ۔ ابوعلی حسن بن علی استر آبادی۔

(۱۴) شرح دیوان حماسہ۔ ابونصر قاسم بن محمد واسطی۔

(۱۵) ذکری حبیب۔ ابوالعلام احمد بن عبداللہ المعرّی۔۴۴۹ھ/۱۰۵۷ء۔

(۱۶) شرح دیوان حماسہ۔ ابوالمحاسن مسعود بن علی بیہقی۔۵۴۴ھ/۱۱۴۹ء۔

(۱۷) شرح دیوان حماسہ۔ (۵ جلد) ابوالحجاج یوسف بن سلیمان شنتری۔۴۸۶ھ/۱۰۹۳ء۔

(۱۸) شرح دیوان حماسہ۔ ابوزکریا یحیٰی بن علی مشہور بخطیب تبریزی۔۵۰۲ھ/۱۱۰۸ء۔

(۱۹) شرح دیوان حماسہ۔ ابوعلی احمد بن محمد مرزوقی۔۴۲۱ھ/۱۰۳۰ء۔

(۲۰) شرح دیوان حماسہ۔ ابونصر منصور بن مسلم حلبی معروف بابن الدمیک۔

(۲۱) شرح دیوان حماسہ۔ حسین بن محمد رافعی معروف بالخالع۔ بعد ۳۸۰ھ/۹۹۰ء۔

(۲۲) شرح دیوان حماسہ۔ ابوالریحان محمد بن احمد خوارزمی۔ بعد ۴۴۰ھ/۱۰۴۸ء۔

(۲۳) النظام (۱۰ جلد)۔ ابوالبرکات ابن المستوفی مبارک بن احمد اربلی۔۶۳۷ھ/۱۲۳۹ء۔

(۲۴) شرح دیوان حماسہ۔ ابومنصور محمد بن احمد ازہری۔ ۳۷۰ھ/ ۹۸۰ء۔

(۲۵) تسہیل الدراسہ (اردو ترجمہ مع عربی حاشیہ) مولانا ذوالفقار علی صاحب دیوبندی، والد شیخ الہندؒ۔

(۲۶) شرح دیوان حماسہ۔ تاج العلماء نجف علی بن عظیم الدین جھجری۔ ۱۰۹۵ھ/ ۱۶۸۳ء۔

(۲۷) حاشیہ اعزازیہ۔ شیخ الادب مولانا محمد اعزاز علی بن محمد مزاج علی۔ ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۴ء۔

(۲۸) معانی ابیات الحماسہ۔ علامہ نمریؒ

(۲۹) تشحیذ الکیاسۃ۔ مولانا محمد اسحاق لاہور۔

(۳۰) توضیح الدراسہ (اردو شرح) مولانا ابن الحسن عباسی صاحب۔

(۳۱) جلاءُ الفراسہ۔ صفحات: ۴۹۰۔ مؤلف: مولانا فیض الرحمٰن حقانی، ناشر: اکوڑہ خٹک سرحد۔ سن اشاعت: ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء۔ یہ شرح عربی میں ہے اور حاشیے میں بامحاورہ اردو ترجمہ ہے۔

چند مشہور ادباءٔ

نــوٹ: یوں تو بہت سے ادباءٔ گزرے ہیں لیکن کچھ ادباءٔ ایسے ہیں جن کے نام اور کام اب تک زندہ ہیں، ان کے ادباءٔ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اس فن کے ماہرین ہیں اور دوسرے علوم سے بھی بے بہرا نہیں ہیں۔ ان میں چند نام یہ ہیں۔

شمار	نام ادیب	سن وفات	شمار	نام ادیب	سن وفات
1	حماد الراویۃ جامع سبعہ معلقات	155ھ/ 771ء	2	خلیل بن احمد موجد عروض	175ھ/ 791ء
3	خلف الأحمر (ابومحرز)	180ھ/ 796ء	4	ابی عبیدہ (معمر بن المثنی)	209ھ/ 824ء
5	ابی زید انصاری (سعید بن اوس)	215ھ/ 830ء	6	عبدالمالک الأصمعی	216ھ/ 831ء
7	ابوالفرج علی بن الحسین الأصبہانی	356ھ/ 966ء	8	ابن دُرَید (ابوبکر محمد بن الحسن البصری)	321ھ/ 933ء
9	ملک الافضل علی بن صلاح الدین	601ھ/ 1204ء	10	بہرام شاہ صاحب بعلبک	628ھ/ 1230ء
11	ابوسعید عبدالملک بن قُریب (ان کی 42 تالیفات ہیں)		12	ابن نُباتۃ الفاروقی (عبدالرحیم)	374ھ/ 984ء

چند مشہور مؤرخین

نــوٹ: بے شمار مؤرخین گزرے اور گزریں گے تاہم جن مؤرخین کو اقدمیت وسابقیت حاصل ہے اور جن کی لکھی ہوئی تاریخ مأخذ اور بنیادی کردار کا درجہ رکھتی ہے، ان میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں، ان پر اس فن تاریخ کا غلبہ ہے اس لئے مؤرخین کہا گیا ہے، ورنہ یہ لوگ دیگر علوم کے بھی ماہرین ہیں۔

شمار	نام مؤرخ	سن وفات	شمار	نام مؤرخ	سن وفات
1	ابن ابی اصیبعہ صاحب عیون الانبیاء فی طبقات الاطباءٔ	668ھ/ 1269ء	2	المقریزی (تقی الدین) صاحب کتاب المواعظ والاعتبار فی ذکر الخطط والآثار	845ھ/ 1441ء

3	ابوالفدأ (عماد الدین بن علی ایوبی)	732ھ/1331ء	4	شمس الدین ذہبی صاحب تاریخ الاسلام	748ھ/1347ء
5	ابن خلکان صاحب وفیات الأعیان	681ھ/1282ء	6	ابن طقطقی صاحب الفخری	701ھ/1301ء
7	ابن خلدون مؤلف تاریخ ابن خلدون	808ھ/1405ء	8	لسان الدین ابن الخطیب	776ھ/1374ء
9	المقری صاحب نفح الطیب	1041ھ/1631ء	10	النویری صاحب نہایۃ الأرب فی فنون الأدب	732ھ/1331ء
11	ابن فضل اللہ العمری صاحب مسالک الابصار	748ھ/1347ء	12	علامہ جلال الدین السیوطیؒ صاحب مؤلفات کثیرہ	911ھ/1505ء
13	کمال الدین دمیری صاحب حیاۃ الحیوان	808ھ/1405ء	14	ابن کثیر (اسماعیل) صاحب البدایہ والنہایہ	774ھ/1372ء

چند مشہور شعرأ وادبأ

نوٹ: جو لوگ شعر وشاعری، ادب اور نظم ونثر میں یکساں مہارت رکھتے ہیں ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

شمار	نام شاعر وادیب	سن وفات	شمار	نام شاعر وادیب	سن وفات
1	التلعفری (شہاب الدین)	675ھ/1276ء	2	الشاب الظریف (محمد بن سُلیمان)	688ھ/1289ء
3	علامہ بوصیری صاحب بردہ مصری	695ھ/1295ء	4	ابن نباتہ مصری (محمد)	768ھ/1366ء
5	ابن حجہ حموی	838ھ/1434ء	6	القلقشندی مصری جامع صبح الأعشی	821ھ/1418ء
7	صفی الدین الحلی	750ھ/1349ء	8	ابن معتوق	1087ھ/1676ء
9	ناصیف بن عبداللہ الیازجی لبنانی	1287ھ/1870ء	10	احمد فارس شدیاق لبنانی	1304ھ/1887ء
11	جاہلی شاعر النابغۃ الذبیانی،	604ء	12	جاہلی شاعر قیس بن ساعدہ الایادی	600ء
13	مخضرمی شاعر الأعشی (میمون بن قیس)	629ء	14	مخضرمی شاعر کعب بن زہیر	26ھ/645ء
15	مخضرمی شاعرہ خنسأ (تماضر بنت عمرو)	25ھ/645ء	16	مخضرمی شاعر الحطیئۃ	45ھ/665ء
17	مخضرمی شاعر عبداللہ بن رواحہؓ	8ھ/629ء	18	اسلامی شاعر کعب بن مالکؓ	53ھ/673ء
19	اسلامی شاعر عمرو بن ابی ربیعہ	93ھ/712ء	20	اموی شاعر الأخطل	95ھ/712ء
21	اموی شاعر جریر بن عطیہ	110ھ/728ء	22	عباسی شاعر بدیع الزمان ہمذانی	398ھ/1008ء
23	موجود علم عروض علامہ خلیل بن احمد	170ھ/786ء	24	علامہ ابوالعباس اور متن کافی	159ھ/1455ء
25	کرنل نیلیوس اور محیط الدائرہ	1313ھ/1895ء	26	علامہ ابوتمام اور دیوان حماسہ	محرم 232ھ/846ء
27	عباسی شاعر علامہ حریری	446ھ/1054ء	28	عباسی شاعر ابوالعتاہیہ	211ھ/826ء
29	عباسی شاعر ابونواس	199ھ/815ء	30	عباسی شاعر ابن الرومی	284ھ/897ء

31	عباسی شاعر ابن المعتز	296ھ/909ء	32	عباسی شاعر الشریف الرضی	404ھ/1013ء
33	عباسی شاعر الطغرائی	513ھ/1120ء	34	عباسی شاعر البحتری	284ھ/897ء
35	عباسی شاعر المتنبی	354ھ/965ء	36	عباسی شاعر ابن عبدربہ	328ھ/940ء
37	عباسی شاعر ابوفراس حمدانی	357ھ/968ء	38	عباسی شاعر ابن ہانی اندلسی	362ھ/974ء
39	عباسی شاعر ابن زیدون اندلسی ء	462ھ/1070	40	عباسی شاعر ابن حمدیس اندلسی	537ھ/1133ء
41	عباسی شاعر ابن خفاجہ اندلسی	533ھ/1138ء	42	عباسی شاعر ابن الخطیب اندلسی	776ھ/1374ء
43	عباسی شاعر کمال الدین بن نبیہ مصری	619ھ/1222ء	44	عباسی شاعر ابوعلی تمیم بن خلیفہ المعز مصری	375ھ/985ء
45	عباسی شاعر ابن وکیع مصری	394ھ/985ء	46	عباسی شاعر ابوالفتوح نصر اللہ اسکندری	567ھ/1171ء
47	عباسی شاعر وھبۃ اللہ بن سنا الملک مصری		48	عباسی شاعر جمال الدین مصری	649ھ/1251ء
49	عباسی شاعر ابن الفارض مصری	632ھ/1235ء	50	عباسی شاعر بہاء الدین زہیر مصری	656ھ/1258ء
51	مخضرم الدولتین بشار بن بُرد	167ھ/784ء	52	شاعر متأخر علامہ بوصیری	695ھ/1295ء
53	شاعر متأخر صفی الدین الحلی	750ھ/1349ء	54	شاعر متأخر ابن منظور	714ھ/1311ء
55	شاعرہ متأخر عائشہ باعونیہ	922ھ/1516ء	56	شاعر متأخر حفنی ناصف	1337ھ/1919ء
57	شاعر متأخر باحثۃ البادیہ	1336ھ/1918ء	58	شاعر متأخر محمود سامی البارودی	1321ھ/1904ء
59	شاعر متأخر اسماعیل صبری	1341ھ/1923ء	60	شاعر متأخر احمد شوقی	1350ھ/1932ء
61	اسلامی شاعرہ حضرت ہند	14ھ/635ء	62	عباسی شاعرہ حضرت ام ابان	
63	عباسی شاعرہ فارعہ				

چند ماہرین لغت

نوٹ: یہاں بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ماہرین لغت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ لوگ کسی اور فن کو نہیں جانتے بلکہ انہیں اس فن پر عبور حاصل ہے۔

شمار	نام ماہر لغت	سن وفات	شمار	نام ماہر لغت	سن وفات
1	ابن مالک صاحب الفیہ	673ھ/1274ء	2		711ھ/1311ء
3	جمال الدین بن ہشام صاحب المغنی فی النحو	761ھ/1359ء	4	فیروز آبادی صاحب القاموس	817ھ/1414ء
5	حمزہ فتح اللہ	1336ھ/1918ء	6	ابراہیم بن ناصیف الیازجی	1323ھ/1906ء

7	بطرس بن بولس بستانی لبنانی	1300ھ/1883ء	8	محمد حافظ ابراہیم	1350ھ/1932ء
9	جمیل صدیقی الزھاوی	1354ھ/1936ء	10	غیر مسلم لوئیس معلوف صاحب المنجد	

زمانۂ جاہلیت کے سات بڑے شعرا اور مؤلف "سبعہ معلقات"

عرب زمانۂ جاہلیت میں سات بڑے شعراً گزرے ہیں جن کے اشعار بطور استدلال قابل حجت ہیں، یہ سات شعراً درس نظامی میں شامل کتاب "سبع معلقات" کے منتسبین ہیں یعنی مذکورہ کتاب میں ہر شاعر کا ایک ایک قصیدہ ہے، وہ شعراً ترتیب وار یہ ہیں۔ان شعراً کی یہ ترتیب کتاب "سبعہ معلقات" اوران کے مقام ومرتبہ کے اعتبار سے ہے۔

شمار	نام شاعر مع سن وفات	شمار	نام شاعر مع سن وفات
1	جاہلی شاعر امرؤالقیس، متوفی 545ء	2	جاہلی شاعر طرفہ بن العبد البکری، متوفی 564ء
3	جاہلی شاعر زہیر بن ابی سلمہ، متوفی 615ء	4	مخضرمی شاعر لبید بن ربیعہ عامری، متوفی 661ء
5	جاہلی شاعر عمرو بن کلثوم تغلبی، متوفی 584ء	6	جاہلی شاعر عنترہ بن شداد عبسی، متوفی 615ء
7	جاہلی شاعر حارث بن حلزہ الشکری، متوفی 570ء		

کتب ادب وشعر

جاننا چاہئے کہ ادب کے متعلقہ مباحث، ادباء اور شعراء کے حالات پر مشتمل قدیم اور جدید بہت سی کتابیں ہیں، ان میں سے یہاں چند اہم کتابوں کے نام پیش خدمت ہیں:

نمبر شمار	کتاب	مصنف	سن وفات
1	قصیدہ بانت سعاد	سیدنا کعب بن زہیر صحابی رسول	26ھ/645ء
2	کلیله و دمنه	ابو محمد عبداللہ بن المقفع	۱۴۳ھ/۷۶۰ء
3	سبعة معلقة	جامع ابوالقاسم حماد راویہ بن سابور	۱۵۵ھ/۷۷۱ء
4	جمهرة اشعار العرب: یہ 49 قصائد پر مشتمل قدیم اشعار کی کتاب ھے	ابو زید محمد بن ابی الخطاب قرشی	۱۷۰ھ/۷۸۶ء
5	دیوان حماسة	ابوتمام حبیب بن اوس طائی	۲۳۱ھ/۸۴۵ء
6	کتاب البیا والتبیان	جاحظ ابوعثمان عمرو بن بحر اصفہانی	۲۵۵ھ/۸۶۸ء
7	دیوان بحتری	ابوعبادہ ولید بن عبید	۲۸۴ھ/۸۹۷ء
8	المجتنی	ابن درید ابوبکر محمد بن الحسن	۳۲۱ھ/۹۳۳ء
9	دیوان متنبی	ابوالطیب احمد بن الحسن	۳۵۴ھ/۹۶۵ء

10	كتاب الاغاني	ابوالفرج علی بن حسین اصفہانی	۳۵۶ھ/۹۶۶ء
11	نقدالشعر	قدامہ بن جعفر بغدادی	۳۳۷ھ/۹۴۸ء
12	مقامات بديع	ابوالفضل بدیع الزمان احمد بن حسین ہمدانی	۳۹۸ھ/۱۰۰۷ء
13	نهج البلاغ	ابوالقاسم شریف مرتضیٰ علی بن طاہر	۴۳۶ھ/۱۰۴۴ء
14	مقامات حريرى	ابومحمد قاسم بن علی حریری بصری	۵۱۶ھ/۱۱۲۲ء
15	قصيده برده	علامہ شرف الدین محمد بن سعید بوصیری	۱۰۹۴ھ/۱۶۸۲ء
16	نفحة اليمن و اخوان الصفا	احمد بن محمد شروانی، یمنی	۱۲۵۳ھ/۱۸۳۷ء
17	قليوبى	شہاب الدین ابوالعباس احمد بن احمد قلیوبی	۱۰۲۹ھ/۱۶۱۹ء
18	مفيد الطالبين	مولانا محمد احسن بن حافظ علی نانوتوی	۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء
19	النظرات و العبرات	مصطفیٰ لطفی بن محمد لطفی	۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء
20	القرأة الرشيدة	عبدالفتاح صبری بک وعلی عمر بک مصری	۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء
21	نفحة العرب	شیخ الادب مولانا اعزاز علی بن مزاج علی امروہی	۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء
22	دروس الادب	سید سلیمان ندوی	۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء
23	القرأة الراشدة و مختارات و قصص النبيين	مولانا ابوالحسن علی ندوی۔ رمضان 1420ھ/31 دسمبر 1999ء	
24	معلم الانشاء جزاء ثالث	محمد رابع ندوی	ولادت ۱۹۲۹ء
25	وفيات الاعيان	ابن خلکان ابوالعباس احمد بن محمد شافعیؒ	681ھ/1282ء
26	فوات الوفيات (یہ اصل میں ابن خلکان کی کتاب "وفيات الاعيان" کا مقدمہ اور تمہید کے طور پر ہے۔)	ابن شاکر الکتبی	764ھ/1362ء
27	بغية الوعاة	علامہ جلال الدین السیوطیؒ	911ھ/1505ء
	معجم الادباء ۔ معجم البلدان. ارشاد الأريب الى معرفة الأديب ۔ فی التراجم۔	یاقوت حموی	627ھ/1229ء
29	اخبار العلما باخبار الحكمأ	لقفطی (جمال الدین علی)	646ھ/1248ء
30	يتيمة الدهر فى شعرأ اهل العصر	ثعالبی (ابومنصور)	429ھ/1038ء
31	فقه اللغة۔ كتاب الامثال ۔ فی الآداب و التاريخ	ثعالبی (ابومنصور)	429ھ/1038ء

32	دمية القصر وعصرة أهل العصر (يہ تيمية الدهر کا تکملہ ہے۔)	باخرزی (ابوالحسن علی)	468ھ/1075ء
33	خريدة القصر	کاتب الاصبهانی	
34	قلائد العقيان في محاسن الأعيان۔ في تراجم شعرأ المغرب.	فتح بن خاقان	529ھ/1134ء
35	نفح الطيب	مقری	1041ھ/1631ء
36	العمدة في صناعة الشعر و نقده	ابن رشیق القیروانی (ابوعلی الحسن)	464ھ/1017ء
37	المثل السائر في آداب الكاتب والشاعر.	نصر اللہ ضیأ الدین ابن الاثیر	740ھ/1339ء
38	المقدمة .	ابن خلدون عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون الحضرمی	808ھ/1405ء
39	الفهرست	ابن ندیم (محمد بن اسحاق بن الندیم)	391ھ/1000ء
40	معيار الاشعار (فارسی میں)		
41	كتاب ادب الكاتب ۔ كتاب ما في الشعر ۔خلق الانسان۔	ابن قتیبۃ ابومحمد عبداللہ بن مسلمہ بن قتیبہ الدینوری الکوفی	۲۷٦ھ/۸۸۹ء
42	نزهة الالبافي طبقات الادباء	علامہ شرف الدین ہمۃ اللہ بن عبدالرحیم بن الانباری	۵۷۷ھ/۱۱۸۱ء
43	تاريخ ادب العربي	استاد احمد حسن زیات	
44	الادب العربي بين عرض و نقد	علامہ محمد رابع الحسنی الندوی	
45	مفتاح السعادة	علامہ طاش کبری زادہ	۹٦۸ھ/۱۵٦۰ء
46	كشف الظنون	حاجی خلیفہ چلپی	۱۰٦۷ھ/۱٦۵٦ء
47	نهايت الارب في فنون الادب (بیس جلدوں میں)	علامہ نویری	۷۳۲ھ/۱۳۳۱ء
48	أسد الغابة في معرفة الصحابة. الكامل. اللباب	عزالدین علی ابن الاثیر (مؤرخ کبیر)	632ھ/1234ء
49	نقائص جرير و الفرزدق. المثالب. يُطعن بأنساب العرب، مجاز القرآن	ابوعبیدہ (معمر المثنی)	209ھ/824ء
50	تاريخ الادب. حياة اللغة العربية. ديون الشعر.	حِفنی ناصف	1337ھ/1919ء

فہرست کتب لغت

نوٹ: مختلف النوع لغات پر مختلف زبانوں میں بہت سی کتابیں ہیں، بطور نمونہ صرف چند کتب لغات کی فہرست پیش خدمت ہے۔

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	سن وفات
1	اعانۃ الانسان علی احکام اللسان	قاضی عزالدین محمد بن ابی بکر	819ھ/1416ء
2	تاج العروس من جواہر القاموس	سید ابوالفیض محمد مرتضی حسینی	1205ھ/1790ء
3	تاج المصادر فی اللغۃ	ابو جعفر احمد بن علی معروف بہ جعفرک المقری البیہقی	544ھ/1149ء
4	تاج اللغات	محمد اسماعیل کندی	
5	تلخیص فی اللغۃ	ابو ہلال حسن بن عبداللہ عسکری	395ھ/1004ء
6	تلقیح العین فی اللغة	ابو غالب تمام بن غالب بن عمر قرطبی لغوی	436ھ/1044ء
7	الافصاح عما وقع فی کتاب الصحاح	عبداللہ بن بری عباسی	582ھ 1189ء
8	تہذیب الاسماء واللغات	امام محی الدین یحییٰ بن اشرف نووی	678ھ/1279ء
9	الجمع بین صحاح الجوہری وغریب المصنف فی اللغۃ	ابو اسحاق ابراہیم بن قاسم بطلیموسی	646ھ/1248ء
10	الجمهرة فی اللغة	ابوبکر محمد بن الحسن بن ذرید اللغوی البصری معروف بہ ابن ذرید	321ھ/933ء
11	خلق الانسان	ابوالحسین احمد بن فارس لغوی	395ھ/1004ء
12	کتاب المجمل	ابوالحسین احمد بن فارس لغوی	395ھ/1004ء
13	فقہ اللغۃ	ابوالحسین احمد بن فارس لغوی	395ھ/1004ء
14	مجمل اللغہ	ابوالحسین احمد بن فارس لغوی	395ھ/1004ء
15	دیوان الادب	اسحاق بن فارابی	350ھ/961ء
16	شمس اللغات	مسٹر جوزف بریٹو جونیر نصرانی	1220ھ/1805ء
17	شوارد فی اللغۃ	امام رضی الدین حسن بن محمد صنعانی	650ھ/1252ء
18	مجمع البحرین	امام رضی الدین حسن بن محمد صنعانی	650ھ/1252ء
19	صحاح فی اللغۃ	امام ابونصر اسماعیل بن حماد جوہری فارابی	393ھ/1002ء
20	طبقات اللغویین والنحاۃ	ابوبکر محمد بن حسن زبیدی اشبیلی	379ھ/989ء
21	العالم واللغۃ	احمد بن ابان اندلسی لغوی	382ھ/992ء
22	اساس البلاغہ	علامہ جاراللہ ابوالقاسم محمود بن عمر زمخشری	538ھ/1143ء
23	الفائق فی غریب الحدیث	علامہ جاراللہ ابوالقاسم محمود بن عمر زمخشری	538ھ/1143ء

24	مقدمۃ الادب	علامہ جار اللہ ابو القاسم محمود بن عمر زمخشری	538ھ/1143ء
25	کتاب الامکنۃ والجبال والمیاہ	علامہ جار اللہ ابو القاسم محمود بن عمر زمخشری	538ھ/1143ء
26	سذرۃ العرف	علامہ جلال الدین سیوطیؒ	911ھ/1505ء
27	لمعۃ الاشراق فی الاشتقاق	علامہ جلال الدین سیوطیؒ	911ھ/1505ء
28	المزھر فی اللغۃ	علامہ جلال الدین سیوطیؒ	911ھ/1505ء
29	سر الفصاحۃ فی اللغۃ	ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن سنان خفاجی	
30	قاطع برہان	مرزا اسد اللہ غالب دہلوی	1285ھ/1868ء
31	القاموس المحیط والقابوس الوسیط الجامع لما ذھب من کلام العرب شماطیط	امام مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی	817ھ/1414ء
32	کامل فی اللغۃ	ابو العباس محمد بن یزید معروف بہ مبرد نحوی	285ھ/798ء
33	کتاب اسما جبال تہامہ ومکانہا	ابو سعید الحسن بن عبد السیر افی	368ھ/978ء
34	کتاب اسمأ اللہ تعالیٰ وصفاتہ۔ الجوھرۃ مختصر کتاب العین۔	ابو القاسم الصاحب اسماعیل بن عباد وزیر	385ھ/995ء
35	لسان العرب فی اللغۃ	شیخ جمال الدین ابو الفضل محمد بن مکرم انصاری خزرجی	711ھ/1311ء
36	المحکم والمحیط الاعظم	ابو الحسین علی بن اسماعیل الامیر معروف بہ ابن سیرہ	458ھ/1065ء
37	المغرب	امام ابو الفتح ناصر بن عبد السید المطرزی	610ھ/1213ء
38	الیواقیت	ابو عمر بن عبد الواحد الزاھر المطرز	345ھ/956ء
39	کتاب العین (اس کی تلخیص حاکم اندلس ہشام المؤید کے حکم سے شیخ ابو بکر زبیدی متوفی 379ھ/989ء نے کی ہے۔)	علامہ خلیل بن احمد موجد علم عروض	175ھ/791ء
40	المنجد فی اللغۃ والاعلام	ایک غیر مسلم لوئس معلوف	
41	البلغۃ فی اصول اللغۃ	نواب صدیق حسن خانصاحب	

فہرست شعرأ باب الحماسہ بترتیب کتاب

نوٹ: باب الحماسہ (جو دیوان حماسہ کا سب سے بڑا باب ہے) میں تقریباً 1324 اشعار اور 262 عنوانات ہیں، اس میں شعراء جاہلی واسلامی اور مخضرمین کے اشعار درج ہیں، حرف تہجی کے 28 حروف میں سے چھ حروف (ذ، ص، ض، ظ، ل، ن) کے نام سے کوئی شاعر

باب الحماسہ میں نہیں ہے، بقیہ حروف تہجی سے شعراء کے نام کو ہم نے طلبہ کے آسانی کیلئے ترتیب سے لکھدیا ہے، جوحسب ذیل ہے۔
کل تعداد شعراء اسلامی:68 جاہلی:61 مخضرمی:12 ''وقال آخر'' کے عنوانات 24 ہیں: اور حرف تہجی الف میں کل شعراء 38 ہیں، اور عنوانات 42 ہیں جو حسب ذیل ہیں:

نمبر شمار	نام شاعر۔عنوانات	کیفیت	صفحۂ کتاب
۱	قال بعض شعراء بلعنبرواسمه قريط بن انيف	اسلامی	۱۲
۲	وقال الفندالزماني في حرب البسوس	جاهلی	۱۳_۹۱
۳	وقال ابوالغول الطهوی	اسلامی	۱۳
۴	وقال جعفربن علبة الحارثی	اسلامی	۱۴_۱۴_۱۴_۶۳
۵	وقال أيضا	اسلامی	۱۴_۱۴_۱۴_۶۳
۶	وقال أيضامحبوسابمكة	اسلامی	۱۴_۱۴_۱۴_۶۳
۷	وقال ابوعطاء السندی	مخضرم دولتين	۱۵
۸	وقال بَلْعاء بن قيس الكناني	جاهلی	۱۵
۹	وقال ربيعة بن مقروم الضبی	مخضرمی	۱۵_۹۲
۱۰	وقال سعدبن ناشب	اسلامی	۱۶_۱۱۴_۱۱۴
۱۱	وقال تأبط شراوهوثابت بن جابر بن سفيان	جاهلی	۱۶_۱۹_۸۴
۱۲	وقال ابوكبيرالهُذلی	جاهلی	۱۷
۱۳	وقال تأبط شرا	جاهلی	۱۹_۱۶_۸۴
۱۴	وقال قطری بن الفجاءة	اسلامی	۲۰_۲۴_۱۱۷
۱۵	وقال بعض بنی قيس بن ثعلبة		۲۰_۸۴
۱۶	وقال السموال بن عاديا	جاهلی	۲۱
۱۷	وقال الشَمَيْذَرالحارثی	اسلامی	۲۳
۱۸	وقال وَدَّاكُ بن شُمَيْلِ المازنی	جاهلی	۲۳
۱۹	وقال سَوَّارُبن الْمُضَرَّبِ السَّعْدِی	اسلامی	۲۴
۲۰	وقال بعض بنی تَيِمِ الله بن ثعلبة		۲۴

۲۱	وقال قطری بن الفجاءة	اسلامی	۱۱۷_۲۰_۲۴
۲۲	وقال الحُرَيْشُ بن هلال القُرَيْعِیُّ	اسلامی	۲۵
۲۳	وقال ابنُ زَيّابَةَالتَّیمی	جاهلی	۲۶_۲۵
۲۴	وقال الحارث بن هُمَام	جاهلی	۲۶
۲۵	فاجابه ابن زَيّابَةَعلی وزنها	جاهلی	۲۵_۲۶
۲۶	وقال الاَشْتَرُالنخعی	اسلامی	۲۶
۲۷	وقال مَعْدانُ بن جَوَّاسٍ الْكِندی	جاهلی	۲۶
۲۸	وقال عامربن الطُّفَيْل	اسلامی	۱۲۳_۲۷
۲۹	وقال زُفربن الحارث	اسلامی	۱۱۱_۲۷
۳۰	وقال عمروبن معديكرب الزُبيدی	مخضرمی	۲۹_۲۹_۲۷
۳۱	وقال سيَّاربن قَصِيْرِالطائی	جاهلی	۲۸
۳۲	وقال بعض بنی بُولان مِنْ طیّ		۲۸
۳۳	وقال رُوَيْشِدُبن كثيرالطائی		۲۸
۳۴	وقال اُنَيْف بن زَبَّان النَّبهَانی	جاهلی	۲۸
۳۵	وقال عمروبن معديكرب	مخضرمی	۲۹_۲۷_۲۹
۳۶	وقال عمروايضاً	مخضرمی	۲۹_۲۷_۲۹
۳۷	وقال قَيْسُ بنُ الخَطيم	مخضرمی	۳۱
۳۸	وقال الحارث بن هشام بن المغيرةبن عبدالله بن عمروبن مخزوم	اسلامی	۳۲
۳۹	وقال الفَرَّارُالسُلَمِیُّ	مخضرمی	۳۲
۴۰	وقال بعض بنی أسدٍ		۴۴_۳۲
۴۱	وقال الشَّدَّاخُ بن يَعْمَرالكنانی	جاهلی	۳۳
۴۲	وقال الحُصَين بن الحُمَامِ المُری	مخضرمی	۶۸_۳۳
۴۳	وقال رجل من بنی عَقِيل		۳۴
۴۴	وقال القَتَّالُ الكِلابِی	اسلامی	۱۱۱_۳۴

۱۴۱	وقال آخرُ		۰ ۷۱
۱۴۲	وقال شُرَيْح بنُ قَرْوَاشِ الْعَبْسِي	جاهلی	۷۱
۱۴۳	وقال طَرَفَةُالجُذَيْمِيُّ	جاهلی	۷۲
۱۴۴	وقال أُبَيُّ بنُ حَمَامِ الْعَبْسِيُّ	جاهلی	۷۳_۷۲
۱۴۵	وقال أيضًا	جاهلی	۷۲_۷۳
۱۴۶	وقال عَنْتَرَةُ	جاهلی	۷۴_۷۳
۱۴۷	وقال عُرْوَةُ بن الْوَرْدِ	جاهلی	۸۰_۷۴
۱۴۸	وقال عَنْتَرةُ	جاهلی	۷۳_۷۴
۱۴۹	وقال قيس بن زُهَيْريرثى حذيفة وحملاً ابنى بدر	جاهلی	۸۱_۳۴_۷۵
۱۵۰	وقال مُسَاوِرُبن هند	اسلامی	۷۹_۷۵
۱۵۱	وقال العباس بن مِرْداس السُّلَمِيُّ	مخضرمی	۷۶_۷۶_۷۵
۱۵۲	وقال أيضًا	مخضرمی	۷۶_۷۵_۷۶
۱۵۳	وقال أيضاوهي مِنَ الْمُنْصِفَاتِ	مخضرمی	۷۶_۷۵_۷۶
۱۵۴	وقال عبدالشارق بن عبدالعزىٰ الجهني وهي من المصفات	جاهلی	۷۷
۱۵۵	وقال بِشْرُبن أُبَىِّ حِمَام العَبَسِي لِبنى زهيربن جذيمة	جاهلی	۷۸
۱۵۶	وقال غَلَّاقُ بن مَرْوَانَ بن الحكم بن زبناع	اسلامی	۷۹
۱۵۷	وقال الْمُسَاوِرُبن هندبن زُهَيْر	اسلامی	۷۵_۷۹
۱۵۸	وقال عُرْوَةُبن الْوَرْدِ	جاهلی	۷۴_۸۰
۱۵۹	وقال ابوالابيض العبسي	اسلامی	۸۰
۱۶۰	وقال قيس بن زُهير	جاهلی	۷۵_۳۴_۸۱
۱۶۱	وقال هُدْبَةُ بن خَشْرَمِ	اسلامی	۸۱
۱۶۲	وقال عَمروبن كُلْثُومِ التغلبي	جاهلی	۸۱
۱۶۳	وقال مُثَلَّم بن عَمْرِوالتَّنُوخِي	جاهلی	۸۲
۱۶۴	وقال عبدالله بن سَبْرَةالحَرَشِيُّ	اسلامی	۸۲

۱۶۵	وقال الرَّبیعُ بن زیاد العبسی		۸۳
۱۶۶	وقال الشَّنفَرِیُّ العَبْدِی الاَزْدِی		۸۳
۱۶۷	وقال تأبط شرًّا	جاهلی	۸۴_۱۶_۱۹
۱۶۸	وقال بعض بنی قیس بن ثعلبة		۸۴_۲۰
۱۶۹	وقال سعدبن مالک	جاهلی	۸۵
۱۷۰	وقال جَحْدَرُبن ضَبِیْعَةَبن قیس	جاهلی	۸۶
۱۷۱	وقال شَمّاسُ بن اَسْوَدَالطهوی	جاهلی	۸۶
۱۷۲	وقال حَجُرُبن خالدبن محمود بن عمروبن مرثد	جاهلی	۸۶_۶۲_۸۸
۱۷۳	وقال حَجُرُبن خالدأیضًا	جاهلی	۸۸_۶۲_۸۶
۱۷۴	وقال غَسّانُ بن وَعْلَة	جاهلی	۸۸
۱۷۵	وقال بعض بنی جُهَیْنَةَفی وقعةکَلْبِ وَفَزارة		۸۸
۱۷۶	وقال اَلْمُنَخَّلُ بن الحارثِ الیَشْکُرِیُّ	جاهلی	۸۹
۱۷۷	وقال باعث بن صُرَیم	جاهلی	۹۰
۱۷۸	وقال الفندالزمانی	جاهلی	۹۱_۱۳
۱۷۹	وقال رَبِیْعَةُبن مَقْرُوم	مخضرمی	۹۲_۱۵
۱۸۰	وقال سُلمِیُّ بن رَبیعة	جاهلی	۹۳
۱۸۱	وقال اُبَیُّ بن سُلمِیّ	جاهلی	۹۴
۱۸۲	وقال زیدُالفوارس	جاهلی	۹۵
۱۸۳	وقال الرَّقادُبنُ المُنْذِر	جاهلی	۹۵_۹۶
۱۸۴	وقال أیضًا	جاهلی	۹۶_۹۵
۱۸۵	وقال شَمْعَلَةُبنُ الاَخْضَرِ	جاهلی	۹۶
۱۸۶	وقال حُسَیْل بن سُجَیْح الضبی	جاهلی	۹۶
۱۸۷	وقال مُحرِزُبنُ اَلْمُکَعْبِرِالضَّبِیُّ	جاهلی	۹۷
۱۸۸	وقال عَامِرُبن شقیق	جاهلی	۹۷

۲۶۱	وقال جُرَيْبَةُبن الاَشْيَمِ الفقعسی	اسلامی	۱۳۴
۲۶۲	وقال شَقِيقُ بنُ سُلَيْکِ الاَسَدِیُّ	اسلامی	۱۳۵

شعراء باب حماسہ بترتیب حروف تہجی

نوٹ: باب الحماسہ جو دیوان حماسہ کا سب سے بڑا باب ہے، اس میں تقریباً ۱۳۲۴، اشعار، اور دو سو باسٹھ عنوانات ہیں، اس میں شعراء جاہلی واسلامی اور مخضرمین کے اشعار درج ہیں، حرف تہجی کے ۲۸ حروف میں سے چھ حروف (ذ، ص، ض، ظ، ل، ن) کے نام سے کوئی شاعر باب الحماسہ میں نہیں ہے بقیہ حروف تہجی سے شعراء کے نام کو ہم نے طلبہ کی آسانی کیلئے ترتیب سے لکھدیا ہے، جو حسب ذیل ہے۔ کل تعداد شعراء اسلامی: ۶۸۔ جاہلی: ۶۱۔ مخضرمی: ۱۲۔ ''وقال آخر'' کے عنوان سے ۲۴ ہیں۔

حرف الف: حرف ''الف'' میں ۳۸ شعراء ہیں اور عنوانات ۴۲ ہیں جو حسب ذیل ہیں:

شمار	نام شاعر مع کیفیت	صفحہ نمبر	شمار	نام شاعر مع کیفیت	صفحہ نمبر
۱	اسلامی ابو الغول الطهوی	۱۳	۲	اسلامی ابوعطاء السندی	۱۵
۳	جاهلی ابو کبیر الهذلی	۱۷	۴	جاهلی ابن زيابة التيمي	۲۵
۵	اسلامی اشتر النخعی	۲۶	۶	جاهلی اُنَيف بن زبان النبهانی	۲۸
۷	جاهلی اياس بن قبيصة الطائی	۳۵	۸	اسلامی احوص بن محمد الانصاری	۳۸
۹	إبراهيم بن كنيف النبهانی	۴۴	۱۰	اسحاق بن خلف	۴۹
۱۱	اعرج المعنی	۵۱	۱۲	ابو حنبل الطائی	۵۲
۱۳	ابو النشناش	۵۶	۱۴	ابو العلاء	۵۷
۱۵	ابو صخر الهُذَلِیُّ	۵۸	۱۶	ابن دارة	۶۹
۱۷	ارطاة بن سُهَيّة	۶۹	۱۸	اُبَیُّ بن حمّام العبسی	۷۲
۱۹	ابو الابيض العبسی	۸۰	۲۰	اُبَیُّ بن سُلّمی	۹۴
۲۱	ابو ثمامة	۹۸	۲۲	اياس بن مالک	۱۰۱
۲۳	اخرم السنبسی	۱۰۲	۲۴	ابن مسور	۴۲
۲۵	ادهم بن ابی الزعراء	۱۰۴	۲۶	ابان بن عبدة	۱۰۸
۲۷	اُنيف بن حكيم النبهانی	۱۰۸	۲۸	اوس بن حبناء	۱۱۲

۲۹	ارقط بن رعبل	۱۱۸	۳۰	اوس بن ثعلبة	۱۱۹
۳۱	اخنس بن شهاب التغلبی	۱۲۵	۳۲	اُمَیَّةُبن ابی الصلت	۱۳۰
۳۳	ابن السلیمانی	۱۳۲	۳۴	اعرابی قتل اخوهٗ إبنًاله الخ	۳۵
۳۵	إمرأة من بنی طی	۳۶	۳۶	اخوخُزابة اوابن خزابة	۱۱۹
۳۷	إمرأة من بنی عامر	۱۳۰	۳۸	إمرأة من بنی هزان	۱۳۱

حرف باء: حرف ''ب'' میں کل شعراء۲۱ ہیں اورعنوانات ۲۵ ہیں۔

۱	جاهلیلعاء بن قیس الکنانی	۱۵	۲	اسلامیبشربن المغیرة	۴۶
۳	جاهلیبرج بن مسهر الطائی	۲۴۰	۴	بُعَیْثُ بْنُ حُرَیث	۶۷
۵	بشامة بن حَزن النهشلی	۶۹	۶	بشربن اُبَیّ بن حمام العبسی	۷۸
۷	جاهلی باعث بن صُرَیْم	۹۰	۸	جاهلیبغثربن لقیط الاسدی	۱۲۰
۹	بعض بنی قیس بن ثعلبة	۲۰	۱۰	بعض بنی تیم الله بن ثعلبة	۲۴
۱۱	بعض بنی بولان من طئی	۲۸	۱۲	بعض بنی اسد	۳۲
۱۳	بعض بنی فقعس	۳۷	۱۴	جاهلیبعض بنی جرم من طئی	۴۳
۱۵	بعض بنی اسدواقتتل الخ	۴۴	۱۶	بعض بنی عبد شمس من فقعس	۴۶
۱۷	بعض بنی طیء	۵۴	۱۸	بعض بنی عبس	۵۸
۱۹	بعض بنی جهینة	۸۸	۲۰	بعض لصوص طیء	۱۰۷
۲۱	بعض بنی اسد	۴۸			

حرف تاء:

۱	جاهلی تأبَطَّ شَرًّا(ثابت بن جابر)	۱۶			

حرف ثاء:

۱	جاهلی ثابت بن جابر بن سفیان	۱۶			

حرف جیم: حرف ''ثا'' میں کل شعراء۹ ہیں اورعنوانات ۱۴ ہیں۔

۱	اسلامی جعفربن عُلبةالحارثی	۱۴	۲	جاهلی جابربن رالان السنبسی	۴۰

حرف حاء: حرف ''ح'' میں کل شعراء ۱۳، اور کل عنوانات ۱۷ ہیں۔

حرف خاء:

حرف دال:

حرف راء: حرف ''ر'' میں کل شعراء ۱۳ اور کل عنوانات ۱۶ ہیں۔

حرف زاء: حرف ''ز'' میں کل شعراء ۴ اور کل عنوانات پانچ ہیں۔

۳	جاهلی زیدالفوارس	۹۵	۴	زاهرابو کرّام التیمی	۱۱۵

حرف سین: حرف ''س'' میں کل شعراء ۱۰ اور کل عنوانات ۱۲ ہیں۔

۱	اسلامی سعدبن ناشب	۱۶	۲	جاهلی سموال بن عادیا	۲۱
۳	اسلامی سواربن المضرب السعدی	۲۴	۴	سیاربن قصیرالطائی	۲۸
۵	جاهلی سبرةبن عمروالفقعسی	۴۱	۶	جاهلی سعدبن مالک	۸۵
۷	جاهلی سلمی بن ربیعة	۹۳	۸	سنان بن الفحل	۱۰۰
۹	سوار	۱۱۸	۱۰	اسلامی سالم بن وابصة	۱۲۳

حرف شین: حرف ''ش'' میں کل شعراء ۱۰ اور کل عنوانات بھی دس ہیں۔

۱	اسلامی شمیذرالحارثی	۲۳	۲	شداخ بن یعمرالکنانی	۳۳
۳	اسلامی شبیب بن عوانةالطائی	۷۵	۴	جاهلی شنفری العبدی الازدی	۸۳
۵	جاهلی شریح بن قرواش العنبسی	۷۱	۶	جاهلی شماس بن اسودالطهوی	۸۶
۷	جاهلی شمعلة بن الاخضر	۹۶	۸	شُبیل الفزاری	۱۱۷
۹	اسلامی شُبرمة بن الطفیل	۱۲۲	۱۰	اسلامی شقیق بن سُلَیک الاسدی	۱۳۵

حرف طاء: حرف ''ط'' میں کل شعراء ۳ اور کل عنوانات بھی ۳ ہیں۔

۱	جاهلی طفیل الغنوی	۴۸	۲	اسلامی طرماح بن حکیم	۳۹
۳	اسلامی طرفة الجذیمی	۷۲			

حرف عین: حرف ''ع'' میں کل شعراء ۲۱ اور کل عنوانات ۲۹ ہیں۔

۱	جاهلی عامربن الطفیل	۲۷	۲	جاهلی عمروبن معدیکرب الزبیدی	۲۷
۳	جاهلیه عاتکةبنت عبدالمطلب	۱۲۹	۴	جاهلی عبدالقیس بن خفاف البرجمی	۱۲۹
۵	اسلامی عنترة بن الاخرس المَعْنِيُ من طئی	۳۸	۶	اسلامی عویف بن القوافی	۴۵
۷	مخضرم عمروبن شاش	۴۹	۸	اسلامی عقیل بن علفةالمُرّی	۷۰
۹	جاهلی عنترة	۳۸	۱۰	جاهلی عروة بن الورد	۷۴
۱۱	مخضرم عباس بن مرداس السلمی	۷۵	۱۲	جاهلی عبدالشارق الجهنی	۷۷
۱۳	جاهلی عمروبن کلثوم التغلبی	۸۱	۱۴	اسلامی عبدالله بن سبرة الحرشی	۸۲
۱۵	جاهلی عامربن شقیق	۹۷	۱۶	مخضرم عبدالله بن عنتمة الضبی	۹۹

۱۷	اسلامی عبدالرحمن المعنی	۱۰۲	۱۸	اسلامی عبیدبن ماویة،	۱۰۲
۱۹	اسلامی عمرو بن مخلاة الکلابی	۱۱۰	۲۰	اسلامیعمرو القناء.	۱۱۶
۲۱	عُذَیل بن ذالفرخ العجلی	۱۲۶			ـ

حرف غین:

۱	اسلامی غَلَّاق بن مروان بن الحکم	۷۹	۲	مخضرم غَسَّان بن وعلة	۸۸

حرف فاء: حرف ''ف'' میں کل شعراء۴ اورکل عنوانات ۵ ہیں۔

۱	جاهلی فندالزمانی	۱۳	۲	اسلامی فرارالسلمی	۳۲
۳	اسلامی فضل بن عباسؓ	۳۸	۴	اسلامی فَرَزْدَق	۱۱۶

حرف قاف: حرف ''ق'' میں کل شعراء۱۲ اورکل عنوانات ۲۰ ہیں۔

۱	اسلامی قُریط بن اُنیف(پہلاشاعر)	۱۳	۲	اسلامی قَطری بن الْفُجاءة	۲۰
۳	جاهلی قیس بن الخطیم	۳۱	۴	اسلامی قَتَّالُ الْکِلابی	۳۴
۵	جاهلی قیس بن زهیربن جذیمة العبسی	۳۴	۶	اسلامی القطامی	۶۲
۷	قیس بن زهیر	۸۱	۸	جاهلی قبیصه بن النصرانی الجرمی	۱۰۳
۹	اسلامی قوال الطائی	۱۰۹	۱۰	اسلامی قرادبن عبَّاد	۱۱۵
۱۱	مخضرم قبیصه بن جابر	۱۲۲	۱۲	جاهلی قتادة بن مسلمه الحنفی	۱۳۳

حرف کاف: حرف ''کاف'' میں کل شعراء۳ اورکل عنوانات ۴ ہیں۔

۱	اسلامی کبشة اخت عمروبن معدیکرب	۳۷	۲	اسلامی کَرَوَّش بن زید	۱۰۹
۳	کنزةاُمّ سهلة	۱۲۲			

حرف میم: حرف ''م'' میں کل شعراء۱۰ اورکل عنوانات ۱۵ ہیں۔

۱	معدان بن جواس الکندی	۲۶	۲	اسلامی موسیٰ بن جابر الحنفی	۶۵
۳	جاهلی مثلم بن رباح بن ظالم	۶۷	۴	اسلامی محمد بن عبد الله الازدی	۷۰
۵	اسلامی مساوربن هندبن زهیر	۷۵	۶	جاهلی مثلم بن عمرو التنوخی	۸۲
۷	جاهلی منحل بن الحارث الیشکری	۸۹	۸	جاهلی محرربن المعکر الضبی	۹۷
۹	مخضرم محمدبن علقمة	۱۰۶	۱۰	جاهلی مُتَلَمِّس	۱۱۲

حرف واو:

١	جاهلی وَذّاک بن شمیل المازنی	۲۳	۲	اسلامی وضاح بن اسماعیل	١٠٩

حرف هاء:

١	هلال بن رزین	٦٠	۲	اسلامی هدبةُ بنی خشرم	٨١

حرف یاء:

١	یزید بن الحکم الکلابی	۴٠	۲	جاهلی یزید بن حمار السکونی	۵۳
۳	اسلامی یحییٰ بن منصور الحنفی	۵٨			

فہرست تالیفات مولانا محمد صدیق ارکانی

شمار	نام کتاب مع تعداد صفحات	سن طباعت
١	مقدمات علوم درسیہ، طبع اول، دوم، سوم۔ صفحات: ۴۸٠	محرم ١۴١٦ھ / جون ١٩٩۵ء
۲	جہاد میں خواتین کا کردار مع صمصام الاسلام۔ صفحات: ۳١۲	شوال ١۴١٨ھ / فروری ١٩٩٨ء
۳	متعلقات دورۂ حدیث، طبع اول، دوم، سوم۔ صفحات: ۴٦۳	شوال ١۴١٦ھ / فروری ١٩٩٦ء
۴	تذکرۂ ارکان برما مع مقدمۃ التاریخ والتقویم، صفحات: ۵۲٠	ربیع الاول ١۴١٨ھ / جولائی ١٩٩٧ء
۵	صمصام الاسلام طبع ثانی، صفحات: ١۲٨	رجب ١۴۲١ھ / اکتوبر ۲٠٠٠ء
٦	اولیات مع مقدمہ داستان الفت، صفحات: ١١۲	محرم ١۴۲٠ھ / مئی ١٩٩٩ء
٧	تعارف حرکۃ الجہاد۔ دستور حرکۃ الجہاد، صفحات: ٩٦	ربیع الاول ١۴۲۲ھ / جون ۲٠٠١ء
٨	اشک مسلمانان ارکان برما، صفحات: ٨٠	رمضان ١۴۲٠ھ / جنوری ۲٠٠٠ء
٩	ارکان کی خونی داستان، صفحات: ۴٨۔ طبع اول ودوم	رمضان ١۴۲٠ھ / جنوری ۲٠٠٠ء
١٠	برمی جمہوریت اپنے مظالم کے آئینے میں، صفحات: ٦۴	ذی الحجہ ١۴١٨ھ / اپریل ١٩٩٨ء
١١	اظہار حقیقت، صفحات: ۵٦	ربیع الثانی ١۴١٩ھ / اگست ١٩٩٨ء
١۲	احکام ہجرت، صفحات: ۵٦	محرم ١۴۲١ھ / اپریل ۲٠٠٠ء
١۳	تاریخ العرب والقدس، صفحات: ١٩۲	محرم ١۴۲۵ھ / مارچ ۲٠٠۴ء
١۴	جریدۂ عالم، صفحات: ۳۲٠	شوال ١۴۲۴ھ / جنوری ۲٠٠۴ء
١۵	مشاہیر ارکان برما، صفحات: ۳٨۴	جمادی الاولیٰ ١۴۲۵ھ / جولائی ۲٠٠۴ء

۱۶	الترجیح شرح التوضیح والتلویح صفحات:۳۴۴	محرم۱۴۲۵ھ/جنوری۲۰۰۴ء
۱۷	منظر عالم،صفحات:۴۸۰	رمضان۱۴۲۵ھ /اکتوبر۲۰۰۴ء
۱۸	لہولہان ارکان اور مظلوم برمی مسلمان،صفحات:۹۰	محرم۱۴۲۶ھ/فروری۲۰۰۵ء
۱۹	متاع احتشام الحقؒ،صفحات:۷۰۰	جمادی الثانی۱۴۲۶ھ/اگست۲۰۰۵ء
۲۰	نیرنگ عالم،صفحات:۶۵۶	رمضان۱۴۲۶ھ/اکتوبر۲۰۰۵ء
۲۱	اکابرین ارکان برما،صفحات:۴۸۰	جمادی الثانی۱۴۲۷ھ/جولائی۲۰۰۶ء
۲۲	قوانین عائلی کمیشن اور اختلافی نوٹ۔صفحات:۳۲۰	رمضان۱۴۲۶ھ/اکتوبر۲۰۰۶ء
۲۳	مشائخ ارکان برما،صفحات:۹۶	رمضان۱۴۲۸ھ/نومبر۲۰۰۷ء
۲۴	برمی جمہوریت اور ہولناک مظالم۔صفحات:۴۸۔	رمضان۱۴۳۰ھ/ستمبر۲۰۰۹ء
۲۵	نعت ونظم نمبر۔صفحات:۳۳۲	ربیع الاول۱۴۲۸ھ/اپریل۲۰۰۷ء
۲۶	حج وحرمین نمبر۔صفحات۲۰۰	ذوالحجہ۱۴۲۸ھ/جنوری۲۰۰۸ء
۲۷	پاکستان نمبر۔صفحات۳۳۶	رجب۱۴۲۸ھ/اگست۲۰۰۸ء
۲۸	دستور پاکستان نمبر۔صفحات۲۵۶	شعبان۱۴۳۰ھ/اگست۲۰۰۹ء
۲۹	فلسفۂ صوم وبرکات رمضان۔صفحات۹۶	رمضان۱۴۲۶ھ/نومبر۲۰۰۵ء
۳۰	عیدین اور اسلامی ذبیحہ۔ صفحات۹۶	رمضان۱۴۲۷ھ/اکتوبر ۲۰۰۶ء
۳۱	جشن نزول قرآن۔صفحات۲۴	رمضان۱۴۲۷ھ/اکتوبر ۲۰۰۶ء
۳۲	مطر السماء شرح باب الحماسہ۔صفحات ۴۸۷	شوال المکرم۱۴۳۰ھ/اکتوبر۲۰۰۹ء